طلسم، لکھنؤ

25 جولائی 1856-8 مئی 1857

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

طلسم لکھنؤ

25 جولائی 1856-8 مئی 1857

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان

طلسم، لکھنؤ

25 جولائی 1856 - 8 مئی 1857

(مدیر) محمد یعقوب، فرنگی محلی، لکھنؤ

ترتیب و تہذیب

اقبال حسین

قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

وزارت ترقی انسانی وسائل، حکومت ہند

فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی۔ 110025

© قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی

سنہ اشاعت	:	2012
تعداد	:	550
قیمت	:	176/-
سلسلۂ مطبوعات	:	1588

Tilsm-e-Lucknow
Editor : Mohd. Yaqoob, Farangi Mehli, Lucknow
Compiled By: Iqbal Husain

ISBN: 978-81-7587-773-3

ناشر: ڈائرکٹر، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، فروغ اردو بھون، FC-33/9، انسٹی ٹیوشنل ایریا، جسولہ، نئی دہلی 110025،
فون نمبر: 49539000، فیکس: 49539099
شعبۂ فروخت: ویسٹ بلاک-8، آر۔ کے۔ پورم، نئی دہلی-110066
فون نمبر: 26109746 فیکس: 26108159
ای میل: urducouncil@gmail.com، ویب سائٹ: www.urducouncil.nic.in
طابع: لاہوتی پرنٹ ایڈز، جامع مسجد، دہلی-110006
اس کتاب کی چھپائی میں 70GSM, TNPL Maplitho کاغذ استعمال کیا گیا ہے۔

پیش لفظ

انیسویں صدی کے وسط میں شائع ہونے والے ہفتہ وار طلسم، لکھنؤ ہندوستان کے موقر اخبارات میں ایک تھا۔ دہلی سے ایک دوسرا اہم ہفتہ وار، دہلی اردو اخبار، بھی مولوی محمد باقر پدر محمد حسین آزاد کی ادارت میں شائع ہو رہا تھا۔ دونوں اخبارات نام نہاد آزاد مملکتوں کے دارالحکومتوں سے طبع ہو رہے تھے جہاں ایسٹ انڈیا کمپنی کا بالواسطہ کنٹرول تھا۔

ہفتہ وار طلسم، واجد علی شاہ کی معزولی اور اودھ کے الحاق کے پانچ ماہ بعد محمد یعقوب فرنگی محلی کی ادارت میں 25 جولائی 1856 سے طبع ہونا شروع ہوا تھا۔ یہ 8 مئی 1857 تک جاری رہا۔ اودھ میں انگریز مخالف سرگرمیوں کی وجہ سے حالات بگڑنے لگے تو طلسم کی طباعت بند ہو گئی۔ الحاق اودھ سے لے کر آغاز غدر 1857 کا دور اودھ کے عوام اور خواص پر بڑا صبر آزما رہا تھا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے حکمرانوں نے اودھ کو واجد علی شاہ کی حکومت میں بد انتظامی، بد امنی اور جرائم کے الزامات میں ضبط کیا تھا تا کہ مملکت میں امن وامان قائم کیا جا سکے، لیکن برعکس اس کے الحاق اودھ کے بعد کمپنی کی حکومت کے قیام نے قتل و غارت گری اور لوٹ مار کا بازار زیادہ گرم کر دیا۔ طلسم اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ عوام اور خواص پر اودھ کے الحاق کے بعد کیا گزر رہی تھی۔

طلسم اخبار کی زبان صاف اور شستہ تھی۔ اس پر رجب علی بیگ سرور کی تحریر کا اثر واضح نظر آتا ہے۔ مولوی محمد یعقوب فرنگی محلی اور رجب علی بیگ سرور بہت اچھے دوست تھے۔ ممکن ہے کہ طلسم کی ترتیب و تدوین میں رجب علی بیگ سرور کا تعاون رہا ہو کیونکہ طلسم کی تحریر میں سرور کا رنگ زیادہ جھلکتا ہے۔

طلسم لکھنؤ ایسے دور میں شائع ہو رہا تھا جبکہ کمپنی کے حکمراں طاقت کے نشہ میں جا و بے جا میں کم تفریق کرتے تھے۔ وہ انگریزوں کو ہندوستانیوں کے مقابلہ میں برتر سمجھتے تھے۔ بڑے سے بڑا جرم کرنے کے بعد بھی انگریزوں کو معمولی سرزنش کے بعد بری کر دیا جاتا۔ طلسم کا ایڈیٹر ایسے واقعات پر بغیر کسی تبصرہ کے اظہار خیال سے نہیں چوکتا: ''شہر میں حکومت صاحبان انگریز ہے۔ جیسے چار طرف بریز بریز ہے، یا ''حاکم ہارے۔ تو منہ میں مارے''

اودھ کے الحاق کے بعد کمپنی کے افسران نے سوچی سمجھی سازش کے تحت اودھ کے حکمران گھرانوں کو کمزور کرنے کے لیے ان کے مسلح ملازمین کو غیر مسلح کرنے کی مہم شروع کی۔ حکم جاری کیا گیا کہ واجد علی شاہ کے خانوادوں میں صرف گیارہ افراد ہی اسلحہ رکھ سکتے ہیں۔ اس حکم کے

ہجرت کے بعد واجد علی شاہ کے خاندان کے دیگر افراد سے اسلحوں کی ضبطی کا کام شروع کیا گیا۔ محلات میں اسلحوں کے ذخائر محفوظ تھے۔ سب ضبط کر لیے گئے۔ محلات کے ملازمین پر تشدد کیے گئے کہ وہ مقامات کا پتہ بتلائیں جہاں اسلحے محفوظ تھے۔ محلات سے بیگمات کو بھی بے دخل کر کے دوسرے مکان میں بھیج دیا گیا۔

اودھ کے الحاق کے بعد واجد علی شاہ کے خاندان کے مالی وسائل پر بھی بڑا اثر پڑا۔ عوام کمپنی کی حکومت کے تحت مالی بدحالی اور بے روزگاری کا شکار ہوتے جا رہے تھے، دیسی مصنوعات کے کارخانے ختم ہونے لگے تھے۔ ہنرمندان اور کاریگران فاقہ کشی سے مجبور ہو کر ترک وطن پر مجبور ہو گئے تھے۔ اناج اور دوسری ضرورت زندگی کی قیمتوں میں اضافہ نے عوام کی حالت ابتر کر رکھی تھی۔ طلسم میں شائع ہونے والی خبروں کے مطابق، بے بس اور مجبور لوگ، حکومت کے خلاف سازشیں کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ وہ اس ظالم حکومت کو برطرف کرنے کے لیے متحد اور ہتھیار بند ہونے لگے تھے۔

اودھ کا زمیندار طبقہ بھی کمپنی حکومت سے خوش نہیں تھا۔ زمینداروں اور تعلقہ داروں کے درمیان بتدریج بڑھتے ہوئے مناقشوں کا اثر زمینداروں اور عوام پر پڑ رہا تھا۔ تعلقہ داروں کی انگریز نوازی نے زمینداروں اور عوام کو، حکومت سے برانگیختہ کر دیا تھا۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے اہلکاروں نے اودھ پر اقتدار حاصل کرنے کے بعد، قدیم شاہی ملازمین اور فوجیوں کو طرح طرح کے بہانوں سے برطرف کرنا شروع کر دیا تھا۔ خود کمپنی کی فوج متعینہ منڈیاؤں کینٹمنٹ میں انگریزی حکومت کے خلاف غصہ اور نفرت شدید تھی جس کا ثبوت آتش زنی اور انگریز ڈاکٹر کی موت سے ملتا ہے۔

اودھ میں 1857 کی بغاوت کے دوران مختلف وجوہات سے عوام نے پورے جوش کے ساتھ حصہ لیا تھا اور تقریباً دو سال تک انگریزوں کے خلاف نبرد آزما رہے۔

ہفتہ وار طلسم اخبار اس لیے اہم ہے کہ وہ اودھ کی ثقافتی، مذہبی، سماجی اور سیاسی زندگی کا آئینہ پیش کرتا ہے۔ اردو صحافت میں منفرد انداز تحریر اور اپنی نڈر تحریر سے طلسم عوام اور خواص میں مقبول تھا۔ قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان طلسم اخبار کی صحافت اور ادبی اہمیت کے پیش نظر اسے شائع کر رہی ہے تاکہ یہ قومی تاریخی سرمایہ محفوظ رہ سکے۔

ڈاکٹر خواجہ محمد اکرام الدین

ڈائرکٹر

فہرست

نمبر شمار	شمارہ نمبر	تاریخ	صفحہ
مقدمہ			VIII
1۔	1	۲۵ر جولائی ۱۸۵۶ء	1
2۔	2	یکم اگست ۱۸۵۶ء	11
3۔	3	۸ر اگست ۱۸۵۶ء	20
4۔	4	۱۵ر اگست ۱۸۵۶ء	28
5۔	5	۲۲ر اگست ۱۸۵۶ء	37
6۔	6	۲۹ر اگست ۱۸۵۶ء	45
7۔	7	۵ر ستمبر ۱۸۵۶ء	55
8۔	8	۱۲ر ستمبر ۱۸۵۶ء	64
9۔	9	۱۹ر ستمبر ۱۸۵۶ء	73
10۔	10	۲۶ر ستمبر ۱۸۵۶ء	85
11۔	11	۳ر اکتوبر ۱۸۵۶ء	94
12۔	12	۱۰ر اکتوبر ۱۸۵۶ء	102
13۔	13	۱۷ر اکتوبر ۱۸۵۶ء	110
14۔	14	۲۴ر اکتوبر ۱۸۵۶ء	119
15۔	15	۳۱ر اکتوبر ۱۸۵۶ء	124
16۔	16	۷ر نومبر ۱۸۵۶ء	133
17۔	17	۱۴ر نومبر ۱۸۵۶ء	142
18۔	18	۲۱ر نومبر ۱۸۵۶ء	151
19۔	19	۲۸ر نومبر ۱۸۵۶ء	160
20۔	20	۵ر دسمبر ۱۸۵۶ء	168
21۔	21	۱۲ر دسمبر ۱۸۵۶ء	178
22۔	22	۱۹ر دسمبر ۱۸۵۶ء	186

نمبر شمار	شمارہ نمبر	تاریخ	
23۔	23	۲۶ر دسمبر ۱۸۵۶ء	194
24۔	24	۲ر جنوری ۱۸۵۷ء	203
25۔	25	۱۰ر جنوری ۱۸۵۷ء	213
26۔	26	۱۶ر جنوری ۱۸۵۷ء	221
27۔	27	۲۳ر جنوری ۱۸۵۷ء	229
28۔	28	۳۰ر جنوری ۱۸۵۷ء	238
29۔	29	۷ر فروری ۱۸۵۷ء	246
30۔	30	۱۳ر فروری ۱۸۵۷ء	256
31۔	31	۲۰ر فروری ۱۸۵۷ء	264
32۔	32	۲۷ر فروری ۱۸۵۷ء	272
33۔	33	۶ر مارچ ۱۸۵۷ء	279
34۔	34	۱۳ر مارچ ۱۸۵۷ء	287
35۔	35	۲۰ر مارچ ۱۸۵۷ء	296
36۔	36	۲۷ر مارچ ۱۸۵۷ء	304
37۔	دستیاب نہیں		
38۔	38	۱۰ر اپریل ۱۸۵۷ء	314
39۔	39	۱۷ر اپریل ۱۸۵۷ء	323
40۔	40	۲۴ر اپریل ۱۸۵۷ء	331
41۔	41	یکم مئی ۱۸۵۷ء	340
42۔	42	۸ر مئی ۱۸۵۷ء	348

مقدمہ

انیسویں صدی کے وسط تک شمالی ہندوستان کے علاوہ اردو زبان ملک کے دور دراز علاقوں تک مقبول ہو چکی تھی۔ اردو اخبارات موجودہ تامل ناڈو، کرناٹک، حیدرآباد، بہار، بنگال، اُڑیسہ، مہاراشٹر وغیرہ سے نکل رہے تھے۔ اودھ اور روہیل کھنڈ سے جو اخبارات شائع ہو رہے تھے ان میں ایک اخبار طلسم، لکھنؤ بھی تھا جو محمد یعقوب فرنگی محلی کی ادارت میں شائع ہو رہا تھا۔ اس زمانہ میں بالعموم اردو اخبارات ہفت روزہ تھے۔ طلسم بھی ہفتہ وار تھا اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ الحاق اودھ کی پیداوار تھا تو بے جا نہ ہوگا۔ اودھ کے آخری حکمراں واجد علی شاہ کو 11 فروری 1856 کو ایسٹ انڈیا کمپنی کے انگریز حکمرانوں نے معزول کر کے پوری مملکت کو اپنی حکومت میں، بدعنوانیوں، بدانتظامیوں اور بدامنی وغیرہ کے الزام میں ضبط کر لیا تھا۔ طلسم کا پہلا شمارہ اودھ کے الحاق کے تقریباً ساڑھے پانچ ماہ بعد 25 جولائی 1856 کو شائع ہوا تھا۔ یہ اخبار تقریباً دس ماہ جاری رہا۔ 8 مئی 1857 کو اس کا آخری شمارہ شائع ہوا تھا۔ اس طرح اس کے کل 42 شمارے شائع ہوئے۔ طلسم لکھنؤ کے شمارے عام طور پر دستیاب نہیں ہیں۔ اس کا ایک شمارہ نیشنل آرکائیوز، نئی دہلی میں موجود ہے۔ طلسم کے بعض شمارے عثمانیہ یونیورسٹی کی لائبریری (حیدرآباد) اور انجمن اسلام، ممبئی کے ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں موجود ہیں(1)۔ خوش قسمتی سے طلسم کے 41 شمارے مرحوم مفتی محمد رضا انصاری فرنگی محلی(2) کی ذاتی لائبریری میں موجود تھے جسے 1975 میں پروفیسر عرفان حبیب صاحب نے شعبۂ تاریخ کے لیے حاصل کیا تھا۔ ان 41 شماروں میں شمارہ نمبر 37 شامل نہیں ہے اور جستجو کے بعد بھی راقم الحروف کو نہیں مل سکا۔ طلسم کے شمارہ نمبر 14 کے ابتدائی 4 ورق بھی غائب ہیں۔ طلسم کے موجودہ 41 شماروں میں بعض شماروں کے کچھ حصے پھٹ جانے کی وجہ سے ضائع ہو گئے ہیں۔ اس لیے متن کے کئی صفحات پر وہ حصے خالی ہیں۔ 1857 کی جنگ آزادی کی ابتدا 10 مئی کو میرٹھ سے ہوئی تھی۔ 11 مئی کو دہلی مجاہدین آزادی کے قبضہ میں تھا، اس انقلاب کا اثر لکھنؤ پر بھی ہوا۔ اس کی اشاعت 8 مئی کے بعد بند ہو گئی۔ اس کے ایڈیٹر مولوی یعقوب زندہ رہے اور کئی برس بعد 31 جولائی 1865 سے ایک دوسرا ہفتہ وار 'کارنامہ' کے نام سے شائع کرنے لگے جو 1903 تک ان کے انتقال تک جاری رہا ہے۔(3)

طلسم میں مختلف قسم کی خبریں شائع ہوتی تھیں جن میں مقامی واقعات، چوری کی وارداتیں، ڈکیتیاں اور قتل وغیرہ کے علاوہ سرکاری اعلانات اور نئی تقرریوں کی بابت خبریں، کمپنی کے اہلکاروں کے تبادلے اور برطرفی وغیرہ کے احوال بھی شائع ہوتے تھے، بعض شماروں میں وبائی امراض سے دفاع اور علاج کے نسخے بھی شائع ہوئے تھے۔ طلسم میں ملک کے علاوہ بیرون ملک کی خبروں کو بھی خاص جگہ دی جاتی تھی۔ چونکہ دور جدید کے مواصلاتی نظام جیسے تار برقی، ٹیلی فون، ای میل، ریڈیو اور وائرلیس اس وقت عام طور پر مہیا نہیں تھے اور ڈاک سے

خط وکتابت میں کافی وقت لگتا تھا اس لیے انگریزی اور اردو اخبارات زیادہ تر دوسرے اخباروں سے خبریں لے کر ان کے حوالوں سے شائع کرتے تھے۔ طلسم بھی اسی طرح انگریزی، اردو، فارسی اخبارات سے خبریں حاصل کر کے شائع کرتا تھا(4)۔ طلسم لکھنؤ کی دلچسپ بات یہ تھی کہ وہ نمایاں طور پر معزول شدہ بادشاہ واجد علی شاہ اور ان کے خاندان کے متعلق خبریں شائع کرتا تھا۔ طلسم میں سرکاری اشتہارات کی اشاعت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اودھ کے الحاق کا عوام پر کیا اثر پڑا تھا اور زمینداروں و تعلقہ داروں کا کیا حال تھا۔ نئی حکومت کے تحت مستاجروں اور شہری دفوجی تنظیموں کا کیا حال ہوا تھا۔ طلسم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بے روزگاری میں اضافہ کی وجہ سے کس قدر بد دلی پھیل رہی تھی۔ طلسم کی خبروں میں لکھنؤ میں روز افزوں ڈاکہ زنی، لوٹ مار اور قتل کی وارداتیں بھی شائع ہو رہی تھیں۔ طلسم کے اوراق سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کمپنی کے حکام نے لکھنؤ کے ہر محلّہ کے رہنے والوں کی ذات، مذہب، مالی حالت وغیرہ کے اعداد شمار جمع کیے تھے۔ یہ اطلاع ہمیں طلسم کے چھ شماروں میں ملتی ہے جس میں آٹھ سو محلوں میں سے دوسو بہتر محلوں کے اعداد و شمار ملتے ہیں۔(5) مردم شماری سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ کس طرح محلے ذات، طبقات اور پیشہ کے لحاظ سے بٹے ہوئے تھے۔(6)

لسانی اعتبار سے طلسم کی زبان صاف ستھری ہے اور تحریر مقفیٰ اور مسجع ہے۔ غالباً یہ اثر رجب علی سرور کے انداز تحریر کا تھا جو اس زمانہ میں بہت مقبول تھے۔(7) اس ضمن میں رئیس احمد جعفری کی یہ رائے کہ سرور کے انداز تحریر کا اثر صرف لکھنؤ تک محدود تھا، درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہی انداز بیان دوسرے، ہم عصر اخبارات جیسے چشمۂ فیض، کوہ نور، دور بین، عمدۃ الاخبار وغیرہ بھی اختیار کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس دور کی تحریر میں یائے معروف اور یائے مجہول میں کوئی تفریق نہیں کی جاتی تھی اس وجہ سے متن کی خواندگی میں دشواری آتی تھی۔ اس لیے دور حاضر کے املے کو ہی اختیار کیا گیا ہے۔ لیکن اصل متن میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہے۔ گو کہ طلسم کی اشاعت ایک ایسے دور میں ہو رہی تھی جس میں نئی حکومت کے قیام کی وجہ سے سیاسی طور پر غیر یقینی حالات تھے، تاہم اس کے اڈیٹر کا رویہ صاف اور نڈر تھا۔ وہ کمپنی کے اہلکاروں کی مداحی کرتا ہے کیونکہ انھوں نے اس وقت کی بدنظمی اور جرائم کو روکنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ ان کی تنقید بھی کرنے سے نہیں چوکتا کہ وہ اپنی نئی رعایا کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتے تھے۔(8) طلسم کے اوراق میں انگریز حکام کے ظلم و زیادتیوں کو نہ صرف پیش کیا گیا ہے بلکہ تنقید بھی کی گئی ہے۔(9)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ طلسم شمالی اور وسط ہند کا مقبول اخبار تھا۔ اس کے خریدار دہلی، لاہور، الور، گوالیار میں موجود تھے۔ عام لوگوں کے علاوہ اس کے خریداروں میں اودھ کے شاہی گھرانے کے افراد جیسے محمد علی شاہ کے فرزندان، مہاراجہ بنارس اور مہاراجہ الور و نواب رام پور شامل تھے۔ انگریز افسران میں سرجان لارنس کا نام بھی ملتا ہے جو طلسم کے خریدار تھے 1975 تک اودھ کی تاریخ پر تحقیق کرنے والے حضرات کی نظر سے طلسم نہیں گزرا تھا۔ 1976 میں راقم الحروف نے ایک مقالہ کالی کٹ کے انڈین ہسٹری کانگریس سیشن میں پیش کیا تھا جو بعد میں یوپی، ہسٹاریکل ریویو کے شمارہ نمبر اول 1983 میں شائع ہوا ہے۔ طلسم میں بہت سی ایسی رپورٹیں شائع ہوتی رہی ہیں جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ 1857 کی پہلی جنگ آزادی کے پہلے اودھ کا کیا حال تھا۔

1856 میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے واجد علی شاہ کی برطرفی کے بعد اپنی حکومت کو مستحکم کرنے اور نوابین اودھ کے گھرانوں کو کمزور کرنے کی مہم میں ان کے خدام کو غیر مسلح کرنے کی مہم شروع کی۔ چیف کمشنر کے حکم نمبر 374 مورخہ 10 جون 1856 کے تحت واجد علی شاہ کے خاندان سے متعلق صرف گیارہ افراد کو اسلحہ رکھنے کی اجازت دی گئی تھی(10)۔ تاہم اسلحوں کی ضبطی کا کام نامکمل رہا کیونکہ مختلف محلات میں اب بھی اسلحوں کے ذخائر موجود تھے۔ اودھ کے نئے چیف کمشنر کارنیگی نے اسلحوں کا پتہ لگانے کے لیے محلات سے متعلق افراد سے پوچھ گچھ شروع کی جن میں صاحب علی، مرزا علی اور مرزا خوش بخت شامل تھے، لیکن اسے کامیابی نہیں ملی (11)۔ اپنی ناکامی کے بعد اسلحوں کی بازیافت کے لیے

کارنیگی نے طاقت کا استعمال شروع کیا اور محلات کے محافظوں کو اسلحہ جات کے ذخیروں کی نشاندہی کے لیے مجبور کیا(12)۔ کمپنی کے حکام نے شاہی محلات پر قبضہ کرنے کا حکم دیا(13)۔ اس طرح محلات کی خواتین محلات کو چھوڑنے پر مجبور ہوئیں اور مختلف محلوں میں پناہ لی جہاں واجد علی شاہ اور ان سے پہلے کے فرمانرواؤں نے مکان تعمیر کرائے تھے (14)۔ محلوں سے خواتین کے اخراج کے بعد کمپنی کے حکام نے ان پر قبضہ کرلیا اور وہاں سے اسلحوں کو برآمد کر کے دوسری محفوظ جگہوں پر منتقل کر دیا۔ (15)

بہت سے ہتھیاروں کو کمپنی کے حکام کی اجازت سے نیلام بھی کیا گیا جن میں زیادہ تر تلواریں، خنجر بھالے اور بعض ہتھیار جن کی تاریخی اہمیت تھی جیسے حافظ رحمت خاں روہیلہ کا خنجر اور مہابت جنگ کی تلوار شامل تھی۔ کچھ پرانے آتشین اسلحے بھی نیلام کر دیے گئے جس کی وجہ سے عوام میں بہت ناراضگی پھیلی (16)۔ محلوں سے ہتھیاروں کی برآمدگی کے باوجود چیف کمشنر نیگی کو شک تھا کہ اب بھی اسلحوں کے ذخیرے خفیہ مقامات پر موجود ہیں۔ جب اس کی تمام کوششیں انھیں معلوم کرنے میں ناکام ہوگئیں تو اس نے اودھ کے سابق اعلیٰ حکام جیسے مفتاح الدولہ، اقبال الدولہ اور صحت الدولہ کی نقل و حرکت پر پابندی عائد کر دی اور ان کو مجبور کیا کہ وہ اپنے لیے دس دس ہزار روپیوں کی ضمانت حاصل کریں(17)۔ ہتھیاروں کو ضبط کرنے کے ساتھ کمپنی کے اہلکاران نے منظم طور پر محلات کے قیمتی سامانوں پر بھی ہاتھ صاف کیا۔ (18)

اودھ کے الحاق کے بعد کمپنی کی حکومت نے سابق فوجیوں اور قدیم ملازمین کو برطرف کرنا شروع کیا۔ فوجیوں کو نکالنے کے لیے نئے نئے بہانے بنائے گئے (19)۔ طلسم اپنے 25 جولائی 1856 کے شمارہ میں انگریزی افسران کی اودھ کے فوجیوں کی تعداد کم کرنے کے لیے ترکیبوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

''بعد انتزاع سلطنت لکھنؤ کی فوج تخفیف میں آئی اور اکثروں نے تنخواہ برطرفی کی پائی۔ سرکار کمپنی سے تین رسالوں کی بھرتی کا حکم ہوا۔ ایک کے افسر کپتان ڈہلی صاحب، دوسرے کے کپتان ہارڈنگ صاحب، تیسرے کے گال صاحب مقرر کیے گئے۔ پھر ملازمین شاہی سے قبول نوکری کا استفسار ہوا خصوصاً رسالہ ترک سواران و خوداسپہ سے بار بار ہوا۔ ہمگی دو سو سواروں نے اقرار کیا نوکر ہوئے باقی سبھوں نے انکار کیا، کہنے سے باہر ہوئے۔ اب ہارڈنگ صاحب ان دو سو سواروں میں سے ڈیڑھ سو کو موقوف کرتے ہیں۔ بے چارے یہ خبر سن کر گھبرائے۔ صاحب کے حضور میں آئے۔ عرض کی کہ ہمارا کیا قصور ہے۔ کس لیے برطرفی سرکار کو منظور ہے۔ کوئی ہم لوگوں میں کاہل نہیں، نوکری چور نہیں بد دل نہیں۔ صاحب موصوف نے سکوت کیا۔ مطلق اس کا جواب نہ دیا۔ جب یہ خبر چیف کمشنر بہادر کو پہنچی انھوں نے اس باب میں کمیٹی تجویز کی۔ ہر چند یہ لوگ کمیٹی میں بھی بے قصور نکلے مگر صاحب افسر کی کد سے ہنوز بحال نہیں ہوئے۔ اب کاغذ تجویز صاحب چیف کمشنر بہادر کے پاس گیا ہے۔ دیکھیے آئندہ کیا حکم ہوتا ہے اور سب رسالوں میں بے گلوں کی موقوفی ہے۔ نئے لوگوں کی بھرتی ہے۔'' طلسم نے اپنے دوسرے شمارہ میں بھی اس معاملہ پر اپنی رپورٹ شائع کی: ''29 جولائی روز سہ شنبہ کو کپتان گال صاحب نے رسالہ ہائے شاہی کے ڈہائی سو سواروں کو بکمال اصرار نوکر کمپنی کے ہوئے تھے پر اجما کر حکم سنایا کہ سرکار کمپنی کو رسالے میں گھوڑے رکھنا منظور نہیں۔ تم سب ایک مہینے کے اندر سراسم ڈیڑھ سو روپے داخل سرکار کرو یہاں سے گھوڑیاں خرید ہو کر عنایت ہوں گی اور جو کوئی اتنا روپیہ داخل نہ کرے گا موقوف ہوگا۔ سبھوں نے جواب دیا کہ ہم سے روپے کی تدبیر دشوار ہے نہ ہم کو مقدور ہے نہ کوئی گھوڑوں کا خریدار ہے۔ سرکار مالک ہے۔ چاہے موقوف کرے۔ خواہ اپنے ارشاد و عدالت و انصاف کے موافق بحال رکھے۔'' (20) اس معاملے کی مزید خبر دیتے ہوئے طلسم اپنی 15 اگست 1856 کی اشاعت میں لکھتا ہے:

''سواران رسالہ شاہی کی نوکری پر کہ انگریزی ملازم ہوئے تھے زوال آیا۔ 9 ذی الحجہ/12 اگست کو کپتان گال صاحب نے پھر یہ حکم سنایا کہ جو کوئی ڈیڑھ سو روپے گھوڑیوں کی قیمت داخل کرے نوکر ہے نہیں تو اپنے گھر جائے ملازموں سے باہر ہے۔ (21) اسی طرح اموی کینٹمنٹ میں متعین شاہی افواج جسے واجد علی شاہ نے اپنی نگرانی میں قائم کیا تھا اور انھیں اختری اور نادری فوج کا نام دیا تھا کو حکم دیا کہ جو لوگ ملازمت

ترک کرنا چاہتے ہوں ماہ کے آخر تک کردیں ورنہ ان کے استعفے قبول نہیں کیے جائیں گے۔(22) کمپنی کی اس حکمت عملی سے بے روزگاری بڑھی اور چوری وقتل کی وارداتوں میں مزید اضافہ ہوا۔(23)

اودھ کے الحاق کا ایک دوسرا برا اثر وہاں کے عوام کی اقتصادی حالت پر پڑا جس سے کمپنی کی حکومت کے خلاف ان کا غم وغصہ اور بڑھا۔(24) ان کی غربت اس حد تک بڑھ چکی تھی کہ وہ اپنے جائز معاملات کے لیے اور اپنے حقوق کی بحالی کے لیے سرکاری عدالتوں میں اپیل نہیں داخل کر سکتے تھے۔ اودھ کے الحاق نے دیسی مصنوعات کا بازار بھی ختم کر دیا تھا۔ خاص طور سے ہینڈلوم کی مصنوعات پر برا اثر پڑا تھا اور جولاہے نقل مکانی کر کے دوسری جگہوں پر روزگار کی تلاش میں جا رہے تھے۔ مبارک پور (ضلع اعظم گڑھ) کی رپورٹ جسے طلسم نے شائع کیا تھا قابل توجہ ہے: ''صاحب مجسٹریٹ بہادر نے سنا کہ مبارک پور کے جولاہے نکلے جاتے ہیں۔ بہت لوگ گھر چھوڑ چھوڑ کر ادھر ادھر چلے جاتے ہیں۔ صاحب نے یہ سن کر تفتیش سبب کی۔ محمد آباد کے تھانہ دار سے کیفیت طلب کی کہ جلائے وطن کی وجہ کیا ہے۔ اور کتنے لوگوں نے گھر چھوڑا ہے۔ تھانہ دار نے لکھا جولاہے فاقہ کشی میں گرفتار ہیں۔ اس لیے یہاں کے رہنے سے بے زار ہیں۔ کھانے پینے کی تکلیف پائی مبتلائے تباہی ہوئے۔ ہزار جولاہے لڑکے بالوں کو لے کر کعبہ شریف کی طرف راہی ہوئے۔ لکھنؤ میں کپڑے کی خریداری نہ رہی۔ ان کے لیے صورت اوقات گزاری نہ رہی مصارف کے متحمل نہ ہوئے۔ کام نہ چلا آپ چلے گئے۔(25)

کمپنی نے اودھ کے الحاق کے بعد عوام کے لیے کوئی مفید کام نہیں کیا۔ برعکس اس کے اس کا رویہ اودھ کے حکمران خاندان کے ساتھ نازیبا رہا۔ بے روزگاری، اناج کی قیمتوں میں اضافہ کی وجہ سے عوام میں عام طور سے بے چینی اور اضطراب پھیلا۔ اس اثر کو انگریز مخالف سازشی سرگرمیوں سے زیادہ بہتر طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔ طلسم اس طرح کی سرگرمیوں کا ذکر کرتا ہے:

''ان دنوں چند آدمیوں نے صلاح ٹھہرائی کہ بقدر حال کچھ کچھ لوگ جمع کیجیے اور ایک روز معین کر کے ہر طرف سے بلوا کیجیے۔ حکام کو زک دیجیے۔ پنجاب کا نقشہ دکھائیے۔ بدنامی کا رنگ جمائیے۔ چنانچہ جابجا متفرق خفیہ بھرتی ہونے لگی۔ عہد و پیمان کے ساتھ اسم نویسی ہونے لگی۔ عشرے کا روز ٹھہرا۔ حسب وعدہ لوگوں کے جماؤ ادھر ادھر ہوئے۔ مگر حکام خبردار تھے۔ کچھ بن نہ پڑی۔ ارادے سے باز رہے، منتشر ہوئے۔(26)

اس طرح کی سازش میں نواب علی نقی خاں کے بہنوئی بھی شامل تھے۔ اور قادر علی شاہ نامی فقیر بھی جن کے پاس لوگوں کی بھیڑ جمع رہتی تھی۔ ملکہ جہاں کے فیل خانہ کے چار ملازمین بھی لوگوں کی بھرتی کر رہے تھے اس طرح تقریباً بارہ ہزار سے زیادہ لوگوں کی جمعیت تیار ہو چکی تھی لیکن مستعد اور ہوشیار کمپنی کی پولیس نے سازش بے نقاب کر دی۔(27)

قادر علی شاہ کے علاوہ جو شخص اودھ میں انگریزی حکومت کے خلاف بہت زیادہ سرگرم عمل تھا وہ احمد اللہ شاہ تھے۔ طلسم لکھتا ہے:

''ان دنوں ایک شخص احمد اللہ شاہ نامی لباس میں فقیروں کے مگر ٹھاٹھ سب امیروں کے اس شہر میں وارد ہوئے۔ معتمد الدولہ کی سرائے اترے۔ اب جائے قیام گھسیاری منڈی ہے۔ مزہ ہے ہوا ٹھنڈی ہے۔ دوشنبے اور پنج شنبے کو وہاں مجمع کثیر ہوتا ہے۔ شہر کا برنا و پیر ہوتا ہے۔ مجلس حال قال ہوتی ہے، لیکن نئی چال ہوتی ہے(28)۔ وقت گزرنے کے بعد احمد اللہ شاہ نے کمپنی کی حکومت کے خلاف جہاد کا نعرہ بلند کیا۔ کمپنی کے حکام نے ان کے یہاں جانے والوں پر پابندی عائد کر کے فوج کے سپاہی متعین کر دیے۔ اس طرح کے اقدامات کے پیش نظر احمد اللہ نے نقل مکانی کر کے فیض آباد کی راہ لی۔ فیض آباد میں ان پر نگرانی قائم رہی اور ان سے جہاد کا ارادہ ترک کرنے پر زور دیا۔ فیض آباد میں احمد اللہ شاہ کی جائے قیام سرائے تھی جس کے گرد دو فوجی کمپنی لگا دی گئیں۔ فوجی کمانڈر فورس نے طاقت کا استعمال کر کے شاہ صاحب اور ان کے رفقا سے ہتھیار حاصل کرنے کی کوشش کی۔ جنگ ہوئی۔ نتیجے میں شاہ صاحب کے چند رفیق شہید ہو گئے اور احمد اللہ شاہ سخت زخمی حالت میں گرفتار کر لیے گئے۔(29)

لکھنؤ میں عوام کونو وارد پیروں کے گرد جمع ہونے پر کمپنی کے حکام نے پابندی عائد کردی اور شہر کے تھانہ داروں کو ایسے افراد کو شہر بدر کر دینے کی پوری چھوٹ دی۔ (30)

اودھ میں زمینداروں کے علاوہ تعلقہ داروں کی ایک بڑی تعداد تھی۔ طلسم کے اوراق سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اودھ میں نوابین کے دور حکومت میں تعلقہ داروں نے ایک خاص طریقہ زمینداروں سے حقوق حاصل کرنے کا اختیار کر رکھا تھا۔ اپنی برتر حیثیت اور طاقت کا فائدہ اٹھا کر تعلقہ دار عاملوں سے سانٹھ گانٹھ کر کے زمینداروں پر جمع بڑھا دیے تھے۔ جب زمینداران کی ادائیگی میں ناکام ہو جاتے تو تعلقہ داران کی ادائیگی کی ضمانت لے لیتے اور سرکار کے مطالبات کو پورا کر دیتے۔ دو تین برس کے بعد، تعلقہ دار، زمینداروں سے بقایا کی ادائیگی کا مطالبہ کرتے یا پھر ان کی زمینداریوں کو بقایا کی عدم ادائیگی کی علت میں ٹھیکہ پر حاصل کر لیتے۔ اس طرح سے تعلقہ دار زمینداروں کے حقوق پر قابض ہو جاتے اور ان کی زمینداریوں کو اپنے لٹھ بند اور مسلح افراد کے ذریعہ کنٹرول کرتے۔ (31) اس صورت حال سے عام طور پر زمینداروں میں غصہ اور ناراضگی بڑھی اور تعلقہ داروں اور زمینداروں کے درمیان آویزش شروع ہوئی چونکہ تعلقہ داروں کو اودھ کے حکمرانوں نے بنایا تھا اور ان کی وفاداریاں حکمرانوں سے وابستہ تھیں، کمپنی کی حکومت نے اب زمینداروں کی حمایت حاصل کرنے کے لیے تعلقہ داروں کے نام نوٹس جاری کیے تاکہ بے دخل کیے گئے زمینداروں کی اسناد پر تحقیقات کر کے حقیقت حال معلوم کر کے فیصلہ کیا جا سکے۔ (32)

اصولی طور پر کمپنی کی حکومت اودھ کے الحاق کے بعد ٹھیکہ داری کے خلاف تھی، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ٹھیکہ داری کا نظام اودھ کے الحاق کے بعد بھی جاری تھا۔ خاص طور پر بازاروں کا نظام ٹھیکہ داری پر چل رہا تھا۔ تاہم ہر جنس پر کتنا محصول لگایا جائے اس کی تشریح کر دی گئی تھی۔ طلسم میں درج ذیل اشیا کا ذکر ملتا ہے جن پر محصول عائد کیا جاتا تھا:

1.	غلہ ہر قسم فی گاڑی	پانچ روپے	
2.	پان فی گاڑی	پندرہ روپے	اور بار برداریوں کا اسی حساب سے پرتا لگا کر محصول عائد ہوتا تھا۔
3.	پارچہ سفید و ریشمی و پشمینہ ہر قسم فی صد قیمت	پانچ روپے	
4.	میوہ جات ہر قسم فی صد	قیمت تین روپے	
5.	کرانہ ہر قسم فی صد	قیمت تین روپے	
6.	جوہری بازار کندلا تارکشی فی صد قیمت	تین روپے	
7.	نخاس فیل و اسپ و شتر گاؤ و میش نرگاؤ فی صد قیمت	پانچ روپے	
8	لکڑی ہر قسم سوائے سوختنی فی صد	دس روپے	

شہر میں تیار کیے گئے کپڑے اور سبزیوں پر محصول معاف تھا۔(34)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اودھ میں کمپنی کی عملداری قائم ہونے کے بعد بازاروں کا ٹھیکہ 9 جولائی 1856 سے شروع ہوا۔(35) دلچسپ بات یہ ہے کہ اودھ کے اعلیٰ حکام نے بازاروں کو ٹھیکہ پر لینے میں دلچسپی لی۔

طلسم کے اوراق سے لکھنؤ کی سماجی اور مذہبی زندگی کا بھی حال معلوم ہوتا ہے۔ محرم کا مہینہ شروع ہوتے ہی نوابین اودھ کے دور میں امام باڑوں میں روشنی کی سج دھج قابل دید ہوتی تھی۔ غربا اور مساکین کو شیرینی اور کھانے تقسیم کیے جاتے تھے اودھ کے الحاق نے محرم کی رسومات پر برا اثر ڈالا تھا۔ طلسم لکھتا ہے:

''محرم لکھنؤ کا تمام عالم میں مشہور ہے۔ یہاں کے چراغوں کی روشنی دور دور سے سب کو دیکھنے کی لو لگی رہتی ہے۔ ہر دل میں خواہش دید چمکی رہتی ہے۔ پہلی تاریخ سے امام باڑوں میں روشنی ہوتی تھی۔ لنگر بٹتے تھے تقسیم شیرینی ہوتی تھی۔ بے چارے محتاج مساکین پاتے تھے۔ کہاں کہاں سے یکہ پر آتے تھے۔ اب کی بار تقدیر کا پھیر ہے۔ انقلاب زمانہ سے اندھیر ہے۔ خیر کا دروازہ بند ہوا۔ آہ کا شعلہ بلند ہوا۔ امام باڑوں میں اندھیرا ہے۔ تیرہ روزی نے گھیرا ہے۔ خصوصاً حسین آباد کی بے رونقی نے دل بجھا دیا۔ سوز غم نے ہر استخواں کو جلا دیا۔''(36)

لکھنؤ میں محرم کی بے رونقی کے پس پشت لوگوں کا اضطراب، دہشت اور نئی حکومت کے خلاف غم وغصہ کارفرما تھا۔ بہر حال چھ محرم سے چراغاں کا سلسلہ جاری ہوا اور کسی حد تک حسین آباد کی رونق بحال ہوگئی۔ تاہم لکھنؤ کے عوام کے دل واجد علی شاہ کی جدائی میں اشک آلود رہے۔

لکھنؤ اور اودھ میں 1857 کی جنگ آزادی کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس کی ابتدا 10 مئی 1857 کے اعلان کے بعد ہوئی۔(37) حقیقت حال اس کے برعکس ہے۔ عوام اور خواص دونوں ہی اودھ کے الحاق، واجد علی شاہ کی معزولی اور بڑھتی ہوئی بے روزگاری بدانتظامی، چوری، رہزنی اور ڈکیتی کی وجہ سے تنگ آ چکے تھے۔ کمپنی کی حکومت کے خلاف غم وغصہ کا اظہار اپریل 1856 کے آخر میں ہوا۔ کمپنی کی سپاہ جو منڈیاؤں اور اموی میں متعین تھی، ایک معمولی سے معاملہ پر بھڑک اٹھی اور انھوں نے انگریز ڈاکٹر کو نذر آتش کر دیا۔(38) اسی ماہ کے آخر میں کچھ نامعلوم لوگوں نے منڈیاؤں کے کینٹونمنٹ میں آگ لگا دی۔(39) حالات کی نزاکت کے پیش نظر کمپنی کے افسران نے اپنے اپنے ٹھکانوں کو مضبوط کیا اور توپیں نصب کر دیں، اموی میں متعین سپاہ نے کپتان میگن کے حکم کی تعمیل نہیں کی اور نئے کارتوسوں کو استعمال کرنے سے انکار کر دیا۔ تحقیقات کے بعد کمپنی حکام نے سرنام سنگھ صوبہ دار، شیو دیو سنگھ جمعدار، بھوانی سنگھ، مغل بیگ نائک، گلزار خاں، گھیر سنگھ اور رام در پنڈت اس مہم میں پیش پیش تھے۔ کمپنی کے انگریز افسران نے فوجی طاقت استعمال کر کے ان کی کوششوں کو ناکام کر دیا۔(41) تاہم سپاہیوں کے دلوں میں غم وغصہ کے شعلوں کو انگریز حکمران بجھا نہ سکے۔ طلسم کا 43واں شمارہ اچانک نہ آ سکا جو ایک طرح سے اودھ میں جنگ آزادی کی ابتدا کا خاموش اعلان تھا۔

طلسم کی فائل سے چند مثالیں صرف اس لیے پیش کی گئی ہیں تاکہ اندازہ لگایا جا سکے کہ انیسویں صدی کی دوسری دہائی میں طلسم صرف ہفتہ وار اخبار ہی نہ تھا بلکہ اس دور کی تاریخ کا آئینہ دار تھا۔ تاریخ اور اردو صحافت میں طلسم کی اہمیت کو محسوس کر کے اسے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے جس کے لیے میں پروفیسر شمس الرحمٰن فاروقی اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، دہلی کا مشکور ہوں۔

اقبال حسین
پروفیسر آف ہسٹری،
رضیہ ولا، 1077 /4، سرسید نگر
علی گڑھ

حواشی

1. راقم الحروف اس اطلاع کے لیے پروفیسر اصغر عباس صاحب، سابق صدر شعبہ اردو اور ڈائرکٹر، سرسید اکادمی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا ممنون ہے۔

2. فرنگی محل کے عالم دین تھے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں شعبۂ دینیات میں درس و تدریس میں مشغول تھے۔ ملازمت سے سبکدوش ہو کر علمائے فرنگی محل کی تاریخ مکمل کر رہے تھے لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور یہ کام ناتمام رہ گیا۔

3. مشہور مستشرق گارسین دی تاسی اپنے ایک لیکچر میں 'کارنامہ' کا ذکر کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو، خطبات، انجمن ترقی اردو، اورنگ آباد، 1935، ص: 1 t5۔

4. عام طور سے طلسم The Morning Chronicle, The Telegraph, (Bombay), The Evening Mail (London)

Bombay اور India (Bombay)The Mufffisilite (Agra), Bombay Times, The Chronicle (Lahore), The Gazette سے خبریں حاصل کرتا تھا، اردو کے اخبارات میں طلسم لکھنؤ، کے خبروں کے ماخذ، کوہ نور، چشمۂ فیض، صادق الاخبار، دور بین، مفید خلائق، کرانیکل لاہور، آفتاب ہند، ریاض نور، عمدۃ الاخبار، اخبار محتشم، نور مغربی، قران السعدین، آگرہ اخبار، پنجابی لاہور، گلشن نو بہار، صبح صادق، سفیر آگرہ، جام جہاں نما، مرتضائی پشاور، سلطان الاخبار، سنٹر لسٹار، دہلی گزٹ، کشف الاخبار، وغیرہ تھے۔

5. Proceedings of the Indian History Congress, 1970, p. 169

6. طلسم شمارہ نمبر 35, 36, 38, 39، اور 40۔

7. رجب علی بیگ سرور کے طلسم کے ایڈیٹر سے بہت اچھے تعلقات تھے۔ انھوں نے اپنی کئی کتابوں کی طباعت کی اجازت مولوی یعقوب کو دی تھی۔ دیباچہ فسانۂ عجائب، ص 7۔

8. طلسم نمبر 26، مورخہ 16 جنوری 1857 لکھتا ہے: شہر میں حکومت صاحبان انگریز ہے۔ چار طرف بر بر بر ہے۔

9. طلسم نمبر 3, 4, 8, 11, 12, 14, 25, 26, 31, 33, 40

10. طلسم نمبر 4 مورخہ 15 اگست 1856، کمال الدین حیدر، قیصر التواریخ، جلد دوم، ص 7-9

11. قیصر التواریخ، جلد دوم، ص 6

12. طلسم نمبر 5 مورخہ 22 اگست 1856

13. طلسم نمبر 7، مورخہ 7 ستمبر 1656 محلات کی ایک مفصل فہرست دیتا ہے جس میں 14 شاہی گھرانے کی خواتین نے پناہ لی تھی۔

14. ایضاً

15. ایضاً کمال الدین حیدر صرف قیمتی اشیا کی منتقلی کا ذکر کرتا ہے۔ قیصر التواریخ، جلد دوم، ص 166

16. طلسم نمبر 9، 10 اور 19 مورخہ 19 ستمبر 1856، 26 ستمبر 1856 اور 28 نومبر 1856 علی الترتیب۔

17. طلسم نمبر 8، مورخہ 12 ستمبر 1856، قیصر التواریخ، جلد دوم، ص: 166

18. تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو طلسم، نمبر 5,7، مورخہ 16 ستمبر، مورخہ 7 نومبر اور 19، مورخہ 28 نومبر 1859

19. طلسم نمبر 1,2,4 اور 5 مورخہ یکم اگست، 7 اگست، 5 اگست 1856 اور 22 اگست 1856، کمال الدین حیدر کے مطابق تقریباً ستاسی ہزار افراد جن میں چودہ ہزار شاگرد پیشہ میں ملازم تھے برخاست کر دیے گئے تھے۔ قیصر التواریخ، جلد دوم، ص۔ 170

20. طلسم نمبر 4، مورخہ یکم اگست 1856

21. طلسم نمبر 4، مورخہ 15 اگست 1856

22. طلسم نمبر 5، مورخہ 22 اگست 1856

23. طلسم نمبر 30، 22، 23، 26 اور 33، مورخہ 8 اگست، 19 و 26 دسمبر 1856، 16 جنوری 1857

24. طلسم نمبر 3، 4، 22، 23، 26 اور 33، مورخہ 8 اگست، 15 اگست، 19 دسمبر، 26 دسمبر 1656 اور 16 جنوری و 6 مارچ 1857

25. طلسم نمبر 6، مورخہ 28 اگست 1856

26. طلسم نمبر 9، مورخہ 19 ستمبر 1856

27. ایضا

28. طلسم نمبر 18، مورخہ 21 نومبر 1856

29. طلسم نمبر 18، 21، 28 اور 33، مورخہ 21 نومبر 1856، 12 دسمبر 1856، 30 جنوری 1857 اور 6 مارچ 1857، قیصر التواریخ، دوم، ص۔ 3

30. طلسم نمبر 20 اور 21 مورخہ 15 اور 12 دسمبر 1858

31. طلسم نمبر 3، 4 اور 5 مورخہ 8 اگست، 15 اگست اور 22 اگست 1856

32. طلسم نمبر 3، 4 و 5 مورخہ 8 اگست اور 15 اگست اور 22 اگست 1856

33. جی ڈی بھٹناگر، اودھ انڈر واجد علی شاہ، وارانسی، 1968، ص۔ 171

34. طلسم نمبر 1، 25 جولائی 1856

35. طلسم نمبر 1، 25 جولائی 1856

36. طلسم نمبر 8، مورخہ 12 ستمبر 1856

37. فریڈم اسٹرگل ان یو پی جلد دوم صفحات 5 تا 7

38. طلسم نمبر 41، مورخہ یکم مئی 1857

39. ایضا

40. ایضا

41. طلسم نمبر 42، مورخہ 7 مئی 1857

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو یافت جانِ تازہ جسمِ لکھنؤ
گنج گوہرہائے معنی اندروست چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

نمبر ۱ ۲۲ شہر ذیقعدہ ۱۲۷۲ھ ہجری مطابق ۲۵ ماہِ جولائی ۱۸۵۶ء عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تا بمقدور ہے مدح و ذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا قیمت ایک روپے بارہ آنے ماہواری ہے دس روپے شش ماہی ۲۳ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں دو روپیہ مہینہ کے حساب سے ۲۴ روپے بھجوائیں اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجد یا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مد نظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گا۔

لکھنؤ

جب سے انبار خانہ قدیم میں انگریزی اسپتال مقرر ہوئے ہیں پیدائش ایک نئی بیماری کی گھر گھر ہوئی ہے۔ ہر ایک باشندہ ایسا رنجور ہوا۔ کہ وہاں سے نقل مکان کرنا ضرور ہوا یعنی حکم ہے کہ مکانات خام و پختہ رعایا کے گرا کر میدان ہو۔ اور گڑھیا کہ پہلو میں واقع ہے اُس کے پاٹنے کا سامان ہو، غرّہ ذیقعدہ ۱۲۷۲ھ ہجری مطابق ۲۴ جولائی ۱۸۵۶ء عیسوی کو جمعہ کے دن صاحب بارک ماسٹر نے وہاں جا کر کھودنے کا حکم دیا اور مہلت ایک ساعت کی رعایا کو نہ دی اُن کے زار نالے پر التفات نہ کیا آخر چند مرد و عورت ویرانی سے مضطر ہو کر تارے[1] والی کوٹھی میں حاضر ہوئے، اور کمشنر میجر ہنکس صاحب بہادر اور ڈپٹی کمشنر بمن صاحب بہادر کے حضور میں حال خراب کے مظہر ہوئے لیکن جو وہاں سے پہلا حکم جاری نہ ہوا تھا ان صاحبوں نے کچھ نہ فرمایا اور ستارہ اُن لوگوں کا پستی سے اوج پر نہ آیا۔ ایک دن کئی تھیلیاں روپے کی تنخواہ بانٹنے کو مزدوروں کے سر پر آٹھ تلنگون اور ایک حولدار سرکاری کی حفاظت میں تارے والی کوٹھی کو تحویلدار کے پاس جاتی تھیں قریب پہونچ کر نیم کے نیچے لب چاہ مزدور بوجھ اُتار کر پانی پینے لگے اور تلنگے بھی پیاس بجھانے میں کچھ غافل ہو گئے ناگاہ ایک نئی آگ لگی کچھ روپیہ پر پانی پھر گیا یعنی کسی تیز دست چور نے اپنا لوٹا کیسہ زر کی صورت کپڑے میں باندھ کر اُنہیں تھیلیوں میں رکھ دیا اور ایک تھیلی کو جس میں گیارہ سو ترانوے روپے تھے پہرے والوں کی نظر بچا کر اُٹھالیا، عجیب چالاکی سے توڑے پر ٹوٹا۔ لوٹا رکھ کر روپیہ لیا غرض جب روپیہ خزانہ

---

[1] تارے والی کوٹھی یعنی رصدگاہ کی تعمیر نصیر الدین حیدر نے کرنل ول کاکس (Wilcox) کے زیر اہتمام کروائی تھی۔ یہ عمارت دریائے گومتی کے کنارے سے تھوڑے فاصلہ پر موتی محل اور امام باڑہ واقع حضرت گنج کے درمیان واقع ہے۔ دیکھئے، لکھنؤ اور جنگ آزادی، ادبی اکاڈمی، لکھنؤ، ۱۹۵۷ء ص، ٦٠۔

میں داخل کرنے کی۔۔۔سرکار تھیلی روپیوں سے خالی پائی۔ اُسے کھول کر ایک لوٹا کچھ گودڑ بند ہا دیکھا، ہر ایک بشکل صورت درم متحیر ہوا، خزانے کے مہتمم نے یہ خبر پا کر سپاہیوں اور مزدوروں کو قید کیا، اور چور کی تلاش و گرفتاری کا حکم دیا۔ سینچی والے اصطبل کی مسجد کا گرانا اخبار دوربین سے ناظرین کو معلوم ہوا ہو اب دو مسجدوں کا حال اور سنئے کہ چوپڑ والے اصطبل میں ہیں اور وہاں کے گوروں کی پلٹن کی چھاونی مقرر ہوئی ایک پٹی ہوئی بلند مسجد کہ انگریز افسر پلٹن مذکور نے اپنے سکونت کا مکان ٹھہرا کر تینوں دروں میں دروازے لگالیے۔ اور دوسری قناتی مسجد میں کانپ چونہ مکانوں کے مرمت کے لئے منگوا کر اس قدر بھرائی کہ مسجد بالکل اٹ گئی بلکہ پٹ گئی فقط پشت کی جانب سے نشان معلوم ہوتا ہے۔ اور کچے پُل کی مسجدیں ابھی باقی ہیں دکانیں اور مکانات ڈھادیے گئے۔ ذیقعدہ کی تیرہویں ۱۲۷۲ ہجری جولائی کی سولہویں ۱۸۵۶ عیسویں کو آدھی رات کے وقت نواب علی نقی خان مع مصاحبین داہل دعیال ڈاک بگھی پر کانپور کو روانہ ہوئے بیس گاڑیاں ڈاک کی عزیزوں اور مصاحبوں کی سواری میں ہمراہ تھیں گنگا کی طغیانی سے ایک رات دن کنارے قیام رہا پندرہویں کو کانپور پہونچے وہاں سے سترہویں کو جانب کلکتہ مسافر ہوئے جب حضور بادشاہ جم جاہ میں حاضر ہونگے تب جو ہر رفاقت ظاہر ہوں گے، کیفیت حصول اجازت ابھی تحقیق نہیں ہوئی، انشاء اللہ تعالیٰ بعد دریافت ہفتہ آئندہ میں لکھی جائے گی اتنا معلوم ہوا کہ روانگی سے پہلے چیف کمشنر جگ سٹن بہادر اور کپتان فلیچر ہیس لے صاحب بہادر کی ملاقات کو گئے تھے وہاں سے پھر کر اسباب لادنے کا حکم فرمایا نقد وجنس جو کچھ لائق ہمراہی کے تھا ساتھ لیا باقی جابجا امانت رکھوادیا جب سواری سڑک پر گذری مردم بازار نے سواری کا اہتمام کیا دم رخصت مسافر کو خدا اور رسول کو سونپتے ہیں ان لوگوں نے سب و دشنام کیا جو جو منہ میں آیا، بے تکلف سنایا، نواب نے باوقار سے دب کے سر نہ اُٹھایا بعد روانگی نواب صاحب کے مسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کو حکم ہوا کہ وابستگان نواب صاحب سے حاضری مکمل لی جائے چنانچہ منشی محمد حسین سے ضمانت بیس ہزار روپیوں کی اور منشی گرسہائے دیوان چند سہائے سے دس دس ہزار کی طلب ہوئی جولائی کی انیسویں ذیقعدہ کی سولہویں کو منشی محمد حسین نے ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قطعہ حاضری داخل کیا۔ اور منشی گرسہائے چند سہائے کی ضمانت ولیمس صاحب بہادر اکشٹرا اسسٹنٹ کی کچہری میں اس طرح داخل ہوئی کہ رام ناتھ مہاجن ساکن سوندہی ٹولہ نے بیس ہزار پانچ سو روپئے کے نوٹ بموجب تفصیل ذیل موصوف کی خدمت میں حاضر کر کے لکھ دیا کہ جب حکام یہاں کے ان دونوں شخصوں کو یاد فرمائیں بے عذر حاضر کروں نہیں تو نوٹوں کے پانے سے روپئے سے ہاتھ اُٹھاؤں۔

بابت دیوان چندی سہائے ۳ قطعہ	بابت منشی گرسہائے ۲ قطعہ
بیس ہزار پانچ سو روپئے	بیس ہزار روپئے

میر بشارت علی سررشتہ دار کچہری جنکنیس صاحب رشوت ستانی کی علت میں سپرد دورہ ہوئے اور بیٹا اُن کا پرگنہ ملیح آباد متعلقہ قسمت دوم لکھنؤ کا تحصیلدار تھا معزول کیا گیا، شب ۱۴ جولائی کو نواب معشوق محل صاحب کے خواجہ سرا مسمی امام بخش نے اپنے ہاتھوں دیوار اعتبار میں رخنہ ڈالا کسی طرح محل اعتماد باقی نہ رہا یعنی محل سرائے خاص میں سیندھ لگا کر ایک بار بہت مال واسباب چرالے گیا، رسوائی اس کی منظور خدا تھی غلبہ طمع سے پھر نقب میں آ کر چھپا اتنے میں صبح ہوگئی اور ایک خواص خاص ملکہ مخدرہ کسی کام کو وہاں پہونچی دیکھتی کیا ہے کہ ایک مرد بشکل عجیب سیندھ میں لیٹا ہے ڈر گئی غل مچایا شور برپا کیا محل والیاں جمع ہوئیں چور کو پکڑلیا دیکھا تو ناظر کی عیاری ہے چور خواجہ سرائے سرکاری ہے دارو غہ محل کے پاس پکڑ لائیں ایک ایک نے ہزاروں باتیں سُنائیں وہاں ہنگام تلاش چالیس تولے چاندی کا پتر اور چونسٹھ تولے سونا اُس کی کمر سے نکلا اور باوجود تشدد اور تہدید کے کچھ اسباب اُس نے قبول نہ کیا منشی امیر حیدر نے کارنیگی صاحب منتظم شہر کو اطلاع کر کے اُسے انگریزی محبس میں بھجوایا مگر وہ اب تک چوری کا مال قبول نہیں کرتا جو اس شہر وسیع میں عمارتیں نئی پُرانی ناپائدار بہت ہیں اور لوگوں کے بے بضاعتی سے مرمت قرار واقعی نہیں ہو سکتی ہر سال برسات میں بہتیرے مکانات گرا کرتے ہیں اور اکثر آدمی دب

۱۔ کرنل سلیمن کے نائب تھے۔ ان کے جانے کے بعد ہیز کو ان کا جانشین مقرر کیا گیا۔ دیکھئے جی۔ ڈی۔ بھٹناگر، اودھ انڈر واجد علی شاہ، وارانسی ۱۹۶۸ء، صفحات ۴۷ اور ۷۸

دب کر مرتے ہیں جولائی کی اٹھارویں کو مسمی گنگو دھوبی اپنی اُجرت لینے کو زینب خانم ساکن عنبر گنج کے مکان میں گیا ڈیوڑھی میں بیٹھا تھا کہ ناگاہ چھت بیٹھ گئی دروازہ گرا بے چارہ دھوبی پڑا ہوا دب مرا مزدوری کا ایک پیسہ نہ پایا بیٹھے بٹھائے نقد جان کھو بیٹھا جینے سے ہاتھ دھو بیٹھا اب منتظم شہر نے تجویز کیا ہے کہ جس مکان کے گرنے کا احتمال ہو مالک اُس کا سرنو سے طیار کرے یا ایسی مرمت ہو کہ خوف انہدام باقی نہ رہے، بالفعل برقندازوں اور چوکیداروں کے ظلم سے رعایا لکھنؤ نہایت تنگ تھی جناب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حکم سے پروانے اس مضمون کے تھانہ داروں کے نام جاری ہوئے کہ ظاہراتم سب رعایا پر جبر و تعدی کرتے ہو نہ خیال بقائے نوکری ہے نہ خوف حاکم سے ڈرتے ہو چاہئے کہ ہر ایک اپنے اپنے تابعین کو سمجھادے کہ کوئی کسی طرح کی بدعت نہ کرے نہیں تو اپنی سزا کو پہونچے گا اور تھانہ داروں سے بازپُرس ہوگی اور کارنیگی صاحب منتظم شہر نے سب چوکیداروں برقندازوں کو ٹیڑھی کوٹھی میں جمع کرکے یہ حکم سنایا کہ جو کوئی خلاف حکم مصدر قصور ہوگا جہل خانے میں جائے گا سزا پائے گا اور قریب تیس نفر کے برقنداز چوکیدار کہ اکثر ناکجات پر مامور تھے اور دو دفعدار بہ جرم تکلیف وہی رعایا مقید ہوئے اور بحسب جرم ایک مہینہ سے ایک سال تک کی معیاد کی حکمنامہ خاص کرامت اختصاص حضرت بادشاہ جم جاہ اس مضمون سے بندہ علی خان کے نام صادر ہوا کہ فوراً بارہ گھوڑیاں تیز رو اور دو بگھیاں عمدہ کلکتے کو روانہ کرے چنانچہ ساز و سامان گھوڑیوں اور بگھیوں کا طیار ہوتا ہے یقین کہ صبح شام روانہ ہوں، ان دنوں ایک اشتہار کچہری ڈپٹی کمشنر بہادر لکھنؤ لکھا ہوا نویں جولائی کا اس مضمون سے جاری ہوا کہ محصول اجناس بموجب تفصیل ذیل شہر لکھنؤ میں مقرر ہوا چاہتا ہے جس کو ٹھیکہ لینا منظور ہو ۲۵ ر جولائی تک درخواست اپنے لفافے میں بند کرے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور میں گزرانے کہ تاریخ مذکور کو سب درخواستیں جلسہ عام میں ملاحظہ ہو کر تجویز مناسب کی جائیگی اور سوائے اجناس مفصلہ کے سب چیزوں کا محصول مثل سبزی منڈی اور اُس کپڑے کے شہر میں بُنا جاتا ہے اور اگلی عملداری میں اُس پر محصول مقرر تھا موقوف ہو گیا اگر ٹھیکہ دار ان چیزوں کا محصول لے گا گنہگار ہوگا اور تفصیل کرانے کی ہدایت مفصل تحصیل وصول کی جو کوئی چاہے محکمۂ ڈپٹی کمشنری میں حاضر ہو کر دیکھ لے اور ٹھیکہ لینے والے کو سہ ماہی پیشگی نوٹ سرکاری خواہ زر نقد دینا پڑے گا۔

غلہ ہر قسم فی گاڑی
ایک روپیہ

پان کی گاڑی پچیس روپیہ رچورد
پچیس روپیہ

اور باربرداریوں کا اسی حساب سے پرتا لگا کر محصول لیا جائے گا

پارچہ سفید و ریشمی و پشمینہ ہر قسم فی صد
قیمت پانچ روپیہ

میوہ۔۔فی ہر قسم فی صد
قیمت تین روپیہ

کرانہ ہر قسم فی صد
قیمت تین روپیہ

جوہری بازار کندلا تارکشی
فی صد قیمت تین روپے

نخاس فیل و اسپ و شتر و گاو میش نرگاو
فی صد قیمت تین روپیہ

لکڑی ہر قسم سوائے سوختنی فی صد قیمت
دس روپیہ

ایک سپاہی اہل اسلام سے کسی محل سلطانی کے ڈیوڑھی پر کہ گولہ گنج میں ہے نوکر تھا بصدور قصور موقوف ہوا جون کی اٹھائیسویں کو برطرفی کی تنخواہ مانگنے ڈیوڑھی پر گیا ایک بنگالی ڈیوڑھی کے قریب کا رہنے والا ناحق سپاہی مذکور سے الجھا عبث درشتی و سخت گوئی کرنے لگا آخر سپاہی کو تلوار سے مجروح کیا دو زخم کاری لگا کر بھاگ گیا۔

جولائی کی پانچویں کو میر عنایت علی و امام قلی چیلہ ساکنان حیدر گنج قدیم سے باہم گولیاں کھیلتے میں تکرار ہوئی منازعت حد سے زیادہ بڑھی آخر

عنایت علی نے دو تین چھریاں چیلے کو ماریں یہ خبر پا کر تھانہ دار برقندازوں کو لئے ہوئے اُن کے مکان پر گرفتاری کو پہونچے اُنہوں نے دروازہ بند کرلیا اور اپنے دولڑکوں کے ساتھ طمنچہ تلوار لے کر کوٹھے پر چڑھ گئے اور محاصرہ کرنے والوں سے کہا کہ اگر کسی نے میری گرفتاری کا ارادہ کیا پہلے ان دونوں لڑکوں کو مار ڈالوں گا پھر طمنچہ مار کر اپنی جان دوں گا یہ سُن کر برقندازوں کو اندر گھسنے کی جرأت نہ ہوئی مگر اور تھانوں سے برقنداز بھی جمع ہو کر مکان کو گھیرے رہے اتنے میں منشی کوتوالی با اجازت کوتوال مقام واردات پر پہونچے اور میر عنایت علی کو سمجھا کر بقائے آبرو کے ذمہ دار ہو کر اپنے ساتھ کوتوالی میں لے گئے وہاں جب تحقیقات عمل میں آئی جرم خفیف ثابت ہوا رہائی پائی آگے روبکاری باقیات زر سرکار شاہی کے کیمس صاحب بہادر فرانشل کمشنر سے متعلق تھے اب پندرہ روز سے صاحب چیف کمشنر بہادر نے ضلعجات کے صاحبان کمشنر کو سپرد کی اس شہر میں محکمہ ڈپوٹی کمشنر سمسن صاحب بہادر نے کمال رونق پکڑی ہے رجوع مقدمات دیوانی و فوجداری خفیف و سنگین کی وہیں ہوتی ہے منشی برج لال ساکن کٹرا مانک پور سررشتہ دار ہیں بہت چالاک تیز دست کارگزار ہیں اُن کے عزیز و قریب بھی مامور ہیں چین کرتے ہیں مسرور ہیں۔ مگر ان دنوں کچہری کے لوگوں پر ڈپٹی صاحب بہادر کا عتاب ہے چار محرروں کا حال ابتر ہے خراب ہے چار تھانہ دار ناکجات شہر کے اس علت میں معتوب ہوئے کہ لکڑی اور میوہ فصلی وغیرہ شہر میں لانے والوں سے مفت لے لیا کرتے تھے رعایا پر ناحق جبر کیا کرتے تھے۔

حضرت بادشاہ جم جاہ

راقم اخبار انگریزی لکھتے ہیں کہ بالفعل قصد بادشاہ جمجاہ معاودت لکھنؤ کا ہے اسی واسطے گھوڑیاں اور بگھیاں طلب فرمائیں مگر خط ایک شفیق کا کلکتے سے آیا اُس کی تحریر سے واضح ہوا کہ غرۂ ذیقعدہ کو حضرت بادشاہ نے کلاہ قیصری کئی مصاحبوں کو مرحمت فرمائی اور جناب عالیہ متعالیہ و جرنیل صاحب بہادر و مرزا ولی عہد بہادر کے انگلینڈ پہونچنے کی خبر کا انتظار رکھتے ہیں بعد دریافت حال کے مصاحبوں کو لے کر اُدھر تشریف فرما ہونگے، خط کلکتہ مورخہ دہم ذیقعدہ سے معلوم ہوا کہ رسید جناب عالیہ وغیرہ کی گل پانی سے کہ جزیرۂ سویس کے متصل ہے حضور بادشاہ جم جاہ میں پہونچی تھیں کہ اب سویس میں ہوں بلکہ اُس سے آگے بڑھ کر قریب لندن پہونچی ہوں۔

فیض آباد اودہ

راجہ مان سنگھ[1] کی بعضے ملازموں نے لفٹنٹ تہرن صاحب مہتمم شہر فیض آباد کے حضور میں اپنی تنخواہ کی نالش کی۔ صاحب موصوف نے حسب ضابطہ ایک برقنداز راجہ کے طلب کو بھیجا جب برقنداز شاہ گنج میں راجہ کے مکان پر گیا وہ اُس وقت سوتے تھے یہ بے تکلف خواب گاہ میں پہونچا ملازموں نے بہتیرا منع کیا باز نہ آیا جاتے ہی جگا دیا حکم صاحب کا سنا دیا راجہ بولے تم چلو میں بھی آتا ہوں یا مختار کو بھیجتا ہوں برقنداز نے کہا یہ نہیں ہوسکتا ہے مجھ کو حکم ساتھ لانے کا ہے ہر چند بہت عذر کیا ایک نہ مانا ہاتھ پکڑ کر کھینچنے کا ارادہ کیا راجہ کے نوکروں کو تاب نہ آئی برقنداز کو اپنی طرف کھینچ لیا دھینگا مشتی ہونے لگی آپس میں خوب لات مکے چلے آخر کار برقنداز کو باہر نکال دیا اور پھاٹک بند کر کے قفل ڈال دیا۔ راجہ نے دیکھا کہ بات بگڑ گئی بیٹھے بٹھائے سر پر نئی آفت پڑ گئی سپاہیوں سے کہا کمریں باندھو اب جو کچھ ہونی ہو سو ہو مستورات کو اپنے پاس بلایا مکان محفوظ میں بٹھایا چار سو ملازمان موجود کی کمریں بندھیں مقابلے کی طیاریاں ہوئیں یہ خبر سُن کر سنگھ رام ادہین سنگھ راجہ کے بڑے بھائی آئے اُنہوں نے سب نشیب و فراز کے مراتب سمجھائے کہ مقابلے میں گزارا نہیں سوا اطاعت کے چارہ نہیں سب گھر بار لٹے گا آبرو سے ہاتھ دھونا پڑے گا کچھ بن نہ آئے گی مفت میں جان جائے گی یہ سُن کر راجہ کو خاموشی ہوئی فکر روپوشی ہوئی دو

۱۔ زمیندار شاہ گنج۔ مان سنگھ اور اُن کے بھائی رگھوبر سنگھ کے جائداد کے تنازعہ میں برٹش ریذیڈنٹ نے مان سنگھ کا ساتھ دیا۔ یہ بڑی حد تک انگریزوں کے ساتھ رہا مخبری کرتا رہا اور اُن کی ہر طرح مدد کرتا رہا۔

اشرفیاں زادِراہ لیں گھوڑا منگا کر سوار ہوئے تن تنہا کسی طرف کو نکل گئے نوکروں کو جو پیچھے دوڑے راہ سے پھیر دیا یہاں تک کہ سائس کو بھی رخصت کیا گڑھ امیٹھی کی طرف جانا سُنا ہے تحقیق نہیں معلوم کہ کیا ہے بعد تحقیق جتنا معلوم ہوگا پرچۂ آئندہ میں مرقوم ہوگا۔

ولایت

پرچۂ ضروری مفصلیت[1] سے معلوم ہوا کہ گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی[2] صاحب بہادر ۱۳ مئی ۱۸۵۶ عیسوی کو انگلستان میں داخل ہوئے اور وہاں سے بمقام برائٹن گئے اور پچاس ہزار روپے سال اُن کی پنشن مقرر ہوئی اور کرنیل سلیمن صاحب بہادر نے ۱۰ فروری سنہ الیہ کو جہان سے رحلت کی۔ کوہ نور وغیرہ

حکم ملکہ عالیہ انگلستان

کورٹ آف ڈائریکٹرس میں حکم پہونچا ہے کہ تمام کاغذات ہندوستانی اجلاس آئندہ میں پیش ہوں شاید ہندوستان کے حال پر نظر ترحم ہے فقط چشمۂ فیض

ایضاً لکھنؤ

جب حالات لکھنؤ تحریر ہو چکے کئی مضمون تازہ ہاتھ لگے جولائی کی سترہویں سنہ حال کو محبت نامہ نواب گورنر جنرل بہادر کا سربمہر خریطہ کمخواب میں رونق افزائی بزم وصول ہوا تھا اسی مہینہ کی تیسویں کو معرفت صحتہ الدولہ بہادر[3] کے حضور پادشاہی میں روانہ کلکتہ کیا گیا ہر چند یہاں کھلا نہیں کسی نے دیکھا نہیں مگر جن رازداروں کی بات پر اعتماد ہے اُن کے زبانی یہ کلام ہے کہ صلح روم وروس کی تہنیت تھی یہی تحریر نامہ محبت تھا اور عوام میں روایات مختلفہ مشہور ہیں وہ سب قیاس کے نزدیک دور ہیں مطابق حکم صدر گورنر کے یہاں تجویز ہوئی کہ جتنے اعزہ و متعلقین نواب آصف جاہ بہادر نواب سعادت علی خاں بہادر غازی الدین حیدر پادشاہ و نصیر الدین حیدر پادشاہ و محمد علی شاہ و امجد علی شاہ و حضرت واجد علی شاہ کے ہیں اور سوا اُن کے جو لوگ بلا شرط خدمت سرکار پادشاہی سے مشاہرہ پاتے ہیں تحقیقات کر کے تنخواہ اُن کی بطریق پنشن کے جاری رہے چنانچہ کپتان فلیچر ٹس صاحب بہادر اظہار سبھوں کے لیتے ہیں یقین ہے کہ بعد تحقیقات کے پنشن ان لوگوں کے موافق تنخواہ سابق کے سرکار انگریزی سے مقرر ہو بعد انتزاع سلطنت لکھنؤ کے کہ فوج تخفیف میں آئی اور اکثروں نے تنخواہ برطرفی کی پائی سرکار کمپنی سے تین رسالوں کی بھرتی کا حکم ہوا ایک کے افسر کپتان ڈیلی صاحب دوسرے کے کپتان ہارڈنگ صاحب تیسرے کے گال صاحب مقرر کئے گئے پھر ملازمین شاہی سے قبول نوکری انگریزی کا استفسار ہوا خصوصاً رسالہ ترکسواران خوداسپہ سے بار بار ہوا بحکیکہ دوسو سواروں نے اقرار کیا نوکر ہوئے باقی سبھوں نے انکار کیا کہنے سے باہر ہوئے اب ہارڈنگ صاحب اُن دوسو سواروں میں سے ڈیڑھ سو کو موقوف کرتے ہیں بیچارے یہ خبر سُن کر گھبرائے صاحب کے حضور میں آئے عرض کی کہ ہمارا کیا قصور ہے کس لئے برطرفی سرکار کو منظور ہے کوئی ہم لوگوں میں کاہل نہیں نوکری چور نہیں بددل نہیں صاحب موصوف نے سکوت کیا مطلق اس کا جواب نہ دیا یہ خبر چیف کمشنر بہادر کو پہونچی اُنہوں نے اس باب میں کمیٹی تجویز کی ہر چند یہ لوگ کمیٹی میں بھی بے قصور نکلے مگر صاحب افسر کے کد سے ہنوز بحال نہیں ہوئے اب کاغذ تجویز صاحب چیف کمشنر بہادر کے پاس گیا ہے دیکھئے آئندہ کیا حکم ہوتا ہے اور سب رسالوں میں اگلوں کی موقوفی ہے نئے لوگوں کی بھرتی ہے۔

۱۔ یہ آگرہ سے نکلتا تھا۔

۲۔ لارڈ ڈلہوزی، گورنر جنرل

۳۔ صحتہ الدولہ، فتح علی کے فرزند تھے۔ فتح علی شاہی اسٹور کے نگراں تھے، صحتہ الدولہ اُن کے جانشین بنے اور بہت سے قیمتی اسباب ضائع ہونے سے بچائے۔ دیکھئے رضوی، فریڈم اسٹرگل اترپردیش، جلد اول، صفحات 124, 273, 281-86

انتزاعِ سلطنت لکھنؤ

انگریزی اوراردواخباروں سے تحقیق ہوا کہ پچھلے مہینہ کے دربار پارلیمنٹ شاہی میں ممبران ذی شان پارلیمنٹ لندن نے حضرت شاہ تجاہ لکھنؤ کی مظلومی پر رحم فرماکرتقریریں شائستہ اوردلیلیں روشن پیش کیں کہتے ہیں ایک صاحب عالیشان ممبردربار پارلیمنٹ نے سرقد کھڑے ہوکر یہ سوال کیا کہ انتزاع ملک اودھ سرکارکمپنی سے بجاہوایابیجاسب اہالیان پارلیمنٹ نے متفق اللفظ جواب دیا کہ کوئی اس ضبطی کو نہ اچھا کہتا ہے نہ کہے گا بلکہ ہماری رائے یہ ہے کہ اگر سلطنت انگریزی میں اطوار بیجا سرزدہوں تو شاہ فرانس کوبھی واجب ہوتا ہے کہ اس بہانے سے چشم بددورمما لک انگریزی پر قبضہ کرے اوراگر شاہ ایران بدچلن ہوتو کب لازم ہے کہ ہم اُس کا ملک چھین لیں بعداس کے وہ عہد نامہ کہ شاہ لکھنؤ اورشاہنشاہ انگلستان کے درمیان میں ہوئے تھے حرف بہ حرف پڑھے گئے صاحب خبرلکھتے ہیں کہ جب عہد نامے پڑ ہے جاتے تھے، دانا دوربین انگشت حیرت دانتوں میں دباتے تھے اتنے میں ممبران پارلیمنٹ نے کہااے صاحبولارڈ ڈلہوسی کی کاروائی ضبطی ملک لکھنؤ کی بابت میں قابل منظور ہے یانہیں سبھوں نے جواب دیا کہ جب تک تعمیل عہد نامجات کی تحقیقات قرارنہ ہواس باب میں حکم ناطق نہیں ہوسکتاسُنا جاتا ہے کہ اس دربار میں لارڈ ڈلہوسی بہادر گورنر جنرل سابق کادیر تک ذکر رہا مسٹر جے جیل صاحب ممبر پارلیمنٹ نے بہت کچھ اُن کا ذکر کر کے فرمایا ملک یورپ میں روسیوں نے جو قیصرروم پر زیادتی کی شاہ لندن اورشاہ فرانس نے تائید رمیوں کی کیسی کیسی کی اب سرکارکمپنی نے ملک لکھنؤ کو بے وجہ ضبط کرلیا ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس کاروائی ناجائز کو جائز نہ ہونے دیں اور انصاف پر متوجہ ہوں۔

دوربین بہ نقل چشمہ فیض

حیدرآباد دکن

وہاں کی تحریروں سے معلوم ہوا کہ صاحب ریزیڈنٹ بہادر نے ملک برار بطریق تعہد مالگذاری امانی سرکار حضور پُر نورنواب ناصرالدولہ بہادر والی حیدرآباد سے لیا تھا اور ایک عہد نامہ باہم لکھا گیا تھا اب چاہتے ہیں کہ عہد نامہ تبدیل ہوکر کچھ شرطیں اور داخل کی جائیں اور اُن اضلاع میں کہ ممالک مقبوضہ انگریزی سے متصل ہیں انگریزوں نے بحکم حضور اپنی عدالت مقرر کی ہے اور درمیان چھاؤنی الوال وحسین ساگر کو وامام ضامن کے دامن میں بڑی بڑی عمارتیں اور مکانات سنگین انگریزوں کے بنے ہیں اُنیس لاکھ روپے طیاری میں خزانہ کمپنی سے صرف ہوئے ہیں اور ایک چھاؤنی نئی سوائے الوال وحسین ساگر کے طیار ہوتی ہے کہتے ہیں دو پلٹنیں گوروں کی اور ایک یادو پلٹنیں جدید تلنگون کی اُس میں رہیں گی اس سبب سے اہلِ شہر کے ہوش وحواس پریشان اور سب بجائے خود حیران وپریشان ہیں ہر ایک کو یہی فکر صبح وشام ہے کہ اس قدر فوج کا یہاں کیا کام ہے اللہ تعالیٰ اپنا فضل وکرم بندوں کے حال پر دائم رکھے اور اس ٹکڑے کو حکومت اہلِ اسلام میں قائم رکھے اور دوربین میں انگلش مین سے نقل ہے کہ روہیلوں نے دیہات جنوبی بڑاڑ اور دیہات علاقہ نواب نظام الملک پر یورش کیا ہے اس لئے کچھ فوج مع توپخانہ مسٹر ڈورن صاحب کے ہمراہ بھیجی گئی اور چار سو گاؤں حدود شمالی ملک بڑاڑ میں کہ ابتدائے عملداری سرکار کمپنی سے ویران پڑے تھے اب آباد ہونے لگے۔

باندا

کووہ نور میں خبر ہے کہ جون کی تیسویں کو ایک چٹھی انگریزی صاحب کلکٹر کے نام اس مضمون سے پہونچی کہ مسمی ولایت حسین کو نواب علی بہادر اپنے سرکار سے نکال دیں صاحب موصوف نے یہ حکم نوب صاحب کو اس تاکید سے پہونچایا کہ اگر خلاف حکم اُن کا اخراج نہ کروگے تو تمہارے حق میں بہتر نہ ہوگا

نواب صاحب کلکٹر بہادر کی بہت منت خوشامد کرتے ہیں مگر اب تک موثر نہیں ہوئی علاوہ اس کے صاحب ممدوح نے ایک اشتہار جاری کیا ہے اور فرقہ ملازم نواب میں بھیج کر دروازوں پر لگا دیا ہے جس کو تنخواہ کا دعویٰ ہو ایک مہینہ کے اندر حاضرِ عدالت ہو کر استغاثہ اپنا پیش کرے بعد انقضائے میعاد کے سماعت نہ ہوگی اس سبب ملازمین نواب صاحب نہایت متردد ہیں کہ اگر استغاثہ کریں نمک حرامی ہوتی ہے اور جو باز رہیں تو تیس تیس مہینہ کی تنخواہ جاتی ہے اور نواب صاحب کا عندیہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر فرقہ کے کچھ لوگ ملازم رکھ کر باقی برطرف کریں گے اس صورت میں عجب نہیں کہ سب مستغیث ہوں اور کارخانہ نواب صاحب میں کمال ابتری ہے اور اختیار تقسیم تنخواہ ملازمان نواب صدر سے صاحب کلکٹر کو ملا انہوں نے اپنی طرف سے امین مقرر کیا تاکہ تقسیم تنخواہ ادائے زرقرضہ سب بندوبست امین کے ہاتھ رہے گا۔

دہلی

عجیب سانحہ ماتم افزا پیش آیا دلوں کو صدمہ جانگزا پہونچا قیامت صغریٰ نمودار ہوگئی روح بدن میں بے قرار ہوگئی قلم اُس کی تحریر میں آٹھ آٹھ آنسو روتا ہے متصل اشکِ دریا سے منہ دھوتا ہے واقعی واقعہ جان خراش ہے کلیجہ غم سے پاش پاش ہے یعنی نور ناصیہ خلافت شمع دودمان سلطنت فتح الملک میرزا محمد فخرالدین بہادر ولی عہد حضرت بہادر شاہ پادشاہ دہلی خلد اللہ سلطنتہ دفعتہً ۷ ذیعقدہ شب پنجشنبہ کو گیارہ بجے مبتلائے ہیضہ جانستان ہوئے ہر چند طبیبوں نے جان لڑا دی دوانے اثر نہ کیا شب جمعہ کو سات بجے نہضت فرمائے روضہ رضوان ہوئے تین برس گیارہ مہینہ ولی عہد رہے چالیس برس کے سن میں دارلملک بقا کو تشریف لے گئے پادشاہ سلامت کہ علاوہ دردِ فرزندی اُن سے کمال انس رکھتے تھے بہت بے قرار ہیں رات دن اس چوٹ کے صدمہ سے مصروف گریہ زار ہیں محلوں میں کہرام ہے کسی کو نہ چین ہے نہ کہ آرام ہے جب نالہ رسا لبوں پر آتا ہے دود آہ آسمان تک جاتا ہے اللہ تعالیٰ صبرِ جمیل عطا فرمائے یہ غم دلوں سے بھلائے دنیا سرائے ناپائدار ہے یہاں کس کو ثبات و قرار ہے ۔ کوئی ہو پادشاہ یا درویش۔ ہے یہی رہ ہر ایک کو درپیش۔ اب ولی عہدی کے باب میں روایات کا اختلاف ہے جو کچھ تحقیق جلوۂ ظہور پائے گا آئندہ صحیفہ اخبار میں لکھا جائے گا۔

پنجاب

مہتمم کوہ نور از روئے خط شمس آباد پنجاب رقم فرماتے ہیں کہ جون کی اٹھائیسویں دو بجے دن کو زلزلہ اس زور شور سے آیا کہ بہت سی دیواریں شق ہو گئیں اگرچہ اس ملک میں زلزلہ اکثر آتا ہے مگر ایسا کم آیا ہوگا اور لکھتے ہیں کہ لاہور میں بھی اس کا اثر پایا گیا اور اکثر مقامات پنجاب میں کہیں کم کہیں زیادہ محسوس ہوا۔

حکم کورٹ آف ڈائرکٹرس

اخبار مفصلیٹ بحوالہ انگلشمین مخبر ہے کہ حکام کورٹ آف ڈائرکٹرس نے اس سبب سے کہ معاملات ہند کے کاغذات دیر میں پہونچتے ہیں یہ تجویز کی کہ مسلین وغیرہ چھپ کر روانہ ہوا کریں اور ہر دفتر سرکاری میں ایک چھاپہ خانہ بنے اب نقل نویسوں کو چاہئے کہ چھاپے کے کام سے واقفیت حاصل کریں کہ اگر وہ تجویز ہوئی یہ لوگ وہی کام کریں گے۔ کوہ نور۔

آگرہ

اس شہر میں وبائے ہیضہ بہت ہے چندروز مینہہ کے برسنے سے کچھ تخفیف رہی اب پھر شدت ہوگئی ادھر پانی ڈالا اُدھر مرگیا پہلے ہیضہ کرنے والوں میں سے چوتھائی مرتے تھے اب نصف ضائع ہوتے ہیں جیلخانے سے کرانچیاں لاشوں کی بھری نکلتی ہیں لوگ خوف سے گردونواح میں جابجا منتشر ہوگئے اور قیدیوں کو تبدیل آب وہوا کے واسطے سکندرہ وتاج گنج وغیرہ میں بھیج دیا ہے۔ چشمہ فیض

روم وروس

دونوں سلطنتوں میں مصالحہ ہوگیا اب روس میں ہرطرح امن وامان ہے روسی چاہتے ہیں کہ جس قدر لڑائی کے سبب تجارت کا نقصان ہوا اب اُس کو بڑھا کر تدارک کرلیں اور اس سبب سے کہ پادشاہ نے عیسائیوں کا اعزاز بڑھایا روم کی سرحدوں میں چھوٹے سرداروں نے مقابلہ کیا سلطان روم نے اُن کو سزادی کسی کو قتل کسی کو مقید کیا کسی کا داہنا ہاتھ کٹواڈالا۔ صادق الاخبار

جے پور

اس شہر میں وبائے ہیضہ پھیلی ہوئی ہے خدا رحم کرے ایک سڑک پختہ علاقہ بھرت پور سے کشن گنج تک طیار ہوتی ہے کسی صاحب نے تین لاکھ روپے پر اُس کا ٹھیکہ لیا اور پنڈت شیودین صاحب دیوان راج کے اکثر لوگ شاکی ہیں۔ صادق الاخبار

دادری

یہ پرگنہ وہاں کے نواب سے منحرف ہوکر برسرِ فساد ہے کئی گاؤں نے روپیہ دینے سے انکار کیا محمد عبدالعزیز خان تحصیلدار کچھ فوج لے کر تدارک کو گئے ہیں دیکھئے کیا انجام ہو۔ صادق الاخبار

بنبئی

اس شہر میں دوشنبہ گذشتہ خوب مینہ برسا شام کو ایک صاحب ولائتی ملازم جہاز وہاں سے اُتر کر بسبب بارش ایک بڑھئی کے مکان میں گیا اُس نے منع کیا طول کلام ہوا نجار نے دھکا دیا صاحب نے غیرت کے مارے چاقو نکال کر نجار کا کام تمام کیا اُسی وقت گرفتار ہوا مقدمہ عدالت میں پہونچا۔ صادق الاخبار

کوہستان کنجام

وہاں بعضے مفسدوں نے فساد برپا کیا ہے اس لئے صاحب اجنٹ نے تین کمپنیاں سپاہیوں کی مع بان وتوپ جنرل طوک صاحب سے طلب کی ہیں یقین کہ تدارک ہوجائے۔ صادق الاخبار

مدراس

والئ مدراس نے جہان فانی سے رحلت فرمائی اور کوئی فرزند اُن کا یادگار نہیں نواب عظیم جاہ بہادر حقیقی چچا نواب مرحوم کے حق میں ارباب کونسل کی تجویز ہے کہ وہ وارث ریاست نہیں ہوسکتے اور ملازموں کو بحال رکھ کر سب امور لندن سے حکم آنے پر موقوف رکھتے ہیں۔ دوربین

فیروز پور

ایک شخص کسی کو بزخم شمشیر جان سے مار کر تلوار خون میں ڈوبی لئے ہوئے اسسٹنٹ کمشنر کے پاس گیا اور اُن پر بھی تلوار مارنے کا ارادہ کیا برقنداز نے کہ وہاں حاضر تھا یہ حال دیکھ کر تلوار میان سے لی اور اُس خون گرفتہ سے بھڑ گیا دونوں دیر تک لڑتے رہے آخر کو وہ خونی برقنداز کے ہاتھ سے مارا گیا۔ ایضاً

رنگون

وہاں ڈاک تار برقی کے جاری کرنے میں تجویزیں ہوتی ہیں چوالیس لاکھ روپے خرچ کا تخمینہ ہوا ہے اور ان دنوں اُس کے حدود میں طوفان کی شدت سے بہت سی کشتیاں ڈوب گئیں لوگوں کا بڑا نقصان ہوا۔ ایضاً

کریمیا

تازہ خبر وہاں کی یہ ہے کہ فوجیں سلاطین متفق کی کوچ کرتی جاتی ہیں چنانچہ بہتّر ہزار سپاہ فرانسس اور پندرہ ہزار فوج انگریزی اور سات ہزار فوج سارڈینہ اور پندرہ ہزار سپاہ ترکی کوچ کر گئی باقی پینسٹھ ہزار فوج فرانسس پینتیس ہزار انگریزی سات ہزار سارڈینہ وہاں باقی ہے۔ ایضاً

افغانستان

کہتے ہیں کہ مئی کی ۲۳ کو شام خان ایک ہزار فوج جرار لے کر فارس سے ہرات میں پہونچا امیر دوست محمد خان کو اُس کے آنے سے کھٹکا پیدا ہوا اور تین ہزار سپاہ دلاور ہراتیوں کی کمک کو آئی ہے۔ ایضاً

اسٹریا

وہاں تجویز ہے کہ تار برقی مقام برجسٹ سے قسطنطنیہ تک لگائیں اور اسکندریہ کے درمیان سے بمبئی تک پہونچائیں۔ دوربین

شملہ

جناب مہتمم دوربین کو وہ نور سے نقل کرتے ہیں کہ امسال وہاں بارش کی کثرت ہے ہر وقت اِس طرح کا ابر سیاہ گھر ا رہتا ہے کہ رات دن میں فرق نہیں ہوتا خلائق کے کاروبار میں فتور پڑا ہے ایک گھر سے دوسرے گھر تک جانا دشوار ہو گیا ہے بدون سرمائی کپڑے کے گذارا نہیں جاڑے کی شدت سے چارہ نہیں۔

پشاور

ایک دوست کے خط سے دریافت ہوا کہ ان دنوں وہاں کی انگریزی چھاؤنی میں گھڑی رات گئے ایک تلنگہ پہرے پر کھڑا تھا قزاق کمال جرات سے اُس پر ٹوٹ پڑے اور بندوق کی گولی سے زخمی کر کے بھاگ گئے جو زخم کاری تھا تلنگہ ایک ساعت کے بعد تڑپ تڑپ کر مر گیا معلوم نہیں قزاقوں نے کس طمع پر یہ خون کیا بالفعل صاحب کمشنر پشاور نے تجویز اسکول بنانے کی اضلاع پنجاب میں کی ہے چنانچہ نوشہرے میں تعمیر بھی شروع ہوئی ہے۔

علی گڑھ

ایک شفیق کی تحریر سے واضح ہوا کہ شہر خاص اور اُس کے اطراف میں موت کی گرم بازاری سے وبای ہیضہ کی شدت حکم ملک الموت جاری ہے بہت عورت مرد اس میں مبتلا ہوکر مر گئے کتنے سسکتے ہیں کتنے جان وجہان سے گذر گئے۔

مقامات متفرقہ

دو گاڑیاں ڈاک کی لاہور سے راولپنڈی اور پشاور کو جاتی تھیں راہ میں دریابُرد ہوگئیں ایک میں سے پندرہ پارسل ملے باقی کا پتہ نہ لگا ایران میں ہر طرح امن وامان ہے آنریبل مسٹر برای صاحب بغداد سے عنقریب طہران کی طرف جانے والے ہیں کہ شاہ ایران سے صفائی حاصل کریں جنرل جنگ بہادر فیصلہ سرحدات ملک اودھ کے لئے نیپال سے اپنا وکیل پیشگاہ ملکہ انگلینڈ میں بھیجا چاہتا ہے۔

شہر لکھنوٴ محلّہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو یافت جانِ تازہ جسم لکھنؤ . گنج گوہر ہائے معنی اندر وست چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

نمبر۲ ۲۹ شہر ذیقعدہ ۱۲۷۲ہ ہجری مطابق یکم اگست ۱۸۵۶ء عیسوی روز جمعہ جلد۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تا بمقدور ہے مدح و ذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا پہلے قیمت اس کی ایک روپیہ بارہ آنے ماہواری دس روپے شش ماہی سالیانہ پیشگی ۲۴ روپے بعد سال تمام اس نظر سے مقرر ہوئی تھی کہ پرچہ یہاں سے ٹکٹ لگا ہوا پہونچے گا مرسل الیہم کو ڈاک کا محصول دینا نہ پڑے گا پھر ٹکٹ لگانے میں تلف کا خیال ہوا ناظرین کے پاس نہ پہونچنے کا احتمال ہوا ناچار صحیفہ اخبار بیرنگ روانہ کیا جہاں سے قیمت آئی ڈاک کا محصول پھیر دیا اب کہ ہمیشہ بیرنگ بھیجنے کی صلاح ٹھہری قیمت اخبار بعد وضع یہ باقی رہی ایک روپیہ آٹھ آنے ماہواری آٹھ روپیہ آٹھ آنہ شش ماہی ۲۵ روپے سالیانہ پیشگی چوبیس روپے بعد سال رہے خریداروں کو خیال رہے اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقومہ آئے گا انشاءاللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفہ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔

لکھنؤ

صحیفہ سابق سے چور کی طراری تھیلی مارنے میں عیاری واضح خاطر ناظرین ہر ایک کے ذہن نشین ہوئی ہو۔ اب یوں تحقیق ہوا کہ توڑے روپئے کی تقسیم تنخواہ کو پلٹن کے خلاصی اور بیلدار تلنگون کی حفاظت میں اپنے کاندھوں پر تارے والی کوٹھی سے لے چلے سب چھیالیس آدمی تھے کوٹھی احاطہ میں ایک جگہ اُتار کر کچھ غافل ہوگئے بدچلن عیار نے کسی گھات سے اپنا کام کیا ایک توڑا گیارہ سو ترانوے روپئے کا مسمی دولت بیلدار کے پاس جواہر تلنگے کی نگہبانی میں تھا اپنی گٹھری سے بدل لیا تلنگون نے شمار میں تھیلیاں پوری پاکر دھوکا کھایا بوجھ اُٹھا کر قدم آگے بڑھایا جب قدم روانگی آیا ایک توڑا ہلکا پایا حولدار نے اس بابت کی رپورٹ کی پلٹن کے افسر کو خبر دی اُس نے کمیٹی کے بعد روبکاری اس دست بُرد کی کارنیگی صاحب منتظم شہر کو سپرد کی وہاں جواہر و دولت کی خطا ٹھہری غفلت اُن کی ثابت ہوئی قید کا حکم ہوا چور کا پتہ نہیں لگا اب تک سراغ نہیں ملا۔ غلام علی خاں تھانہ دار چینی بازار اور دوست علی محرر کہ خانہ پر مشیری داس اور علی سلطان کی چوری کے خلاف نویسی میں ماخوذ تھے مستعفی ہوئے ڈپٹی کمشنر بہادر لکھنؤ نے مسمی علی الدین کو تھانہ دار مقرر کیا سنا گیا ہے کہ ۱۹ ذی قعدہ کو باکر پلٹن تلنگوں کی منڈیاون سے کانپور کو روانہ ہوئی اور ۲۱ کو تئیس پلٹن کہ ابتدائے عملداری کمپنی سے دولت خانہ میں تھی منڈیاون کو گئی اب فقط توپخانہ دولت خانہ میں باقی ہے۔ ۲۸ جولائی کو ناتھو سنگھ جمعدار کمشنر عدالت دیوانی کا ہے اُس پر گمان رشوت ستانی کا ہوا اور کچھ لوگوں نے بھی یہ بات صاحب سے اظہار کی اُنہوں نے شرف الدولہ غلام رضا خان اور مہاراج بالکرشن اور داروغہ علی محمد اور شاہ احمد حسن مختار نواب اکرام الدولہ بہادر کو تحقیقات کے لئے بلا کر

تہدید سے پوچھا کہ تم میں سے جس نے کچھ اُس کو دیا ہو ظاہر کرے مہاراج نے کہا میں پانچ روپیہ دیتا تھا اُس نے نہیں لئے اور احمد علی داروغہ حسین آباد نے کہا کہ میں ایک اشرفی دیتا رہا اُس نے قبول نہیں کیا اور شاہ احمد حسن مختار نواب اکرام الدولہ بہادر نے چار اشرفیاں اور اشرف الدولہ نے تین سو روپیہ دینا ظاہر کیا صاحب نے جمعدار مذکور کو ڈپٹی کمشنر بہادر کی محکمے میں بھیج دیا وہاں سرکاری تلنگوں کی حوالات میں قید ہوا ہے دیکھئے کیا سزا پاتا ہے۔ آگے شہر کی سڑکوں کا انتظام میجر انڈرسین صاحب بارک ماسٹر سے متعلق تھا اب وہ کام سمسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کو سپرد ہوا میجر صاحب موصوف کو سرکار سے دوسرا کام ملا ہے یعنی دریائے گھاگھرا سے نہر لانے کا حکم ہوا ہے۔ ملک اودھ کی چاروں قسمتوں کے لئے صدر سے چار بارک ماسٹر مقرر ہوئے ہیں اور ایک صاحب اُن چاروں کے افسر ہوئے ہیں یقین کہ عنقریب داخل ہوں اپنے کام میں شاغل ہوں ہر ہر قسمت میں ایک ایک بارک ماسٹر جائے راہ اور سڑک کی درستی فرمائے۔ ۲۷ ذی قعدہ ۲۹ جولائی روز سہ شنبہ کو کپتان گال صاحب نے رسالہ ہائے شاہی کے ڈھائی سو سواروں کو کہ بکمال اصرار نوکر کمپنی کے ہوئے تھے پر اجا کر حکم سنایا کہ سرکار کمپنی کو رسالے میں گھوڑے نوکر رکھنا منظور نہیں تم سب ایک مہینہ کے اندر سر اسم ڈیڑھ سو روپیہ داخل سرکار کرد یہاں سے گھوڑیاں خرید ہو کر عنایت ہوں گی اور جو کوئی اتنا روپیہ داخل نہ کرے گا موقوف ہو گا سبھوں نے جواب دیا کہ ہم سے روپے کی تدبیر دشوار ہے نہ ہم کو مقدور ہے نہ کوئی گھوڑوں کا خریدار ہے سرکار مالک ہے چاہے موقوف کرے خواہ اپنے ارشاد و عدالت و انصاف کے موافق بحال رکھے جو حال چوپڑ والی اصطبل کی مسجدوں کا معلوم ہوا تھا پرچہ سابق میں بتصریح تمام مرقوم ہوا تھا اب نیا ماجرا سنیے جو واقعہ گذرا سنیے یعنی جس انگریز نے مسجد کو مسکن بنایا تھا سارجن گوروں کی پلٹن کا تھا قضارا اُس کی میم مرگئی بے مرض ظاہری جہاں سے گذر گئی ایک شخص نے تعزیت کے وقت صاحب سے کہا کہ خانہ خدا میں بے ادبی کرنے سے گھر برباد ہوا اگر اب بھی یہی اندھیر مچا رہے گا تمہارا اور فرزندوں کا چراغ زندگی بجھے گا یہ سنتے ہی جان کے خوف سے ڈر گیا جیتے جی دہشت کے مارے مرگیا مسجد کو خالی کردیا اپنا اسباب اُٹھالیا۔ روز عملداری سرکار کمپنی سے کہ عہدہ رزیڈنسی نہیں رہا منشی خانہ سے آٹھ آدمی موقوف ہوئے اور نقل روبکاری اس مضمون کی ملی کہ یہ لوگ کارگزار ہیں جہاں ضلع جات میں جائیں اگر نوکری خالی ہو پائیں مگر عملہ اخبار نے آمد و رفت بدستور رکھی بطیب خاطر یہ محنت گوارا کی ہفتہ عشرہ گذرتا ہے کہ بختاور لال اخبار نویس فیض آباد متعلق رزیڈنسی نے اپنی عرضی اس مضمون سے کپتان فلیچر ڈیس صاحب کے حضور میں بھیجی کہ آگے ماہ بماہ سرکار سے تنخواہ عنایت ہوتی تھی اب پانچ مہینے سے کوڑی نہیں ملی اور کام بدستور رہی ہے تکلیف سے بسر کرتا ہوں امیدوار تنخواہ کا ہوں صاحب موصوف نے وہ عرضی چیف کمشنر کے حضور میں روانہ کی وہاں سے چٹھی سرکار اس مضمون سے جاری ہوئی کہ یہ لوگ بسبب شکست عہدہ رزیڈنسی کے موقوف ہوئے مگر جہاں موقع ہو لیاقت نوکری کی رکھتے ہیں فقط منجملہ عملہ مذکور حیدر علی خبردار دردولت شاہی اور مہندر نراین نائب اخبار نویس اور بختاور لال اخبار نویس فیض آباد بسبب قدامت مستحق پنشن کے معلوم ہوتے ہیں۔ تقسیم تنخواہ سواران ملازم شاہی کی ہارڈنگ صاحب اور ڈہلی صاحب اور گال صاحب سے متعلق ہوئے تھے دو صاحبوں نے اپنے اپنے رسالے کی تنخواہ ابتدائی ۱۲۶۱ فصلی سے ۳۰ جمادی الآخر ۱۲۶۲ فصلی تک بانٹ دی مگر میجر گال صاحب نے نہیں معلوم کس وجہ سے تنخواہ سواران رسالہ اکبری و غضنفری و میمنہ شاہی اور نکڑی خاص کی تقسیم نہیں کی ۱۲۶۲ فصلی سے کسی کو ایک حبہ نہیں ملا بلکہ اکثروں کو ۱۲۶۳ میں بھی کچھ وصول نہیں ہوا۔

بخشیوں کی نئی کارسازیاں ہیں عجب غفلت پردازیاں ہیں کہ فوج شاہی سے بالک گنج کے توپخانے میں بعضوں نے مکرر تنخواہ لی اور بعض بالکل محروم رہے واجبی بھی نہ ملی چنانچہ بنسی دہر کارندہ دہجپت رائے بخشی سلطانی کا اپنی جگہ یوں کہتا تھا کہ فرزند علی توپخانہ آتش فگن نے گولہ اندازوں کی تنخواہ دوبارہ دلوائی بعد ایکے اُن سے آپ پھیر منگائی اس مغالطے کی خبر حاکموں تک نہیں پہونچی ورنہ ضرور حکم مناسب صادر ہوتا۔ باہر کی تعناتی کے سوا سب ملازمان شاہی کی تنخواہ میں آخر جون سنہ حال تک گیارہ لاکھ انچاس ہزار چار سو چھتر روپے پونے پانچ آنے تقسیم ہوئے، صحیفہ اخبار گذشتہ میں ٹھیکہ کا اشتہار اور ۲۵ رجولائی کا وعدہ درخواستوں کے ملاحظہ کو مندرج ہو چکا ہے تاریخ مذکور کو سمسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لکھنو کی کچہری میں ٹھیکہ لینے والے جمع ہوئے اور نیلام کی طرح تعہد پر بولیاں ہونے لگیں چنانچہ اخیر بولی ایک لاکھ پینسٹھ ہزار کی وزیر خان داروغہ نواب علی نقی خاں کی تھی اُس دن نیلام اُٹھ رہا دوسرے

روز ڈپٹی صاحب موصوف نے سب گنج اور بازاروں کا ٹھیکہ ایک لاکھ اکتالیس ہزار روپے پر شرف الدولہ غلام رضا خاں کو بنظر قدامت اور کارگذاری کے دیا۔ صاحب چیف کمشنر بہادر پانچ دن سے دردسر میں مبتلا ہیں اس واسطے منڈیانوں سے بیلی گارد والی کوٹھی میں تشریف نہیں لائے خدا شفا بخشے بسکہ سرکار کمپنی بہادر کو رفاہ خلائق منظور ہے پرداخت عام یہاں کا دستور ہے سواران ملازم شاہی کی پرورش تجویز ہوئی حکم صدر سے یوں پنشن ٹھہری کہ پچیس برس سے تیس برس تک کے نوکر کو دو روپے چار آنے ملیں گے اور تیس سے چالیس برس تک کے، ملازم کو تین روپے چالیس برس سے زیادہ والے کو چار روپے آٹھ آنے عنایت ہوا کریں گے۔ ۲۸/ ذی قعدہ ۳۱ جولائی کو شہر میں منادی نے ندا کی ڈھنڈورا پیٹ کر اس حکم کی اطلاع دی کہ سبھوں کو اس بات کا خیال رہے کوئی ایک لفافے میں دو خط نہ بھیجے جو شخص خلاف حکم کرے گا گرفتار ہو کر سزا کو پہونچے گا، قلم کی چال صفحہ کاغذ پر رقص شادی ہے صریر خامہ اس خبر کے لکھنے میں صدائے مبارکباد ہوئی آوازہ تہنیت بلند ہے غلغل نشاط آسمان پیوند سے آفتاب برج حمل سے باہر آیا نیر امید خلائق اوج پر آیا یعنی جناب ہمایوں مرتبت قیصر حشمت کیوان قدر صاحب عالم مرزا محمد حامد علی خاں بہادر ولی عہد کے ممو عہ بیا جان صاحبہ کے بطن سے ۸/ ذی قعدہ دوشنبہ کے روز پہر پر پانچ بجے دن کو خاص منزل میں فرزند ارجمند پیدا ہوا گو ہر بختیاری درج دولت و حشمت سے ہویدا ہوا ہر ایک محو عشرت ہے سبھوں کو مسرت ہے اللہ تعالیٰ اس صاحبزادہ با اقبال کو حیاتِ جاودانی عطا فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے جلد وہ دن دکھائے کہ مرزا ولی عہد بہادر بااطمینان تشریف لائیں گلو میں لکھنؤ کو رشک تختہ گلزار فرمائیں واقعی اگر وہ یہاں رونق افروز ہوتے لوگوں کے دن پھرتے گھر گھر نوروز ہوتے چھٹی میں تین لاکھ کا صرف ہوا ہوتا سب خلعت و انعام پاتے اہلِ پیشہ کا بھلا ہوتا ہر ایک کو اسکی حسرت ہے رات دن لبوں پر دعائے دولت ہے، ان دنوں ایک روبکاری کچہری کلکٹری محکمہ سمسن صاحب بہادر سے تحصیلداروں کی ہدایت بھیجی گئی ہے اطلاع خاص و عام کے لئے بعینہ حرف بحرف صحیفہ اخبار ہوتی ہیں لیکن بسکہ طویل ہے سب نہیں سما سکتے جتنے باقی رہے ہفتہ آئندہ میں مرقوم ہوگی۔

روبکاری کچہری محکمہ ڈپٹی کمشنری مقام لکھنؤ اجلاس

مسٹر رابرٹ سمسن صاحب بہادر واقع ۱۴/ اپریل ۱۸۵۶ء

سرکلر نمبر ۲۷ مورخہ ۱۹ اپریل سنہ حال آمد صاحب فنانشل کمشنر بہادر بنام صاحب کمشنر بہادر لکھنؤ دفعہ اول ہدایت مفصلہ ذیل بابت سہ سالہ بندوبست جواب دہی ہونے والا ہے واسطے ہدایت تمہاری و صاحبان ضلع بھیجی جاتی ہیں و لکھا جاتا ہے کہ نقل اُس کی پاس صاحبان ڈپٹی کمشنر کی بہت جلد بھیج دیجئے۔ دفعہ ۲ بروقت بندوبست ربیع حال کی بعض بعض امور کی نسبت ایک قسمت میں ایک تجویز ہے فیصلہ ہوا اور دوسری قسمت میں دوسری تجویز سے اس سبب سے کہ صاحبان کمشنران کو فرصت نہ تھی کہ جب کسی بات میں کچھ شک تھا وے ہمارے محکمہ میں استفسار کرتے کیونکہ اُس میں دیری ہوتی۔ دفعہ ۳ لیکن اب جو سہ سالہ کا بندوبست ہونے والا ہے کچھ ضرورت ایسی جلدی کی نہیں ہے کہ اگرچہ دیری و توقف کرنا نہ چاہئے اس لئے تم کو لکھا جاتا ہے کہ جب کسی ضروری امر میں بابت بندوبست کے تم کو کچھ شک ہے تو ہمارے محکمہ سے استفسار کرو اور جب تک جواب آدے تب تک ملتوی کرد دفعہ ۴ اگر ایسی طرح ہو جاتا ہے تو سب قسمت میں ایک تجویز سے کل انتظام بندوبست کا ہوگا۔ دفعہ ۵ ساتھ اس چٹھی کے ہم خلاصہ چٹھی سرکار گورنر بہادر کا بنام صاحب چیف کمشنر بہادر کے نمبر ۲۱ مورخہ ۴ فروری بابت مال کے بھیج دیتے ہیں۔ دفعہ ۶ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تین درجہ میں ہدایت تقسیم کی جاوے اول ہدایت بابت اصل تجویز لگانے جمع کے دوسری ہدایت بہ نسبت اُن لوگوں کے جن کے ساتھ بندوبست ہوگا اور جن کا کچھ دعویٰ بھی ملکیت وغیرہ کا ہوگا تیسری ہدایت متفرقات دفعہ ۷ بہ نسبت اول ہدایت یہ بندوبست سہ سالہ کرنا چاہئے بلحاظ اوپر اوسط جمع وصول باقی پانچ برس یا تین برس گذشتہ کے اور پیشتر اس سے بموجب ہدایت مندرجہ سرکلر ہمارے نمبر ۳۱ مورخہ ۱۷ مارچ سنہ حال نقشہ پانچ سالہ کا معرفت قانون گویان کے حکم طیاری کا صادر ہوا ہے اور ہر ایک

صاحب ضلع کو مناسب ہے کہ بخوبی کوشش و تدبیر کریں کہ وہ نقشہ جمع وصول باقی جو طیار ہوتا ہے صحیح و درست ہووے و نیز اس طرح سے اور پٹواریان یا عاملان یا اور معتبر لوگوں سے نسبت حال جمع کی دریافت ہووے تو بہتر ہے کہ پھر اس نقشہ سے مطابقت کیا جاوے دفعہ ۸ بروقت طیار ہونے اس نقشہ جمع کے سب لوگوں کو بخوبی آگاہ کر دینا چاہئے کہ سرکار کا مراد یہ ہے کہ جمع واجب اور تخفیف سے مقرر ہوا اور نیز برابر بھی ہو کہ ایک گانوں پر بہ نسبت دوسرے گانوں کے کمی بیشی نہ ہو اور واسطے درست حساب لگانے کل پیداواری ہر ایک گانوں کی دریافت کرنا چاہئے چھپا رکھنا مناسب نہیں اور نیز اکر اصل اوسط جمع بندی پانچ سالہ کا دریافت ہوسکتا ہے تو سرکار بندوبست نصفی پر منظور کریگا اور نیز منجملہ اُن جہہ رقم سوای مفصلہ ذیل کے یعنی سڑکانہ حساب یک روپیہ سیکڑا و مدرسہ بحساب یک روپیہ سیکڑا و ڈاک بحساب ۴ر سیکڑا و پٹواری بحساب تین روپئے ر سیکڑا اور پر جمع بندی اور نیز چوکی داران بحساب دو روپئے ر ماہواری فی چوکیدار و نیز ملاہار یعنی گوڈ دیت بموجب دستور گانوں کے اول رقم و دوسری رقم و تیسری رقم و پانچویں رقم کل سے پہلی مجرائی کر کے نصفی سرکار قرار پاوے گا اور زمینداران کے نصفی حصہ سے فقط پٹواری کا و ملاہار کا لیا جاوے گا دفعہ ۹ واسطے بتلا دینے اس تجویز کے ہم ساتھ اسکے خلاصہ نمبر ۳۶، ۴۲ ہدایت بندوبست بسیار ہوا سابق کے ساتھ اسکے بھیج دیتے ہیں اور اگر چہ بروقت تجویز بندوبست سہ سالہ کے اگر بموجب اُس کے عمل ہونے نہیں سکتا کیونکہ اصل پیداواری گانوں کی اور نیز درست جمع واصل باقی دریافت نہیں ہوسکتی لیکن جہاں کوئی صاحب ضلع دریافت کر سکتے تو وہاں مطابق اُن ہدایت کے عمل کریں۔

کانپور

کانپور سے لکھنو تک کی سڑک کی مرمت بہت جلد ہونے والی ہے خرچ کے لئے سرکار سے آٹھ ہزار چھہتر روپئے کی منظوری ہوئی ہے۔ مفید خلائق

ایضاً

تحریر کانپور مورخہ ۲۱ ذی قعدہ سے دریافت ہوا کہ نواب علی نقی خان مع تین بیٹوں اور ایک داماد اور محل اور چند رفیقوں اور شیر علی و محمد اکبر کے وہاں پہونچ کر نواب ذوالفقار بہادر کی کوٹھی میں اُترے احمد علی خاں وکیل ساکن کاکوری نے اہتمام کیا سب کاموں کا سرانجام کیا نواب نظام الدولہ مجھلے بیٹے نواب معتمدولہ بہادر کی ملاقات کو آئے اور یہ بھی اُن کے مکان پر گئے کھانا وہیں کھایا اور معتمد الدولہ کے چھوٹے بیٹے نے نواب نے طعام ضیافت مکان پر بھیجا پھر نواب علی نقی خان ڈاکٹر کلکٹری کے مکان پر جہاں میجر جنرل جیمس اوٹرم صاحب بہادر سی بی چیف کمشنر ملک اودہ کلکتے سے آتے وقت ٹھہرے تھے ملاقات کو گئے پانچ ہزار روپئے ڈاکٹر کی تواضع کے اُنہوں نے چھ طنچے ولائتی ان کو دئے قریب بیس لاکھ روپئے کی اشرفیاں نواب کے ساتھ تھیں ایک لاکھ پینتیس ہزار کی بیچ کر کچھ نوٹ خریدے کچھ ہنڈویاں کلکتے کی لکھوالیں اور اشرفیوں کا کوئی خریدار نہ ہوا سب ہمراہ کلکتے کو لے گئے احمد علی خان وکیل کو پانچ ہزار روپئے دے کر ساتھ لیا اور تیسرا دن ہے کہ مظفر حسین خان بھی ہمراہی کے لئے روانہ ہوئے نواب بخط راست کلکتے کو نہ جانے کے الہ آباد و بنارس وغیرہ میں توقف فرمائیں گے فتح پور تک کا حال معلوم ہوا کہ ۷۱ ذی قعدہ روز شنبہ کو وہاں پہونچے حکمۃ اللہ خان ڈپٹی کلکٹر کے مکان میں چار پہر رہے اختر محل اور دو بیٹے اور دو بیٹیاں اور منجھلی بہن نواب کی اور کئی عورتیں خادمہ اور مظفر حسین خان اور مجی صاحب مرزا احسن رضا کے بھائی اور میر عابد علی آتو جی والے اور میرن نبی والے اور محمد اصغر و محمد اکبر اور اچھے صاحب اور باقر علی خان داماد اُن کے اور میر احسان علی خان و میر عابد علی خان داروغہ سابق سوا ان کے کئی رفیق اور ہمراہ تھے سب بارہ بگیاں تھیں ڈپٹی صاحب نے دعوت کی اور انہوں نے اور عنایت حسین خان نے نذر دی چلتے وقت نواب صاحب دونوں کو خلعت دیتے تھے کسی نے نہ لیا اور راہ میں نواب صاحب کی بگھی ٹوٹ گئی تھی آپ اور دو صاحبزادی بیگم صاحبہ کی بگھی میں بیٹھ کر پہونچے وہاں سے چلتے وقت بگھی علیحدہ ہوئی اور باقر علی خان کی بگھی بھی راہ میں ٹوٹی تھی ہاتھ کو بڑا صدمہ پہونچا کو تھی صاحب ڈاکٹر نے تدبیر کی ہاتھ ملوا دیا تیل ساتھ کیا۔

قندھار

بے انتظامیاں نواح قندہار میں بے شمار ہیں فتنہ پرداز وہاں کے سردار ہیں امیر دوست محمد خان نے اپنے کئی بیٹوں کو فوج کثیر لے کر مفسدوں کی گرفتاری کے لئے بھیجا ہے مگر لشکر میں تنگی مصارف اور لحوق عوارض سے ہر ایک پریشان ہو رہا ہے امیر دل سے چاہتے ہیں کہ سرداران مفسد کی گرفتاری ہو سوداگران کی لوٹ پھیرنے کا حکم اُن پر جاری ہو۔

بغداد

حاکم وہاں کا بہت خوش انتظام اور نیک نام ہے سب اُس کے ثنا خوان ہیں مقیم و مسافر کو آرام ہے ان دنوں آب و ہوا بھی بہتر ہے سب طرح کا چین میسر ہے۔ مفید خلائق

بصرہ

انگریزی سوداگروں کی تجویز ہے کہ وہاں بھی لوہے کی سڑک بنائیں جس میں مال تجارت ہندوانگلستان کی طرح آسانی سے لے جائیں۔ مفید خلائق

عجائب

کسی کاچھی ساکن بیلن گنج کے گھر میں ایک حمل سے تین لڑکی پیدا ہوئی اور سب زندہ ہیں کسی مسلمان ساکن فتح پور کے گھر میں ایک لڑکی پیدا ہوتے ہی جھاڑ دو دینے لگی مگر بہت زندہ نہیں رہی خاک میں مل گئی۔ چشمہ فیض

خبر گوالیار میں مرقوم ہے کہ موضع بھوانالہ علاقہ بھیلیہ میں بھولا ناتھ قانون گوئے کی بھینس کے ایک بچہ پیدا ہوا کہ دو سر چار آنکھیں چار کان رکھتا تھا چار گھڑی میں مر گیا۔ مفید خلائق

اسکندریہ

وہاں اولرم صاحب کا قیام ہے مگر اب تک نہ صحت ہے نہ آرام ہے اگر افاقہ ہوا تریسٹ کو جائیں گے اور لندن کے تشریف بری سے پہلے اٹلی کی سیر فرمائیں گے۔ مفید خلائق و دوربین

نیپال

مہتمم مفید خلائق دہلی گزٹ مطبوعہ ۷ اماہ حال سے خبر دیتے ہیں کہ راجہ نیپال نے اجنٹ کی معرفت چار ہاتھی نواب گورنر جنرل بہادر کو نذر بھیجے ہیں

آگرہ

اس ہفتہ میں کئی بار زور کا مینہ برسا اور مقیاس الحر ۸۲ درجے پر رہا جھلکانے کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ ہیضہ میں دو سو کے قریب قیدی مرے اور گوروں کی تیسری پلٹن میں ۹۷ مرد ۵ عورتیں ۱۴ لڑکے ضائع ہوئے اب فضل الٰہی شامل ہے امن و امان حاصل ہے مفید خلائق

رنگون

۲۷ کو دم صبح ڈاکوؤں کا گروہ شاہزادے کے مکان میں گھس آیا اور اُن کو خواب راحت میں سوتا ہوا پایا ایک نے تلوار کھینچ کر ایسا ہاتھ مارا کہ سر الگ ہو گیا تسمہ لگا نہ رہا محرر پرمٹ نے شورش کر قدم کمرے سے باہر نکالا اُس کی بھی جان لی فوراً مار ڈالا ایک شخص اور خبر کو آیا اُس نے زخم کاری کھایا پھر ڈاکوؤں نے خالی ہاتھ مراجعت کی مال نہ لیا جان پر کفایت کی مفید خلائق

ڈہاکہ

دہلی گزٹ میں مسطور ہے ڈوبنا اُچھلنا مذکور ہے کہ ایک کشتی جس میں تیس آدمی اہلِ اسلام تھے ڈہاکہ کے نواح میں ڈوب گئی اٹھارہ آدمیوں کی زورق[1] حیات طوفانی ہوئی چھ کا بیڑا پار لگا زندہ نکلے اور چھ کا پتہ نہ لگا مفید خلائق

کوہ مری

امسال وہاں عمارت کی ترقی ہے جابجا بنتی ہیں سال گزشتہ کی نسبت انگریز کم گئے کمانڈر انچیف صاحب بہادر نے رخصت عام تجویز نہیں کی ایک دن عین بارش میں دیوان نہال چند معتمد الریاستہ سرکار جموں کی کوٹھی پر بجلی گری مگر خیر گزری کمرے میں پہونچی دیوار توڑ کر نکل گئی باہر کے برامدے میں پہرے والے سپاہی کی تلوار پر صدمہ پہونچا آدھی جل گئی سپاہی کو غش آیا دوپہر بعد ہوش ہوا چشمہ فیض

خبر فروخت اثر

جناب امارت مآب میر جعفر علی خان صاحب بہادر نے جو مقدمہ لندن جا کر پارلیمنٹ میں دائر کیا تھا ان دنوں فیصلہ اُس کا خاطر خواہ اُن کے اس صورت سے ہوا کہ لاکھ روپے سالانہ نسلاً بعد نسل جاری رہے گا بموجب نوشتہ قدیم سرکار سے ملا کرے گا یہ سن کر ہر ایک کو دردلب ہے کہ اگر اسی طرح ملک شاہ جم جاہ پھر ملے کیا عجب ہے

روس

اپریل کی آٹھویں کو صلح کے شکر ادا کرنے کا اہتمام تھا شہر اُدیسہ کے گرجوں میں خلقت کا ازدہام تھا فوجوں کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے مقام میں جا کر راحت پائیں اور اہلِ سرکیشیہ کہ جنگ میں باغی تھے ملک سے نکل جائیں چنانچہ فوج نے سیچ نام کے ایک گاؤں اُس قوم کا جلا دیا اور وہاں کی اکیس آدمیوں کو گرفتار کر لیا لوگ یہ سن کر رنج غربت اُٹھاتے ہیں گھر چھوڑ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں مئی کی پہلی کو ہزار آدمی کے قریب نے اپنا اپنا مسکن چھوڑا مصیبت سفر کی اختیار کی وطن چھوڑا اسباب چھکڑوں پر لادلیا بڈھوں اور لڑکوں کو اُس پر بٹھا دیا قریب پندرہ سو خاندان کے گھر چھوڑ چکے ہیں باقی لوگ اس قوم کے کریمیا سے بھی اُٹھا چاہتے ہیں جلا وطن قبول کیا چاہتے ہیں چشمہ فیض

۱۔ چھوٹی کشتی

روم

حکم سلطانی ہے کہ کوئی لونڈی غلام رکھنے نہ پائے رواج اُس کا ہماری عملداری سے بالکل اُٹھ جائے اس کے کئی بندوبست کیئے ہیں جس کے سبب سے اہل مکہ معظمہ ملول ہوئے ہیں اُن کی تفہیم کو ایک سردار روانہ ہوا ہے دیکھیئے منظور خدا کیا ہے

لاہور

سرزمین لاہور میں ایک تالاب ہے گویا چشمہ حیات کا جواب ہے کسی مرض کا بیمار اُس میں نہائے فوراً شفا پائے مگر یہ اثر ایک آدمی کے لئے ہر سال ہے دوسرے کو اچھا ہونا محال ہے بشرطیکہ مریض راز کو افشانہ کرے زبان سے ذکر صحت کا نہ کرے۔ چشمہ فیض کرانکل لاہور

حیدرآباد دکن

وہاں کے ایک خط سے معلوم ہوا کہ نواب سالار جنگ بہادر کا انگریزوں کی طرف میل خاطر ہے انگریزی طرز پر سب باطن وظاہری نشست برخاست انگریزوں سے موافق کھانا پہننا اُنہیں کے مطابق دن رات اُنہیں کی صحبت ہے ہر کام میں اُنہیں سے مشورت ہے دم بھر کو دربار میں آتے ہیں حاضرین کا سلام مجرا لے کر چلے جاتے ہیں نیا ڈھنگ ہے عجیب انداز ہے اہل اسلام سے بالکل احتراز ہے اور حضور پُرنور نواب ناصر الدولہ بہادر کی یہ کیفیت ہے کہ اُنہیں برخلاف ان کے انگریزوں سے سراسر نفرت ہے ریاست کے جو امور ہیں ابھی تک بدستور ہیں انگریزوں کو کچھ مداخلت نہیں کسی طرح تعرض نہیں مزاحمت نہیں لیکن بے انتظامی شہر میں حد سے سوا ہے خونریزی اور فساد بے انتہا ہے ان دنوں قلندر بیگ جمعدار اپنے ہمراہی کے چند سوار لے کر طلب تنخواہ کو در دولت پر جا بیٹھا تھا ایک دن نواب سالار جنگ نے بحکم حضور عربوں کے ہاتھ سے قتل کروا ڈالا بیس آدمی مارے گئے جان سے بیچارے گئے اس امر میں عقلا کو تردد بڑا ہے دیکھیئے انجام کار کیا ہوتا ہے حافظ حقیقی نگہباں رہے اُس تختے میں امان رہے۔

مدراس

گورنمنٹ مدراس کو تار برقی پر خبر پہونچی کہ مسٹر ہارسلی صاحب سویل سرونٹ کے گھر پر گروہ غارتگروں کا ٹوٹا اُس کو مار کر جو کچھ نقد و جنس مکان میں پایا لوٹا اور تار پر گورنمنٹ کا حکم پہونچا کہ مقتول کی جگہ دوسرا اسسٹنٹ مقرر ہوا اور جو کوئی قاتلوں کا سراغ لگائے پانچ ہزار روپئے انعام سے بہرہ ور ہو۔

صادق الاخبار دہلی

ولایت

اخبار فرینڈ اوف انڈیا سے معلوم ہوا کہ جنگ روس میں ۲۴۴۷ آدمی سپاہ انگریزی کے مارے گئے ۲۰۸۲۶ کھیت رہے ۱۶۲۱ زخمی ہو کر مرے اور فرانس کے ساٹھ ہزار ضائع ہوئے اور روس کے پانچ لاکھ تاتار و ترک ملا کر سات لاکھ آدمی کام آئے اس میں وہ لوگ آگئے ہیں جو کسی بیماری سے مرے ہیں کوہ نور

ولایت کی ڈاک سے ملک فرانس کے حادثہ عظیم کی خبر معلوم ہوئی یعنی دفعتہً بڑا سیلاب آیا کئی شہروں میں ہزار ہا مکان بہہ گئے جان و مال کا نقصان ہوا شہر لینس میں آٹھ سو مکان تباہ ہوئے پچیس ہزار آدمی سیل فنا میں آگئے ایک شخص کا نیا بیاہ ہوا تھا جورو مکان میں دب مری شوہر رنج سے دریا میں کود پڑا ایک عورت اپنے خاوند کو ڈوبتے دیکھ کر جوش محبت سے کود پڑی اسی طرح بہت واردات گزری شاہ فرانس خود وہاں موجود تھا کشتیاں بھیج کر تا بمقدور ڈوبنے والوں کو بچایا گیا بعد اسکے لوگوں کی بہت دلداری دلجوئی کی جن کا مال تباہ ہوا تھا اُن کو خزانہ سے روپیہ عطا کیا۔ خلاصہ کوہ نور

شام

وہاں ایک نیا فتنہ پیدا ہوا بڑا ہنگامہ برپا ہوا یعنی ایک مجذوب ملامتیہ طریق بھوک کے وقت کسی سے کچھ مانگ کر گزارا کرتا تھا ایک روز راہ میں حسب عادت کسی انگریز سے سائل ہوا اُس طپنچہ دکھا کر فقیر کو ڈرایا قضائے کرکار پستول بھرا ہوا تھا چل گیا فقیر کے گولی لگی گر پڑا دم میں جان دی مسلمانوں نے یہ سن کر یورش کیا فرنگی گرجا گھروں یونانی عبادت خانوں کو لوٹ لیا انگریزی فرانسیسی جھنڈے اُکھاڑ کر پھینک دئے اُن کے باوٹی کمال بے حرمتی سے پھاڑ چیر کر پامال کئے وکیل پردشیہ کے باپ کو تلوار سے ہلاک کیا مسٹر لیڈ کو بادشاہی سواروں نے بچالیا مسٹر بودنس قائم مقام ڈلر صاحب کا گھر توڑ پھوڑ ڈالا نقد و کتاب سب اسباب لوٹ کر ہر ایک نے ہتھیار سنبھالا تیس ہزار عرب شمالی پہاڑوں میں مسلح طیار ہیں حملہ کرنے والے ہیں آمادہ کارزار ہیں روایت یہ بھی ہے کہ مقام نیابلس میں عیسائیوں کے تعصب سے مسلمان اس حرکت کے مرتکب ہوئے تھے اور ایک تحریر سے ثابت ہوا کہ اس سے پہلے نیابلس میں لڑائی ہو چکی ہے حاکم بیت المقدس نے باغیوں کو تنبیہ کی کہ ابھی جمع ہیں مدد طلب کی ہے۔

صادق الاخبار

گوالیار

کلکتہ گزٹ میں گورنمنٹ کے طرف سے ایک اشتہار چھپا ہے یہ مضمون خلاصہ اُس کا ہے کہ مہاراجہ جیاجی راؤ سیندھیہ والے گوالیار نے سائر کا محصول تین جگہ شارع عام سے موقوف کیا اور مئی کی انیسویں بموجب ضابطہ اس حکم کا اشتہار دیا ایک وہ سڑک کہ لشکر گوالیار سے اٹاوے اور فرخ آباد تک ملک انگریزی گئی ہے دوسرے وہ کہ لشکر سے کالپی تک حدود بندیل کھنڈ میں تیسرے جھانسی اور ٹہری اور ساگر تک پہونچی ہے۔

دوربین

میرٹھ

۳ جولائی کو صوفی پور میں کہ میرٹھ سے دو ڈھائی کوس ہے ایک گورے نے کسی کو بندوق سے مارا اور بارک میں گھس گیا کچھ پتہ نہ لگا اگر یہی حال ہے تو خدا حافظ ہے۔ کوہ نور بنقل جام جہاں نما

کلکتہ

بیجے صاحب کو نواب علی نقی خان نے بادشاہ کی طرف سے مختار کر کے کلکتہ کو بھیجا تھا وہاں قرضہ ساہ جی کے بابت صاحب مذکور پر عدالت سے ڈگری جاری ہو چکی تھی گرفتار ہو گئے

قوم سنتال

ابھی ان کا فساد باقی ہے کبھی کبھی آتش فتنہ بلند ہوتی ہے سُنا ہے کو وہ پہونچو نام پھر پر جمع ہوئے ہیں فساد کی نیت دل میں رکھتے ہیں۔ چشمہ فیض

علی پور

اخبار ہرکارہ سے معلوم ہوا کہ گورنمنٹ ہند کی توجہ وہاں کے قیدیوں کے تعلیم پر ہے اور اس واسطے ایک چھاپہ خانہ بنانا مد نظر ہے کہ قیدی بیٹھے نہ رہیں کار مطبع کیا کریں مفید خلائق

رسید زر قیمت طلسم لکھنو

دو جگہ سے قیمت اخبار سالیانہ پیشگی اور ایک مقام سے شش ماہی اگلے حساب کے موافق پہونچی ڈاک کا محصول اُس میں سے بموجب تفصیل پھیر دیا

اسمائے خریدان	آمدنی	بازگردانید	گرفتہ شد
سرکار صاحب عالم مرزا عظیم الشان بہادر دام اقبالہ صاحبزادہ			
حضرت فردوس منزل محمد علی شاہ بادشاہ	۲۵ روپے سالانہ	تین روپے	بائیس روپے
سید مرتضیٰ صاحب ساکن لکھنو قریب سبیل قائم علی	۲۵ روپے سالانہ	تین روپے	بائیس روپے
کپتان دشٹن صاحب بہادر	۱۰ روپے ششماہی	ایک روپیہ آٹھ آنے	آٹھ روپے آٹھ آنے

شہر لکھنو محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو یافت جان تازہ جسم لکھنؤ گنج گوہر ہائے معنی اندروست چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

نمبر ۳ ۶ شہر ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری مطابق ۸ ماہ اگست ۱۸۵۶ عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے تصحیح کا التزام تابمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا پہلے قیمت اس کی ایک روپیہ بارہ آنے ماہواری دس روپے شش ماہی ۱۲ روپے سالیانہ پیشگی ۲۴ روپے بعد سالتمام اس نظر سے مقرر ہوئی تھی کہ پرچہ یہاں سے ٹکٹ لگا ہوا پہونچے گا مرسل الیہم کو ڈاک کا محصول دینا پڑے گا پھر ٹکٹ لگانے میں تکلف کا خیال ہوا ناظرین کے پاس نہ پہونچنے کا احتمال ہوا ناچار صحیفہ اخبار بیرنگ روانہ کیا جہاں سے قیمت آئی ڈاک کا محصول پھیر دیا اب کہ ہمیشہ بیرنگ بھیجنے کی صلاح ٹھہری قیمت اخبار بعد وضع یہ باقی رہی ایک روپے آٹھ آنے ماہواری ۸ روپے آٹھ آنے شش ماہی ۲۵ روپے سالیانہ پیشگی چوبیس روپے بعد سال رہے خریداروں کو خیال رہے اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقومہ آئے گا انشاءاللہ تعالیٰ بروز معہود بلاتوقف صحیفہ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔ جن صاحبوں کو صحیفہ طلسم لکھنؤ لینا منظور نہ ہو واپس نہ کریں جو پرچہ خدمت میں پہونچ چکا ہو اپنے پاس رہنے دیں قبل ارسال پرچہ چہارم اطلاع فرمائیں۔ عنایت نامہ لکھیں کہ آئندہ پرچہ بھیجے نہ جائیں اگر چوتھا پرچہ پہونچ جائے گا قیمت ماہواری دینا لازم آئے گا۔

لکھنؤ

آگے محکمہ ڈپٹی کمشنر سے یہ قانون نکلا تھا مسن صاحب بہادر کا یوں حکم جاری ہوا تھا کہ علاقوں کے بندوبست میں قابضان حال پر نظر ہو انہیں کی قبولیت لکھوا کر داخل دفتر ہو اور عوام میں مشتہر ہو کہ بعد روبکاری فیصلہ جمعبندی کے اشتہار عام بقید تاریخ ماہ دیا جائے گا۔ اُس وقت زمینداران بے دخل کاغذات اسناد پیش نہ کریں بعد تحقیقات حقیقت کا استرداد کیا جائے گا حکم مذکور کے موافق قبولیتیں داخل ہوئیں۔ قابضان حال کی مرادیں حاصل ہوئیں اب یوں سنا گیا ہے کہ صاحب نے تجویز کیا ہے کہ اگر زمیندار بیدخل جمع مستاجر پر اضافہ دے قبولیت اُس کی ہو مستاجر کا قبضہ اُٹھے یقین ہے کہ اس صورت میں حق دار اپنے حق کو پہونچ جائیں اور جابر لوگ سزائے اعمال پائیں ذلت اُٹھائیں کہ عملداری شاہی میں غفلت اراکین سے اکثر مالداروں نے ظلم کیا تھا کمزوروں کے گاؤں علاقے کچھ حیلہ اُٹھا کر جبر سے لئے تھے۔ ہاں جب حضرت قدر قدرت تک خبر پہونچی ہر ستم رسیدہ بے کس بے بس کی داد ملی۔ جب شرف الدولہ غلام رضا خان نے تعہد مستاجری گنجیات کا کیا۔ کچہری ڈپٹی کمشنری سے ایک اشتہار اس مضمون کا جاری ہوا کہ محصول معین کے سوا بیوپاری ایک حبہ مستاجر کو نہ دے۔ اور مستاجر کسی طرح جبر وتعدی بیوپاریوں پر نہ کرے اور نئے دکانوں کا محصول سرکار سے معاف ہے۔ اُن کا پیسہ لینا حکم کے خلاف ہے جو کوئی موافق اس کے عمل میں نہ لائے گا بشرط اطلاع سزا۔۔۔ پائے گا۔ جب مستاجر مسطور نے اشتہار مذکور پر عمل کیا۔ پانچ روپے سیکڑا اگاڑہا دہوتر بیچنے

والوں پر بھی محصول باندھا۔انہوں نے عذر کیا کہ ہم سے جو یہ محصول طلب ہے۔اس موٹے کپڑے میں اتنی گنجائش کب ہے۔مستاجر نے کچھ عذر نہ سنا یہی محصول معین رکھا۔ذلحجہ کی تیسری کو سکھوں نے سمسن صاحب بہادر سے نالش کی حکم سابق بحال رہا۔سنا گیا ہے کہ ۲۵ ذیعقدہ کو مسٹر ڈبلیوٹی کیپر صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر لکھنؤ نے میم صاحبہ کی ملاقات کو کوہ شملہ کی طرف قصد کیا اور جو کام اُن سے متعلق تھا ڈپٹی کمشنر بہادر کے زیرِ تجویز رہا۔منشی تفضل حسین کو کہ مردِ بالیاقت وضعدار کارگزار صاحب مُرّوت ہیں میجر بنکس صاحب کمشنر نے بلا کر سررشتہ دار کمشنری قسمت لکھنؤ کا کیا تھا۔معلوم ہوا کہ جس وجہ سے سابق میں نوندہ رائے پیشکار مستعفی ہوئے تھے انہوں نے بھی ان دنوں اپنے عہدے سے استعفیٰ دیا۔حافظ عبدالصمد رئیس کاکوری کہ سزاوار عمدہ کاموں کے ہیں اُن کی جگہ پر کام کرتے ہیں۔بالفعل بلوچ پوری کی قصابوں کو حکم ہوا ہے کہ گاؤکشی شہر کے باہر کرو۔کوئی چیز وہاں کی گڑھیا میں نہ ڈالو۔محلّہ نجاست سے پاک رکھو آلودگی سے محترز رہو کہ کثافت سے امراض پیدا ہوتے ہیں رہنے والے تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں۔اس حکم کو سُن کر قصاب ذبح ہوگئے پریشان ہیں۔کہ باہر جانے میں طرح طرح کے نقصان ہیں۔امام باڑہ کہ مدت سے نخاس میں بنا ہے بنوایا ہوا غازی الدین حیدر بادشاہ کا ہے۔نصیر الدین حیدر پادشاہ کے عہد میں قادر علی خان کو ملا تھا۔فرمانِ معافی اُن کے نام جاری ہوا تھا چنانچہ اُسی سنہ سے بہت دنوں قابض رہے بعد اس کے گردش فلک نے نہ چھوڑا اقبال نے اُن سے منہ موڑا۔سب اسباب منقولہ وغیر منقولہ ضبط ہوا۔اُن کو بادیہ پیمائی سے ربط ہوا امام باڑہ بھی قبضہ سے نکلا۔بحکم سلطانی رفیق الدولہ کو ملا۔اُس وقت سے اُن کے تصرف میں رہا کسی نے کبھی تعرض نہ کیا نہ پوچھا۔اب قادر علی خاں نے سیر دیار و امصار اور زیارت ائمہ اطہار سے فارغ ہو کر مراجعت کی اور عمل انگریزی دیکھ کر یہ جرأت کی۔کہ فرمان سابق ڈھونڈ کر نکالا سرکار انگریزی میں نالش کا ڈول ڈالا۔ہبہ کا دعویٰ پیش کیا۔فرمان شاہی دکھایا۔چنانچہ حسب سررشتہ رفیق الدولہ سے بھی سند طلب ہوئی ہے۔دیکھئے سرکار کے نزدیک کس کی حقیقت ٹھہرتی ہے،بالفعل رعایا انبار خانہ کی پرورش تجویز ہوئی ہے۔جن لوگوں کے گھر کھودے اُن کو کچھ دینے کی صلاح ٹھہری ہے مکانوں کی مٹی عزیز ہوئی ہے۔تارے والی کوٹھی میں سب کو بلایا۔اکثر کا اظہار لیا حکم سُنایا۔ایک شخص نے اپنے مکان کے پانسو روپے لکھوائے۔مگر وجہ قیمت میں اکہتر روپے پائے۔اوروں کا حال نہ کھلا۔تحقیق میں جو آئے گا لکھا جائے گا،بڑی حسرت کا مقام ہے باعث اندوہ خاص وعام ہے۔ذی قعدہ ۲۱ جولائی کو منگل سین والی کوٹھی میں نیلام شروع ہوا پادشاہی کوٹھی کا اسباب نکل کر ارزان بکا۔پہلے دن تلواریں سپرین تلواروں کے قبضے تھے۔ترک سواروں کی ٹوپیاں توسدان وغیرہ نیلام میں رکھی تھی۔اگست کی دوسری کو پھر ہونے والا تھا شاید بارش کے سبب سے موقوف رہا گھوڑے رسالہ سلطانی کے کہ گال صاحب کے رسالے میں بھرتی ہوئے تھے اب چھانٹے جاتے ہیں جو قابل رکھنے کے نہیں نظر ثانی سے نظری ہو کر نیلام میں آتے ہیں۔چنانچہ ۳۱ جولائی کو چوک میں قریب چاہ فتح علی خاں کپتان بارہ گھوڑوں کا نیلام ہوا۔اور اگست کی پہلی تاریخ کو چودہ راس کا یہی انجام ہوا۔اور کارخانہ سلطانی کے بیل کہ نواب علی نقی خاں کی سرکار میں تھے بعد روانگی نواب صاحب کے بڑے امام باڑے میں نیلام ہوئے۔

خیانت متولیان حسین آباد

دین و دیانت کا بیان ہے لوگوں کی خیانت کا اعلان ہے مال مردم خوری دیکھا چاہیے کان رکھ کر سینہ زوری سنا چاہئے کہ آگے ڈیڑھ لاکھ روپے بابت توفیر حسین آباد کے امام باڑے میں جمع ہوئے تھے حسب وصیت فردوس منزل محمد علی شاہ اُس روپے سے نوٹ خرید کئے گئے کچھ منافع میں دو روپے ماہواری اندھے لولے مساکین اور بیوہ عورتوں کی تنخواہ مقرر ہوئے اور تقسیم اُس کی اعظم الدولہ عظیم اللہ خان مرحوم اور رفیق الدولہ میر امام علی خان کے اہتمام میں رہی۔تنخواہ داروں کو ایک ایک چٹھی ملی کہ تقسیم کے وقت دکھا کر روپیہ پائیں نقل اُس کی بعینہٖ لکھی جاتی ہے کہ ناظرین صحیفہ اخبار ملاحظہ فرمائیں۔نقل چٹھی منجملہ منافع یک لک و پنجاہ ہزار روپیہ کہ پانصد روپیہ ماہواری می شود حسب وصیت ابوالفتح معین الدین سلطان الزماں نوشیروانِ عادل محمد علی شاہ پادشاہ فردوس منزل طاب ثراہ ہم برائے پرورش غرباء و مساکین بیت السلطنہ در وجہ خیرات دائمی مقرر گردیدہ رالا ۱۲۶ ہجری جاری شدہ فقط غربا اس خیرات کی

بدولت اطمینان کا لطف اٹھاتے رہے۔ اعظم الدولہ کی جیتے جی تنخواہ پاتے رہے۔ جب عظیم اللہ خان کا اس جہان سے ارتحال ہوا اُن کے بیٹے علی بخش خان کی طرف اہتمام کا انتقال ہوا اور رفیق الدولہ کے ساتھ مہتمم رہے صرف خیرات کے منتظم رہے۔ یہاں تک کہ صاحبان عالیشان نے بھی بموجب وصیت نسلاً بعد نسل اُسے برقرار رکھا انہیں دونوں پر بدستور تقسیم تنخواہ کا مدار رکھا مگر انہوں نے بیچاروں پر رحم نہ کھایا۔ اُن کے رزق میں اپنا حصہ لگایا۔ اگلی تحریر مٹائی۔ اپنے اعمال میں یہ نیکی لکھوائی پہلی چٹھی ہر ایک سے لیلی۔ دوسری لکھ کر اکثروں کو دی۔ یہ مضمون اُس کا ہے کہ بجنسہ منقول ہوتا ہے نقل از غرہ شہر ذی الحجہ سنہ ۱۲۶۱ ہجری مطابق دوم دسمبر ۱۸۴۵ء اہتمام رفیق الدولہ و علی بخش خان اعظم الدولہ نے اور سید رفیق الدولہ نے دی حسین آباد کو رونق عجیب لیل و نہار جمع توفیر مصارف کے بحسن انتظام۔ ڈیڑھ لاکھ اُس کے ہوئے مبلغ ہنگام شمار پانسے اُس کے منافع کا مہینہ جب ہوا۔ بارہ سے اکسٹھ سن ہجری تھی اُس سال آشکار ماہواری دو روپے ارباب۔۔۔۔ صرف یہ توفیر کہ بہر رضائی کردگار تا کہ ہو فردوس منزل کے لئے فردوس میں۔ تا ابد افزائش اجلال و اعزاز و وقار فقط اور بعضوں نے یہ جدید چٹھیاں بھی نہ پائیں۔ نئی سندیں اُن کے ہاتھ نہ آئیں جن لوگوں کو ملی تھیں اُن کی یہ صورت ہوئی کہ امیدوار د۔۔۔۔ دوڑتے دوڑتے بُری حالت ہوئی۔ یعنی اب کے تقسیم ششماہی میں مہینہ بھر کامل کسی مسکین کو کچھ نہ دیا۔ پردہ نشین بیوہ عورتوں کو ہر روز بلا بلا کر زیر بار کرایہ کیا بہزار خرابی جب تقسیم کی نوبت آئی مصیبت زدوں پر اور آفت آئی جن کی چھ مہینہ کی تنخواہ تھی اور جو لوگ پہلے بسبب بے التزامی و عدم تعین وقت کے تقسیم میں پہونچ نہ سکے اور بعد تقسیم پہونچ کر تقسیم آیندہ پر امیدوار کئے گئے یہاں تک کہ اُن کی تنخواہ چھ مہینہ سے زیادہ چڑھی۔ اس تقسیم میں وصول کی امید بڑھی ان سبھوں کو سراسیم نو نو روپے دیکر رخصت کیا جس نے لینے میں تکرار کی پوری تنخواہ مانگی اُس کو جھڑک دیا۔ کسی کے بارہ روپئے کسی کے زیادہ ہوتے تھے بیچاری زار نالیاں کرتی تھیں روتی تھیں اور بعضوں کو اس طرح پریشان کیا کہ زبردستی چٹھیاں چھین لیں نکال دیا مظلوموں نے کہ اس صورت میں بالکل محرومی اپنی جانی عرضی حال خراب کی حضور صاحبان عالیشان میں گذارنی وہاں سے چٹھیاں پھیر دینے کا حکم پہونچا مگر اس پر بخوبی عمل نہ ہوا۔ بعضوں کو چٹھیاں پھر ملیں بہتیرے محروم رہے۔ ناخدا ترسوں کے ہاتھ سے مظلوم کے مظلوم رہے۔ اس سے قطع نظر کیجئے ایک اور ظلم کی داد دیجئے دونوں مہتمموں نے پچیس پچیس فرضی اسم مقرر کئے ہیں چٹھیاں اُن کی لکھ کر تنخواہ آپ لیتے ہیں شاید ان لوگوں کو بالکل وصیت کا پاس نہیں ستم کشوں کی آہ سے ہراس نہیں حاکم عادل سے نہیں ڈرتے ہیں جو کچھ چاہتے ہیں کرتے ہیں اپنے فائدے پر نظر ہے مسکینوں کی کسے خبر ہے اگر حکام اس امر کا تدارک فرمائیں غریبوں کو ظلم ناحق سے بچائیں جس قدر حال معلوم ہوا لکھا گیا اور جو تحقیق ہوگا جمعہ آیندہ میں لکھا جائے گا۔

تمتہ روبکاری کچہری کلکٹری محکمہ ڈپٹی کمشنری

دفعہ ۱۰ چونکہ سرکار بندوبست سہ سالہ کا اُسے ملائم کرنی چاہتا ہے تو مناسب ہے کہ زمینداروں و عملہ کو اس حال سے اطلاع کیا جاوے کیونکہ اگر اُن لوگوں کو معلوم ہوگا کہ سرکار اُن پر تنگی کرنا نہیں چاہتا و سخت قبولیت نہیں لکھائے گا تو امید ہے کہ وے لوگ اپنے گاؤں کا حال سچ بتلا دیں گے وقت استفسار کے کیونکہ سابق عملداری میں معلوم ہوتا ہے کہ یہ دستور تھا کہ کل پیداواری گانوں کی سرکار لیتا تھا کچھ تھوڑا سا نانکار زمیندار کو چھوڑ دیتا تھا۔

دفعہ ۱۱ اور بہ نسبت رقوم سوای سابق کے بہت احتیاط و ہوشیاری کرنا چاہئے ضرور ان رقموں میں نہایت فریب ظاہر ہوگا پیشتر یہ دستور تھا کہ جب اصل جمعبندی کسی پرگنہ کی لکھنؤ میں مقرر ہوئی اور ناظم کو واسطے وصول کرنے کے سپرد ہوئی تو وہ ہمیشہ سوائے روپیہ جو شامل قبولیت کے تھا اور اپنی نج یعنی ذات خاص کے واسطے وصول کرتا تھا کہ وہ بنام اضافہ کہلایا جاتا تھا اور نیز سوای اضافہ کے نذرانہ بھی لیا جاتا تھا مثلاً پیچ زمینداری صاندوی پرگنہ سلطانپور کے لکھنؤ کا بندوبست ہوا -/5538/2 لیکن آغائی ناظم نے اُس سے -/7,200 لیا تھا اور نیز اس کے سوائے نذرانہ آغائی کا تھا -/1500 اور آغا حیدر ناظم کے بھائی کا -/1500 اور آغا حسن کا -/1120 اور امام بخش کا نذرانہ -/1132 یعنی اس زمیندار سے اگرچہ کہ لکھنؤ کا بندوبست کل -/5538 کا تھا لیکن اصل وصول -/10125 ہوتا تھا۔

دفعہ ۱۲ ونیز صاحب ضلع بہرائچ بھی کیفیت لکھتے ہیں کہ وہاں کے علاقہ میں بھی ایسے ہی دستور جاری ہے کہ سرکاری جمع ایک قبولیت میں لکھے جاتے تھے و رقوم سوای دوسری قبولیت میں لکھے جاتے تھے اور نیز دوسری قبولیت تخمینا برابر قبولیت جمع کی ہوتی تھی دفعہ ساڑھے بارہ اوسط وصول جمع ونیز رقوم سوای اگلے پانچ سال کی ملا کے لحاظ کرنا چاہئے حال کے بندوبست میں اور اُن سے نانکار[1] جو واجب ہے مجرائی کرنا چاہئے کہ بہ نسبت ان رقم کے ہمارا سرکلر نمبر ۵۵ مورخہ ۳۱ مارچ سنہ حال میں پیشتر ہدایت ہوئی اور نیز سڑکانہ و مدرسہ و ڈاک و پٹواری و چوکیدار اور ملاہار کی بھی خارج کرنا چاہئے اور نیز اگر کسی گانوں میں پٹواری اور چوکیدار کی تنخواہ اسی طرح لیا جاتا تو جو پیشتر کا نانکاری زمین اُن کو ملتی تھی سو اصل جمع میں لگانا چاہئے۔

دفعہ ۱۳ بعد مجرائے ان سب رقم اصل اوسط سے ہر ایک گانوں کے اصل حال پر بخوبی غور کرنا چاہئے کہ پیشتر اُس پر کچھ تنگ طلبی ہوا کہ بسبب اُس کے وہ زمیندار مفلس ہو گیا کہ زمین اُس کی کچھ ویران ہے یا کہ اچھا گانوں ہے جمع تخفیف سے پیشتر وصول ہوتا تھا کہ سنگین رہتا تھا اور بعد تحقیق کرنے ان سب باتوں کی جمع لگانا چاہئے لیکن اس بات میں ضرور غور کرنا چاہئے کہ زیادہ جمع نہ ہو۔

دفعہ ۱۴ لیکن جہاں بہت گانوں ایک بڑے تعلقہ میں ہیں وہاں اگر غیر ممکن ہوگا کہ پانچ سالہ وسہ سالہ کا جمع اُن ہر ایک گانوں کی علیحدہ معلوم ہو سکے اور نیز قانون گو بھی ویسے جمع واصلباقی نہ دے سکے گا کیونکہ چند علاقہ میں بہت سے موضع کی اس طرح ایکٹھہ ایک محال میں جمع بندی ہے اور اسی حالت میں مناسب ہے کہ جمعبندی مالگزاران کی یعنی جو مالگزاران نے کاشتکاران سے لے لیا ہے اُس پر لحاظ کرنا ایک نقشہ اور بھی ساتھ بھیجا جاتا ہے کہ ایسے گانوں کے واسطے ایسی جمع درج کی جاوے اس نقشہ میں خانہ اصل جمع کا ہے اور نیز وصول کا کیونکہ بعضے گانوں میں ایک جمع مقرر نہیں ہے تو اُس میں اصل جمع کا خانہ خالی رہے گا وصول درج ہوگا مثلاً بٹائی وکنکوت میں ایسے نقشہ میں دیکھنا چاہئے کہ وصول کے خانہ میں سوائے اصل وصول کے رقم سوائے بھی شامل ہو یہ حساب پٹواری سے مل سکتا ہے لیکن تحقیق کرنا چاہئے کہ وے لوگ سچا حساب کریں اور مناسب بھی ہے کہ ہر ایک پرگنہ کے واسطے فہرست گانوں کی مقرر ہو اور تحصیلدار کو اپنے اپنے پرگنہ کی فہرست دے دی جاوے کہ تحصیلدار ہر ایک اپنی تحصیل کے علاقہ میں دورہ کرے و ہر ایک حال تحقیق کرے اور دیکھے کہ کوئی گانوں فہرست سے باقی نہیں ہے اور اُس کو مناسب ہے کہ پرگنہ کے قانون گویان کو اپنے ساتھ لے جاوے اور روز روز جہاں ڈیرہ ہو پٹواریاں گرد نواح کو مع حساب اُس کے اُن کو بلا لیوے اور قانون گو پٹواری سے حساب لے کر خانہ پُری کر دیوے اور نیز قانون گویان کو مناسب ہے کہ اگر کسی مقدمہ میں دیکھیں کہ پٹواری نے اپنا حساب غلط دیا تو قانون گو تحصیلدار کو فوراً خبر دے ورنہ جواب دہی اُسکے ذمہ پڑے گی جہاں کسی گانوں میں پٹواری نہ ہو تو جس مالگزار کے پاس قبولیت ہے اُسی سے لکھانا چاہئے اور اُس کو فہمائش کر دی جاوے کہ اگر کچھ فریب ہوگا تو اُس کے ساتھ بندوبست حال نہ کیا جاوے گا لیکن تحصیلدار کو مناسب ہے کہ از خود ہر ایک گانوں کا تخمینا جانچیں ڈول یا شرکایان سے ہر ایک گانوں کی جمع تحقیق کرنا چاہئے جو پیداواری ہوتی ہے اُس کی نرخ فی بیگھہ معلوم ہوتا ہے اُس پر حساب لگانا چاہئے۔

دفعہ ۱۵ اُسی جمع بندی میں خانہ ایک سے چار تک اور ۱۲ سے ۱۸ تک اور نیز ۲۶ خانہ کی خانہ پُری کرنا ضروری ہے جہاں جمع واصل باقی معلوم نہیں ہوتی۔

دفعہ ۱۶ بعد لگانے اوسط جمع کی جیسا کہ اوپر بتلایا گیا تو مطابق ہدایت بندوبست سارسوا کی جمع لگایا جاوے منجملہ اُن چہار رقم سوائے چار مجرا کیا جاوے گا اور باقی سے نصفی حصہ جمع سرکار تجویز ہووے۔

دفعہ ۱۷ اور دوسرا ہدایت بابت اُن لوگوں کے کہ جن کے ساتھ بندوبست کرنا ہے۔

---

[1]۔ زمینداروں اور چودھریوں کو جمع کی وصولی میں مدد دینے کے لئے بھتہ۔ اسکے عوض مال گذاری کے عوض میں زمین بھی دی جاتی تھی۔ دیکھئے عرفان حبیب، دی اگریرین سسٹم آف مغل انڈیا، نئی دہلی ۱۹۹۹ء، صفحات ۱۸۲ اور ۲۱۳ حاشیہ

دفعہ ۱۸ سرکار گورنر بہادر کا یہ حکم ہے کہ بندوبست گانوں کا ساتھ اُن لوگوں کی جو اصل قابض زمینداری ہیں کیا جاوے اور نیز سرکار کا یہ مراد ہے کہ اصل قابضوں یعنی گانوں کے زمینداروں سے اور پٹی داروں سے بندوبست کیا جاوے اور نیز یہ بھی منشاء ہے کہ تعلقہ داران یا اجارہ داران یا ٹھیکہ داران سے بندوبست نہ ہو۔

دفعہ ۱۹ مالگزاری کے قبضہ اور نیز ملکیت کے قبضہ میں بہت فرق ہے۔ مالگزاری کے قبضہ کا مطلب ہے کہ ساتھ مالگزار کے قبولیت سرکاری لکھائی گئی اور یہ شخص وصول کرسکتا تھا گانوں کی آمدنی لیکن قبضہ ملکیت کا یہ ہے کہ جو لوگ زمین پر قابض ہیں اور جو لوگ حق زمینداری لیتا ہے وہ رقم اصل مالک زمین کو ملتا ہے حسب دستور کے سرکار کا یہ حکم ہے کہ بندوبست کیا جاوے گا اُن لوگوں کے ساتھ جو قابض و مالک زمین کے ہیں۔

دفعہ ۲۰ لیکن ایک بات تجویز کرنا چاہئے کہ تعلقہ دار وغیرہ کو جن کے ساتھ پیشتر بندوبست ہوا کچھ مالکانہ یا رقم تعلقہ داری دے دیا جاوے کہ یہی بہ نسبت اُس کے سرکار گورنمنٹ نے ارشاد کیا کہ اگر اُن کو کچھ دعویٰ ہے تو دعویٰ اُن کا پیچھے سے سماعت ہوگا۔

دفعہ ۲۱ لیکن واضح ہو کہ جب یہ ہدایت سرکار گورنمنٹ کا جاری ہوا تو ارادہ تھا کہ سہ سالہ کا بندوبست پیشتر اس ربیع کے ختم ہوتا تو ایسی جلدی ہو جاتی کہ فرصت تحقیقات تعلقہ داران کا نہ ہوتا لیکن اب زیادہ فرصت ہوا کیونکہ اب ربیع کا بندوبست ہو چکا اس لئے اب صاحبان ضلع کو اجازت دی جاتی ہے کہ جس کسی مقدمہ میں دعویٰ تعلقہ داروں کا بلا کچھ طول طویل کے فیصلہ ہوسکتا ہے تو فوراً فیصلہ کریں گے اور اگر صاحب کی دانست میں ضرور ہے تو فیصلہ ملتوی کیا جاوے اور نیز اس مقدمات میں کچھ زیادہ نقصان دعویدار کا بسبب دیری کے نہ ہو تو تا بندوبست پختہ ملتوی رہے۔

دفعہ ۲۲ ہر ایک تعلقہ دار کو مالکانہ یا تعلقہ دارانہ نہیں ملنے سکتا لیکن فقط جہاں اُس کا اصل حقیقت ثابت ہو تو دیا جائے۔

سورت

جناب مہتمم دوربین نے خبر دی ہے اخبار تازہ فرنگستان سے نقل کے ہے کہ سورت کے نواب نے لندن میں جا کر عرضی نالش گذرانی استغاثہ پیش کیا ۱۷ جولائی کو اہالی پارلیمنٹ نے ایک سو اسی شخصوں کے اتفاق رائے سے حکم منظوری کا دیا کیا دور ہے کہ اسی طرح ہمارے شاہ تنجاوہ کا استغاثہ منظور ہو کامیاب مُراجعت فرمائیں ملک پر قبضہ بدستور ہو۔

حیدرآباد دکن

مدراس کا دوسرا تیسرا پانچواں ساتواں رجمنٹ حیدرآباد جانے پر مامور ہوا ہے اور تیسویں اکتسویں رجمنٹ کو روانگی ملک نواب نظام کا حکم پہونچا ہے فساد کا احتمال قوی ہے دیکھئے خدا کی کیا مرضی ہے اور مسٹر بشی صاحب بہادر رزیڈنٹ بہت بیمار ہیں یہاں تک کہ مستعفی ہو کر ولایت جانے کو طیار ہیں۔

ڈھاکہ

کوہ نور دوربین بنقل امیر الاخبار

لاکھ روپئے وہاں کے دیہات سے تحصیل ہو کر سرکاری لوگوں کے حفاظت میں کلکتہ کو آنے تھے راہ میں غارتگر آپہونچے سب کا خزانہ لوٹ لے گئے ابھی تک نشان نہیں ملا کسی کا پتہ نہیں لگا۔

دوربین

بتیا

وہاں راجہ صاحب کے حکم سے بیماروں کے لئے جا بجا شفاخانے بنے ہیں اور تعلیم فارسی و انگریزی و اردو و ناگری کے واسطے کئی مدرسے طیار ہوئے ہیں۔

دوربین

افغانستان

مفصلیٹ میں بحوالہ لاہور کرانکل یہ بات لکھی کہ امیر دوست محمد خان کو خبر پہونچی کہ تیس ہزار فوج فارسی طہران سے مدد کے لئے ہرات کو چلی ہے۔ سات ہزار آدمی داخل ہو چکے باقی مشہد کے قریب تک پہونچی ہے اہل ہرات نے اسحٰق خان اور عباس خان کو قید کر لیا تھا مگر عباس خان کسی حیلہ سے نجات پا کر فارسیوں سے جا ملا اب ہراتی جو موقع پاتے ہیں فارسیوں سے ملتے جاتے ہیں ساتویں کو فتح خان وکیل انگلستان میں پہونچا اُسی رات کو بہت قیمتی اسباب اُس کے گھر سے چوری ہو گیا تمام ترکستانی امیر کابل سے پھرے ہیں اور بلخ میں بھی چند سرکش جمع ہوئے ہیں۔ مفید خلائق

آگرہ

تین مرہٹے ایک انگریز پامڑ صاحب نام کو اس اقرار پر کلکتہ سے اکبر آباد تک لائے کہ اگر مقدمہ اُن کا جو گوالیار میں دائر ہے فیصل کر دادے تو کچھ روپیہ اُن سے پائے۔ یہاں پہونچ کر انیس سو روپے دئے باقی گوالیار میں دینے کا وعدہ کیا۔ اور صاحب موصوف سے صبح کو اُدھر چلنے کا اقرار لیا۔ صاحب نے صبح دم رخ کلکتہ کی طرف پھیرا مرہٹوں نے بیلن گنج کی چوکی پر آگھیرا آپس میں تکرار ہوئی بڑی گفتگو سر بازار ہوئی۔ مرہٹوں نے واویلا کی پولس والوں کو پکار کر خبر دی کہ یہ صاحب آگے جانے نہ پائیں چور ہمارا ہے۔ انیس سو روپے اور کاغذات مقدمہ لیکر بھاگا ہے دفعہ دار متعینہ چوکی نے گرفتار کیا کوتوالی میں سپریڈنٹ[1] کے پاس لے گیا وہ صاحب کے چالان کرنے پر مستعد نہ ہوا۔ دفعدار خود لے کر فوجداری میں پہونچا صاحب مجسٹریٹ بہادر نے فوراً انگریز کو حکم رخصت کا دیا۔ اور بطلب ضمانت دو ہزار تینوں مرہٹوں کو مع دفع دار حوالات میں سپرد کیا ۲۸ جولائی کو بعد روبکاری دفعدار موقوف ہوا۔ مرہٹوں کو گوالیار جانے کا حکم ملا۔ مطلع الاخبار و مفید خلائق

کلکتہ

خط مورخہ ۲۳ ذیقعدہ سے ایک دوست نے لکھا مصاحب الدولہ کا حضور شاہجاہ میں پہونچا معلوم ہوا لکھا تھا کہ درود نواب علی نقی خان کی خبریں متصل ہیں اس سبب سے خیر خواہان سلطانی بے دل ہیں۔

دہلی

ہیضہ وہاں بہت بے طور ہے۔ ملک الموت کا دور ہے۔ خصوصاً یکم اگست سے یہ شدت ہوئی۔ کہ ہزاروں آدمیوں کی جان گئی ہر ایک کو ہراس ہے۔ جینے سے یاس ہے۔ بسکہ وبا کا زور شور ہے۔ ہر شخص زندہ درگور ہے۔ کسی طرف سے بلند کلمہ شہادت ہے۔ کہیں کی آواز رام رام ست ہے۔ زبانوں پر یہی ذکر ہر جا ہے۔ جہاں دیکھو انہیں باتوں کا چرچہ ہے۔ کوئی حسرت سے کہتا ہے پالنے کا یہ نتیجہ تھا۔ کہ آج بھانجا مر اکل بیٹے کا تیجا تھا۔ کوئی خبر لایا کہ فلانے کا پیٹ پھول گیا ہے۔ قے ہوتی ہے مردنی چھائی ہے نیا شگوفہ ہے۔ حضرت ظلِ سبحانی خیریت سے ہیں دو سو روپے پنکھے کی طیاری کو مرحمت ہوئے ہیں پانچویں ذی الحجہ سے پھول والوں کا میلا ہے۔ شگفتہ خاطر ہر رنگین البیلا ہے۔ امر ولیعہدی ابھی ظہور میں نہیں آیا۔ کسی پر قرار نہیں پایا۔ حضرت خواہان ولیعہدی مرزا جوان بخت کے ہیں۔ مرزا قویاش صاحبزادہ کلاں محروم رہتے ہیں جو وارث تخت کے ہیں۔ جو لوگ مرزا قویاش کے پاس آتے جاتے تھے۔ اور لاکھ دو لاکھ روپے صرف کرنے کا ذکر زباں پر لاتے تھے۔ اُن کی آمد و رفت کی ممانعت ہے۔ موقوف مصاحبت ہے۔ دیکھئے صدر سے حکم کیا آتا ہے۔ یہ منصب جلیل

۱۔ سپرنٹینڈینٹ

کون پاتا ہے۔ دہلی عجب شہر ہے خصوصاً قلعہ معلیٰ کے رہنے والوں کا کچھ حال نہ پوچھو جو حلال خوری سے بھی پیدا ہوا اُس کو اور قسم کھانا حرام ہے۔ یہی کہتا ہے اگر جھوٹ بولوں تو تخت نصیب نہ ہو گویا یہ کلام ہے۔ ہر ادنیٰ اعلیٰ کو در بارداری کی تمنا ہے۔ ولیعہد بہادر کی وزارت کا حوصلہ ہے۔ ایک دوست نے لکھا کہ ہمارے کارسپانڈنٹ کسی صاحب سے کتاب لکھواتے ہیں۔ ان دنوں جو تقاضا کیا تو کاتب یہ فرماتے ہیں۔ کہ بندے کو چندے معاف کیجئے۔ دو چار روز مہلت دیجئے۔ بالفعل مرزا قویاش بہادر کا در باردار ہوں عہدہ مختاری کا امیدوار ہوں۔ ایک دوست صداقت نہاد سزاوار اعتبار واعتماد نے ہم کو یہ خبر لکھ بھیجی کہ محبوب خواجہ سرانے مرزا الٰہی بخش بہادر خسر ولی عہد بہادر مرحوم کی تنخواہ نہیں دی۔ مرزا صاحب موصوف بہت ہوشیار ہیں۔ بڑے چالاک ہیں واقف کار ہیں۔ اُنہوں نے جو مصلحت وقت وصلاح کار دیکھی۔ اپنی بھتیجی کی شادی مرزا قویاش بہادر کے ساتھ کی یہ نہ سمجھے کہ وہ جو خواجہ سرا محبوب ہے قبلہ عالم اور جناب بیگم صاحب کا بہت مرغوب ہے۔

باندہ

نواب علی بہادر بنارس کو تشریف لے گئے ہیں راجہ صاحب کی کوٹھی میں براجتے ہیں۔ کلکٹر صاحب کہ ولایت حسین مدارالمہام کو موقوف فرماتے تھے۔ اور لوگوں کی تنخواہ نواب صاحب سے دلواتے تھے۔ آب وہوا کے ناموافق سے جانب کلکتہ روانہ ہوئے۔ اس لئے نواب صاحب نے ولایت حسین کے کہنے پر عمل کیا۔ سوا بھائی بندوں اور تلنگوں کے سب ملازموں کو موقوف کر دیا۔ ظاہرا اب جو انگریز وہاں کا خرچ کم دیکھیں گے۔ نواب صاحب کے مشاہرہ معینہ میں بھی تخفیف کریں گے۔ کوہ نور میں لکھا ہے کہ نواب بیگم صاحبہ نواب علی بہادر کی والدہ چار لاکھ روپے کلکٹر صاحب کی ضمانت سے نواب صاحب کو قرض دیتی تھیں کہ فوج کی تنخواہ دیں قرض یک مشت ادا کریں ملازم بدستور رکھیں، سبھوں کو مامور رکھیں، نالش نہ ہونے پائے کہ بدنامی ہے بلوے میں الزام بے انتظامی ہے، سیٹھ جی کو کہ نواب مرحوم کے وقت میں کاروزارت کرتے تھے بحال کریں۔ اُن کی خیر خواہی وکارگزاری پر لحاظ رکھیں قدامت کا خیال کریں۔ مگر نواب صاحب نے اُن سے قرض نہ لیا ان باتوں کو ہرگز منظور نہ کیا اور اُسی نامہ اخبار میں خبر لکھی ہے کہ نواب کے کسی ملازم نے ولایت حسین پر جعل کی نالش کی ہے، کہ جب مجھکو چار مہینہ کی تنخواہ ملی تھی میں نے رسید داخل کی تھی، ولایت حسین نے آٹھ مہینے بے باق کرنے کی صاحب کلکٹر بہادر کو رپورٹ دی، اور تصدیق کے لئے وہی رسید دستخطی میری پیش کی دیکھئے مقدمہ کا کیونکر انفصال ہو مدعا علیہ پر کیا گزرے کیا حال ہو بالفعل نواب علی بہادر کے بنارس سے کانپور آنے کی خبر ہے

پشاور

کوہ نور میں مسطور ہے دہلی گزٹ سے مذکور ہے کہ پشاور میں اگرچہ شدت کی گرمی رہی، مگر آب وہوا اچھی رہی دلوں پر اضطراب غالب ہے سبھوں کی نظر ایران کے جانب ہے دیکھئے انجام کار کیا، کونسا فتنہ برپا ہو، خبریں طرح طرح کی مشہور ہیں افواہ انام میں مذکور ہیں بعض کہتے ہیں عنقریب پشاور پر حملہ کرنا کوہیوں کی نیت ہے۔ عورتوں اور بچوں کو دریائے سندھ کے پار اُتار دینا مصلحت ہے۔ اور لوگوں کی زبان زد ہے کہ انگریز کابل پر یورش کریں گے امیر دوست محمد خان ترک ریاست کر کے کوہ منصوری پر رہیں گے۔

ولایت

مہتمم اخبار نامہ کوہ نور نے یہ خبر لندن کے لکھی ہے کہ آہنی سڑک بنوانے کو ایک کمپنی درمیان بحر شام و دریائے فرات مقرر ہوئی ہے کہ آمد ورفت ولایت کی آسان ہو، پھر مصر سے بصرے اور ہند تک سڑک کا سامان ہو۔ سرکار ملکہ معظمہ انگلستان اور ملک یونائیٹڈ سٹیس امریکا میں چند مدت سے جھگڑا ہے اب سنا کہ اہالیان امریکہ نے مختار انگلستان کو وہاں سے نکال دیا ہے۔

کانپور

ان دنوں ایک شفیق کانپور سے آئے ہیں وہاں سے یہ خبر تحقیق لائے ہیں کہ نہر جدید جو ہردوار سے گنگا تک جاری ہے اُس کے دونوں طرف یہ نقشہ ہے کہ ایک انداز سے دوکانوں کی طیاری ہے مہتمم نہر کی تاکید ہے کہ دوکانیں جلد طیار ہوں۔ آراستہ راستے ہوں دورستہ بازار ہوں۔ مستعد خود صاحب موصوف ہیں۔ اندنوں اسی کام میں مصروف ہیں پن چکیاں گودام بنواتے ہیں۔ پسنے کے سامان مہیا ہوئے جاتے ہیں۔ ایک یہ طرفہ کاروائی ہے۔ ذہن کی رسائی طبیعت کی روانی ہے۔ کہ سترہ کشتیاں تین آہنی چودہ چوبی پن چکیوں وغیرہ کا اسباب بھر کر منگوائیں۔ ہر چند پانی گز بھر سے زیادہ عمیق نہ ہوگا طبع مواج کے زور سے بے تکلف چلی آئیں، نہر کے پورب جتنے مکان و بازار قدیم مثل رجمنٹ بازار و توپ خانہ بازار اور ہشلری بازار ہیں کہ یہ سب قریب تین ہزار پانسو مکان از روئے شمار ہیں، اُن کے کھودنے کا حکم بموجب تحریر مہتمم نہر اور بارک ماسٹر کے صدر سے آیا ہے اور فوج کی چھاؤنیاں بنوانے کا حکم ہوا ہے چنانچہ گورا بارک طیاری کے قریب پہونچی ہے اور دوسری چھاؤنی کی تعمیر شروع ہوا چاہتی ہے تجویز ہے کہ سب کچہریاں بھی نواب گنج سے اسی مقام پر اُٹھ آئیں، نہر کے پچھم رعایا ہیں پورب میں محکمہ بنوائے جائیں منظوری نقشہ مکانات کے بھی صدر سے آچکی ہے عنقریب تعمیر کچہریوں کی ہونے والی ہے۔

مقامات متفرقہ

الور کے آنے والوں سے دریافت ہوا کہ وہاں ہیضہ نہایت شدت کو پہونچا چھکڑوں میں مردے بھر بھر کر لے جاتے ہیں گڑھوں میں کہ پہلے سے کھدے ہوئے ہیں دبا آتے ہیں بھرت پور، وجے پور میں بھی کثرت ہے علی گڑھ میرٹھ کرنال میں بھی شدت ہے، جالندھر میں ہیضہ و چیچک دونوں کا زور ہے ہر طرف الامان الامان کا شور ہے، روزمرہ دس بیس لڑکے مرتے ہیں انہیں مریضوں میں جہان سے گذرتے ہیں پانی پت میں فضل یزدان ہے جھجر وغیرہ میں امن وامان ہے۔

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

دو جگہ سے قیمت اخبار پیشگی راقم کے پاس پہونچی حسب تفصیل ذیل سات سات مہینے کی رسید لکھدی گئے

اسمائے خریدان	وصول
محمد حکمت اللہ خانصاحب ڈپٹی ضلع فتح پور ہنسوہ	بابت دس روپے ہفت ماہہ
چودہری احمد یار صاحب رئیس و تعلقدار فتح پور ہنسوہ	بابت دس روپے ہفت ماہہ
برگیڈیر ڈبلو رامسے صاحب بہادر گوالیار	بابت یکماہ ایک روپیہ بارہ آنہ

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکرِ حق کز نامۂ اخبارِ نو   یافت جانِ تازہ جسمِ لکھنؤ   گنجِ گوہر ہائے معنی اندرو ست   چشم بکشا بر طلسمِ لکھنؤ

نمبر۴   ۱۳ شہر ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری مطابق ۱۵ ماہ اگست ۱۸۵۶ عیسوی روز جمعہ   جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تابمقدور ہے مدح و ذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا پہلے قیمت اسکی ایک روپیہ آٹھ آنے ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپے سالیانہ پیشگی ہے جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں ،اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر رقوم آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود صحیفہ اخبار خدمت میں بھیج دیا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدِ نظر ہو، دوسرے پرچے کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو، والا حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گا۔

اشتہار

دوائی ہیضہ کہ لوگوں نے آزمائی ہے، بہتوں کے تجربہ میں آئی ہے کتنوں کو فائدہ کامل ہوا، شفا ملی آرام حاصل ہوا اس جگہ مسطور ہے نفع عام منظور ہے دو رتی پپیتا دو تین کالی مرچیں گلاب میں گھس کر جتلائے ہیضہ کو پلائیں بار بار کچھ فصل سے استعمال میں لائیں۔

لکھنؤ

منشی تفضل حسین سررشتہ دار کچہری کمشنری کا استعفیٰ گذرنا اور حافظ عبدالصمد نائب سررشتہ دار کا اُن کی جگہ پر کام کرنا صحیفہ سابق میں مرقوم ہوا، اب اتنا اور معلوم ہوا کہ میجر بنکس صاحب نے اُن سے فرمایا چندے اور کام کرو دوسرے سررشتہ دار کے آنے تک امور محکمہ کا سرانجام کرو۔ ۲ راگست کو صاحب موصوف نے سررشتہ دار مذکور کو بلایا اور اس مضمون کا روبکار معزولی اُنہیں کے ہاتھ سے لکھوایا کہ جو سید تفضل حسین سررشتہ دار ہم سے راضی نہیں اور رضامند اُن سے ہم بھی نہیں اُنہوں نے نوکری سے استعفیٰ دیا ہم نے اُن کو موقوف کیا حافظ عبدالصمد کام کرتے ہیں خوش سرانجامی سے نام کرتے ہیں ہر روز کام کی یہ کثرت تھی کہ صبح سے بارہ بجے شب تک محنت تھی، ۷ راگست کو لالہ انند پرشاد سررشتہ دار کمشنری بہرائچ وہاں سے نوکری چھوڑ کر پہونچے اور محکمہ صاحب موصوف میں کمشنری قسمت لکھنؤ کے سررشتہ دار مقرر ہوئے حافظ صاحب نے بھی آخر کار استعفیٰ دیا، ہر چند صاحب نے سمجھایا رہنا منظور نہ کیا۔ دیکھئے بعد چندے سررشتہ دار حال کیا کہتے ہیں مستعفی ہوتے ہیں یا بدستور رہتے ہیں۔ ہم آگے حال روانگی کیپر صاحب بہادر اسسٹنٹ کمشنر کا لکھ چکے ہیں، اب کپتان جیمس اسٹیل صاحب بہادر قائم مقام اُن کے تجویز ہوئے ہیں ۶ راگست کو اجلاس کیا۔ کام کو انجام دیا آگے حکم ہوا تھا کہ سب چکلہ دار تحصیلدار اپنے اپنے علاقوں پر پہونچیں ساڑھے چار قسطوں کا کہ عہد سلطنت میں تحصیل کی ہیں مواجہ کریں، چنانچہ اکثر تحصیلدار گئے، اس کام میں مصروف ہوئے مگر آغا علی خاں ناظم سلطان پور نے باوصف تاکید شدید بیماری کا حیلہ لیا، سارٹیفکیٹ[1] حاصل کر کے علاقے پر جانا ملتوی کیا، پلاسٹر ڈاکٹر صاحب سے منگوایا اُن کے چٹھی لکھوائی،

۱۔ سرٹیفکٹ

اپنے جیلے کی تصدیق کو سرکار میں بھجوائی، سبحان اللہ از من ہم پلاس کیوں کر پیش جائے گی، میں میں کرنے سے کیا ہوگا ایک دن چھری ہوگی گلا ہوگا میاں جرات علی خان خواجہ سرائے محل مخدرہ عظمی جناب عالیہ متعالیہ دام ظلہا فی عہد سلطنت میں دو گاؤں موضع جرہ وکھجو ریا علاقہ سرائے برئی کے بصیغہ مالگواری لئے تھے، ان میں کچھ ایسی افتاد پڑی کہ ہزار روپے کے تعداد سے زیادہ باقی رہی، اس واسطے ۵رذی الحجہ کو اُن کا اسباب نیلام کرنے کا حکم ہوا اُنہوں نے تدبیر کر کے باقی ادا کی نیلام موقوف رہا اب تحصیلدار کے پاس روبکاری ہے دیکھا چاہئے کیا گذرتی ہے سواران رسالہ شاہی کی نوکری پر انگریزی ملازم ہوئے تھے زوال آیا، ۹رذی الحجہ ۱۲ اراگست کو کپتان گال صاحب نے پھر یہ حکم سنایا کہ جو کوئی ڈیڑھ سو روپے گھوڑے کی قیمت داخل کرے نوکر ہے نہیں تو اپنے گھر جائے ملازموں سے باہر ہے۔ بہتوں نے جواب دیا کہ سرکار نے ہم کو پرورش کی راہ سے نوکر رکھا اور ہم میں کوئی نکما نہیں سبھوں نے قدم جادۂ اطاعت پر رکھا مگر کیا کریں مفلس ہیں بے مقدور ہیں روپے کی تدبیر ممکن نہیں مجبور ہیں سرکار عنایت کی نظر کرے۔ اس حکم سے درگذر کرے۔ صاحب نے عذر مسموع نہ کیا۔ حکم برطرفی کا دیا، میمنہ شاہی کے تمیس سوار موقوف ہوئے، باقی جو بچے ہیں امیدوار رہے ترچھے اور بانکے ترک سوار کہ اُن کے پاس گھوڑے [1]پادشاہی ہیں، کج رفتاری فلک سے پابہ رکاب منزل تباہی ہیں۔ اُن کو بھی حکم ہوا کہ سراسم پچاس روپے داخل کرو نہیں تو نوکری سے ہاتھ اُٹھاؤ اپنی اپنی راہ لو۔ سبھی کو تردد ہوا دیکھئے انجام کیا ہے اگلی کیفیت رسالہ کپتان ہارڈنگ صاحب بہادر کے درج نامہ اخبار ہو چلی اب صاحب موصوف نے باتفاق جرنیل پہر فوج کمیٹی کر کے تجویز کی کہ جو لوگ بڈھے ہیں نوکری میں محنت نہیں کر سکتے پنشن پائیں اور جو کام کے قابل ہیں سہ ماہہ انعام میں دے کر موقوف کئے جائیں۔ یہی تجویز برقرار ہے اسی پر عمل کا مدار ہے۔ حیف اُن لوگوں پر جنہوں نے انجام پر نظر نہ کی انقلاب سلطنت ہوتے ہی انگریزی نوکری قبول کرلی، دل کو ذرا وسواس نہ ہوا، نمک کا مطلق پاس نہ ہوا فائدہ کچھ نہ اُٹھایا بدنام ہوئے وضع میں دھبہ لگایا مورد الزام ہوئے جن ثابت قدموں نے انگریزی نوکری سے انکار کیا اچھے رہے، سرخروئی حاصل ہوئی کلنک سے بچے رہے۔ یہ اُن پر خندہ زن ہیں وہ شرماتے ہیں۔ اُن کی تیزیاں دیکھ کر غیرت سے کٹے جاتے ہیں۔ حق تو یہ سزائے کردار پائی۔ ہمارے پادشاہ کے نمک نے تاثیر دکھائی۔ پہلے اس سے ہم لکھ چکے ہیں کہ راجہ مان سنگھ تن تنہا نکل گئے ہیں اب سنا جاتا ہے کہ رفتہ رفتہ نیپال پہونچے تقدیر یاور ہوئی، راجہ سے ملازمت کی خلعت پایا دو لاکھ روپے کی جاگیر مقرر ہوئی۔ صادق الدولہ بہادر داروغہ توپخانہ آتش فشاں کہ ان دنوں زیارت کربلائے معلی سے فارغ ہو کر آئے تھے ۱۲ شب ذی الحجہ ۱۴ اراگست کو حضور شاہ جہاں میں کلکتہ کی طرف ڈاک بگھی پر روانہ ہوئے تھیلے کاغذات کے اور پٹاری سر بمہر دونوں چیزیں بھیجی ہوئی حسام الدولہ بہادر کی ان کے ساتھ روانہ ہوئی ہیں، معتمدوں کے زبانی معلوم ہوا کہ پٹاری میں زنجیریں محرم کی ہیں۔

تتمہ روبکاری کچہری کلکٹری محکمہ ڈپٹی کمشنری

دفعہ ۲۳ تو بالفعل جن جن گاؤں میں تعلقہ دارانہ یا مالکانہ کا دعوی ہوتا ہے دو حصہ پر تقسیم کرنا چاہئے اول حصہ میں یہ گاؤں لکھا جاوے کہ جن کی زمیندار وغیرہ قبول کرتے ہیں کہ تعلقہ دارانہ یا مالکانہ دیا جاتا ہے اور دوسرے حصہ میں وہ گاؤں جس میں جھگڑا ہے۔

دفعہ ۲۴ اول حصہ میں وہی گاؤں درج ہو جو پورانہ تعلقہ میں واقع ہے اور جس میں زمینداران نے اتنی مدت سے مالگواری چھوڑ دیا کہ تعلقہ دار کی نسبت قدیمی دستور کی حقیقت بندھ گئی

دفعہ ۲۵ ہر ایک صاحب ضلع کو مناسب ہے کہ ہر ایک دعوی بابت مالکانہ کی خوب تحقیق کریں جہاں خوب طرح ثابت نہ ہو تو نامنظور کر دیں۔

۱۔ واجد علی شاہ نے فوج میں اصلاحات کیں۔ اُن کو نئے نام دیے جیسے اختری، نادری، بانکا، ترچھا اور گھنگھور۔ دیکھئے بھٹناگر، اودھ انڈر واجد علی شاہ، ص ۴۲ حاشیہ نمبر ۹

۷
خورم بخت محمد تحی علی خاں پسر محمد علی شاہ بادشاہ

۸
نواب ممتاز الدولہ بہادر نبیرہ محمد علی شاہ بادشاہ

۹
نواب مدارلدولہ علی نقی خان بہادر

۱۰
دلیرالودلہ مرزا محمد علی خاں بہادر عرف مرزا حیدر فیض آبادی

۱۱
اسدالدولہ محمد ذکی خان بہادر

لہٰذا حکم ہوا کہ پروانجات تحصیلداران وکوتوال شہر وتھانہ داران واسطے عدم مزاحمت سلاحات کے جاری ہوں فقط

روبکاری کچہری دیوانی وفوجداری ضلع لکھنؤ باجلاس مسٹر رابرٹ سمسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر واقع ۱۳ رجون ۱۸۵۶ عیسوی

سرکلر نمبر ۲۲۵ صاحب جوڈیشیل کمشنر بہادر بتاریخ ۴ رجون ۱۸۵۶ء بنام صاحب کمشنر بہادر قسمت لکھنؤ کو ساتھ اُس کے نقل چٹھی موسومہ صاحب کمشنر بہادر فیض آباد لمبری ۸۸ مورخہ ۴ رجون سنہ حال کے ہدایتاً شامل ہے بذریعہ چٹھی صاحب کمشنر بہادر لمبری ۹۴ مورخہ ۹ رجون سنہ الیہ بابت مقرر ہونے وکیل دیوانی وفوجداری کے مقدمات میں برین ارشاد موصول ہوئے کہ کسی مقدمہ دیوانی یا فوجداری میں وکیل منظور نہ ہوگا سوائے مقدمات مہاجن یا عورت کے یا بڑے تعلقہ دار زمیندار جس کے پاس گماشتہ وکارندہ اور کام بھی اُن کا کرتے ہیں اور وہ لوگ بسبب اس کے کہ اُن کے کارندہ اور گماشتہ روزمرہ کام اُن کا کیا کرتے ہیں سوا ان کے امورات سے زیادہ وقفیت رکھتے ہیں منظور ہوتی ہیں۔

دفعہ ۳ مختارنامہ عام فوجداری کے مقدمہ میں ناجائز ہے اور نیز دیوانی کے مقدمات میں بھی ایک خاص عرضی لیا چاہئے موکل سے جس سے معلوم ہووے کہ اس مقدمہ خاص میں اُس کو اجازت دیا گیا ہے واسطے پیردی کے۔

دفعہ ۴ دستور بابت وکیل محکمہ جات تحصیل کے بیچ ورق ۱۹۱ دفعہ ۹ سرکلر لمبر ۲۰ مورخہ ۸ رفروری ۱۸۵۲ء تجویز بورڈ پنجاب میں درج ہے کہ جس کے مطابق عمل کیا جاوے گا۔ دفعہ ۵ تھانہ میں مختار کسی طرح جائز نہیں ہوتا کیونکہ تھانہ دار کو دخل فقط اُن مقدمات ہوتا ہے جہاں ضرور ہے کہ مدعا علیہ خود حاضر ہووے دفعہ ۹ سرکلر لمبر ۲۰، ۱۸۵۲ء کے یہ ہے کہ مختار یا وکیل کسی طرح تحصیل کے محکمہ میں جائز نہیں لیکن جہاں مدعی یا مدعا علیہ پردہ نشین ہوں کہ حاضر ہونا اُس کا مقدمہ میں برخلاف دستور ہو اور اُس کا شوہر یا باپ یا بھائی یا اور قریب رشتہ دار اُس کے عوض مقدمہ کی پیروی کرسکتا ہے اگر شوہر یا باپ اُس کا ہو تو مختارنامہ ضرور نہیں اگر سوائے اُن کے کوئی رشتہ دار ہو تو مختارنامہ چاہیے اور اگر خاص کارندہ کسی کا ہو تو مختارنامہ بھی منظور ہوگا ازانجا کہ بھیجنا ہدایت بالا کا پاس سب حاکمان ماتحت ونیز جملہ تحصیلداران کے مناسب ہے لہٰذا حکم ہوا کہ ایک ایک نقل اُس کی جملہ حاکمان ماتحت یعنی کپتان کارنیگی صاحب بہادر ومسٹر ولیم کیپر صاحب بہادر وویلس صاحب بہادر وکارلند صاحب بہادر واندرسین صاحب بہادر ونیز منجملہ تحصیلداران وتھانہ داران درائے پرتاب سنگھ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ ومنشی ہرسکھ رائے سپرینٹنڈینٹ بھیجی جاوے اور ایک اشتہار روبکار ہذا در عدالت پر آویزاں کیا جاوے فقط۔

دہلی

پرچہ صادق الاخبار سے ایک انقلاب دریافت کرکے دل اُلٹ گیا۔ یہ شکستگی حاصل ہوئی کہ نقل کرنے میں قلم کا کلیجہ پھٹ گیا۔ عجب سناٹا ہوا، رنگ رد ہوا۔ چرخ کج رفتار کی چالوں سے بیٹھنا مشکل نظر آتا ہے۔ سرائے سپنجی ا سے قدم کیا دل اُٹھا جاتا ہے۔ اخبار مفصلیت کی خبر ہے۔ جس سے صدمہ جان پر ہے۔ کہ سات برس پہلے جب مرزا دارشکوہ ولی عہد سابق مسند آرائے جنت ہوئے تخت و تاج دنیا سے کام نہ رکھا۔ لارڈ ڈلہوسی اگلے گورنر جنرل نے سلطنت اُٹھادینے کے باب میں کورٹ کو لکھا۔ وہاں سے نارضامندی کے ساتھ منظوری آئی کہ سلطنت اُجاڑنے میں چنداں منفعت نہ پائی۔ گورنر نے مصلحتاً مرزا فتح الملک بہادر کو بنظر لیاقت و محنت ولیعہدی کا خلعت دیا۔ مگر اُن سے کچھ شرطیں کیں کئی باتوں کا اقرار لیا۔ یعنی بعد وفات حضرت ظل سبحانی قلعہ معلّی سے ریاست اُٹھائیں۔ قطب صاحب میں کہ دہلی سے سات کوس ہے بودوباش ٹھہرائیں۔ اور یاد یہ بات رکھیں کہ گورنر سے دوستانہ ملاقات رکھیں۔ اب دل یہ حال دیکھ کر روتا ہے۔ کہ اس میں بھی کچھ فتور معلوم ہوتا ہے۔ اسلیئے کہ مابین حضرت و حقدار ولیعہدی صفائی نہیں۔ انگریزوں کو یہ مخالفت پسند آئی نہیں۔ کہتے ہیں کہ حضور نے تنخواہ لواحق مرزا ولیعہد مرحوم و مرزا قویاش بہادر و ابوالنصر بہادر کی بند کرکے ایذائیں پہونچائیں بڑے صاحب نے وکیل شاہی کو بہت جھڑکا اور سخت باتیں سنائیں۔ خدا کی شان اللہ کی قدرت ہے اور ایسی سلطنت کی نوبت ہے۔

لاہور

اندنوں وہاں یہ حال ہے کہ بارش علی الاتصال ہے۔ بہتیرے مکان گرے۔ کچھ آدمی دب مرے۔ شب یکشنبہ کو سنہری مسجد کے پاس یہ واردات گذری کہ محمد جان سوداگر کی دکان جس میں صراف بیٹھتا تھا گری تخمیناً دو ہزار روپے کا اسباب دب گیا۔ بے چارے کا مال مفت تلپٹ ہوا۔ کوہ نور

افغانستان

جب سردار قندھار کے مرنے سے امیر دوست محمد خان نے وہاں اپنا قبضہ کیا شاہ ایران نے امیر کو لکھا کہ سردار ہمارے تابعین میں تھا تم نے اُس کے ورثہ کو کیوں خارج کر دیا۔ یا قندھار سے ہاتھ اُٹھاؤ یا ہم سے لڑنے پر قدم جماؤ۔ امیر نے چاہا کہ ہرات میں بھی عمل کرلیں اور بادشاہ کی فوج کو آگے بڑھنے نہ دیں۔ مگر فوج شاہ ہرات میں داخل ہوئی۔ امیر کی تدبیر کچھ نہ چلی۔ عجب نہیں کہ اب آگے بڑھی ہو۔ قندھار کی طرف چلی ہو۔ اور انگریزوں نے یہ سمجھ کر دم نہیں مارا کہ جب تک وہ لوگ کابل میں آئیں گے۔ ہم اپنے جنگی جہاز خلیج فارس کی طرف سے ایران کے سواحل پر پہونچائیں گے۔ مگر ان دنوں شاہ ایران اور امریکا والوں میں عہدنامہ لکھا گیا ہے۔ ایک مضمون یہ بھی اُس میں مندرج ہوا ہے۔ کہ اہل امریکا جہاز ایک جنگی خلیج فارس میں رکھیں۔ اگر کوئی دشمن ایران پر چڑھائی کرے اُدھر سے آنے نہ دیں۔ اب دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ کون ملک لیتا ہے کون کھوتا ہے۔ آفتاب ہند

جے پور

محمد عباس خان خلف محمود خان والی ٹونک کی ترقی ہوا چاہتی ہے پیشگاہ راجہ صاحب سے تین ہزار کی جاگیر ملا چاہتی ہے۔ کپتان عنایت حسین خان سے حویلی خالصہ چھین لی۔ استاد ہمت خان کو عنایت کی۔ نواب ولایت علی خان کی استدعا سے ہزار سوار ایک پلٹن انتظام فوجداری کو مقرر ہوئی۔ مگر بے انتظامی وہی ہے۔ تنخواہ فوج کبھی کبھی تقسیم ہوتی ہے فوجداری والوں کی اٹھائیس مہینے چڑھی ہوئی ہے۔ کوہ نور بنقل صادق الاخبار

۱۔ جھونپڑا جو کھیت میں چرواہے اور رکھوالے بنالیتے ہیں۔ اصل اسکی سہ اور پنج بمعنی تین اور پانچ۔ یعنی وہ جگہ جس کو قیام نہ ہو۔ مجازاً دنیا۔

کلکتہ

ان دنوں بڑا جبر وہاں کے باشندوں پر ہوا ہے مکانوں کا ٹیکس بہ نسبت سابق تگنا چوگنا مقرر ہوا ہے دسہرے کے دن کہ بابو گھاٹ پر ہندوؤں کی عورتیں نہانے کو گئیں تھیں نیا طوفان اُٹھا ایک خاندانی عورت نہا کر پالکی میں سوار ہوا چاہتی تھی کوئی انگریز جہازی بگھی پر بٹھا کر لے بھاگا طبیعت لہرائی اُڑا لے گیا خدا جانے کہاں بہالے گیا حاکم آمادۂ گرفتاری ہوا پولس سے حکم جاری ہوا۔ کوہ نور

احمد آباد

وہاں کے باشندوں نے چندہ کرکے بیالیس ہزار روپے مدرسہ بنوانے کو جمع کئے ہیں اور سرکار سے بھی اسی قدر روپے کی اعانت کے طالب ہوئے ہیں چنانچہ درخواست منظور ہوئی جلد مدرسہ بنے گا اس شہر میں بھی علم کا چرچا رہا کرے گا۔ مفید خلائق

مواجی بحرِ عطا کی خبر ہے۔ فیاضی کا بیان سراسر ہے۔

عدن کی تحریر سے ان دنوں ایک حال تازہ بہت تحقیق معلوم ہو۔ ماجرائے جہاز جس پر جناب عالیہ متعالیہ دام اقبالہا تشریف فرمائے لندن ہوئی ہیں یوں مفہوم ہوا۔ کہ ایک خاکروب رفع حاجت کے لئے جہاز کے کنارے گیا تھا۔ موج طوفان ہوا کا تماچا لگا سمندر میں گر پڑا۔ جان شیریں کے ڈر سے شور مچا کر بین اضطراب میں پکارنے لگا۔ مگر تیرنے سے کچھ آشنا نہ تھا ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ صاحب جہاز نے کشتی اُس کے لانے کو روان کی۔ وہ بھی صدمہ ہوا سے بہ گئی وہاں نہ پہونچی۔ کپتان یہ حال دیکھ کر دوکوس سے جہاز وہیں پھیر لایا خاکروب کو ڈوبتا اُچھلتا ہوا سسکتا پایا۔ غرض اُس گرداب بلا سے نکالا۔ زندہ سلامت جہاز پر ڈالا۔ بات کی تہ کو پہونچے تو ڈوبتے کو نکلنا اچھا شگون ہوا۔ خدا کے فضل سے یوں ہی اس بڑے جہاز کا بیڑا پار ہوگا۔ جناب متعالیہ دام ظلہانی دریا دلی کو کام فرمایا۔ کپتان کو اس عرق ریزی کے عوض ہزار روپے کا توڑا انعام فرمایا۔ سبحان اللہ کیا فیض جاری ہے۔ کف دریا نوال سے ابر کو شرمساری ہے۔ بجز احسان وہمت کا کنارا نہیں۔ سمندر کو مقابلے کا یارا نہیں۔ ہمارے شاہ ظل اللہ کا سب گھرانہ سخاوت شعار ہے۔ ہر ایک ایسا ہے گہر پاش دریا بار ہے۔ اگر گدائے سائل بکف دامن پھیلائے۔ آب زر سے دریا کا پاٹ ہوجائے۔ اگر حاتم طائی یہاں کا فیض دیکھ پاتا۔ آبرو نہ رہتی چلّو بھر پانی میں ڈوب جاتا۔ ہزار سرگرداں بادیہ بلا ہیں۔ ہزاروں دینے کو اب بھی دریا ہیں۔ چشمہ جود کی روانی دیکھئے۔ ادنیٰ خاکروب کے واسطے ہزار روپے بخشے، جو کوئی راہ جانفشانی میں قطرہ زن ہوجائے گا۔ اُس پر کیونکر دریائے رحمت جوش میں نہ آئے گا۔

مدراس

اب تک وہاں کے خطوط سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ریاست کے باب میں ولایت سے کچھ حکم نہیں پہونچا ہے تنخواہ عملہ وارکین ریاست کا جو آگے دستور تھا اب بھی وہی ہے اُن میں اہلکاروں کی معرفت گورنمنٹ سے ماہ بماہ تقسیم ہوتی ہے مگر پانچواں حصہ ملک کا ہر سال رئیس کو ملتا رہا ابکی بار ہنوز سرکار کمپنی سے عنایت نہیں ہوا۔

انگلستان

ملکہ معظمہ نے ضلع ردم وردس کی بڑی خوشی کی۔ ملکی قیدیوں کے چھوڑنے کی اجازت دی ایک دخانی جہاز سات سوفٹ لمبا ایک سو چودہ فٹ چوڑا بنتا ہے۔ چار سو ملازمان جہازی کے سوا اُس میں چار ہزار آدمی رہنے کی جا ہے۔ جب طیاری بادبان کا اہتمام ہوگا۔ ساڑھے چھ ہزار گز مربع ٹاٹ میں سرانجام ہوگا۔ جہاز لے چلنے کو چار کلون کی حاجت ہوگی۔ جسمیں تین ہزار گھوڑوں کی طاقت ہوگی۔ کچھ اور دھوئیں کی کلین بنائیں گے۔ اُن کے زور سے بادبان

چڑھائیں گے۔ لنگر اُٹھائیں گے۔ بڑے بڑے دس لنگر ہوں گے وزن میں گراں تر ہوں گے۔ سات ہزار پانسو نوے من مع زنجیر اُن کا انداز ہے۔ چار لاکھ من کے قریب سارا جہاز ہے راہ بہت جلد طے کرے گا ایک گھنٹے میں بیس میل چلے گا۔ جس طرح اور جہازوں میں ہر وقت کے سامان رکھتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے جالی بوٹ ضرورت کے لئے مہیا رکھتے ہیں، نوے نوے فٹ لمبی کشتیاں بنیں گی۔ کہ اس جہاز پر بھی رکھی رہیں گی۔ ایسٹرن جہاز کا نام ہے۔ واقعی حیرت انگیز خاص و عام ہے۔ ملکہ معظمہ نے جنگی جہازوں کے قواعد ملاحظہ کی۔ دو لاکھ آدمی سے زیادہ تماشائیوں کی بھیڑ تھی۔ ساٹھ جہاز دخانی ایکسو ساٹھ چھوٹے تھے۔ پچاس غبارے کی چار جہازی دمدے تھے۔ بہت بادبانی جہازوں کا لنگر تھا۔ عجیب تماشہ خلائق کے پیش نظر تھا۔ بہت دنوں سے ایک صندوق انگریزی صنعت کا حال زمانے میں مشہور ہے۔ جس کے اندر شعاع آفتاب دو وا سے کاغذ وغیرہ پر تصویر اُتر آنے کا دستور ہے۔ اب کسی انگریز نے اور صورت نکالی۔ اُس میں ایک نئی حکمت نکالی۔ صندوق کو رسی باندھ کر سمندر میں لٹکاتا ہے۔ وہاں ہر چیز کا عکس صندوق کے اندر جم جاتا ہے۔ پہاڑ درخت جانور بن جاتے ہیں۔ ڈوبے ہوئے جہازوں کے نقشے اُتر آتے ہیں۔

شملہ

ولیم اڈورڈس صاحب بہادر نے حکام بورڈ پنجاب کے حضور میں رپورٹ کی، کوہ شملہ پر اونٹ چلنے کے قابل سڑک بنانے کی اجازت مانگی، حکام نے یہ امر ناممکن تصور کیا اُن کی بات کا جواب نہ دیا۔ صاحب موصوف نے اپنے دوستوں میں اس تجویز کا چرچا کیا۔ رفتہ رفتہ میجر کیڈی صاحب بہادر سکرتر کمانڈر انچیف کے کان تک پہونچا۔ وہ بولے ہم ایسی سڑک بنوا سکتے ہیں۔ کہ گاڑی بگھی اُس پر لا سکتے ہیں چنانچہ دو ہی چار روز میں خود متوجہ ہو کر اُس منصوبے کا اثر دکھایا۔ کالکا سے شملہ تک کہ بیس کوس کے قریب چڑھائی ہے اپنے ہاتھ سے سڑک کا خط لگایا۔ اُنہیں دنوں نواب گورنر جنرل بہادر وہاں رونق افروز ہوئے ولیم صاحب نے سڑک کا حال ذکر کیا۔ اُنہوں نے میجر صاحب کی مستعدی اور ذمہ سن کر خرچ فی الفور قبول کیا۔ اب دہلی گزٹ سے معلوم ہوا کہ گاڑیاں وہاں چلتی ہیں۔ اور کالکا سے شملہ تک عنقریب کرانچیاں مقرر ہونے والی ہیں۔ من پیچھے ایک روپیہ محصول ٹھہرے گا۔ سب اسباب حفاظت سے بخوبی پہونچے گا۔ آفتاب ہند

ولایت

نور مغربی میں اخبارات انگریزی سے مرقوم ہوا۔ کہ وکیل ایرانی حاضر دربار روم کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ سفیر ایران ملک فرانس میں جایا چاہتا ہے۔ ارادۂ شاہ اس پر مصمم ہوا ہے۔

ایجاد عجیب

مفید خلائق میں مسطور ہے۔ صبح صادق سے مذکور ہے۔ کہ محمد پور میں پالا رندی پر ایک نئے پل کی تعمیر ہوتی ہے فرنگی کاریگروں کی صنعت سے اینٹوں کی عجیب تدبیر ہوتی ہے۔ ایک کل بنائی ہے کہ جب اُس میں گیلی مٹی ڈال کر دو آدمی پھرائیں۔ دفعۃً دو ہزار اینٹیں سانچے کی ڈھلی سوکھی ہوئی نکل آئیں۔ لاکھ اینٹ پکی ہر روز بن سکتی ہے صرف آنچ کی حاجت رہتی ہے۔

مقامات متفرقہ

کالکا میں جب سے بارش ہوئی سانپوں کی بہت افزائش ہوئی۔ کثرت کی کیا شمار ہے۔ زمین پر قدم رکھنا دشوار ہے بالشت بھر کا طول ہے ہوا کے بہنے ہیں راہ چلتوں کو اُڑ کر کاٹتے ہیں۔ اسے کاٹا۔ اُسے کاٹا اُس کی بدلے لہو چاٹا۔ کئی مار گزیدہ کو خدا نے زندہ رکھا۔ دو آدمیوں نے زہر موت کا چکھا۔ اسی طرح یہ موذی تمام کوہستان میں سانپے ہیں۔ سپاٹو پر روز اٹھارہ بیس آدمیوں کی جان لیتے ہیں۔ سندھ میں بھی چپہ بھر زمین خالی نہیں کوئی چوہے کا بل نہ تھا کہ بانبی

نہیں۔ فقط حیدر آباد کی کلکٹری میں یہ خبر گذری۔ کہ چھیانوے آدمیوں کو کاٹا پھتر کی جان پر گذری۔ یہ خبر مفید خلائق وکوہ نور تھی۔ کچھ اس میں کچھ اُس میں مذکور تھی۔ موزیوں پر خدا کی مار ہو۔ ہر جگہ امن وامان آشکار ہو۔ ہم ایک دوا لکھتے ہیں خدا سے امید کی شفا رکھتے ہیں۔

دوائے مار گزیدہ

تولہ بھر زمین قند پانی میں پیسے چھان کر مار گزیدہ کو پلائے ثفل جو باقی رہے کاٹنے کی جگہ لگا دے۔

ہوڑی

اُس طرف ایک کشتی سوار کو قزاقوں نے مارتے مارتے جاں بلب کیا۔ وہاں کے لوگ اسپتال کو لئے جاتے تھے راہ میں دم نکل گیا۔ صادق الاخبار

بنارس

خبر ہے کہ ضلع جونپور ومرزاپور ٹوٹ کر بنارس میں ملے گا۔ ایک حاکم عدالت جو مال کا یہاں رہ کر تینوں جگہ کی فیصلے کرے گا۔ ۲۹ رذی قعدہ کو نواب علی نقی خان آگ بوٹ پر وہاں پہونچے مقام نہیں کیا فوراً کلکتے کو روانہ ہوئے۔ اب خبریں متصل ہیں۔ کہ کلکتے میں داخل ہیں۔

اندنوں یہاں کے بازاروں میں جو نرخ اجناس کا ہے دریافت خاص وعام کے واسطے لکھا جاتا ہے

گندم	نخود	دال ارہر	دال ماش
۲۴ مار	۲۷ مار	۲۴ مار	۲۵ مار
دال مونگ	مونگ پوری	دال مسور	بتیسا چاول
۲۰ مار	۲۰ مار	۱۹ مار	۱۷ مار
بانسی	السی	سرسوں	نمک
۱۴ مار	۱۷ مار	۱۵ مار	۶ مار
گڑ	تیل فی من	گھی فی من	شکر
۱۸ مار	تین روپے	۱۹ روپے	سات اور دس روپے

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکرِ حق کز نامۂ اخبارِ نو یافت جانِ تازہ جسمِ لکھنؤ گنجِ گوہر ہائے معنی اندروست چشم بکشا بر طلسمِ لکھنؤ

نمبر ۵ ۲۰ شہر ذی الحجہ ۱۲۷۲ ہجری مطابق ۲۲ ماہ اگست ۱۸۵۶ عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے۔ اور خبر کے صحیح کا التزام بالمقدور ہے۔ مدح و ذم کا انداز نہیں رکھا۔ ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ڈیڑھ روپے قیمت ماہواری ساڑھے سات روپے شش ماہی پندرہ روپے سالیانہ پیشگی ہے جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں، اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زرِ مرقوم آئے گا۔ انشاء اللہ تعالی بروز معہود صحیفہ اخبار خدمت میں بھیج دیا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدِ نظر ہو، دوسرے پرچے کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو، والا حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گا۔

معذرت

اگلے صحیفہ اخبار میں دھوکا ہوا۔ ذلحجہ کی جگہ ذی قعدہ لکھا گیا کثرت مشاغل میں ایسے امور کا کیا عجب ہے۔ کہ انسان سہو و نسیان سے مرکب ہے۔ ناظر اخبار دیکھ کر نہ گھبرائیں عذر مہتمم قبول فرمائیں۔

لکھنؤ

۱۳ ذی الحجہ قریب شام کارنیگی صاحب بہادر منتظم شہر مع کوتوال صاحب عالم مرزا خرم بخت بہادر دام اقبالہ کے خانہ دولت پر آئے ملازمانِ دولت نے کرسیاں بچھادیں خاطر داری سے بٹھایا حضور میں اطلاع کی وہ بھی اندرون محل سے تشریف لائے۔ بعد مزاج پرسی و ادائے رسم عرفی، صاحب منتظم نے کہا کہ چیف کمشنر بہادر کی رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ توپیں اور سلاح اور خیمہ وغیرہ اسباب شاہی مچھی بھون میں رکھا ہے آپ سے استفسار ہے بتا دیجئے۔ جہاں اسباب ہو فرما دیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ مکان سارا مچھی بھون نہیں ایک قطعہ اُس کا ہے یہاں نہ کوئی چیز بادشاہی ہے نہ توپ ہے نہ خیمہ ہے۔ جس وقت منظور ہو اسکی تحقیقات کرلو۔ کارنیگی صاحب نے کہا اور کہیں کا پتا دیجئے۔ جہاں آپ کو معلوم ہو ارشاد کیجئے۔ جواب ہوا کہ ہم کو علم اسباب شاہی نہیں۔ سلطانی کوٹھوں سے آگاہی نہیں۔ داروغہ لوگوں سے دریافت کیا جائے۔ اُنہیں سے تحقیقات عمل میں آئے۔ پھر دونوں رخصت ہوئے جانے کا ذکر زبان پر آیا۔ حضور نے گوٹے کا ایک ایک ہار صاحب اور کوتوال کو عطا فرمایا بعد اس کے صاحب منتظم نے تحویلداروں کو طلب کیا مچھی بھون کے کوٹھوں کا بہت دھمکا کر حال پوچھا اظہار لیا اُنہوں نے خائف ہو کر اس مکان میں تین کوٹھی سلطانی بتائیں ایک میں بندوقوں کے نالیں دوسری میں شیشہ آلات تیسرے میں خیمے لکھوائے اور کہا۔ تھوڑا وغیرہ کے وقت کی پینتیس توپیں کچھ کوٹھی کے اندر کچھ باہر ہیں۔ پھر پہیوں پر سے اتری ہوئی ہے۔ ٹوٹی پھوٹی محض نکمی ہیں بیکار سراسر ہیں ہر ایک ایسے ایسے حال دیکھ کر روتا ہے کہ افسوس مال سلطانی کیا تلپٹ ہوتا ہے۔ کبھی کوٹھیاں خالی ہوئیں کبھی کوٹھوں کا استفسار ہوا کیسی خانہ بربادی ہوئی کیا فلک درپے آزار ہوا۔ کپتان والے مکان کا دروازہ آہنی مع جلوخانہ شاہی کہ متصل بیلی گارد کے تھا گروادیا مطلق نشان

باقی نہیں رکھا کفِ دست میدان کیا۔ اینٹ چونا جدا کیا جاتا ہے مرمت مکانات کی صرف میں آتا ہے۔ منشی رام دیال تحصیلدار حضور تحصیل نے حسب الحکم ڈپٹی کمشنر بہادر یہ کام کیا کہ ۱۲ر اگست کو تارے والی کوٹھی کی عرضی نویسوں کا امتحان لیا مگر ابھی کچھ حکم صادر نہیں ہوا اظہار انہیں کے پاس رکھے ہیں۔ آئندہ جو واقع ہوگا لکھیں گے دیکھیں صاحب کیا کہتے ہیں۔

مرزا علی رضا بیگ کوتوال سابق کہ اب اکسٹرا اسسٹنٹ دریا آباد کے ہیں ۹ر ذی الحجہ کو عید کی رخصت لے کر وارد لکھنؤ ہوئے۔ بارہویں کو کارنیگی صاحب بہادر منتظم شہر کے ساتھ چیف کمشنر جک سین صاحب بہادر کی ملاقات کو گئے۔ دیر تک ذکر آئین دستور رہا۔ انتظام سابق و حال کا مذکور رہا۔ صاحب بہادر نے بندوبست عشرہ محرم کا استفسار کیا۔ انہوں نے گذرا ہوا گذشتہ کا اظہار کیا۔ پسند کچھ امور ہوئے کچھ نامنظور ہوئے۔ پھر مرزا رخصت ہو کر اپنے گھر گئے۔ دوسرے دن دریا آباد کو کوچ کر گئے۔ یہاں جو دیوانی میں نالش کم ہوتی ہیں۔ اس کی معقول وجہ صحیفہ اخبار میں رقم ہوتی ہے۔ اکثر لوگ مفلس ہیں کچھ بضاعت نہیں رکھتے۔ بے مائگی سے اسٹامپ مول لینے کی مقدرت نہیں رکھتے۔ بعضوں کے پاس صرف مکان وغیرہ کی جائداد ہے۔ جس کے بیچنے میں تباہی ہے گھر برباد ہے۔ چاہئے کہ ان دنوں یوں تجویز سرکاری ہو۔ چندکو یہ حکم جاری ہو۔ کہ مفلس محض مفلسی میں نالش کرے۔ سادے کاغذ پر عرضی لکھے۔ جائداد ضمانت داخل کرے۔ مقدمہ ملتوی نہ رکھے۔ اور عہد شاہی کے جھگڑوں کو تجویز کر کے میعاد مقرر ہو۔ کہ جو کوئی اس مدت میں نالش نہ کرے گا پھر ساعت نہ ہوگی محروم رہے گا۔ اگر سرکار سے احکام مذکورہ بالا صادر ہوں۔ یقین کہ لکھنؤ میں اور باہر بہت مقدمے دائر ہوں آخر جولائی ۱۸۵۷ء عیسوی تک کپتان گال صاحب بہادر کے دوسرے رسالے سے سرسٹھ سوار کہ ڈیڑھ ڈیڑھ سو روپیہ گھوڑیوں کی قیمت داخل نہ کر سکے موقوف ہوئے۔ باقی سواروں کی بھی یہی نوبت ہونی ہے۔ کیا بے انصافی سے بیچاروں کی روزی کھونی ہے۔ سنا ہے کہ موسیٰ باغ چھاؤنی میں نیا گل کھلا ہے۔ اختری اور نادری پلٹن کو یہ حکم ملا ہے کہ اس مہینہ کے آخر تک جسے نوکری چھوڑنا ہو چھوڑے۔ جس کا جی چاہے تعلق انگریزی کا سلسلہ توڑے۔ پھر استعفیٰ قبول نہ ہوگا ہرگز مطلب حصول نہ ہوگا۔ جہاں کو حکم ہو جانا پڑے گا۔ کوئی کسیطرح معذور نہ رہے گا۔ فوج کے لوگ گھبرائے ہیں یہ سن کر تردد میں آئے ہیں۔

پادشاہی باجے والوں کی درخواست سے آخر جمادی الاول ۷ر فروری تک تنخواہ کی برآورد طیار ہوئی۔ اس مہینہ کی گیارہویں کو ماٹین گبنس صاحب بہادر نے بے وضعات دہ یک وصرف خزانہ کہ سابق میں حکم ہوا تھا تقسیم کی، اسی تاریخ کو متصدیان دفتر وزارت نے تنخواہ کی درخواست دی ہے۔ چنانچہ برآورداروں کی اور بخشی والوں کی اساڑھ تک بحکم انگریزی طیار ہوتی ہے۔

ان دنوں اولاد نواب شجاع الدولہ بہادر مغفور بچ محلے کا کاٹھ کباڑ بیچنے کو نکالتے ہیں۔ اینٹ چونا لکڑی ڈنگری کیواڑ پے کڑی سب بے خطر بیچ ڈالتے ہیں۔ صاحب رائے زرین۔ جناب مہتمم دوربین۔ کے پاس انتزاع ریاست کے وجوہ میں کچھ کاغذات پہونچے ہیں۔ انہوں نے وہ تحریر کر کے نظیرین گذرانکر بعضوں کو جواب لکھے ہیں۔ نقل اس کی درج صحیفہ اخبار ہے۔ ناظرین باریک بین کو غور سے دیکھنا سزاوار ہے۔ یعنی کاغذات و دستاویزات سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی کی جن میں وجوہ انتزاع ملک اودھ کے ہیں۔ ملاحظہ اہالی دربار پارلیمنٹ کے واسطے کہ وہ سب دیکھنے کے مشتاق تھے کتاب کی صورت چھپی ہیں، کئی نسخے کتاب مذکور کے اس ملک میں بھی آئے۔ ہنگام معائنہ سوائے چند مطالب مفصلہ ذیل اُس میں نہ پائے۔ پہلا اُن میں یہ کلام تھا کہ ملک اودھ بے انتظام تھا۔ دوسرا وہاں کے بادشاہ کو اگر تعلق سلطنت سے تھا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی مصلحت سے تھا۔ تیسرا صلحنامہ ۱۸۰۱ء عیسوی کا حقیقت میں ایسا تھا کہ سلطنت اودھ اور سرکار کمپنی میں اُس کے جہت سے عہد بندھا تھا چوتھا صلحنامہ مذکور کے رو سے سرکار کمپنی کو استحقاق کامل تھا۔ سلطنت اودھ میں فرمانروائی کا اختیار حاصل تھا۔ پانچواں انتظام کی امید بے انتزاع سلطنت نہ تھی۔ رفع بدنظمی کے لئے کوئی اور صورت نہ تھی چھٹا صلحنامہ ۱۸۳۷ء کا اگرچہ حسب ضابطہ و قانون درمیان سرکار کمپنی اور سلطنت اودھ کے موکد ہے۔ مگر اگلے صلحنامے کی ہوتے قابل اعتبار نہیں محض باطل غیر مستند ہے اس لئے کہ کارگذاران سرکار کمپنی نے ہر چند ظاہر میں حکم نامنظوری نہیں دیا لیکن ساختہ پرداختہ گورنر جنرل لارڈ ڈلہوزی صاحب اپنے نوکر کا پوشیدہ ناپسند کیا۔ غرض انہیں چند باتوں کو کمال فصاحت و بلاغت سے فضول طول دے کر اسلوب بدل بدل کر کتاب مذکور میں لکھا۔ اور انہیں ضعیف ناسموع استدلالات

وجوہ وغیر موجہ بے ثبات پر انتزاع سلطنت کا مدار رکھا۔طرہ یہ ہے کہ باوصف اتنے اہتمام کے گرفت کی باتیں اب تک اُس کتاب میں داخل ہیں۔صریح دیکھا گیا کہ بعضی مضمون بعضوں کے کھلے کھلے مہمل ہیں صاحب خبر لکھتے ہیں کہ ہم نے جانب داری شاہ اودھ محض تائید حق کے لئے سب باتوں کے جواب طول طویل لکھا چاہتے تھے۔مگر فرصت کم اور نامہ اخبار میں جگہ تنگ تھی۔اور وقت پر موقوف رکھا اس مرتبہ خاموش رہے۔ہاں دو کلمے مختصر پہلے دو سے متعلق تحریر میں آتے ہیں۔ضیافت طبع منصف کے لئے صفحہ اخبار میں لکھی جاتی ہیں۔جاننا چاہئے کہ انتزاع ملک اودھ کے لئے وہی بے انتظامی وجہ کامل ہے ضبط کرنے والوں کے نزدیک اُس کتاب کی دلیلوں میں بھی یہی بہترین دلائل ہیں۔چنانچہ اثبات بے انتظامی کے واسطے اُس دیار کے دو واقعے بہت بڑے جان کر لکھے ہیں اور پادشاہ مطیع کے ملک چھین لینے میں اُنہیں دونوں کو اپنے نزدیک کافی سمجھے ہیں۔واقعہ پہلا وہاں کے اچھے پرگنوں میں ایک نان پارہ ہے جس میں غریب مسکین کو ٹکڑا روٹی ملنے کا سہارا ہے۔ہر طرف اُس کے کاشتکاری۔کھیت سیر حاصل ندیاں جاری۔منور خان راجہ اپنے جیتے جی تین لاکھ روپے سال سے زیادہ مالگذاری پہونچا تا رہا اُس کے مرتے ہی ایسی تباہی آئی کہ سارا اخراج ہاتھ سے جاتا رہا۔شکست وہاں کی کہی نہیں جاتی۔پھوٹی کوڑی خزانہ میں نہیں آتی۔ایک لاکھ بیس ہزار روپے کا خرچ تنخواہ فوج تعیناتی میں ہر سال رہا۔مگر وہ آباد علاقہ ویران ہوگیا خراب حال رہا۔کوسوں چھپر باقی نہیں کہیں، تنکے کا سہارا بھی نہیں، کلن خان بڑی رانی کے کارندے نے سب گاؤں جلادیئے، علاقہ کے علاقہ پھونک کر خاک سیاہ کئے مٹادئے۔واقعہ دوسرا۔مسمی بھولا ناتھ کسی خواجہ سرا کے نوکر نے کشن لال نام ایک شخص کو پچاس روپئے کے واسطے کہ اُس سے پاتا تھا قید کیا، تین دن تک بے آب ودانہ اپنے گھر میں بند رکھا۔ٹکڑا روٹی یا چلو بھر پانی اُس بے چارے کو نہ دیا، چوتھے دن کھانا کھانے کو سپاہیوں کے ساتھ گھر جانے کی اجازت دی، مگر ہنوز وہ نہا بھی نہ چکا تھا کہ نگاہبانوں نے پھر چلنے کی شدت کی، وہ کپڑے پہننے کے بہانے گھر میں گیا دروازہ بند کر کے جورو لڑکوں کو جمع کیا، کچھ اور بن نہ آئی گھر میں آگ لگائی۔ایک جورو تھی تین لڑکے تھے سب اُس کے ساتھ جل بجھے۔دونوں مثالیں کمال بد نظمی ملک اودھ کی ہیں کہ بے لحاظ عہد نامہ ضبطی کے باعث ہوئے ہیں۔صاحب خبر کا قول ہے۔جس سے دشمنوں کو ہول ہے، کہ اگرچہ حقیقت میں یہ دونوں واقعے اور طرح گذرے ہیں، اور ہم اُن کے جوابات نہایت معقول اہل انصاف کے مقبول دے سکتے ہیں۔لیکن ہم نے اُن سے قطع نظر کی۔فرض کیا جو تم کہتے ہو وہی سہی۔بھلا اپنی سڑی بغل بھی سونگھا چاہئے، ذرا گریبان میں سر ڈال کر دیکھا چاہئے۔جس طرح کمپنی کے جاسوس ملک اودھ میں رہا کرتے تھے۔وہاں کے حالات جزو کل لکھا کرتے تھے اگر جاسوسان سلطانی نے کمپنی کے ملک میں رہ کر واقعہ نگاری کی ہوتی۔اب تک شاہ جمجاہ اودھ کی سرکار میں بڑی سی کتاب تیار ہوئی ہوتی۔آج ادھر سے بھی دفتر کے دفتر کھلتے خوش انتظامی کمپنی کے جوہر کھلتے۔اب کچھ واقعات حیرت افزا سنا چاہئے۔منصف ہو کر تامل کی نگاہ سے دیکھا چاہئے۔ایک یہ کہ اضلاع بنگالہ میں ایک بار ایسی اتفاق ہوئی کہ کسی مالگزار پر گاؤں کے زمیندار کی باقی رہی زمیندار کے ناہموار نوکر برہمن کے گھر میں گھس کر ایک نوجوان خوبصورت لڑکے کو پکڑ لے گئے اُس کی کچہری میں حاضر کیا۔زمیندار کے گماشتے نے سر بازار بے حرمتی و آبروریزی کا حکم دیا۔چنانچہ بہت بے عزتی ہوئی نہایت بری درگت ہوئی۔غرض یہ تھی کہ جب وارث اُس کی بے آبروئی دیکھیں گے فی الفور مجبور ہو کر روپیہ دینا قبول کریں گے دیکھئے۔کہ ادنیٰ زمینداروں کی بیباکی کا یہ انداز ہے۔پھر سرکار کمپنی حکام کی سیاست پر کیا ناز ہے۔دوسرا ضلع جسر میں ندی کے کنارے نیل کی ایک کوٹھی تھی اور اُدھر سے سینکڑوں کشتیوں کی آمد ورفت رہتی تھی۔نیل والا انگریز چار برس تک عجب طوفان اُٹھایا کیا کہ کشتی میں بیٹھنے والوں کو زبردستی پکڑ کر لایا کیا۔ہر بھلے آدمی اور کمینے سے کوٹھی میں بہ جبر مزدوروں کے کام لیتا تھا۔یا مخلصی کے عوض کچھ روپیہ لے کر چھوڑ دیتا تھا۔کسی نے ماجرا نہ پوچھا یہی ستم جاری رہا۔اسقدر خلقت ظلموں سے روئی کہ حق نے اس کی بھی آبرو کھوئی۔گھر برباد کیا نام ڈبویا یعنی اس نیلگر کو ایک زمیندار سے نزاع پیدا ہوئی آپس میں لڑائی پڑی طرفین سے خصومت ہویدا ہوئی زمیندار نے رات کی رات میں کوٹھی اُس کی ڈھا کر خاک میں ملائی وہاں تالاب کھودوایا اور اسکو مع میم مشکیں بند ہوا کر قیدیوں کی طرح بے حرمتی سے اپنی کچہری میں پکڑ بلایا اور اسکے بدلے کہ شریفوں کو مزدور بناتا تھا عزت داروں کو ذلیل کاموں میں پھنساتا تھا دونوں کو بہت رذیل خدمت پر مامور کیا ہمیشہ کے واسطے نیل کا داغ دے دیا۔کبھی ملک اودھ میں بادشاہ کی بے انتظامی تھی کس کی خوش سرانجامی ہے۔جس کے سبب چاروں طرف ایسٹ انڈیا کمپنی

کی بلند نامی ہے تیسرا مشہور پولس داران بنگالہ کا یہ دستور نا معقول تھا، شبہ والے مجرم سے جرم کا اقرار لینے میں یوں معمول تھا کہ اُسے اور گھر والوں کو ایک بڑے بانس میں برابر قطار کی طرح باندھ کر ہمسائے میں در بدر تشہیر کرتے تھے اور پتھر چھاتی پر رکھ کر یا دوسرا بانس سینے پر لگا کر دونوں بانسوں میں دبا کر بے گناہوں کی تعزیر کرتے تھے۔ آیا کارگزاران سرکار یہی معدلت شعاری ہے، جس کے سامنے عدل شاہ اودھ کا نام ستمگاری ہے۔ چوتھا کسی زمیندار کی بیوہ لڑکی تھی کہ اُس کے گماشتے سے پھنسی تھی جب اُس کے باپ نے خبر پائی، ناموس حمیت جوش میں آئی۔ گماشتے کی پاکدامن عورت کو بے پردہ اپنی کچہری میں کھنچوا منگایا اُس عفیفہ بے گناہ کی آبرو کھوئی۔ نوکروں سے خوب پٹوایا گماشتے نے اس صریح بیداد کی صاحب مجسٹریٹ کے حضور میں فریاد کی صاحب عدل گستر نے کہ اور امور ضروری سے فرصت نہ رکھتے تھے مقدمہ اسسٹنٹ کو سپرد کیا اُس نے کہ جوان نا تجربہ کار نافہم لا اُبالی تھا مستغیث و بے چاری کو ہرا دیا اب فرمایئے اسی حسن انتظام کی گنتی ہے جس کے بھروسے بے وجہ دوسرے کی سلطنت چھنتی ہے۔ پانچواں کئی مہینہ گذرے کہ بنگالی کے کسی پرگنہ میں ایک برہمن اپنی نئی دلہن کو ڈولی پر سوار کیے ہوئے نیل کی کوٹھی کے آگے ہو کر نکلا۔ کہیں ہوا سے ڈولی کا پردہ اُڑا نیلگر انگریز نے کوٹھی سے عورت کو دیکھ لیا حسن پر دیوانہ ہو کر جھٹ پٹ باہر نکلا ڈولی زبردستی کوٹھی میں لے گیا عورت کو خالی کمرے میں اُتار لیا اور غلبہ حیوانیت سے پرائی ناموس کا خیال نہ آیا بُرے کام کا ارداہ کیا۔ عورت راضی نہ ہوئی مکان میں قید رکھا پھر کئی آم کھانے کو دے چھری تراشنے کو دی اس طرح اُس عفیفہ نارضامند کی دلجوئی کی۔ سمجھا تھا کہ جب آم اُس کے ہاتھ میں پہونچے دسترس ہوگا۔ اُس ریشہ دوانی سے عنقریب شاخ مقصود ہوگی اور دست ہوس ہوگا۔ عورت نے چھری مار کر اپنی جان دی پولس والوں نے بھی تندہی نہ کی۔ جب عقلا ایسی باتیں سنیں گے کیا اس معدلت پر نہ تھوکیں گے۔ چھٹا ابھی سال نہیں گذرا کہ بنگالے میں زمیندار کو ایک مسلمان رعیت پر غصہ آیا۔ دم میں لال ہوا بے چارے کو سڑک کے کنارے بٹھا کر سور کا لہو پلایا۔ اس پر بھی حرامی نے کفایت نہ کی گوشت کھلانے کا ارادہ کیا۔ جب اُس نے منہ بند کر لیا لوہے کی کیل سے دانت کھول کر ٹھونس دیا۔ ستم ہے کہ ان ظلموں پر عدالت کا اظہار ہے، شرم نہیں آتی اپنی خوش انتظامی پر افتخار ہے۔ صاحب خبر فرماتے ہیں کہ آگے کہاں تک دفتر سیاہ کروں ایسی ایسی جفائیں بہت ہیں کس کس سے آگاہ کروں۔ کشن لال نے اپنے گھر میں آگ لگائی اپنی جورو لڑکوں کی جان گنوائی۔ بنگال میں ہر سال نیلگر و زمیندار سینکڑوں گھر جلا کر خاک کرتے ہیں۔ محض شرارت سے بہتیرے بے گناہوں کے خون بیباک کرتے ہیں۔ ملک شاہ اودھ میں ایک تان پارہ ویران ہوا قلمرو کمپنی بہادر میں ویرانی عالم کا سامان ہوا۔ سانوتالوں نے کتنے ہی گاؤں شہر اُجاڑے ہزاروں گھر جلادئے۔ سینکڑوں آدمی مار ڈالے بہتیرے مال لاکھوں روپے لوٹ لئے اب اُس کتاب کے جمع کرنے والے کیا فرماتے ہیں۔ انصاف سے اس مقدمے میں کیا حکم لگاتے ہیں کہ جب بدنظمی کے سبب کسی کا ملک چھین لینا روا ٹھیرا ان صاحبوں کے رائے صائب کا یہ مقتضا ٹھہرا۔ اگر کوئی زبردست ریاست کمپنی کے بے انتظامیاں دیکھے اور باوصف عہد و مواثیق کے ملک ضبط کرلے آیا وہ بھی مختار ہے یا نہیں یہ بات سزاوار ہے یا نہیں لکھنو آگے حال مستاجری گنجیات کا مرقوم ہوا ہے ناظرین صحیفہ اخبار سے معلوم ہوا ہے۔ بعد اسکے شرف الدولہ غلام رضا خان[1] نے اپنی طرف سے اضافہ پر ہر گنج اور بازار کا ٹھیکہ دیا اور موافق تجویز سرکار مندرجہ اشتہار کے بیوپاریوں پر محصول باندھ لیا۔ شہر کے تنبولیوں نے متفق ہو کر تقدیر کی آزمائش کی۔ مسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں نالش کی۔ کہ ہم سے چھکڑے پیچھے ۱۵/روپے محصول دیا نہیں جاتا۔ پانوں کے بیوپار میں یہ جبر اختیار کیا نہیں جاتا۔ خصوصا اب کہ کساد بازاری ہے۔ تباہ لکھنو کے خلقت ساری ہے۔ امیدوار ہیں کہ تخفیف محصول ہو۔ اس باب میں عرض ہماری قبول ہو۔ صاحب نے فرمایا ہم سے کچھ نہ کہو۔ اپیل کرو اگر ناراض ہو۔ چنانچہ سبھوں نے کچہری کمشنری میں سوال دے کر روبکاری کی مگر موافق ان کے حکم نہ ہوا۔ بہتیری فریاد وزاری کی۔ اب جو ڈیشیل کمشنر آمنی صاحب بہادر کے پاس مقدمہ دائر ہے۔ دیکھئے کیا تجویز ہو ہر مستغیث پریشان خاطر ہے۔

۱۔ ہندو سے مسلمان ہوئے تھے۔ ذات کے اگروال تھے۔ عامل کے عہدہ پر تھے اور اُن کی ذمہ داری کہ محاصل کی وصول کریں۔
دیکھئے رام جی لال، مرات الاوضاع، رام پور مخطوطہ، صفحہ ۵۹

۱۷ اگست کو لٹھے والوں سے دس روپئے سیکڑا محصول طلب ہوا۔ انھوں نے تین سو آدمی ملکر کمشنر بہادر سے یہ حال عرض کیا کہ جو سرکاری تجویز محصول ہے ہم سبھوں کو بدل مقبول ہے۔ مگر خواہ بہرام گھاٹ پر یا شہر میں پہونچکر ایک منزل کے فاصلے سے دو جگہ محصول دیا نہیں جاتا۔ یہ امر خلاف دستور قبول کیا نہیں جاتا۔ تمام عملداری کمپنی میں ایک ہی مقام پر مقرر ہے۔ پھر بیچنے والا تعرض سے بے خطر ہے۔ ظاہرا یہ مستاجر کی بیداد ہے حضور میں ہماری فریاد ہے۔ صاحب نے اُن میں سے دو آدمیوں کو تجویز کر کے بُلایا۔ حال کا استفسار کر کے یہ فرمایا کہ ہم کو اس میں کیا اختیار ہے۔ حکم صدر پر اس کا مدار ہے۔ انھوں نے عرض کی کہ اگر ہمیں بے اختیاری سرکار ہے۔ ہم کو بھی لٹھے بیچنے نہ بیچنے کا اختیار ہے۔ یہ کہہ کر اپنے اپنے گھر آئے۔ مایوس پھر کر مکانوں پر آئے۔ اب صلاح ٹھہری ہے کہ جب تک فیصلہ نہ ہو لے ہر بیوپاری اپنی تختہ کر لے نہ کھولے ہزار کڑی پڑے۔ ایک لکڑی نہ بکے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے کس طرح فیصلہ اُن کا ہوتا ہے۔

بالفعل رائے پرتاپ سنگھ صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ دورے سے آئے ہیں۔ بیسویں ماہ اگست سے تارے والی کوٹھی میں سماعت مقدمات دیوانی وفوجداری کے کرتے ہیں۔ حسین بخش کوٹھی والے کتب خانہ سلطانی میں جس قدر کتابیں کہ عہد سلطنت میں بڑی تلاش سے جمع ہوئی تھیں ۱۳ ذی الحجہ کو میجر ہیس[۱] صاحب بہادر ملٹری سکریٹری نے تین چھکڑے بھروا کر تارے والی کوٹھی میں بھجوا دیں۔

گڑھ امیٹھی اس بندوبست میں جب اضلاع کے کمشنروں نے اثبات حقیقت زمینداری کا حکم لگایا اکثر بے دخل زمینداروں نے نالش کر کے اپنے اپنے علاقہ پر دخل وتصرف پایا۔ بہتیرے گاؤں تعلقداروں سے نکل گئے علاقوں کے بندوبست بدل گئے۔ راجہ مادھوسنگھ گڑھ امیٹی کے تعلقدار نے کاروائی سے اپنے علاقے کے زمینداروں کو جمع کر کے اگلی جمع گھٹا کر قبولیت لکھوائی سبھوں کی دلجوئی کر کے راضی نامے لئے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور میں سارے تعلقے کی قبولیت آپ داخل کی کوئی اُس کا نالشی نہیں کسی نے شکایت کی نہیں۔

فیض آباد

بعد روانگی راجہ مان سنگھ کے ڈپٹی کمشنر بہادر فیض آباد نے اسباب کی قرقی اور نیلام کا حکم دیا۔ کچھ ہاتھی اونٹ گھوڑوں کو باقیات علاقہ کی علت میں بکوالیا۔ اتنے میں زوجہ راجہ مذکور کی عرضی اس مضمون سے صاحب کے پاس پہونچی کہ جب سے راجہ نے بخوف آبروسرکار سے منہ چھپایا میں نے جابجا تلاش کی کہیں سراغ نہ پایا اگر حضور کو اطلاع ہوئی ہو مجھے بھی اُس سے آگاہی ہو۔ اور ادائے مال واجب میں کچھ عذر نہیں صرف مہلت کی امیدوار ہوں اگر پرورش کی راہ سے عرض قبول ہو نیلام موقوف رہے روپیہ باقیات علاقے کا دینے کو طیار ہوں جب یہ عرضی پڑھی گئی حکم ہوا کہ مہلت نہ ملے گی اگر بہبود چاہتی ہو روپئے کی سبیل کرے ادائے زر سرکار میں تعجیل کرے۔

آگرہ

اب وہاں مرض ہیضہ کمتر ہے یہاں تک کہ نہ ہونے کے برابر ہے کئی دن بارش خوب ہوئی آفتاب چھپا رہا کہیں کہیں کچھ کچھ گرتا پڑتا رہا اب پانی برستا نہیں مگر لدا رہتا ہے۔ بجلی چمکتی ہے بادل گھرا رہتا ہے دانایان فرنگ کی ایک دانائی دیکھئے۔ نئی خبر سنئے خدا سے لڑائی دیکھئے۔ جب نو محلے کے قریب گورے ہیضہ کر کر کے مرنے لگے۔ ڈاکٹر تخفیف مرض کے لئے انتقال مکانی تجویز کرنے لگے۔ پلٹن کی انجمن نے سامان جنگی نکالا۔ ہیضہ کے بھگانے کو لڑنے کا ڈول ڈالا۔ پلٹن کے چاروں طرف بارہ توپیں لگائیں۔ بہادری پر مرتا رہا۔ کئی دن تک صبح دم دس بجے ہر توپ کی بارہ آوازیں کرتا رہا۔ مگر ہیضہ کی اور زیادہ

۱۔ کرنل سلیمن کے نائب تھے اور کیپٹن کے عہدہ پر تھے۔ ترقی پا کر میجر کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ سلیمن کے جانے کے بعد ہیز (ہیس) اُن کے عہدہ پر مقرر ہوئے۔ دیکھئے جی۔ ڈی۔ بھٹناگر، اودھ انڈر واجد علی شاہ، وارانسی ۱۹۶۸ء، صفحات ۹۸،۷۴۔

گولی چلتی رہی۔موت کے دھڑکے سے جان نکلتی رہی۔سبحان اللہ بارے رسم نمرودی برقرار ہے۔وہ مرگیا نام اُس کا جہاں میں یادگار ہے۔ چشمہ فیض

دہلی

مرزا ابونصر و مرزا ظہیر الدین[1] و مرزا سہراب و مرزا خضر سلطان نے حضرت ظل سبحانی میں عرض کی کہ تجویز حضور ولی عہدی مرزا جوان بخت بہادر کے لئے کہ سزاوار انجام امور سلطنت ہیں بہت مناسب معلوم ہوئی۔حضرت نے فرمایا کہ اگر یہ عرض خلوص نیت صفائے طبیعت سے ہو۔تم سب بھائی بالاتفاق مہری کاغذ اس مضمون کا لکھ کر حضور میں گذرانو۔مرزا قویاش بہادر اس بات پر نہ آئے۔باقی سب حکم کو بجالائے حضور نے یہ اقرار نامہ اور شقہ مع ترجمہ انگریزی بڑے صاحب کو دیا اور مرزا جوان بخت بہادر کا ہاتھ اُن کے ہاتھ میں دے کر سپرد کیا فرمایا۔سررشتہ پاس ہاتھ سے نہ دیجیو تا مقدور کوتاہی نہ کیجیو مرزا قویاش بہادر کا حال یوں سنا ہے۔انہوں نے بھی بڑے صاحب کو خط لکھا ہے۔حضرت اُن سے فرماتے ہیں کہ اگر ولی عہدی سے دست بردار ہو۔ گاؤں اور ہزار دو ہزار روپے مہینہ لو مگر اُن کو نامنظور ہے کہ یہ بات بے دستور ہے۔اُدھر مرزا جوان بخت نے پڑھنا شروع کیا ہے اِدھر مرزا قویاش بہادر نے قرآن پڑھنے کو معلم رکھا ہے۔ چشمہ فیض

افغانستان

سردار فتح خان خٹک سفیر انگریزی بعد ملاقات وخلعت امیر کابل سے رخصت ہو کر داخل پشاور ہوا چاہتے ہیں۔اور خبر گرم ہے کہ امیر صبح شام کوچ فرما کر سرزمین کابل میں تشریف لانے والے ہیں۔نواب گورنر جنرل بہادر نے امیر کی اعانت کا حکم دیا ہے صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب کو لکھا ہے یقین کہ جب برسات گزر جائے جاڑوں میں فوج اُدھر جائے۔امیر دوست محمد خان کا بیٹا تحصیل خراج کے لئے شوراوک کی طرف گیا۔کہندل خان کے فرزند نے تین سو سپاہی جرار لے کر مقابلہ کیا۔میدان میں ہتھیار تھام تھام آئے دونوں طرف کے بیس آدمی کام آئے۔امیر کا بیٹا تاب مقاومت نہ لایا۔قندھار میں امیر کے پاس بھاگ آیا۔انہوں نے ملامت کی۔بہت غیرت دی امیر زادہ جوش میں آیا۔ہزار سوار ہزار پیادے لے کر پھر گیا گھیر کر پکڑ لیا۔قید کر کے امیر کے حضور بھیجدیا۔غلام محمد صدیق خان کرانچی سے آکر ایک مقام پر ٹھہرا تھا امیر نے اُس کے پاس یہ پیغام زبانی کہلا بھیجا اگر تم بھلا چاہتے ہو رحمدل خاں کی طرح اطاعت کرو نہیں تو پچھتاؤ گے بڑا صدمہ اُٹھاؤ گے۔اُس نے اپنے والد کو مع قرآن شریف دو سیدوں کے ساتھ روانہ کیا اس شرط پر اپنے حاضر ہونے کا امیر کو پیغام دیا کہ آپ مجھ کو کسی طرح ایذا نہ پہونچائیں۔بعہد وقسم اس کا اقرار فرمائیں۔امیر نے یہ بات منظور کی۔اُس نے قندھار کی راہ لی تسخیر پشاور کو امیر کے جانے کی خبر گرم ہے۔اس سبب سے وہاں کے باشندوں کو بڑا خوف وخطر ہے۔غارتگری کا وہی شور وغوغا وہی بول بالا ہے۔ایک شخص نے کسی تھانہ دار کو عداوت سے مار ڈالا ہے۔صادق الاخبار اخبار دہلی گزٹ میں مرقوم ہوا کہ ۱۱ ر کے لکھے ہوئے خطوط کابل سے معلوم ہوا کہ رحم دل خان اور خوش دل خان سرداران سابق قندھار امیر سے آملے لشکر میں داخل ہیں۔مگر امیر کو اُن کی قائم کرنے میں ایرانیوں کے دخل پانے کا خیال ہے اس لئے متامل ہیں۔ہرچند پہلے منظور تھا کہ لاکھ روپے لے کر ملک خالی کریں مگر اب اس خیال سے یقین نہیں کہ جائز رکیں۔عیسیٰ خان نے ہرات سے امیر کو لکھا کہ چلے آؤ ہم دروازہ کھول دیں گے امیر نے جواب دیا کہ تم اپنے قول پر قائم نہیں،دل میں فریب رکھتے ہو ہم ایسا نہ کریں گے۔جب تمہارا قابو تھا تامل کیا۔کبھی اس طرح کا پیغام نہ دیا۔اب کہ فوج ایرانی آپہونچی ہمیں بکھیڑے میں پھنسایا چاہتے ہو۔اس تدبیر میں شاید کچھ اپنا بھلا سمجھے ہو۔قندھار میں فوج کابل کی ہاتھ سے شور الاماں ہے۔ ہر ایک ان بے دردوں کے ظلم سے نالاں ہے۔قطع نظر اور تعدی کے کندہ ناتراشوں نے یہ ستم کئے کہ درخت میوہ دار ایندھن کے

---

[1] مرزا مغل کے خطاب سے بھی مشہور تھے اور بہادر شاہ ظفر کے فرزند تھے۔

لئے کاٹ کاٹ کر جلادے۔ شاہ ایران نے امیر کو فرمان لکھا ہے ایک سفیر کے ہاتھ روانہ کیا ہے۔ شاہزادہ یوسف ہرات کے رہنے میں جان کا خطرہ سمجھا لشکر ایرانی میں گیا وہیں رہنا بہتر سمجھا وہاں، بہت عزت ہوئی بڑی قدر و منزلت ہوئی۔ عیسیٰ خان ابھی قلعے میں رہتا ہے مگر لوگوں کو گمان اس بات کا ہے کہ عنقریب تنگ ہو جائے گا۔ ایرانیوں کو اندر بلائے گا کابل کے شرفاء میں چرچا ہے یہ بات پھیلی ہے کہ امیر نے سپہ سالار ایران سے رسم و راہ پیدا کی ہے۔ اور ارادہ ہے کہ اگلے سپہ سالار پشاور کو اپنی طرف سے بہ رسم سفارت صوبہ مشہد کے پاس بھیجے۔ کابل میں حکم آیا کہ لوگوں سے قرب و جوار جلال آباد میں کہلا بھیجو کہ غلہ وغیرہ پشاور کی جانب روانہ نہ کرد۔ عنقریب امیر کو حاجت ہوگی بہت غلہ کی ضرورت ہوگی۔ امیر کو اعتماد اہل فرنگ ہے مگر ان کے ہاتھ سے تنگ ہے۔ اُس نے بہت خیر خواہی کی انہوں نے خبر نہ لی۔ اُس کی درخواستوں کو کسی طرح منظور نہ کیا۔ ان دنوں کے حاجت میں نہ فوج بھیجی نہ روپیہ دیا۔ اب اُن کے دل میں آئی ہے۔ ذہن میں یہ سمائی ہے کہ جو انگریزوں کا خیر خواہ بنے دشمن کے پنجے میں پھنسے۔ اُن کی کمک پر اعتماد ہو۔ بھروسے برباد ہو۔ یا کسی دن دھوکے میں آ کر ملک و مال کھو بیٹھے۔ سب اُن کو سپرد کر کے آپ ہاتھ دھو بیٹھے۔ جیسا امیران سندھ مہاراجہ دلیپ سنگھ کی دولت کا زوال ہوا۔ مکدر جس طرح ان دنوں بادشاہ جمجاہ اودھ کا حال ہوا۔ اس حالت میں اگر ہم ناچار ہوں۔ شاہ ایران کے فرماں بردار ہوں اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ انگریزوں کی طرف سے فتور ہے۔ اب امیر نے باہم مشورہ کر کے ٹھہرائی ہے کہ ولی عہد کی طرف سے چیف کمشنر بہادر پنجاب کو نامہ لکھیں کہ وہ سب حالات گورنمنٹ اعلیٰ سے گزارش کر کے اس امر کا تصفیہ کر لیں یہ بات پوچھ کر خبر دیں کہ امیر کی اعانت کریں گے یا نہیں کمک بھیجیں گے یا نہیں۔

کوہ نور

ولایت

اسٹریا کا سفیر فرانس میں گیا پادشاہ نے تخت والے مکان میں دربار عام جمع کر کے ملاقات کی اور حسب لیاقت و منزلت نہایت توقیر سے پیش آیا۔ بہت مدارات کی آسٹریا کے دربار میں جب یہ مذکور ہوا پادشاہ کو سُن کر بڑا سرور ہوا۔ کہتے ہیں سفیر اشتیاق ملاقات کو پیام لے گیا ہے اور مونچہ[1] ساشہر فصل خریف میں اجتماع کا مقام ٹھہرا ہے۔ امریکا میں بہت بدسرانجامی ہے روز بروز ترقی بے انتظامی ہے وہاں کی لڑائی ابھی ملتوی ہے کسی سبب سے موقوف رہی ہے سفیر وہاں کا ہنوز ولایت سے رخصت نہیں ہوا۔ مگر سفیر ولایت امریکا پھر کر آ پہونچا۔ سرکشیہ میں روسی داد ظلم دی گئی۔ ایک گاؤں سے چھ ہزار مواشی پکڑ لے گئے۔ سرکشیہ والوں نے ترکوں کو اطلاع کی ہے۔ اناپا کی طرف سے تحریر بھیج کر مدد مانگی ہے۔

چشمہ فیض و صادق الاخبار

کوہ آہو

سنگر نام ایک جزیرہ مشہور دیار ہے۔ وہاں کوہ آہو نام ایک کوہ آتشبار ہے۔ مدت سے آگ سرد ہو گئی تھی۔ کوہیوں نے وہاں جا کر بود و باش کی تھی۔ دفعتاً پھر شعلے نکل آئے سب لوگوں کے گھر جلائے۔ ایک ساعت کے بعد ایسا شور پیدا ہوا گویا ہنگامہ قیامت برپا ہوا۔ ایسی آوازیں ہولناک نکلنے لگیں گویا سینکڑوں توپیں چلنے لگیں۔ خاک اُڑی دود سیاہ کا بادل چھایا پہاڑ کے ٹکڑے اُڑا کر سنگریزوں کا مینہ برسایا۔ جس پر سنگریزے گرتے تھے ہوا میں بجلی کی طرح روشن نظر آتے تھے پھر بارش پتھروں کی موقوف ہو گئی کئی دن برابر خاک اُڑتی رہی دو ہزار آٹھ سو آدمی مر کر تہ خاک ہوئے۔ جانوروں کا حساب نہیں کہ کتنے ہلاک ہوئے۔ اب اکثر مواضع میں خاک کے تودے آشکار ہیں۔ آدمی کا نام نہیں جابجا گاؤں میں پتھروں کے انبار ہیں۔

ریاض نور وغیرہ

---

[1] میونخ

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریدان	تعداد قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
صاحب عالم مرزا اخرم بخت بہادر دام اقبالہ	پندرہ روپے	سن ۱۳؍ ذی الحجہ ۱۲۷۲ ہجری
صاحبزادہ حضرت فردوس منزل		لغایت ۱۳؍ شہر مذکور ۱۲۷۳ ہجری
نواب شرف الدولہ مظفر الملک محمد ابراہیم خان		۲۳ ذی قعدہ ۱۲۷۲ ہجری
بہادر مستقیم جنگ دام اقبالہ	ایک روپے آٹھ آنے	لغایت ۲ ذی الحجہ سنہ الہ
نواب معین الدولہ سید عنایت علی خان بہادر دام اقبالہ	تین روپے	۲۴ ذی قعدہ ۱۲۷۲ ہجری
		لغایت ۲۱ محرم ۱۲۷۳ ہجری
نواب شاہ مرزا صاحب دام اقبالہ	ایک روپے آٹھ آنے	۱۳ ذی الحجہ ۱۲۷۲ ہجری
		لغایت ۱۴ محرم ۱۲۷۳ ہجری
محامد الدولہ احمد علی خان بہادر دام حشمتہ	پندرہ روپے	۲۴؍ ذی قعدہ ۱۲۷۲ ہجری
		لغایت ۱۲ محرم الحرام ۱۲۷۳ھ
نواب معین الدولہ انتظام الملک سید	تین روپے آٹھ آنے	۲۴؍ ذی قعدہ ۱۲۷۲ ہجری
باقر علی خان بہادر ظفر جنگ دام حشمتہ	تین روپے آٹھ آنے	لغایت ۲۱؍ جمادی الاول ۱۲۷۳ ہجری
مرزا محمد عباس صاحب	نو روپے	۱۳؍ ذی قعدہ ۱۲۷۳ ہجری
		لغایت ۲۳؍ جمادی الاول ۱۲۷۴ ہجری
داروغہ قاسم بیگ صاحب	گیارہ روپے	۲۴ ذی قعدہ ۱۲۷۲ ہجری
		لغایت ۷ شعبان ۱۲۷۳ ہجری
شیخ قطب الدین صاحب سوداگر دہلی	ایک روپیہ آٹھ آنے	۲۴ ذی قعدہ لغایت ۲۱ ذی الحجہ ۱۲۷۲ ہجری

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبارِ نو یافت جانِ تازہ جسم لکھنؤ گنج گوہرہائے معنی اندروست چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

نمبر ۶ ۲۷ شہر ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری مطابق ۲۹ ماہ اگست ۱۸۵۶ عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے۔ اور خبر کے صحیح کا التزام بالمقدور ہے۔ مدح وذم کا انداز نہیں رکھا۔ ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ڈیڑھ روپے پہلے قیمت ماہواری۔ تین روپے آٹھ آنے شش ماہی پندرہ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں، اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زرِ مرقوم آئے گا۔ انشاء اللہ تعالی بروز معہود صحیفہ اخبار خدمت میں بھیج دیا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدِ نظر ہو، دوسرے پرچے کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو، والا حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زرِ قیمت دینا پڑے گا۔

شکایت اشتہار میں مندرج ہے کہ جو صاحب اخبار خرید نہ فرمائیں پہلے پرچے کو دیکھ کر آگاہ کریں۔ زیادہ راہ نہ دکھائیں۔ افسوس کہ بعضوں نے اُس پر نظر نہ کی پرچے رکھ رکھ لئے ہم کو خبر نہ کی۔ اب معلوم نہیں کیا خیال ہوا کیسا بخل سمایا کہ کہیں سے تیسرا کہیں سے چوتھا پھر آیا۔ یاد رہے کہ جنہوں نے تیسرے پرچہ تک اطلاع نہیں کی اُن کو ضرور قیمت دینا پڑے گی۔

لکھنؤ

شاہ نیاز فخر الدین صاحب کہ فرزند ارشد شاہ محمد فخر عالم مرحوم ساکن شاہجہاں پور کے ہیں۔ وطن سے بطریق سیر نہضت فرما کر بالفعل شہر لکھنؤ میں رونق افروز ہوئے ہیں۔ نبی بخش نامی ساکن مکارم نگر نے اُن کی دعوت کی۔ ۱۳ ذی الحجہ کو مشائخوں کی مجلس ترتیب دی۔ گانا شروع ہوا ہر صاحب درد رونے لگا۔ کیفیت وجد سے اور حال ہونے لگا۔ عصر کے بعد مہتاب نام قوال نے راگ کا رنگ جمایا سماع کا سماں آسمان پر گوش زہرہ تک پہونچایا۔ مجلس کو لُٹانے لگا یہ غزل گانے لگا۔ محبوب خدائے جن وبشر حضرت سلطان نظام الدین۔ مقبول جناب پیغمبر حضرت سلطان نظام الدین۔ ایک شخص محمد مبین نام بیٹھے تھے کہ خلفا شاہ صاحب مرحوم سے تھے باطن میں صاحب نسبت کامل تھے بظاہر نیاریا پن میں شاغل تھے اُن کو بڑی کیفیت ہوئی دل کی عجیب حالت ہوئی جوشِ طبیعت سے بے اختیار ہو گئے لوٹنے لگے بیقرار ہو گئے اتنے میں قوال نے یہ دوہا پڑھا۔ جس سے شوق جان بازی بڑھا۔ سائیں ایسا بر مبی دیجیو کہ مرے نہ مدہ مت ہیں۔ محشر میں کہتا اُٹھوں کہ مرشد فخر الدین۔ محمد مبین سنتے ہی اُچھل پڑا قبلہ رو ہو بیٹھے۔ بدون بیماری جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ لوگوں کو غش کا گمان رہا۔ پھر رات تک وہی سامان رہا۔ جب دیر گذری جستجوئے حال کا خیال آیا۔ لوگوں نے غور سے دیکھا تو مردہ پایا۔ سب نہایت تاسف سے ملول ہوئے پھر تجہیز وتکفین میں مشغول ہوئے۔ بالفعل یہاں محرم کے لئے اگرچہ کچھ سامان عزاداری ہے۔ امام باڑے صاف ہوتے ہیں جا بجا ضریحوں کی طیاری ہے۔ مگر حضرت [1] کے تشریف نہ رکھنے سے سب روتے ہیں اُس وقت کا محرم یاد کر کے جان کھوتے ہیں۔ دو مہینے پیشتر سے ہر طرف دُلدل نکلتے

۱۔ واجد علی شاہ

تھے۔لوگ علم سنبھالتے تھے۔پٹکے بدلتے تھے۔کہیں مرثیہ خوان آوازیں ملایا کرتے تھے۔نئے نئے مرثیوں کی مشق بڑھایا کرتے تھے۔ہر چیز کا سامان مہیا ہوا کرتا تھا۔غریب پیشہ وروں کا بھلا ہوتا تھا۔اب کے شہر سُن سان ہے۔ہر محلہ ویران ہے۔تحت لفظ و سوز خوانی کی کس کو خبر ہے۔ہر ایک اس ابتری پر نوحہ گر ہے۔جنکو سرکار سے روپیہ عطا ہوتا تھا۔کہ اس سے میسر سامان عزا ہوتا تھا۔اُن کا حال لائق تحریر نہیں۔اب تک تعزیت کی تدبیر نہیں۔روتے ہیں پچھاڑے کھاتے ہیں اس غم سے جان گنواتے ہیں۔تمنائے تشریف آوری سلطان[1] ہے۔یہی دعا سبھوں کے ورد زبان ہے۔کہ الٰہی ہمارے بادشاہ کامیاب ہوکر مراجعت فرمائیں لکھنؤ والوں کے دن پھریں امید کے دروازے کھل جائیں۔دینا وغیرہ چھبیس مانجھی ۲۰ ذی الحجہ کو چار گھڑی دن رہے اگن بوٹ اور سونا مکھی بجرہ لے کر روانہ کلکتہ ہوئے۔بعد اسکے ایک آشنا خبر لائے کہ وہ سب دو پہر رات گئے پھر آئے۔اس خبر کا صدق بخوبی معلوم نہیں ہوا۔اور پھرنے کا سبب بھی مفہوم نہیں ہوا۔جو تحقیق میں آئے گا آئندہ لکھا جائے گا۔اسی تاریخ کو صاحب چیف کمشنر بہادر قریب دیوار نصرت باغ کے گئے تھے قائم علی و علی واجد داروغہ نواب سلطان جہاں محل اور امیر حیدر کارندہ بشیر الدولہ سے کہنے لگے کہ کل ہم سلطان منزل کے مکانات خالی کرنے کو تاکید سے کہہ چکے ہیں تم نے کیوں عدول حکمی کی اب تک خالی نہیں کیا اب اگر توقف عمل میں آئے گا سب مکانوں میں کڑا پڑ جائے گا اُنہوں نے کہا ان مکانات میں محلات شاہی کا قیام ہے بے اجازت حضرت سلطان عالم خالی ہونے میں کلام ہے۔پھر صاحب صرف کچھ کچھ صحتہ الدولہ بہادر اور کارنیگی صاحب بہادر منتظم شہر کوتوال سے کہکر روانہ ہوئے اور داروغگان مذکور نے بادشاہ جمجاہ تک تار پر یہ خبر بھیجنے کو تین تین روپے محلوں سے لئے ذی الحجہ کی اٹھارویں کو تین آدمی نئے نوکر ہوئے چپرے اُن کے پادشاہ منزل کی ڈیوڑھی پر ہوئے۔دو محمد مرزا سالار کے ہمراہی۔ایک سرکارہ دواب پادشاہی۔لکھنؤ سے تین کوس ایک گاؤں بیسا نام ہے۔دہاں کی یہ خبر ملامت اثر بد انجام ہے۔کہ مسمی راحت علی اپنی بھاوج پر مرتا تھا۔فسق و فجور کے واسطے نظر بد کرتا تھا۔اُس پاکدامن نے اپنے شوہر کو اطلاع کی۔اور حسب اجازت فاسق مذکور سے چھپنے لگی۔یہ ناہموار پیچ و تاب میں آیا۔انشائے راز سے گھبرایا۔کچھ غم کچھ دہشت۔لوگوں میں خیال ذلت۔عقل کی آنکھ پر پردے پڑے کچھ نہ سوجھا اُس عفیفہ کو مار ڈالا۔دل کا غصہ نکالا۔اپنے نزدیک آفت کو ٹالا۔اس پر بھائی سے بھائی بگڑا۔دونوں میں بکھیڑا پڑا۔اس حد کو منازعت پہونچی کہ ہتھیار کی نوبت پہونچی۔تھانہ دار برقندازوں کو لے کر آیا۔خونی کو ڈرایا دھمکایا۔بہت تکرار ہوئی خصومت آشکار ہوئی۔اُس بانی فساد نے کوٹھے سے تھانہ دار پر برچھی چلائی۔جب خالی گئی فوراً اُتر آیا تلوار کھینچ کر لگائی۔چنانچہ ہاتھ اُن کا اس وار میں زخمی ہوا۔گاؤں کے چوکیدار نے مفسدوں کو تیر لگایا۔وہ بھی اتفاقاً تھانہ دار پر آیا۔تھانہ دار نے دونوں زخم کھا کر خونی کو دے مارا چت کر پکڑ لیا۔اپنے ساتھ شہر لایا تارے والی کوٹھی میں لے جا کر صاحب سے حال ظاہر کیا۔روبکاری ہو رہی ہے دیکھئے کیا گذرتی ہے۔تھانہ دار حسین آباد کے تھانے میں اُترے ہیں زخمی ہاتھ میں گیارہ ٹانکے لگے ہیں۔بالفعل کہ کثرت بارش سے ہر طرف پانی پانی ہے۔لکھنؤ میں بھی دریائے گومتی کی بڑی طغیانی ہے۔۲۳ ذی الحجہ کو ایک گھوڑا کپتان گال صاحب کے رسالے کا ناؤ کے پُل سے دریا میں گرا۔ہر چند سائیس اور مانجھی کو دے ہاتھ پاؤں مارے کسی کی کچھ نہ چلی غوطے کھا کھا کر مرا۔اچرا نام کا ایک گاؤں ہے پرگنہ اُس کا منڈیاؤں ہے وہاں کسی سنگدل ظالم نے صحرا میں خون کیا ایک جوان عورت کو استرے سے ذبح کر کے چھوڑ گیا۔جب راہیوں کی زبانی پولس والوں کو خبر پہونچی لاش اُٹھا کر مسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کے حضور میں بھیجی۔وہاں سے حکم ہوا کہ قاتل کا پتا لگاؤ۔اور مقتولہ کے وارثوں کو ڈھونڈ لاؤ۔مگر اب تک کوئی نہیں ملا۔دو میں ایک کا بھی سراغ نہیں لگا۔مسمی عبداللہ نے ایک عرضی لفافے میں بند کر کے پوشیدہ صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر کی میز پر رکھی۔اگست کی اکیسویں کو صاحب موصوف کی نظر پڑی اُٹھائی کھولکر دیکھا یہ مضمون لکھا تھا کہ بعینہ منقول ہے اپنی طرف سے عبارت بدلنا فضول ہے۔**نقل عرضی** غریب پرور سلامت جناب عالی چونکہ دریں ولا بندگان حضور سے محمد اسحٰق بعہدہ محرری تھانہ چینی بازار مقرر ہوا ہے تو فدوی حال اُس کا بنظر خیر خواہی سرکار گزارش کرتا ہے کہ نامبردہ سابق میں بہ ضلع آگرہ تھانہ جکنیر عہدہ محرر سے بعلت رشوت ستانی ثبوت کامل بعہد جناب

---

[1] ۱۔واجد علی

مسٹر مارٹن اجارڈ گبنس صاحب بہادر بمیعاد تین برس کی قید ہوا تھا یہ حال بذریعہ روبکاری ضلع مذکور سے دریافت کر لیجئے اور غالب ہے کہ جناب خداوند نعمت صاحب ممدوح کو بھی حال بدمعاشی کی اُس کا معلوم ہوگا واجب تھا عرض کیا زیادہ حد ادب فقط۔ صاحب نے دریافت حال کے واسطے مارٹن گبنس صاحب بہادر فنانشل کمشنر کو چھٹی لکھی۔ اُنہوں نے جواب میں چھٹی کے پُشت پر یہ عبارت تحریر کی۔ کہ واقعی یہ شخص عہدہ تھانہ داری پر مقرر تھا۔ رعایا پر بدعت کی رشوت لی موقوف ہو کر قید رہا۔ صاحب کو جب یہ حقیقت معلوم ہوئی۔ عرضی مذکور اس عبارت سے دستخط کی شرح دستخط فوجداری ضلع لکھنؤ سے حکم ہوا کہ عند الدریافت معلوم ہوا کہ محمد اسحٰق کو جو فی الحال محرر تھانہ چینی بازار کا ہے پیشتر تھانہ دار آگرہ میں رہا اور اُس عہدہ سے بعلت رشوت ستانی موقوف ہو کر قید ہوا اس لئے اس شخص کو سرکاری عہدہ پر نوکر رکھنا مناسب نہیں۔ اس لئے حکم ہوا کہ فی الفور عہدہ سے موقوف کیا جائے پروانجات بنام تھانہ دار خزانچی محمد اسحٰق جاری ہوں ۲۱ راگست ۱۸۵۶ء۔ بالفعل صاحب منتظم مصروف درستی راہ ہیں، متوجہ سارے شہر کی صفائی میں خاطر خواہ ہیں۔ ۱۶ رذی الحجہ کو سنڈاسوں کو بند کرنے کا حکم جاری کیا۔ تھانہ داروں نے چوکیداروں کی معرفت ایک ایک کو بند کروادیا۔ لوگ دست پاچہ ہوئے سبھوں کی روح قبض ہوئی۔ تارے والی کوٹھی پہونچے صاحب کسن صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو عرضی دی صاحب نے کوتوال سے کیفیت طلب کی انہوں نے حسب دستور لکھ بھیجا اُس پر حکم ہوا پرسوں کو کوتوال حاضری کچہری ہو ہم خود چلیں گے۔ بموجب استغاثہ اہل شہر دیکھ بھال کر حکم مناسب دینگے۔ ۲۱ راگست کو صاحب موصوف نے آپ ملاحظہ کر کے حکم اخیر دیا۔ اور ایک ایک پروانہ کوتوال اور تھانہ داروں کے نام اس عبارت سے جاری کیا نقل آج عرضی ایشری پرشاد وغیرہ ساکنان نخاس سرائے معالیجان بدرخواست واہونے سنڈاسان پیش ہو کر ملاحظہ میں گذری چونکہ کل اور پرسوں دو تین اور عرضی ہمارے اجلاس میں گذری تھیں لہٰذا صبح گاہ امروزہ معہ کپتان کارنیگی صاحب بہادر شہر میں جا کے اُن سنڈاسوں کو ملاحظہ کرلیا اور حقیقت میں واضح ہوا کہ جو سنڈاس باہر کوچہ خواہ سڑک کی طرف کھلا ہے وہاں سے بہت میلا نکلتا ہے سڑک اور کوچہ کے بیچ میں اور اُس کو خراب کرتا ہے اور نیز نہایت بدبو اُس سے نکلتا ہے لہٰذا ہمارے نزدیک اُن کا رہنا کسی طرح مناسب نہیں ہے لیکن چونکہ ضرور تکلیف رعایا کو ہوگا اگر سنڈاس بالکل بند کیا جائے اس لئے حکم نہیں دیا جاتا بلکہ اختیار لوگوں کو دیا جاتا ہے کہ اگر جس جگہ سے سنڈاس دیوار سے نکلتا ہے اگر اُس کے اوپر وہ لوگ ایک بند موری بنادیویں یا اُس موری کو برابر لے جاویں کسی پختہ غرقی میں کہ جو ہمیشہ بند رہے فقط بروقت نکالنے میلا کے کھولی جاوے یا کہ موری کو لے جاویں کسی پختہ نالی میں کہ پھر کچھ اوپر نشانی اُس کی نہ ہو یا کہ وہ اندر کی طرف سے اپنے سنڈاس نکالیں تو بھی مضائقہ نہیں لیکن کسی طرح سے حکم نہیں ہوسکتا کہ سنڈاس کھلی ہوئی باہر مکانوں کے کسی کوچہ یا گلی کے بیچ میں رہیں لہٰذا تم کو لکھا جاتا ہے کہ مطابق مراتب مندرجہ صدر کے سب لوگوں کو فہمائش کر کے تعمیل کرو۔ ۲۱ راگست ۱۸۵۶ء۔ ۲۵ راگست کو کارنیگی صاحب منتظم شہر نے صحۃ الدولہ اور مفتاح الدولہ[1] کو آگاہ کیا۔ کہ ہمیں صاحب چیف کمشنر بہادر نے سرکاری کوٹھوں کا جائزہ لینے کو حکم دیا۔ چاہئے کہ بصحبت م کنجیاں لے کر چھچی بھون میں آؤ۔

جس مقام پر سامان جنگی رکھا ہو دکھاؤ۔ ۲۶ ر کو صاحب مع کوتوال وہاں پہونچے اور ان دونوں صاحبوں کے منتظر رہے۔ اتنے میں مفتاح الدولہ بہادر کے کئی تحویلداروں کو اپنے ساتھ لائے۔ صاحب نے توپوں کا استفسار کیا اُنہوں نے جواب میں اظہار کیا کہ چند توپیں ناقص ٹوٹی پھوٹی سامنے پڑی ہیں۔ کوٹھوں میں کوئی نہیں جس قدر ہیں یہی ہیں۔ صاحب نے کرانچیاں منگوا کر وہ توپیں لدوائیں اور شیش محل میں جہاں اور بھی پڑی تھیں بھجوائیں۔ پھر مفتاح الدولہ بہادر سے کہا کوٹھی کھولو۔ اسباب کا جائزہ دینا شروع کرو۔ انہوں نے صحۃ الدولہ بہادر کے آنے کا عذر کیا۔ کچھ انتظار کے بعد اُن کے آدمی نے آکر بیان دیا۔ کہ ہمارے آنے کی ضرورت نہیں۔ ظاہر میں کچھ حاجت نہیں۔ کوٹھوں پر مفتاح الدولہ بہادر کا اختیار ہے اس باب میں جو استفسار ہو اُنہیں سے سزاوار ہے۔ صاحب نے اُن سے کہا کہ اب عذر کس کا ہے۔ کوٹھی دکھانے میں تامل کیا ہے۔ اُنہوں نے فرمان شاہی پیش کیا۔ جس میں یہ مضمون لکھا تھا کہ تم صحۃ الدولہ بہادر کے اتفاق سے کام کرو۔ دونوں مل کر سب امور کا انتظام کرو اور کہا بعد ورود شقہ خاص یہ صورت ہوئی ہے۔ کہ اُن کی مہر سب کوٹھوں

۱۔ یہ اور اُن کے تین دوسرے بھائی اقبال الدولہ، مقرب الدولہ، کنیز الدولہ امام باڑہ حسین آباد کے منتظم کار تھے۔ بھٹناگر۔ ص۔ 165

پر لگی ہے۔اب میں کسی امر میں مستقل نہیں ۔تنہا کوٹھوں کا اختیار حاصل نہیں ۔ جب اُن کے عذر کا ثبوت ہوا صاحب کوسُن کر سکوت ہوا۔ اتنے میں ایک چوکیدار آیا۔اس افتاد کی خبر لایا۔ کہ رومی دروازہ کے متصل تین دکانیں گر پڑیں کئی آدمی دب گئے صاحب یہ سنتے ہی اُدھر عازم ہوئے مفتاح الدولہ اور تحویلدار اپنے اپنے گھر سب گئے ۔ جائزہ اُس وقت نہ ہوا۔اور دِن پر اُٹھ رہا مگر دس بارہ برس کا ایک لڑکا تھا اُس کو بڑا صدمہ پہونچا تھا۔مٹی سے نکلوایا۔ اسپتال کو بھجوایا وہاں پہونچ کر مرگیا اپنی جان سے گذر گیا پھر صاحب نے جائزہ کی بات چیت چیف کمشنر بہادر کو لکھ بھیجی مفتاح الدولہ اور صحتہ الدولہ بہادر کے اظہار سے اطلاع کی۔اب انتظار جواب کا ہے۔دیکھئے رائے کا کیا اقتضا ہے۔معتمدوں کی زبان پر مذکور ہے۔سلاح وخیمہ وغیرہ لینا منظور ہے۔اور کچھ درکار نہیں۔کسی چیز سے سروکار نہیں۔مگر بعد جائزہ دیکھا چاہئے کہ صاحبان عالیشان کو کیا کیا چاہئے۔علی خان وفقیر بخش ساکنان اسمٰعیل گنج نے مسماۃ حسینی طوائف کی ناک کاٹ لی۔انہوں نے کیفیت پوچھی عورت نے کہا کہ میرے خرچے کے دس روپئے اُن دونوں پر آتے ہیں یہ ادا نہیں کرتے ہمیشہ حیلہ وحوالہ بتاتے ہیں۔آج میں مانگنے آئی تھی انہوں نے تکرار نکالی غصہ میں آکر بے وجہ ناک کاٹ ڈالی اُن دونوں میں سے ایک نے جرم کا اقرار کیا۔عورت کی بدزبانی سے ناک میں دم آنے کا اظہار کیا۔دونوں قید ہیں مقدمہ روبکار ہے۔آگے دیکھئے کیا تجویز سرکار ہے۔مسمی پچھن نے سات برس کی ایک چھوکری کے ساتھ بُرا کام کرکے اُس کو لہولہان کیا۔بھجوئے کے تھانہ دار نے دونوں کو پکڑ کر بعد تحقیقات مع مسل مقدمہ فوجداری میں چالان کیا ظالم بےرحم کو اُس کی جان کا پاس نہ ہوا۔خدا کا خوف نہ آیا حاکم سے ہراس نہ ہوا۔حاکم فوجداری نے اُس مردک کو سپرد دورہ کیا۔اور اُس چھوکری کو اسپتال بھیجدیا۔معظم نگر میں ایک برہمن مسمی بگلاب تھا ۲۴ ر ذی الحجہ کو مست نشاۂ شراب تھا اُس حالت میں پیشاب کو اُٹھا صحن میں کواں تھا گر پڑا مرگیا۔ سرکار انگریزی سے عشرہ محرم کا انتظام ہو رہا ہے دو پلٹنوں کو بندوبست کے واسطے مقرر کیا ہے تمام شہر میں ایک سو باون پہرے بٹھادئے منع فساد کے احکام سنادئے۔کچہری کمشنری کے اشتہار لگادئے نوسو جوان مختلف پلٹنوں کے دولتخانہ میں جہاں پادشاہی توپیں وغیرہ رکھی ہیں آئے۔منتظم شہر نے چوتھے ترپ رسالہ اول کے سوار ٹیڑھی کوٹھی میں بلوائے۔دو دو خط میجر ہنکس صاحب کمشنر لکھنو کی طرف سے لکھے گئے۔فریقین میں اکابر مفصلہ ذیل کے پاس بھیجے گئے۔

جناب حاجی مولوی نعمت اللہ صاحب
جناب مجتہد العصر
جناب مولوی محمد سعد اللہ صاحب
مفتی محمد عباس صاحب
نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم خانصاحب بہادر
دلیر الدولہ بہادر
دبیر الدولہ سید محمد عبد الطیف خانصاحب بہادر
صحتہ الدولہ بہادر

نقل خطوں کی بجنسہ مرقوم ہوئی ہے۔اشتہار کا مضمون بھی یہی ہے۔

نقل خط اول مولوی صاحب

۔جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول فضیلت وکمالات اکتساب سلمہ اللہ تعالی بعد ماوجب تکلیف اینکہ سرکار دولتمدار انگریزی کو بلحاظ خوشنودی خدا انتظام اوضاع خلائق مرکوز اور منظور خاطر ہے اور یہ امر بدیہی ہے کیا معنی کہ پاس ہر ایک فرد بشر کا ادنیٰ سے اعلی تک ہمیشہ سے مدنظر چلا آتا ہے اب کہ مہینہ محرم کا قریب ہے اور اُس مہینہ میں پہلی تاریخ سے بارہویں تاریخ تک تعزیہ داری ہوتی ہے اور بعد اُس کے تا چہلم اور مابین عشرہ محرم ہر روز ضریح وتابوت وعلم اُٹھا کرتے ہیں خصوصا تاریخ دسویں کو اور وقت اُٹھانے کی ہجوم خلقت کا ساتھ اُن کے ہوتا ہے اور اہل سنت والجماعت واہل تشیع اپنی اپنی ملت اور طریقہ کے موافق فاتحہ ومرثیہ خوانی ومجالس وتعزیہ داری کرتے ہیں اس کا کچھ مضائقہ نہیں کہ جو رسم قدیم ہے اُس کی تقدیم کا ہر ایک کو اپنے ملت کے موافق اختیار حاصل ہے لیکن درباب ممانعت وانسداد باب تبرا اور کہنے اہانت نسبت کسی کی وقت اُٹھانے تعزیہ وتابوت وغیرہ نکالنے علم کے اور ہر حال میں خطوط بنام علماء اکابر مذہب اثنا عشری جاری ہوئے ہیں آپ بھی اپنے فریق والوں اور جملہ مقلدین کو بخوبی فہمائش کر دیں کہ اپنے طرف سے کوئی متنفس کلمہ اہانت اور ایسی بات زبان سے نہ نکالے کہ فریق ثانی کو محل گفتگو ہو کے مآل کار صورت فساد کے پیدا کرے اور آخر کو وہ صورت فساد سبب نارضامندی مزاج حکام سرکار انگریزی تصور کی جائے اور پر ظاہر ہے کہ لحاظ امور بیجا کا ہر ایک عالم ذی وقار کو بپاس اپنے احترام کے مدنظر رہتا ہے اور رہے گا لیکن بمزید احتیاط اطلاع اس امر کی سرکار انگریزی کی طرف سے بھی لازم متصور ہوئی پس بہرحال دونوں فریق والوں کو

واجب ولازم ہے کہ بتواریخ مرقومہ بالا کسی طرح پر صورت یکجائی یعنی مجمع پیدا نہ کریں علیحدہ علیحدہ رہنا اُن تاریخوں میں باعث اطمینان کا ہے اور اگر خدا نخواستہ باہم گر کچھ گفتگو واقع ہو تو بہ تقاضائے مصلحت اندیشی اور دور بینی تحمل کرنا لازم ہے اور اطلاع اُس امر کی جو باعث خلش طبائع ہوتا ہے اہالیان پولس کو کرنی لازم ہے کہ اہالی پولس صرف اسی واسطے مامور ہیں کہ کوئی آدمی ساتھ کسی کے بدعت وفساد نہ کرے اور در صورت ارتکاب اُس امر کے بے تامل اوپر ہاتھ اہالی پولس کی ماخوذ ہو گئے فقط المرقوم بستم ۲۰ راگست ۱۸۵۶ء **نقل خط دوم مولوی صاحب جامع معقول ومنقول حاوی فروغ واصول فضیلت و** کمالات اکتساب سلمہ اللہ تعالیٰ بعد ما ذجب مکلّف آنکہ پہلے اس سے خطوط بممانعت امور فتنہ وفساد وایام محرم الحرام بنام علما واکابر فریقین جاری ہوئے ہیں اس قدر رفروگذاشت ہوا کہ اہالی پولس واسطے اہتمام اور بندوبست لیجانے تعزیہ اور اُٹھانے ضریح وتابوت وعلم کے مامور ہیں اس حکم سے کہ جس طرف سے اور جس طریقہ سے کہ صورت فساد اور ہنگامہ کی نہ دیکھیں علم اور تعزیہ اور تابوت اُٹھوائے جائیں اور کوئی شخص اعلیٰ سے ادنیٰ تک حکم سرکار سے تخالف نہ کرے اور جو اہالی پولس واسطے رفع دنگہ وفساد کے بندوبست کریں اُس میں زنہار کوئی مداخلت نہ کرے۔ لہٰذا قلمی ہوتا ہے کہ آپ جملہ مقلدین اور تابعین اور لواحقین اعزا واقربا کو بوجہ احسن آگاہی بخشیں کہ کوئی متنفس ہرگز کسی طرح امر خلاف سرکار عمل میں نہ لاوے فقط مرقوم بست ۲۵ و پنجم اگست ۱۸۵۶ء۔

۲۶ رذی الحجہ کو نواب اکرام الدولہ مرزا حسین خان بہادر جو ہرہ اور پیاری طوائفوں کو لے کر کلکتہ روانہ ہوئے۔ ابتدائے عملداری سرکار کمپنی میں آمنی صاحب بہادر جوڈیشیل کمشنر نے سب کچہریوں کے دفتر طلب کئے۔ اور کارنیگی صاحب بہادر منتظم شہر کی معرفت مقدمات کے بستے ہر محکمے سے منگوالئے۔ اُسی زمانے میں مرافعہ وعدالت کا دفتر بھی طلب ہوا۔ مگر معلوم نہیں اُس کے بھیجنے میں تامل کا کیا سبب ہوا۔ یہاں تک کہ شیخ الزماں ناظر فوجداری کے داروغہ عدالت کے پاس بھیجے گئے۔ وہ چند صندوق کاغذات ابتر کے مکان عدالت سے اُٹھوالائے۔ صاحب منتظم شہر کے حضور میں پہنچائے۔ اور جناب مجتہد العصر نے فرمایا کہ یہاں جو کاغذات مرافعہ نکلیں گے۔ ہم اُن مسلوں کو بجنسہ صاحب کے پاس بھیجدیں گے۔ جب زمانہ دو مہینہ سے زیادہ کھنچا اور کوئی پرچہ وہاں سے نہ پہونچا پھر طلب ہوئے اور تین صندوق جناب ممدوح نے بھجوائے۔ مگر کاغذات ابتر غیر مرتب نظر آئے۔ اُس پر حکم ہوا کہ صاحب محکمہ کے پاس سے کوئی آئے۔ مسل مقدمات کے لگا جائے۔ چنانچہ وہاں سے ایک محافظ دفتر اور مفتی مولوی فضل صاحب اس کام پر مقرر ہوئے مگر باوصف ورق گردانی اب تک کاغذات ابتر کے ابتر رہے ان دنوں مثل بمقدمہ حیدر خان کے جس نے نواب امین الدولہ امداد حسین خان کو زخمی کیا تھا ضرورت ہوئی بہت ڈھونڈی گئی کہیں نہ نکلی آخر مفتی صاحب ومحافظ دفتر سے اُس کے استفسار کی نوبت پہونچی۔ انہوں نے کہا کہ کچھ بقیہ کاغذات کا وہاں رہ گیا ہے اگر یہ مسل بھی اُس میں نکلے عجب کیا ہے۔ جب صاحب نے اس بات کی اطلاع پائی اور صاحب ڈپٹی کمشنر کے اجلاس کی خبر آئی کہ وہاں کوئی نقل محکمہ مرافعہ کے گذری تھی۔ اُس وقت کسی نے یہ کیفیت بیان کی تھی۔ کہ ابھی کچہری مرافعہ بدستور ہے۔ وہی اجرائے مقدمات نزدیک دور ہے۔ حکم دیا کہ کچہری مرافعہ وعدالت میں ایک جگہ سررشتہ دار اور دوسری جگہ نائب جائیں۔ کمال ہوشیاری سے دونوں مقاموں کا ایک ایک کاغذ تلاش کرکے اُٹھوالائیں۔ اس مہینہ کی گیارہویں کو مولوی نور کریم نائب سررشتہ دار ایک محافظ دفتر کو لے کر جناب مجتہد العصر کے پاس گئے کاغذات کا استفسار کیا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ دفتر مرافعہ سے ہم نے کوئی پرچہ باقی نہیں رکھا جس قدر تھا سب بھجوادیا اب تمہیں اختیار ہے ڈھونڈ آؤ۔ جو کچھ نکلے ساتھ لے جاؤ۔ اتفاقاً ہنگام تلاش تیرہ بستے ملے اُن میں کاغذات سررشتہ مرافعہ نکلے۔ ان مقدمات سے بات کی توقیر بالکل گئی بستے نکل آئے خلاف نمائی کھل گئی۔ نائب سررشتہ دار نے سب صندوق قبضے میں کر کے دونوں مہروں کو طلب کیا۔ اُدھر سے ارشاد ہوا کہ مہر النقل کا لااصل موجود ہے دوسری مہر صدر الشریعہ محکمہ مرافعہ منصف الدولہ بہادر کے ہاتھ بھیجدی۔ غرض نائب مذکور نے کاغذات لئے ایک مہر لی۔ صاحب کے حضور میں پہونچکر کیفیت بیان کی اور سررشتہ دار نے مسلوں کے لینے کو عدالت میں جانے سے عذر کیا۔ صاحب موصوف نے خیراتی لال محرر کو اس کام پر بھیجدیا۔ اُس نے وہاں جا کر تلاش کی چوبیس بستے مقدمات عدالت کے پائے ان میں سے پانچ بستوں میں دو ہزار قبالے زمین ومکانات کے مرتب نظر آئے۔ اُن میں کسی طرح کوئی حالت انتظار نہ تھی۔ کچھ پیسے لینے کے سوا جائے تکرار نہ تھی۔ جب محرر مسطور نے کاغذات لے کر مہر مانگی۔ جواب دیا کہ ابھی جناب مجتہد العصر کو سپرد کی۔ اُنہوں نے ان پر

انہوں نے اُن پر ٹالا۔ ناحق اس باب میں حیلہ حوالہ نکالا۔ یہ نہ سمجھے کہ انگریزوں کا سکہ بیٹھ چکا ہے۔ ان باتوں سے نقش مراد کرسی نشین کب ہوتا ہے۔ مہر کی محبت دل سے نہ اُٹھائی اُلٹی سیدھی پڑنے سے دہشت نہ آئی۔ معاملہ ختم ہو گیا اب عبث رونا ہے۔ کچہری ٹوٹ گئی مہر سے کیا کندہ ہوتا ہے۔ آخر محرر لیتے لے کر صاحب کے حضور میں گیا جو کچھ حال گذرا تھا عرض کیا حیف کہ مرافعہ اُٹھ گیا جناب مجتہد العصر معزول ہوئے۔ عدالت کا حکم نہ رہا بیکار سب فروع واصول ہوئے۔ کنور بہادر اظہار نویس منشی برج لال سررشتہ دار کچہری ڈپٹی کمشنر کے سالے نے بیماری کے سبب آغاز جون سے رخصت لی تھی اب دنیا سے سفر کیا۔ اگست کی اٹھائیسویں تاریخ میر فرزند علی روزنامچہ نویس کلکٹری کو بہت بالیاقت ہیں صاحب نے اُن کی جگہ پر مقرر کیا۔ میر عابد علی اور اعظم بیگ اور میرن جی والے۔ نواب علی نقی خان بہادر کے رفیق کلکتہ سے لکھنو میں پہونچے۔

خبر فرحت اثر

۱۴ ذی الحجہ کو وقت شب نواب بیگم صاحبہ کے بطن سے شاہزادی بلند اختر پیدا ہوئی۔ بیگم صاحبہ موصوفہ کو بڑی شادمانی ہوئی۔ مساۃ چھمی لونڈی اس خوشی میں آزاد کی۔ اگر بادشاہ سلامت یہاں جلوہ فرما ہوتے۔ کیا کہئے کہ جشن کیا کیا ہوتے۔ چھٹی کو توڑوں کے منہ کھل جاتے حاجتمند آب زر میں نہاتے۔

سویس

وہاں کی تحریر سے معلوم ہوا کہ جناب عالیہ دام اقبالہا نے بڑا جہاز چھوڑ کر چھوٹے جہاز پر دریا کی راہ سے وہاں کا ارادہ کیا۔ مرزا ولی عہد بہادر کا اسباب اُترتے وقت نیلم خواجہ سرائے تحویلدار نے سب جواہرات خاصدان میں بند کر کے ختو خدمت گار کے پاس رکھوا دیا جہاز کی روانگی سے گھنٹے بھر کے بعد اُس خدمت نگار نے ظاہر کیا کہ جواہرات کا خاصدان ہاتھ سے جاتا رہا دریا میں گر گیا۔ لوگ یہ سن کر محو حسرت ہوئے سب غریق بحر حیرت ہوئے مگر اختیار کیا تھا افسوس بیجا تھا دو ہزار روپے وہاں رکھوا دئے غوطہ خوروں تک چرچے پہونچا دئے کہ جو کوئی نکال لائے اس قدر انعام پائے اب جو قسم جواہرات سے مرزا ولی عہد بہادر کے پاس بچ رہا ہے فقط ایک ہار مروارید ایک مرصع پر تلا ہے۔

مصر

انگلش مین اور سینٹرل اسٹار اخبار انگریزی سے معلوم ہوا اور صادق الاخبار میں مرقوم ہوا کہ پاشائے مصر نے آمد آمد شاہ جمجاہ اودھ کی خبر سُن کر سامان آرات کیا ہے اور نزول اجلال کے واسطے ایک مکان شاہانہ کی آراستگی کا حکم دیا ہے کہ ملازمان حضرت سب قسم کا آرام پائیں ضروریات مہیا ہیں کسی چیز کی تکلیف نہ اُٹھائیں علاوہ اس کے یہ بھی خبر ہے کہ تدبیر درستی امور مدنظر ہے معلوم نہیں کہ سلطان روم کے ملازم بھی مامور ہیں یا دلسوزی سے خود یہ باتیں منظور ہیں۔

گونجرنوالہ

وہاں دریاؤں کی یہ طغیانی ہوئی کہ پانچ دن تک ڈاک بھی بند رہی کرنال تک اچھی طرح جاتی ہے آگے ہاتھیوں پر نوبت آئی ہے غرض پنجاب کی ڈاک کا نقشہ خراب ہے آج کل اُس طرف عالم آب ہے

پشاور

ایک خط سے معلوم ہوا یہ مضمون مفہوم ہوا کہ ان دنوں وہاں بہت فساد مچا ہے۔ ہر طرف شور فتنہ بپا ہے۔ آگے نے جاڑوں میں چوروں کا زور ہوتا تھا اب کی گرمیوں میں غوغا ہے۔ یہ نوبت پہونچی ہے کہ چھاؤنی پر بھی یورش رہتی ہے۔ ۵ راگست کو پانچویں رجمنٹ کے دو سوار گیارہ بجے رات کو روند پھرنے سڑک پر جاتے تھے ایک آگے دوسرا پیچھے آنکھوں میں نیند ہاتھوں میں باگ سرکار کی نوکری بجالاتے تھے۔ رفتہ رفتہ اُسی خیال سے اُسی حال سے ڈاکٹر کا کس

صاحب کے بنگلے تک پہونچے۔ وہاں دو چور پُل کے نیچے بیٹھے تھے۔ اپنی گھات میں لگے ہوئے تھے۔ پچھلے گھوڑے کے پاس آئے لگام پکڑلی سوار کا پہلو سلادی سے چیر ڈالا اگلے سوار نے یہ دیکھ کر نامردی سے گھوڑا بھگایا اپنی جان کو ہلاک کی جگہ سے نکالا۔ وہ جنتلائے بلا ناچار ہوا۔ بے یار و مددگار ہوا آخر تلوار سنبھالی۔ طرح لڑائی کی ڈالی۔ مگر دوسرے چور نے دم لینے نہ دیا داہنا ہاتھ جس میں تلوار تھی بے کار کیا پھر دوسرے پاؤں سے جدھر زخم نہ تھا ہر چند گھوڑے کو ایڑ لگائی مگر اُس نے قدم نہ اٹھایا جگہ نہ چھوڑی موت سامنے آئی یہاں تک کہ چوروں نے گھوڑے کا پیٹ چاک کیا سوار کے ساتھ اُس کو بھی ہلاک کیا دیکھئے دوسرے سوار کا حال کیا ہو بھاگ جانے کا مآل کیا ہو۔ فتح خان خیبری خیبر میں اپنے بھائیوں کے ہاتھ سے مارا گیا جان عزیز اُس کی تلف ہوئی جہان سے بے چارا گیا۔ غلام قادر خان ملک کہ خیبریوں کے ذیل سے تھا وہ بھی ایک سرداران کولی خیل سے تھا کوہ خیبر پر عبدالرحمٰن خان کی گڑھی میں مقتول ہوا۔ اس خون کا مرتکب ہوا اُس کا چچیرا بھائی نا معقول ہوا۔

الہ آباد

ایک عنایت فرما کلکتے سے تشریف لائے ہیں۔ ماجرائے عجیب راہ میں دیکھتے آئے ہیں۔ اُن کے زبانی یہ کلام ہے۔ سزاوار اعتماد تمام ہے۔ کہ ماہ گذشتہ میں دو انگریز نیں کلکتہ سے آتی تھیں۔ جوتی پرشاد کی ڈاک پر ایک بگھی میں میرٹھ کو جاتی تھیں۔ ایک میم تخمیناً پچیس برس کا سن رکھتی تھی۔ دوسری پانزدہ سالہ جوانی کے دن رکھتی تھی ۲۳ ذیقعدہ کو بگھی الہ آباد سے آگے بڑھی دس کوس پہونچکر رات ہوگئی کوچبان مس پر فریفتہ ہوا تھا۔ حسن و جمال دیکھ کر شیفتہ ہوا تھا۔ جب چوکی پر پہونچا گھوڑا بدلوادیا دوسرے گوراز سے آگاہ کر کے شریک اپنا بنایا۔ اس پر بھی دست اندازی کا موقع نہ پایا۔ تیسرے عیار کو شریک ٹھہرایا۔ بہت رات گئی ادھر اُدھر کی آمد و رفت نہ دیکھی۔ بگھی سڑک سے دور لے جا۔ سن سان میدان میں کھڑی کی۔ تینوں نے مس کو اُتار کر ناموس پر ہاتھ دوڑایا۔ سیہ کاروں کو غلبہ حیوانیت سے کچھ خیال نہ آیا۔ وہ دونوں تازہ ولایت تھیں۔ پہلے اُن کی باتیں پہچانہ سمجھیں۔ جب نوبت امر قبیح کی آئی غل مچایا۔ شور و فریاد دور تک پہونچا۔ مگر کوئی گرد پیش نہ تھا کسی نے چلانا نہ سُنا اُن نابکاروں نے باری باری اپنا کام کیا بے رحموں نے خون کا چشمہ بہادیا اُس نازنین کا جی ڈوب گیا چہرہ متغیر ہوا۔ صدمے سے غش پر غش آئے دل زیر زبر ہوا۔ مگر یہ بے حیا اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے سبھوں نے اطمینان سے رنگ جمائے۔ جب اپنا منہ کالا کر چکے حظ اُٹھالیا کشاں کشاں اُسے لاکر بگھی پر بٹھا دیا۔ یہ حالت دیکھ کر میم کو سکتہ رہا۔ جان کی ڈر سے کچھ نہ کہا۔ آگے بڑھ کر اُن جفا کاروں کی بدلی ہوئی میم نے جان پائی وہاں سے اُلٹے پھری سیدھے الہ آباد میں آئی۔ حاکم کو اُس جفا سے اطلاع کی اُس نے مہتمم پولس کو چٹھی لکھ کر تینوں کو پکڑوا منگایا بدکاری کی سزا میں بہت سی مار پٹوا کر قید کیا سیاست کو کام فرمایا۔ قریب شام دونوں انگریزوں کی بحال خراب میرٹھ کی طرف عزیمت ہوئی۔ ڈاک کے ملازم کا ہے کو ڈاکو ہیں۔ بے کھٹکے غارتگر نقد آبرو ہیں۔ راہ میں بیباکیاں دیکھی ہیں اسی کی چالاکیاں دیکھی اگر ان نابکاروں کی یہی بداعمالی ہے تو عصمت والیوں کا اللہ والی ہے۔

کلکتہ

وہاں کی تحریر سے معلوم ہوا مضمون خطوط سے مفہوم ہوا کہ ذی الحجہ صباح جمعہ کو جب آمد نواب علی نقی خان بہادر کی خبر حضور شاہ جمجاہ میں پہونچی وفور تفضلات خسروانی مصاحبان خاص باختصاص کو استقبال کی اجازت ملی۔ یہ سب دریا کے کنارے انتظار جہاز میں یکجا تھے حضرت بالا خانے پر دوربین سے ملاحظہ فرماتے۔ اتنے میں جہاز نمودار ہوا کمال سرور آشکار ہوا۔ شتر سوار روانہ ہوئے ہرکاروں کی ڈاک دریا سے کوٹھی تک جاری ہوئی۔ سواری بھیجی گئی تخلیہ ہونے لگا فرش و آراستگی مکانات طیاری ہوئے۔ پھر پہر کے بعد نواب صاحب کوٹھی میں داخل ہوئے۔ قدمبوس شاہ جمجاہ سے خوشدل ہوئے۔ سر پاؤں پر رکھ دیا حضرت نے گلے سے لگایا۔ اُدھر سے ارشاد کلمات شکایت تھا۔ ادھر سے عذر حرمان و مہاجرت تھا۔ دیر تک یہی کیفیت رہی دیکھنے والوں کو حیرت رہی۔ پھر نواب صاحب کو کوٹھی میں رہنے کا حکم فیض بنیاد ہوا۔ مصاحبوں کے واسطے بنگلے بنوانے کا ارشاد ہوا۔ وہاں بھی نواب صاحب کا وہی اقتدار

ہے ہر مصاحب پادشاہی حاضر دربار ہے۔ سب کے سب شادمان ہیں۔ حضرت کی بلا گردان ہیں۔ احسان حسین خان اور مظفر حسین خان صاحبزادہ سبحان علی خان ہمراہ نواب صاحب کے گئے ہیں اُن ہی کے ساتھ حضرت سلطان عالم سلیمان حشم کی ملازمت سے مشرف ہوئے ہیں۔ نوابصاحب کی دستی تحریر بھی یہاں آئی ہے اُس کے مضمون یوں سے اطلاع پائی ہے۔ کہ ہم لکھنؤ سے روانہ ہو کر الہ آباد میں پہونچے۔ وہاں مع تمعہ دلچھہ جہاز دخانی پر سوار ہوئے۔ مونگیر کے متصل طوفان آیا۔ یہ حال دیکھ کر ہر ایک گھبرایا۔ طبیعت مبتلائے ہراس ہوئی۔ سب کو جینے سے یاس ہوئی۔ الامان کی غل مچگئی۔ مگر زندگی تھی بچ گئی۔ خیر سے کلکتہ میں پہونچے۔ ملازمت سے مستفید ہوئے۔ زیر سایہ حضرت قیام ہے۔ سب طرح کا آرام ہے اور جو وقوع میں آئے گا آئندہ لکھا جائے گا۔

سنگاپور

اخبار مارننگ میں اس مقام کی یہ واردات مذکور ہوئی کہ ایک کشتی جس میں تین ہزار روپے کا مال تجارت تھا لُٹ گئی چور بھی کشتی پر سوار آئے اسباب لوٹ لیا ایک خلاصی کو مارڈالا تین آدمیوں کو زخمی کیا۔ چار کشتی نشین جان کے خوف سے مضطر ہوئے لقمۂ نہنگ اجل دریا میں گر کر ہوئے۔ اگر ایسا ایسا طوفان اُٹھے گا۔ کیا سرکار کا نام نہ ڈوبے گا۔

لودہیانہ

اس ضلع میں پولس کی بڑی چوکی کے پاس کسی نے ایک مسافر کا خون کیا۔ سر کاٹ کر کوئیں میں ڈالا دھڑ اوپر رکھا آپ چلدیا۔ ہرچند چوکی کے قریب یہ بات گذری۔ دروازے کے سامنے ایسی واردات گذری۔ مگر پولس والوں کو یہ غفلت تھی۔ کہ مطلق کسی کو خبر نہ ہوئی۔ جمعدار وغیرہ پولس کی ملازموں سے مواخذہ ہو رہا ہے۔ قاتل کی تلاش ہے مگر اب تک کہیں پتا نہیں لگا ہے۔ اور عملداریوں کا نام بدنام ہے۔ سرکار کے کارگزاروں کا یہ حسن انتظام ہے۔

کوہ نور

اعظم گڑھ

صاحب مجسٹر بہادر نے سنا کہ مبارک پور کے جولاہے نکلے جاتے ہیں۔ بہت لوگ گھر چھوڑ چھوڑ کر اِدھر اُدھر چلے جاتے ہیں۔ صاحب نے یہ سن کر تفتیش سبب کی۔ محمد آباد کے تھانہ سے کیفیت طلب کی۔ کہ جلاے وطن کی وجہ کیا ہے۔ اور کتنے لوگوں نے گھر چھوڑا ہے۔ تھانہ دار نے لکھا جولاہے فاقہ کشی میں گرفتار ہیں۔ اس لئے یہاں کے رہنے سے بیزار ہیں۔ کھانے پینے کی تکلیف پائی مبتلائے تباہی ہوئے۔ ہزار جولاہے لڑکے بالوں کو لے کر کعبہ شریف کی طرف راہی ہوئے۔ لکھنؤ میں کپڑے کے خریدار نہ رہے۔ اُن کے لئے صورت اوقات گزاری نہ رہی مصارف کے متحمل نہ ہوئے کام نہ چلا آپ چلے گئے۔

آفتاب ہند

اسکندریہ

جنرل اوٹرام صاحب وہاں بیمار ہیں روز بروز ترقی کے آثار ہیں۔ شدت ہے بہت بُرا حال ہے بے سہارا اُٹھنا محال ہے۔

مدراس

ہارسلی صاحب اسسٹنٹ کلکٹر بلیری کے مکان پر ڈاکہ پڑا۔ بہت مال غارت ہوا روپیہ لٹا صاحب مارا پڑا۔ گورنمنٹ نے اشتہار دیا ہے یہ حکم جاری کیا ہے کہ جو کوئی قاتل کو پکڑ لائے پانچ ہزار روپے انعام پائے۔

چشمۂ فیض

ترچناپلی

ایک برہمن زادہ پندرہ برس کا ندی سے نہا کر گھر کو چلا تھا کہ ایک اور برہمن پینتالیس برس کے سن والا پیچھے سے آیا۔لڑکے کا سر کاٹ کر پہلے خون پیا۔پھر سر پھوڑ کر نارجیل کی طرح چبا چبا کر کچا بھیجا کھایا۔جب سرکار میں یہ خبر آئی قاتل نے پھانسی پائی۔ آفتاب ہند

کشمیر

مہاراجہ گلاب سنگھ کشمیر میں ہیں گلگت کی مہم کو فوج کی تدبیر میں ہیں امسال وہاں لڑائی ہے عنقریب لشکر کی چڑھائی ہے۔

واقعہ عجیب

چشمہ فیض میں ایک خط سے یہ خبر لکھی ہے اور راقم خط نے قسمیں موکد کھا کر بیان کی ہے کہ دن کو دو بجے جولائی کی بائیسویں تاریخ موضع بردن ضلع فرخ آباد میں دفعۃً بڑے زور شور سے کالی آندھی آئی۔روز روشن سیاہ ہو گیا آدمی کو اپنا ہاتھ نہ سوجھا رات سے زیادہ ظلمت ہوئی گور کی تاریکی عالم میں چھائی۔ لوگ اس واقعے سے گھبرائے بہتوں کو غش آ گئے۔صدہا مکانوں کے چھپر اُڑ گئے تین تین کوس پر پہونچے علاوہ اُس کے ہزاروں درخت بڑے بڑے جڑ سے اُکھڑ کر گر پڑے بلا کی تاریکی تھی۔کہ تدبیر نہ سوجھتی تھی۔وہ سناٹے کانوں میں سماتے تھے۔کہ دماغ سے ہوش اُڑے جاتے تھے۔ہزار ہا چرند پرند کا پتا نہ لگا بہتیرے وحش وطیور کا حال نہ کھلا۔اتنے میں ایک طوفان کی شدت برملا ہوئی۔چاروں طرف آفتوں کی بہیا ہوئی۔گاؤں کے کنارے تالاب تھا جوش میں آ کر بڑھا۔گویا زمین کے چشمے کھل گئے آسمان تک پانی چڑھا۔یکدم میں یہ عالم طغیانی تھا کہ جدھر دیکھو پانی پانی تھا۔بہر کیف تلاطم میں طمانیت و تسکین کے اسلوب گئے آندھی سے جانیں سوکھی پانی دیکھ کر جی ڈوب ڈوب گئے۔پھر تالاب سے بندوقوں کی آواز متصل آنے لگی۔اور ننگی تلواروں کی چمک آنکھیں چکانے لگی ہائے دہو کی صدا تھی گویا لڑائی برپا تھی۔شام تک یہی ماجرا رہا ہر ایک دریائے حیرت میں ڈوبا رہا۔

لنکا

اس مقام پر عجیب انصاف ہوا۔مجرم قصور سے پاک صاف ہوا۔ایک شخص نہانے کے واسطے دریا پر گیا کپڑے کنارے رکھے پانی کے اندر گیا کوئی اُٹھائی گیرا گھات میں لگا تھا۔منتظر فرصت تاک میں کھڑا تھا۔جب اُس نے غوطہ لگایا۔اس نے وقت قابو پایا۔کپڑوں کو اُٹھا لیا۔کسی طرف چل دیا۔اتنے میں وہ نہا کر باہر آیا کپڑے نہ پائے غل مچایا۔ایک سپاہی نے یہ سن کر جا بجا تجسس کیا۔آخر کسی نے چور کو پکڑ دیا۔جب مقدمہ کی صاحب مجسٹریٹ تک نوبت آئی۔ اُن کی رائے صائب نے یہ تجویز فرمائی کہ راہ میں کوئی چیز پڑی پانا چوری میں داخل نہیں اور سپاہی کو ایسے کی گرفتاری کے لئے اجازت حاصل نہیں غرض مجرم کو چھوڑ دیا سپاہی پر دس روپیہ جرمانہ کیا۔

اسیر گڑھ

وہاں کی کے محبس سے چھ قیدی بھاگ گئے ہیں تلاش کو جا بجا سپاہی روانہ ہوئے ہیں اب تک کہیں پتہ نہیں دیکھئے ملتے ہیں یا نہیں۔ مفید خلائق

ہابرت

مفید خلائق میں سفیر آگرہ سے خبر لکھی ہے کہ اس شہر میں ایک جگہ سونے کی کان نکلی ہے

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
جناب مقیم الدولہ راجہ نواب علی خان	پندرہ روپے	من ابتدائے ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری
صاحب بہادر قائم جنگ دام اقبالہ		لغایت ۲۱ ذیقعدہ ۱۲۷۳ ہجری
جناب نواب سید محمد علی خان صاحب		من ابتدائے ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری
معروف بہ چھٹے نواب دام اقبالہ	پندرہ روپے	لغایت ۲۱ ذیقعدہ ۱۲۷۳ ہجری
جان لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر	تیرہ روپے	من ابتدائے ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری
اجنٹ گورنر جنرل بہادر ملک پنجاب		لغایت ۵ محرم ۱۲۷۴ ہجری
جناب مولوی محمد فہیم الزماں صاحب دام شمہ	تین روپے آٹھ آنے	من ابتدائے ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری
		لغایت ۲۱ رجمادی الاول ۱۲۷۳ ہجری
ساہ لکھمن لال صاحب دام عنایتہ	ایک روپیہ چار آنے	علی الحساب

جدول سعد و نحس کو دیکھو * غزی سے حال سلخ تک سمجھو

غرہ‌های شہور عربیہ	تحویلات آفتاب	طریقہ	قمر در عقرب	خروج قمر از عقرب بحساب رویت	شرف قمر	گھڑی بہائی تمام روز: تاریخ	گھڑی بہائی تمام روز: گھڑی و پل	تاریخ تھائی نحس اکبر
غرہ محرم الحرام روز سہ شنبہ ۱۲۷۳ ہجری مطابق دوم ستمبر ۱۸۵۶ء	تحویل آفتاب بمیزان شب سہ شنبہ بست و دوم بعد از بست گھڑی و پنج پل می شود	شب چارشنبہ دوم بعد بست یک گھڑی بست ہشت پل می شود یوم سہ شنبہ نہم بعد از ہفت گھڑی پنجاہ ہشت پل میشود	شب پنجشنبہ سیوم بعد از بست و سہ گھڑی ہفت و نیم پل میرود	شب دوشنبہ ہفتم بعد از بست و ہفت گھڑی و پنجاہ و ہشت پل خواہد شد	یوم چارشنبہ شانزدہم بعد از نہ گھڑی دہ پل مشود تا چہار گھڑی خواہد ماند	تاریخ	گھڑی و پل	۱۱
						غرہ	۳۱ ۲۳	۱۳
						۸	۳۰ ۵۷	۲۲
						۱۵	۳۰ ۳۲	
						۲۲	۳۰ ۴	

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکرِ حق کز نامۂ اخبارِ نو یافت جانِ تازہ جسم لکھنؤ گنجِ گوہرہائے معنی اندر دست چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

نمبر ۷ ۴ محرم ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۵ ماہ ستمبر ۱۸۵۶ عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام بالمقدور ہے مدح و ذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا پہلے ایک روپیہ آٹھ آنے قیمت ماہواری سات روپئے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپئے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپئے مرحمت فرمائیں، اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر رقوم آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود صحیفہ اخبار خدمت میں بھیج دیا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدِ نظر ہو، دوسرے پرچے کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو، والا حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گا۔

شکایت اشتہار میں مندرج ہے کہ جو صاحب اخبار خرید فرمائیں پہلے پرچے کو دیکھ کر آگاہ کریں زیادہ راہ نہ دکھائیں افسوس کہ بعضوں نے اُس پر نظر نہ کی پرچے رکھ رکھ لئے ہم کو خبر نہ کی اب معلوم نہیں کیا خیال ہوا کیسا بخل سمایا کہ کہیں سے تیسرا کہیں سے چوتھا پھر آیا یاد رہے کہ جنہوں نے تیسرے پرچہ تک اطلاع نہیں کی اُن کو ضرور قیمت دینا پڑے گی۔

لکھنؤ

پرچہ سابق میں چیف کمشنر بہادر کا جانا بادشاہ منزل کی طرف لکھا گیا ہے۔ تخلیہ مکانات اور محلات شاہی کے اُٹھا دینے کا حکم لگا دینا مندرج ہو چکا ہے۔ اب تازہ سنئے کہ صاحب موصوف نے اگست کی چودھویں تک اس امر کی میعاد ٹھہرائی۔ مگر محلوں نے حضرت کی طرف سے جواب کے منتظر تھے خالی کرنے میں جلدی نہ فرمائی۔ جب میعاد سے کئی دن زیادہ گذرے صاحب چیف کمشنر نے پھر تاکید کی۔ حسب سررشتہ صاحب منتظم شہر کے نام شدومد سے چٹھی لکھی۔ منتظم نے اس پر بھی محلوں کو حکومت نہ جتائی۔ سوا افہام و تفہیم کے کچھ زبردستی نہ دکھائی۔ یہاں تک کہ تاکید شدید سے مامور ہوئے۔ شدت کرنے میں ناچار ہوئے مجبور ہوئے۔ آخر عذر محرم وغیرہ محلات شاہی کا مسموع نہ کیا۔ شباشب مع اسباب سب کو اُٹھا دیا رات کے سبب سے جو کاٹ کباڑ باقی رہا۔ دن کو چینی بازار کے تھانہ دار کی تاکید سے اُٹھا۔ انگریزی برقندازوں کا پہرہ سلطان منزل کی پہلے دروازے پر مقرر ہوا۔ اور سواروں کا پہرہ نصرت باغ کے قریب دوسرے دروازہ پر ہوا۔ سب محل وہاں سے اُٹھ کر بحال پریشان قیصر باغ وغیرہ کو گئے۔ اور کارگزاران شاہی کی صلاح سے مکانات مفصلہ ذیل میں رہے۔

نواب خورشید لقا امیر محل صاحبہ بالا خانہ صحن چی پر چوبہل مکان کے متصل

نواب خورشید محل صاحبہ شاہ برج میں

بزم افروز نواب دلربا محل صاحبہ شکوہ منزل میں

نواب وقار محل صاحبہ وقار منزل میں

انجم السلطان نواب زہرہ محل صاحبہ اختر پسند میں

ممتاز السلطان گلزار محلصاحبہ صحن چی برامدے پر شکوہ منزل کی اوتر طرف

نواب خرد محلصاحبہ اور نواب سلطان جہاں اور نواب سیدہ محلصاحبہ منا موتی کی محلسرا میں

نواب فرخندہ محلصاحبہ صدر مبارک میں

دعوتوں کا ملکہ معظمہ کی سالگرہ وغیرہ میں دستور ہے۔ابھی تحقیق معلوم نہیں ہوا کہ کیا باعث سرور ہے۔ڈاک سے خبر تحقیق دریافت ہوئی کہ احسان حسین خان صاحبزادہ سبحان علی خان کلکتہ سے مراجعت کر کے کیمپ کانپور میں آپہونچے۔میر نواب مونس مرثیہ خوان حقیقی بھائی میاں انیس مرثیہ خوان کے بموجب طلب نواب علی نقی خان بہادر کلکتہ کے طرف گئے۔میرن بخی والے کا یہاں پہونچنا اگلے پرچے میں لکھا گیا۔اب معلوم ہوا کہ وہ خبر غلط تھی کہنے والے نے خلاف اظہار کیا وہ نہیں آئے کلکتہ میں بے شک ہیں۔نواب علی خان بہادر کے پاس اب تک ہیں۔اب کے سال یہاں کثرت بارش سے ہر طرف پانی پانی ہے۔ندی نالی چڑھے تالاب اُبل گئے دریا کی طغیانی ہے۔عجب طوفان اُٹھا ہے۔ہر صحرا دریا ہے۔رات دن مینہ کا تار ہے۔گھر سے باہر آنا دشوار ہے۔سب کے مکانوں میں ٹپکا لگا ہے۔ہر ایک کے گرنے کا دھڑکا ہے۔بہت کچے پکے گھر گرے۔جابجا آدمی دب مرے۔۳۱ راگست کو گھیسا نامی احاطہ نارائن مہنت کے رہنے والے نے مسمی منو کی ناک دانت سے کاٹ لی۔غل مچا ادھر اُدھر کے لوگ جمع ہو گئے چوکیدار نے کوتوالی میں حاضر ہو کر خبر بولی۔کوتوال نے دونوں کو بلا بھیجا۔مقدمے کا استفسار کیا حال پوچھا۔جب گھیسا کا جرم مقرر ہوا اپنی خطا کا مظہر ہوا۔اُس کو مع روبکار مقدمہ صاحب منتظم شہر کے حضور میں چالان کیا۔اور منو کو دوا علاج کے واسطے سرکاری اسپتال میں بھیجدیا۔اسی تاریخ میں ایسی ہی ایک واردات سنی گئی۔کہ بھوانی دین کھنک اور اس کی جورو میں باہم لڑائی ہوئی۔شوہر کو غصہ سے تاب نہ آئی اپنی جورو کی ناک کاٹ کھائی۔حیدر گنج کے تھانہ دار نے حسب سررشتہ چالان کیا۔مقدمہ صاحب منتظم شہر کی کچہری میں بھیج دیا۔نواب علی نقی خان بہادر نے حسن رضا خوشنویس کو بلایا لکھنؤ سے کلکتہ میں اپنے پاس یاد فرمایا۔محامد الدولہ احمد علی خان بہادر داروغہ حسین آباد کی معرفت پانسو روپیہ زادراہ طے سامان سفر درست کر کے ڈاک بگھی پر اُس طرف روانہ ہوئے۔

شکایاتِ زمانہ غدّار وانقلاب روزگار

عجب گردش زمانہ ہے۔ہر یگانہ بے گانہ ہے۔جن پر اعتماد ہو کام نہیں آتے ہیں۔خوب دیکھ لیا وقت پر آنکھ چراتے ہیں۔ظاہر میں اطاعت کا دم بھرتے ہیں۔مگر امتحان میں نہیں ٹھہرتے ہیں۔معتبر کی زبانی بشیر الدولہ اور دیانۃ الدولہ کا حال سُننے میں آیا ہے کہ دو مہینے سے حضور شاہ جہاہ میں حاضر نہیں ہوئے منہ چھپایا ہے۔وجہ یہ ہے کہ حضرت نے جناب عالیہ اور مرزا ولی عہد بہادر کے ہمراہی کو مکرر ارشاد کیا۔مگر یہ دونوں ہرگز راضی نہ ہوئے حکم بجا نہ لائے نمک حلالی سے ساتھ نہ دیا۔طبیب الدولہ کو بھی جانے سے در پردہ انکار رہا۔ہزار روپے ماہواری تنخواہ چاہی اسی پر اصرار رہا۔حضرت کی عنایت دیکھئے شان عطوفت دیکھئے کہ اس عدول حکمی پر کچھ نہ فرمایا۔گو ملال ہوا۔مگر زبان مبارک تک نہ آیا۔جب ایسے قدیم معتقدوں کا یہ حال ہو کس پر اعتماد کیجئے کس کی رفاقت کا خیال ہو۔یہ زمانے کا اثر ہے کہ ہر آدمی بشر ہے۔

رام پور

اخباروں میں مذکور زبانوں پر مشہور ہوا ہے کہ والی رامپور نے اپنا وکیل لندن کو بھیجا ہے۔یعنی ریاست میں کچھ خرخشہ پایا اس لیے سفیر کو روانہ فرمایا کہ استفسار سبب کرے داد طلب کرے بلکہ منزل مقصود تک اُس کا پہونچنا بھی معلوم ہوا۔اہالی پارلیمنٹ سے عرض مدعا کرنا بعض اخبار میں مرقوم ہوا۔اب عنقائے روزگار سے اوج تحقیق پر آیا کہ اس امر نے خلاف واقع اشتہار پایا۔اصل اتنی ہے کہ مہدی علی خاں نامی اپنے کام کو ولایت گیا ہے۔رئیس رام پور کو اُس کے جانے سے غرض کیا سروکار کیا ہے۔اب آئندہ اخبار ولایت پر کان رکھا چاہیئے کہیں پھر اس کے خلاف خبر نہ اُڑے دیکھا چاہیئے۔

بنارس

وہاں باوصف کثرت بارش ہر روز غلہ گراں ہوتا جاتا ہے غریبوں کو تکلیف گذرتی ہے۔چوروں کا زور ہے علاقہ جیت پورہ میں نئی بستی کے پاس متصل نقب زنی ہوا کرتی ہے۔

کلکتہ

جہاز دخانی کے کپتان نے کہ سوئس سے پھر کر کلکتہ میں آیا۔ حضرت شاہ جمجاہ میں حاضر ہو کر یہ مژدہ فرحت افزا سنایا۔ کہ جناب عالیہ متعالیہ دام اقبالہا مع خدم و حشم خیر و عافیت سے سوئس تک پہونچیں۔ لندن وہاں سے چار دن کی راہ ہے اب منزل مقصود پہونچنے میں شبہ نہیں۔ حضرت سلطان عالم کو بڑا سرور ہوا۔ تعلق خاطر عاطر سے دور ہوا۔ کپتان کو نقد سے مالا مال کیا ایک دو شالہ اور رومال خلعت میں دیا۔ واہ کیا دریائے فیض کی روانی ہے۔ جس کے سامنے حاتم پانی پانی ہے۔ گلشن نو بہار تحقیق سنا ہے کہ نواب منور الدولہ بہادر نے کلکتہ سے برخاستہ خاطر ہو کر معاودت فرمائی۔ ذیحجہ کی چھبیسویں تاریخ وہاں سے اُکتا کر باگ سوڑی شہر بنارس کی طرف عزیمت فرمائی۔ وجہ برخاستگی کچھ معلوم نہیں اُدھر کی تحریر سے مفہوم نہیں۔ شاید ان دنوں کی صحبت پسند نہ ہوئی۔ کوئی نئی بات موافق رائے بلند نہ ہوئی۔ حقیقت میں یہ سردار بے نظیر ہیں۔ بہت متین صاحب تدبیر ہیں۔ دل میں بجز خیر خواہی سلطانی نہیں رکھتے۔ جہان میں اپنا ثانی نہیں رکھتے

بمبئی

گلشن نو بہار میں یہ خبر لکھی ہے بمبئی ٹیلی گراف سے نقل کی ہے کہ چوروں نے پارسیوں کے گرو کو تباہ کیا عجیب داغ دے گئے تخمیناً ساٹھ ہزار روپے کے جواہرات اور بنک نوٹ چرا لے گئے برسوں میں رتی رتی جمع بہ مشقت ہوا۔ دم کے دم یکبارگی غارت ہوا۔ چور کی بہتیری تلاش ہوئی کہیں پتا نہیں لگا آخر اُس کے راز دار نوکر کو احتمال پر گرفتار کیا۔ دیکھئے کیا ٹھہرتی ہے اُس پر کیا گذرتی ہے۔

ولایت

مندرج ریاض نور ہے۔ اخبار لندن سے مذکور ہے۔ کہ ان دنوں ملک کانس کی طرف فوجوں کی چڑھائی ہوئی۔ لشکر فرانس اور چند قوم شہر لارنس میں بڑی لڑائی ہوئی۔ جنرل پوہری صاحب کا عاجز ہو کر ہتھیار رکھ دینا مشہور ہے۔ اور بعضوں کی زبان پر بلوائیوں کے ہاتھ سے قتل ہونا مذکور ہے۔ پھر سرکشوں نے آگ لگا کر نقصان کیا۔ ایک لاکھ تیس ہزار روپے کا مال جلا دیا۔ شاہ نون نے خبر سن کر ڈریگون کی چار کمپنیاں بھیجیں۔ شہر لارنس کی حفاظت کے واسطے معین کیں۔ حکم ہے کہ تا رفعِ فساد لشکر کا وہیں قیام رہے۔ جان و دل سے عرق ریزی کرے گرم انتظام رہے۔ کہتے ہیں عجب نہیں کہ شعلہ جنگ بلندی پکڑے اور افواج متفقہ کو آب تیغ سے پھر بجھانا پڑے۔

استرداد ریاست

امیر کبیر نواب میر علی مراد خان بہادر کی ریاست سرکار کمپنی نے ضبط کر لی۔ اُنہوں نے خاص لندن میں پہونچکر پارلیمنٹ کے دربار میں نالش کی۔ بیان حال تباہ کیا۔ حاکموں کو آگاہ کیا۔ حکام نے اس مقدمے کے کاغذات کو غور سے ملاحظہ فرمایا۔ اور نواب صاحب مظلوم کو ریاست پھر ملنے کا مستحق ٹھہرایا۔ اب یقین ہے کہ غنچہ مراد کھل جائے۔ ملک منتزع عنقریب مل جائے یہ خبر فرنڈ آف انڈیا میں تار برقی پر پہونچی ہے۔ اور مہتمم ریاض نور نے سلطان الاخبار سے لکھی ہے۔ مہتمم طلسم لکھنؤ کہتا ہے کہ ہمارے شاہ جمجاہ کے مقدمے میں بھی حکام موصوف کی رائے یہی ہے۔ چنانچہ تفصیل گفتگو اس اخبار کی پہلے نمبر میں

دوربین سے منقول ہوچکی ہے۔ امید قوی ہے کہ جلد ابواب مقصود کھلیں یہ سلطنت وہ ریاست دونوں پھرلیں۔

روس

وہاں کی سپاہ ان دنوں لوٹتی پھرتی ہیں جا بجا ڈاکوؤں کی طرح رعایا پر گرتی ہے۔ ایک مقام پر حملہ کیا تین آدمی زخمی کئے دو مار ڈالے۔ جب دوسرے مکان پر گئے وہاں کے لوگوں نے ہتھیار سنبھالے۔ بڑا کشت وخون ہوا۔ بہت حال زبون ہوا۔ چکو کی طرف گئے تین آدمی پانسو مویشی لے کر آئے۔ بسبیک سے ساٹھ گھوڑے ڈیڑھ سو بھیڑ بکری پکڑ لائے۔ ایشیا کی طرف پھر توجہ ہوئی ہے۔ چالیس ہزار فوج جنگی بھیجی گئی ہے۔ پادشاہ نے کچھ رعایا کو بلا کر کہا اور سب جگہ حکم بھجوادیا۔ کہ لڑائی میں پامالی زراعت کے عوض ہم نے تین سال کا پیسا معاف کیا۔

چین

اگر چہ سپاہ فغفور نے سرکشوں کو شکست فاش دی۔ بہتیروں کو قتل کر کے تنبیہ و تادیب قرار واقعی کی۔ لیکن وہ لوگ ابھی سر اُٹھائے ہیں۔ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے ہیں۔ دوربین

کوہ قاف

قریب کوہ قاف مقام تاڑکی اور کوماڑ ہی میں فتنہ پیدا ہوا۔ یعنی وہاں تین گروہوں میں باہم فساد عظیم برپا ہوا۔ اُن میں سے ایک قوم کے لوگ بہت غالب نظر آتے ہیں۔ آدمیوں کا کچا گوشت کھاتے ہیں لہو پی جاتے ہیں۔ دوسرے گروہوں کے اوروں نے بھی شرکت کی ہے۔ خدا خیر کرے دیکھیں کیا گذرتی ہے۔ صادق الاخبار

پچیت

وہاں کا راجہ اپنے ضلع کے بیدوں سے کسی امر میں بحث کرنے لگا غرور جاہ وحشم سے الجھ الجھ کر بے فائدہ سخن پروری پر مرنے لگا جب کسی طرح اثبات مطلب نہ کر سکا پیچ تاب میں آیا تقریر میں بند ہوا حکومت کے زور سے غصہ دکھایا نوکروں سے کہا ابھی ان سبھوں کے گھر کھودواؤ زمین برابر کر کے کھیت بنواؤ اُن ناہمواروں نے نشان مٹائے جو حکم ہوا تھا بجالائے حکیموں نے منگلپور کے مجسٹریٹ سے اُن لوگوں کی نالش کی صاحب نے خود وہاں جا کر صورت واقعہ دیکھی ظلم صریح ملاحظہ کیا گرفتاری کا حکم دیا سب کاشی پور کے راج باڑے میں جا چھپے پولس والے اُن کو پکڑ لانے پر مامور ہوئے پہلے اس ملک میں ایک عورت کی ستی ہونے پر راجہ کا خطاب چھن چکا ہے اب اِس آفت ڈھانے کی سزا اینٹ کا گھر مٹی ہوا چاہتا ہے۔

چتر کوٹ

وہاں ایک چوبے بڑا صاحب اقتدار ہے۔ روپے کا زور رکھتا ہے زردار ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اندیشہ دل میں نہیں گذرتا ہے۔ ایک سپاہی اُس کے کھیت کے پاس اپنے بیل چراتا تھا چوبے کے نوکروں نے دیکھ لیا۔ اپنے مالک کے پاس پکڑ لے گئے کھیت کھلانے کی تہمت لگائی خلاف واقعہ اظہار کیا۔ اُس بے چارے نے ہر چند معذرت کی خوشامد سے پیش آیا بہت منت کی۔ مگر اس سنگدل کے خاطر میں کچھ نہ آیا۔ بے خوف بندوق مارنے کا حکم لگایا۔

ایک ملازم نے گولی ماری سپاہی گرا۔ دھواں تک پار ہو گیا فوراً مرا۔ تھانہ دار خبر سن کر گرما گرم تحقیقات کو آیا۔ چوبے نے آب زر سے ٹھنڈا کیا غصہ بجھا دیا۔ آخر وہ دنیا کا کتا تحقیقات کے پائے پر نہ آیا کندہ ناتراش نے سنگین مقدمہ خفیف ٹھہرایا۔ عدالت میں رپورٹ کی کہ چوبے کو لوگ عبث بدنام کرتے ہیں۔ خون کا جرم اُس پر ثابت نہیں ہوتا ناحق لئے مرتے ہیں۔ مگر یہ بات چھپانے سے نہ چھپی۔ صاحب جنٹ مجسٹریٹ کے کان میں آواز پہونچی۔ وہ خود آئے تحقیقات کی چوبے کا جرم ظاہر ہوا۔ قصاص کی رپورٹ صدر آگرہ میں بھیجی یہ حکم صادر ہوا کہ چوبے قتل کے آمر کو دریائے شور اُتار کر دائیم الحبس رکھو اور تھانہ دار کو رشوت ستانی اور اخفا کی علت میں بعد تشہیر موقوف کرو۔ کوہ نور

مالوہ

شنکر سنگھ نامی قزاق اُس علاقہ میں پیادے سواروں کی حراست سے بھاگا تھا پہرے والے اس جرم میں ماخوذ ہوئے۔ مقدمہ اُن کی نسبت روبکار ہوا تھا۔ اب گوالیار میں تحقیقات ہوی حاکم نے ایک جمعدار کو چار مہینے کے لیے معطل کیا۔ تین چار سپاہیوں کو نوکری سے برطرف کر کے برس برس دن کی قید کا حکم دیا۔

عمدۃ الاخبار

گونڈر

وہاں کے راجہ نے اس جہان سے رحلت سفر اُٹھایا ملک و مال اُس کا سرکار انگریزی کے تصرف میں آیا کئی لاکھ روپے اُس کے واجب الادا سرکار پر رہ گئے وارثوں نے تقاضا کیا نہ پائے ہاتھ ملکر رہ گئے۔

جہلم

جولائی کی اکتیسویں تاریخ دس بجے رات کو بہت زور شور سے مینہ برسا طوفان کا سامان ہوا۔ صدہا مکان شہر اور چھاؤنی میں گر گئے۔ بہتیرا مال ڈوب گیا ہزار ہا روپیہ کا نقصان ہوا۔ نو طیار منڈی کا نشان باقی نہیں۔ جتنی دکانیں تھیں سب گر گئیں۔ اب تک ایک عورت دو مردوں کی لاشیں دبی ہوئی نکلی ہیں۔ گرے ہوئے مکانوں کی مٹی ہٹانے میں ملی ہیں۔ یقین ہے اور بھی ہوں گی۔ ابھی کیا جانئے کتنی دبی ہوں گی۔ پہاڑ سے بلیاں شہتیر دریا میں بہی آتی ہیں۔ پانی کے ریلے میں کثرت سے چلی آتی ہیں۔ اُن کے صدمے سے ناؤ کا پل ٹوٹ گیا کچھ کشتیاں اُلٹ کر ڈوب گئیں کچھ بہہ گئیں۔ صرف دس ناویں ایک کنارے نو دو جگہ بیچ میں باقی رہ گئیں۔ دریا بُرد کشتیوں کی تلاش کو حکم نامے جاری ہوئے۔ ماموراس کام پر ملازمین سرکاری ہوئے۔ چند ملاحوں کا بھی پتہ نہیں کہ کیا ہوئے کدھر گئے۔ کشتیوں کے ساتھ بہے یا ڈوب کر مر گئے۔ جب مکانوں کے گرنے سے لوگ بے آرام ہوئے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر متوجہ رفاہ انام ہوئے۔ جا بجا خلق اللہ کی آسائش کو خیمے گڑوا دیے۔ ادنیٰ اعلیٰ کی تشفی کی کچھ روپے بے سامانوں کو عطا کئے۔ روہتاس میں ایک گھر میں چور آئے مکین کو چھریاں مار کر ہلاک کیا اور اُس کی بیٹی کو زخمی کر کے بے خوف و خطر اپنا رستہ لیا۔

ہرات

جنرل عیسیٰ خاں سپہ سالار ہرات نے جب ایرانیوں کو وہاں مسلط پایا۔ مقاومت میں گذارہ نہ پہونچے دیکھا اُن کے نکال دینے کو نیا حیلہ اُٹھایا۔ یعنی سیام خان سپہ سالار ایرانی کو یہ خبر پہونچائی کہ ان دنوں ہراتیوں کی نیت بدلی فساد پر آئے۔ اگر ظہور فساد کی نوبت پہونچے ایرانیوں کو اُن سے مضرت پہونچے

ہماری طرف خیال نہ لاتا۔ اُن میں شریک نہ ٹھہراتا۔ سپہ سالار ایرانی یہ سُن کر گھبرایا۔ دِل میں ڈر پیدا ہوا ہراس آیا۔ جب فتنہ اُٹھتا نظر آیا۔ وہ فوراً ہرات سے باہر آیا۔ جب شاہزادہ مرزا یوسف و حاجی غلام محمد خان و سردار احمد خان وغیرہ سرداران ایرانی نے یہ حال دیکھا صاف کھٹک گئے برپا ہوتا اس آشوب کا سبھوں نے عیسیٰ خان کی طرف سے سمجھا۔ صلاح ٹھہری کہ اُس کو ضیافت کے بہانے بلا لیجئے اپنے گھر میں اطمینان سے کام تمام کیجئے۔ غرض یہ تجویز کر کے عیسیٰ خان کو دعوت کا پیام پہونچا۔ وہ عداوت سے غافل تھا بے وسواس آپہونچا۔ یہاں احمد خاں نے اُس پر طمنچہ سر کیا مگر زندگی تھی نشانہ خطا کر گیا۔ عیسیٰ خاں نے کہ آپ بھی مسلح آیا تھا۔ ہمراہیوں کو ہتھیار بند ہو کر لایا تھا۔ تلوار میان سے لی پہلے سردار احمد خان پر غصہ نکالا۔ کئی ہاتھ لگا کر جان سے اُس کو مار ڈالا۔ پھر شہزادہ مرزا یوسف و حاجی غلام محمد خان وغیرہ پر ہمراہیوں کو لے کر حملہ کیا۔ اور سبھوں کو قید کر کے بحالت اسیری چار میل شہر سے باہر بھیج دیا۔ ایرانیوں کو کہ شہر میں آباد ہو گئے تھے باہر نکال دیا۔ دروازے بند کر کے آپ شہر میں رہنا اختیار کیا۔ اور صادق الاخبار میں مذکور ہے۔ اخبار پشاور سے مسطور ہے۔ کہ شاہزادہ یوسف نے شاہِ ایران سے مدد طلب کی تھی۔ وہاں سے آٹھ ہزار فوج صمصام خان کے ساتھ آ کر ہرات سے باہر اُتری تھی۔ شاہزادے نے سپہ سالار مذکور کی بہت تواضع تعظیم کی۔ اور تین ہزار سپاہ بروج اور درباری شہر کی حفاظت کو بُلا بھیجی۔ جب فوج داخل ہرات ہونے لگی کسی مصلحت سے ٹالنا منظور ہوا بلوا کروا دیا۔ آخر شاہزادے کے اشارے سے ایک منزل ادھر غوریوں کے مقام میں قیام کیا۔ باقی لشکر وہیں اڑا رہا ہرات کا محاصرہ کیے پڑا رہا۔ رفتہ رفتہ وہاں بتیس ہزار فوج مجتمع ہوئی زور پکڑا قلعہ غوریوں کا محاصرہ کر لیا۔ قلعہ دار گیارہ دن تک گھرا رہا بارہویں دن ناچار ہو کر قلعہ سپرد کیا۔ بعد اسکے ایران کا لشکر ہرات میں پہونچا۔ تین توپیں مانگیں اور عیسیٰ خان کو مانگ بھیجا۔ اور ادھر عیسیٰ خان کو ملایا شاہزادے کو میدان میں بلایا۔ شاہزادے نے توپوں کو بھیج دیا۔ اب عیسیٰ خاں کے کہنے پر عمل کیا۔ لشکر نے پیچھے کو قدم ہٹایا۔ شاہزادہ مع عیسیٰ خان میدان میں آیا۔ اب لشکر ایرانی ہرات کا محاصرہ ہے۔ دیکھئے آئندہ کیا مرضی خدائے قادر ہے۔ عیسیٰ خان نے شہر کے تین دروازے گروا دیے۔ دو آمدورفت کے واسطے باقی رکھ لیے۔ روزمرہ لشکر سے چھیڑ چھاڑ ہے۔ خصومت رہتی ہے بگاڑ ہے۔ دو ہزار آدمی اب تک لڑائی میں کام آ چکے ہیں۔ زخمیوں کا حساب نہیں معلوم کہ کتنے ہیں۔ امیر دوست محمد خان بھی ارادہ تسخیر ہرات کا رکھتے ہیں۔ اپنے بیٹے غلام حیدر خاں سے مشورہ رکھتے ہیں۔ مگر ایسے حال میں کچھ بن نہیں پڑتی تجویز اس کی صورت ظہور نہیں پکڑتے۔

افغانستان

محمد صادق خان قندھاری نے ملتان میں بہت فوج جمع کی۔ اور صوبہ مشہد کو کہ شاہ ایران کے طرف سے مقرر ہے یہ بات لکھی۔ کہ اگر آپ دو ہزار پانچ سو پیادے اِدھر بھجوائیں اور دس ضرب توپ ایران سے منگا کر مدد فرمائیں تو میں امیر دوست محمد خان کو کابل سے نکالوں۔ بلکہ کابل میں بھی اُن کا رہنا مشکل ڈالوں۔ کہتے ہیں وہ درخواست ایران کو روانہ ہوئی ہے دیکھئے اس باب میں شاہ کی کیا مرضی ہوتی ہے۔ اخبار محتشم

الور

وہاں کے رئیس کو حکم پہونچا ہے سرکار انگریزی سے یہ استدعا ہے کہ سب توپ خانہ تفویض سرکار کر دو اور ساڑھے آٹھ لاکھ روپیے کے ملک سے سروکار نہ رکھو آئندہ دیکھئے حال کیا ٹھہرے اس امر تازہ کا مآل کیا ٹھہرے۔

بلخ

وہاں بھی فساد پیدا ہوا۔ سنا ہے کہ ایک بڑا بلوا ہوا۔ لوگوں کا اتفاق امیر دوست محمد خان کے مقابلے پر ہے۔ اُس نواح میں اور قوموں کو بھی امیر کی مخالفت مدنظر ہے۔

سمرقند و بخارا

وہاں سے پانچ منزل جانب کوکان حال یوں سُن نے میں آیا ہے کہ قوم ترکمان نے دو انگریزوں ایک میم کو لونڈی غلام بنایا ہے۔ روس کے سرداروں نے عمائد خیوا کو بھگا کر باہم لڑوا دیا خونریزی روز رہتی ہے ایسا فساد مچا دیا۔ شاہ بخارا اور شاہ روس میں رسم اتحاد پیدا ہوئی ہے۔ پیام دوستی انجام کی آمد و رفت ہویدا ہوئی ہے۔

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریدان	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
مہاراجہ ایشری پرشاد	پندرہ روپے	من ابتدائے ۲۴ ذی قعدہ ۱۲۷۲ ہجری
نارائین سنگھ بہادر کاشی نریش دام اقبالہ		لغایت ۲۱ ذی قعدہ ۱۲۷۴ ہجری
علی امجد خان صاحب بہادر	تین روپے	۲۲ ذی قعدہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۳ محرم ۱۲۷۳ ہجری
ڈاکٹر پاٹریج صاحب بہادر	تین روپے آٹھ آنے	۲۷ ذی قعدہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۶ جمادی الاول ۱۲۷۳ھ
میر خانی صاحب دام حشمہ	پندرہ روپے	۲۲ ذی قعدہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۱ ذی قعدہ ۱۲۷۳ ہجری

شہر لکھنؤ محلّہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبارنو یافت جان تازہ جسم لکھنؤ
گنج گوہر ہائے معنی اندر دست چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

نمبر ۸ ۱۱ محرم الحرام ۱۲۷۳ھ ہجری مطابق ۱۲ ماہ ستمبر ۱۸۵۶ء عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام بالمقدور ہے۔ مدح وذم کا انداز نہیں رکھا۔ ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے۔ شش ماہی سات روپئے آٹھ آنے ۱۵ روپئے سالانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپئے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر رقم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلاتوقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجدیا جائے گا۔ اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو۔ والا حسب دستور اخبار جاری رہے گا۔ اور زر قیمت دینا پڑے گا۔ شکایت اشتہار میں مندرج ہے کہ جو صاحب اخبار خریدنہ فرمائیں پہلے پرچے کو دیکھ کر آگاہ کریں زیادہ راہ نہ دکھائیں۔ افسوس کہ بعضوں نے اُس پر نظر نہ کی۔ پرچے رکھ لئے ہم کو خبر نہ کی۔ اب معلوم نہیں کیا خیال ہوا کیسا بخل سمایا کہ کہیں سے تیسرا پرچہ کہیں سے چوتھا پھر آیا۔ یاد رہے کہ جنہوں نے تیسرے پرچے تک اطلاع نہیں کی اُن کو ضرور قیمت دینا پڑے گی۔

لکھنؤ

۶ ستمبر کو آمنی صاحب بہادر جوڈیشیل کمشنر نے صاحب منتظم شہر کے نام چٹھی لکھی۔ مفتاح الدولہ اقبال الدولہ وصحۃ الدولہ سے ضمانت اور اقرارنامہ لینے کی تجویز کی۔ صاحب منتظم نے سبھوں کو کچہری میں بلایا علیحدہ علیحدہ حال پوچھا سمجھایا۔ پہلے مفتاح الدولہ کی نوبت آئی اُن سے حقیقت پوچھی یہ بات فرمائی کہ پادشاہی کوٹھوں کا مع تفصیل اسباب نشان بتاؤ۔ اگر زبانی سب یاد نہ رکھتے ہو کاغذ جزو کل لاؤ۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم کو اطلاع اس کی نہیں کوٹھوں کے شمار سے مطلق آگہی نہیں۔ مگر جہاں جہاں اسباب رکھا ہے۔ مقرر تلنگوں کا پہرا ہے۔ اور کوٹھوں کے اسباب نکلتے رہے۔ ہمیشہ مکانات بدلتے رہے۔ اس سبب سے کاغذ مرتب نہ ہوا۔ کبھی حاصل یہ مطلب نہ ہوا۔ اس صورت میں گذارش تفصیل دشوار ہے۔ میرا اس میں کیا اختیار ہے۔ صاحب نے اُن کا اظہار لکھوایا۔ پھر دس ہزار روپئے کا مچلکا طلب کیا۔ انہوں نے عذر کیا سبب پوچھا۔ صاحب نے وہ چٹھی دکھا کر کہا کہ ہم کو یہ حکم پہونچا ہے۔ ہم سے عذر کرنا بے جا ہے۔ جو کچھ منظور ہو حاکم بالادست سے کہو۔ مفتاح الدولہ ناچار ہوئے مچلکا لکھنے پر طیار ہوئے۔ یہ مضمون لکھ دیا۔ داخل دفتر کیا۔ اگر ہم بے اطلاع و اجازت صاحبان عالیشان کے شہر سے باہر جائیں۔ بدون جائزہ اسباب شاہی کے ٹلکر ادھر اُدھر جائیں۔ دس ہزار روپئے داخل سرکار کریں۔ کچھ نہ حیلہ حوالہ کریں نہ تکرار کریں۔ اگر تامل ہو سرکار حسب رشتہ عدالت وصول فرمائے۔ کسی عذر کی سماعت نہ کرے حجت نامقبول فرمائے۔ پھر صحۃ الدولہ سے سوال ہوا۔ اُسی طرح استفسار ہوا۔ وہ بولے مجھ کو بالکل واقفیت نہیں۔ کوٹھوں کے امور میں مداخلت نہیں۔ ہاں دو مہینہ کئی دن ہوئے کہ

بموجب فرمان شاہی مفتاح الدولہ کی مہر کے ساتھ اپنی مہر کوٹھوں پر لگادی۔ امر جلیل القدر سلطانی کے بجالانے سے انکار کرنا ادب امتناب نہ جانا۔ اگرچہ کیفیت معلوم نہ تھی صاحب نے اُن کا اظہار لکھوایا اور مضمون مندرجہ بالا کا مچلکہ لیا۔ پھر اقبال الدولہ کو بلایا خاطر داری کی استفسار فرمایا۔

انہوں نے بحالی سے برطرفی تک سب حقیقت سُنائی صاحب نے وہ بھی حرف بہ حرف لکھوائی۔ اور اُن سے بھی وہی اقرار لیا کسی طرح کا عذر مسموع نہ کیا۔ اگرچہ بے دخلی ظاہر ہوئی مگر اس باب میں غیر موثر ہوئی۔ بعد اس کے یہ تینوں عمائد رخصت ہوئے گھر کو عزیمت کی۔ صاحب منتظم نے جوڈیشیل کمشنر بہادر کو اطلاع حقیقت کی۔ دیکھئے حکم وہاں سے کیا آئے۔ کس سے تعرض ہو کون چُھٹی پائے۔ اب ہر کوٹھی پر پہرہ مقرر ہے ظاہرا ہتھیاروں کا لے لینا مد نظر ہے۔ مفتاح الدولہ سلاح کا کوٹھوں میں ہونا لکھوا چکے ہیں۔ مگر صاف صاف نہیں کہا کہ کہاں رکھے ہیں۔ ایک کوٹھی میں جہاز پرکی کی توپیں سب ہیں۔ ویانتہ الدولہ کا اہتمام ہے اُن کے کارندے طلب ہیں۔ ۶ رتمبر کو تھانہ دار معزول نواب گنج کی عرضی اس مضمون سے صاحب ڈپٹی کمشنر کے حضور پہونچی کہ پروانہ حضور تیسرے کا لکھا ہوا آیا۔ فدوی کو برطرفی کے حکم سے آگاہ فرمایا۔ ہر چند اُسی دن سے برخاست ہوا ہوں موقوف ہوں مگر دوسرے تھانہ دار کے آنے تک کار سرکار میں مصروف ہوں۔ صاحب نے جب عرضی کو پڑھوایا حال سن کر یہ حکم لکھوایا کہ ہم نے تمہاری برطرفی کو نہیں فرمایا تھا عدم تندہی کے جرم سے قابل موقوفی ٹھہرایا تھا۔ معزولی کا حکم سہواً لکھا گیا تم بحال ہو کام سرکار کا بدستور سابق کرتے رہو۔ مچھی بھون والے کوٹھوں کا جائزا ہے چنانچہ آگے درج اخبار ہو چکا ہے۔ محرم کی ساتویں تک تیرہ کوٹھی کھلی۔ اُن میں کئی طرح کے اسباب مفصلہ ذیل نکلے۔

ہاتھ کے کڑے طلائی جڑاؤ	یاقوت وزمرد	ہیرے کے نگینے	موتیوں کا چوڑا ہار
ایک جوڑی	۵ دانہ	۱۵ رقم	یک رقم
چاندی کے علم نقشی	علموں کی پٹکی زرداری	تلواریں عمدہ	بندوقیں طلائی رومی
۱۰ عدد	۱۵ عدد	۲۰۰۰ قبضہ	۱۵۰ ضرب
چقماق	توڑی دار		
۵۰ ضرب	۱۰۰ ضرب		
چینی کے برتن عمدہ	خیمے کا سامان	بوتل وشیشہ وکنٹر عمدہ	پارچہ کہنہ بے شمار
پندرہ ہزار	بے شمار	تین سو عدد	
اور غلاف کمخواب			
۳۷ بقچہ			

نیرنگی دورِ آسمان دیکھئے۔ تاریکی ظلمت آباد جہاں دیکھئے۔ محرم لکھنؤ کا تمام عالم میں مشہور ہے۔ یہاں کے چراغوں کی روشنی دور دور ہے۔ سب کو دیکھنے کی لَو لگی رہتی ہے۔ ہر دل میں خواہش دید چمکتی رہتی ہے۔ پہلی تاریخ سے امام باڑوں میں روشنی ہوتی تھی۔ لنگر بٹتے تھے تقسیم شیرینی ہوتی تھی۔ بے چارے محتاج مساکین پاتے تھے۔ کہاں کہاں سے امید پر آتے تھے۔ اب کی بار تقدیر کا پھیر ہے۔ انقلاب زمانہ سے اندھیر ہے۔ خیر کا دروازہ بند ہوا۔ آہ کا شعلہ بلند ہوا۔ امام باڑوں میں اندھیرا ہے۔ تیرہ روزی نے گھیرا ہے۔ خصوصاً حسین آباد کی بے رونقی نے دل بجھادیا۔ سوزِ غم نے ہر استخوان کو شمع کی طرح جلادیا۔ جہاں کی روشنی سے مہتاب پرداغ تھا۔ ستاروں پر چشمک زن ایک ایک چراغ تھا۔ وہاں پانچویں تک کہیں کہیں کچھ چراغ دکھتے تھے۔ دیدہ غول بیابانی کی طرح دور سے چمکتے تھے اس کا سبب یہ ہوا کہ مہتمم لوگوں کے دشمن بیمار ہیں۔ ہر چند جی جلتا ہے مگر کیا کریں ناچار ہیں۔ رفیق الدولہ کو مدت سے درد پا ہے۔ ان دنوں بٹھادیا ایسا اُٹھا ہے۔ درد کی شدت میں بہکتے ہیں۔ اکثر اوقات ہذیان بکتے ہیں۔ ازار بند کو ٹٹول کر یہ کلام رہتا ہے۔ کسی نے کنجیاں تو نہیں کھولیں مجھے کھٹکا ہے۔ اہتمام میں کیونکر قدم رکھیں کہ جان تنگ ہے۔ اُن کی چلتے یہ بات نہ ہوتی مگر عذر لنگ ہے۔ اور علی بخش خان کے آنکھ میں آب

نزول اُترا ہے۔ بے چارے کے دماغ سے نزلہ جھڑتا ہے۔ نہیں تو دیکھ بھال کر آنکھ نہ چراتے۔ خبرداری مدنظر رکھتے اندھیر نہ مچاتے۔ آخر محامد الدولہ بہادر کی دلسوزی کام آئی۔ اُن کی سرگرمی نے پھر اگلی رونق دکھائی۔ چھٹی تاریخ سے وہی عالم تھا۔ وہی حسین آباد وہی محرم تھا۔ جھاڑ کنول کی روشنی دیکھنے کو فرشی جھاڑوں کے سروقد کھڑے تھے۔ تیل پانی کے گلاسوں سے دیواروں میں تارے جڑے تھے۔ شام سے صبح تک نور پھیلا رہا۔ ہررات پر دن کا دھوکا ہوا۔ لب نہر چراغوں کے عکس جب پانی میں نظر آتے تھے۔ آب انفعال میں ستارے ڈوب جاتے تھے۔ فصیل پر روشن کنولوں کی قطار جمائی۔ جسے دیکھ کر کہکشاں کو غیرت آئی۔ سرو چراغان زمین پر جمے تھے۔ یکقلم نور کے درخت اُگے تھے۔ اسی تاریخ میں صاحب چیف کمشنر بہادر زیارت کو رونق افروز ہوئے۔ ساتویں کو کپتان فلیچر ڈیس صاحب بہادر تشریف فرما ہوئے۔

آگی موتی پاسی ولد اگنی۔ علاقہ نواب گنج کی رہنے والی نے مداری لودھی کے گھر میں چوری کی دستِ غارت دراز کیا بہت ستایا۔ اُس کے بیٹے بھوانی دین کو زخمی کیا شیوبخش چوکیدار گو مار کر فتنہ اُٹھایا۔ اس علت میں پابجولاں تھا۔ مدت سے محبوس زنداں تھا۔ اب حاکموں نے اسے پھانسی دینے کا حکم لگایا ہے۔ ستمبر کی پندرہویں کو طلوع آفتاب سے پہلے وقت ٹھہرایا ہے۔ صاحب منتظم شہر نے جتادیا۔ وارنٹ مجرم کو سنادیا۔ زوجہ مقتول کے واسطے حکم انعام ہے۔ پچھتر روپے دینے کو تجویز حکام ہے۔

۲۸/ ذی الحجہ کو تین مجروح علاقہ رام نگر دہمیڈی کے اسپتال میں آئے۔ ڈاکٹر صاحب نے دیکھ بھال کر علاج شروع کیا ٹانکے لگائے۔ ابھی مجروحی کے سبب کی تحقیق نہیں۔ بعد دریافت لکھنے میں تعویق نہیں۔ اسی تاریخ کو حسن گنج کے تھانے میں ایک عورت کی لاش آئی۔ پولس والوں نے ورثہ مردہ کے ساتھ منتظم شہر کی کچہری میں پہنچائی۔ عندالتحقیق معلوم ہوا کہ ہمسائے میں کسی نے دال چرانے کا اتہام کیا عورت کی دال نہ گلی جوش غیرت میں کوئیں میں گری اپنا کام تمام کیا۔ گواہوں کے اظہار سے ثابت ہوا کہ غصہ کھا کر جل بھُن گئی گر کر جان گنوائی۔ ورثہ دار خواہی کے لئے اڑہائی چاول پکایا کئے، مگر کچی بات تھی کچھ بن نہ آئی۔

یکم ستمبر کو بعض ساکنان احاطہ فقیر محمد خان کے گھر میں چوری ہوئی۔ اکثر حامیوں کی قلعی کھلی ظاہر مال مردم خوری ہوئی۔ تھانہ دار محل واردات پر آیا۔ اتفاقاً ایک چور کو پکڑ لایا۔ چوروں کے آنے جانے کے راہ ڈھونڈی گئی محترم خواجہ سرا کے باغ سے سمجھی گئی۔ اُس کی دیواروں کو بلند دروازوں کو مستحکم دیکھا۔ نکلنے بیٹھنے کی راہ تفتیش کرنے لگا۔ ایک مکان باغ مذکور سے ملا ہوا ہے۔ کہ قبضہ اُس پر فقیر محمد خان کے بیٹوں کا ہے۔ اُس کی چھت پر آمد و رفت کا نشان پایا گیا۔ تھانہ دار لوگوں کو لے کر مکان میں گھس آیا۔ مرزا قاسم بیگ کہ خان مذکور کے بیٹوں کا نوکر ہے۔ اور مکان مذکور کی حفاظت کو مقرر ہے۔ پولس والوں سے درشتی کرنے لگا اُلٹا اُن سے بھڑنے لگا۔ کہ امرا کے مکان میں چوری کا شبہ بے محل ہے۔ تمہارے آئین مردم شناسی میں یہ بڑا خلل ہے۔ ہے اُنہوں نے یہ باتیں نامسموع ٹھہرائیں۔ جتنی کوٹھریاں مقفل تھیں کھلوائیں۔ دیکھتے کیا ہیں کہ چوری کا مال بھرا ہے۔ ہزاروں روپے کا زیور و پشمینہ دھرا ہے۔ اس بات پر مرزا ے مذکور کو تا ہو کر موچھوں پر بہت تاؤ دیتا تھا گرفتار کیا۔ اتنے میں دو تین چور اسباب لئے ہوئے اسی مکان میں چھپنے آتے تھے اُن کو بھی پکڑ لیا۔ اُنہوں نے ڈرانے دھمکانے سے قبول دیا۔ بعد تنبیہ و تہدید کے یہ ظاہر کیا۔ کہ ہم چودہ آدمیوں کو مرزا نے ملیح آباد سے بُلایا ہے۔ سبھوں کو چوری پر مامور کیا اسی کام میں لگایا ہے۔ جو کچھ چراتے ہیں اسی کو دے جاتے ہیں۔ چنانچہ کچھ اسباب مرزا کے پاس یہیں رکھا ہے۔ اور کچھ اُس کے شریک فرزوق نامی حبشی کے گھر میں محفوظ ہوا ہے۔ تھانے کے لوگ یہ سُن کر اُس حبشی کے مکان پر گئے دیکھا بھالا۔ وہاں سے چوری کا مال تخمیناً پانچ ہزار روپے جس کی قیمت ہوگی ڈھونڈ نکالا۔ حبشی مذکور کو بھی پکڑ لیا۔ صاحب منتظم کے پاس بھیجدیا۔ سب چور ابھی پکڑے نہیں گئے گرفتاروں کی نشاندہی سے جستجو ہے۔ اور جوار احاطہ مذکور کے رہنے والوں کو امانت مال کی تہمت سے خوف آبرو ہے۔ دیکھئے کون کون چوروں کا شریک ٹھہرتا ہے کہ وہاں بہت دنوں سے یہ ہنگامہ برپا کرتا ہے۔

ان دنوں مطبع محسن لکھنؤ میں اہلکاران پولس کا دستور العمل سرکار انگریزی کے حکم سے چھپا ہے۔ اطلاع خاص و عام کے واسطے صحیفہ اخبار میں بعینہ درج ہوتا ہے۔

دستور العمل

درباب تقرر و ترقی اہلکاران پولس ملک اودھ و استحکام کارگزاری و حسن انتظام پولس دفعہ اول اصاحبان ڈپٹی کمشنر کو لازم ہے کہ خود فہرست امیدواران لائق و پسندیدہ کے واسطے عہدہ برقندازی کے رکھیں دفعہ دوسری ۲ قبل درج ہونے نام امیدوار کی فہرست میں اُس کو لازم ہے کہ کسی شخص ذی عزت خانہ دار کی معتبری دیوے۔ دفعہ تیسری ۳ کوئی امیدوار درج فہرست نہ ہووے جو قد میں ساڑھے پانچ فٹ سے کم ہووے و جس کی عمر بائیس برس سے کم و تیس برس سے زیادہ ہو اور اُس کی قوت جسمانی و تندرستی کی صداقت ہو کسی سول سرجن یا اور کسی ڈاکٹر سے غرضکہ قوت جسمانی و لیاقت و نیک روشی واسطے ادائے لوازم اس عہدہ کی منجملہ واجبات ہے۔ دفعہ چوتھی ۴ جمعدار و دفعدار و لانس نایک[1] ان عہدہ پر اور عہدوں پر ترقی کرنا صرف صاحب ڈپٹی کمشنر کے تعلق ہے کہ وے منجملہ ملازمان پولس جس کو مستحق جانیں مقرر کریں گے اور سوائے برقندازوں کے ایسے عہدوں پر غیر شخص مقرر نہ ہوں گے مگر بوجہ خاص اور یہ وجہ خاص لکھی جائے گی اور وقت تجویز ترقی کے جو لوگ خواندہ ہونگے اُن کو بہ نسبت ناخواندوں کی ترجیح ہوگی اور قدامت پر بھی لحاظ کیا جائے گا کوئی ناخواندہ آدمی عہدہ جمعداری درجہ اول پر مقرر نہ ہو سکے گا دفعہ پانچویں ۵ ضرور ہے کہ ہر ایک تھانہ دار طاقت جسمانی اور لیاقت و چلن نیک رکھتا ہو اور بعد اجرائے اس دستور العمل کے ناخواندہ شخص عہدہ تھانہ داری پر مقرر نہ ہوگا اور پہلے تو امتحاناً چھ مہینے کے واسطے مقرر کیا جاوے گا اور جب تک ڈپٹی کمشنر کو اطمینان اس امر کا نہ ہوگا کہ یہ شخص قانون بستم ۱۸۱۷ عیسوی اور احکام سرکیولر مجاریہ صوبہ اودھ متعلقہ سررشتہ پولس سے خوب واقفیت رکھتا ہے تب تک وہ شخص عہدہ تھانہ داری پر مستقل نہ کیا جاوے گا اور جب تک منجملہ نوکران پولس کم درجہ والوں کے کوئی شخص لائق عہدہ تھانہ داری کے بہم پہونچ سکے گا تب تک شخص غیر عہدہ تھاہ داری پر مقرر نہ کیا جاوے گا۔ دفعہ چھٹویں ۶ اور بالکل تقرر اہلکاران پولیس کا ڈپٹی کمشنر کریں گے اور کوئی شخص منجملہ اہلکاران پولیس کے برقنداز تک بجز حکم ڈپٹی کمشنر کے موقوف نہ ہوگا۔ دفعہ ساتویں ۷ اور جب ڈپٹی کمشنر کسی شخص کو عہدہ اعلیٰ پر منجملہ عہدہ ہائے پولیس کے مقرر کریں تو مطابق نقشہ مندرجہ ذیل کے صاحب کمشنر کو منظوری کے واسطے لکھیں گے نقشہ تقرر مرسلہ ڈپٹی کمشنر ضلع جہت تقرر عہدہ

نام بقید ذات وولدیت	کارگزاری سابقہ و تاریخ تقرر	شرح لیاقت و چلن
		مطابق قاعدہ مندرجہ دفعہ پنجم جو امتحان لیا جاوے گا اُس کا حال بھی کہ کس طرح پر امتحان دیا اس خانہ میں مندرج کیا جاوے

1۔ لانس نائیک

دفعہ آٹھویں ۸ اور اس لئے کہ اہلکاران پولیس کار سرکار بہ محنت و جانفشانی انجام دیں اور واسطے اُس حفظ استحقاق کی کتاب اعمالنامہ کی رکھی جاوے گی اور جمیع احکام نسبت کسی شخص کے درباب خوشی یا ناراضی حاکم کی اُس کتاب میں مندرج کی جائیں گی۔ دفعہ نویں ۹ اور جو اشخاص کہ دفعدار سے بڑھ کر عہدہ رکھتے ہونگے اُن کا اعمال نامہ ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں انگریزی میں رکھا جائے گا اور دفعدار کا اعمال نامہ یا جن لوگوں کا عہدہ دفعدار سے کم ہے اُن کا اعمال نامہ تحصیلدار کہ افسر پولیس بھی ہوتے ہیں رکھیں گے اور ان کتابوں پر ورق داغ کیا جائے گا اور فہرست بھی بنائی جائیں گی اور ہر صفحہ پر نام اور ولدیت اور ذات اور سکونت اور عمر اور تاریخ تقرر مندرج کی جائے گی اور احکام نسبت اُس شخص کے نیچے لکھے جائیں گے اور جب اُس شخص کی تبدیلی دوسری تحصیلداری کے کسی تھانہ پر ہوگی تو جس قدر احکام اُس شخص سے متعلق ہونگے اُس کتاب سے نقل کرکے اُس تحصیلداری میں بھیج دی جاوے گی اور افسر پولیس اپنی کتاب میں نام اُس شخص کا اور نقل اُن احکام کے مندرج کرلے گا۔ اور نیچے تاریخ اُس کے پہونچنے کے اپنے علاقہ میں درج کرے گا اور ڈپٹی کمشنر جب دورہ کو جایا کریں گے تو اِن کتابوں کو ملاحظہ کرکے حال اپنے ملاحظہ کرنے کا لکھ دیں گے اور نقل اُس اعمال نامہ کی صدر میں بھی رکھی جاوے گی اور چھ مہینے میں یا سال بھر میں احکام متزاید اُس میں مندرج ہوا کریں گے۔ دفعہ دسویں ۱۰ اور سب نوکران پولیس ادنیٰ سے اعلیٰ تک آگاہ کردیئے جاویں کہ اگر کسی نوکر پولیس کے سرکار کے کام میں جان جاوے گی تو اُس کے قبائل کی پرورش کی جاوے گی۔ اور اگر اُس شخص کو ایسا زخم لگے گا کہ قابل کام کرنے کے نہ رہے تو اُس کے واسطے سرکار سے پنشن مقرر کیا جاوے گا دفعہ گیارہویں ۱۱ جو تھانہ دار کہ کارگزاری نیک سے یا ہمیشہ کے نیک چلن اور پسندیدہ کارگزاری سے نیک نامی اور عزت حاصل کرے گا تو بایمائے صاحب کمشنر مورد عنایت کا ہوگا یعنی خلعت یا تلوار وغیرہ اُس کو سرکار سے مرحمت ہوگی اور صاحبان کمشنر سالتمام کی رپورٹ میں جس تھانہ دار یا جن تھانہ داروں کو مستحق ایسے انعام کا سمجھیں گے اُن کے واسطے رپورٹ کریں گے۔ دفعہ بارہویں ۱۲ اور پولیس کے سررشتہ میں متوطنان صوبہ اودھ مقرر ہونگے۔ دفعہ تیرہویں ۱۳ جو سرکار کو یہ بات منظور ہے کہ عوضی نہ مقرر ہوا کریں اور نوکران پولیس کی نسبت رعایت کی جاوے اس لئے حکم ہوتا ہے کہ صاحبان ڈپٹی کمشنر مختار ہیں کہ بلاعوضی اور بلاوضع کرنے تنخواہ کے رخصت پندرہ روز کی سال بھر میں عنایت کریں مگر یہ رخصت صرف اُس صورت میں منظور ہوگی جبکہ ہرج کار سرکار متصور نہ ہوگا اور درصورت یہ کہ طالب رخصت کارگزار پسندیدہ سے مستحق رخصت سمجھا جائے گا۔ دفعہ چودہویں ۱۴ اور تا کہ نوکران پولیس نوشت خواند سیکھیں سرکار کی طرف سے ایسی تدبیر کی جاوے گی کہ جس میں نوشت خواند سیکھنے کا حوصلہ بڑھے اور سب طرح سے نوشت خواند سیکھنے کے واسطے آسانی کی جاوے گی۔ دفعہ پندرہویں ۱۵ اگر کسی حاکم ضلع کی یہ رائے ہو کہ کسی نوکر پولیس کو بوجہ خاص دوسرے ضلع میں اُسی عہدہ پر تبدیل کرنا مناسب ہے تو حاکم موصوف مع وجوہات صاحب کمشنر سے استدعا کریں اور اختیار منظوری یا نامنظوری صاحب کمشنر کو حاصل ہے۔

بستم ماہ اگست در مطبع مجلس لکھنؤ ۱۸۵۶ء

رنگون

وہاں چند بدمعاشوں نے صلاح کی کہ شہر اور چھاؤنی کو لوٹیے۔ پہلے آگ لگا دیجئے پھر اُس ہلڑ میں ہوس بجھائے تاراج پر ٹوٹے۔ صاحب کمشنر بہادر نے یہ خبر پائی فوراً کچھ فوج منگائی۔ شوالے پر جہاں مفسدوں کا اجتماع تھا پہونچے سبھوں کو گرفتار کیا ہتھیار زر نقد جو کچھ اُن کے پاس تھا چھین لیا۔ اخبار محتشم

یمن

وہاں بہت بدسرانجامی ہے ان دنوں نہایت بے انتظامی ہے عرب چاہتے ہیں کہ ترکوں کو نکالیں سر پر سے یہ آفت ٹالیں قلعہ کیوان پر قدم جما کر قلعہ اعلیٰ عرش کی طرف رُخ کیا۔ حاکم ترک کہ وہاں مقیم تھا رسد نہ ملنے سے مضطر ہو کر بھاگ گیا۔ پینتیس ہزار آدمی اُس کے پاس تھے مگر سب بے حواس تھے۔ دس

ہزار آدمیوں نے مصلحتہً عرب کا ساتھ دیا باقی اِدھر اُدھر چھپ رہے اپنا ٹھکانہ کیا۔ جب عرب نے قلعہ مذکور پر دخل پایا قلعجات جنوبی و شمالی کی طرف قدم بڑھایا وہاں کے قلعہ داروں نے توپیں ماریں مقابلے پر آئے یہ لوگ کمزور تھے اُلٹے پھرے تاب مقاومت نہ لائے۔ عمدۃ الاخبار

کلکتہ

ملاحوں نے جمع ہو کر نواب گورنر جنرل بہادر سے فریاد کی۔ نہر کلکتہ کے تعیناتیوں کا ظلم بیان کیا داد بیداد کی۔ ہزار ہا اکھٹے ہوئے گورنری کوٹھی گھری رہی۔ نواب ممدوح کو دمبدم کی خبر پہنچتی رہی۔ شام کو حکم ہوا کہ حال مفصل لکھو زبانی کا اعتبار نہیں عرضی پیش کرو۔ حضرت شاہ مجاہ کے حضور میں بڑا اسامان تعزیہ داری ہے لاکھ روپیہ مرحمت ہوئے۔ طرح طرح کی طیاری ہے اب کے بار سچ پوچھئے تو کلکتہ ہی میں محرم ہے لکھنو والے سر پیٹتے ہیں۔۔۔۔۔

رام پور

دوربین میں اخبارات انگریزی سے یہ خبر لکھی ہے کہ والی رام پور نے لونڈی غلام رکھنے کی رسم اپنے ملک سے اُٹھادی ہے۔ حکم ہے کہ سب کے سب آزاد ہو جائیں خدمت کر چکے راحت پائیں۔

بریلی

اس ضلع میں ہارسل صاحب ہیڈ اسسٹنٹ کلکٹر تھے اُن کے دستورات روز مرّہ یوں مقرر تھے کہ چھ بجے کو کچہری برخاست کر کے آتے۔ دس بجے تک بنگلے پر کتاب دیکھتے پھر سو جاتے۔ ایک دن موافق معمول آرام کر چکے تھے۔ اور ایک بھائی نوکر چاکر سب سو رہے تھے۔ قضا کسی کی آنکھ کھلی کیا دیکھتا ہے کہ صاحب مقتول ہوئے لاشہ پڑا ہے۔ ہر چند تلاش ہوئی قاتل نہیں ملا اب تک کہیں پتہ نہیں لگا۔ کوہِ نور

فتح پور

وہاں کسی نے ایک چھوکری کو قتل کیا۔ زیور کی طمع سے خون سر پر لیا۔ خونی ابھی ہاتھ نہیں آیا۔ کسی نے پتہ نہیں پایا۔ موضع ساہ پرگنہ غازی پور ضلع فتح پور میں ان دنوں ایک کشت و خون ہوا۔ ہر سہائے رام سہائے فریق اوّل اور نندلال فریق ثانی میں خانہ جنگی حال زبون ہوا۔ فریق اوّل کا ایک آدمی زخمی ہوا ایک مارا گیا فریق ثانی میں سب سلامت رہے مقدمہ دوَرے کو سونپا گیا۔ کوہِ نور

ناگپور

جو لارڈ ڈلہوسی[1] گورنر سابق نے اُس ریاست بے انصافی کی۔ نواب گورنر بہادر حال نے آنسو پونچھے اُس کی تلافی کی۔ رانیوں کے حال پر شفقت کی نظر کی۔ کمشنر کی سفارش سے پنشن مقرر کی۔ بڑی رانی مختار ریاست کے لئے ایک لاکھ بیس ہزار روپے اور ایک رانی کو پچاس ہزار روپے سالانہ ٹھہرایا۔ چار رانیوں کو پچیس پچیس ہزار بیوہ آپا صاحب کا دس ہزار روپے سال تجویز فرمایا۔ رئیس نے راجہ کوندہ کا ایک لاکھ بیس ہزار سالانہ مقرر کیا تھا۔ سرکار نے اُس سے کچھ تعرض نہیں کیا بدستور برقرار رکھا۔ کوہِ نور

۱۔ لارڈ ڈلہوزی

جے پور

ان دنوں اُس نواح میں کوتوال کی غفلت سے خون ہوا کرتے ہیں مفسد لوگ فتنہ انگیزیوں پر جان دیتے ہیں فساد پر مرتے ہیں ڈیڑھ مہینے میں چھ آدمی مارے گئے عدم آباد کو تلوار کی گھاٹ اُتارے گئے۔

افغانستان

ہرات میں ایرانیوں نے تصرف کرلیا۔لڑبھڑ کر ہراتیوں کا قبضہ اُٹھادیا۔دونوں طرف کے لشکر ہتھیار تھام تھام آئے۔لڑائی میں پندرسو ایرانی کام آئے۔ امیر دوست محمد خان کو رنج عظیم ہوا۔یہ خبر سُن کر دل دونیم ہوا۔اب ارادہ معاودت کابل نہیں۔وہاں جانے کا قصد بالکل نہیں۔ان دنوں ایک انگریز ہرات سے قندھار میں آیا۔امیر نے اُسے سندھ کی طرف جانے کو فرمایا۔اُس نے نہ مانا کابل پہنچا۔ایک یہودی سوداگر کے گھر میں چھپا۔مگر یہ حال کھل گیا مقدمہ بگڑ گیا۔اور وہ محمد عظیم خلف امیر کے پاس پکڑ گیا۔امیر زادے نے دیکھتے ہی قتل کا حکم دیا۔عثمان خان نے سفارش کرکے بچالیا۔آخر سفیر انگریزی کے سپرد ہوا کہ پشاور میں پہونچائے۔کابل میں رہنے نہ دے۔قندھار میں ٹھہرائے۔اُسے وہاں جانے سے انکار ہے اس بات پر اڑا ہے یہ اصرار ہے کہ شہر کابل میں رہوں گا۔ڈاکٹری کا پیشہ لیا کروں گا۔

قندھار میں امیر کا لشکر بارانگی تمام ہے۔بندوبست بھی خوب ہے اچھا انتظام ہے۔مگر یہ بڑی دقت ہے کہ روپے کی قلت ہے۔ہرات سے قندھار تک راہ میں بڑا اندھیر ہے۔اگر کوئی مسافر وہاں جائے قسمت کا پھیر ہے۔ڈاکو راہزن بالکل لوٹ لیتے ہیں۔ننگا بوچا کر کے چھوڑ دیتے ہیں۔اگر کسی کے پاس خط یا کاغذ پاتے ہیں چھین کر پرزے اُڑاتے ہیں۔ایسے دنوں تک خیر تھی قافلوں کا گذر نہیں۔غارتگروں کے دست برد سے کوئی بے خطر نہیں۔

نور مغربی و قرون السعدین وغیرہ

ڈاک گھر کی ڈکیتی

کسی نے اکتیس تولے سونا ٹین کی ڈبیا میں بند کرکے اُس پر موم جامے کا غلاف چڑھایا۔لاکہ لگا کر مہر کی کلکتہ سے رنگ پور کو ایک مہاجن کے نام ڈاک پر بھجوایا پلندہ تولا گیا پینتالیس تولہ ہوا جب رنگ پور مہاجن کے پاس آیا اُس نے اور رنگ دیکھا دل میں وسواس آیا۔مہر ٹوٹی پائی شبہ مستحکم ہوا۔مع موم جامہ تولا تیس تولے سے کم ہوا۔سمجھا ڈاک والوں نے چیرا کیا یہ نوبت پہونچائی۔بھیجنے والے نے لاکھ مضبوطی کی ایک کام نہ آئی۔اُسی طرح ڈبیہ لے گیا ڈاک کے کمشنر کو دکھائی صورت حال بیان کی سب کیفیت سنائی۔کمشنر یہ سنتے ہی ڈاک گھر پہونچا اُس کو ساتھ لیا۔روانگی سے پہونچنے تک حال پوچھ کر ڈبیہ کھولنے کا حکم دیا۔جب غلاف اُترا ڈبیہ کھلی۔سونے کے بدلے گیلی ریت نکلی مہاجن یہ دیکھ کر خاک اُڑانے لگا۔سر پیٹ کر آنسو بہانے لگا۔دن بُرے آتے ہیں تو یہی ہوتا ہے کہ اگر سونا چھوئیں مٹی ہوتا ہے۔کمشنر نے کلکتہ کے پوسٹ ماسٹر کو چٹھی لکھی ہے دیکھئے کیا جواب آتا ہے کیا صورت ہوتی ہے۔قران السعدین

ولایت

سلطان الاخبار میں انگلش مین سے مذکور ہوا۔اور اُس میں اخبار انگلشیہ سے مسطور ہوا۔کہ ان دنوں درمیان حکام کورٹ ڈائرکٹرس اور اہالیٔ پارلیمنٹ کے خلاف پڑا ہے۔دونوں عالیشان محکموں میں نااتفاقی کا جھگڑا پڑا ہے۔اُن کی رائے اُن کو پسند نہیں اُن کی تجویز سے یہ رضامند نہیں۔آپس میں اختلاف بے حد کرتے ہیں ایک دوسرے کا حکم رد کرتے ہیں۔کہتے ہیں کورٹ آف ڈائرکٹرس نے حکم دیا۔ایک کروڑ پچاس لاکھ کا خرچ اس لئے تجویز کیا۔کہ شہر آراستہ ہو دریا کے پُل پشتوں کی طیاری ہو۔تالاب کھدیں راستے صاف بنیں اور ضروریات کی کار برآری ہو۔پھر مصلحت نہ دیکھی۔آپ ہی ممانعت کی۔اہالیٔ پارلیمنٹ اُن سے بیزار ہوئے۔یہ امور طبیعت کو ناگوار ہوئے۔ان دنوں تازہ اخبار انگریزی سے اس خبر نے شہرت پائی ہے کہ بعد صلح روم و

روس انگریزوں اور روسیوں نے یہ ٹھہرائی ہے۔ کہ دونوں قوم تجارت پھیلائیں۔ مال روم وروس میں بھجوائیں۔ چنانچہ شکر، نیل، روئی کا جہاز انگریزوں نے بھیجا ہے۔ بے توسط کسی کے ملک قسطنطنیہ پہونچا ہے۔ کہتے ہیں کبھی ایسا ہوا نہیں۔ وہاں جہاز انگریزی گیا نہیں۔ ملکہ معظمہ کی بڑی صاحبزادی کہیں موم بتی جلانے میں مشتغل ہوئی۔ ناگاہ شمع کی لو لگ گئی۔ آستین مشتعل ہوئی۔ ساعد وبازو جلے حال سقیم ہوا کہتے ہیں کہ صدمہ عظیم ہوا۔ صحیفہ لاہور پنجابی میں اخبار تازہ ولایت سے لکھا ہے۔ کہ شاہ روس مقام نکولایف میں تجارت کے جہاز مقرر کیا چاہتا ہے۔ مارشل ملہسیر صاحب فرانسیسی کمانڈر انچیف شہر کاماس سے چلے گئے۔ ۵ رجولائی کو آٹھ ہزار سپاہ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ پیادگان روس کی ایک رجمنٹ نے شہر مذکور کو دبالیا۔ بیٹھے بٹھائے مفت ایک ملک اُن کو خدا نے دے دیا۔ اب کمانڈر انچیف مذکور قسطنطنیہ میں مقیم ہیں۔ شاہ ظل اللہ روم کی عنایت ہے بڑی عزت سے ندیم ہیں۔ قلعہ[1] سپاسٹوپال کی طیاری ہے شکست وریخت کی مرمت جاری ہے۔ صحیفہ کوہ نور مخبر ہے۔ اخبار ولایت سے مظہر ہے کہ لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر جو آگے ہندوستان کے گورنر تھے اور اب تمام فوج شاہی کے سپہ سالار مقرر ہوئے ان دنوں بہت بیمار ہیں۔ کمال تشدد ہے ملکہ معظمہ اور اراکین دولت کو بڑا تردد ہے۔ رلجہ کرک[2] کو ایسٹ انڈیا کمپنی پر کچھ دعویٰ تھا۔ مقدمہ اُس کا ولایت میں دائر ہوا تھا۔ سُنا گیا کہ اب روبراہ ہے صورت اچھی ہے۔ عنقریب صبح وشام ڈگری ہوا چاہتی ہے۔ مگر ایک خلل ہوا یہ بڑا ابتل ہوا۔ کہ پہلے حکام ایسٹ نے چودہ سو روپیہ سال دینے کا وعدہ کیا اب اُس کو نہیں نباہتے روپیہ دینا بند کر دیا کہ رلجہ معاش سے تنگ ہو کر ولایت سے چلے آئیں۔ دعویٰ چھوڑ دیں مقدمے سے ہاتھ اُٹھائیں۔ دہلی کے نور مغربی سے اقتباس ہے خبر ولایت پر نقل کی اساس ہے۔ کہ سفیر روس کر دفر سے قسطنطنیہ میں آیا۔ بہت سے امرا نامدار کو اپنے ساتھ لایا۔ کہ شاہ روس کی طرف سے محبت واتحاد جتائے۔ شاہنشاہ دین پناہ روم سے رابطہ بڑھائے۔ لارڈ ڈلہوسی صاحب گورنر سابق نے کاغذات ضبطی ملک اودھ کے چھپوائے ہیں۔ اہالی پارلیمنٹ اور کورٹ آف ڈائرکٹرس کے حضور میں بھجوائے ہیں۔ دیکھئے کیا ظہور میں آئے۔ رائے حکام کیا ٹھہرائے آگے طغیانی دریائے فرانس کی لکھی گئی تھی۔ بربادی جان ومال خلائق کی تحریر ہوئی تھی۔ صاحبان لندن یہ خبر سُن کے تاسف ہوئے ترحم پر آئے۔ چندہ کر کے دو لاکھ روپے وہاں کی رعایا کو بھجوائے۔ کلکتہ والوں کو لکھا مناسب ہے کہ تم بھی چندہ کرو۔ کچھ روپے جمع کر کے سفیر فرانس کو وہیں دے دو۔ اور مفید خلائق میں لکھا ہے کہ خود فرانس میں تیسری مرتبہ چودہ ہزار دو سو چھیاسی روپے تقسیم کو ملے۔ اور ماہ جون کے چندے میں پانچ لاکھ چھہتر ہزار دو سو چودہ روپے نکلے۔ ایک شخص ملک روس سے فرانس میں گیا ہے آہنی سڑک کی ترکیب سیکھنے کا ارادہ ہے۔

میان میر

میجر ڈکفلڈ صاحب وہاں کی چھاؤنی میں جوائنٹ مجسٹریٹ تھے۔ اُن پر کورٹ مارشل میں کوئی مقدمہ دائر تھا مضطر تھے۔ اب مقدمہ تمام ہوا صاحب کو الزام ہوا۔ حاکموں نے جال کرچ اُتار لیا سزا تجویز کی قید کا حکم دیا۔ قران السعدین

خاندیس

اُس علاقے میں پٹنی ندی پر ایک قریہ سیل گاؤں نام ہے۔ وہاں مدت سے ایک منڈہی چھائی ہوئی ہے گسائین کا مقام ہے۔ ایک روز کچھ دن رہے کئی آدمی گاؤں میں آئے۔ اِدھر اُدھر سیر کر کے منڈہی میں سمائے۔ فقیر سے کہا باباجی بدیسیوں پر دیا کر و رات کے رات اپنے استھان پر بسیرا کرنے دو۔

۱۔ سیواستوپول کی فتح کے متعلق پیرس میں ۳۰ ستمبر ۱۸۵۴ء میں افواہ اُڑائی گئی۔ یہ افواہ اتحادیوں نے سرکاری پریس کے ذریعہ فرانس، برطانیہ، بلجیم اور جرمنی میں پھیلائی تھی۔ بعد میں فرانسیسی حکومت نے اس کی تردید کر دی۔ دیکھئے کال مارکس کلکٹید ورکس، جلد ۱۵، ص ۶۷۶۔

۲۔ کرگ

۔گسائین نے بشرہ دیکھ کر پہچان لیا۔ اپنی منڈھی میں اُن کو ٹھہرنے نہ دیا تھوڑی دیر میں بیس پچیس آدمی اُن کو ڈھونڈنے کے بہانے گھس آئے۔ دیکھ بھال کر لوٹنے لگے بھیک کے مال پر دست غارت پھیلائی۔ فقیر کے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے زخمی کیا تخمیناً پندرہ ہزار روپے کا مال لوٹ کر اپنا راستہ لیا۔ صاحب ضلع مصروف تلاش و تدبیر ہوئے یہاں تک غارتگر پکڑ آئے اسیر ہوئے۔ آگرہ اخبار

حیدرآباد دکن

انگلشمین میں عندیہ گورنمنٹ کا مذکور ہے کہ عنقریب والی حیدرآباد کو یہ حکم دینا منظور ہے کہ جس قدر فوج عرب کی ہو اپنے لشکر سے موقوف کرو۔ نور مغربی

متفرقات

صاحب مہتمم چشمہ فیض نے قلم کو گہربار فرمایا۔ ایک دو فقرے طلسم لکھنؤ کے مدح میں لکھے اپنا شکر گزار فرمایا۔ الحمد اللہ کہ ایک نے تو جوہر شناسی کی ہم کو محنت اور جانفشانی کی داد ملی۔ ہمیں لکھنے کی کیا لیاقت ہے اُن کی قدردانی ہی عنایت ہے مہتمم موصوف نے اخبارات معتبر سے تحریر فرمایا۔ کہ سفیر انگریزی دربار ایران سے مدت ہوئے ناراض ہو کر اُٹھ آیا جب تک شاہ کا معذرت نامہ لندن میں نہ آئے گا غالباً سفیر ایران نہ جائے گا ابھی جس طرح دھویں کے زور سے جہاز چلتے ہیں آئندہ اور صنعت ایجاد ہونے والی ہے یعنی قوت کہربائی سے وڈاک بجلی میں کام آئی انگریزوں نے جہاز رانی کی تدبیر نکالی ہے۔ ڈاکخانہ سرکاری میں کوئی بابو ہے۔ غور سے ملاحظہ کیجئے تو ڈاکو ہے۔ پانچ ہزار روپے کے تغلب میں مواخذہ دار ہوا۔ اب چوری ثابت ہوئی جرم آشکار ہوا۔ اُس کی سزا کے باب میں صدر نظامت سے استصواب ہوا ہے۔ اور پانچ ہزار روپے کے لئے صدر سے یہ حکم پہونچا ہے۔ کہ جس پوسٹ ماسٹر کے عہد میں یہ غدر ہوا وہ بھی کچھ نقصان اُٹھائے تا ادائے زر سو روپے مہینہ اُس کی تنخواہ سے وضع کیا جائے۔

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
صاحب عالم مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ	چار روپے چار آنے	من ابتدائے ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۱ صفر ۱۲۷۳ ہجری
نواب معین الدولہ سید باقر علی خان ظفر جنگ دام اقبالہ	دو روپے	من ابتدائے ۲۲ جمادی الاول ۱۲۷۲ ہجری لغایت آخر جمادی الاخر ۱۲۷۳ ہجری
صحت الدولہ سید مرزا خان بہادر دام اقبالہ	پندرہ روپے	۲۴ ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۱ ذیقعدہ ۱۲۷۳ ہجری
برگیڈیر ڈبلو رامزی صاحب بہادر دام اقبالہ	تیرہ روپے چار آنے	لغایت ۲۱ ذی قعدہ ۱۲۷۳ ہجری
بابو شنکر پرشاد سنگھ صاحب دام حشمتہ	تیرہ روپے	۲۱ ذی قعدہ ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۵ محرم ۱۲۷۴ ہجری

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو یافت جانِ تازہ جسم لکھنؤ گنج گوہر ہائے معنی اندر دست چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

نمبر۹ ۱۸ محرم الحرام ۱۲۷۳ھ ہجری مطابق ۱۹ ماہ ستمبر ۱۸۵۶ء عیسوی روز جمعہ جلد۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تابمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا۔ ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے تین روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی اور جسے کچھ چھپوانا ہو چھپ سکتا ہے دستور اُس کا یہ رکھا ہے کہ اگر مضمون رفاہ انام کا ہو۔ جس میں فائدہ خاص وعام کا ہو۔ اُسے ہم مفت چھاپ دیں گے چھپوانے کی ایک کوڑی نہ لیں گے۔ مگر جو صاحب ایسا مطلب چھپوائیں خط مہری مہتمم کو تحریر فرمائیں۔

لکھنؤ

سال بھر گزرا کہ حضرت فردوس منزل محمد علی شاہ کی پوتے یعنی نواب سیف الدولہ سلیمان مرزا بہادر کی خانہ آبادی ہوئی۔ صاحب عالم مرزا فرخندہ بخت بہادر مغفور کی صاحبزادی کے ساتھ شادی ہوئی۔ ہزاروں روپے اُٹھے بڑی دھوم دھام رہی۔ جشن طرب ہوئی نوید مسرت عام رہی۔ نواب قیصر بہو صاحبہ نے اپنے پاس کا نقد جنس خرچ کیا اور بحسب ضرورت قریب بیس ہزار روپے کے بازار کا قرض لیا۔ کسی طرح حوصلہ دل میں باقی نہ رہا کوئی سامان نشاط ملتوی نہ رہا۔ شادی سے فراغت کرنے کے بعد جس قدر روپیہ ہو سکا اپنی تنخواہ سے قرض خواہوں کو دیا۔ اور نواب امۃ الکلثوم کی تنخواہ پر کہ مدت سے رزیڈنسی میں جمع ہوتا تھا باقی کا وعدہ کیا۔ چند روز کے بعد انتقال فرمایا۔ رخصت سفر جہاں سے اُٹھایا۔ پھر قرض خواہوں کو کچھ نہ ملا بہت پریشان ہوئے نئے پرانے نوکروں نے کوڑی نہ پائی حیران ہوئے بعضوں نے نالش کر کے اپنی تنخواہ لی۔ بعضوں نے پاس نمک خواری سے جرات نہ کی۔ مروت والے محروم رہے۔ اب سنا ہے کہ روپے کے توڑے سے لوگوں میں اضطراب زیادہ ہے۔ صاحب چیف کمشنر بہادر کے حضور میں نالش کرنے کا ارادہ ہے رابعہ کے بازار والے مکان کے جس کا کاغذ قیصر بہو صاحبہ کے نام ہے جائداد تا کی ہے آپس میں صلاح مشورہ ہو گئے سوالوں کی طیاری کی ہے۔ ان دنوں نواب صاحب موصوف کے گھر میں دختر نیک اختر پیدا ہوئی۔ حد سے زیادہ خوشی کی کمال شادمانی ہویدا ہوئی۔ اس سرور میں یہ راہ نکلی کہ ملازمان جدید کو کچھ تنخواہ ملی۔ اگر اسی طرح اپنی ریاست پر نظر کر کے ایسی ہمت فرمائیں کہ عملہ قدیم کی تنخواہ قرض خواہوں کو روپیہ مرحمت فرمائیں عین مصلحت ہے۔ صلاح دولت ہے۔ نہیں تو اُن لوگوں کے ہاتھ سے راز افشا ہوگا۔ شان کے خلاف معاملہ پیش آئے گا پچھتاوا ہوگا۔ آگے صحیفہ اخبار میں تفصیل تمام سے مندرج ہو چکا ہے۔ کہ نانہو جمعدار رشوت ستانی کی علت میں گرفتار ہوا ہے اب تین برس کی قید بامشقت ٹھہری ہے اور اگر تین سو روپیہ داخل کرے مشقت سے بری ہو مگر عجب ہے کہ رشوت دینے والوں نے کچھ سزا نہ پائی اُن کے لیے کوئی بات سرکار نے تجویز نہ فرمائی۔ حال آنکہ راشی مرتشی دونوں گنہگار ہیں قانون کے رو

سے پاداش کے سزاوار ہیں۔
بیلی گارد کے پچھم والے دروازے سے جوراہ اسمٰعیل گنج کو آئی ہے وہاں چوڑی سیدھی سڑک نکالنے حکام نے منظور ٹھہرائی ہے۔ محرم کی سولھویں کو کئی انگریز آئے۔ عملہ مساحت اپنے ساتھ لائے۔ رستے کی پیائش کی۔ عرض میں تجویز افزائش کی۔ دیکھیے کس کس پر آفت ڈھاتے ہیں کس کے کس کے مکان گراتے ہیں۔ ایک دن صاحب چیف کمشنر بہادر نے صحتہ الدولہ کو بلایا کمال خاطرداری کی مورد لطف وعنایت فرمایا کہا کہ تمہارے دل کو کچھ ملال نہ ہو۔ ہماری طرف سے کسی طرح کا خیال نہ ہو۔ آگے کہ تخلیہ مکانات کے باب میں حکم صادر ہوا تھا تمہارے نہ ماننے سے البتہ ہم کو ملال خاطر ہوا تھا اس لیے کہ سرکار کو بربادی منظور نہیں، سبب یہ تھا کہ مکانات شاہی عمدہ روزگار ہیں۔ سلاطین عالی محل کی یادگار ہیں۔ اُن میں زر کثیر اُٹھا ہے۔ بہت روپیہ خرچ ہوا ہے۔ صاحبان عالیشان کے رہنے سے آراستہ رہیں گے کہ وہ سب شکست وریخت کی مرمت جاری رکھیں گے۔ جو کچھ صرف اسکا ہوگا سرکار کمپنی سے مجرا ہوگا نہیں تو گرنے پڑنے کا احتمال تھا۔ اوروں سے مرمت ہونا محال تھا۔ اور جو ادھر سے سڑک جاری ہونے کی افواہ ہے محض بے اصل ہے ناراست ہے بیراہ ہے۔ اور کوٹھوں کے جائزہ کا یہ سبب ہے۔ تاکید شدید کرنے سے یہی مطلب ہے۔ کہ بار ہا پوشیدہ رکھے ہوئے ہتھیاروں کا استفسار ہو مگر تمہارے طرف سے نہ اظہار ہوا نہ اقرار ہوا۔ اس بات سے اندیشہ نہ کرو بہر صورت مطمئن رہو۔ آلات حرب کے سوا کوئی کچھ نہ لے گا۔ سب اسباب شاہی بدستور رکھا رہے گا۔ بلکہ اگر بادشاہ کی مرضی ہوگی مصلحت سمجھیں گے ہم تلف ہونے والے اسباب کو بیچ کر زر نقد جمع کر دیں گے۔ صحتہ الدولہ نے جواب دیا صاحب ممدوح سے عرض کیا کہ جو کچھ ارشاد ہوا بجا ہے تابع کو عذر کا مقام کیا ہے یوں تو نوکر ہر دم قصوروار ہے۔ حاکم کو سب باتوں کا اختیار ہے۔ ورنہ میری عرض واقع کے مطابق تھی۔ سماعت فرمانے کے لائق تھی۔ پھر صاحب نے عنایت فرمائی۔ دیر تک استمالت فرمائی کہتے ہیں حضرت بادشاہ جمجاہ نے اس مضمون کا محبت نامہ لکھا تھا۔ متوسلون کی عرائض سمیت نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت میں بھیجا تھا کہ ہم سے کون سا قصور عظیم صادر ہوا ہے۔ جس کے عوض میں سرکار سے یہ سزا ہے کہ ہمارے محل شباشب اُٹھا دئے۔ اُن سے رہنے کے مکان چھین لیے۔ چشم نمائی سے کوٹھوں کا استفسار ہوتا ہے۔ سب مال و اسباب ضبط سرکار ہوتا ہے۔ شاید نواب ممدوح نے وہ تحریر یہاں بھیجی ہو۔ اسی سبب سے صاحب نے ایسی توجہ کی ہو نہیں تو اب تک یہ بات نہ تھی کبھی اس طرح کی نظر التفات نہ تھی۔ اگلے پرچے میں جس خونی کی کیفیت ناظرین اخبار نے ملاحظہ فرمائی اُس نے بموجب حکم سابق دوشنبہ کے دن پھانسی پائی۔ جلاد حسب الطلب کانپور سے آیا چھ روپے ڈاک کا خرچ پایا پانچ روپیہ قتل کی اُجرت ملی۔ پھر اُس نے دہیں کی راہ لی جس کے قصاص میں اُس کو قتل کیا۔ اُس کی زوجہ کو بہتر روپے خون بہا دیا۔ عشرہ محرم میں ایک واقعہ کا ظہور ہوا۔ اُس کی بنا کا حال لکھنا ضرور ہوا حسین آباد کے متصل ایک مرتفع مقام ہے۔ بہت وسیع ہے دلچسپ خاص وعام ہے حضرت فردوس منزل نے وہاں امام باڑے اور مسجد کی عمارت تجویز کی مسجد کے لئے جامع دہلی کا نقشہ منگوا کر اُس سے زیادہ وسعت تجویز کی۔ مصطفیٰ آباد نام ٹھہرا مقبول انام ٹھہرا۔ جب تشخیص خرچ کا قرینہ ہوا۔ بارہ لاکھ روپے کا تخمینہ ہوا۔ جناب مخدرہ عظمیٰ ملکہ جہاں کو بلایا۔ بارہ لاکھ عطا کر کے فرمایا کہ تم اپنے نام سے مسجد امام باڑہ تعمیر کرو۔ ہمہ تن مستعد رہو جلد تدبیر کرو۔ چنانچہ مدد جاری ہوئی۔ شروع طیاری ہوئی۔ مسجد کا کرا الگ چکا تھا۔ چار پانچ لاکھ کا صرف ہوا تھا کہ حضرت کو مرض نے مضطر کیا قصر تن میں بیماری نے گھر کیا۔ آخر جنت کو سدھارے اور مدد چھوٹ گئی۔ ایسی موقوف ہوئی کہ امید آیندہ ٹوٹ گئی۔ عدت کے بعد جناب مخدرہ عظمیٰ نے امجد علی شاہ جنت مکانی کی تاکید سے وصیت کو یاد فرمایا۔ پھر تعمیر کی طرف متوجہ ہوئیں۔ اور علی محمد حسینی خانم کے شوہر کو مہتمم ٹھہرایا۔ لاکھ روپے کے صرف میں صرف دو منارے دکھائی دیے۔ گویا مہتمم صاحب نے دست تغلب وتصرف بلند کئے۔ بعد اس کے معلوم نہیں کیوں بنا ملتوی رہی۔ کیا جانیے کیوں ادھوری پڑی رہی۔ اگر اُس روپے کے نوٹ لیے جاتے آج تک زر منافع بہت فراہم ہوتا۔ مسجد بن جاتی امام باڑہ کی نوبت آتی بہرہ مند ایک عالم ہوتا۔ حسن عمارت شہرۂ آفاق ہوتا۔ جو سنتا دیکھنے کا مشتاق ہوتا بقائے نام کی بنیاد قائم ہوتی۔ جہاں میں بلند نامی دائم ہوتی اگرچہ اور امور خیر شاہ مغفور کے بے انتہا ہیں۔ باقیات صالحات اُن کے حد سے سوا ہیں۔ مگر یہ طرہ اُن سب پر ہوتا۔ ثواب حساب سے باہر ہوتا۔ اب مسجد محض بے قید ہے حصار تک نہیں۔ چوروں کا تھانہ ہونے میں شک نہیں۔ اوباشوں کی جمادر ہتی ہیں بدفعلیاں ہوتی

ہیں۔ یہ حال دیکھ کر آنکھیں اشکِ حسرت سے روتی ہیں۔ اگر یہی لیل ونہار ہیں چند روز میں گر پڑے گی۔ روپیہ برباد ہوگا اتنی بڑی دولت خاک میں ملے گی کیا جانیے کہ جناب مخدرۂ عظمیٰ نے بھی یہ خبر پائی ہے۔ یا دہاں کے اگلے کارپردازوں نے چھپائی ہے۔ عشرہ محرم میں کوتوال نے سُنا کچھ آدمی مال چرا لائے ہیں وہاں بیٹھے ہوئے تقسیم کرتے ہیں اپنے اپنے حصے ٹھہراتے ہیں فوراً حسین آباد کے تھانے دار کو اس امر کی اطلاع دی۔ وہ تھوڑے برقندازوں سے اُٹھ دوڑے تلاش کی، چور خبر پا کر بھاگے اُسی محلے میں جا چھپے۔ مگر جوئندہ یابندہ ہے کوئی اُس سے کیا چھپے اِدھر اُدھر تلاش ہوئی ڈھونڈتے ڈھونڈتے سراغ ملا میاں الماس والے امام باڑے کے پچھواڑے ایک دُکان مین پتہ لگا۔ تھانہ دار نے اُدھر رُخ پھیرا چوروں کو وہیں جا گھیرا۔ دو اُن میں سے نالی میں کود کر غائب ہوئے ایک تلوار کھینچ کر باہر آیا تنگ گلی کی طرف بے حواس ہو کر بھاگا کچھ نہ بن پڑی رستہ نہ پایا۔ یعنی لال خان سپاہی نے کہ اُدھر سے آتا تھا ڈانٹا یہ منہ تک کر رہ گیا چور کا دل کتنا ہوتا ہے آخر بھونچکا ہوا گھبرایا ٹھٹک کر رہ گیا۔ پیچھے تھانہ دار پہونچا وہ گھر کر گرفتار ہوا۔ عندالاستفسار اوروں کا راز اُس سے آشکار ہوا۔ پھر تھانہ دار نے اوروں کو گرد و پیش کی دُکانوں میں تلاش کیا۔ دو آدمی کسی دھوبی کے گھر میں چھپے ہوئے نکلے اُن کو بھی پکڑ لیا باقی لوگ فرار کر گئے معلوم نہ ہوا کدھر گئے۔ غرض ایسے امور سُن کر ہمارا جی جلا۔ ابتدا کا حال زبانِ قلم سے نکلا۔ اطلاع وہی خیر خواہی کا مقتضا ہے۔ ورنہ ہم کو ان باتوں سے کام کیا ہے۔ اب انجام کا خیال چاہیئے۔ منگل سین کی کوٹھی والی میگزین شاہی کا حال درج اخبار ہو چکا ہے بندوقوں تلواروں کا بکنا قبضوں کا نیلام ہونا اس سے پہلے لکھا گیا ہے۔ کچھ دنوں کسی وجہ سے موقوف رہا۔ اب محرم کی چودہویں سے پھر شروع ہوا۔ ہزاروں روپے کا مال کوڑیوں کے مول نیلام ہوتا ہے۔ یہ بکری دیکھ کر سوداز دۂ حسرت ہر خاص و عام ہوتا ہے۔ ہزاروں بندوقیں مطلا مینا کار رفل چقماق توڑی دار۔ طمنچے تلواریں بے شمار۔ سیکڑوں بوندی کی کٹار۔ سلہٹ کے سپرین بے حساب سب ہتھیار لاجواب۔ جن کے خریدار کی طیاری میں ہزار ہا روپے اُٹھے جان نثاروں کی عرق ریزی سے مدتوں میں بہم پہونچے۔ مفت بکی جاتی ہیں۔ حقیقت میں پھینکی جاتی ہیں۔ دیکھنے والے زخمی الم ہوتے ہیں۔ گلے پر چھری چلتی ہے بے دم ہوتے ہیں۔ آگے کوٹھوں کے جائزے کا حال لکھا گیا تھا۔ صاحب منتظم شہر کا اہتمام درج اخبار ہوا تھا۔ اب مسٹر تھارن ہل صاحب بہادر محمدی کے ڈپٹی کمشنر آئے ہیں۔ صاحب چیف کمشنر بہادر کے طلب سے یہاں تشریف لائے ہیں۔ پہلے اُن کو سررشتہ نزول شاہی کا سپرد ہوا۔ ۱۱ محرم کو کوٹھوں کا جائزہ سپرد ہوا۔ اُسی تاریخ مچھی بھون میں آئے ایک کوٹھا کھلوا کر جائزہ لیا اُس میں پرانے کپڑے نکلے پھر تحویلداروں سے استفسار کیا۔ اُنہوں نے کیفیت گذشتہ سُنائی۔ آئندہ سے لاعلمی جتائی۔ صاحب نے اُن کا اظہار سُن کر وہاں سے معاودت کی۔ مفتاح الدولہ کو بلا کر کوٹھوں کے شمار پوچھے۔ اُنہوں نے کہا جس مکان میں کوٹھا ہے وہاں سرکار کا پہرا ہے۔ اس راہ سے کوئی کوٹھا مخفی نہیں۔ تعداد کا علم تفصیلی مجھے بھی نہیں۔ پھر صاحب نے فہرست اسباب طلب کی۔ انہوں نے جواب میں یہ بات کہی۔ کہ ہماری سرکار میں یہ دستور نہ تھا۔ فہرست کا مرتب رہنا منظور نہ تھا۔ اگر کبھی بزرگوں نے اس باب میں کچھ عرض کیا قبول فرمایا ہمارے ... چھوڑ دیا۔ ہم نے بھی کسی طرح کی خیانت نہیں کی۔ کوئی بات خلاف امانت نہیں کی۔ اسباب کوٹھوں میں بند ہے۔ وقت جائزہ کھل جائے گا۔ کارپردازی سرکار کی نگاہوں میں ٹل جائے گا۔ صاحب یہ سُن کر خفا ہوئے فرمایا کاغذ دینا پڑے گا۔ کوئی عذر مسموع نہ ہوگا کچھ حیلہ حوالہ نہ چلے گا۔ اگر ہمارے سمجھانے پر عمل کرو گے اچھے رہو گے نہیں تو مصیبت میں پڑو گے ہاتھ ملو گے۔ اُنہوں نے کہا جتنا معلوم تھا عرض کیا آگے سرکار کو اختیار ہے۔ اگر صرف گمان پر سزا تجویز ہوگی ناچاری ہے کیا محل تکرار ہے۔ صاحب نے کہا اچھا اس وقت جاؤ۔ پھر سمجھ کر آؤ ہمیں حال بتاؤ۔ اتنا سمجھے رہنا کہ بے کاغذ گذرانے گذارہ نہیں۔ اظہار کے سوا کچھ تم کو چارا نہیں۔ مفتاح الدولہ رخصت ہوئے پھر صحتہ الدولہ سے گفتگو رہی معلوم نہیں کیا کیا باتیں ہوئیں کس کس امر کی جستجو رہی۔ ان دونوں سے بار بار استفسار ہوتا ہے۔ ہر ایک کی طرف سے لاعلمی کا اظہار ہوتا ہے۔ دیکھا چاہیئے کیا پیش آتی ہے۔ رائے حاکم کیا اقتضا فرماتی ہے۔ بعض مقاموں کے حکام نے آگے زمینداروں سے توپیں لے لی تھیں۔ اب سُنا ہے کہ پھر عطا کرتے رہے مگر انہوں نے ہرگز قبول نہ کیں۔ جواب دیا کہ ہم جو یہ سامان پاس رکھتے تھے ہم جنسوں کی خصومت سے ہراس رکھتے تھے۔ اب کہ کسی کو دشمنی کا مقدور نہیں۔ ناحق مصارف بڑھانا ضرور نہیں۔ توپوں کا رکھنا بے کار ہے۔ سرکار میں رہنا سزاوار ہے۔ صاحبوں نے یہ کلام پسند کیا خاموش رہے مان لیا۔

ایک جلیل القدر نے ہمیں خط تحریر فرمایا ہے۔ ریاست کی راہ سے قدر دانی کا جوہر دکھایا ہے۔ ذرۂ بے مقدار کو ایسا چمکا دیا کہ آفتاب نصف النہار بنا دیا۔ اخبار کو پسند کر کے کچھ لکھا عیبوں کو چشم ہنر سے دیکھا۔ ہر چند ہمیں لکھنے کی کب تمیز ہے مگر اُن کے طبع بلند کو عزیز ہے۔ ادائے شکر کا یارا نہیں عجز و قصور سے چارا نہیں۔ وہ خود سخن شناس ہیں محاسن اُن کے بے قیاس ہیں۔ نقل خط زیب صفحۂ اخبار ہے دیکھئے کیسی جادو بیانی آشکار ہے۔

مولوی صاحب عیسیٰ نفس یوسف جمال خلیل حضرت ذوالجلال مولوی محمد یعقوب صاحب مہتمم اخبار طلسم لکھنؤ سلامت۔ بعد سلام مسنون الاسلام کے یہ اخبار جو آپ نے چھاپا ہے طلسم لکھنؤ نام رکھا ہے سالانہ پیشگی کے پندرہ روپے ٹھہرائے ہیں لینے والے چاروں طرف سے ہاتھ پھیلائے ہیں۔ دیکھتے دیکھتے چشم عالم کا منظور ہوا۔ تھوڑے دنوں میں دور دور مشہور ہوا۔ ہم نے بھی سال بھر کے روپے پیشگی بھیجے ہیں لے لیجئے۔ موافق دستور کے رسید اخبار میں لکھ دیجئے۔ یہ تو کاغذ اور چھپوائی کی قیمت مشہور ہے۔ ورنہ عبارت انمول ہے اُس کا کیا مذکور ہے۔ فقرے چست روزمرہ درست۔ زبان صاف، بیان شفاف۔ اگرچہ کوئی حاسد حسد سے نہ مانے۔ لیکن دو فقرے ایسے لکھے تو جانے۔ خبر اسے کہتے ہیں اخبار کے یہ معنی ہیں۔ نہ کسی کی بے وجہ تعریف ہے نہ کسی پر بے سبب طعنے ہیں۔ سچ پوچھیے تو جھوٹی باتوں سے مبرا ہے۔ حقیقت میں زوائد الفاظ سے معرا ہے فقرہ چھوٹا اور پورا ہے۔ نہ طول کلام ہے نہ ادھورا ہے۔ دو دو فقرے مثل ابروئے پیوستہ ہیں۔ گویا کسی اُستاد کے مطلع برجستہ ہیں۔ سارے عالم کا اُس میں حال کھلا ہے۔ نام کو طلسم ہے مگر طلسم کشا ہے۔ بے تکلفی اور صفائی کی تعریف میں زبان بند ہے۔ حسن خداداد عالم کو پسند ہے۔ فقط راقم محمد عبدالباسط عفی اللہ عنہ اکبر اولاد جناب نواب ظہیر الدولہ بہادر مغفور و مرحوم۔

آگرہ

گیارہ بجے رات کو ایک گورا لال کُرتی کا توپخانہ کا سارجن ننگی کرچ لیے ہوئے بازار میں آیا۔ محلہ دار سے لال بی بی مانگی زیادہ رات جانے وہ مقصر رہا یہ غصہ سے لال ہوا جھلایا کر گرم کرچ محل دار پر چلائی۔ خیر گذری اُس پر آنچ نہ آئی۔ پھر واہی تباہی بکنے لگا۔ شعلہ کی طرح بھڑ کنے لگا۔ دہشت سے اہل بازار کو اُس کے پاس جانے کی جرأت نہ ہوئی۔ برق اندازوں کو اس حرکت سے باز رکھنے پر اصلاً قدرت نہ ہوئی۔ بڑا ہنگامہ برپا ہوا۔ شور غل حد سے سوا ہوا۔ اتنے میں لال کرتی کا کوتوال کہ جوان زبردست تھا آیا۔ گورے سے مقابلہ کیا شجاعت کا نمونہ دکھایا۔ آخر گورے کی کچھ نہ چلی۔ کرچ اُس کی چھین لی۔ کوتوالی میں قید کیا۔ رات بھر اُٹھنے نہ دیا۔ جب کورٹ مارشل میں رجوع مقدمہ کی نوبت آئی۔ وہاں کوتوال کی تعریف ہوئی پسند جرأت آئی۔ وقت تحقیقات اور گوروں نے گواہی دی۔ کوتوال نے بھی دم استفسار یہ کیفیت بیان کی۔ کہ سارجن مست شراب تھا۔ نشہ میں حال خراب تھا۔ اس لیے تین مہینے کو کانجی ہاؤس میں مقید ہوا سزا سنگین نہ ملی اگرچہ بڑا قصور سرزد ہوا۔ قلعہ شاہی کے میگزین میں ہتھیاروں کی طیاری ہے۔ آلات حرب و ضرب کی مرمت خوب جاری ہے۔ مگر خلاصی وغیرہ تخفیف میں آتے ہیں۔ بہت دنوں کام کیا اب چھٹی پاتے ہیں۔ دو توپیں کوہ شکن قلعے سے نکلی ہیں۔ سُنا گیا کہ لکھنؤ کی طرف چلی ہیں۔ ۲۷ راگست کو کسی بے رحم نے ایک نو برس کی لڑکی کو زیور کی طمع پر ہلاک کیا۔ اور چھیپی ٹولی میں متصل حمام قدیم اللہ وردی خان میں ڈال دیا۔ حکام کو فکر پاداش ہے، مجرم کی تلاش ہے۔

لیتری

قصبہ مذکور میں ایک کسبی بہت حسین ہے۔ مزاج میں صفائی ہے طبیعت اُس کی رنگین ہے۔ ایک نوجوان اُس پر فریفتہ ہوا۔ دام محبت میں دل پھنسایا شیفتہ ہوا۔ آپس میں ٹھہرا کر کچھ درماہہ اُس کا مقرر کر دیا۔ کسی اور کے پاس نہ جانے کا اقرار لے لیا۔ اتفاقاً ملیبار کی طرف سے ایک جادوگر برہمن آیا۔ اس قصبے میں رہا۔ اُس رنڈی کو کچھ دیا آنکھیں چار ہوتے ہی عاشق زار ہو گیا۔ نگاہ پڑتی تھی کہ سو جان سے اُس کا خریدار ہو گیا۔ آتش الفت شعلہ زن ہوئی رنڈی بھی

سوختہ برہمن ہوئی۔ برہمن کو بے دیکھے صبر وقرار نہ تھا۔ رنڈی کو بھی یارِ قدیم سے سروکار نہ تھا۔ ایک دن اُس کو صدمۂ فراق ہوا۔ دیکھنے کا نہایت اشتیاق ہوا بے تابی نے زور کیا دل شدت سے گھبرایا۔ خانہ بے تکلف سمجھ کر اُس کے گھر میں چلا آیا۔ وہ بے وفائے زمانہ یارِ جدید سے گرم اختلاط تھی۔ دونوں باہم تھے صحبت عیش ونشاط تھے۔ دیکھتے ہی برافروختہ ہوئی آگ ہوگئی۔ اُس سے ایسی لگی کہ اس سے لاگ ہوگئی۔ صحبت میں خلل پڑا تیوری پر بل پڑا۔ بولی غیر جگہ یہ بے تکلفی جتانا کیسا۔ پرائے گھر میں بے باکی سے چلے آنا کیسا۔ اپنی رسوائی کا پاس چاہیے۔ دوسرے کی بدنامی سے وسواس چاہیے۔ ایسے گرما گرم بے محابا آئے۔ جس طرح کسی کا قدیم آشنا آئے۔ جو ہوا سو ہوا اب خیر سے گھر جائے۔ کبھی رُخ اس طرف نہ کیجیے ہرگز ادھر نہ آئے۔ وہ مبتلائے محبت یہ سنکر دنگ ہوا۔ اس کلام درشت سے نہایت دل تنگ ہوا۔ کہنے لگا توتے کی طرح آنکھ پھیرنا اچھا نہیں۔ آشنائے قدیم سے یہ رُکھائی زیبا نہیں۔ یہ سنتے ہی اور ہوا پر آئی۔ انکھیں دکھائیں بہت جھلائی جو منہ میں آیا بکنے لگی۔ بے چارہ کو بھاگتے راہ نہ ملی۔ بڑا قلق گذرا صدمہ دل پر اُٹھایا اپنا سامنہ لگا کر وہاں سے پھر آیا۔ قضارا آدھی رات کو اُس کے گھر میں تین چور آئے۔ طرح طرح کے فتنے اُٹھائے بڑے بڑے فساد مچائے۔ پہلے رنڈی کو ہاتھ پاؤں باندھ کر منہ بند کر کے علیحدہ گوشہ میں ڈال دیا۔ پھر برہمن کو تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے جو کچھ مال پایا لوٹ کر رستہ لیا۔ بعد اسکے پولس والے دوڑے دیکھا۔ حال پوچھا رنڈی نے یارِ قدیم پر اس کا شبہ رکھا۔ چنانچہ اُسی کی نشاندہی سے ایک دفعدار کے بیٹے سمیت گرفتار ہوا۔ دونوں احتمال سے قید خانے میں بھیجے گئے۔ مقدمہ روبکار ہوا۔ مثل مشہور حل ہوگئی اچھا شبہ ڈالا۔ کرجائے داڑھی والا پکڑا جائے موچھوں والا۔ ابھی کچھ تجویز نہیں ہوئی دیکھئے کیا ہوتا ہے کون مجرم ٹھہرتا ہے کون رہا ہوتا ہے۔ سلطان الاخبار

کلکتہ

گھوڑ دوڑ والے میدان کے قریب ایک فرنگن لڑکی کو لیے ہوئے بگھی پر جاتی تھی۔ اتفاقاً اُدھر سے دوسری گاڑی دوڑتی ہوئی اسی کے سامنے آتی تھی۔ دفعتہً اس بگھی سے بھڑی فرنگن لڑکی سمیت گر پڑی بچی کے سر پر پہیہ پھرا جان نکل گئی فرنگن کو بڑا صدمہ پہونچا حالت بدل گئی۔

کسی جہازی کپتان کی میم اپنے کام کو شہر میں نکلی۔ یہاں سے پھر کر کشتی پر سوار ہو کر جہاز کی طرف چلی ناگاہ ناؤ ڈوب گئی فرنگن غرق دریا ہوئی۔ ہر چند ڈھونڈھی گئی پتہ نہ لگا کہ کیا ہوئی۔ شہر کلکتہ کی ایسی واردات کی خبر مدت دراز کے بعد سننے میں آئی کہ گوکل ساہ ساکن سونڈی باڑا کے گھر میں چوروں نے سیندھ لگائی۔ صندوقچہ توڑ کر چاندی سونے کی کڑیاں نکالیں۔ مال مارے روپیے لیے اشرفیاں چرالیں۔ مسٹر واکوب صاحب مجسٹر کی ہوشیاری ہر طرف مشہور ہے۔ اُن کے عہد سیاست میں ایسا رخنہ پڑنا بہت دور ہے۔ نواب گورنر جنرل بہادر کی میم صاحبہ نے ہوا کھا کر مراجعت کی تھی۔ خضر پور سے ایوان گورنری کی طرف عزیمت کی تھی۔ ایک انگریز کی بگھی اردلی والی سوار کے قریب نکلی۔ پہلو سے بھڑ گئی۔ اپنے زور میں بے تحاشہ آگے چلی۔ سوار کو پہیے کا صدمہ پہونچا پاشنہ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ زمین پر گرا اختیار کی باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ پولس والے دوڑ پڑے سوار کو اُٹھایا۔ دوا علاج کے واسطے اسپتال میں بھجوایا۔ نیپال کے وکیل نے حسب الحکم اچھے اچھے تحفے نواب گورنر جنرل بہادر کے حضور میں گذرانے انگریزی میں کلام کیا نواب صاحب ممدوح بہت خوش ہوئے انگریزی دانی کی بڑی قدر کی سرکار سے نو پارچے کا خلعت دیا۔ کثرت بارش کے سبب سے ایک مکان بیٹھا۔ دو انگریز جلیل القدر دب مرے تابوت دھوم سے اُٹھا۔ نواب گورنر جنرل بہادر نے اُن کی میموں کے لیے سب امرا کو چندہ ڈالنے کا حکم لگایا۔ ہر ایک حسب لیاقت حکم بجالایا شاہ جہجاہ اودھ نے دو ہزار روپیے دے کر کامیاب فرمایا۔

بیر بھوم

صحیفہ الاخبار وور ہین سے آشکار ہے۔ بیر بھوم کی تحریر پر نقل کا مدار ہے۔ کہ ان دنوں سار دواسر کار نامی سورل کے رہنے والے نے موضع ہر سندہ و کچھواچول وغیرہ میں جا کر فرضی نام بتا کر سیوڑی سے رانی گنج تک آہنی سڑک طیار ہونے کا اشتہار دیا۔ رعایا کے گھروں باغوں تالابوں کی پیائش کی گھروں کے

گرانے تالابوں کے برابر کرنے سے ڈرا دکر روپیہ تحصیل کیا فریب دے کر لوگوں سے کچھ کچھ لے لیا۔ بہتوں کو نوکری کا امیدوار کیا۔ جھوٹا قول قرار کیا۔ کسی کا بیس کسی کا دس کسی کا چھ روپے درماہہ ٹھہرایا۔ ایک ایک مہینے کی تنخواہ رشوت میں لے کر سبھوں کو سیوڑی تک لایا۔ وہاں سے پوشیدہ کہیں کی راہ لی کسی کو مطلق اطلاع نہ کی۔ اس شخص نے اکثر ایسا مکر پھیلایا ہے۔ دغا سے ناواقفوں کو ستایا ہے۔ ہر جگہ نیا نام بتاتا ہے کوئی پتہ نہیں پاتا ہے آگے ایک آدمی کا گھوڑا لے گیا تھا۔ اسی سبب سے کسی کے ہتھے نہیں چڑھا۔ آج کل سیوڑی میں سرکاری ہاتھی آئے ہیں۔ رہنے والوں کے سر پر آفت لائے ہیں۔ فیل بانوں کو دھت ہے۔ کیا بُری عادت ہے۔ درختوں پر دانت ہے ٹہنی کاٹ لاتے ہیں۔ پتے اُن کے ہاتھیوں کو کھلاتے ہیں۔ رعایا مظلوم پر جفا ہے کوئی پوچھتا نہیں کہ کیا ہے۔

علی گڑھ

روبکار فوجداری سے آفتاب ہند میں مسطور ہے۔ کہ ضلع مذکور میں ایک قوم جوگی دہساری کی مشہور ہے۔ دور دور جا کر کسی کے بیٹے کسی کے بھائی بن جاتے ہیں اس طرح کے فریب دے کر ادھر اُدھر سے بہت مال مارلاتے ہیں۔ کئی برس ہوئے کرمان نامی ضلع الہ آباد میں آیا۔ ایک رئیس کا بیٹا بن کر سب جائداد قبضے میں لایا۔ مُدت میں پتہ چلا مشکل سے حال کھلا، اسی طرح دُتے نامی دتی میں پہونچا۔ احمد نام بتایا ایک شخص کا بیٹا بنا نقد و اسباب چُرا لیا۔ خاص و عام اس حال سے مطلع ہو جائیں۔ ایسے مکاروں کے فریب میں نہ آئیں۔ آفتاب ہند

ولایت

اخبار ٹیلی گراف سے معلوم ہوا کہ ڈاک کے چھ صندوق لندن میں کھو گئے۔ مگر بہت تلاش کے بعد کسی جنگل میں سراغ لگا دستیاب ہو گئے۔ لوگوں نے ٹھیک پتے لگائے آخر چور بھی پکڑ آئے۔ روسیوں کے واسطے روم کی راہ کھل گئی۔ آمد و رفت کی اجازت ملی ممانعت بالکل گئی۔ روسیوں کے بہت سے علاقے سلاطین متفقہ کی فوج نے چھوڑے ہیں۔ مگر ایک دو علاقوں پر کہ مندرج عہد نامہ نہیں روسی تکرار کرتے ہیں۔ تار برقی کہ اسکندریہ اور سویز کے بیچ لگا ہے ۲۴ اگست کو اُس میں خبر کا کام جاری ہوا ہے۔ اسپین کی طرف فساد عظیم برپا ہے۔ ہر ایک دست بقبضہ پایا جاتا ہے۔ عجب نہیں کہ لڑائی ہو۔ فوجوں کی چڑھائی ہو۔ ممالک متفقہ کی حدود بندی موجب فساد ہے۔ کہتے ہیں کہ یہی لڑائی کی بنیاد ہے۔ ان دنوں روسیوں کی طرف سے جنگ کا سامان ہوا ہے۔ خان خیوا سے لڑے بڑا میدان ہوا۔ اخبار انگریزی سے نقش صفحہ ادراک ہوا۔ کہ روسیوں پر سلطان روم بہت غضبناک ہوا۔ اس لئے کہ جزیرہ سرنیٹ کی سپردگی درج عہد نامہ ہو چکی ہے۔ اب روسی دینے میں تامل کرتے ہیں کچھ نیت بدلی ہے۔ شاہ استریہ نے والیشیہ کی حکومت سے استعفیٰ دیا۔ پادشاہ عالم پناہ روم نے وہاں کا انتظام کر لیا۔ ملک ہسپانیہ میں سرکشی پیدا ہوئی ہے۔ سپاہ فرانس اُس کے تدارک کو گئی ہے۔ صادق الاخبار

احمد آباد

پریما بھائی ہیما بھائی مہاجنان احمد آباد نے اسپتال طیار کرنے کے لئے بیس ہزار روپے سرکار کو دئے ہیں۔ اور مہاجنوں رئیسوں نے ایک کالج مقرر کرنے کے واسطے بیالیس ہزار روپے چندہ کر کے جمع کئے ہیں۔ چشمہ فیض

مدراس

جب والی کرناٹک کی بیگم صاحبہ نے انتقال فرمایا گورنمنٹ مدراس کے حضور سے یہ حکم آیا۔ کہ بارہ ہزار روپے مہینہ جو اُن کی حیات میں تھا بدستور ملا کرے۔ جب تک ریاست کے باب میں ولایت سے حکم آئے بحال رہے۔

شملہ

عید قرباں کے دن یوں مشیت الٰہی ظہور میں آئی۔ کہ لالہ مکھن لال محافظ دفتر نے توفیق ازلی سے ہدایت پائی۔ مذہب ہنود ناپسند آیا بُرا جان کر چھوڑ دیا۔ امام مسجد کے ہاتھ پر توبہ کی اسلام قبول کرلیا۔ نرائن پرشاد نام ایک بیٹا ہے۔ اُس کو بھی مسلمان کیا ہے محمد ولی اللہ اُن کا اسم گرامی ہوا۔ محمد عبداللہ بیٹے کا نام نامی ہوا۔

چشمہ فیض

کوہ مری

اُس علاقے میں چار گورکھے سپاہی شکار کو گئے عجیب واقعہ آشکار ہوا۔ ایک سپاہی کی گولی سے اتفاقاً دوسرا ہمراہی شکار ہوا۔ افسوس کا مقام ہے کہ جب یہ حال گذرا۔ وہ سپاہی ڈر کر اپنے بھی گولی مار مرا دونوں باقیماندہ روتے پیٹتے گھر کی طرف گام فرسا ہوئے۔ عدالت میں تحقیقات مقدمہ ہوئے بے قصور نکلے رہا ہوئے پہلے سپاہی کی لاش جنگل سے نکلی دوسری خود کشتہ کے باوصف تلاش نہیں ملی۔

نیپال

کہتے ہیں کہ رئیس نیپال نے راجہ مان سنگھ کو بارہ ہزار سپاہ جرار کا افسر کیا اور حدود ریاست کی نگہبانی کو طرف کوہستان تلسی پور وغیرہ کے مقرر کیا اگر فوج انگریزی کسی طرف سے اُدھر کی عزیمت کرے راجہ مذکور رسد راہ ہو اپنے لشکر سے اُس کی مدافعت کرے۔

بنیاد پور

ملفت گنج علاقہ بنیاد پور کا تھانہ دار بہت غافل ہے۔ رونگشت میں سنتری نہیں کرتا شدت سے کاہل ہے۔ چوریاں روز مرہ ہوا کرتی ہیں۔ غارتگریاں رات دن رہا کرتی ہیں۔ ایک دن تھانہ دار غیر حاضر تھا۔ سرکشوں نے قابو پایا۔ فرصت غنیمت جانی موقع اُن کے ہاتھ آیا۔ کچہری زمینداری پر حملہ کر کے جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ دربان کے سوا کوئی نہ تھا چلتے وقت اُس کو زخمی کیا۔ چندن نگر میں عملہ پولس کا یہ ظلم وستم ہے۔ کہ ذی عزتوں کا اُن کے ہاتھ سے ناک میں دم ہے۔ وہاں کے رہنے والے ایسی ایذائیں پاتے ہیں۔ کہ وطن چھوڑ چھوڑ کر اطراف کو چلے جاتے ہیں۔

صادق الاخبار

نج

وہاں کے ڈاک خانے میں سرکاری روپے کا غبن فاحش نکلا اور بے انتظامیاں ظاہر ہوئیں۔ یہ باتیں حکام عالیمقام کو خلاف گذریں بہت ناگوار خاطر ہوئیں۔ اس علت میں پوسٹ ماسٹر جنرل بہادر ممالک مغربی شمالی پنجاب کے حکم سے سب ڈاک والے موقوف کیے گئے۔ ڈپٹی پوسٹ ماسٹر و ہیڈ ڈاک منشی پوسٹ آفس ستمران لین جتنے لوگ ڈاک سے متعلق تھے نکال دیے گئے۔ صاحب کمشنر نے کنٹجنٹ کی فوج رکھنے حفاظت دہات کے لئے ضرور سمجھی۔ گورنر بہادر سے بارہ سو روپے کی درخواست کی نواب ممدوح نے منظور کی۔ بموجب درخواست اجازت دی اب فوج نوکر ہو کر دہات کو جائے گی خلق غارتگروں کے ہاتھ سے نجات پائے گی۔

کرانچی

وہاں ان دنوں آہنی سڑک کی طیاری ہے۔ بڑی دھوم دھام سے کام جاری ہے۔ جہاز لوہا بھرے ہوئے ولایت سے چلے ہیں۔ تین آپہونچے باقی عنقریب آنے والے ہیں۔ لوہا اُتارنے کا ذمہ مراد خان سوداگر نے کیا ہے۔ پچیس ہزار روپئے پر تینوں جہازوں کا ٹھیکہ لیا ہے۔ چاند دل کاروار سابق حیدرآباد کو گئے دوسرے اُن کی جگہ آئے ہیں۔ اُن کا مزاج دیکھا چاہئے ورنہ بعد چندے، بہتوں نے عجب رنگ دکھائے ہیں۔ ریاض نور

کیپ

سرحدات پر قوم کافر کی لڑائی موقوف ہوگئی ہے۔ اب اضلاع شرقی کے آباد ہوجانے کی امید قوی ہے۔ سُنا ہے کہ آٹھ ہزار آدمی فوج جرمن لیجن کی انگریزی بستیوں میں بھیجی گئی ہے وہیں رہیں گے۔ اور ان میں سے کچھ لوگوں کو سرحدات کی لین میں بھی متعین رکھیں گے۔ اس صورت میں باب فساد باز نہ ہوگا۔ قوم کافر کا دست غارت دراز نہ ہوگا۔ نور مغربی

بھوانی

قبضہ مذکور میں جو مہاجنوں کی چٹھیاں آتی تھیں۔ باوصف حکم ممانعت بعض میں بعض ملفوف پائی جاتی تھی۔ ڈپٹی پوسٹ ماسٹر یہ حال جان کر کچھ نہ کہتا تھا۔ رعایت سے یا کچھ لے کر خاموش رہتا تھا۔ اس قصور پر سررشتہ پوسٹ اوفس سے معزول ہوا۔ یہ امر نامعقول حکام بالادست کے نزدیک نامقبول ہوا۔

عمدۃ الاخبار

گردونِ دُخانی

گلشن نوبہار میں ہے کہ ایک آدمی دھوئیں کی گاڑی کے نیچے کچل گیا۔ گردش گردوں نے پیسا بیچارے کی گردن پر پہیا پھرا فوراً دم نکل گیا۔ کارپردازوں نے بہت روکنے کی تدبیر کی۔ مگر اختیار سے باہر ہوئے رُک نہ سکی۔ جس کے حکم سے گاڑی ہانکی تھی مجسٹریٹ کے حضور میں طلب ہوا ہے مقدمہ زیر تجویز ہے۔ دیکھئے کیا حکم ہوتا ہے۔ اور صحیفہ نور مغربی تیسویں اگست کی چھپی ہوئی سے ظاہر ہوا کہ گورنمنٹ کے حکم سے مجسٹریٹوں کے نام ایک ایک پروانہ اس مضمون کا صادر ہوا۔ کہ اگر دھوئیں کی گاڑی والوں سے جان یا مال کا نقصان ہو۔ تحقیقات قرار واقعی کر کے گورنمنٹ میں صورت واقعہ لکھو۔ اور عملہ گردوں دُخانی کو لکھا ہے اُن کے پاس بھی یہ حکم بھیجا ہے کہ اگر تمہاری طرف سے کسی کو کچھ تکلیف ہو اذیت پہونچے۔ گاڑی کے صدمے سے زخمی ہو یا ہلاک کی نوبت پہونچے فوراً سرکار کو خبر دو۔ ہرگز غافل نہ ہو۔

لگام

وہاں کا رئیس مدیون سرکار تھا۔ پچاس ہزار کا قرض دار تھا۔ اُس کے عوض دو ضلع قسمت ملک برار اور اضلاع مغرب پر قبضہ کیا۔ اور دو قسمت رنجور دواب وغیرہ سب پانچ ضلعوں کو ضبط کر لیا۔ اسکی اپیل کرنے کو رئیس کا ارادہ ہے خود ولایت جانے کا قصد رکھتا ہے۔

عمدۃ الاخبار

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
نواب محسن الدولہ بہادر دام اقبالہ	پندرہ روپے	من ابتدائی ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۱ ذیقعدہ ۱۲۷۳ ہجری
نواب کلب علی خاں بہادر رام پور دام اقبالہ	پندرہ روپے	من ابتدائی ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۱ ذیقعدہ ۱۲۷۳ ہجری
مہاراجہ مسند نشین الور دام اقبالہ	پندرہ روپے	من ابتدائی ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۱ ذیقعدہ ۱۲۷۳ ہجری
نواب عبد الباسط خان صاحب دام اقبالہ	پندرہ روپے	من ابتدائی ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۱ ذیقعدہ ۱۲۷۳ ہجری
راجہ صوبہ سنگھ کپتان دام دولتہ	تین روپے آٹھ آنے	من ابتدائی ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۱۰ محرم ۱۲۷۳ ہجری

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

تتمہ اخبار لکھنؤ

ان دنوں چند آدمیوں نے صلاح ٹھہرائی کہ بقدر حال کچھ کچھ لوگ جمع کیجئے۔اور ایک روز معین کر کے ہر طرف سے بلوا کیجئے حکام کو زک دیجئے پنجاب کا نقشہ دکھائیے۔بدنامی کا رنگ جمایئے۔چنانچہ جابجا متفرق خفیہ بھرتی ہونے لگے۔عہد و پیمان کے ساتھ اسم نویسی ہونے لگی۔عشرہ کا روز ٹھہرا حسب وعدہ لوگوں کے جماؤ ادھر اُدھر ہوئے۔مگر حکام خبردار تھے کچھ بن نہ پڑی ارادے سے باز رہے منتشر ہوئے۔اتنے میں کسی رازدار نے افشائے اسرار کیا۔حاکم تک بات پہنچی مجمع سے خبردار کیا۔واقعی کسی کہنے والے نے سچ کہا ہے۔کہ نامی ہاتھی اپنی فوج کو مارتا ہے۔حکام نے اس امر میں تردد کیا۔تھانہ داروں کو پوشیدہ تاکید سے حکم دیا۔کہ جلد اس کی تحقیقات کرو۔کہیں کوئی فتنہ برپا نہ ہو نہیں تو تم سب بدنام ہو گے۔ایک ایک مورد الزام ہو گے۔غرض گرم تلاش تھانہ دار ہوئے۔جتنے چوکیدار تھے ہوشیار ہوئے۔اس مہینہ کی پندرہویں کو سراغ ملا۔بہت سعی و کوشش سے پتا لگا۔کہ یار محسن الدولہ بہادر والی کربلا میں تین سو آدمی نوکر ہوئے ہیں۔ابھی ہتھیاروں سمیت اُسی گرد و نواح میں رہا کرتے ہیں۔قادر علی شاہ نامی فقیر کے پاس جمگھٹا رہتا ہے۔وہی بانی فساد ہے لوگوں سے نوکری کرنے کو کہتا ہے۔اور ملکہ جہان کے فیل خانے میں چار شخص کریم بخش و شبراتی وغیرہ اس کام پر رہتے ہیں۔نام لکھ کر سر اسم دو روپے چھٹا دے کر یہ کہتے ہیں۔کہ وقت ضرورت تمہاری طلب ہو گی چلے آنا۔جو کام پڑے عذر نہ کرنا جان تک لڑانا۔اور محمود حسین خان کیدان نواب علی نقی خان کے بہنوئی بھی اس فساد کے بانی ہیں۔حرب و ضرب کا جوش ہے مآل کار فراموش ہے بلوائیوں کے تھانے ہیں۔بہتوں کو آمادہ کیا سینکڑوں نوکر رکھے۔گویا بدنامی کی ٹوکری سر پر رکھی۔کچھ لوگوں نے فسادیوں کے گھر بتائے۔چنانچہ پندرہ بیس آدمی مسیمان ادرے اور دُلتے وغیرہ پکڑ آئے۔انہوں نے منتظم شہر کے روبرو بھرتی کا اقرار کیا۔بارہ ہزار آدمی کا نوکر ہونا اظہار کیا۔اور ابراہیم خان نے پینتالیس سوار نوکر رکھے ہیں۔غلام عباس نے تین سو آدمی بھرتی کئے ہیں۔اور قادر علی شاہ نے کہ ایک فریبی مکار ہے۔رات دن بھنگ بوزی میں سرشار ہے۔دم استفسار بیان کیا۔اس امید کا اعلان کیا۔کہ میں نے تو کل ڈھائی سو نوکر رکھے۔شہر میں بارہ ہزار ملازم ہو چکے ہیں۔آخر تردد تلاش سے پتا پایا۔جابجا کچھ سراغ ہاتھ آیا۔۱۶ کو جب محمود حسین خان کیدان کی کیفیت کھلی۔صاحب منتظم شہر اُن کے مکان پر گئے تلاشی لی۔پینتیس تلواریں نو بندوقیں بارہ قرولیاں نکلیں۔سوا اس کے کچھ طپنچے ملے کچھ قرابینیں ملیں۔۱۷ کو سمسن صاحب بہادر اور واشٹن صاحب بہادر اور دو انگریز اور نواب محسن الدولہ بہادر کے مکان پر گئے۔وہ شاید باغ کو تشریف لیے جاتے تھے ان کو دیکھ کر متامل ہوئے ٹھہر گئے۔دونوں صاحب مکان کے اندر آئے تخلیہ میں کچھ نواب صاحب سے استفسار کیا۔اتنے میں کارنیگی صاحب اور کوتوال تلنگے لے کر پہنچے ہر در دروازہ پر پہرہ بٹھا دیا۔جو جہاں تھا وہیں رہا آمد و رفت موقوف ہوئی۔اور صاحبان عالیشان کی عنان عزیمت وہاں سے معطوف ہوئی۔وقت سہ پہر نواب محسن الدولہ بہادر کو پھر یاد فرمایا۔مسٹر اندرسین صاحب اسسٹنٹ کمشنر کو بھیجکر عینک باز کی کوٹھی میں بلایا۔دیر تک کچھ گفتگو ہوتی رہی۔مگر تخلیہ تھا باتیں مخفی رہیں۔اب اتنا لوگوں سے سُنا ہے۔کہ پہروں کی تجویز جابجا ہے۔خانہ تلاشی کا ارادہ ہے۔اس میں اہتمام زیادہ ہے۔دیکھئے کس کس کا گھر برباد ہو۔کون گرفتار ہو کون آزاد ہو۔وقت تنگ ہے صحیفہ چھپتا ہے۔اس واسطے اتنے ہی پر اکتفا ہے۔آیندہ جو ظہور میں آوے گا لکھا جاوے گا۔ان دنوں اچھے نواب صاحب نواب علی نقی خان بہادر کے خویش نے کلکتہ چھوڑا۔دل کا لگاؤ کہیں اور ہے ساس سسر کی پرواہ نہ کی بی بی سے منہ موڑا۔یہاں پہنچکر رجوہ ڈومنی گموا کی بیٹی اپنی ممنوعہ کے گھر میں ٹھہرے۔اپنا نام ڈبویا نواب صاحب کا پاس نہ کیا حقیر سب کی نظر میں ٹھہرے۔اگر نواب صاحب پہلے اُن کی طبیعت پہچان لیتے۔یقین تھا کہ کبھی نہ دیتے۔صاحبزادی کے لئے حفاظت اُن کی دائم رکھتے۔کیونکر فساد گھر میں قائم رکھتے اب انہیں چاہیے کہ نواب صاحب کی بدنامی کا لحاظ رکھیں شرمائیں۔بی بی کی سوختے پر خیال کریں بدنامی کی آگ بجھائیں۔شیر جنگ والے باغ کے نیچے گھر کھودے جاتے ہیں۔اہتمام والے اپنی طرف سے زیادہ آفت ڈھاتے ہیں۔نئی راہ نکلے گی۔ادھر چوڑی سڑک بنے گی۔منصب رائے مہتمم سڑک نے خود رائی سے مسجد بھی گروادی سرکار کا حکم نہ تھا۔سمسن صاحب بہادر نے روبکاری کی۔پھر مسجد بنوانے کا کوتوال شہر کو حکم دیا ہے۔خرچ اُس کا سرکار کے ذمہ کیا ہے۔

مرزا محمد و علی حسن صاحبزادے جناب مرزا حاجی مرحوم کی روز شنبہ سلخ ذی الحجہ کو بعد مغرب ڈاک بگھی پر اکرام الدولہ بہادر کے پاس روانہ ہوئے وہاں اُن کی معیت میں روانہ کلکتہ ہونگے۔ بالفعل جو سرکار انگریزی سے کوتوالی اور تھانہ اور تحصیل اور محسبس کے لوگوں کو وردی ملی ہے تفصیل اُس کی صرف کی ناظرین اخبار کے ملاحظہ کو درج صحیفہ اخبار ہوتی ہے۔

تفصیل مصارف وردیوں کوتوالی وتھانہ وتحصیل محسبس کی یہ ہے	سات ہزار سات سو چونتیس روپے پانچ آنے
وردی برقندازان کوتوالی وتھانہ جات چوکیداران	بارہ ہزار آٹھ سو بارہ روپے
وردی برقندازان تھانہ جات مفصل	ایک ہزار پانچ سو تیرہ روپے
وردی چپراسیان تحصیل لکھنؤ وغیرہ	چھ سو انیس روپے پندرہ آنے
وردی برقندازان محسبس	چار سو سولہ روپے چھ آنے

اشتہار

بالفعل مطبع لاہور میں ایک کتاب تاریخ خاندان مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور اور ذکر جنگ و جدال سرداران سابق و حال مع تصاویر چھپنے والی ہے فہرست اُس کی ہو بہو درج صحیفہ اخبار کی جاتی ہے حجم اس کتاب کا ابولفضل کے برابر ہے پیشگی دینے والے کو تین روپے اور بعد چھپنے کے چار روپے قیمت مقرر ہے جن صاحبوں کو خریداری اُس کتاب کی منظور ہو قیمت اُس کی خدمت میں صاحب مہتمم مطبع پنجابی لاہور بھیج کر طلب فرمائیں۔ یقین ہے کہ اُس کے مطالعہ سے شائقین بہت حظ اُٹھائیں۔

فہرست

۱۔ حال خاندان مہاراجہ رنجیت سنگھ گیارہ پُشت۔
۲۔ حال خاص رنجیت سنگھ کا مع فتح کشمیر وملتان وپشاور وغیرہ۔
۳۔ پوشیدہ حالت دربار لاہور۔
۴۔ حال شیر سنگھ کا بیٹھنا مسند حکومت لاہور پر اور مارنا رانی چندر کور کا۔
۵۔ حال جنگ افغانستان وگلاب سنگھ۔
۶۔ حال لڑائی ہری سنگھ نلوا محمد اکبر خان سے۔
۷۔ حال قتل شیر سنگھ وراجہ دھیان سنگھ۔
۸۔ حال سزا قاتلوں اُن کے کا۔
۹۔ حال پیدا ہونے مہاراج دلیپ سنگھ اور پرورش اُن کی۔
۱۰۔ حال وزارت ہیرا سنگھ
۱۱۔ حال مہم جمّو
۱۲۔ حال قتل ہونا کنور پشاورا سنگھ کا اٹک میں
۱۳۔ حال قتل ہونا راجہ جواہر سنگھ کا۔
۱۴۔ حال راجہ لعل سنگھ منگلان گولی کا۔

۱۵۔ حال انگریزوں کی لڑائی کا۔
۱۶۔ حال پھولا سنگھ اکالیا کا۔
۱۷۔ حال سرکشی صوبہ دار کشمیر۔
۱۸۔ حال سرکشی صوبہ دار ملتان۔
۱۹۔ حال وزیر زور آورد۔
۲۰۔ حال سرکشی سودن۔
۲۱۔ حال فتح خان توانہ کا۔
۲۲۔ حال خاندان راجگان جمو اور عروج اُن کا۔
۲۳۔ حال زندگی مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر۔
۲۴۔ فہرست ذات باشندگان پنجاب۔
۲۵۔ فہرست خانہ شماری لاہور۔
۲۶۔ فہرست سرداران پنجاب۔
۲۷۔ فہرست اسماے شہروں پنجاب کے اور پرگنوں کے۔
۲۸۔ حال طوائف الملوک ہونا پنجاب اور سرداران خودسر کا۔

انیسویں محرم ۱۲۷۳ ہجری روز شنبہ کو مطبع محمدی میں چھپا

طلسم لکھنؤ

شکرِ حق کز نامۂ اخبارِ نو　　یافت جانِ تازہ جسمِ لکھنؤ
گنجِ گوہرہائے معنی اندروست　　چشم بکشا بر طلسمِ لکھنؤ

عنوانِ صحیفہ حمدِ حق ہے　　زیبائش اوّل ورق ہے
پھر نعت ہے سید البشر کی　　سچی جس نے ہمیں خبر دی

نمبر ۱۰ ۲۵ محرم الحرام ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۲۶ ماہ ستمبر ۱۸۵۶ عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تا مقدور ہے۔ مدح و ذم کا انداز نہیں رکھا۔ ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے تین روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں چوبیس روپے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا۔ اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو۔ والا حسب دستور اخبار جاری رہے گا۔ اور زرِ قیمت دینا پڑے گا۔ اور جسے کچھ چھپوانا ہو چھپ سکتا ہے۔ دستور اُس کا یہ رکھا ہے۔ کہ اگر مضمون رفاہ انام کا ہو۔ جس مین فائدہ خاص و عام کا ہو۔ اُسے ہم مفت چھاپ دیں گے چھپوانے کی ایک کوڑی نہ لیں گے۔ مگر جو صاحب ایسا مطلب چھپوائیں خط مہری مہتمم کو تحریر فرمائیں

لکھنؤ

آگے فساد کی خبر سے حکام کا بعضوں کا گرفتار کرنا۔ کسی کی خانہ تلاشی کسی سے حال کا استفسار کرنا۔ نواب محسن الدولہ بہادر کے مکان پر پہرے بٹھانا۔ پھر تخلیہ میں اُن سے کچھ گفتگو آنا۔ درج صحیفہ اخبار ہوا تھا جتنا معلوم ہوا تھا لکھا تھا۔ اب تخلیہ کی باتوں کا مضمون یوں سُنا گیا۔ کہ نواب صاحب سے لوگ نوکر رکھنے کا حال پوچھا گیا۔ انہوں نے محض انکار کیا۔ اپنی برات کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ ہر چھوٹے بڑے کو اس امر کی خبر ہے۔ کہ مجھ کو ابتدائے عمل انگریزی سے تخفیف مدِ نظر ہے۔ بہت نوکر چھڑا دیے۔ ملازمانِ قدیم موقف کیے۔ نئی بھرتی کا ذکر کیا ہے۔ ہزار بہتان ہے افترا ہے۔ اور میں سرکار انگریزی سے بڑی بڑی امید رکھتا ہوں۔ خلاف اس کے دیکھ کر محوِ حیرت ہو گیا ہوں۔ پھر جو شب عاشورہ کو پاروالی کربلا کے دروازے بند ہونے کی خبر آئی تھی۔ اور یہ بات بلوے اور فتنۂ انگریزی کی دلیل ٹھہرائی تھی۔ اُس کے جواب میں یوں کہا۔ کہ میرے حکم سے نہ تھا۔ مگر وہاں کے کار پردازوں نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ہم نے شورش سُن کر دروازہ بند کر لیا۔ دہاں ہزاروں روپے کا اسباب عزاداری تھا۔ اُس کے لُٹ جانے کا خوف دل پر طاری تھا۔ پھر حکام نے کہا کہ اگر آپ شرکت اہل بلوا نہ کرتے۔ دو ہزار روپے مولوی امیر الدین علی صاحب شہید کو عطا نہ کرتے۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ مجھکو آگے اولاد کی تمنا تھی۔ اس بزرگ کے خدمت میں دعا کی التجا کی تھی۔ خدا نے اُن کی مناجات کو سُن لیا۔ مجھے فرزند نرینہ عنایت کیا۔ اُس دن سے دل کو اعتقاد بڑھا۔ جو ہو سکی کفالت کرتا رہا۔ جہاد کو میں نے کہا نہیں۔ لڑنے پر آمادہ کیا نہیں۔ بلکہ اب بھی اُن کے متعلقوں کی اعانت کا خیال تا مقدور ہے۔ سرکار کو اس میں تعرض کرنا نہیں

پہونچنا خلاف دستور ہے۔ اور کہا مجھ پر تہمت بے جا ہوئی۔ اُس پر ہتک حرمت ہوئی۔ گورنر بہادر سے استغاثہ کروں گا۔ اپنی عزت کا نالشی ہونگا۔ بعد اس کے رخصت ملی دولت سرا میں آئے آرام کیا۔ دوسرے دن دیوان کو حسب الحکم کچہری میں بھیجدیا۔ جب دیوان اور نوکروں سے تحقیقات کر چکے کچھ اثر نہ پایا۔ آخر نواب صاحب کو تہمت سے بری کیا بے قصور ٹھہرایا۔ سب تلنگے وہاں سے بلالیے۔ جتنے پہرے تھے اُٹھالیے۔ سلطانی ہتھیاروں کا بدستور نیلام ہوتا ہے۔ صبح دم سے دس بجے تک اُسی طرح سودائے عام ہوتا ہے۔ بندوق طپنچہ شمشیر کٹار سپر۔ بُھالی جنبیہ چھرا جمدھر خنجر۔ خود بکتر۔ زرہ پا۔ کہر تلواریں ولایتی مصری خراسانی اصفہانی ہندی۔ الیمانی تیغی بردوانی۔ بندوقیں توڑی دار چقماقین ٹوپی دار ہوادار یکنالی سے لگا کے ہفت نالی تک بے حساب وشمار۔ ایک تلوار پر زیب کمر نواب مہابت جنگ نقش ملا تھا۔ زیب کمر حافظ رحمت خان[1] ایک چھری پر سونے سے لکھا تھا۔ اور اور کوٹھوں سے منگل سین والی کوٹھی میں آتے ہیں۔ یہاں والے ہتھیاروں کے ساتھ سب جمع کر کے بیچے جاتے ہیں۔ صاحب چیف کمشنر بہادر کے طرف سے ایک انگریز کو یہ کام ہے۔ اُسی کا اہتمام ہے اُسی کی رائے پر نیلام ہے۔ غرض سودے کی خوب گرم بازاری ہے۔ اہل فرنگ و ہند کو میل خریداری ہے۔ انگریز اکثر چھوٹا ہتھیار چھرا جمدھر کٹار لیتے ہیں۔ خوش خم تلوار چھوٹی سپر بندوق رفل خاردار لیتے ہیں۔ سو دو سو کا مال آٹھ دس کو نیلام ہوتا ہے۔ دیکھنے والوں کا افسوس سے کام ہوتا ہے۔ مگر اس ارزانی کے ساتھ اتنے دنوں سے بک رہا ہے۔ مگر اب تک ہتھیاروں کا نیلام نہیں ہو چکا ہے۔ سنا گیا کہ یہ سلاح پُرانے بے قدر کم قیمت والے ہیں۔ اچھے اچھے نئے عمدہ گران بہا ابھی نہیں نکالے ہیں۔ اسباب دیکھ کر محافظوں کی چوری آشکار ہوئی۔ کار پردازوں کی دیانت کھل گئی امانت نمودار ہوئی، کسی نے بندوق کی چانپ اُڑائی ہے۔ کسی میں اچھی بدل کر بری لگائی ہے۔ محبت خاں صاحب عہد سلطنت میں سرکاری نوکر تھے۔ سررشتہ داری اخبار رزیڈنسی پر مقرر تھے۔ چنانچہ اس عہدے کو خوب چکایا کارگزاری سے اچھی طرح سرانجام دیا راز ہائے شاہی و اخبار فوجداری شہر و ممالک محروسہ پر احاطہ کیا۔ کبھی طمع کو کام نہ فرمایا۔ لوٹ کا دھبا دامن پر نہ لگایا۔ انگریزی عمل میں کل بخشیگری کی منصرم اور تقسیم تنخواہ پر مامور ہوئے وہاں بھی اس دیانت سے کام کیا کہ نیک نامی کے ساتھ مشہور ہوئے۔ رسالہ اکبری و غضنفری و میمنہ شاہی اور نکڑی کی واجبی اس خوبی سے بے لوث تقسیم کی کہ سرکار کی ایک کوڑی ضائع نہ ہوئی۔ اور وکیلوں بخشیوں کی جعلسازی نہ چلی۔ کیونکر ایسا نہ کرتے کہ مرد بالیاقت دانشمند وضعدار ہیں۔ سرکار کمپنی انگریز بہادر میں سولہ برس کے کارگزار ہیں۔ اُن کو دفتر بیت الانشائے سلطانی ترتیب کے لئے سپرد ہوا ہے۔ تمبر کی پندرہویں کو اس باب میں کپتان صاحب ممدوح کا پروانہ ملا ہے۔ یقین ہے کہ اچھی طرح سرانجام ہو۔ نہایت خوش اسلوبی سے یہ کام ہو۔ وہاں کوئی امر دشوار نہیں۔ یہ تو عمدہ کاموں کے سزاوار ہیں۔ تحصیلداری اکسٹرا اسسٹنٹی کے لائق ہیں بڑے دیانت دار ہیں۔ اب سُنا ہے کہ پادشاہ منزل اور چتر منزل وغیرہ مکانات شاہی کے کھودنے کی ممانعت ہوئی ہے۔ ۸ر محرم کو حکام کلکتہ کی طرف سے تار برقی پر یہ خبر پہونچی ہے۔ ایک لفافہ سربمہر براؤن صاحب کا نواب منور الدولہ بہادر کے نام ولایت سے کلکتہ میں آیا۔ وہاں سے کار پردازان بارگاہ شاہ جمجاہ نے بجنسہ ڈاک پر لکھنؤ میں بھجوایا۔ مگر نواب صاحب ممدوح ابھی یہاں نہیں پہونچے آج آمد کی گرم خبر ہے۔ اس سبب سے لفافے کا حال نہیں کھلا آئندہ نظر ہے۔ منشی ہر سکھ رائے کہ آگے سپرنٹنڈینٹ تھے محرم کی پندرہویں کو نواب گنج کے تحصیلدار ہوئے۔ مرزا قدرة اللہ بیگ مینڈو خاں مرحوم کے بیٹے حضرت شاہ جمجاہ کے ملازم باوقار تھے۔ اور عہد سلطانی سے اب تک کروفر کے ساتھ رام نگر دہمیڈی کے تحصیلدار تھے۔ ان دنوں علاقہ مذکور سے تبدیل ہوئے۔ گسائین گنج وغیرہ میں منصرم تحصیل ہوئے۔ اُنہوں نے چھ مہینے کی رخصت مانگی حیلہ لیا۔ جب مقبول نہ ہوئے عہدہ سے استعفیٰ دیا۔ چنانچہ محرم کی چودہویں کو سمن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے استعفیٰ منظور کیا۔ اور محمد عسکری کو کہ مولوی سید عبدالحکیم اکسٹرا اسسٹنٹ کے عزیز ہیں اُن کی جگہ مامور کیا۔

۱۔ آپ روہیلکھنڈ کے والی تھے۔ شجاع الدولہ نے انگریزوں سے سازباز کر کے اُن کی آزاد اور مقبول حکومت کا خاتمہ ۱۷۷۴ء میں کر دیا۔ ملاحظہ ہو، اقبال حسین، دی رائز اینڈ ڈکلائین آف دی روہیلہ چیف ٹینیر، نئی دہلی ۱۹۹۴ء، صفحات ۱۶۷-۱۴۹

۲۰ رمحرم کو پھر رات گئے دو چوکیداروں میں باہم قصہ بکھیڑا ہوا۔ امام بخش ورگھناتھ سے کہ آہنی پُل کے پاس والی چوکی پر متعین ہیں جھگڑا ہوا۔ تکرار بڑھ گئی باتوں باتوں میں بگڑی۔ دونوں نے ہتھیار سنبھالا تلوار پکڑی۔ جب ایک نے وار کیا دوسرے نے اُس کو مار لیا۔ پہلے امام بخش نے تلوار کھینچ کر لگائی رگھناتھ نے زخم کھایا۔ پھر اُس نے بلّم مارا اُس کا داہنا ہاتھ مجروح ہوا زمین پر گرا جان سے ہاتھ اُٹھایا۔ سید آغا حسن حسن گنج کے تھانہ دار اس واقعہ زدوخورد کا حال سُن کر پہونچے۔ کارنیگی صاحب بہادر منتظم شہر کو خبر ہوئی خود محل قتال پر پہونچے۔ تفتیش واردات کی۔ دکانداروں سے تحقیقات کی۔ دونوں کو ساتھ بڑے امام باڑے میں لائے۔ مقدمہ مرتب کیا گواہوں کے اظہار لکھوائے۔ مقتول کی تجہیز و تکفین کا حکم دیا مجروح کو اسپتال میں روانہ کیا۔ فضل رسول صیغہ دار دریاباد کے گھر میں تین سو ساٹھ روپے کی چوری ہوئی۔ ساتھ اُس کی چالیس روپے کا قیمتی شالی رومال گیا چاندی ایک کوتہی گئی۔ ہر چند چوروں نے کوتہی نہیں کی مگر پولس والوں نے پتا پایا۔ یہاں تک کہ اُن کے تجسس سے مال مسروق سب ہاتھ آیا۔ وہاں کے صاحب نے مع روبکار محافظ دفتر اور دو چپراسیوں کی حفاظت میں یہاں بھجوایا۔ انہوں نے حسب الحکم میجر بنکس صاحب بہادر کمشنر لکھنؤ کے حضور میں پہونچایا۔ مگر صاحب ممدوح نے کہیں اور سپرد نہیں کیا۔ کئی روز چپراسیوں کی نگہبانی میں رہنے دیا۔ ۲۱ رکو دونوں محافظ نہانے کے لئے دریا پر گئے۔ مال کنارے رکھ دیا آپ غسل کو پانی کے اندر گئے۔ کوئی چالاک فرصت غنیمت جان کر پھر چُرا لے گیا۔ یہ دونوں نہاتے رہے وہ مال اُٹھا لے گیا۔ چپراسیوں نے کنارے آکر اسباب نہ پایا غریق دریائے حیرت ہوئے شور مچایا۔ صاحب کمشنر بہادر نے یہ خبر سُن کر دونوں کو بلایا۔ اُنہیں کی زرگری تجویز کی صاحب منتظم شہر کے پاس بھجوایا اُنہوں نے روبکاری فرمائی مگر اب تک سازش نہیں پائی۔ مچھلی بھون میں جائزے کا وہی دستور ہے۔ اب کئی تاریخوں کی تفصیل لکھنی ضرور ہے تو اریخ مختلف میں دو کوٹھے کھلے طرح طرح کے اسباب مفصلہ ذیل نکلے۔

تفصیل جائزہ کوٹھہ جات سلطانی واقع مچھلی بھون   من ابتدائے ۲۰ رمحرم ۱۲۷۳ ہجری

۱۳۸۲۹ عدد   لغایت ۲۴ شہر مذکور الیہ

۲۰ محرم ۵۴۲۵۰ عدد   ۲۱ محرم -----   ۷۸۱ عدد

اقسام پارچہ گوٹے دار زردئی   ہاتھی کی جھول زردوزی موتیوں کی جھالرنگی   چھینٹ   پوشاکی

یک عدد   ۱۰۷۰ تھان   ۲۰۰ عدد

ظروف چینی   ۳۳۲۷۱ عدد

۲۰۲۷۰ عدد

۲۲ محرم   ۲۳ محرم   ظروف چینی   تام چینی

۵۱۲۵۰ عدد   ۳۰۰۰ عدد

حقہ طلا کار   شیشے اور چھوٹی شیشیاں سنہری

۸۰۰ عدد   ۴۰۰۰ عدد

قاب غوری   پیالہ کلاں طلا کار

۸۷۳ عدد   ۳۵۲۰۰ عدد

ظروف چینی کہ اُن پر سونے سے آئتیں لکھی ہیں

۵۰ عدد

۲۴ رمحرم   ----------   ----

-------عدد

چینی آلات	بندوق توڑی دار
۴۲۷۰ عدد	۳۰۰ ضرب
سپر	شمشیر
۵۰ عدد	۵۰ قبضہ
قرولی	شیشہ آلات و متفرقات
۳۰ عدد	۵۴۶۱۸۱ عدد

۲۲ محرم کو تھارن ہل صاحب بہادر نے حکم لگایا۔ مچھلی بھون میں آ کر ارباب جائزہ سے فرمایا کہ جائزہ کے بعد ہر قسم کا اسباب جدا جدا صندوقوں میں رکھا کرو۔ اور مقدار اُس کی کہ ایک ایک صندوق میں کتنا کتنا ہے کاغذ میں لکھا کرو۔ پھر صاحب چیف کمشنر بہادر کا چپراسی آیا۔ جائزہ والوں اور تحصیلداروں کے پاس حکم لایا کہ جنرل اولر صاحب یہاں آئیں گے جو فرمائیں بجالانا۔ کوئی عذر پیش نہ کرنا کسی طرح کا حیلہ حجت نہ اُٹھانا۔ دوپہر کے قریب جنرل صاحب آئے۔ پہلے دونوں کوٹھی ملاحظہ فرمائے۔ بعد اسکے مکانات ذیل کو دیکھا۔ پھر بالا خانے پر گئے پوچھا۔ کہ یہ مکان کب سے طیار ہوا ہے کس نے بنوایا۔ تحویلدار سلطانی نے نواب شجاع الدولہ بہادر مغفور کا نام بتایا۔ اُسپر کہنے لگے اس مکان کو سُنا تھا کہ قلعہ شاہی ہے۔ اب دیکھ کر کُھلا کہ اور مکانوں کی طرح یہ بھی ہے۔ اور مکانات سلطانی کہ وہاں سے مدنظر تھے۔ ایک ایک کو دیکھ دیکھ کر پوچھتے رہے۔ خاندان شاہی سے اپنی قدامت جتائی۔ اس مضمون سے اُس کی کیفیت بتائی۔ کہ نواب شجاع الدولہ بہادر کے عہد دولت میں باپ میرا یہیں تھا وہ زمانہ اچھا تھا رئیس بیدار مغز باتمکین تھا اب اُس کے خلاف نمودار ہوا۔ جس کا یہ مآل کار ہوا مگر عذر معقول ہے۔ بزرگوں کو مقبول ہے۔ ۲۴ محرم کو تھارن ہل صاحب نے مچھلی بھون میں آ کر کہا کہ ہم کو عجلت مطلوب ہے۔ اگر بادشاہی کوٹھوں کے سب اسباب کا جائزہ جلد ہو جائے تو خوب ہے۔ ورنہ ایک ایک کو شمار نہ کرو۔ ہر قسم جدا جدا صندوقوں میں بھرو۔ تفصیل سے نہ دیکھو بھالو۔ کاغذ مجمل جائزے کا بنالو۔ اس میں جلد فراغت ہوگی۔ یہاں کے کام سے فرصت ہوگی۔ آگے تحریر کانپور سے ڈاک گھر کی خبر کے موافق احسان حسین خان کا کلکتے سے وہاں پہونچنا معلوم ہوا تھا۔ ہم نے بھی صداقت محرر کی نظر سے اُس پر اعتماد کر کے یہ حال صحیفہ اخبار نمبرے میں مندرج کیا تھا۔ اب سچی حقیقت کھلی۔ وہ خبر غلط نکلی خان ممدوح وہیں ہیں۔ کانپور میں نہیں ہیں مظفر حسین خان نے محبت نامہ شاہی رومنشٹن صاحب بہادر سکریتر کے نام لکھوایا۔ فرمان سفارت اپنے نام حاصل کیا۔ نامہ محبت کے بعد وہ بھی صاحب ممدوح کو دکھایا اُنہوں نے خط لے کر پڑھا اور فرمان مسترد کر کے کہا۔ کہ اس سے ہم کو کام نہیں۔ تمہارے لئے ہے ہمارے نام نہیں۔ اور نبل رومنشٹن صاحب بہادر والد سکرتر ممدوح کا ایک خط نواب علی نقی خان بہادر کے پاس رکھا تھا۔ اُس میں خصوصیت قدیم کا بیان تھا طرفین کے بزرگوں میں اتحاد کا مضمون لکھا تھا اُس کو سکرتر صاحب کے ملاحظے کو بھجوایا۔ اُنہوں نے پڑھ کر یہ جواب لکھوایا۔ کہ ہم کو ان دنوں فرصت نہیں معذوری ہے ملاقات کی مہلت نہیں احسان حسین خان اور مظفر حسین خان نے ایک کردار کیا ہے، نواب گورنر بہادر سے شاہ جمجاہ کی ملاقات کا ذمہ لیا ہے۔ ظاہر کرتے ہیں کہ جلد بات ہوگی۔ ہفتہ عشرے میں ملاقات ہوگی۔

جناب عالیہ کا لندن میں رونق افزا ہونا * شان وشکوہ سے جلوہ فرما ہونا

ان دنوں لندن کی تازہ تحریرات معتبر سے اولوالعزموں کی منزل مقصود پر پہونچنے کا مضمون ہاتھ آیا۔ یعنی جناب عالیہ متعالیہ اور مرزا سکندر حشمت بہادر اور مرزا ولیعہد بہادر دام اقبالہم نے وہاں ۲۶ اگست کو نزول اقبال فرمایا۔ تین ہزار روپے کا چو منزلہ مکان مرتفع کرائے کو لیا۔ ہمت عالی سے برمحل روپے کے صرف میں کچھ دریغ نہ کیا۔ بڑے کروفر سے اُس شہر میں داخل ہوئے۔ جاہ و حشم کے ساتھ مکان کی طرف مائل ہوئے۔ پاؤں رکھ کر سنگ آستاں کو پارس بنایا۔ فیض قدم سے گھر کو سردست برپا فرمایا۔ نور قدوم سے منزل مہتاب ہوا۔ ہر کمرا بیت الشرف کا جواب ہوا۔ بسکہ اُدھر رونق افروز ہونا مدت سے شہرہ

آفاق تھا۔لندن میں چھوٹا بڑا اس دن کا مشتاق تھا۔پہونچتے ہی خیر مقدم کا آوازہ علی العموم ہوا۔خلقت اُمنڈ آئی تماشائیان سواری کا ہجوم ہوا۔ہزاروں آدمی جمع ہوئے تماشہ رہا۔اُس وقت سے شام تک میلا رہا۔جناب بھی چلمن چھوڑ کر کمرے میں بیٹھیں زبان مبارک کو گویا فرمایا۔مگر معلوم نہیں کیا کیا کلام کیا کس کس کو مخاطب ٹھہرایا۔ہمراہ پانچ لاکھ روپئے کی لاگت کا ایک سایا ہے۔کہ ملکہ معظمہ کے لئے بہت پُر تکلف بنوایا ہے۔بہت جواہر گران بہا ایسے ایسے ہیں۔کہ نہ کان سے سنے نہ آنکھ سے دیکھے ہیں۔اگر ملک مستر دہو ملکہ کی دادرسی سے عجب کیا ہے۔ابھی راج گڑھ کا مقدمہ ایسا گزر چکا ہے۔

چیتوڑ

ان دنوں وہاں چوروں کا زور ہے۔ہر طرف ڈاکے کا غل شور ہے۔ایک اشتہار ہیڈ کلکٹر صاحب بہادر کی کچہری میں لگا ہے۔نہایت طول طویل ہے اس کا حال بہت کچھ اس میں لکھا ہے۔ایک بات یہ ہے کہ جب کہیں ڈاکہ گرے اور کوئی اُن سے لڑے مقابلہ کرے۔اگر اُن کو مارے خونی نہ ٹھہرے گا۔بلکہ نقد انعام سے دامن اپنا بھریگا۔اور اگر مارا جائے اُسکے اہل وعیال کی پرورش مدنظر رہے گی۔گورنمنٹ سے تجویز ہے کہ تادم زیست کچھ تکلیف نہ پہونچے گی۔دوسری بات یہ لکھی ہے۔اشتہار میں مندرج ہوئی ہے۔کہ لوگ اِن کڑے دنوں میں بچوں کو زیور نہ پہنائیں۔طوق حمیل اُتار رکھیں زنجیریں بڑھائیں۔اگر کوئی ڈاکو لڑکے کو ہلاک کر کے زیور پر دست غارت پھیلائے گا۔دریافت حال سرکار سے محال ہے تدارک اس کا مشکل ہو جائیگا۔

آگرہ اخبار۔

جالندھر

ایک افسر فوج جنگی کے گھر میں چور کا گذر ہوا۔دوسو روپے چہرہ دار کچھ کپڑے لیکر رفو چکر ہوا۔پتا نہیں لگا تلاش اب تک ہے۔صاحب بہادر کو اپنے ملازموں پر شک ہے۔ پنجابی لاہور

ولایت

عنقائے روزگار میں مذکور ہے۔اور اخبار سے اُس میں مسطور ہے۔کہ اہل روس مقام کارزار اہل روم کو سونپنے میں تامل کرتے ہیں کچھ کمک وہاں بھیجی ہے۔اور گورنر کارزنی کرنل کا طرصاحب کمشنر انگریزی متعینہ کمپ سپاہ روم کو اطلاع کی ہے۔کہ جب تک سپاہ متفقہ روم کی قلمرو سے اُٹھ نہ جائے گی۔سپرد گی مقام مذکور کی عمل میں نہ آئے گی۔اور روسیوں نے قریب بازی سے جزیرہ سرینٹ کے لیے فساد مچا رکھا ہے۔ایک افسر کو ایک سپاہ کالے کر مع خوراک یکسالہ وہاں بھیجا ہے۔ترکوں کی بھی آدھی کمپنی وہاں مقیم ہے۔لڑائی کا احتمال ہے گمان جنگ عظیم ہے۔کمشنران سرحدات بسار بینہ باہم منازعت کی۔انہوں نے وہاں سے شہر لولکر نڈ کی طرف معاودت کی۔اور ابھی اس امر کا بھی فیصلہ ہوا نہیں۔کہ وہ شہر ملک مفتوح میں ہے یا نہیں۔سنا جاتا ہے کہ فساد ملک عرب کا جو آگے تھا فرو ہو گیا۔ابو طالب سرکش کو اُس کے جانشین ابن عون نے قید کر لیا۔اب تک آٹھ ہزار سپاہ قسطنطنیہ میں باقی ہے۔چھ ہزار انگریزی دو ہزار فرانس کی ہے۔جب تک سب اسباب سپاہ انگلستان فرانس کا جہازوں پر نہ لدے گا۔یوں سنا ہے کہ فوج مذکور کا ادنی ملک میں قیام رہے گا۔ملک یونان میں اب تک وہی فساد ہے۔غارتگروں کے ہاتھ سے برباد ہے۔ڈاکو جا بجا آگرتے ہیں۔ہر طرف لوٹتے پھرتے ہیں۔بہت فوج فرانس قسطنطنیہ سے انتظام کو پہونچی ہے۔اب وہاں حکمرانی سپاہ فرانس انگلستان کی ہے۔سلطان الاخبار میں لکھا ہے کہ شاہ یونان رعایا کے حال سے غافل ہے۔خود بھی جور و جفا کی طرف مائل ہے۔رات دن مست شراب رہتا ہے۔مملکت کا حال خراب رہتا ہے۔اس لیے شاہان انگلیڈ و فرانس کا ارادہ ہے کہ اوسکو تخت سلطنت سے اُٹھائیں۔اور شاہزادہ جرمن کو سب صفتوں سے موصوف ہے اسکی جگہ بٹھائیں۔شاہ اوتہو وہاں کی سلطنت سے مستعفی ہونے کا قصد رکھتا ہے۔انتظام نہیں کر سکتا جانشین کی تدبیر میں فرنگستان کو گیا ہے۔مفید خلائق میں خبر ولایت سے لکھا کہ اسپین میں بھی اب فساد نہیں رہا۔

چین

وہاں جوفساد کئی برس سے پھیلا ہے۔اب بھی نان کنک شہر کے قریب برپا ہے۔عجب نہیں کہ صاحبان انگریز کی تجارت خلل پذیر ہوا۔وران کوفریقین سے کسی کی جانب داری ناگزیر ہو۔

عمدۃ الاخبار

بنبئی

نراین جی نام کاایک جعلساز بھیم جی سوداگر کے پاس آیا۔راز سربستہ اُسکے آگے کھولا بھید بتایا۔کہ ایک نوٹ جعلی ڈیڑھ لاکھ روپے کالایا ہوں۔اگر افشاں نہ کرو پچاس ہزار کوتمہارے ہاتھ بیچ ڈالوں۔سوداگر یہ سن کر ظاہر میں مسرور ہوا۔مصروف اُسکے تشفی واطمینان میں تامقدور رہا۔مگر باطن میں اُسکے گرفتاری کا ڈول ڈالا۔اوراُس دن جعلساز کوکل کے وعدہ پر ٹالا۔اتنی مہلت پاکر پولس میں گیا سارا حال کہا۔اور وہاں کے لوگوں کوساتھ لاکر گھر میں چھپا رکھا۔جعلساز نے جوں توں رات بسر کی۔صبح کوآکر سوداگر سے یہ بات کہی۔کہ پہلے میں پچاس ہزار روپے دیکھوں۔پھرنوٹ نکال کر تم کودوں۔سوداگر اوسکے خلاف پر اصرار رہا۔یعنی پہلے نوٹ کا طلبگار رہا۔اتنے میں پولس والے نکل آئے جعلساز کوگرفتار کیا۔صندوقچہ اوسکے بغل سے لیکر کھولا جعلی نوٹ چھین لیا۔مشکیں باندھ کر پولس میں حاضر کیا۔جوکچھ حال گذراتھا ظاہر کیا۔مقدمہ زیرتجویز ہے دیکھئے کیا ہوکس طرح کی آفت آئے کیسی سزا ہو۔

گلشن نو بہار۔

آگرہ

ایک شخص پر منصفی سے باسٹھ روپے کی ڈگری ہوئی وہ روپے جمع کرنے کولے گیا۔کسی عیار نے اوس سے کہا کہ لا میں داخل کردوں بےچارے نے زرنقد ناواقفی سے حوالے کیا۔عیار نے غنیمت جان کر کسی طرف کی راہ لی۔یہ نادان ہاتھ ملنے لگا حالت تباہ کی۔آخر کوتوالی میں اظہار حال کیا اوس نابکار کا پتا بتادیا۔وہاں سے خانہ تلاشی ہوئی ساٹھ روپے ملے۔علیحدہ علیحدہ دوجگہ گڑے ہوے نکلے۔مجرم حوالات میں ہے مقدمہ روبکار ہے۔آگے دیکھئے کیا تجویز کارپردازان سرکار ہے۔اس ضلع کے کسی گاؤں کانیا ماجرا ہے۔خبر عجیب ہے نہایت حیرت افزا ہے۔یعنی ایک عورت اپنی بچے کوتنہا مکان میں چھوڑ کر کسی کام کوباہر نکلی۔شیرنی نے گھر میں آکر لڑکی کواُٹھالیا جنگل کی راہ لی۔تھوڑی دیر کے بعد پھر آئی۔بچے کونہ پایا بہت گھبرائی۔داویلا کرنے لگی کہ ہے ہے کیا آفت ہوئی۔ہمسایہ کے لوگ دوڑے حال سنا حیرت ہوئی۔ادھر اُدھر ڈھونڈا کہیں پتا نہ پایا۔صبر کی نصیحت کی عورت کوسمجھایا۔چند روز کے بعد لوگوں نے اوس بچی کوشیر کے ساتھ تالاب پر پانی پیتے دیکھا۔متعجب ہوکر دوڑے آئے۔صاحب مجسٹریٹ بہادر سے یہ حال کہا۔صاحب نے ایک شکاری کوگرفتاری کے لئے مقرر فرمایا۔وہ چابکدست بچی کوزندہ بےگزند پکڑ لایا۔چنانچہ تاکو حسن موجود ہے مگر کچھ بولتا نہیں۔چنگھاڑ کے سوا کسی بات میں زبان کھولتا نہیں۔عورت نے آکر استغاثہ کیا ہے۔اپنی لڑکی کا دعویٰ کیا ہے۔روضہ تاج گنج میں ایک لاش نکلی۔کسی منارے کے بیچ والے جنگلے میں ملی مُردہ کئی روز کا پڑا تھا۔سوجا پھولا سڑا تھا۔کسی بےرحم نے پھانسی دے کر ہلاک کیا۔کپڑے جوتا جوپایا اوتار لیا اس جرات کو بڑی فرصت چاہئے خدا جانے کیوں کر ہاتھ آئے۔حیرت ہے کہ باوصف انتظام سرکاری کے اتنی مہلت کس طرح پائی۔ابھی تک مجرم کا پتہ نہیں دیکھئے ملتا ہے یا نہیں۔

سفیر آگرہ اخبار محتشم

کلکتہ

اخبار انگریزی سے چشمہ فیض میں یہ خبر ہے کہ ہرسور جی مل کو دولاکھ روپے کا دعویٰ سرکار انگریزی پر ہے۔سپریم کورٹ میں نالش دائر کی۔تصریح دعوے میں یہ بات ظاہر کی۔کہ میں محاربہ کابل میں سررشتہ کمسریٹ کا سربراہ کار تھا۔تمام سپاہ کی رسدرسانی کا مجھ پر مدار تھا۔دولاکھ روپے خرچ کئے سرکار سے کچھ نہیں

ملایت ولعل کے سوا ایک حبہ حاصل ہوا نہیں۔ دھوم دھام سے مقدمہ کی تحقیقات ہوئی ہے۔ حقدار کو حق پہونچنے کی امید قوی ہے۔ چشمہ فیض

راج گڑھ

۱۸۴۸ء میں راج گڑھ کی ریاست ضبط سرکار ہوئی۔ اب آٹھ برس کے بعد پھر انہی رئیس کے نام برقرار ہوئی۔ ۸/ مارچ ۱۸۵۶ء کو صاحب جنٹ گورنر بہادر اور صاحب پولیٹکل بہادر راجنٹ بھوپال نے دربار عام فرمایا۔ اول صاحب بہادر والی راج گڑھ کو تجمل واحتشام سے بہت دھوم دھام سے مسند ریاست پر بٹھایا۔ کچھ کلمات نصیحت فرمادیے۔ انتظام کے امور سمجھادئے۔ صاحب سپرنڈنٹ کو خلعت گران بہا دیا۔ خوش سرانجامی وحسن بندوبست کے عوض میں سرفراز کیا۔ راول صاحب نے تین خلعت گران قیمت صاحبزادی کے واسطے دیے۔ مالاے مروارید وسرپیچ مرصع اور طلائی کٹھلی کڑی سمیت عطا کئے۔ اسپ خاصہ دیا دوہزار روپے سالانی کی جاگیر مرحمت فرمائی۔ خیرخواہی اور جانفشانی کے صلے میں یہ عنایت کی۔ نور مغربی

دیناپور

وہاں گورے اور ہندوستانیوں میں بکھیڑا ہوا۔ کئی گورے جان سے مارے گئے۔ فساد بڑا ہوا۔ سبب یہ تھا کہ رات کو گوروں کا ایک پہرہ نشاۂ شراب میں ہندوستانی کلال خانہ کی طرف آیا۔ سپاہیوں نے اس نظر سے کہ مست سرشار ہیں کہیں کسی سے دنگانہ کریں اونکی گرفتاری کا ڈھب لگایا۔ گورے بھاگ کر اپنی لین میں جاچھپے۔ سپاہی تعاقب کرتے ہوئے وہاں پہونچے۔ اور چالیسویں رجمنٹ کے ہندوستانی انکی مدد پر اُٹھے۔ طرف ثانی کے مقابلے کو لاٹھیاں لے کر اُٹھے۔ بڑی زدوخورد ہوئی ایک گورا جان سے گزر گیا۔ بہت سے زخمی ہوئے دوسرے دن ہر ایک مجروح بھی گیا۔ یہاں تک کہ ایک پروسٹ سرجنٹ بھی مارا گیا۔ طوفان بےتمیزی سے تلوار کی گھاٹ اوتارا گیا۔ جب دسویں رجمنٹ کے کرنیل نے خبر پائی۔ اس ہنگامہ کی آواز اوسکے کان تک آئی۔ اور چالیسویں رجمنٹ میں بکتر سپاہ کا آراستہ ہوکر آمادہ ہوا۔ اور طرفین سے اپنے مقابل والے غول کو اُڑادینے کا ارادہ ہوا۔ لوگوں نے بیچ بچاو کیا۔ غصہ کی آگ کو بجھادیا۔ تحقیقات درپیش ہے دیکھئے کیا ہو۔ غالباً ہندوستانی سپاہیوں کو سزا ہو۔ صادق الاخبار

کشمیر

مہاراجہ گلاب سنگھ والی جموں وکشمیر نے لداک وغیرہ حدود بارقند پر چڑھائی کی ہے۔ گوہر رحمٰن خان حاکم مقام مذکور سے میدان ہونے والا ہے نیت لڑائی کی ہے۔ حاکم بدخشاں وکاشغر وصوات ودیرہ وغیرہ کو اپنا کیا ہے۔ تحفے اور خطوط بھیج کر رسم وراہ پیدا کی سب کو گانٹھ لیا ہے۔ اس سبب سے لوگوں کو مہاراجہ کی فتح کا خیال ہے۔ کہتے ہیں اس معرکہ سے حاکم موصوف کی جان بری محال ہے۔ پارسال شاہزادہ کوکان عملداری انگریزی میں آیا تھا۔ اور سرکار انگلشیہ نے اوسکو بہت کچھ دیکر رخصت فرمایا تھا۔ پھرتے وقت گوہر رحمٰن خان نے اوسکو پکڑ لیا۔ اثناے راہ میں اپنا قابو پا کر گرفتار کیا۔ ایسی کد ہے۔ کہ اب تک مقید ہے۔

صادق الاخبار

رنگون

سچی خبر ہے۔ تحقیق سربسر ہے۔ کہ رنگون کی تحصیلدار نے خوب مال مارلیا ڈیڑھ لاکھ روپئے سرکاری لے کر فرار کیا۔ چشمہ فیض

بریلی

محلہ بہاری پور میں کسی برہمن کے گھر میں چور سمائے۔ خاطرخواہ مال چرا کر اپنا رستہ لیا مکان سے باہر نکل آئے۔ راہ میں ناکے پر برقنداز نے گھیر کر غل مچایا شور کیا۔ سپرڈنٹی کے ملازموں نے کہ روند میں موجود تھے ساتھ نہ دیا یہاں تک کہ سب چور بھاگ گئے ایک سینہ سپر ہوا۔ ہتھیار سنبھال کر سامنے آیا

برقنداز کو زخمی کر کے وہ بھی بھاگ چلا تھا کہ ایک سوار نے گرفتار کر کے عدالت میں پہونچایا۔ ملازمان سپرنٹنڈنٹی کہ مخل واردات میں تھے۔ حاکم عدالت سے معطل ہوئے۔ ایک رات کو عین بارش کے وقت مہاراجہ سیول کے گھر میں بھی چوروں کا گذار ہوا۔ حفاظت سرکاری کام نہ آئی ذاتی نوکروں کا چوکی پہرا بھی سب بیکار ہوا۔ چاندی سونے کا اسباب نہ چرایا۔ گھوڑی کے ساز کو ہاتھ نہ لگایا۔ صرف نقد پر کفایت کی ہزار روپے لے کر قناعت کی۔ اسی رات کو ابراہیم خان ساکن ابراہیم پور نے غصہ نکالا۔ معلوم نہیں کس لیے اپنی بی بی اور لڑکی کو جان سے مارڈالا خون کیا گنہگار ہوئے پولس میں گرفتار ہوئے۔ حکم سرکار سے فقیر پکڑے جاتے ہیں۔ سب کو کوتوالی میں بھجواتے ہیں۔ شاید اس لباس میں چوروں کا احتمال ہے۔ اس لئے بے چاروں کی جان پر وبال ہے۔

عمدۃ الاخبار

نیپال

کئی مہینے گذرے کہ جنرل جنگ بہادر نے کمال شجاعت سے ملک تبت کو فتح کیا۔ اور حسنِ خدمت کے عوض میں وہ ملک تمام وکمال انہیں کو مل گیا۔ کسی کو مداخلت نہیں اونکا قبضہ تام ہے۔ اونہیں کی رائے پر سب وہاں کا انتظام ہے۔ صادق الاخبار

کوڑکاوان

موہن لال وہاں کے کلکٹری کے خزانچی نے خوب مال سرکار لیا۔ چار ہزار روپے کا غبن کر کے کسی طرف کو فرار کیا۔ صاحب کلکٹر بہادر نے اشتہار دیا ہے۔ سبھوں کو اس مضمون سے آگاہ کیا ہے کہ جو کوئی اوسے پکڑوا دے یا پکڑ لائے۔ سرکار سے سو روپے انعام پائے۔

صادق الاخبار

ایران

وہاں بہرصورت امان ہے۔ کچھ کھٹکا نہیں اطمینان ہے۔ سفیر انگریزی کہ وہاں سے اُٹھ کر بغداد میں آیا تھا پھر طہران کو جائے گا۔ کچھ خلاف نہ رہے گا اگلی شکررنجی کا عنقریب تصفیہ ہو جائے گا کہ سلطنت ایران وانگریزی میں بہرصورت آشتی پیدا ہوگی۔ روابط اتحاد کے تجدید ہوئی پھر موافقت ومحبت ہویدا ہوگی۔

صبح صادق

اوجین

وہاں یار خان جمعدار اور ایک سپاہی سے تکرار ہوئی۔ گفتگو بڑھ گئی ہتھیار کی نوبت آئی لڑائی آشکار ہوئی۔ سپاہی نے تلوار کا ایک ہاتھ لگایا جمعدار کا پاؤں اُڑا دیا۔ اوجین کی بائیصاحبہ نے یہ حال سن کر فوراً اوسکو سپردحوالات کیا۔ مقدمہ روبکار ہے تحقیقات تکرار ہے۔

صبح صادق

اجمیر

کپتان بچ اسسٹنٹ راو رام سنگھ بہادر کو نے والے کارشوت ستانی کی علت میں موقوف ہوا ہے۔ اور سر ہنری لارنس صاحب بہادر راجپوتانہ کے اجنٹ نے روبکاری کے لئے اجمیر میں بلا بھیجا ہے۔ نور مغربی

لاہور

برج لال سررشتہ دار مہتمم انہار نے ایک بل میں جعل کار خنہ کیا ۲۳ روپے کی رقم کو ۵۲ روپے بنا کر روپیہ خزانچی سے وصول کرلیا۔ خزانچی نے جب رقم بنی ہوئی پائی۔ صاحب کے پاس جا کر یہ خبر سنائی۔ صاحب نے سررشتہ دار مذکور کو عدالت میں چالان کیا۔ حاکم فوجداری نے بعد تحقیقات وثبوت پانچ برس کی قید کا حکم دیا۔ دیوان جوالا سہائے نام سرکار کے مدارالمہام ہیں۔ اونکی طرف سے اس مضمون کی عرضی۔ صاحب چیف کمشنر بہادر کو پہونچی۔ کہ جو مجرم یہاں کا عملداری سرکار میں جائے۔ یا وہاں کا گنہگار اس عملداری میں چلا آئے۔ اوسکو گرفتار کر کے بھیجہ یا کریں۔ تھانہ بہ تھانہ چالان کیا کریں۔ صاحب موصوف نے یہ امر منظور کیا۔ تمام پنجاب میں جاری یہی دستور کیا۔ اس بات پر عمل کرنے کی روبکاریاں لکھوائیں۔ صاحبان کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کے پاس بھجوائیں۔

پنجابی لاہور

امریکا

سُنا ہے کہ وکیل انگریزی نے تصویر ملکہ معظمہ کی شاہ امریکا کو دی۔ آپس میں محبت کا رنگ یوں جمایا اتحاد باہم کی یہ صورت تجویز کی۔ شاہ موصوف نے جب شبیہ کو دیکھا۔ نہایت خوش ہو کر یہ کلمہ وہاں سے کہا۔ کہ اگر میں عیسائی ہوتا میرا یہ مذہب آبائی ہوتا۔ تو ملکہ سے شادی کرتا اپنی خانہ آبادی کرتا۔

صادق الاخبار

متفرقات

بیل پور سے دس پندرہ میل پر لوہے کی کان نکلی ہے۔ اوسکی حفاظت کا اہتمام ہے جا بجا پہرا چوکی ہے۔ فرخ آباد کے ڈاکخانہ میں ایک محرر نے حقیر چوری کی۔ چار آنے بچانے کو رجسٹری چٹھی دبا رکھی۔ جرم اُسکا عیاں ہوا۔ برس دن کو قید زنداں ہوا۔ ڈو صاحب انگریز نے اپنی میم کو زہر دیکر مار ڈالا۔ جرم اوسکا ثابت ہوا مگر جوری والوں نے آفت کو ٹالا۔ صاحب کو دیوانہ قرار دیا۔ اوسکی حرکت کا اعتبار نہ کیا۔ بولے کہ مجنوں یہ قاتل ہے۔ ہماری رائے میں عفو کے قابل ہے۔ مہاراجہ گوالیار نے دنکرراؤ دیوان کی بدلی اپنی رائے میں تجویز فرمائی۔ مگر ریزیڈنٹ صاحب بہادر کی توجہ سے بحال رہی وہ بات ظہور میں نہ آئی۔ یہ ٹھہری ہے کہ تین برس انتظام اونکا دیکھ لیجئے۔ بعد اسکے جو مناسب ہو حکم دیجئے۔

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
جناب میر محمد حسن صاحب دام ظلہ	پندرہ روپے	من ابتدائے ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۱ ذی قعدہ ۱۲۷۳ ہجری

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبارِ نو یافت جانِ تازہ جسم لکھنؤ
گنج گوہر ہائے معنی اندروست چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

عنوان صحیفہ حمدِ حق ہے زیبائش اوّل ورق ہے
پھر نعت ہے سید البشر کی سچی جس نے ہمیں خبر دی

نمبر۱۱ ۳ صفر ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۳ ماہ اکتوبر ۱۸۵۶ عیسوی روز جمعہ جلد۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تا بمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا ایک روپیہ آٹھ آنے قیمت ماہواری ہے۔ تین روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپے سالانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا۔ اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو۔ دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو۔ والا حسب دستور اخبار جاری رہے گا۔ اور زر قیمت دینا پڑے گی۔ اور جسے کچھ چھپوانا ہو چھپ سکتا ہے۔ دستور اُس کا یہ رکھا ہے کہ اگر مضمون رفاہ انام کا ہو۔ جس میں فائدہ خاص وعام کا ہو۔ اُسے ہم مفت چھاپ دیں گے۔ چھپوانے کی ایک کوڑی نہ لیں گے۔ مگر جو صاحب ایسا مطلب چھپوائیں۔ خط مہری مہتمم کو تحریر فرمائیں۔

لکھنؤ

صدر آرائے بزم شریعت۔ جلوہ فرمای سند دین وملت۔ مرکزِ دائرہ حق ویقین وارث علوم انبیا ومرسلین۔ عالم باعمل عالی دستگاہ۔ حاجی مفتی مولانا محمد سعد اللہ۔ کہ علم وفضل اونکا عالم میں مشہور ہے۔ شہرہ فیض عمیم کا چاروں طرف دور دور ہے۔ حسب الطلب والی رام پور ادھر تشریف فرما ہوئے۔ ۲۶ محرم کو سنیچر کے دن خیر وبرکت جلو میں لے کر مرحلہ پیما ہوئے۔ خلق کو اون کی دوری سے صدمہ جانکاہ ہوا۔ خصوصا عقیدت مندوں کا حال زیادہ تباہ ہوا۔ سبھوں کے دلوں پر حالی ہو گیا۔ کہ لکھنؤ علم سے خالی ہو گیا۔ اُٹھ گئی رونق یہاں سے شہر ویران رہ گیا۔ تن سے روح پاک نکلی جسم بے جان رہ گیا۔ رام پور کے دن پھرے لکھنؤ کے دلوں کا پھیر ہے۔ وہاں نور افاضت پھیلے گا۔ یہاں اندھیاری چھائی اندھیر ہے۔ خدا امن وآسائش سے اچھی طرح پہونچائے۔ اور پھر حصول مراد کے ساتھ یہاں لائے۔ الٰہی جہان یہ دعائے نامداری ہے تشنہ کام سیراب ہوں۔ فیض جاری رہے۔ ۲۹ ستمبر کو کلکتہ سے خبر آئی۔ جلدی کے لئے برقی تار پر آئی۔ کہ سمسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لکھنو اب وہاں مقرر ہوئے۔ حسن لیاقت کے سبب سے عہد جلیل پایا نائب سکریٹری ہوئے۔ ۳۰ کو صاحب ممدوح نے کاربار موقوف کیا۔ خاطر عاطر کو چلنے کے اہتمام میں مصروف کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہاں بہت نیک نام رہے۔ رضامند ادنے خاص وعام رہے۔ بڑے کارگزار ستودہ شعار ہیں۔ عمدہ ترقیوں کے سزاوار ہیں ان کی تشریف لے جانے سے ایک عالم کو ملال ہے۔ خصوصا عملہ کچہری کو قلق بدرجہ کمال ہے۔ واقعی یہ نگاہ پرورش کہاں پائیں گے۔ جب یاد کریں گے رنجِ حسرت کہائیں گے۔ بالفعل جمس اسٹیل صاحب بہادر اسسٹنٹ اول

اہتمام کریں گے۔ دوسرے کے مقرر ہونے تک صاحب موصوف کی جگہ کام کریں گے۔ اکتوبر کی پہلی کو ایک بجے چارج لیا۔ خزانے کی کنجی پائی کچہری میں اجلاس کیا۔ چند روز کو جنکلس صاحب بہادر صفی پور کے ڈپٹی کمشنر عوضی پر ہوئے۔ تہارن ال صاحب جن کو جائزہ سپرد ہے علاقہ مذکور میں مقرر ہوئے۔ صاحب چیف کمشنر بہادر اور فنانشل کمشنر بہادر دسویں اکتوبر تک روبکاری کو جانے والے ہیں۔ عملہ فارسی انگریزی ہمراہ جانا تجویز ہے ڈیرے خیمے پہلے سے باہر نکالے ہیں۔ ۱۸ ارمحرم کو صاحب منتظم شہر نے مصطفیٰ علی خاں کے مکان پر پہرے بٹھائے۔ اور انکے داروغہ حاجی محمد علی نام کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لائے۔ ۱۹ ارکو کوتوال شہر نے محمد بخش نواب علی نقی خان کے داروغہ کو دو برقندازوں کے ساتھ کچہری میں بھیج دیا۔ وہاں صاحب منتظم شہر نے اس مضمون کا اقرار نامہ اونسے لکھوالیا۔ کہ مجھکو ہنگامے سے کچھ کام اصلا نہیں۔ مطلق کسی سے سازش نہیں مداخلت ذرا نہیں۔ آغائی صاحب ناظم معزول سلطانپور کی طلب میں وہاں کے صاحب کمشنر کا حکم آیا تھا۔ تحصیل عہد سلطانی کی چار قسطوں کا مواجہہ کرنے کے واسطے بلایا تھا۔ وہ حیلہ و حجت نکالتے رہے۔ جہاں تک ہوسکا ٹالتے رہے۔ چنانچہ آگے اسکا مذکور ہوا۔ صحیفہ اخبار میں مسطور ہوا۔ اب آمنی صاحب بہادر اور کارنیگی صاحب بہادر کی تاکید ہوئی۔ تاخیر کرنے کی ممانعت شدید ہوئی۔ اس بہانے کی راہ بند ہوئی معذرت نہ چلی جانا ضرور ہوا کوئی فطرت نہ چلی۔ آخر روانہ سلطانپور ہوئے۔ بے چارے گھر سے دور ہوئے۔ اس شہر میں جا بجا اشیائے مختلف کا نیلام ہوتا تھا۔ بیچنے والوں کے پاس ادھر اُدھر خریداروں کا ازدہام ہوتا تھا۔ حکام نے یہ امر ناپسند ٹھہرایا۔ ۲۰ محرم کو موقوفی کا حکم لگایا کہ چوری کے مال کا احتمال تھا۔ اور اس صورت میں بُرا مآل تھا۔ خیرآباد سے ایک دوست آئے ہیں یہ تازہ خبر وہاں کی لائے ہیں کہ پانچ آدمیوں کو سانپ نے کاٹا تین کا انتقال ہوا۔ دو جی وقائم ہیں بخیر اونکا مآل ہوا۔ مسمی گھسیٹا اور منو خاکروب میں کچھ تکرار ہوئی بات بڑھ گئی دونوں میں خصومت آشکار ہوئی۔ گھسیٹا کا داو چلا گھات ملی۔ خاکروب مذکور کی ناک کاٹ لی۔ تھانہ دار نے دونوں کو منتظم شہر کے پاس حسب سررشتہ بھیجدیا۔ صاحب نے بعد روبکاری مجرم کو تین مہینہ کی معیاد سے قید کیا۔ زور آور نے زبردستی اپنے دل کی بھڑاس نکالی۔ تیرہویں کو چھری پھیر کر بنو کی ناک کاٹ ڈالی۔ روبکاری میں اس کا جرم ظاہر ہوا۔ چھ مہینہ کی قید کا حکم صادر ہوا۔ ۱۶ ارستمبر کو رام سنگھ ساکن رکاب گنج اور مسماۃ جانکی میں بگاڑ ہوا۔ جلی کٹی ہونے لگی دلوں کا غبار جمع ہو کر پہاڑ ہوا۔ مرد کا عورت پر دانت ہوا کہ اگر قابو پائے۔ جس میں جان کی خیر رہے پر وہ ایذا پہونچائے اور تدبیر نچلی۔ کچھ بن نہ آئی ناک اوسکی دانت سے کاٹ کھائی۔ پیش بینی سے غافل ہوا اس جرم پر مائل ہوا۔ جب اوس سے یہ قصور سرزد ہوا بعد روبکاری تین مہینے مقید ہوا۔ امیر بیگ بانس منڈی کے رہنے والے نے عمدہ خانم کو چھری سے زخمی کیا۔ منتظم شہر کی کچہری میں دونوں پکڑ آئے۔ صاحب نے قید کا حکم دیا۔ مقدمہ اونکا روبکار ہے۔ دیکھئے کیا رائے سرکار ہے۔ آگے حضرت فردوس منزل محمد علی شاہ طلب ثراہ کی پسندیدہ تدبیر لکھی گئی تھی۔ حسین آباد کی روشنی اور طیاریوں کی کیفیت مفصل بیان ہوئی تھی۔ اب اونکے محل خاص ملکہ آفاق مریم مکانی کا حال تحریر ہوتا ہے۔ امر واقعی تفصیل تمام سے صفحہ اخبار پر نقش پذیر ہوتا ہے۔ جناب مغفورہ نے جو کچھ سرائے فانی حاصل کیا۔ توشہ آخرت جان کر متبرک مکانوں کی طیاری میں لگادیا۔ حسن نیت سے نقل روضہ سید الشہدا بنوائی۔ گومتی کے پار قدیم کربلا بنوائی۔ نقل عسکرین اور غار کی درست اعتقاد سے طیار کی۔ عالم الغیب کی خوشنودی سمجھ کر علم کا مدرسہ معین کیا۔ لنگر تجویز کر کے فقرا و مساکین کے کھانے پینے کا بوجھ اُٹھایا۔ وصیت نامے کے مطابق۔ تحریر گورنر بہادر کے موافق۔ کہ نقل اوسکی دفتر انگریزی میں موجود ہے۔ اور اس پر عمل کرنا عین مقصود ہے۔ مصارف روضہ منورہ مشل مدرسہ و روشنی و مرمت اور تنخواہ کمپنی و تمن اور چوکی پہرے والوں کی مقرر فرمائی۔ اور گنجوں باغوں کربلا والی دکانوں کی آمدنی کے سوا کمال پختگی سے قریب تیرہ لاکھ روپے کے نوٹ بنوائے۔ نواب معلی القاب محسن الدولہ بہادر دام اقبالہ کو متولی کیا۔ میر حسن عسکری اور رائے میکو لال کی صلاح سے یہ امر قرار دیا۔ مریم مکانی کی حیات میں کارخانہ وہاں کا سزاوار تحسین رہا۔ اونکے مرتے دم تک سب کاربار لائق ہزار آفرین رہا۔ ابر فیض گوہر بار تھا بحر سخاوت زخار تھا۔ آشنایان فقر و فاقہ غوطے لگاتے تھے۔ دامن دامن در مقصود پاتے تھے۔ محتاجوں کے رزق کا وہاں تقسیم پر مدار تھا۔ ہر ایک اوسی سے اوقات بسر کر کے شکر گزار تھا۔ شیشہ و آلات سے آراستگی دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ صفائے فرش کے سامنے چاندنی میلی تھی۔ روشنی عشرہ محرم میں ایسی چمکتی تھی۔ کہ ستارہ و ماہ کی آنکھ جھپکتی تھی۔ سچ ہے دنیا میں کسی چیز کو بقا نہیں۔ کسی کے لئے دوام سوائے ذات خدا نہیں۔ آخر کار جام عمر ملکہ مغفورہ کا لبریز ہوا۔

ہلاہل موت شربت زندگی میں زہر آمیز ہوا۔ جہانِ فانی سے رحلت کی۔ عالم باقی کو نہضت کی۔ جناب متولی نواب محسن الدولہ بہادر نے بھی انتظام میں کوتاہی نہیں فرمائی۔ نیت حق طویت کبھی اس خیر جاری کی گھٹانے پر نہیں آئی مگر کار پردازوں نے کچھ دنوں کے بعد کام برہم کیا۔ خدا اور مالک کے گنہگار ہوئے۔ اپنی جان پر ستم کیا۔ غرض نواب صاحب ممدوح نے داروغہ حسن عسکری کی جیتے جی اونہیں کی رائے پر بموجب وصیت جناب مرحومہ کے اہتمام رکھا۔ مدت کے بعد جب داروغہ مذکور بھی رہگرائے ملک عدم ہوئے اون کے بیٹے میر علی بہادر سے متعلق یہ کام رکھا اونہوں نے پہلے سال عشرے میں بہت اوجلی طیاری کی۔ مکانوں میں چونہ پھروایا ظاہر سفید کاری کی۔ مجلسوں میں دھوم دھام دکھائی۔ روشنی کر کے کارگزاری چپکائی۔ بعد اوسکے ساری قلعی کھل گئی۔ اندھیرا ہوا روشنی بالکل گئی۔ معلوم نہیں اب میر صاحب موصوف کہاں ہیں۔ میکو لال بھی کسی گوشے میں نہاں ہیں۔ یہاں تک کہ منشی رام پرشاد مختار ہوئے۔ اگلے داروغہ کی جگہ منتظم کار ہوئے۔ حیف صد حیف کہ غیر اہل اسلام متبرک چیزوں کو اپنے ہاتھ سے مس کرے۔ اور جس غار میں مومنین آنکھیں بچھائیں وہ بے طہارت جانے کی ہوس کرے۔ ۲ محرم کو ضریح مبارک حسن باغ سے آتی تھی۔ اوسی وقت سے تقسیم طعام شروع ہو جاتی تھی۔ اب کی بار ضریح تو بموجب دستور قدیم نکلی۔ لیکن ہوا اور پانی کے حیلے سے کسی کو روٹی نہ ملی محتاجوں کے جی سکھا دیئے۔ بے چاروں کے ہوش اُڑا دیئے۔ طرفہ تر یہ ہے کہ عرس جناب مرحومہ کا حسب دستور ذلحجہ کی تیرہویں کو ہوا۔ اس دن آسمان صاف رہا ابر غبار نہ تھا۔ حیلے کی گنجائش نہ تھی مقام عذر زنہار نہ تھا۔ آہ آہ جناب مرحومہ کی مشقت مفت برباد ہوئی۔ روپیہ تلپٹ ہوا تلف سب جائداد ہوئی۔

منگل سین والی کوٹھی میں پرسوں تک نیلام ہوتا رہا ہر روز صبح سے دس بجے تک وہی سودا رہا۔ ۲۶ ستمبر کی نیلامی میں ایک سیف گجراتی نکلی جس کا دہا ایسا اچھا تھا۔ کہ اس پر سرکار ابوالمنصور خان بہادر صفدر جنگ آب زر سے لکھا تھا۔ تیسویں تاریخ چھ روپے کو ایک توڑی دار بندوق کا نیلام دیکھا۔ منقوش اوس پر ابوالمنصور خان بہادر اور محمد یونس کاریگر کا نام دیکھا۔ ایک بندوق پر نواب شجاع الدولہ بہادر تحریر تھا۔ دوسرے پر وزیر الممالک آصف الدولہ رقم پذیر تھا۔ پانچ پانچ روپے پر دونوں چھوٹیں۔ دیکھنے والوں کی کمریں ٹوٹیں۔ ایک بندوق ساڑھے آٹھ روپے کو بکی تھی جس پر سونے سے فارسی عبارت لکھی تھی۔ حسب فرمائش دائم خان بہادر دائم الدولہ بصرف یک صد دی وہشت روپیہ۔۔۔ تلواروں کا نیلام ہوا۔ کہ اُن پر ابوالمنصور خان بہادر سونے کے پانی سے لکھا تھا۔ یکم اکتوبر کی نیلامی میں اور دنوں سے بھی سستا سودا کیا۔ اکثر سو روپے کا مال ایک روپیہ کو بکا کیا۔ اور سارجن نے پکار کر کہا۔ کہ اب نیلام موقوف رکھا۔ جو کوئی آج خرید کرے اوس کو ملے گا۔ پہر ۳ مہینے تک کچھ نہ بکے گا۔ بعد اوسکے جو حکم آئے گا اوس پر عمل کیا جائے گا۔

ایک شفیق نے خیرآباد سے خط بھیجا ہے۔ اوس میں یہ تازہ مضمون لکھا ہے۔ کہ اس مرتبہ خیرآباد کے سب ہنود نے متفق ہو کر بدعت نکالنی چاہی نئی بات کی تمنا کی۔ ساتویں سے صاحب کمشنر بہادر کی کچہری میں حاضر ہوئے عاشورے کو جل بہار اُٹھانے کی استدعا کی۔ صاحب موصوف نے ریاست کو کام فرمایا۔ اپنے حسن انتظام کا رنگ دکھایا۔ سیاست کا پاس کیا۔ یوں اُن کو جواب دیا۔ اگر ہمیشہ سے یہی معمول ہے اجازت لینا فضول ہے۔ اور جو نئی کیا چاہتے ہو تو اجازت نہیں۔ ہرگز اس امر کی رخصت نہیں۔ کہ فساد عظیم کا خیال ہے، کشت و خون کا احتمال ہے۔ اونہوں نے کہا کہ آج تک عشرے میں کبھی اس خوشی کی ساعت نہیں نکلی۔ اب کے بار مجبوری اتفاقات سے عین روز عاشورا کو ملی۔ صاحب نے قبول نہ کیا۔ کسی طرح حکم نہ دیا۔ اور تعزیہ داروں کا اس امر سے مطلع ہو کر آمادہ فساد نہ ہونا پسند آیا۔ ہنود کو لعنت و ملامت کی مفسد و فتنہ انگیز ٹھہرایا۔ آخر مجبور ہوئے معترف قصور ہوئے۔ ناچار جل بہار کا اُٹھانا اوٹھا رکھا۔ صاحب نے بیداری سے فتنہ کو سولا رکھا۔ خود مستعد ہوئے انتظام لاجواب کیا۔ سوار ہو کر فساد کا سد باب کیا۔ مگر ہمیشہ تعزیے نماز کے وقت اُٹھتے تھے اب کے سال حسب الحکم چار گھڑی دن چڑھے اُٹھے۔ اور خیرآباد سے کوس بھر ایک درگاہ باوقار ہے۔ سید سالار مسعود غازی شہید کے کسی ہمراہی کا وہاں مزار ہے۔ ایک شاہ صاحب اُس میں رہا کرتے ہیں۔ محرم میں تعزیہ داری کیا کرتے ہیں۔ ہمیشہ وہ تعزیہ دوپہر کو اُٹھا کرتا ہے۔ یاں چھ سو آدمی کا غول ساتھ ہوا کرتا ہے۔ پہر رات گئے۔۔۔ کرنے سے فراغت ملتی ہے۔ وہاں دو برقنداز پہونچے پھر دن چڑھے تعزیہ اُٹھانے کی تاکید کی۔ ہر چند شاہ صاحب نے عذر کیا دستور بتایا اونہوں نے ایک نہ مانی مہلت نہ دی۔ بہت سمجھایا کچھ کام نہ آیا۔ ناچار ہوئے نَہر بجے ہی اُٹھایا۔ اور تعزیوں کو دفن کر کر کے جو لوگ

پھرے ساتھ ہوئے۔ اس خرابی پر پان چھ سو آدمی تعزیہ مذکور کے ساتھ ہوئے۔ رات کو خیرآباد میں پہونچنے کی نوبت آئی۔ دوپہر بجے دفن کرنے سے فراغت پائی۔ اگر چہ وہاں کے لوگوں کا قصد فساد ضرور تھا۔ لیکن صاحب کے اہتمام میں کب امکان ظہور تھا۔ گیارہویں کو کہ ممانعت نہ رہی ہندوؤں نے جل بہار اُٹھا کر دھوم دھام کی۔ مگر خیرآباد سے دس کوس قصبہ ہرگام کے ہنود نے عاشورے ہی کو یہ خوشی تمام کی۔ صاحب نے اس پر وہاں کے تھانہ دار کو قید کیا۔ بعد اس کے معلوم نہیں کہ اور کیا حکم دیا۔ بالفعل نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی آمد آمد ہے۔ بارہویں تیرہویں تک شہر میں پہونچنے کی حد ہے۔ پندرہویں کو اکسٹرا اسسٹنٹوں کی پھر عملہ تحصیلداری کے امتحان کی نوبت آئے گی۔ اوس وقت سبھوں کی لیاقت کا حال معلوم ہوگا ایک ایک کی حقیقت کھل جائے گی افسوس کہ اب تک کسی کو خیال نہیں غافل ہیں۔ قانون سے واقف نہیں حکمرانی پر مائل ہیں۔ چاہیئے کہ قانون کو یاد رکھیں کار کچہری سیکھنے پر نظر رکھیں۔ سُنا گیا کہ اس مملکت کی سیر کو کمانڈر انچیف بہادر کا عزم ہے۔ یہاں کے حکام کو انتظام دیکھنا منظور ہے ارادہ بالجزم ہے۔ یقین ہے کہ جب لکھنؤ کو اپنی قدم بوسی سے منزل گاہ دولت کریں۔ جیکسن صاحب بہادر چیف کمشنر بڑی دھوم دھام سے دعوت کریں۔ آراستہ کوٹھیوں میں ناچ گانے کی صحبت ہو۔ آتشبازی چھوٹنے چراغان کی کیفیت ہو۔ روشن بیانی سب حال سنائیں۔ حسن انتظام کی صورت دکھائیں۔ ۲۶ ستمبر کو نواب مستطاب معلیٰ القاب منور الدولہ بہادر شہر میں رونق افزا ہوئے ہمعنان خیر و عافیت تشریف لائے کچھ دن رہے کاشانہ دولت میں جلوہ آرا ہوئے۔ نور قدم سے لکھنؤ منور فرمایا۔ منتظروں کی بخت سیاہ کو دوسری بار چمکایا۔ آفتاب اونکے اقبال کا اوج گیر رہے۔ نیز حشمت و جاہ ضیا پذیر رہے۔

مرشدآباد

جناب عالی نواب ناظم مرشدآباد پر امان علی خان نامی اونکے ملازم معزول نے نالش کی۔ ایک مکان و باغ کے لئے عدالت دیوانی میں استغاثہ کیا عرضی دی۔ اقربا و وابستگان نواب صاحب سے ساٹھ آدمیوں کو شامل کیا۔ کاغذ اونکے اسم نویسی کا سفینہ نکلوانے کو داخل کیا۔ نواب صاحب ممدوح نے جب اطلاع پائی۔ صاحب اجنٹ بہادر کو بلا کر یہ بات فرمائی۔ کہ ناظم بنگالہ پر کبھی نالش نہیں ہوئی خلاف دستور ہے۔ عدالت میں اوسکی منظوری آئین سے دور ہے۔ اسکی کچھ راہ کرو۔ صاحب جج کو آگاہ کرو صاحب موصوف نے ایسا ہی کیا ہے۔ دیکھئے جج صاحب کی رائے کیا ہے۔

کلکتہ

ہوم ڈپارٹمنٹ کے دفتر خانے میں ایک نئی بات ہوئی۔ دوپہر کے وقت وہاں عجب طرح کی واردات ہوئی۔ ایک کرانی نے دفتری کو حرف چھیلنے کو چھری دی کہ سنگ پر لگائے۔ کئی تختی کاغذ کے دیئے کہ تراش لائے۔ دفتری نے کاغذ کہیں رکھ دیا۔ چھری تیز کر کے آپ سو گیا جب بہت دیر گذری کرانی کوٹھی سے اوتر آیا۔ دفتری کو سوتا پا کر خفا ہوا نہایت جھنجلایا فوراً اس کو جگایا گلے پر گھونسا لگایا۔ کہا پھر اگر ایسی خطا دیکھونگا بیشک تیرے دانت توڑ ڈالوں گا۔ دفتری کو یہ بات سُن کر تاب نہ آئی۔ وہی چھری اوسکی گردن پر لگائی۔ شاہ رگ کٹ گئی خون جاری ہوا۔ لہو دیکھ کر کرانی پر غش طاری ہوا۔ دفتر والے دوڑے مجروح کو اسپتال میں روانہ کیا۔ دفتری کو انگریزی چٹھی کے ساتھ پولس میں بھیج دیا تحقیقات ہوتی ہے مقدمہ درپیش ہے۔ دفتری کے دم پر بنی دل ریش ہے۔ ۳ر اگست کی رات کو کئی چور بابو مدھوسدن ملک ساکن جوڑاساکھو کے گھر آئے۔ ایک کسبی کے مکان سے لگاؤ تھا اوسکی چھت سے اس کے دومنزلے پر اوپر آئے۔ صندوقچہ توڑا تین ہزار روپئے کا طلائی زیور چرایا۔ جدھر سے آئے تھے وہی راہ لی کسی نے پتہ اُن کا نہ پایا۔ بابو کو اپنے نوکروں پر شبہ آیا۔ سب کو گرفتار کر کے پولس میں پہونچایا۔ دو جنگی جہازوں کو گورنمنٹ کا حکم پہونچا ہے۔ بری شی ایک کا نام فیروز دوسرے کا ہے۔ کہ جس قدر جلد ہوسکے بمبئی کو لے جائیں وہاں سے بعجلت تمام بوشہر میں پہونچائیں۔ سوا اسکے اور جنگی غیر جنگی جہازوں کو حکم دیا ہے۔ کلکتہ اور مدراس سے اُدھر جانے پر مامور کیا ہے۔ کہتے ہیں شاید ایران کی سپاہ بوشہر کی طرف آتی ہیں۔ انگریزوں کو تردد ہوا کچھ تجویز ٹھہرائی ہے۔ لڑائی کا ڈول ڈالا ہے۔ بڑا ہنگامہ ہونے والا ہے۔ ٹون ہال میں ایک رات کو انگریزی ناچ کی محفل تھی۔ صحبت عیش و سرور تھی ہر ایک کو مسرت و انبساط حاصل تھی۔ جہان انگریزوں کی بیبیاں تھیں۔ کچھ فرنگنیں

کسبیاں تھیں۔ایک انگریز جلیل القدر کمانڈر انچیف بہادر کا مصاحب اُٹھ کھڑا ہوا۔کسی کا ہاتھ پکڑ کرنا چنے لگا سب انگریزوں اور میموں کو رنج بڑا ہوا۔یہ بات ناپسند آئی۔حرکت خلاف وضع ٹھہرائی۔مقام بلیہ کٹھ میں مسماۃ پنجابن بی بی کے گھر پر چوروں نے بہت نقد جنس پر ہتھا مارا بڑے بڑے مال لوٹے۔کہتے ہیں ڈیڑھ لاکھ روپے کی چوری ہوئی اور حقیقت میں نواب رشک محل کا مال تھا۔چور صاف نکل گئے سرکاری محافظوں سے کب ایسی غفلت کا خیال تھا۔روند گشت کچھ کام نہ آیا۔پولس والوں نے کسی کو نہ پایا۔اٹالی لے کے تھانہ دار نے کہیں سراغ لگایا ہے۔بہت تلاش سے کچھ مال مسروق پایا ہے۔کورٹ آف ڈائرکٹر نے حکم لگایا ہے۔غریبوں مسکینوں پر رحم فرمایا۔کہ بھوکے ننگوں کو سرکار سے خوراک دیا کریں۔اور اون سے کچھ کار و خدمت لیا کریں۔جب بخوبی ہوشیار ہو جائیں گے حسب لیاقت عہدہ پائیں گے۔

ڈھاکہ

وہاں گندر کے گھاٹ پر گندارے والی کشتی کا لنگر تھا۔گھاس کے کٹھرے اندر رکھے تھے اون میں ایک سانپ چھپ رہا۔صبح کو پار اترنے والے طیار ہوئے۔تیس آدمی مسلمان سوار ہوئے۔ناؤ بیچ دریا میں پہونچی تھی کہ سانپ پھن نکال کر نمودار ہوا۔دیکھتے ہی ایک دوسرے پر گرنے لگا۔تردد آشکار ہوا۔مارے ڈر کے گھبرائے سب ایک طرف یکجا ہوئے۔بوجہ برابر نہ رہا ناؤ اُلٹ گئی غرقاب دریا ہوئی۔چھ آدمی ہاتھ پاؤں مار کر نکلے جیتے بچے، باقی ڈوب کر مر گئے لجہ فنا میں پہونچے۔ سلطان الاخبار

ترچناپلی

ایک ہندو جوان کسی کی دختر خوبرو پر مرتا تھا۔ہزار جان سے عاشق تھا اوسکی محبت کا دم بھرتا تھا۔ہرگز کسی تدبیر نے اوسکے وصل کی صورت نہ دکھائی۔بہت جال پھیلائے سونے کی چڑیا ہاتھ نہ آئی۔جب بہت دن گذرے فراق کے صدموں سے اکتا تھا۔آدھی رات کو مکان پر جس کمرے میں تھی چلا گیا۔ماں باپ اُسکی تاک میں تھے غنیمت جانا قابو پایا۔کمرے کا دروازہ بند کر لیا چور چور کہکر غل مچایا۔ہمسائے والے دوڑے حال سنا دروازہ کھول دیا۔اوسکی مشکیں باندھ لیں مارتے ہوئے لیجا کر پولس میں سپرد کیا۔جب حاکم نے اظہار لیا اوسنے صاف لکھوا دیا۔کہ میں مدت سے اوس شمع رو کا پروانہ ہوں۔چوری کی نیت نہیں محبت میں دیوانہ ہوں۔مگر مدعیوں نے چوری ثابت کی گواہوں کو حاضر کیا۔آخر حاکم نے چار مہینے کی قید بامشقت کا حکم صادر کیا۔ صبح صادق

رام پور

نواب صاحب والی رام پور کا مذکور ہے۔اوقات شبانہ روزی کا یہ دستور ہے صبح سے فرد وقایع روزنامچہ کوتوالی و رسالداران فوج کی رپورٹ حاضری وغیرہ کی بابت بہ ترتیب ملاحظہ فرماتے ہیں۔چار گھڑی دن چڑھے تک کارخانوں کے حساب سے فارغ ہو کر تحصیلداروں کی رپورٹ مستغیثوں کی عرائض سن کر احکام مناسب لگاتے ہیں۔پھر مرافعات دیوانی و فوجداری کی سماعت کرتے ہیں، ملاحظہ کارگزاری اہالیان عدالت کرتے ہیں۔کھانا کھا کر بھی وہی کام ہے امور ریاست کا مشغلہ تا شام ہے۔ عمدۃ الاخبار

ولایت

کہتے ہیں والی فرانس کے دماغ میں خلل پیدا ہوا ہے۔مزاج میں بے اعتدالی کا اثر ہویدا ہوا ہے۔تختگاہ کا قیام چھوڑ دیا۔اور جگہ رہنا اختیار کیا۔آب و ہوا وہاں اچھی ہے۔کچھ آرام کی بھی صورت ہوئی ہے۔مزارع میں جہاں کھیت بیٹھے جاتے ہیں۔کبھی کبھی جا کر جی بہلاتے ہیں۔کسانوں کو نہال کرتے ہیں۔زر دے کر مالا مال کرتے ہیں۔گاؤں کے کنارے خیمہ برپا ہے۔اوس میں انگریزی باجوں کو رکھا ہے۔جس وقت بجائے جاتے ہیں۔لوگ مجتمع ہو کر

آتے ہیں۔خود بادشاہ نے آہنی جنگی جہاز کی ایسی ترکیب نکالی ہے۔کہ قلعہ کیسا ہی مضبوط ہو سامنا ہوتے ہی خالی ہے۔ جہاز کو کسی صدمے سے مضرت نہیں۔قلعی کے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔کسی صاحب نے صنعت کا نمونہ دکھایا ہے۔ایک نیا روغن اس طرح کا بنایا ہے۔کہ پانی کے چھو جاتے ہی بھڑکتا ہے جو کچھ اوس کے پاس ہو جلنے لگتا ہے۔پارلیمنٹ عدالت میں دستور تھا کہ جب راجگان ونواب ہندوستان وغیرہ ولایت میں جا کر اپیل کا سوال دیتے اگر پانسو آدمی بھی عدالت میں ہوتے مسل پڑھنے کے وقت سفید سیاہ گولیاں صندوقچی میں ڈال دیتے۔اگر سفید گولیاں بڑھتیں تو صاحب مقدمہ فتح پاتا اور جو سیاہ نکلتیں تو مقدمے کو ہار جاتا۔اہل غرض عدالت والوں کو کچھ دیتے تھے۔روپیہ خرچ کرکے ملا لیتے تھے۔اب یہ بات موقوف ہوئی صرف ایک شخص مقرر ہوگا۔فیصلہ وہی کریگا۔مقدمہ اوسی کی رائے پر ہوگا۔ سفیر آگرہ

مرادآباد

وہاں ۲۰ راگست کو نیلام تھا۔لوگ یکجا تھے مجمع عام تھا کسی گٹھ کٹے نے عین نیلام کے وقت طراری کی۔ایک کی کمر سے بیس روپے کی گرہ کاٹ لی۔مگر خدا کو بچانا تھا۔ایک روپیہ اوسکی مٹھی سے نکل پڑا۔لوگوں نے جھنکار سن کر مجرم کو پکڑا۔حاکم کا سامنا ہوا سزا ملی۔بیدکھا کر اپنی راہ لی۔

اسیر گڑھ

وہاں ایک قلعہ بلند ہمسر فلک ہے۔چڑھائی اُس کی کوس بھر تک ہے۔گرد اوسکے پہاڑ ہیں۔چاروں طرف سے آڑ ہیں۔قلعہ مذکور پر ایک محبس ہے۔کہ پرندوں کے لئے بھی قفس ہے۔دیواروں پر بھالوں کے ٹکڑے جمائے ہیں گویا بھاگنے والوں کے پاؤں کٹوائے ہیں۔حفاظت میں اہتمام بڑا رہتا ہے۔سنتریوں کا پہرا کھڑا رہتا ہے۔اس بندوبست پر مینہ کی شدت میں اندھیری رات کو قیدیوں کے نصیب جاگے۔۲۳ جولائی کو چھ میعادی دس دس چودہ چودہ برس کی جان بچا کر نکل بھاگے۔ہر چند بازار ماسٹر صاحب نے تجسس فرمایا۔کہیں فراریوں کا سراغ نہ پایا۔ناچار کھنڈوہ کے ڈپٹی کلکٹر کو چٹھی لکھی۔اونہوں نے کماسداروں پر تاکید کی۔ پیلود کے کماسدار کو بہت کوشش سے بعضوں کا کچھ پتا ملا۔وہ ڈپٹی صاحب کے ہمراہ سوار پیادے ساتھ لے کر تلاش کو چلا۔دو اُن میں سے گرفتار ہوئے اوروں کی جستجو ہے۔ڈھونڈتے پھرتے ہیں تلاش ہر سو ہے۔

جے پور

مسٹر ہرکرن صاحب کہ اجمیر میں ایجنٹی کے سکرتر تھے۔چندروز سے جے پور میں اسسٹنٹی کے کام پر مقرر تھے۔اب یہ بدستور اجمیر میں اُپنے عہدے پر جائیں گے۔اور بھوپال کے اسسٹنٹ صاحب جے پور میں آئیں گے۔کپتان رکاٹ رس صاحب بھوپال کو جانے والے ہیں۔اس تغیر تبدیل سے ہر جگہ کے امور انتظام پانے والے ہیں۔مشہور ہے کہ مہاراجہ صاحب نظم ونسق کو رونق دیا چاہتے ہیں۔چار شخصوں کو اس کام کے لئے تجویز کرلیا مقرر کیا چاہتے ہیں۔ایک ان میں سے ٹھاکر لچھمن سنگھ دوسرے راوجیون سنگھ دولی اور راج محل کے جاگیردار ہین۔تیسرے لالہ منالال داروغہ خیرات خانہ چوتھے نواب محمد مظہر علی خان نواب دوندی خان کے صاحبزادہ باوقار ہیں۔میجر رکارڈ صاحب اجنٹ سابق راج پور کے مقدمے نے ابھی انفصال نہیں پایا۔چار مہینے سے نواب گورنر بہادر کے حضور میں رپورٹ گئی ہے اب تک کچھ حکم نہیں آیا۔ اب کے سال صاحبان انگریز کی رشوت ستانی کا دروازہ کھلا ہے۔خوب گرم بازاری ہوئی بڑے بڑے مال ہاتھ آئے بہت کچھ ملا ہے۔مسٹر راوراٹی صاحب اسسٹنٹ کمشنر ملتان کا حال مدت سے اخباروں میں چھپ رہا ہے۔کپتان بچ صاحب اسسٹنٹ راوورام سنگھ کوٹے والے کا بھی ماجرا ہے۔میجر ڈیکیفیلڈ صاحب میانمیر کی چھاؤنی کی جنٹ مجسٹریٹ پر بھی الزام آیا میجر رکارڈ صاحب مسبوق الذکر نے اپنے دامن میں لوٹ کا دھبہ لگایا۔اسی طرح اور مقدمات بھی دائر ہوئے۔اکثر صاحبوں کے حالات ظاہر ہوئے۔مگر کیا خوش نصیبی ہے۔کہ بہتیرے بری ہوتے جاتے ہیں۔چندروز کے بعد پھر بہ دستور سرکاری عہدے پاتے ہیں۔ہندوستانی لوگوں پر صرف اشتباہ سے بلا نازل

ہوتی ہے۔ برسوں قید اُٹھاتے ہیں طرح طرح کی ذلت حاصل ہوتی ہے۔ عہدے سے موقوف ہوکر بیکاری کی مصیبت سہتے ہیں۔ رزق چھن جاتا ہے جیتے جی نوکری سے محروم رہتے ہیں ۔ اَنش اون کو عزت ہے ان کو ذلت ہے۔ کیا کہیں اپنی اپنی قسمت ہے۔ نورمغربی قران السعدین وغیرہ

بہاول پور

احمد پور علاقہ بہاول پور میں ڈیڑھ سو برس سے ایک مندر پرستش گاہ ہنود تھا۔ اور معبد ہونے کے سوا ہندو مسافروں کے لئے جائے آسائش مقام ورود تھا۔ شہرہ اوسکا اطراف میں دور دور تھا۔ بہاری جی گوسائین کے نام سے مشہور تھا۔ احمد خان وزیر ریاست بہاول پور نے سب گوسائین وہاں سے اُٹھادئے۔ گاؤکشی کی اپنا قبضہ بخوبی کرلیا مجاور اہل اسلام بٹھادئے۔ بہر صورت بنائے کفر توڑنے پر آمادہ ہے مندر کی جگہ مسجد بنوانے کا ارادہ ہے۔ اس پر اوس علاقے کے مندروں اور دواروں کے ہنود نے دروازے بند کردئے ہیں۔ حکام عالیمقام سے استغاثہ کیا چاہتے ہیں مستعد نالش کے لئے ہیں۔ کوہ نور

بریلی

صاحب مجسٹریٹ بہادر کے احاطے میں ایک دھوبی کے گھر میں چور سمایا۔ کھانے پینے والے پیتل کے برتن لیے صاحب ممدوح کے کپڑوں کو چرایا۔ اب ڈھونڈنے والوں کی تلاش و جستجو کا اثر آشکار ہوا۔ کسی گاؤں میں مال مسروق ملا مجرم گرفتار ہوا۔ کوہ نور

پشاور

منشی واجد علی خان ملازم مطبع ایک دن تفریح کو چلے۔ ہوا کھانے کے واسطے خونی دنک کی طرف جانکلے۔ وہاں دو قزاقوں نے گھیر لیا چھرا پاس تھا مارنے کا ارادہ کیا۔ اونہوں نے شور مچایا تین باغبان غل سن کر آپہونچے۔ قزاق دیکھ کر بھاگے منشی صاحب اُن کے ہاتھ سے بچے۔ قوم میران زئی کا فساد نواح پشاور میں پھیلا رہتا ہے۔ ہمیشہ اون کے ہاتھ سے ادھر اُدھر شور و فتنہ برپا رہتا ہے۔ نواب صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب کے نام سپریم کورٹ سے حکم آیا ہے۔ افواج قاہرہ مسلط کر کے اون کی تنبیہ و بیخ کنی کو فرمایا ہے۔ کہ پھر کبھی شرارت نہ کریں۔ ملک میں تاراج و غارت نہ کریں۔ ہر چند کوہاٹ کی فوج دفع فساد کے لئے کافی ہے۔ مگر راولپنڈی اور پشاور کی سپاہ بھی جانے والی ہے۔ سرکار انگریزی سے دولاکھ روپے امیر دوست محمد خان کے پاس بھیجنے کو حکم آیا۔ یوں پہونچانا تکلف سے خالی نہ تھا مہاجنوں کے معرفت ہنڈوی روانہ کرنا تجویز فرمایا۔ اونہوں نے لاکھ روپے کی ہنڈوی قبول کی۔ ستمبر کی پانچویں کو کابل میں بھیجدی۔ عنقریب ہنڈوی کا روپیہ وہاں ملے گا۔ محمد عثمان خان خلف امیر کی تحویل میں رہے گا۔ باقی لاکھ روپے محمد اعظم سوداگر نے خود جاکر پہونچادینے کا ذمہ کیا۔ دیکھئے کب جاتے ہیں ابھی پشاور میں موجود ہیں کابل کا رستہ نہیں لیا یہ سوداگر بڑا نامور صاحب عزت باقتدار ہے۔ لاکھوں روپے کا پشاور اور کابل میں کاروبار ہے۔ سوا اسکی سُنا ہے کہ امرتسر سے دولاکھ روپے کی ہنڈوی شکار پور کو روانہ ہوئی۔ وہاں سے قندھار میں امیر کے پاس روپیہ پہونچانے کو مہاجنوں میں بھیجی گئی۔ ایک ترپ توپخانہ اسپی کا دو ترپ جراروں کی۔ کئی ترپ مکمل انگریزی ہندوستانی سواروں کی۔ ایک پلٹن گوروں کی۔ دو پلٹن تلنگوں کی۔ ۲۳ ستمبر کو ہوتی مردان کی طرف یہ سب فوج جانے والی تھی۔ اور آخر ماہ ستمبر تک پشاور میں پھر آنے والی تھی۔ یقین ہے روانہ ہوئی ہو۔ تاریخ مذکور کو گئی ہو۔ مگر معلوم نہیں سبب کیا ہے۔ فوج کشی سے مطلب کیا ہے۔

متفرقات

مفصلات کے صاحبان کلکٹر مجسٹریٹ جج نے خیرخواہی عملہ یوں تجویز کی ہے۔ کہ تنخواہ گھٹنے کی خبر سن کر انتظام عملہ و تنخواہ کے لئے اپنی اپنی رپورٹ بھیجی ہے۔ اپنے تابعین کی ترقی منظور ہے۔ اضافہ تنخواہ میں کوشش تا مقدور ہے۔ گورنمنٹ نے مقام سیلون میں آہنی سڑک کی طیاری تجویز کی ہے۔ جیکلس صاحب

انگریزی ٹھیکہ دار نے اقرار کیا اپنے ذمہ لی ہے۔ دھوئیں کی گاڑیاں کہ جی پور سراج گنج کو آتی جاتی ہیں۔ یا کواہاٹی بر یسال دیو گھر ڈہاکے میں جا کر پھر آتی ہیں۔ نواب لفٹیننٹ بہادر گورنر بہادر نے اُن کا کرایہ کم کیا۔ مصلحت تجویز کر کے تخفیف کا حکم دیا۔ فائدہ یہ کہتے ہیں کہ سوداگر اور چھکڑے نہ منگائیں۔ مال تجارت ہمیشہ انہیں گاڑیوں پر بھجوائیں۔ سفیر آگرہ

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
نواب شرف الدولہ ظفر الملک محمد ابراہیم بہادر مستقیم جنگ دام اقبالہ	ایک روپیہ آٹھ آنے	من ابتدائے ۲۲ ذی الحجہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۱ محرم ۱۲۷۳ ہجری
نواب نور الدولہ عرف نادر مرزا صاحب دام اقبالہ	پندرہ روپے	۳ صفر ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۲ صفر ۱۲۷۴ ہجری
نواب معین الدین عنایت علی خان بہادر دام اقبالہ	چار روپے	۲۲ محرم ۱۲۷۲ ہجری لغایت ربیع الآخر ۱۲۷۳ ہجری
مرزا اسد بیگ صاحب تحصیلدار علی گنج ضلع محمدی	تین روپے آٹھ آنے	۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۱ ہجری جمادی الآخر
عصمت اللہ خانصاحب تعلقہ دار کٹوارہ	تین روپے آٹھ آنے	۱۸ محرم ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۱۷ رجب ۱۲۷۳ ہجری

جدول سعد و نحس کو دیکھو غُرّی سے حال سلخ تک سمجھو

جدول ہائے شہور عربیہ	تحویلات آفتاب	طریقہ	قمر در عقرب
غرہ صفر المظفر روز چارشنبہ ۱۲۷۳ ہجری مطابق اول اکتوبر ۱۸۵۶ عیسوی	تحویل آفتاب بعقرب یوم پنجشنبہ دسیوم بعد از دہ گھڑی پنجاہ و پنج پل ی شود	یوم دوشنبہ بست و ہفتم بعد از بست و دو گھڑی و بست و ہشت پل میشود	یوم چارشنبہ غرہ بعد از دہ گھڑی و پنجاہ و ہفت و نیم پل میرود ——— یوم سہ شنبہ بست و ہشتم بعد از بست و سہ گھڑی و بست و پنج پل میرود

خروج قمر از بحساب رویت	شرف قمر	تاریخ	گھڑی و پل		غرہ	تاریخ ہائے نحس اکبر
			گھڑیہائے تمام روز			
یوم یکشنبہ پنجم بعد از شانزدہ گھڑی و چہل و ہفت پل خواہد شد	شب چارشنبہ پانزدہم از دہ گھڑی و پنجاہ پل ی شود تا سہ گھڑی و پنجاہ و ہفت و نیم پل خواہد ماند	غرہ	۲۹	۳۲		۱۰
		۸	۲۹	۴		
		۱۵	۲۸	۴۰		۲۰
		۲۲	۲۸	۱۲		

شہر لکھنؤ محلّہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو یافت جانِ تازہ جسمِ لکھنؤ گنج گوہر ہائے معنی اندروست چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

عنوان صحیفہ حمدِ حق ہے زیبائش اوّل ورق ہے پھر نعت ہے سید البشر کی سچی جس نے ہمیں خبر دی

نمبر ۱۲ ۱۰ صفر ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۱۰ ماہ اکتوبر ۱۸۵۶ عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تا بمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا ایک روپیہ آٹھ آنے قیمت ماہواری ہے۔ سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپے سالانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زرِ مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا۔ اگر درمیان میں موقوف کرنا مدِ نظر ہو۔ دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو۔ والا حسب دستور اخبار جاری رہے گا۔ اور زر قیمت دینا پڑے گی۔ اور جسے کچھ چھپوانا ہو چھپ سکتا ہے۔ دستور اس کا یہ رکھا ہے کہ اگر مضمون رفاہ انام کا ہو۔ جس مین فائدہ خاص وعام کا ہو۔ اُسے ہم مفت چھاپ دیں گے۔ چھپوانے کی ایک کوڑی نہ لیں گے۔ مگر جو صاحب ایسا مطلب چھپوائیں۔ خط مہری مہتمم کو تحریر فرمائیں۔

لکھنؤ

کلاں کوٹھی کے سامنے میدان بڑا ہے۔ ہموار تختہ خالی پڑا ہے۔ وہاں انگریزی گولہ اندازوں کی قواعد ہوا کرتی تھی۔ صبح سے دوپہر تک نئی بھرتی والوں کی تعلیم میں گزرتی تھی۔ غرے کو مزدوروں کے جمعدار سے کچھ گفتگو آئی۔ کسی گولہ انداز نے سخت کہا ایک دھول لگائی۔ اوس نے غل مچایا مزدور دوڑ پڑے۔ سب بھرا کر مقابلے پر جا اڑے۔ اونہوں نے ذرا سی بات تو وہ بادہ کر پہاڑ کی۔ انہوں نے ڈھیلے پتھروں کی بوچھاڑ کی۔ اگرچہ سو کے قریب گولہ انداز تھے مگر مقاومت کی تاب نہ لائی۔ بھاگ بھاگ کر آڑیں ڈھونڈنے لگے سبھوں نے منہ چھپائے۔ مزدوروں نے میدان مار لیا۔ بھاگتوں کا پیچھا نہ کیا۔ جب سارجن[1] نے یہ خبر پائی رفع شر پر نظر کی۔ وہ جگہ چھوڑی مہتاب باغ میں قواعد مقرر کی۔ اندنوں بہرائچ کی طرف کچھ سپاہی بھیجے گئے۔ ڈہلی صاحب کا رسالہ گیا صوبہ سنگھ کی پلٹن روانہ ہوئی۔ کرنیل گنج کے متعلق۔۔۔(۲)۔۔۔۔۔آگے منصب رائے سڑک کے مہتمم کی آفت ڈھانے تحریر ہو چکی۔ مسجد معلی کی

۱۔ سرجنٹ

۲۔ غیر واضح

طرف دست درازی کی تقریر ہو چکی۔ اب نئی افتاد کا حال سنئے۔ جو سڑک نواب معتمد الدولہ بہادر کی کوٹھی سے مشک گنج کو آتی ہے۔ اوسکے کنارے شیر جنگ والے باغ کے زیر دیوار گہرے نالے کھودے جاتے ہیں۔ مہتمم نے نو فٹ کی گہرائی تجویز کی یہی دل میں ٹھانی۔ ہر چند اہل محلہ نے کدو کاش کی سمجھایا اوسنے ایک نہ مانی۔ آخر اوسکے کھودنے میں اکتوبر کی پہلی کو پہر دن چڑھے دس گز دیوار اڑا کر جڑ سے آرہی۔ سب مزدور دب گئے شہر میں ہلچل پڑا آفت برپا ہے۔ منتظم کوتوال تھانہ دار آئے ساٹھ بیلداروں کو بلایا۔ اینٹیں مٹی جلد جلد ہٹوا کر بیچارے کچلے ہوؤں کو نکلوایا۔ تیسرے پہر تک گیارہ آدمی چھ مردہ پانچ زندہ نکلے۔ سب کو اسپتال میں بھجوادیا ایسے تھے کہ اپنے پاؤں چلے۔ باقی کچھ ڈولے پر گئے۔ کچھ چارپائی پر لد کر گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے مردوں کو غور سے دیکھ کر بعضوں کو نشتر لگایا۔ مگر رمق باقی نہ تھی خون کا مطلق رنگ نہ دیکھا اثر نہ پایا۔ اور جو تدبیریں کیں۔ سب بیکار گئیں زندہ نکلنے والوں کو دیکھ کر سب کو حیرت رہی۔ کہ اس پہاڑ کے نیچے دب کر کیوں کر جان سلامت رہی۔ خصوصاً دو آدمیوں نے کچھ گزند نہیں پایا۔ اس بات سے اور بھی تعجب آیا۔ مگر یہ نمونہ قدرت خدا ہے۔ انسانوں کی عقل کو دخل کیا ہے۔ ہلسن صاحب بہادر کہ دریاباد کے ڈپٹی کمشنر ہیں۔ اون کی جرات لکھنے میں عاجز کتاب دفتر ہیں۔ ایک دن سیر میں جی بہلاتے تھے۔ کتا ہمراہ تھا سوار جاتے تھے۔ راہ میں ایک برہمن بکریاں چراتا تھا کتا اون پر جھپٹا۔ برہمن نے گھڑکی دے کر باز رکھا لاٹھی تان کر ڈپٹا۔ ہر چند صاحب کے ادب سے مارا نہ تھا مگر اُن کو اتنا بھی گوارا نہ تھا۔ جھنجلا کر اتر پڑے بڑے غصے میں آئے۔ برہمن کے سر پر پہونچ کر کیلے لگائے سر اوس کا پھوٹا زخم بھر گیا زمین پر گرا تیسرے دن مر گیا۔ ۲۷ ستمبر کو یہ سن کر میجر ہنکس صاحب کمشنر ڈاک پر تحقیقات کو روانہ ہوئے۔ سمجھا بجھا کر دوسرے دن پھر آئے رونق جلسہ ہوئے سنا گیا اس جُرم کے سبب سے بدلی اون کی مدنظر ہے۔ گویا ایک ضلع سے دوسرے میں بھیجنا جلا وطنی کے برابر ہے۔ کہتے ہیں کہ صاحب کی دھمکی کے جوش و خروش رہے اس لئے عزیز قریب مقتول کے سب خاموش رہے۔ سمجھے نالش سے کیا ہوتا ہے۔ اور اپنے حق میں بس بونا ہے۔ سرکار بھی مدعی نہ ہوئی۔ روبکاری مقدمے کی نہ ہوئی۔ شاید تحقیقات میں خون کا جرم نہیں ٹھہرا۔ ورنہ تدارک اسکا ضرور ہوتا۔ ہر چند اپنے سگوں کے بیچ سب کرتے ہیں۔ مگر حکام باانصاف کو یہ کب منظور ہوتا۔ آگے ایک سپاہی کسی محل سلطانی کے ملازم کا تھوڑا سا حال لکھا گیا ہے۔ بنگالی ہمسایہ کے ہاتھ سے زخمی ہونا صحیفہ اخبار کے پہلے نمبر میں درج ہوا ہے۔ اب سنئے کہ امداد حسین اوس سپاہی کا نام مقرر تھا۔ نواب سلطنت محل صاحب کی سرکار میں نوکر تھا۔ منتظم شہر نے مجرم کو تلاش کر کے پکڑ لیا بعد روبکاری و ثبوت جرم دورے میں سپرد کیا۔ وہاں سے مقدمے کی مسل پھری ترمیم کی تجویز اس لئے ٹھہری کہ اس زخمی کا کوئی عضو مجروح نکما نہیں۔ فیصلہ مجسٹریٹ کے اختیار سے باہر اصلاً نہیں۔ آخر منتظم شہر نے اپنی رائے سے حکم لگایا۔ مجرم پر دو سو روپے جرمانہ تجویز فرمایا۔ ہر چند بابو صاحب چالاکی سے حجتیں پیش کرنے لگے گواہ بنائے لائے جابجا سے آشناؤں کی سعی و سفارش اٹھائے تا مقدور بہت پھٹ پھٹائے مگر صاحب منتظم کے سامنے کہ بہت معاملہ رس ہیں کوئی بات کام نہ آئی تہ کو پہونچ گئے ایک نہ مانی لغو عذر نہ سنے کچھ توجہ نہ فرمائی ناچار حکم اونہیں مان لینا پڑا۔ جرمانہ جو تجویز ہوا دینا پڑا۔ منصف کے سامنے فریب کب دخل پاتا ہے۔ دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جاتا ہے۔ بابو جی نے جوانی کے جوش میں ایسی تیزی کی کہ بے قصور کو تلوار ماری ناحق فتنہ انگیزی کی آخر اوس کا پھل پایا۔ آبرو پر پانی پھروایا۔ ۶ ستمبر کو مسمی فضل علی نے منتظم شہر کے حضور میں ظاہر کیا۔ خانگی فساد کی بات کچہری میں پھیلا کر حاکم کو ماہر کیا۔ کہ تین مہینے گذرے رجب علی کی بیٹی مسماۃ وزیرن سے میری شادی ہوئی۔ ظاہر میں خانہ آبادی حقیقت میں گھر بگڑ گیا آبرو برباد ہوئی اب اس نے لڑکی جنی۔ معلوم نہیں کس بلو کی جنی۔ جب میں نے استفسار کیا۔ اس حرکت کا الزام دیا۔ کہ پردے میں رہ کر اچھی رسوائی کے ڈول ڈالے۔ گھر میں بیٹھے بیٹھے خوب پیٹ سے پاؤں نکالے۔ قحبہ سے اور تو کچھ بات بن نہ آئی۔ نویں دن زہر دے کر لڑکی کی جان گنوائی۔ اب اپنے کئے کو روتی ہے، واویلا سے جان کھوتی ہے۔ صاحب نے عورت کو بلا کر استفسار کیا۔ اوس نے صاف صاف بے پردہ اظہار دیا۔ کہ ایک دن قبل شادی گھر میں اکیلی تھی مرزا جان میرا خالو چلا آیا۔ اور نگاہ سے دیکھنے لگا نیت بدلی ڈھنگ جمایا۔ میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اوس بات کا ارادہ کیا۔ چھونے چھیڑنے پر آمادہ ہوا۔ دمبدم شوق اوس کا زیادہ ہوا۔ بہتیرا چھڑاتی رہی ہاتھ نہ چھوڑا۔ کسی طرح اپنے ارادہ سے منہ نہ موڑا۔ نچے جھاڑ کر پیچھے پڑا۔ اونگلی پکڑتے پہونچا پکڑا۔ غرض میرا زور نہ چلا اوسکا داؤ چل گیا۔ دل میں جو حوصلہ رکھتا تھا نکل گیا۔ سب سامان ذلت و خواری ہو گیا۔ میں خفیف ہوئی پاؤں بھاری

ہوگیا۔ چند روز کے بعد پیٹ اونچا ہونے لگا میرے باپ نے خبر پائی۔ بدنامی کا ڈر ہوا فکر وتلاش کر کے شادی ٹھہرائی۔ جس طرح بنا جلدی سے دن ٹھہرا کے نکاح کر دیا۔ کچھ دنوں اس لپیٹ میں پیٹ چھپنا سمجھ لیا۔ اب راز پنہاں پیدا ہوا۔ تیسرے مہینے ہویدا ہوا۔ تقدیر نے یہ دن دکھایا۔ اپنا کیا ہوا آگے آیا۔ باپ کے سامنے پھر روئی جھینکی۔ دفع رسوائی پوچھی مشورت کی۔ تجویز ہوئی کہ ابھی ہر ایک جانتا نہیں لڑکی کو مار ڈالئے۔ شہرت ہونے سے پہلے چھٹی کیجئے آفت ٹالیے۔ آخر اوس نے زہر لا دیا۔ میں نے بچی کو کھلا دیا۔ جب اوس کا حال زبوں ہوا۔ رونے لگی دل خون ہوا قانون سے واقف نہ تھی۔ غیرت سے جرات کر بیٹھی۔ پھر منتظم شہر نے عورت کے باپ اور خالو کو بلا اظہار لیا۔ اونہوں نے چھپانا بے سود سمجھا۔ اس بیان کے قریب قریب لکھوا دیا۔ بعد اسکے تینوں کو قید رکھا۔ میت کو اسپتال میں بھیجا۔ ڈاکٹر صاحب کی تجویز ہوئی کہ سنکھیا سے ہلاک کیا۔ اس گمان کی تصدیق کے لیے پیٹ چاک کیا۔ آنتیں نکال کر شیشی میں بھریں ڈاک پر کانپور کو روانہ کیں۔ جب بڑے ڈاکٹر کی رائے موافق ہوگی مجرموں کو سزا آئین کے مطابق ہوگی۔ ۲ ر اکتوبر کو تھارن ہل صاحب بہادر جواہر خانہ شاہی میں نازل ہوئے۔ مفتاح الدولہ کو بلا بھیجا جائزہ جواہرات کے سائل ہوئے۔ اونہوں نے کوٹھے کا قفل کھولا حکم بجالائے۔ اسباب کے چھبیس صندوق کہ وہاں تھے صاحب کو گنوائے۔ حسب الایما ایک صندوق کھول کر ایک کشتی جواہر کی اُٹھائی۔ اوس میں سے تسبیح مروارید بے بہا بڑے دانوں کے نکال کر دکھائی۔ دوسری تسبیح سنگ ستارہ کی نکالی۔ کہ ایسی چشم فلک نے نہ دیکھی نہ بھالی۔ صاحب اوس کو دیکھا کئے دیر تک ملاحظہ کیا کیے۔ پھر اوس صندوق کو بند کروا دیا۔ دوسرا کھولنے کو منع کر کے فرمایا۔ کہ اب دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ حال کھل گیا کچھ حاجت نہیں۔ شمار بیان کر دو۔ تعداد سے خبر دو۔ مفتاح الدولہ نے لاعلمی ظاہر کی۔ صاحب نے سن کر یہ بات کہی۔ کب سے تمہارا یہاں اہتمام ہے کیا فتح علی کپتان کی پوتے نہیں ہو۔ وضع کے خلاف عقل سے دور ہے ایسا کلمہ اپنی زبان سے نہ کہو۔ مگر خیر کچھ ضرور نہیں۔ استفسار میں کد منظور نہیں۔ پھر کوٹھی میں قفل ڈلوا کر اپنی مہر لگا کر صندوقوں کی گنتی لکھ لی وہاں سے مراجعت فرمائی۔ دوسرے دن شہر سے باہر کی طرف نہضت کی۔ مسٹر آرتھر سکن صاحب والے علاقے کو عزیمت کی۔ وہاں اون کی جگہ کام کریں گے۔ ضلع کے امور کا انتظام کریں گے۔ بالفعل صاحبان عالیشان نے سلطانی کلاں کوٹھی کو کہ دریا کے کنارے ہی گرانا تجویز فرمایا۔ جب بارک ماسٹر نے کھودنا شروع کیا مزدوری کا مقدمہ باندھا ہزاروں روپے کا صرف نظر آیا۔ صلاح ٹھہری کہ بے محل خرچ کیوں ہو اس کو باروت سے اُڑا دیجئے۔ کوٹھوں سے نکلے ہوئے برباد ہوتے ہیں اسی کام میں لگا دیجئے۔ چنانچہ غرہ صفر کو ایک طرف دیوار کی جڑ کھدوائی۔ سولہ گھڑے باروت کے رکھوائے شتابہ دور لے جا کر آگ دکھائی۔ گھڑے پھٹ گئے باروت اوڑے مگر دیوار کی ایک اینٹ نہ اُکھڑی۔ صاحب کو تعجب آیا گرم ہو کر فرمایا کہ اب کے بار اور تدبیر بتائیں گے۔ کچی لگا کر اڑائیں گے ـــــ (۱) ـــــ کھودنے پر مامور ہیں۔ دن بھر کھودنے میں حیران ہیں۔ شام کو تھک کر روتے ہیں۔ عمارت نے کیا مضبوطی پائی ہے۔ کس پختگی کے ساتھ بنائی ہے۔ پھاوڑے بیکار ہوتے ہیں کدالیں ٹوٹتی ہیں۔ اوس وقت چونے سے ایک دو اینٹیں ٹکڑے ہو کر چھوٹتی ہیں۔ آگے فرنگی محل میں جناب مولوی نعیم اللہ صاحب کے مکان والے دو کانوں سے ایک پارچے کی دکان میں سیند لگی تھی۔ چار سو روپے کا مال کامدانی کی ٹوپیاں اوٹھ گئیں اور نقد چھ سو روپے کی چوری ہوئی تھی۔ اب کوتوال شہر نے بڑی تلاش سے پتا پایا۔ بہت جدوجہد کوشش سے مجرم ہاتھ آیا۔ اوس کے گھر کا تعلیقہ کیا۔ دو آدمیوں کو پکڑا اختلاش میں تین سو روپے کے قریب ٹوپیاں نکلیں تین سو کئی روپے نقد پائے۔ باقی مال مسروق کی جستجو ہو رہی ہے۔ دیکھئے کس طرح کب تک ہاتھ آئے۔ معلوم نہیں خرچ ہو چکا ہے یا دہ بھی کہیں گڑا ہے۔ موسے باغ کی چھاؤنی میں چوروں نے ہتھا مار کر فتنہ اُٹھایا۔ ایک انگریز کے گھر سے سات سو روپیہ کا مال چُرایا۔ کوتوال شہر پر بڑی تاکید ہے۔ صاحب مال کو غضب شدید ہے۔ ابھی سراغ ملا نہیں۔ کہیں پتا لگا نہیں۔ جب سے اس ملک میں سرکار کمپنی انگریز بہادر کے عملداری ہوئی۔ اہل بدعت استظہار عقائد کرنے لگے مذہبوں کی تائید جاری ہوئی۔ ہر چند کتنے ہی خاک اُڑائیں تدبیر میں صبح سے شام ہو۔ مگر ہونا وہی ہے جو کچھ رائے حکام عالی مقام ہو۔ یہ نہیں سمجھتے کہ وہ مدبر ہیں فساد کی صورت کیوں کر پسند کریں گے۔

۱۔ شکستہ نا قابل خواندگی

بدعت نکالنے کا حکم دیکر ایک عالم کو کب رضامند کریں گے۔ زیادہ کیا حاجت قال و قیل ہے۔ اس اجمال کی یہ تفصیل ہے۔ کہ بابو کالی چرن افسر خزانہ انگریزی نے کالی دیبی بنانے کی جرات کی۔ اور بنگالی محرک ہوئے سبھوں نے مشورہ و یا طیاری میں شرکت کی۔ چنانچہ قریب مکان بابو کے دیو ہرہ طیار ہوگیا۔ در و دیوار پر تصاویر و گلکاری سے نقش و نگار ہوگیا۔ ۱۳ اکتوبر کو مادہو پرشاد و ناظر فوجداری نے ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور میں اس مضمون کی عرضی پیش کی بنگلا درگا دیوی کی شبیہ دسویں تاریخ گشت کے واسطے شہر کی گلیوں میں نکلے گی۔ کوتوال کو حکم ہو کہ انتظام کرے۔ فتنے کے سدباب میں اہتمام کرے۔ کہیں مسلمانوں کو حرارت نہ آئے۔ جوش میں رگ حمیت نہ آئے۔ خیر خواہی سے اطلاع دی حقیقت حال عرض کی۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے درخواست کے موافق حکم لگایا۔ کوتوال شہر کے نام بندوبست کرنے کے لئے پروانہ لکھوایا۔ مگر بیداری کی راہ سے یہ بات کی۔ کہ بالا بالا رسم قدیم کی تحقیقات کی۔ حال کھلا کہ اس ملک میں کبھی ایسا ہوا نہیں۔ کسی نے دیبی نکالنے کا ارادہ کیا نہیں۔ تجویز امر جدید ہے۔ انصاف سے بعید ہے۔ اس پر ۶ کو دوسرا پروانہ کوتوال کے نام اس مضمون سے جاری کیا۔ اور ناظر کی عرضی سررشتہ سے نکلوا کر یہی حکم لکھوا دیا۔ کہ تحقیق کے بعد حقیقت حال کھلی۔ یعنی یہاں کبھی دیبی نہیں نکلی۔ نئی بدعت موجب فساد ہے۔ اس واسطے اب یہ ارشاد ہے۔ کہ لوگوں کو اس حرکت سے باز رکھو۔ جس میں کسی طرح کا فتنہ برپا نہ ہو۔ ہرگز کوئی تازہ بدعت نہ نکالی۔ شہر میں فساد کی صورت نہ نکالے۔ حکم سابق لاعلمی میں لکھا گیا منسوخ جانو۔ اس پروانے پر عمل کرنا اپنے دل میں ٹھانو۔ کوتوال کو یہ حکم سنا دیا۔ عدل کرنے سے ڈروا دیا۔ اون لوگوں کو بات کا پاس ہوا۔ ہر ایک بہت بدحواس ہوا۔ خزانچی مذکور نے اوروں کی تحریک سے داد بیداد کی۔ صاحب کمشنر بہادر کے حضور میں جا کر فریاد کی۔ اونہوں نے ابھی سماعت نہیں فرمائی۔ اس باب میں کوئی بات نہیں ٹھہرائی۔ یقین ہے کہ وہ بھی دفع شر کا خیال رکھیں۔ حکم ڈپٹی کمشنر بہادر کا بحال رکھیں۔ کہ جانوں کا بچاؤ ہوتا ہے۔ یہی انصاف کا مقتضا ہے۔ اودھ بہاری نام ایک مہاجن نے نواب علی نقی خان بہادر پر نالش کی عرضی دی ہے۔ چالیس ہزار روپے کا دعویٰ کیا صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور میں سند پیش کی ہے۔ اور کئی آدمیوں کا بھی ارادہ ہے۔ ہر ایک نالش کرنے پر آمادہ ہے۔

جناب عالیہ متعالیہ کا لندن میں داخل ہونا

آگے ہم اس خبر کو لکھ چکے ہیں۔ اب کچھ امور اور بھی معلوم ہوئے ہیں لکھنا اون کا ضرور ہے۔ کہ موجب کمال سرور ہے۔ جانا چاہئے کہ سوئس سے تا اسکندریہ خشکی میں راہ جاری ہے۔ وہاں سے پھر بدستور جہاز کی سواری ہے۔ جناب عالیہ متعالیہ یہ راہ طے کر کے خیمہ زن ہوئیں مقام کیا۔ کارپردازوں نے آدہا جہاز دودکش اندس نام کرائے کو لیا۔ مخدرات عصمت کے لئے ہر طرف سے ایسا پردہ آڑ کیا۔ کہ جہاز والوں کی نگاہ کیا ہوا کو بھی دخل نہ دیا۔ پھر پردگیان عفت برقع پہن پہن کر سر سے پاؤں تک دوشالے لپیٹ کر کشتیوں پر بیٹھ لیں اور نہایت حفاظت اور کمال پردہ داری سے گویا لفافے میں بند جہاز پر سوار ہونے کو چلیں۔ اوس وقت باد تند چلتی تھی طوفان ہوا تھا۔ دریا کے طلاطم سے جہاز ہل رہا تھا۔ سوار ہوتے وقت بعض ہمراہی بیبیوں کا پاؤں لڑکھڑایا۔ سنبھل نہ سکیں جہاز میں گر پڑیں کچھ صدمہ اوٹھایا۔ جہاز کے خلاصی گورے ہند کی رسم سے ناواقف دوڑ پڑے کہ اُٹھائیں۔ اہتمام والے خواجہ سراؤں حبشیوں نے دھکے دیکر ہٹایا کہ پاس نہ آئیں۔ بیبیاں آپ سے اوٹھیں پردے کے اندر جا بیٹھیں۔ ستمبر کے پچیسویں کو جہاز اخبار ولایت سے کلکتہ میں آیا۔ کہ جناب عالیہ متعالیہ و مرزا ولی عہد بہادر جرنیل صاحب بہادر مع خدم و حشم سب ایک سو چھ آدمی یہاں رونق افزا ہوئے۔ اسکندریہ سے اندس نام جہاز پر صحت و عافیت کے ساتھ اگست کی بیسویں کو مقام سوتھامٹن[1] میں جلوہ فرما ہوئے۔ پہونچتے ہی شہرہ عام ہوا۔ خلقت کا لب دریا ازدحام ہوا۔ منتظموں کے نام کا حکم حکام آیا کہ جناب عالیہ اور ہمراہیوں کے اوتارنے میں نہایت احتیاط بڑا اہتمام کرو۔ نقد و جنس اسباب کمال حفاظت سے فرودگاہ تک پہونچاؤ

۱۔ سوتھامٹین، انگلینڈ

جان و دل سے مستعد ہو کر حزم و ہوشیاری سے انتظام کرو۔ اور مسٹر اندروس لارڈ میر یعنی بڑے حاکم پولس کے منتظم نے چار چار گھوڑوں کی بہت پُر تکلف گاڑیاں بھجوائیں۔ ایک مرزا ولی عہد بہادر و جرنیل صاحب بہادر کے لئے دو جناب عالیہ اور مخدرات ہمراہی کے واسطے تھیں اور رفقا کو بہت سواریاں آئیں۔ پہلے جلد جلد سب اسباب اتارا گیا۔ بے محصول پارک ہوٹل میں بھیجا گیا۔ یہ مکان میجر برڈ صاحب وکیل سلطانی نے حاکم مذکور کی صلاح سے کرائے کو لیا ہے۔ اور تا قیام سوتہامپٹن اوسی فردوگاہ میں جناب عالیہ کا رہنا قرار دیا ہے۔ بعد اسکے جہاز سے دریا کے کنارے تک برابر کشتیاں جما کر پُل بنایا۔ اور وہاں سے گھاٹ کے زینوں سمیت راہ تک قالین مکلف کا فرش بچھوایا۔ سفید پردہ بڑی حفاظت سے کہ پرندے کا گذر نہ ہو ہر طرف لگا دیا۔ اور چونکہ تخت رواں بہت بڑا تھا جناب عالیہ کو جہاز سے پالکی پر سوار کیا۔ غرض اور مستورات ہمراہی کے ساتھ آ کر بگھی گاڑی پر جلوہ آرا ہوئیں۔ وہاں سے فردوگاہ مذکور کی طرف تجمل و احتشام سے تشریف فرما ہوئیں۔ خواجہ سرا لباس عمدہ سے بجے سجائے تھے۔ اپنے اپنے عہدے کے ہتھیار لگائے تھے۔ سواری کے وقت کو چکس کی طرف سے دو کوچبانوں نے جھانکنے کا ارادہ کیا۔ خواجہ سراؤں نے چاندی کی سونٹی لیے ہوئے اہتمام کرتے تھے اون کو مار کر نکال دیا۔ جب جناب عالیہ سوار ہو گئیں لارڈ میر موصوف اور میجر برڈ صاحب وکیل شاہی جہاز پر آئے۔ یعنی مرزا ولی عہد بہادر و جرنیل صاحب بہادر کے استقبال کو موافق آئین دستور مشتاق ہو ہو کر آئے۔ بہت تعظیم سے ملاقات کی۔ تکریم کے ساتھ مدارات کی۔ پھر اون کو چار گھوڑوں کی گاڑی پر سوار کیا آپ دونوں خواصے میں بیٹھ کر فردوگاہ کو لے چلے۔ شہر کی خلقت گرد و پیش تھی آدمیوں کا ہجوم تھا سب رفقا و متعلقین اپنے اپنے سواریوں پر گاڑی کے پیچھے پیچھے چلے۔ جب جناب عالیہ اور مرزا ولی عہد بہادر اور جرنیل صاحب بہادر فردوگاہ میں داخل ہوئے۔ ہزاروں اہل فرنگ مرد عورت ہوٹل کے اندر باہر جمع ہو کر دیکھنے کے مائل ہوئے۔ مجمع خاص و عام تھے۔ اکثر امرا و کبرائے عظام تھے۔ سبھوں نے پکار کر انگریزی میں کہا کہ ہم کو بہت اشتیاق لقا ہے۔ شاہزادہ ہندوستان کے دیکھنے کی بڑی تمنا ہے۔ میجر برڈ صاحب نے مرزا ولی عہد بہادر اور جرنیل صاحب بہادر کو ایک وسیع برامدے میں کوٹھے پر بٹھایا۔ آپ ترجمان بن کر سامنے کھڑے ہوئے حاضرین کو مخاطب کر کے انگریزی میں تقریر دلپذیر سے یوں حال سنایا۔ کہ عالی منزلتان ہند کے تشریف لانے سے جیسے تم کو فرحت ہوئی۔ اسی طرح ان کو تمہارے دیکھنے سے کمال مسرت ہوئی فلک کی ستائی ہیں۔ داد خواہی کو آئی ہیں۔ جناب عالیہ کو ایسا سفر اسوقت میں ستم ہے۔ کہ پچاس برس کا سن ہے پیری کا عالم ہے۔ اس عمر تک چار قدم چلیں نہیں۔ کبھی گھر سے باہر نکلیں نہیں۔ اب یہ صعوبت اوٹھائی مصیبت بھرنی پڑی۔ تخمیناً دس ہزار میل راہ طے کرنی پڑی۔ خشک و تر کی محنتیں دیکھیں طوفان کی شدتیں دیکھیں۔ جب حد سے زیادہ جفا ہوئی۔ ایسی ایسی مشقت گوارا ہوئی۔ کمپنی نے ان پر ظلم بے حساب کیا۔ گھر کو ناحق تباہ کیا۔ ملک و مال ضبط کر لیا۔ اگلا عہد نامہ طاق پر رکھ دیا۔ چنانچہ لارڈ ڈلہوزی صاحب نے بھی یہ بات لکھی ہے۔ اپنے اشتہار میں صاف مندرج کی ہے۔ یہاں سے ہمیشہ کام پڑنے کے وقت انگریزوں کی ہر طرح اعانت ہوتی رہی۔ کابل گوالیار پنجاب کے معرکوں میں فوج و زر سے شرکت ہوتی رہی۔ اب تک کمپنی کے ذمہ روپیا بے شمار ہے۔ [1] ہنوز انکے زر خطیر کی قرض دار ہے۔ کیسی کیسی سختیوں میں کام آئے۔ اب اوس کے عوض یہ صدمے اوٹھائے۔ انتزاع سلطنت کا جو بہانہ ٹھہرا ہے۔ ریاست کی بے نظمی اور فساد میان رعایا ہے۔ یعنی پادشاہ سے انتظام میں قصور ہوا۔ اس لیے کمپنی کو قبضہ کرنا ضرور ہوا۔ اب ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ اگر رعایا میں شور و غوغا ہو۔ کوئی فتنہ اُٹھے کشت و خون کا ہنگامہ برپا ہو۔ اس الزام سے شاہ فرانس مثلاً ملکہ وکٹوریہ کا ملک لے سکتا ہے۔ اور آیا اس امر کا واقع ہونا باعث تمہارے رضامندی کا ہے۔ سنتے ہی سبھوں نے متفق اللفظ بہ

۱۔ کمال الدین حیدر لکھتا ہے کہ کورٹ آف ڈائریکٹر نے برٹش پارلیمنٹ کو اطلاع دی تھی کہ ایسٹ انڈیا کمپنی نے ۱۸۰۱ء سے ۱۸۵۵ء تک مبلغ چار کروڑ تہتر لاکھ نواسی ہزار روپے بادشاہان اودھ سے قرض لئے تھے۔ اسکے علاوہ ایک کروڑ روپے بعوض حدود مفتوحہ نیپال جو بادشاہ کو دیا گیا اور ایک کروڑ ترانوے لاکھ تراسی ہزار سات سو پینسٹھ روپے نقد سود کمپنی نے ادا کیا تھا، لیکن ایک کروڑ اسی لاکھ سات ہزار دو سو پینتیس روپے جو کمپنی پر واجب الادا تھا، سلطنت اودھ کے ضبط ہونے کے بعد سرکار سے ساقط ہوا۔ تواریخ سلاطین اودھ، لکھنو، جلد اول، صفحات ۲۸۵-۸۷۔

تکرار کہا۔ پکار پکار کر ایک زبان ہو کر بار بار کہا۔ کہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں کسی طرح یہ تعدی جائز نہیں۔ پھر میجر برڈ صاحب نے یہ تقریر کی۔ جس نے دلوں میں تاثیر کی۔ کہ اے اہل فرنگ جب شاہ روس آمادہ زیادتی ہوا۔ حد سے گذر کر ترکیوں پر روادار تعدی ہوا۔ تم لوگوں نے اوس کا ظلم بیجا گوارہ نہ کیا۔ اپنے باپ بھائیوں کو توپ کے منہ میں بھیجدیا۔ سمجھ لو کہ ملک بلجیم کے برابر ہے۔ جہاں ملکہ معظمہ وکٹوریہ کا عم عالی مقام سایہ گستر ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر وہاں رعیت میں فساد آشکار ہو۔ اس پر وہ ملک چھین لے آیا تم کو گوارا ہو۔ سبھوں نے سن کر بالاتفاق انکار کیا۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں پکار دیا۔ غرض میجر برڈ صاحب نے ادائے مطلب کر کے اہالی لندن سے دادخواہی میں شرکت کی استدعا کی۔ اونہوں نے مظلومی پر تاسف ہو کر سو دل ہزار جان سے قبول یہ تمنا کی۔ بعد اس کے وہ لوگ رخصت ہوئے۔ اپنے گھروں کو گرم عزیمت ہوئے۔ پھر رئیسان ہند کہ بعید الوطن ہیں۔ اپنے اپنے کاموں کو وار دلندن ہیں۔ شاہزادوں کی ملاقات کو آئے۔ اشتیاق سوا خلاص کے تحفے لائے۔ ایک میر جعفر علی خان بہادر۔ سورت کے رئیس بے بہا۔ دوسرے میرزا علی اکبر بہادر امیر فیض گستر۔ سلطان حیدر جنگ بہادر رئیس مدراس کے سکرٹر۔ تیسرے حافظ صدر الاسلام خان بہادر مدراسی۔ چوتھے مولوی غلام محمد خان۔ پانچویں سید ابراہیم خان ناگپور کی رانی کے وکیل رفیع المکان۔ پھر شاہزادوں نے سوتھاپٹن کے امراسے ملاقات کرنے کو مکان آراستہ کیا۔ فرودگاہ میں اگست کی تیسویں کو تجمل واحتشام کا دربار قرار دیا۔ جب یہ حال شہر کی خلقت کو معلوم ہوا۔ تین بجے دن کو ہزاروں تماشائیوں کا ہجوم ہوا۔ یہاں تک کہ بضرورت یہ حکم سب کو سنایا گیا۔ اس مضمون کا اشتہار دروازے پر لگایا گیا۔ کہ یہاں بڑے آدمیوں کے سوا کسی کو بار نہیں۔ دربار خاص ہے عوام کا دخل زنہار نہیں۔ ساڑھے تین بجے اعیان واکابر مشتاق ہو کر تشریف لائے۔ مرزا ولی عہد بہادر جرنیل صاحب بہادر سے ملاقات کر کے لطف اُٹھائے۔ ارل ہارڈنگ صاحب تھے اون کی میم ہمراہ تھیں۔ سوا اُن کے اور تین فرنگنیں عالیجاہ تھیں۔ ایکونٹ رابسن صاحب اڈمرل اسیکاف صاحب سر جارج اومنیویل صاحب داخل ہوئے۔ سر جارج پالک صاحب مع میم صاحبہ لارڈ میر جن کا ذکر اوپر ہو چکا کچھ اور سردار شریک محفل ہوئے۔ میجر برڈ صاحب آمادہ ترجمانی ہوئے۔ مزاج پُرسی اور کلام میں درمیانی ہوئے۔ سبھوں نے اونہیں کے واسطے سے گفتگو کی۔ مگر جرنل پالک صاحب نے بزبان اردو کی۔ صاحبان موصوف کو شاہزادوں کے اطوار حمیدہ پسند ہوئے۔ ان کے حسن اخلاق سے خوش رہے رضامند ہوئے۔ بعد اسکے خلوت میں زنانہ دربار ٹھہرایا۔ وہاں جناب عالیہ نے جلوس فرمایا کوئی تیس فرنگنیں بڑے آدمیوں کی بیبیاں آئیں۔ ملاقات سے محظوظ ہوئیں اگلی آرزوئیں جتائیں۔ مسٹر برانڈن کی میم کہ یہاں سے ہمراہ گئی ہیں ترجمان ہوئی۔ اوسی کے واسطے سے دونوں طرف کی گفتگو بیان ہوئی۔ پھر سب رخصت ہو کر روانہ ہوئیں خرم وشادراہی خانہ ہوئیں۔ یہ جناب عالیہ کی خبر تفصیلی ہے۔ دوربین وسلطان الاخبار سے نقل کی ہے۔

مکہ معظمہ حرسہا اللہ ذوالمنن عن المکارہ وآفات الزمن

آگے سنا تھا کہ وہاں کچھ فساد برپا ہوا۔ کسی طرح کا شور وغوغا نیا ہوا۔ اب معتبر اخبارات انگریزی سے یہ حال معلوم ہوا۔ کہ نئے شریف کی تدبیر سے فتنہ معدوم ہوا۔ منحرف لوگ بتدریج دائرہ اطاعت سلطانی میں آتے ہیں۔ گردنکش سرخط فرمان پر رکھے جاتے ہیں۔ شریف نے حکم سلطانی سے طائف پر یورش کیا۔ بے کدوکاوش وہاں کا قلعہ چھین لیا۔ اس پر مورد تحسین ہوا۔ سزاوار ہزار آفریں ہوا۔ شریف قدیم کہ اعراب سے ملا ہوا تھا۔ بجا آوری احکام میں تساہل کر رہا تھا۔ ان دنوں گرفتار ہوا۔ سلطانی مواخذہ دار ہوا۔ قریب ہے کہ شہر بدر ہو جزیرہ سیلونیکہ کو جائے کردار کا مزا چکھے سزائے اعمال پائے۔

راے ویلور

گلشن نوبہار

وہاں بڑا فتنہ بیدار ہوا۔ آشوب عظیم نمودار ہوا۔ ڈاکوؤں کا ایک غول جس میں دوسوکئی آدمی تھے تاراج وغارت کے واسطے آیا۔ لٹھ بندوق تیغ تبر اور سامان حرب وضرب لیے ہوئے شہر میں سمایا۔ ایک برہمن ہیڈ سررشتہ دار کلکٹری بہت مالدار تھا اوسکا مکان گھیر لیا۔ محلے میں گلی کوچوں کا انتظام کر کے ہر دروازے پر پہرا مسلح مقرر کیا۔ کہ کوئی گھر سے قدم نہ نکالے باہر آ کر ہتھیار نہ سنبھالے۔ کئی آدمی سیڑھی لگا کر گھر میں اوتر گئے گھر والے دہشت سے جیتے جی مر گئے۔

پھر مار پیٹ سے کیں کا ئنہ احال کرنے لگے۔ مال و متاع کی تفتیش میں سوال کرنے لگے۔ کہ بول نقد و جواہر کہاں کہاں ہیں۔ زر و زیور کس کس گوشے میں نہاں ہیں۔ سب اسباب کا پتا دے۔ جہاں رکھا ہو بتا دے۔ اوس نے پہلے تو ٹالا۔ کچھ حیلہ حوالہ نکالا۔ جب دیکھا کہ جان پر بنی ہے۔ اس پر موقوف مخلصی ہے۔ ناچار کنجیاں سپرد کر کے جان بچائی۔ ہر چیز کا نشان دیکر رہائی پائی۔ ڈاکو آدھے گھنٹے میں اطمینان سے ساٹھ ہزار روپے کا مال لوٹ کر باہر نکلے۔ راہ میں بندوق کی تین آوازیں کر کے پتھر مارتے ہوئے شہر سے نکل چلے۔ سر رشتہ دار دروازہ سے جھانکنے لگا کہ دیکھوں جاتے ہیں۔ یا وہ اسباب رکھ کر اور لینے کو پھر ادھر آتے ہیں۔ غارتگروں کی نگاہ پڑگئی اوسکی تاک جھانک دیکھ لی اولٹے پھرے پہلے مارا پیٹا پھر دھوتی کھول ڈالی۔ ایک زنجیر طلائی کمر میں نظر آئی۔ ہاتھ میں جواہر کی انگوٹھیاں دیکھیں۔ غنیمت سمجھے سب چیزیں چھین لیں۔ تان کر ایک لٹھ لگایا اوس کا سر پھٹا زخم آیا۔ تیورا کر زمین پر گرا۔ صدمے سے چکر کھا کر گرا۔ پانچ چھ برس کی لڑکی کو کوہ ساجرا تک پکڑ لے گئے بہت ستایا۔ اوس کے ہاتھوں سے طلائی کڑے توڑے اوتار لیے۔ پھر گھر تک پہونچایا۔ چوٹ سے سر رشتہ دار کا سر پاش پاش ہے۔ دیکھئے بچتا ہے یا نہیں۔ صاحب فراش ہے۔ ہمسائے والوں نے کہ روزنوں سے جھانکتے تھے ڈاکوؤں کے احوال کہے۔ کہ چہرے اُن کے رنگ برنگ نظر آئے اور زبانیں مختلف رکھتے تھے۔ سرخ سفید زردی مائل سانولے گورے کالے۔ انگریزی مرہٹی تلنگی بولنے والے گلیوں میں ادھر اُدھر دوڑ جاتے تھے۔ لکڑیاں بجا بجا کر آواز سناتے تھے۔ غرض کلکٹر صاحب گرم سراغ رسانی ہیں ابھی تک پتہ نہیں۔ دیکھئے غارت گر ملتے ہیں مال مسروق ہاتھ آتا ہے یا نہیں۔

صبح صادق

کلکتہ

جب حضرت شاہ جمجاہ کو لکھنؤ کی خبر پہونچی۔ رعایا کی خرابی گوش حق نیوش میں مکرر پہونچی۔ سنا ہے کہ مسجدیں گراتے ہیں۔ بے چارے غریبوں کے گھر ڈھاتے ہیں۔ اور حکام انگریزی توجہ نہیں فرماتے۔ مستغیث لوگ اپنی داد نہیں پاتے۔ یہ حال گورنمنٹ میں لکھا انصاف کی استدعا کی۔ اونہوں نے اس مضمون سے جواب بھیجا دلاسا کی کہ ہمکو ان امور سے آگہی نہ تھی۔ ان باتوں کی خبر کبھی نہ تھی۔ اب معلوم ہوا انصاف کیا جائے گا۔ تدارک واقعی ظہور میں آئے گا۔ موچی کٹھولے میں ایک بڑھئی کی جورو گیارہ برس کا سن رکھتی تھی نہایت حسین خوبصورت نک سک کی اچھی تھی اور بہار کے دن رکھتی تھی کم سنی کے سبب شوہر کی صحبت سے ڈرتی تھی ایک بار خاوند نے گھوکی جھڑکی دیکر طلب کیا۔ (۱)۔۔۔ پھر انکار کیا۔ اوس نے گالیوں پر دھر لیا تیسری بار بھی آنکھیں چرانے لگی آڑیں ڈھونڈتی جی چھپانے لگی۔ مرد نے جھلا کر ہتھیار سنبھالا آنکھوں میں خون اُترا عورت کو مار ڈالا۔ گھر والوں نے رونے پیٹنے کا شور مچایا اوس نے سب کو چپ کر کے سمجھایا۔ کہ اس میں ہر ایک کو خبر ہوگی۔ چھپی بات منتشر ہوگی دوسری آفت آئے گی۔ میری جان پر بن جائے گی۔ رونا اُٹھا رکھو۔ ایسا کرو کہ نجات ہو۔ آخر باپ بھائیوں نے جن کا خون ملا تھا ایک صلاح ٹھہرائی آپس میں یہ بات پسند آئی۔ کہ لاش پالکی میں ڈال کر اپنے کاندھوں پر لیجائیں۔ راتی رات دریا میں بہا کر چلے آئیں۔ جب لے چلے۔ راہ میں سوچی۔ کہ پالکی سے گھاٹ والوں کو اور گمان ہوگا خدانخواستہ راز مخفی کا اعلان ہوگا۔ یہ سمجھ کر چارپائی پر لاش رکھی۔ پالکی دو بھائیوں پر روانہ کی۔ نیم تلے گھاٹ پر لے جا کر وہاں کے مالک کو معمول پہونچایا۔ چیچک کی بیماری سے اُس عورت کا مرجانا بتایا۔ رسم ہنود کے موافق منہ کو جھلسا دیا۔ پھر لاشہ پانی میں بہا دیا۔ مگر پانی سے یہ دھبہ کھویا نہ گیا۔ بہتیرا خون کا داغ دھویا نہ گیا۔ ایک دو دن کے بعد مقتولہ کا حقیقی بھائی ویدا واوید کو آیا۔ اوس کی دوسری بہن نے کہ قاتل کے بھائی کو بیاہی تھی سارا قصہ سُنایا۔ اوس نے اپنے بہنوئی سے پوچھا بہن کہاں ہے۔ مدت سے آنکھیں ڈھونڈتی ہیں دل نگران ہے۔ سنتا ہوں کہ تم نے مارا پیٹا ہے۔ اس لئے میرا اور بھی جی دُکھا ہے۔ کہا ہاں بھائی خطا تو ہوئی معاف کردو۔ مگر اس وقت وہ سوتی ہے۔ جگانے کی تکلیف نہ دو خفا ہے فتنہ نہ اُٹھا کل چلے آؤ دیکھ جاؤ۔ اوس نے بھی طرح دی۔ اپنے گھر کی راہ لی دوسرے دن کی ملاقات میں قاتل اور اوس کے باپ نے ایسی خاطر کی باتوں میں لگایا کہ انہیں سے مل کر تھوڑی دیر کے بعد گھر کو چلا بہن کا خیال مطلق دل میں نہ آیا۔ راہ

۱۔ کٹا ہوا۔

میں یاد آیا کہ بہن سے نہیں ملا۔ بہنوئی کے گھر اولٹا پھر چلا۔ جا کر بہن کو پوچھا۔ قاتل نے جواب میں کہا سچ تو یہ ہے کہ میں نے کسی قصور پر تیری بہن کو مارا خفا ہوگئی۔ روٹھ کر بردوان میں اپنی ماں کے پاس رہگزار ہوگئی۔ اس نے تھانے پر خبر کی کہ میری بہن کا پتا نہیں۔ بہنوئی کبھی کچھ کبھی کچھ کہتا ہے صاف بتاتا نہیں۔ تھانہ دار نے مظہر اور اوسکے بہنوئی کو سارجن اسمٹ کے پاس حاضر کیا۔ قاتل نے وہاں استفسار کے جواب میں جو سالے سے کہا اوسکا اعادہ پھر کیا۔ سارجن نے گمان کیا کہ ہنود کم سن عورتوں کو کسبیوں کے ہاتھ بیچ ڈالتے ہیں اس نے بھی یہی نہ کیا ہو۔ اوس کے مکان پر گیا عورتوں کو ڈرا دھمکا کر پوچھا کہ جو حال گذرا راست راست کہد و۔ عورتیں گھبرا گئیں سب حال بتادیا۔ جو واقعہ گزرا تھا ہو بہو سنادیا۔ سارجن نے خونی اور اسکے باپ کو نائب سپرنٹنڈنٹ کے پاس پہونچایا۔ اوس نے دونوں سے تحقیقات دریافت کر کے مقدمہ چیف مجسٹریٹ پولس کے حضور بھجوایا۔ اب وہاں زیر تجویز ہے دیکھئے کیا ہو۔ کس پر قصاص آئے کس کے لئے سزا ہو۔ کسی کو ایک سانڈ بیل ولائتی کلکتے سے ہابڑے[2] کے گھاٹ سے پار لیجانا منظور تھا۔ گذارے کے دودکش پر چڑھایا کسی لکڑی میں باندھ کر بے خبر بیٹھا۔ ناگاہ بیچ دریا میں پہونچ کر بیل بھڑکا بندھن میں بودا تھا ٹوٹ گیا۔ کود پھاند کر سب پر حملہ کرنے لگا لوگوں کا جی چھوٹ گیا۔ یہاں تک کہ چار آدمیوں کو مار امر گئے۔ پانی سے گذرنے میں جان سے گذر گئے۔ پھر بیل دریا میں کود اتہ نشین آب ہوا ڈوبا۔ جامِ جہاں نما وغیرہ

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
حضرت ظل سبحان خلیفہ الرحمان	پندرہ روپۓ	۲۲ ذی قعدہ ۱۲۷۲ ہجری
سلطان عالم خلد اللہ ملکہ		لغایت ۲۱ ذی قعدہ ۱۲۷۳ ہجری
نواب یوسف علی خان بہادر والی رام پور دام اقبالہ	۲۴ روپۓ ساڑھ بارہ آنے	۲۲ ذی قعدہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت آخر رمضان ۱۲۷۳ ہجری
مصاحب خانصاحب ورمضان خانصاحب دام دولتہما	پندرہ روپۓ	۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۱ ذیقعدہ ۱۲۷۳ ہجری
میر نواب صاحب دام حشمتہ	تین روپۓ	۶ ذی الحجہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۵ صفر ۱۲۷۳ ہجری
مرزا اعظم علی بیگ اجنبین دام دولتہ	ایک روپیہ آٹھ آنے	۲۵ محرم ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۲۴ صفر سنہ الیہ

۱۔ پھٹا ہوا

۲۔ اب ہوڑہ

شہر لکھنو محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبارنو　　یافت جان تازہ جسم لکھنؤ　　گنج گوہرہائے معنی اندروست　　چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

عنوان صحیفہ حمد حق ہے　　زیبائش اول ورق ہے　　پھر نعت ہے سید البشر کی　　نجی جس نے ہمیں خبر دی

نمبر ۱۳　۱۷ شہر صفر ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۱۷ ماہ اکتوبر ۱۸۵۶ عیسوی روز جمعہ　جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تا بمقدور ہے مدح و ذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا ایک روپیہ آٹھ آنے قیمت ماہواری ہے سات روپیہ آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں۔ ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں۔

اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا۔ اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو۔ دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو۔ والا حسب دستور اخبار جاری رہے گا۔ اور زر قیمت دینا پڑے گی اور جسے کچھ چھپوانا ہو چھپ سکتا ہے۔ دستور اُس کا یہ رکھا ہے۔ کہ اگر مضمون رفاہ انام کا ہو۔ جس مین فائدہ خاص و عام کا ہو۔ اُسے ہم مفت چھاپ دیں گے۔ چھپوانے کی ایک کوڑی نہ لیں گے۔ مگر جو صاحب ایسا مطلب چھپوائیں۔ خط مہری مہتمم کو تحریر فرمائیں۔

لکھنؤ

جو راہ کپتان کے بازار سے پائین باغ میں ہو کر بیلی گارد والی کوٹھی طرف آئی ہے۔ کئی دن ہوئے کہ صاحب چیف کمشنر بہادر نے اُدھر سے آمد و رفت کی ممانعت فرمائی ہے۔ پہرے والے تلنگے سے کہا کوئی اسکورہ گذر نہ ٹھہرائے۔ سوار ہو یا پیادہ ہرگز اس طرف سے آنے نہ پائے۔ گذرنے والوں کو ٹوکنا۔ جو آنے لگے اوسے روکنا۔ ۱۱ اکتوبر کو پہرے پر ایک تلنگا تھا۔ کہ منڈیاون کی چھاؤنی سے نیا آیا ہوا تھا۔ حولدار نے اوسے آگاہ کیا تھا۔ حکم مذکور سُنا دیا تھا۔ اتفاقاً صبح کو خود صاحب بہادر نے جب ہوا کھا کر مراجعت کی۔ گھوڑے کو گرم رفتار کیا اوسی جانب سے عزیمت کی۔ تلنگے نے ناواقفی سے منع کیا سد راہ ہو کر استادہ ہوا۔ صاحب نے التفات نہ فرمایا وہ دست اندازی پر آمادہ ہوا۔ اردلی کے سواروں نے خبر دی۔ صاحب کی اطلاع اوسے کردی۔ یہ سن کر پریشان ہوا۔ اپنی حرکت سے پشیمان ہوا۔ معذرت کی کہ میں جانتا نہ تھا۔ صاحب بہادر کو پہچانتا نہ تھا۔ صاحب نے حولدار کو بُلایا خفا ہوئے عتاب فرمایا۔ چٹھی لکھ کر دونوں کو پلٹن میں بھیجدیا۔ معلوم نہیں وہاں کے افسر نے کیا تجویز کیا۔ کچھ دن گذرے کہ عبد اللہ گوئندے کی عرضی نواب گورنر جنرل بہادر کے پاس اس مضمون سے پہونچی۔ کہ غرض انتزاع سلطنت اودھ سے دادیابی رعایا ہے۔ سرکار نے اون کے حال پر ترحم کیا اشتہار میں بھی درج فرمایا ہے۔ مگر اوس کے

خلاف دیکھا ہے۔ آگے سے زیادہ ظلم نظر آتا ہے۔ ایک سمسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لکھنؤ کی کچہری ہے۔ منشی برج لال کے عزیزوں سے بھری ہے۔ یہ ایسے محیط ہیں کہ غیر کو وہاں تھمنے نہیں دیتے۔ اپنوں کے سوا کسی کا قدم نوکری پر جمنے نہیں دیتے۔ جس میں رشوت ستانی کا حال نہ کھلے۔ دفتر میں تصرف کی چال نہ کھلے۔ علانیہ رشوتیں لیا کرتے ہیں۔ مال مردم خوری سے پیٹ بھرتے ہیں۔ عملہ شاہی نے ایسا حرام کا مال کھایا نہیں۔ کبھی اس کا عشر عشیر اون کے ہاتھ آیا نہیں۔ درخت کے درخت بے خوف و خطر نگل جاتے ہیں۔ مگر سرکار سے کچھ اس کا پھل نہیں پاتے ہیں۔ سمسن صاحب بہادر خیال نہیں کرتے۔ ہر گز تفتیش حال نہیں کرتے۔ اون کے کہنے پر توجہ ضرور کرتے ہیں۔ ساختہ پرداختہ بدل منظور کرتے ہیں۔ غرض یہ لوگ کھلے ہوئے راہزن ہیں۔ سب دیانت و امانت کے دشمن ہیں۔ میں خیر خواہی سے چاہتا ہوں کہ سرکار بدنام نہ ہو۔ خلقت ظلم نہ اُٹھائے بے آرام نہ ہو۔ حکم پہونچے کہ یہ لوگ موقوف ہو جائیں۔ جس میں محکمہ پاک ہو بیچارے مظلوم راحت پائیں۔ یا تبدیل یہ ڈپٹی کمشنر ہوں۔ اور صاحب متدین مقرر ہوں۔ کہ لوگ اون سے ڈرتے ہیں۔ رشوت سے حذر کرتے رہیں۔ فقط چنانچہ عرضی مذکور اس دستخط سے کہ چیف کمشنر بہادر لکھنؤ کو بھیجی جائے۔ اون کے پاس آئے۔ صاحب ممدوح نے دیکھ کر میجر ہنکس صاحب بہادر کمشنر قسمت لکھنؤ کے محکمہ میں بھجوائی۔ جب سمسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لکھنؤ سے کلکتہ کو نہضت فرمائی۔ کئی شخصوں نے کچہری کمشنری میں منشی برج لال پر رشوت ستانی کی عرضی لگائی۔ حسب سررشتہ کچہری میں متخاصمین کی روبکاری ہوئی۔ دعوے کا ثبوت نہ ہوا۔ مدعا علیہ کی رستگاری ہوئی۔ عزیز مصر سخندانی۔ رونق بازار معانی۔ مطرح فیض لم یزلی۔ جناب مولوی یوسف علی۔ عربی فارسی میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں۔ ہر علم و ہنر میں تحقیق کا مرتبہ حاصل رکھتے ہیں۔ ذہن عالی بہت بلند ہے۔ مطبع رسا آسمان پیوند ہے۔ اونہوں نے طلسم لکھنؤ کی تاریخ موزوں فرمائی۔ نئی صنعت سے فکر کی قدرت دکھائی۔ قطعہ حوالۂ قلم ہے۔ نقش صفحۂ رقم ہے۔

قطعہ تاریخ

تابہ بیت السلطنۃ رنگ طلسم لکھنؤ ضامن حسن و ہنر صنع موزوں ریختہ
عالمی از صورت و معنیش دگو حیرت ست بوالعجب طرح سخن از لفظ و مضمون ریختہ
سال آغازش تہو شیخ دو بیت اولین خامہ جادو رقم از قلب بیرون ریختہ

ان دنوں شقہ نواب علی نقی خان کا اس مضمون سے منشی محمد حسین وغیرہ کے نام پہونچا۔ کہ ہم نے کاغذات کچہری وزارت کے تم سے لے لیے سب دفتر مذکور ہم کو لاکلام پہونچا۔ کوئی پرچہ تمہارے پاس باقی نہیں۔ سرکار انگریزی کو تم سے طلب پہونچتی نہیں۔ اسی مضمون کا حکمنامہ شاہ عالی مقام آیا۔ کلکتہ سے صمصام الدولہ بہادر کے نام آیا۔ کہ چیف کمشنر بہادر کی خدمت میں اظہار کرو۔ اس بات سے آگہی دو اُن کو خبر دار کرو۔ کہ دفتر کچہری وزارت کا ہم نے منگوالیا۔ کوئی کاغذ وہاں رہنے نہیں دیا۔ منشی محمد حسین سے اوس کی طلب نہ چاہئے۔ گور سہائے چندے سہائے پر کچھ غضب نہ چاہیئے۔ منشی جی آمنی صاحب بہادر جوڈیشیل کمشنر کی خدمت میں شقہ لے کر گئے۔ باز پرس نہ ہونے کا ذریعہ ٹھہرایا اپنی برأت کی امید پر گئے۔ صاحب نے جب شقہ دیکھا۔ بہت برہم ہو کر کہا کہ ایسی لاطائل سندوں کی ہر گز سماعت نہ ہوگی۔ ان باتوں میں مواخذے سے فرصت نہ ہوگی۔ تم سے کاغذ وزارت کا لیا جائے گا۔ کسی طرح کا پاس نہ کیا جائے گا۔ اگر یوں نہ دوگے ضرور مقید ہوگے۔ اونہوں نے عرض کی کہ آپ حاکم ہیں خونریزی تک اختیار ہے۔ جو کچھ فرمایئے بجا ہے جو حکم دیجئے سب سزاوار ہے۔ مگر ہم کاغذ کیونکر پہونچائیں۔ جو چیز پاس نہیں کہاں سے لائیں صاحب نے فرمایا کہ تم امیر ہو میں غریب آدمی ہوں تمہارے حال سے واقف ہوں آگاہ بخوبی ہوں۔ مجھی بھون میں جائزے کا وہی دستور ہے۔ تاریخ وار صحیفۂ اخبار میں مسطور ہے۔

۲۵محرم ۱۲۷۳ہجری	----- ۲۶محرم	-----	
چینی کے برتن	چینی کے برتن کپڑے ہتھیار وغیرہ	چینی وشیشہ آلات	چہرہ شکاری
۶۷۳۴	۲۲۵۳	۸۶صندوق	دوصندوق
		تیر	چاقو مقراض وغیرہ
		یک صندوق	یک صندوق
		پارچہ کہنہ	طپنچہ ولایتی
		۸بقچہ	۴۵ضرب
		نال بندوق	قرولی
		۴۷ضرب	۹عدد

۲۸محرم	-----	۳۰محرم	----
عماری ہودج پالکی نالکی	پارچہ ضریح دوزی	اسلحہ	بقچہ پارچہ
چوبی زردوزی نقرۂ	ومرصع	۱۰۰۰ عدد	۱۳عدد
مرصع شکستہ ومسلم		متفرقات	کوٹھری آتشبازی
۴۶عدد	۱۵۵عدد	۱۰۱ عدد	یک عدد

الماس علی خان والے امام باڑے کے پچھواڑے فراشخانہ شاہ ونامدار ہے۔اوس کی موجودات دیکھی گئی۔یہ وردی تاریخ وار ہے۔

۲۵محرم عن خیمہ	----	۲۶محرم	------
	۲۵۶منزل	خیمہ------	لوہا------
		۲۲۴۰منزل	دومن

آگے بتقریب عید شجاع اس شہر میں تصویریں بنائی جاتی تھیں۔چندروز مکانوں پر رہ کر گلی کوچوں میں پھرائی جاتی تھیں۔بڑی بدعت ہوتی تھی۔برپا آفت ہوتی تھی۔ایکبار سرکار نے ممانعت کا حکم دیا۔مصوروں سے مرقوم الذیل مچلکا لیا۔کسی کو مجال بدعت نہ رہی۔تصویر نکالنے کی صورت نہ رہی۔اگرچہ کوئی حوصلہ کرے چہرہ بگاڑا جائے۔منہ نہ پڑے کہ ہم چشموں کو صورت دکھائے۔نقل مچلکا مایا نکہ آرائش سامان وغیرہ تصویر ساز ایم جو حکم سرکار واسطے عدم تیاری تصویرات شہر ربیع الاول کا صادر ہوا لہذا مقر ان اقرار کرتے ہیں اور لکھے دیتے ہیں حالا ہرگز تصویرات شہر مذکور کے تیار نہ کریں۔احیاناً اگر تیار کریں خواہ فروخت کریں گنہگار سرکار ہو کر واجب السزا ہوویں۔اس واسطے یہ چند کلمہ بطریق اقرار نامہ و مچلکہ لکھے دیتے ہیں کہ سند رہے وعند الحاجت بکار آوے

مرقوم ۱۴ ستمبر ۱۸۵۶عیسوی

العبد محمد پناہ	العبد نوازش علی	العبد حیات علی	العبد کوڑی
العبد گنگادین	العبد بخشو خان	العبد ہیر علی	العبد پیر علی
العبد مدار بخش	العبد حسن خان	العبد بلند خان	العبد میر رجب علی
العبد سنو	العبد غلام علی		

ان دنوں سرکار میں چوکیداروں کی شرارت کھلی۔ بھلا ئمہ اپہچان کر آزار دینے کی حقیقت کھلی۔ اس پر کوتوال شہر کے نام پروانہ بھیجا گیا صدر و مفصل میں علی العموم یہ حکم لکھا گیا۔ نقل اوس کی بعینہ مسطور ہے۔ ناظرین اخبار کو آگاہ کرنا ضرور ہے۔ نقل پروانہ محکمہ رابرٹ مسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر۔ شجاعت شعار کوتوال شہر لکھنؤ بعافیت باشند جو کہ اکثر چوکیداران شہر و نیز بیرونجات لوگوں کو کسی حیلے سے کچھ الزام رکھ کے گرفتار کرتے ہیں۔ اور رات رات بھر بلا اطلاع تھانہ دار قید رکھ کر صبح کو بدون اطلاع پولس اوس کو چھوڑ دیتے ہیں دریں صورت اگر یہ حال ہے تو تعجب نہیں ہے کہ بڑا ظلم ہووے گا کس واسطے کہ چوکیدار اپنے محلہ کا آپ حاکم بن جاتا ہے کہ رات رات بھر آدمی کو پکڑے اور چھوڑ دے اس واسطے بطور انسداد اوس امر کی پروانہ جات یکجائی بطور ہدایت عام بنام جملہ عمائل صدر و مفصل جاری ہو کر تم کو لکھا جاتا ہے کہ تم سب چوکیداران متعلقہ کوتوالی کو جمع کر کے وپریٹ جما کے بخوبی فہمایش دوامر کی کر دو۔ اول جس وقت کسی چوکیدار کی دانست میں کسی شخص کو بقصور کسی جرم گرفتار کرنا ضرور ہے تو مناسب ہے کہ اوس کو گرفتار کر کے اگر تھانہ نزدیک ہو تو وہاں پہونچادے اور اگر تھانہ دور ہو تو فی الفور اطلاع گرفتاری اوس کی تھانہ پر کرا دیوے کہ فلاں شخص کو فلاں جرم میں گرفتار کیا ہے بسبب دور ہونے تھانہ وقت رات کی یہاں رکھا ہے۔ صبح تھانے پر بھیجا جاوے گا اور صبح کو چوکیدار اوس شخص گرفتار کو فوراً تھانے پر پہونچادیوے۔ دوسرے کسی چوکیدار یا برقنداز بلکہ تھانہ دار کا اختیار نہیں ہے کہ کسی کو گرفتار کر کے پھر بلا اطلاع و اجازت حاکم عدالت چھوڑ دیوے۔ جب کوئی گرفتار ہووے تو چوکیدار و برقنداز تھانہ دار کو اور تھانہ دار حاکم کو اطلاع کرے جیسا عدالت سے صادر ہووے مطابق اوس کے تعمیل کیا کرے۔ اگر چوکیداران برخلاف اس ہدایت کے بلا اطلاع دہی دفوراً پہونچا دینے تھانہ کے کسی کو گرفتار کر کے بدون اطلاع و حکم عدالت اوس کو باختیار خود چھوڑ دیں گے تو سوائے موقوفی کے اوس کو سزا بھی دی جائے گی۔ فقط المرقوم ۲۴ ستمبر ۱۸۵۷ء خان خانان رفیع الکان مصاحب خان والا دودمان۔ اور خان عالی خاندان رمضان خان ذی شان نے کہ دونوں صاحب سرکار گوالیار کے گنجور ہیں۔ خزانہ عامرہ کے دارو غگی پر مامور ہیں:۔ ہمارے نام عنایت نامہ لکھا طلسم لکھنؤ کی قیمت بھجوائی۔ زبان قلم کو اوس کی ۔۔ میں کہر بار کیا قدر دانی فرمائی۔ سبحان اللہ کیا کیا فقرات دلنشین ہیں۔ واہ واہ کیسے کیسے مضامین رنگین ہیں۔ اس تحریر دلاویز پر فدا شیرین رقمی نثار شاری ہے۔ اس سحر حلال سے جادو نگاروں کی نثر عاری ہے۔ معانی روشن سے کھلا ہے۔ خط قلم نور سے لکھا ہے۔ ہماری عبارت کی کیا حقیقت۔ مگر اُن کو پسند آئی زہے عنایت۔ اگلے پرچے میں وہ نامہ درج کرنا منظور تھا لیکن گنجایش نہ ملی مجبوری سے ملتوی رہا۔ اوس مرتبہ روپے کی رسید حوالہ قلم ہوئی۔ اب کی نقل صحیفۂ رنگین زیب اجزائے رقم ہوئی۔ دوبارہ ذکر خیر زبان خامہ پر آیا۔ اس حیلے سے قند مکرر کا مزا پایا۔ نقل خط یوسف مصر جلال عزیز دلہائے اہل کمال۔ جناب مولانا محمد یعقوب صاحب دام افضالکم بعد ہزاران ہزار تمنائے مواصلت سراپا بہجت کے بلبل خامہ کو گل مطالب دکھا کر نغمہ سنج کرتا ہوں کہ صحیفہ اخبار رشک گلزار اول نمبر سے لیکر آخر تک عاصی پاس آیا۔ ہر پرچے کو اول سے آخر تک دیکھا ایک کو دوسرے سے بڑھ کر پایا۔ سبحان اللہ عبارت رنگین ہے۔ یا گلستان بہار آگین۔ اخبار تازہ روی صدق کے واسطے غازہ ہے۔ سطریں اگر غیرت کہکشاں ہیں تو نقطے رشک ۔۔۔(۱)۔۔۔ اگر اس اخبار کو نقد دل دے کر لیوے تو بجا ہے۔ اور کاغذ سپید سپیدہ سحری دعوی برابری کا کرے تو روا کیونکہ اہل بصر نے صفحۂ قرطاس کو پردہ چشم سے زیادہ روشن پایا۔ اور سواد حروف کو دیکھ کر آنکھوں سے لگایا۔ چشم بددور یہ اخبار ہے۔ یا گلزار ہمیشہ بہار۔ خط اس کا اس قدر شیریں ہے کہ فرہادوشوں کو پسند آیا۔ یاقوت رقم خان کو خوب سوجھی کہ پہلے ہی سے ہیرا کھایا۔ سطریں اگر سلک گوہر سے بہتر ہیں تو کاغذ آبرو افزا گہر۔ بین السطور وہ موجۂ آب زندگانی ہے۔ کہ خضر تشنہ لب نے جس سے حیات جاودانی پائی ہے۔ یا مصور روشندل نے خط کہکشاں کی شبیہ کھینچ کر ہر ورق پر لگائی ہے۔ نہیں نہیں ہر ورق آفتاب ہے اور بین السطور شعاع روشن ہے۔ سطر سطر کو اگر سنبل کہیئے تو ہر صفحہ کو رشک گلشن۔ اخبار کے اسم میں وہ طلسم پائے۔ کہ بیان میں نہ آئے۔ صاف یہ ہے کہ وصاف اسکے صفت عبارت سے عاری ہے۔ میزان قیاس میں جو تول کر دیکھا تو سب اخباروں سے اسی کا پلہ بھاری ہے۔ اس کی نثر کی مثال جو نثر سے دے تو اوس کا دماغ آسمان پر پہونچا۔ شعری کے رشک

۱۔ غیر واضح

سے صورت بدلی غم سے گھٹا۔ فقرے فقرے میں رعایت لفظی و معنوی نے جی تڑپایا۔ مبالغہ و استعارہ نے لطف عبارت دکھایا۔ منشیان والا دانش جانتے ہیں کہ ایک سطر رنگین لکھنا کیسا کام ہے۔ نہ کہ یہاں ہر ہفتہ میں ایسی ہی عبارت کا التزام ہے۔ اہل طبع داد دیویں کہ جب سے کل مطابع مطبوع طبائع ہوئے کس نے مطبع سے آج تک ایسا اخبار نکالا ہے۔ اس اخبار کی عبارت کا نیا ڈھنگ ہے طرز نرالا ہے۔ صاف یہ ہے کہ اہل انصاف اور سخن سنج داد دیں گے۔ مبتدی و منتہی دونوں پسند کریں گے۔ غرض کہاں تک لکھوں کہ اس گفتگو سے دل تو مسرور ہوا۔ مگر زندگی مطلب سے دور ہوا۔ مصرع کجا بود اشہب کجا تاختم۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب سے آپ نے پرچہ اخبار بھیج کر دل مسرور کیا عدیم الفرصتی سے بے اختیاری تھے سخت مجبور کیا تھا۔ اب کہ اون سب امور سے فارغ البال ہوا۔ خط لکھنے کا خیال ہوا۔ ہنڈوی تعدادی پندرہ روپے کی بابت سالتمام پیشگی روانہ کی ہے۔ پرچہ بھجوانے کی آپ کو اجازت دی ہے۔ شوق سے روانگی اخبار سے ممتاز اور ترسیل عنایت نامجات سے سرفراز فرماتے رہیں فقط زیادہ ایام جمعیت و شادمانی مدام بکام باد۔ بالنبی و اٰلہ الامجاد رقیمۃ الشوق مصاحب خان و رمضان خان عفا اللہ عنہم

آگرہ

آگرہ بنک میں ایک تاجر نے کچھ سونا مول لیا۔ قیمت میں بنگال بنک کے کئی نوٹ ادا کیے زر نقد نہیں دیا۔ خزانچی کو ایک نوٹ میں جعل کی کیفیت نظر آئی۔ دس روپے کی جگہ سو کی رقم بنی ہوئی پائی سکرتر نے تاجر کو اوس نوٹ کے ساتھ بنگال بنک میں روانہ کیا وہاں والوں نے جعل پر مطلع ہو کر اوس کو پولس میں بھیجد یا دیکھئے کیا گذرے انجام کیا ٹھہرے۔ آگرہ اخبار۔

دہلی

آخر ستمبر میں ایک بدمعاش جواری کو لال ڈگی پر کوتوال نے گرفتار کیا۔ وہ گھر کی نشاندہی کے لئے محرر اور برقنداز دوں کو شاہ درے میں لے گیا۔ وہاں پہونچ کر گھر سے تلوار لایا محرر اور ایک برقنداز کو زخمی کیا۔ ہر چند محرر بہت مجروح ہوا مگر مجرم کو نہ چھوڑا اپنے ساتھ لیا سرکار سے معالجہ اوس کا ہوتا ہے۔ مقدمہ دائر ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ قرن السعدین

پشاور

وہاں کے پٹھان چالا کی سے پانچویں پلٹن میں چلے گئے۔ تیز دستی ظاہر کی پوشیدہ ایک سپاہی کا سر کاٹ لے گئے۔ دبے پاؤں آئے خبر نہ ہوئی۔ کسی نے پتا نہ پایا۔ بہتیرے تلاش کی سراغ ہاتھ نہ آیا۔ افسر کپتان سب متحیر رہ گئے دانتوں میں انگلی دبا دبا کر رہ گئے۔

آگرہ اخبار

پنجاب

چند روز سے ضلع کا خزانہ ہری پور سے ایبٹ آباد میں آیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے صندوق اپنی کوٹھی میں رکھوایا ہے۔ سکھ والی پلٹن کے دو پہرے مقرر ہیں۔ سرگرم حفاظت رات دن آٹھ پہر ہیں۔ ۱۵ ستمبر کو صاحب موصوف وہاں سے چلے گئے کسی کام کے لئے کوہ مری پر تشریف لے گئے۔ غیبت میں خزانچی نے صندوق کھولا ایک تھیلی ڈیڑھ ہزار پندرہ روپے کی نہ پائی۔ یہ ماجرا دیکھ کر گھبرا گیا صاحب چیف کمشنر کے پاس جا کر اس کی خبر سنائی۔ گارڈ سپاہی مواخذہ دار ہوئے۔ صاحب کے حکم سے گرفتار ہوئے۔ پہرے والے کی تلاشی لی۔ اوس کے پاس ایک کنجی نکلی۔ جب صندوق اوس سے کھلا بند بھی ہوا۔ سپاہی مذکور پر چوری کا گمان قوی ہوا۔ اب وہ سپرد حوالات ہے۔ اور مقدمے کی تحقیقات ہے۔ سفیر آگرہ

افغانستان

سیداشرف خان کا۔۔۔(۱)۔۔۔بدخصال تھا۔۔۔(۲)۔۔۔رہتا تھا۔ظلم پر کمر باندھے رہنے کی عادت تھی رات دن فکر تاراج وغارت تھی۔جب کوئی قافلہ یا سوداگر اُدھر سے گذرتا۔تاک لگائے رہتا یاروں کو خبر کرتا۔چوروں کو تعلیم تھی کہ آج یہاں کل وہاں جاؤ۔ایک محلے پر بند نہ رہو۔ادھر سے مال مارلاؤ۔آپس میں قول قرار تھا۔آدھے کا حصہ دار تھا۔گھر نقد وجنس سے بھر لیا۔ہزاروں کا مال جمع کرلیا۔مگر بکری کی ماں کب تک خیر منائے گی۔آخر ایک نہ ایک دن چھری پھر جائے گی۔ایسے چلن میں کب ہے طریقہ نباہ کا۔سو دن جو چور کے ہیں تو اک روز ساہ کا۔ایک بار کسی رئیس کے گھر سے بہت مال اوٹھوا دیا۔بڑی چوری کروا کر اپنا حصہ لگالیا۔محمد امین خان دوست محمد خان کی بیٹے کو خبر پہونچی۔اونہوں نے اس چوروں کے استاد کو بلا کر بہت تاکید کی۔کہ جلد مجرم کو تلاش کرلاؤ۔مال مسروق کا پتا لگاؤ۔نہیں تو تمہارے حق میں بہتر نہ ہوگا۔حکم کے خلاف میں اچھا ثمر نہ ہوگا۔اوس نے اس امر میں عجز کا اظہار کیا۔دیدے کی دلیری دیکھئے صاف آنکھ چُرا گیا۔حاکم رنجیدہ ہوا کہ جواب دینے کا ڈھنگ نرالا ہے۔بدگمانی ہوئی سمجھ گیا کہ دال میں کچھ کالا ہے۔یہاں تک کہ اوس لٹیرے کے گھر کی تلاشی لی۔بجنسہ اسباب نکلا سب چوری ملی۔اور بھی ہزار ہا روپیہ کا مال ظاہر ہوا۔حاکم او سکے ہتھکنڈوں سے ماہر ہوا۔کوتوال صاحب کے چھکے چھوٹ گئے۔کئی طرح طرح کے خوف دل پر طاری ہوئے پیٹ میں پانی پڑ گیا حال پتلا ہوا دست جاری ہو.ئے۔حاکم نے قندھار میں امیر کو خبر لکھ بھیجی کوتوال کی غداری رعایا کی بربادی سربسر لکھ بھیجی۔۔(۳)۔۔۔استدعا کی کہ جو فرمائے بجالاؤں جس طرح ارشاد ہو سزا کو پہونچاؤں۔امیر نے جواب لکھا کہ تم کو اختیار......(۴)......ہے۔خلقت کے سر سے آفت کو ٹالا۔بعض کہتے ہیں توپ میں اُڑا دیا۔آتش فساد فتنہ کو اس طرح بجھا دیا۔محمد شاہ خان غلزی کہ مدت ہوئی۔۔(۵)۔۔ہوا ہے علاقہ جلال آباد میں شباروز لوٹ مار پر مستعد۔۔(۶)۔۔شبخون کا ارادہ کیا۔کسی۔۔۔(۷)۔۔۔فی الفور۔۔۔(۸)۔۔۔لڑائی ہوئی جانبین کے سپاہی ادکارے گئے۔دونوں طرف کے کئی آدمی مارے گئے۔آخر غارتگر پہاڑوں پر بھاگا لشکر سے نہ گھرا۔حاکم اوس کی گرفتاری سے نومید ہوا اولٹا پھرا۔قصبہ ماشوخیل علاقہ پشاور میں کسی افغان نے کئی آدمیوں کو زہر دیا۔ایک اون میں سے ہلاک ہوا باقی بچ گئے۔مجرم کو سرکار نے گرفتار کرلیا۔اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہادر کے پاس مقدمہ دائر ہوا ہے۔دیکھئے کیا سزا تجویز ہوتی ہے۔صاحب کی رائے صائب کیا ہے۔ شکار پور میں ایک کنواں ہے۔اوس کے پانی سے نمک بنتا ہے۔ایک دن اوس کے اوگارنے کو دو آدمی اندر اُتر گئے۔تیزی اور گرمی کی تاب نہ لائے دم میں مرگئے۔دو آدمی اون کو نکالنے کو بیٹھے وہ بھی وہیں جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔تین آدمی اوترے وہ بھی رہ گئے سب کے سب پانی ہوکر بہہ گئے۔برجاست کہ شہرت زسما تا بسمک شد۔ ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد۔کاردار نے خبر پاکر منع کیا اب کوئی اپنی جان نہ گنوائے۔جیتے جی گور میں نہ اوترے کوئیں کے گرد نہ جائے۔

مرتضائے پشاور در یاض نور

نواح میران زئی

وہاں خونریزی کی گرم بازاری ہے۔جدھر دیکھو فساد کی طیاری ہے۔نوم ٹوری اور ریت میں ایک بڑا سردار تھا۔انگریزوں کا خیرخواہ تھا طرفدار تھا۔اوس پر ہاتھ صاف کیا غصہ نکالا۔خانہ جنگی کر کے مار ڈالا اورک زئی اور وزیری بھی بہت شورش کرتے تھے۔اون کا تدارک ہوگیا حرکات ناشائستہ سے باز رہے۔

کوہ نور و پنجابی لاہور

گورنمنٹ کا حکم ہے کہ دس لاکھ کارتوس چھ ہزار ہتھیار جلد طیار ہو کر ملتان کو جائیں۔امیر دوست محمد خان کہ دوست سرکار ہے تسخیر ہرات کے لئے شاہ ایران سے لڑے گا اوس کے کام آئیں۔ سوار پیادوں کے رجمنٹ والے افسروں سے حکام برسر استفسار ہیں۔کہ گھاس وغیرہ کے واسطے اس مہم میں کتنے

ا۔ سے ۸ تک کرم خوردہ

چڑھنے درکار ہیں۔ اخبار پونا میں تحریر ہے کہ سامان مہم کی تدبیر ہے۔ کئی انگریز عالی مقدار ملک فارس کے واقف کار بڑے بڑے عہدے پائیں گے۔ فوج کے ساتھ اودھر جائیں گے۔ کلکتہ سے ملک پونا میں یہ حکم پہونچا ہے۔ ٹیلی گراف پر گورنمنٹ کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ کہ چونسٹھویں رجمنٹ ملکہ کی طیار ہے۔ اوس سپاہ کو حکم کا انتظار ہے۔ اٹھترویں رجمنٹ ملکہ کو سپاہ سے منتخب کیا ہے۔ چھیاسویں کو بھی اوس دن کے لئے چھانٹ لیا ہے۔ بمبئی سے خبر آئی کہ دوسری پلٹن گوروں کی چونسٹھویں ملکہ کے اودھر جائے گی۔ تیسری چوتھی پانچویں ہندوستانی پیادوں کے ایک توپخانہ لے کر جائے گی۔ کشتیاں اس مہم کے واسطے تلاش ہو ہو کر آتی ہیں۔ لڑائی کا سامان بحر فارس میں پہونچانے کو جمع کی جاتی ہیں۔ کمنڈر انچیف بہادر کے ہمراہیوں کو دس مہینے پیشگی تنخواہ ملنے کا حکم ہوا ہے۔ اوران کے اہل دفتر کے لئے جس دن سے کلکتہ چھوڑ دیں گے تین مہینے کا روپیہ پیشگی ٹھہرا ہے۔ جزیرہ کرجہ میں کہ پرشین گلف کے متصل ہے پہلے لام بند ہے گا سب فوج کا قیام ہوگا۔ ایک لشکر ڈیرۂ اسمٰعیل خان کی راہ سے قندھار ہوتا ہوا جائے گا۔ ہرات میں دونوں کا ازدحام ہوگا۔ بمبئی کی فوج کہ گرم سفر ہوگی۔ شیراز و اصفہان میں منتشر ہوگی۔ جزیرہ کارگ میں ایک حصہ فوج کا مقام سنا ہے۔ کنارے اوس کے ہزار سوار کا نگراں رہنا تجویز ہوا ہے۔ میجر جی یوب صاحب عہدہ کمشنری جنرل کا پائیں گے۔ شہر پونا کے صاحب بازار ماسٹر بھی اون کے ساتھ جائیں گی۔ صادق الاخبار

کلکتہ

خاص قلعہ کلکتہ میں خون کی نوبت آئی۔ یہ واردات سن کر سبھوں کو حیرت آئی۔ ترپنویں رجمنٹ کی ایک گورے نے سارجن پر غصہ نکالا۔ عداوت کے مارے بندوق کی گولی سے اوس کو مار ڈالا۔ قاتل گرفتار ہوا محبوس زندان ہے۔ مگر تحقیقی سبب دشمنی اب تک نہاں ہے۔ کہتے ہیں کہ گورا سارجن کے ظلم سہتا تھا۔ اس لئے قتل کی تاک میں ہمیشہ رہتا تھا۔ جام جہاں نما

حیدر آباد دکن

وہاں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ کہ دیکھ کر چشم فلک نے خون برسایا۔ ۸ر دسمبر کو جوقین دوز ساتوس مرگیا اوس کا جنازہ اوٹھا۔ اور یہ نامی تعلقدار نواب شمس الامرا کی فوج کا افسر تھا۔ جب سکندر آباد سے بڑھا لوگوں کی کثرت ہوئی۔ راہ بھی تنگ تھی چلنے کی مصیبت ہوئی۔ آدمی پر آدمی نظر آتا تھا جنازہ مکان میں نہ جاتا تھا۔ میر رضا علی اقتدار الملک کے ایک یگانے ہیں کہ وہاں اون کی بدمزاجی کے افسانے ہیں۔ شاید اپنے اقتدار کا خیال رکھتے تھے۔ مرنے والے سے کچھ ملال رکھتے تھے۔ غرض اون کا بیٹا سوار ہمراہ جنازہ تھا۔ اونیسواں سال جس کی عمر کا اندازہ تھا۔ اہتمام کرتا ہوا بھیڑ چیرتا ہوا آیا۔ انبوہ کو ہٹانے کو گھوڑا اینچ میں لایا۔ ناگاہ سُم اوس کا بے محل گیا۔ ایک سپاہی کا پاؤں کچل گیا۔ اوس نے بندوق کا کندہ گھوڑے کے کان پر مار دیا۔ اونہوں نے تلوار کھینچ کر آہستہ سے وار کیا۔ اُس پر پیادوں نے بے گزند تلوار چھین لی۔ میر صاحب بجبر امیان سے باہر ہوئے کچھ نہ چلی۔ مگر مرنے والے کے بیٹے نے فوراً تلوار دلوادی۔ اور اپنے لوگوں کو تنبیہ کے لئے آنکھ دکھادی۔ میر صاحب پھر گئے باپ بھائی سے ماجرا بیان کیا۔ اونہوں نے جوش میں آکر اور ہی سامان کیا۔ تابعین کو لے کر آئے پہلے دو سپاہیوں کو پھاٹک پر مار ڈالا۔ پھر دوس ساتوس کی بیبیوں کو گالیاں دیں بُرا بھلا منہ سے نکالا۔ ایک ہرکارے نے مسٹر کانشٹین شیودوس ساتوس کے پاس جاکر کہہ دیا۔ کہ میر رضا علی اور اون کے دونوں بیٹوں نے دو بیبیوں ایک لڑکی کو قتل کیا۔ اون کو اعتبار نہ آیا بولے کہ میر صاحب سے ایسی حرکت کا خیال نہیں۔ مرد بہادر ہیں عورتوں پر تلوار کھینچنے کا احتمال نہیں۔ لوگ کسی سے مزاحمت نہ کریں۔ تجہیز و تدفین میں غفلت نہ کریں۔ لیکن وہاں پہلے ہی کچھ آفت برپا ہو چکی تھی۔ کسی ہرکارے نے تین چار سو سپاہیوں کو خبر کی تھی۔ اونہوں نے مالک کا پاس کیا دوڑ پڑے۔ بیبیوں کی ۔۔(۱)۔۔۔ فساد پھیلا۔ ہنگامہ ہوا۔۔(۲)۔۔ چھ دوست مارے گئے۔ قضا۔(۳)۔۔

---

۱ ۔ سے ۳ تک کرم خوردہ

اندنوں وہاں۔۔۔(۲)۔۔۔ہنود ایمان لاتے ہیں۔۔(۳)۔۔بیلا نام چپراسی نے آپ سے کلمہ پڑھا۔ہدایت پائی مسلمانوں کے پاس آکر کہا کہ مجھکو راہ رست بتاؤ۔طریقہ محمدی سکھاؤ۔مذہب حق میں داخل کرو۔اپنے گروہ میں شامل کرو۔ہندوؤں نے یہ سن کر روپے کی طمع دی بہت سمجھایا۔وہاں نقدِ توفیق مل چکا تھا اس کا خیال نہ آیا۔اہل اسلام نے بڑی دھوم دھام کی نوید عیش و مسرت عام کی۔محمد بخش نام رکھا نیا دولہہ بنایا برات کی طرح سواری نکال کر شہر میں پھرایا سبھوں نے کچھ کچھ روپیہ دیا۔ہر ایک نے بقدر دسترس نذر کیا۔یہاں تک کہ دو سو روپے فراہم ہوئے۔معاند دیکھ کر صورت درہم ہوئے۔ ۵/ ستمبر کو آسو نام ایک ہندو نے سرکار میں عرضی دی۔صدق دل سے مسلمان ہونے کی خواہش لکھی۔حکم ہوا کہ اگر اسکا طلبگار ہے۔سائل اپنے فعل کا خود مختار ہے۔اوس نے مسجد میں جا کر لوگوں سے کہا کہ میں مذہب ہنود سے بیزار ہوں۔کلمہ پڑھنے آیا ہوں۔دین اسلام کی تربیت پانے کا امیدوار ہوں۔

؎ اونہوں نے کہا مرحبا مرحبا ہوئی تم کو توفیق حق رہنما

جب کلمہ پڑھانے پر مستعد ہوئے اوس کے ماں باپ آکر بجد ہوئے کہ آج کے دن موقوف رکھو کل تمہیں اختیار ہے۔اس کے دماغ میں خلل ہے بات کا کیا اعتبار ہے۔یہ کہکر چاہا زبردستی اُٹھا لے جائیں اپنے طور پر نصیحت کریں سمجھائیں بجھائیں۔اہل اسلام نے اون کو آنکھیں دکھا کر مسجد سے نکلوا دیا۔ اس پر اور ہنود مدد کے لئے دوڑ چڑھ دوڑے مسجد کو گھیر لیا۔اون پر بھی ایسا پتھروں کا مینہ برسایا کہ سب بھاگے کوئی ٹھہرنے نہ پایا۔فوجدار صاحب کو خبر پہونچائی جن کے سپرد انتظام ہے ۔ پولس کے بندوبست کا اون کے اختیار میں کام ہے۔ وہ فوراً محل واردات پر آئے کس بہادری سے۔۔۔۔(۴)۔۔۔خان صاحب بہادر سے جاکر کہے۔(۵)۔۔مدد کیجئے شریک حال ہوکر دستگیری۔۔(۶)۔۔۔اوٹھا کہ ایصاحب اتنا۔۔(۷)۔۔۔آئے گا۔فوجدار صاحب۔۔(۸)۔۔۔داوس کے بازو پر لگایا۔بے چارے نے صبر کیا۔اپنے دل پر جبر کیا۔مگر اس ہاتھ کا بدلا اُس ہاتھ ہے۔خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔جب آشوب زیادہ ہوا۔ہر ایک فساد پر آمادہ ہوا۔فوجدار کے چھکے چھوٹے حواس گئے۔گھوڑا دوڑا کر پولس ماسٹر کے پاس گئے۔جب رپورٹ کر کے پھرے۔راہ میں گھوڑے سے گرے۔ہاتھ میں چوٹ آئی۔بڑی تکلیف پائی۔قصہ کوتاہ بلوائیوں کی کچھ نہ چلی۔ سبھوں نے اپنی اپنی راہ لی۔مسلمانوں نے اوس باتوفیق کو کلمہ پڑھایا۔شیخ جمعہ نام رکھا خدا نے یہ دن دکھایا۔بڑی شادی کے نوشاہ کی طرح گھوڑے پر سوار کیا۔باجا بجاتے ساتھ ہوکر گشت کوچہ و بازار کیا۔شیخ غلام حسین پولس کے انسپکٹر نے دفع فساد کا انتظام خاطر خواہ کیا۔چار سپاہی ایک نایک ایک صوبہ دار میجر کو ہمراہ لیا۔اس پر بھی جب کہاری دروازے پر پہونچے۔شرارت کی راہ سے کچھ فتنہ گر پہونچے۔وہاں سے بھی مسلمانوں نے ہٹایا۔قوت اسلام سے اون کا زور گھٹایا۔آخر صاحب کمشنر بہادر کے بنگلہ پر گئے۔نالشی دو سو آدمی جمع ہوکر گئے رات ہوگئی تھی صاحب نے صبح بندوبست ٹھہرایا۔سرگروہ کو قید رکھا اوروں کو رخصت فرمایا۔انسپکٹر صاحب شہر کے انتظام میں رات بھر رہے۔فساد کے خوف سے چوکسی کی باخبر رہے۔صبح کو ہندوؤں کی طرف سے بھی فتنہ بڑھ گیا۔تمام شہر کی دکانیں نہ کھلیں پھر دن چڑھ گیا۔صاحب کمشنر نے ڈھنڈورا پٹوا دیا۔منادی نے بازاروں میں یہ حکم سنا دیا۔کہ دُکانیں نہ بند رکھو جو کوئی اس بات پر اڑے گا۔اوس کو پچیس روپے جرمانہ دینا پڑے گا۔یہ سنتے ہی دُکانیں کھلنے لگیں۔ہر طرف جنسیں تلنے لگی۔سنا ہے کہ ہندوؤں کو اس فساد کا فوجدار صاحب پر گمان ہے۔اس لئے سبھوں کو اون پر نالش کرنے کا دھیان ہے۔اور جن لوگوں کے وہ قرضدار ہیں۔سب دعویٰ کرنے کو طیار ہیں۔

ریاض نور

ا۔ سے ۸ تک کرم خوردہ

طلسم لکھنؤ

نمبر ۱۴______

ہنگولی

وہاں ایک علاقہ دار کے گھر میں کسی کی شادی تھی۔ بہت دھوم دھام سے صورت خانہ آبادی تھی۔ جب سوار پیادوں کے غٹ میں ڈھول طاسے نوبت کے ساتھ برأت چلی۔ کپتان ڈوریہ صاحب اور لفٹنٹ فریز رصاحب مکان کے نیچے ہوکر نکلی۔ ہر چند بے پوچھے باجا بجانے کی جرأت نہیں کی تھی۔ بلکہ سرکار سے بعد درخواست اجازت ہو چکی تھی۔ مگر ڈوریہ صاحب کو ناگوار ہوا تیوری پر بل آئے۔ بے باکانہ براہ فساد گھر سے باہر نکل آئے۔ کہا باجانہ بجاؤ۔ یہاں سے چپکے سے چلے جاؤ۔ لیکن طوطی کی آواز نقار خانے میں کون سنتا ہے۔ کسی نے بھی خیال نہ کیا سمجھ لیے کہ سرکار سے حکم ہو چکا ہے۔ صاحب کو اس بات پر غصہ آیا۔ مجمع میں گھس گئے شور مچایا۔ کشاکش میں ایک آدمی زخمی ہو گیا۔ اور ساتھیوں نے پتھراؤ شروع کیا۔ قصہ مختصر جھگڑا بڑھا۔ صاحب ریزیڈنٹ تک پہونچا۔ کپتان اپنے عہدے سے معزول ہوا۔ جرم ثابت ہوا عذر نامقبول ہوا۔ صادق دوربین۔

کلکتہ

وہاں بہت دغابازیاں ہوتی ہیں۔ ان دنوں نوٹوں میں جعلسازیاں ہوتی ہیں۔ دس کی جگہ سو یا ہزار بنا دیتے ہیں۔ جعل سے سر بازار بیچ لیتے ہیں۔ اس سبب سے خریدار ڈرتے ہیں۔ نوٹ لینے میں تامل کرتے ہیں۔ کسی نامعتبر کے ہاتھ سے نہیں لیتے۔ بے ضمانت کامل روپیہ نہیں دیتے۔ جعلساز بھی ہوشیار ہو گئے۔ اون کے کچھ اور اطوار ہو گئے۔ ایک شخص کو جعل مد نظر ہوا۔ اس فکر میں رواںہ جسر ہوا۔ وہاں ایک صراف کی دکان پر گیا بڑے ٹھاٹھ سے امیرانہ لباس پہن کر گیا۔ ہزار روپیہ کے نوٹ جیب سے نکالے۔ نفع خاطر خواہ دے کر اوس کے ہاتھ بیچ ڈالے۔ خوشی سے اوچھلتا ہوا روپے لے کر چلتا ہوا۔ صراف نے نوٹ بنگال بنک میں بھیجدیے۔ کئی دن کے بعد اپنے ملازم کے ہاتھ روانہ کیے۔ وہاں نمبر میں مغالطہ آشکار ہوا۔ ملازم مذکور گرفتار ہوا۔ صراف بذریعہ پولس بلایا گیا۔ جعلساز بھی اوس کی سعی سے پکڑا گیا۔ مقدمے کی تحقیقات ہوتی ہے۔ دیکھئے کیا مکافات ہوتی ہے۔ نواب گورنر جنرل بہادر کو ملک میں دورہ کرنے کی ممانعت ہوئی۔ حکام کورٹ آف ڈائریکٹرس کے حکم سے موقوف یہ صورت ہوئی کہ بے ضرورت دورے کی کیا حاجت ہے۔ اس میں ناحق لوگوں کو اذیت ہے۔ ان دنوں بہت ملکوں کے رئیس لندن میں نالشی ہیں۔ لارڈ ڈلہوزی گورنر سابق کے سب شاکی ہیں۔ اس لئے دورہ موقوف کرنا بہتر ہے۔ ورنہ سرکار انگلشیہ کی بدنامی سراسر ہے۔ کسی ڈاک والے نے پچاس روپے کا نوٹ ایک چٹھی سے نکال لیا۔ اور اس کے عوض سفید کاغذ لفافے میں رکھ دیا۔ ہر چند مالک نے واویلا کی۔ دعویٰ ثابت نہ ہوا پیش نہ گئی۔ صبح صادق نور مغربی چشمہ فیض

بمبئی

ایک سفیر شاہ ایران کا توران سے وہاں آیا ہے اور وکیل فارس کے لیے کہ بمبئی میں ہی عطیہ وخلعت لایا ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے تاکید ہے کہ اوس کی تعظیم میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھو۔ اور جو کچھ خرچ روزمرہ کا ہو کچہری تر رزری[۱] سرکار سے دیتے رہو۔ جام جہاں نما

۱۔ ٹریزری یعنی خزانہ

والی بخارا نے محمد افضل خان حاکم خیوا کو لکھا کہ ہماری مع فوج ادھر عزیمت ہے۔ ان دنوں زیارت مزار شریف حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نیت ہے۔ ہمیں گذرنے کی راہ دو۔ سرحد سے اپنی فوج اُٹھالو۔ انہوں نے جواب بھیجا کہ ہرگز آنے کی اجازت مع لشکر نہیں۔ ہاں اگر فوج کشی کا ارادہ ہو ہم بھی کسی طرح باہر نہیں۔ چاہیے کہ پہلے سے آگاہ کرو۔ کہ ہمیں سامان غفلت نہ ہو۔ اور اگر صرف ارادہ زیارت ہے قصد کارزار نہیں۔ ہم کو بھی کچھ خصومت نہیں۔ روکنے سے سروکار نہیں۔ کارزاروں کے ساتھ لشکر کا حدود ملک سے گذار ہو۔ تا کہ ہماری طرف سے تمہاری مہمانداری آشکار ہو۔ جام جہاں نما

روانگی سامان حرب

سرکار انگریز سے دس ہزار فوج کا سامان امیر دوست محمد خان کے پاس بھیجا گیا ہے۔ گولہ باروت بندوق تلوار جو کچھ لڑائی میں چاہیے مرس نام جہاز پر کراچی کو روانہ ہوا ہے۔ وہاں سے ملتان کی طرف جائے گا۔ پھر پشاور میں ہو کر امیر کے پاس پہونچے گا۔ انگریزوں کا ارادہ ہے کہ ایک طرف سے آپ بوشہر پر جائیں۔ دوسری طرف امیر دوست محمد خان ہرات کو دبائیں۔ سلطان الاخبار

پونا

ایک انگریز بالیاقت واستعداد مسٹر ایلین نام ہے۔ اخبار انگریزی پونا ازرور نام کا صاحب اہتمام ہے۔ اپنی بیٹی کے ہاتھ سے ناچار ہوا۔ آفت ناگہانی میں گرفتار ہوا۔ یعنی اوس نے سنا کہ مسٹر ممبر نام خواستگاری پر آمادہ ہے۔ اوس دختر کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ ہے۔ بیٹی کو حالات خواستگار لکھے۔ ناپسندیدہ اوضاع واطوار لکھے۔ ممانعت کی کہ وہ شخص اچھا نہیں۔ یہ بات قابل منظوری اصلا نہیں۔ دخترہ کے حال سے غافل تھا کہ اوس کا دل خود مائل تھا۔ اوس نے رقعہ خواستگار کو دکھایا۔ سعایت کا مضمون پڑھا دیا۔ وہ دیکھ کر جھلایا۔ بہت غصہ میں آیا۔ اپنی ہتک حرمت کا مسٹر ایلین لڑکی کے باپ پر نالشی ہوا۔ اسسٹنٹ جج کے محکمے میں ہزاروں روپئے کا مدعی ہوا۔ وہاں سے ۔۔۔ (۱) ۔۔۔ خواستگاری ہوئی۔ مدعی علیہ کو ادائے زر کا مقدور نہ ہوا۔ قید خانے میں بھیجا گیا معذور نہ ہوا۔ یہ ثمرہ اوس کا ہے کہ لڑکیوں کو مختار فعل کا کرتے ہیں۔ سوا رکی سنتیں نہیں مطلق العنان ایسا کرتے ہیں۔ دوربین

بندیل کھنڈ

عمدۃ الاخبار میں بہ نقل مرتضائے پشاور ہے۔ حقیقت میں انگریزی اخبار نامہ انگلشمین کی خبر ہے۔ کہ جنرل سنٹرل ایجنٹ گورنر بہادر ہند نے نواب گورنر جنرل بہادر کو لکھا ہے۔ کہ بگھے بہادر اس علاقے کا راجہ غفلت شعار ہے۔ ستم رانی پر کمر باندھے رہتا ہے۔ سب رعایا ناراضمند ہے ہر متنفس کا دم بند ہے۔ ظلم حد سے بڑھ گیا ہے بے انداز ہوا۔ دست جفا عملداری سرکار تک دراز ہوا۔ مناسب ہے کہ شائستہ انتظام ہو جس میں خلق اللہ کو آرام ہو۔ عمدۃ الاخبار

کٹک

ضلع مدپورہ میں ایک شخص اپنے کرایہ داروں سے تنگ تھا۔ روپیہ اُن سے وصول نہ ہوتا تھا دہندی کا ڈھنگ تھا۔ انتظار میں گھبرا گیا۔ ایک ظالم کو ٹھیکہ دیا۔ اُس نے اپنا رعب بٹھایا۔ لوگوں کو بہت دبایا۔ جب نہایت عاجز ہوے طرح طرح کے ظلم اُٹھائے۔ پچیس آدمی جمع ہو کر اوس کے گھر میں گھس آئے۔

۱۔ کرم خوردہ

سبھوں نے مل کر خوب مارا پیٹا۔ گلے میں رسی باندھ کر گھسیٹا۔ ناک کان کاٹ لئے پھر مار ڈالا۔ ایذائیں دے کر یوں دل کا غصہ نکالا۔ سب بھاگ گئے ایک اُن میں سے گرفتار ہوا۔ وہ دائم الحبس حسب الحکم سرکار ہوا۔ مفید خلائق

ساوانور

سنٹرل اسٹار میں مسطور ہوا۔ کہ وہاں سانحہ عجیب کا ظہور ہوا۔ ایک شخص بعد مدت اپنی بہن کے گھر آیا۔ نوکری سے کچھ دنوں کی رخصت لے کر آیا۔ جو کچھ لایا تھا بہن کے پاس رکھوا دیا۔ نقد و جنس سب اوس کو سپرد کیا۔ اوس کی نیت بدل گئی۔ مال دیکھ کر طبیعت پھسل گئی۔ خاوند سے صلاح کی کہ پہلے اُس کا نقد جان لیجئے۔ پھر اور مال و متاع ہضم کیجئے۔ مگر جس کی زندگی ہو اوسے کون مارے۔ کسی طرح بگڑتا نہیں جسے خدا سنوارے۔ بھائی پر ظاہر یہ بھید ہوا۔ کہ بہن کا خون سفید ہوا۔ کہیں مشورت سے خبردار ہو گیا۔ جان کی فکر سنی ہشیار ہو گیا۔ ایسی تدبیر نکالی کہ اپنی جان بچائی سونے کو لیٹا مگر جاگتا رہا۔ آنکھیں بند کیں کھٹکا لگا رہا۔ سب کے سونے میں وہاں سے اُٹھا۔ کمبل وہیں چھوڑا آپ ٹل بیٹھا۔ بہن کا بیٹا ماموں کے پاس سونے کو کہتا تھا۔ اتفاقاً اوس وقت چونکا کمبل میں گھس رہا۔ ایک گھنٹے کے بعد جورو خاوند نے اوٹھ کر بیٹے کو قتل کیا۔ حقیقت حال معلوم نہ ہوئی زمین کھود کر وہیں دبا دیا۔ یہ دور بیٹھا رہا حال دیکھتا رہا۔ صبح کو پولس میں خبر کی دونوں گرفتار ہوئے۔ اس خون ناحق کی علت میں سرکار مواخذہ دار ہوئے۔ مفید خلائق

میرٹھ

گھاسی اور رام سنگھ اور مسماۃ مہرو اور جیشی چاروں آدمی کہیں کو جاتے تھے۔ دو شخص اجنبی ان کے ساتھ لگے لپٹے ہوئے قابو کی تاک میں راہ راہ چلے آتے تھے۔ جب موضع بریرہ علاقہ تھانہ نیولی میں پہونچ کر توقف کیا۔ اونہوں نے پرشاد کے حیلے سے ایک لڈو چاروں کو دیا۔ جیشی کے سوا سبھوں نے کھایا بے ہوش ہو گئے۔ معلوم نہیں اوس میں کیا ملا تھا کہ خود فراموش ہو گئے ایک آدمی ہوشیار رہنا کام آیا۔ کہ راہزن ناکام رہے اسباب نہ پایا۔ آخر جب گھات نہ ملی۔ اونہوں نے اپنی راہ لی۔ باوصف تلاش کہیں پتا نہیں۔ اب تک اون کا سراغ لگا نہیں۔ ہردیال نامی ایک شخص گرفتار ہوا۔ ان کی شناخت میں نہ ٹھہرا رستگار ہوا۔ کانہا قیدی تین برس کا میعادی سڑک پر مشقت میں تھا۔ محبوب علی اور وزیر علی برقندازوں کی حراست میں تھا۔ آنکھ بچا کر بھاگ گیا۔ فرصت پائی رستہ لیا۔ گھسیا نام ایک سپاہی سرکاری نوکر تھا۔ مندرجہ والی پلٹن کی تیسری کمپنی میں مقرر تھا۔ اوس نے تمبر کی بیسویں کو بری حرکت کی۔ رات کے پردے میں خطا پر جرات کی۔ اسیرن کسبی کو تلوار سے زخمی کیا۔ آپ روپوش ہوا کسی طرف چل دیا۔ سفیر آگرہ

روس

اہل روس پھر فساد برپا کیا چاہتے تھے۔ شاہ روم سے عہد و پیمان کو نہیں نباہتے تھے۔ جزیرہ کارز اور سرنیٹ کو تفویض کرنا مندرج عہد نامہ ہو چکا تھا۔ مگر وہ اپنا قبضہ رکھتے تھے نقص عہد کی راہ سے سپردگی میں عذر بے جا تھا۔ یہاں تک کہ عساکر انگریزی اس مہم کی طرف مائل ہوئے۔ اور فرانس کے جنگی جہاز بحر اسود میں داخل ہوئے۔ اسٹریہ کے وزرا نے روسیوں کو شد و مد سے چٹھی لکھی۔ بہت دھمکیاں دیں اپنی جرات ظاہر کی۔ کہ ہماری فوج کی بہادری دیکھ چکے ہو۔ کیسے کیسے عاجز ہو کر دبے ہو۔ اتنا نہ بل کرو۔ عہد پر عمل کرو۔ نہیں تو ہم جزیرہ سرنیٹ چھین لیں گے بموجب اقرار نامہ ترکیوں کو حوالے کر دیں گے۔ اب دریافت ہوا کہ روسیوں نے دونوں جزیروں سے ہاتھ اُٹھایا۔ رومیوں کو سپرد کر کے جھگڑا قصہ مٹایا۔ پنجابی لاہور

اٹک

قلعے سے ڈیڑھ ہزار قدم پر ایک نیا شہر آباد ہوا ہے۔ ہر ایک قلعے کا رہنے والا وہیں جا کر بسا ہے۔ اب قلعہ لوگوں سے خالی ہوا صرف پانچ کمپنیاں وہاں باقی

ہیں۔ایک توپ خانہ پیدل ایک سفر مینا کی تین کمپنیاں رجنٹ ۱۵۸ کی ہیں۔نور مغربی از کوہ نور

افغانستان

محمد حسن خان وکیل شاہ ایران جب امیر دوست محمد خان سے جواب خطوط لے کر گرم منزل ہوا۔دیدار خان دوسرا قاصد پانسو سوار سے قندھار میں داخل ہوا۔نامہ شاہ امیر کو پہونچایا۔وہ پڑھ کر بہت گھبرایا۔جلد پوشیدہ ملاقات کی۔وکیل کی مدارات کی۔اوس نے سمجھایا کہ شاہ سے نہ پھرو یہی بہتر ہے کہ متابعت کرو۔پھر چار دن کے بعد رخصت ہوا۔ایران کی طرف گرم عزیمت ہوا۔قندھار میں غلے کی بہت گرانی ہے۔امیر لشکر کی تنخواہ چڑھ گئی پریشانی ہے۔امیر کو کھٹکا ہے کہ میرے لشکری بھاگ کر ایرانیوں سے مل نہ جائیں یا ایران کے لوگ فرصت پا کر قندھار میں گھس نہ آئیں۔اسکی حفاظت کو نوسو سوار مقرر کیے۔ہرات کی راہ میں بٹھادیے۔کہ نہ یہاں کا آدمی وہاں جائے۔نہ کوئی اودھر سے ادھر آئے۔سردار شمس الدین خان امیر کا بھتیجا تھا۔اوس کو انکی بدسلوکی سے کچھ رنج پہونچا تھا۔۔۔(۱)۔۔۔سوسوار لے کر ہرات کو روانہ ہوا۔اپنے چچا سے پھر گیا یگانے سے بیگانہ ہوا۔سعد اللہ خان دوسرے بھتیجے نے بھی انحراف کیا۔کچھ سوار ہمراہ لے کر اوس کا ساتھ دیا اس سبب سے امیر اور بھی پریشان ہیں نہایت دست دپاچہ ہیں حیران ہیں۔سردار غلام حیدر خان کابل کے طرف آئے۔کہ وہاں کچھ فتور نہ ہو کوئی سر نہ اُٹھائے۔ہرات میں قحط کی بڑی تکلیف اُٹھاتے ہیں۔روپیے کے دو سیر گیہوں مشکل سے ہاتھ آتے ہیں۔شاہزادہ محمد یوسف فوج ایرانی لے کر فراہ کو گیا۔نصر اللہ خان آمدن کر فوج سے چل دیا روپوش ہو گیا۔لشکر ایرانی میں تین اخبار نویس پکڑے گئے۔طہران میں شاہ کے پاس سزا پانے کو بھیجے گئے۔اون پر شک ہوا کہ امیر کے نوکر ہیں۔یا انگریزوں کی طرف سے مقرر ہیں۔شاہزادہ مراد شاہ ایران کے چچا نے حکم دیا ہے۔ہرات میں اس مضمون کا اشتہار جاری کیا ہے۔کہ جتنے سپاہ کے لوگ ہیں اپنے اپنے گاؤں میں جا کر اپنا پیشہ کریں۔عیسیٰ خان کا ساتھ چھوڑ دیں عتاب شاہ سے اندیشہ کریں۔نہیں تو ہم اُن کا مال واسباب ضبط کریں گے۔لڑکے بالے ترکمانوں کے ہاتھ بیچ لیں گے۔یہ سن کر بہت سپاہی نوکری چھوڑ گئے۔خان مذکور کے ہمراہی سے منہ موڑ گئے۔شاہزادہ موصوف نے حکم لگایا ہے۔محاصل ملک کا یہ دستور ٹھہرایا ہے۔کہ رعایا دو ثلث کی تخفیف پائے۔ایک ثلث شاہزادہ محمد یوسف کو دیا جائے۔شہر میں ایک طرف کے لوگوں کو ایرانیوں سے رسم وراہ ہے۔خیر خواہی میں مصروف ہیں موافقت خاطر خواہ ہے۔دروازہ شہر کا کھول دیتے ہیں۔سپاہیوں کو اندر بلا لیتے ہیں۔غلہ ایرانیوں کو حاکم مشہد پہونچاتا ہے۔تمام لشکر کو برابر رسد پہونچاتا ہے۔میمنہ دسیستان اور فراہ کی طرف کئی سردار روانہ ہوئے ہیں۔رضا قلی خان محمد حسین خان وغیرہ کچھ فوج ساتھ لے کر گئے ہیں۔اور بعض اخبارات میں منقول ہے کہ عیسیٰ خان کا بند بند جدا کیا۔ہر بند کو عبرت کے واسطے شہر کے دروازوں میں لٹکا دیا۔اور اوس کے دو بیٹوں کو مارا۔ذلت سے تلوار کے گھاٹ اُتارا۔شہزادہ محمد یوسف نے حکم کیا ہے۔منادی نے ہر گلی کوچے میں سنا دیا ہے۔کہ جس کو شاہ ایران سے سرکشی کا خیال ہوگا۔بعینہ۔۔۔۔۔(۲)۔۔۔۔۔ہوگا۔لشکر ایرانی ہزار دو ہزار ہرات کی طرف چلا آتا ہے۔جمع کثیر لاکھ آدمی کے قریب گرد ونواح میں پھیلا ہے۔کچھ فوج قندھار کو گئی فراہ میں اتری حاکم کو پکڑ لیا۔بیڑیاں ڈال کر سپہ سالار کے پاس ہرات میں بھیج دیا۔وہاں سے ایران کو روانہ کیا گیا۔شاہ کے حضور میں بھیجا گیا۔رئیس پنجنار نے بھی سر اُٹھایا ہے۔سرکار انگریزی کے مقابلے پر آیا ہے۔چنانچہ کچھ فوج اودھر بھیجی گئی۔ستمبر کی بیسویں کو روانہ ہوئی۔نور مغربی و پنجابی لاہور

۱۔کرم خوردہ

۲۔کرم خوردہ

قسطنطنیہ

پورب کی فوج وہاں سے کوچ کرگئی اپنے اپنے مقام پر اِدھراُدھر گئی حضرت سلطان روم اپنے وزرا و امرا سے دق ہیں۔ کہ وہ لوگ فریب سے کسی کسی کی معزولی بےعزتی پر متفق ہیں۔ علی پاشا وزیر حال کو اوکھاڑا چاہتے ہیں۔ رشید پاشا کا وزارت پر جمنا چاہتے ہیں۔ اہل انگلستان بھی اسی کے حامی ہیں۔ اور فوائد پاشا کے اہل فرانس سائی ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں میں کوئی منصب وزارت نہ پائے گا۔ محمد علی پاشا حاکم توپخانہ اس عہدے پر آئے گا۔

پشاور

بہانا باری نام ایک محلہ شہر پشاور کے باہر ہے شفیق خان سوار رسالہ ملکٹری کا وہیں گھر ہے۔ رات کو سات بجے اوس نے گھر سے لین کا ارادہ کیا۔ نہتھا چلا گھاس دانہ گھوڑی پر رکھ لیا۔ تھوڑے فاصلے پر ایک جگہ درخت گنجان ہیں ہو کا مکان ہے ادھر اُدھر کھیت ہیں جنگل ہے میدان سن سان ہے۔ وہاں جوار کے کھیت میں آٹھ دس کہستانی راہزن بیٹھے تھے۔ آنے جانے والوں کی تاک لگائے ہوئے گھات میں دشمن بیٹھے تھے۔ جب سوار قریب پہونچا باہر نکل آئے گھیر لیا۔ کسی نے ہاتھ کسی نے پاؤں پکڑا گھوڑے سے گرا دیا۔ بےچارہ ہتھیار پاس نہ رکھتا تھا۔ کچھ کر نہ سکا خاموش رہا۔ غل شور کرنے میں جان کا ضرر تھا۔ اوس جنگل میں کون خبر ہوتا۔ آخر غارتگروں نے ہاتھ پاؤں باندھ کر کھیت میں ڈال دیا۔ ایک گھوڑے پر سوار ہو بیٹھا سکھوں نے رستہ لیا۔ اوس گرفتار بلا نے مشکل سے رسّی کھولی گھر تک جا کر ماجرا سنایا۔ کئی آدمی تلاش کو نکلے ڈھونڈھ کر تھکے کہیں کسی کا پتا نہ پایا۔ سرکار سے ابھی کچھ تدارک نہیں ہوا ہے۔ دیکھئے آگے کیا حکم پہونچتا ہے۔ مرتضائے پشاور

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریداران	تعداد قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
نواب ممتاز الدولہ بہادر دام اقبالہ نبیرہ حضرت فردوس منزل	چار روپے آٹھ آنے	۲۲ ذی قعدہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۱ صفر ۱۲۷۳ ہجری
اعظم علیخان صاحب بہادر دام اقبالہ	تین روپے	۲۷ ذی الحجہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۶ صفر ۱۲۷۳ ہجری
دیوان کالکا پرشاد صاحب دام دولتہ	تین روپے	۳ صفر ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۲ ربیع الاول آخری سنہ الیہ

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبارِنو　　یافت جانِ تازہ جسم لکھنؤ　　گنج گوہر ہائے معنی اندروست　　چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

عنوان صحیفہ حمدِ حق ہے　　زیبائش اوّل ورق ہے　　پھر نعت ہے سید البشر کی　　سچی جس نے ہمیں خبر دی

نمبر ۱۵ غرہ شہر ربیع الاول ۱۲۷۳ھ ہجری مطابق ۳۱ ماہ اکتوبر ۱۸۵۶ء عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے تصحیح کا التزام تا بمقدور ہے۔ مدح و ذم کا انداز نہیں رکھا۔ ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنہ یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنہ شش ماہی پندرہ روپیہ سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں۔ چوبیس روپیہ مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا۔ اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو۔ دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو۔ والا حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گا۔

قطعہ تاریخ

(ت) تا بہ بیت السلطنہ رنگ طلسم لکھنو　　(ض) ضامن علم و ہنر از طبع موزوں ریختہ

(ع) عالمی از صورت و معنیش محو حیرت است　　(ب) بوالعجب طرح سخن از لفظ و مضمون ریختہ

سال آغازش تو شیخ و دبیت الولین　　خانۂ جادو رقم از قلب بیرون ریختہ

لکھنؤ

کپتان فلیچر ہس صاحب بہادر ملیٹری سکریٹری اور بخشی مریٹ صاحب کی ایک ایک چٹھی اندنوں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس اس مضمون سے پہونچی کہ آگے تربیدی والی پلٹن کی جو تنخواہ بٹی تحقیق ہوا کہ لوگوں کی دغابازی سے بیراہ بٹی۔ راجہ ٹھاکر سنگھ تربیدی اوس پلٹن کے افسر نے فریب کیا۔ گوکل چند چھمن پرشاد سررشتہ داروں نے ساتھ دیا۔ آپس میں مل کر مشورے ٹھہرا لیے۔ دس ہزار روپے زیادہ بٹوا لیے۔ اب اون سے مواخذہ منظور ہے۔ روپے کا مطالبہ ضرور ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بلا کر استفسار کیا۔ حسب ضابطہ تینوں کا جدا جدا اظہار لیا۔ اونہوں نے حسب عادت عذرات پیش کیے۔ صاحب نے نہ سنی سب مہمل قرار دیے۔ فرمایا کہ دس ہزار روپے کی ضمانت دو۔ یا اوسکے عوض تم خود حوالات میں رہو۔ تربیدی نے اپنی اور اون دونوں کی حفاظت آبرو کی۔ پیش قدمی کر کے چرب زبانی سے یہ گفتگو کی۔ کہ ابتدائے عملداری میں ہماری ضمانت علاقے کی بابت داخل ہو چکی ہے اوسی پر اکتفا ہو۔ سرکار کی نگاہ پرورش رہے عذر سنا جائے۔ بالفعل قطعہ ثانی کے طلب میں التوا ہو۔ صاحب نے کچھ تامل فرمایا۔ پھر یوں حکم لکھوایا کہ اگر سائل ضمانت نہیں دیتا تو ناظر کا ایک آدمی اوسکے ہمراہ رہے۔ جب تک اس مواخذے کا فیصلہ نہ ہو سرگرم حفاظت خاطر خواہ رہے۔ یقین ہے کہ اب سب مال مارنے والوں

سے استفسار کیفیت ہو۔ اون افسروں سررشتہ داروں کی بھی یہی نوبت ہو۔ جنہوں نے سرکار سے چال کی۔ کمر تنخواہ لوگوں کی بڑوالی۔ بے خوف گھر میں بیٹھے ہیں۔ موچھوں پرتاؤ دیتے ہیں۔ ایسے مطمئن بیباک ہیں۔ گویا محاسبے سے پاک ہیں۔ شب ۲۴ صفر کو جب چار گھڑی رات رہی۔ خاص بازار میں پرسوز واردات ہوئی۔ جسنے کتنوں کے دھوئیں اُڑائے۔ سینوں میں غم کے شعلے بھڑکائے۔ مسیح الدولہ بہادر کے مکان والی دکانوں سے شیو چرن بزاز کی دُکان میں آگ لگی۔ وودکانیں اور سوکل برہمن وغیرہ کی خاک سیاہ ہوئیں۔ ہزاروں روپے کی تجارت جلی۔ بزاز مذکور نے پچھلے کو حصہ حقہ پی کر کوٹھری میں چلم اوندہی دروازہ بند کیا تقاضا کرنے خود منڈیاون کی راہ لی۔ وہی آگ سلگ کر گھٹریوں تک گئی۔ کپڑے پر پہونچ کر دفعتاً بھڑک گئی۔ صبح کو جب دھواں باہر نکلا۔ بند کوٹھری کا حال کھلا۔ سب بجھانے کو دوڑے آدمی پر آدمی گرا۔ آگ تو فرد ہوئی مگر مال پر پانی پھرا۔ پھر دن چڑھے دکان دار پھر آیا۔ دکان میں راکھ کا ڈھیر پایا۔ ایک دُکان میں پانچ سو روپے نقد رکھے تھے۔ اونکا نشان پایا نہ گیا کہ کیا ہوئے۔ کہتے ہیں کہ بجھانے والوں کے نصیب چمک گئے۔ گرما گرم آئے روپئے لے کر سرک گئے۔ حافظ حامد علی خان اور حافظ عبدالواحد خان لکھنو کے عمدہ رئیس ہیں۔ دونوں صاحب لیاقت ہزاروں میں یکتا کارگزاری میں سب سے بیس ہیں۔ اونکے بڑے بھائی صاحب دانش و فرہنگ۔ حافظ واجد علی خان بہادر قائم جنگ سرکار شاہی سے اکثر ناظم بہرائچ و سلطان پور رہے۔ یہ دونوں بھائی اونکی نیابت کے عہدے پر مامور رہے بیشتر انکو بالاستقلال کچھ کام رہا۔ نصف نظامت کا انکے رائے پر انتظام رہا۔ نواب علی نقی خان بہادر کے زمانے میں ظلم و زیادتی سے انہوں نے جلائے وطن اختیار کیا۔ گھر میں رہنا دشوار ہوا کہ کسی رئیس قدر دان کی تلاش میں نکلے مصائب سفر کو گوارا کرلیا۔ رئیس جاورہ کی قدر دانی زبان زد خاص و عام ہے۔ شرفا پروری کی شہرت ہے چاروں طرف دھوم دھام ہے۔ سب صفتوں سے موصوف ہیں۔ محامد اونکے معروف ہیں۔ یقین کہ یہ سن کر اوہی طرف چلے جائیں۔ اور جناب رئیس انکی قدر دانی فرمائیں۔ کہ یہ لوگ حُسن لیاقت میں لاجواب ہیں۔ ایسے خیر خواہِ منتظم نایاب ہیں جس سرکار میں ہوں اوس کی رونق بڑھائیں۔ مالک کو راضی رکھیں سب کام بنائیں۔ ظاہر ان کی حسن سرانجامی ہو۔ حاکم کی ہر طرف نیک نامی ہو۔ ایسے لوگ یہاں سے سفر کریں حسرت کا مقام ہے۔ ان خوبیوں پر نظر نہ ہو کیا گردش چرخ نافرجام ہے۔ آگے مچھی بھون والے کوٹھوں کے باب میں درج اخبار ہوا ہے کہ صحتہ الدولہ بہادر کا اقرار نامہ داخل سرکار ہوا ہے۔ اب صاحب جوڈیشیل کمشنر بہادر نے چٹھی لکھدی انکی رعایت ہوئی۔ چوبیسویں کو صاحب منتظم شہر کی کچہری سے۔ (ا)۔ کاغذ ملا برأت ہوئی۔ بالفعل تفصیلی جائزہ کو ٹھونکا ہوتا ہے۔ قسم قسم کا اسباب نکل کر جدا جدا ہوتا ہے۔ مسٹر تھارن ہل صاحب بہادر کے سررشتہ دار آتے ہیں۔ دیکھ بھال کر اپنی مواجہی سے لکھواتے ہیں۔ تفصیل اوس کی طویل طویل ہے۔ صحیفہ اخبار میں گنجائش قلیل ہے۔ ابکی بار ہم نے نہیں لکھی آیندہ پر موقوف رکھی۔ لیکن ایک تازہ امر ظاہر ہوا۔ ہر کارگزار اپنی رقومات سے ماہر ہوا۔ کوٹھے سے چند بستے کاغذات کے نکلے۔ اوس سے خرید اور سپردگی کے حالات کھلے۔ وہ منتظم شہر کے پاس آئے۔ کارپردازوں نے ملاحظے میں پہونچائے۔ اونہوں نے مفتاح الدولہ بہادر کو بلایا۔ اظہار سابق نکالا مکرر استفسار فرمایا۔ کہ آیا تم نے کوئی کاغذ کوٹھے سے لیا ہے۔ تمہارے علم میں کہیں کاغذ کو ٹھونکا رکھا ہے۔ یہ بولے اصلاً نہیں اصلاً نہیں انکار کے سوا کچھ کہا نہیں۔ جب کسی پہلو سے اقرار نہ کیا۔ صاحب نے اظہار کے نیچے لکھوالیا۔ حیف کہ ملازمان شاہی کو اب تک وہی طریقے پسند ہیں۔ اخفا ہو نہیں سکتا وقت استفسار تقریر میں بند ہیں۔ ان باتوں کا بد نتیجا ہے۔ صاف گو سب میں بُرا ہے۔ اس امر میں کوئی حکم صادر ہونے والا ہے۔ ہم ابھی لکھ نہیں سکتے جو دیکھا بھالا ہے۔ یقین ہے کہ ہمارے لکھنے سے ہر ایک کو ملال ہوگا۔ مگر وقت ظہور حسرت سے بُرا حال ہوگا۔ عاقلوں کو اشارہ کافی ہے۔ کیا حاجت تصریح کی ہے۔ ہم نے اظہار میں مصلحت نہ دیکھی سکوت کیا۔ قلم کو آگے چلنے سے روک دیا۔ آگے جو ہم نے طلب دفتر وزارت کی منشی محمد حسین سے لکھی۔ بعض پیٹ بھر کے سمجھ والوں نے غیر معتبر سمجھی۔ اب تفصیل اوس اجمال کی ضرور ہوئی۔ خاطر کو سرے سے توضیح منظور ہوئی۔ عہد سلطنت میں وزیر خان کو دیوان خانۂ وزارت کی خدمت تھی۔ مگر اوس جاہل مطلق کو اس عہدہ جلیل کی کیا لیاقت تھی۔ منشی محمد حسین کہ بہت چالاک کارگزار ہیں تعلیم

ا۔ پھنا ہوا

کے لئے پیش دست ہوئے۔اُنہیں سے متعلق دیوانخانہ وزارت کے سب بندوبست ہوئے۔اس خوبصورتی سے کام کئے مہتمم ہوئے۔کہ پہلے محکوم تھے پھر حاکم ہوئے۔نواب صاحب کی عنایت سے مرجع انام رہے۔حسن رسائی سے ملجائے خاص وعام رہے۔امور وزارت میں دخل پایا روبرو اختر طالع نے چمکایا۔مالک کی خیر سگالی پر نظر دائم رکھی۔وہ بات کی کہ راہ ورسم قائم رکھی۔ایک مقدمہ جواہرات کی چوری کا تھا۔جس میں سب کو دعوئ سینہ زوری کا تھا۔ اوس میں کس کس طرح کنج کاؤ کیا۔رسوخ ظاہر کرنے کو بگاڑ بناؤ کیا۔غرض ہمیشہ خیر اندیش رہے۔دل میں گھر کیا پیش پیش رہے۔جب آثار تباہی سلطنت کا ظہور ہوا۔اپنی کارسازیوں کا اخفا منظور ہوا۔پہلے دفتر وزارت سے تحریریں نکالیں کاغذ ابتر کئے پریشانیاں ڈالیں۔پھر دیوان خانہ کی طرف خیال دست بُرد ہوا۔تمام دفتر اوس کا گاؤ خورد ہوا۔جس کاغذ میں خرابی کی صورت نظر آئی نکال لیا۔مقدمات کے چہرے بگاڑے مسلوں کو خرد برد کیا۔اندنوں چند مقدمات میں اگلی تحریر دیکھنے کی ضرورت ہوئی۔آمنی صاحب جوڈیشیل کمشنر بہادر کو ملاحظے کی حاجت ہوئی۔جب اُن سے استفسار کی نوبت آئی انکار کیا۔ نواب صاحب کے ہمراہ دفتر کا جانا اظہار کیا جھوٹا سچا عذر نکالا۔چرب زبانی سے ٹالا۔مگر حاکم دانا کے آگے بہانے کب چلتے ہیں۔وہاں اُڑنے والوں کے پر جلتے ہیں۔صاحب موصوف نے عذر بیجا ہرگز قبول نہ کیا۔تاکید سے کاغذ حاضر کرنے کا حکم دیا۔انہوں نے نواب صاحب کا خط دکھایا اپنا دعوئ ثبوت کو پہونچایا۔بہت معذرت کی لاکھ منت کی۔اودھر سے ایک کی اصلا سماعت نہ ہوئی۔کچھ پیش نہ گئی۔مقبول کوئی حجت نہ ہوئی۔اب سنا گیا کہ صحتہ الدولہ بہادر نے حمایت کی۔ڈھارس دیکر اُن کے استمالت کی۔کپتان فلیچر ہس صاحب بہادر ملٹیری سکریٹری کو عرضی دی ہے۔ابتدا سے انتہا تک بنابنا کر سب کیفیت دفتر کی لکھی ہے۔وہاں سے امید برات ہے۔حُسن کردار سے یہ جرات ہے۔دیکھئے وہ کیا فرماتے ہیں۔اس باب میں کیا حکم لگاتے ہیں ہاشم علی نامی منصف الدولہ بہادر کے سالے کے بیٹے نے طرفہ حرکت کی۔عجیب چال چلا اور طرح کی بات سوجھی نئی اوکت کی تبدیل وضع کی بھیس بدلا ہندوؤں کی صورت بنائی۔اس لباس میں ایک رام جنی کسبی کے پاس آمد ورفت پیدا کی صحبت بڑھائی پچیسویں تاریخ دن دن کو دو آدمی ہمراہ اپنے ساتھ لے گیا اور مکان دکھایا رات کو اونہیں باہر بٹھایا آپ اندر رہا رنڈی کو مٹھائی میں دھتورا کھلایا۔جب وہ خود فراموش ہوئی نشا ئیں مدہوش ہوئی۔عیاروں نے موقع پایا گھر میں داخل ہوئے۔تینوں مل کر تاراج پر مائل ہوئے۔نقد جنس سب اسباب چرالیا۔دروازہ کھول کر اپنا رستہ لیا۔صبح کو جب عورت کا نشا اوترا ہوشیار ہوئی۔گھر لٹا ہوا پایا اور ہی کیفیت نمودار ہوئی۔غل کیا رونے لگی بدحواس ہونے لگی۔اہل محلہ دوڑے چوکیداروں نے تھانہ پر خبر کی رنڈی کوتوالی میں پہونچی سب سرگذشت کہی۔محمود خان صاحب کوتوال نے تدارک فرمایا۔بڑی تلاش وتفتیش سے سراغ لگایا۔اصل فتنہ گر کا تو پتا نہ پایا۔مگر دو عیاروں سے ایک ہاتھ آیا۔اوسکی خانہ تلاشی ہوئی مال برآمد ہوا۔محلے والوں کو ہراس بے حد ہوا۔کوتوال کو خبر پہونچی کہ اصل مجرم بھی وہیں ہے۔کسی مکان میں چھپ رہا محلے سے باہر نہیں۔اونہوں نے دوڑ بھیجی سب گھروں کی تلاشی لی۔منصف الدولہ بہادر کے آدمیوں نے تکرار بڑھائی۔آخر اُن کے مکان کی بھی نوبت آئی۔خیر گذری کہ مجرم کہیں ملا نہیں۔کسی گھر میں چوری کا مال نکلا نہیں ورنہ کیا سے کیا ہوتا۔بڑا آشوب اوٹھا ہوتا۔جدھر دیکھئے نیا فتنہ برپا ہے۔خدا آبرو رکھے اندھیر مچا ہے۔زمانہ پُرشور ہے۔اوباشوں کا زور ہے۔عزت اوتارنے کی فکر دن رات ہے۔جھوٹی تہمت لگادینی ایک بات ہے۔بھلے آدمیوں کی خوف و رجا میں بسر ہوتی ہے۔سبھوں کی ہر شام اسی اندیشے میں سحر ہوتی ہے۔خدا آبرو بچائے۔شرفا پر آنچ نہ آئے۔شہر میں سڑکوں کی طیاری ہے۔بالفعل ہر طرف مرمت جاری ہے۔جھنڈیاں گاڑی جاتی ہیں۔ڈوریاں بندھتی آتی ہیں۔راہوں کے نشیب وفراز ہموار ہوتے ہیں۔کشادہ گلی کوچے بازار ہوتے ہیں۔تین مکان پادشاہی پائین باغ فرح بخش کی دیوار کے نیچے تھے۔جنمیں کچہری وزارت اور دیوانخانے کے قیدی رہا کرتے تھے اون کو بھی کھود ڈالا۔برابر چوڑا راستہ نکالا۔پھر مکانات زیر دیوار مساکن رعایا کی باری آئی۔گھر گھر اس غم سے گویا بخار کی بیماری آئی۔ہر ایک نے گریہ وزاری سے بڑی نوبت کی گرتے پڑتے حکام تک پہونچے اظہار مصیبت کی۔مگر کسی کے دل میں گھر نہ ہوا۔رونا پیٹنا کارگر نہ ہوا۔آخر مکان اوجاڑے گئے۔گھروندوں کی طرح بگاڑے گئے۔زمانے نے عجیب آفت ڈھائی۔سب کو خانہ ویرانی دکھائی۔اب لوہے والے پل سے نہر کے پُل تک سیدھی سڑک نکلنے کی خبر ہے اس میں ہزاروں کچے پکے مکانات پر برق بلا کا گرنا پیش نظر ہے۔

اندنوں ایک سرکلر حکم سرکار ہے۔ نقل اوسکی بعینہ درج اخبار ہے

سرکلر صاحب کمشنر بہادر قسمت دوم لکھنو نمبری ۱۶۶ مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۸۵۶ء مع سرکلر صاحب جوڈیشیل کمشنر بہادر ممالک اودہ نمبری ۶۸ رقمزدہ ۲۴ مئی سنہ الیہ بدین ارشاد کہ ساتھ اسکی نقل سرکلران نظامتِ عدالت مغربی ایک نمبری ۵۷۹ مورخہ ۲ جولائی ۱۸۴۹ء دوسرے نمبری ۱۰۴۷ محررہ دسویں ۱۱۰ اگست ۱۸۵۴ء کی ہدایتا بابت تحقیقات عملہ پولس کے مقدمات فوجداری میں بھیجے جاتے ہیں۔ دفعہ ۲ ترجمہ اون کا فارسی میں بھی بھیجا جاتا ہے کہ ہرایک تھانہ دار جنکے سپرد فوجداری ہے اون کے پاس ایک ایک نقل بھیجدی جاوے اور وہ لوگ مطابق اسکے عمل میں لاویں۔ دفعہ ۳ چند مقدمات میں جو ہمارے سامنے آئے تو معلوم ہوا کہ تھانہ داران رپورٹ میں طول طویل لکھتے ہیں تھانہ داران کو سمجھانا چاہئے کہ اون کا کام ہی پتا لگانا مجرم و مقدمہ کا نہ کہ لکھنا طول طویل۔ دفعہ ۴ جب تھانہ داران کچھ پتا لگائیں تب اون کو چاہئے کہ فوراً صاحب مجسٹریٹ کے یہاں نام اون لوگوں کے جن سے پتا پایا لکھ کے بھیجدیں اور صاحب مجسٹریٹ اونکے بیانات پر لحاظ مناسب کریں۔ دفعہ ۵ جس وقت کوئی واقف الحال مقدمہ پیدا ہووے فوراً اوسکو حاضر عدالت کرنا چاہئے اور ان کے اظہار لکھانے میں توقف نہیں چاہئے ورود محکمہ ہذا ہوے لہٰذا حسب الحکم روبکار امروزہ کے ایک ایک نقل سرکلران نظامت عدالت مغربی مذکور الصدر کے نہ تھی۔ پروانہ ہذا تمہارے پاس بھیج کر نفاذ حکم ہوتا ہے کہ ہموارہ مطابق دفعات مندرجہ چند احکامات سرکلران ملفوفہ کے کار بند رہو تاکید جانو المرقوم ۲۶ ستمبر ۱۸۵۶ء نقل چٹھی سرکیولر صدر نظامت عدالت اضلاع مغربی منمقام آگرہ مورخہ ۲ جولائی۔۔۔(۱)۔۔۔۔۔۔ بنام صاحبان مجسٹریٹ اضلاع مغربی بمنظوری گورنمنٹ کے صاحبان صدر نظامت اضلاع مغربی حکم دیتے ہیں کہ صاحبان مجسٹریٹ اپنے اپنے عوامل پولس یعنی تھانہ داران وغیرہ کو دستورالعمل مندرجہ ذیل سے مطلع کریں تاکہ آئندہ کو عوامل پولس مطابق دستورالعمل مذکور کے عمل کیا کریں۔ دفعہ اول۔ جتنے مقدمات کہ تھانہ پر دائر ہوں اور اختیار اونکے سماعت کا تھانہ دار کو حاصل ہو اون مقدمات میں اظہار خبر رساں کا یا مدعی کا دونوں کا فوراً شرح لکھ لیا جاوے اور اہلکاران پولیس علی الخصوص اُن سے یہ استفسار کریں کہ تم لوگوں نے خود کیا دیکھا ہے اور اور لوگوں سے کیا سنا ہے اور جن لوگوں سے تم نے سنا ہے وے لوگ کون ہیں اور اہلکاران پولس مدعی کے گواہ دریافت کرلیں اور یہ بھی استفسار کریں کہ ہر ایک گواہ کس مراتب کا اظہار دیگا اور مقدمات ڈاکہ زنی و رہزنی و دزدی و نقب زنی میں اظہار مدعی کے ساتھ فہرست جائداد مسروقہ کی بھی ہمیشہ شامل ہونی چاہئے اور کاغذات مذکور فوراً صاحب مجسٹریٹ کے پاس ارسال کئے جاویں۔

باقی ہفتہ آئندہ ہ

قندھار

مقام کرشک میں کہ قندھار سے پانچ منزل ہرات کی جانب ہے ایران کا لشکر پہونچا اور ڈیرہ غازی خان میں ایک اگن بوٹ آمدورفت حرب و ضرب کا دریائے سندھ میں ہو کر پہونچا۔ وہاں سے جہاز کا اسباب اونٹوں پر لادا جائے گا۔ خشکی میں راہ راست قندھار کو بھیجا جائے گا۔ ڈیرہ غازی خان سے ایک درے میں ہو کر راہگذر ہے اوس طرف سے بارہ منزل قندھار ہے۔

ریاض نور

۱۔ ناقابل خواندگی

کوہ مری

۲۰ راکتوبر کو ہاٹ میں لام بندھی کی خبر تھی۔ قوم آفریدی کی تنبیہ تادیب سرکار کو مدنظر تھی۔ دو پلٹن دو رسالے مقرر ہوئے۔ دو توپخانے تجویز اس مہم پر ہوئے راولپنڈی سے چھ کمپنیاں جایا چاہتی تھیں تین گوروں کی تین گورکھیوں کی تجویز ہوئی تھیں یقین ہے کہ ایسا ہی ہوا ہو۔ تاریخ مذکور میں لام بند ہو۔ مہاراجہ گلاب سنگھ نے گلگت کو آسانی سے لے لیا۔ گوہر رحمٰن خان حاکم قندھار نے وہ مقام خالی کر دیا۔ ریاض نور

ولایت

حکام روس نے فرانسیوں پر چار لاکھ روپے کا دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے زمین روس پر ایک شفاخانہ بنوالیا ہے۔ اوسکے سبب سے بہت طرح کے نقصان ہوئے۔ کونسٹنٹ پونل کے مکانات ویران ہوئے۔ شاہ نیپلز نے والیان فرانس وانگلستان کو خطوں کے جواب بہت سخت بھیجے ہیں۔ خصوصا والی انگلستان کو ایرلینڈ اور ہندوستان کی بدنظمی میں اضافہ طعن و تشنیع لکھے ہیں۔ دریائی چوروں نے شاہزادہ ملک پروشیہ کو دبالیا۔ حملہ کر کے اوس کو اور ہمراہیوں کو بہت زخمی کیا۔ شاہزادے کو مقام جبرالٹر میں صحت ہوتی چلی ہے۔ اور حکام مرد کو سی اس باب میں طلب جواب کے ہیں۔ ملکہ انگلستان نے جناب عالیہ متعالیہ کے رہنے کو ایک مکان عالیشان دیا ہے۔ اور کارپرداران سلطنت کو مکان مذکور کا کرایہ لینے سے منع کیا ہے۔ ابھی ملاقات باہم کی نوبت نہیں آئی۔ وقت پر موقوف ہے ساعت نہیں آئی۔ بڑ صاحب وکیل استرداد سلطنت میں سعی جمیل کرتے ہیں۔ صاحبان انگریز ولایت سے اس مقدمہ کی قال وقیل کرتے ہیں۔ غلہ وغیرہ بہت گراں ہے۔ اس سے ہر ایک پریشان ہے۔ روپے کا ڈیڑھ سیر آٹا ہے۔ دو روپے سیر گھی بکتا ہے۔

شعاع الشمس، چشمہ فیض، صادق الاخبار

بریسال

مولوی سید عبدالمجید خان ڈپٹی نے عجیب حرکت کی۔ ایک عورت کسی کی منکوحہ اپنے گھر میں ڈال لی۔ اس علت میں تین برس کی معیاد سے محبوس زنداں ہوئے۔ مردم عملہ مجرم رازداری میں اونکے ہمعناں ہوئے۔ کوہ نور

میاں میر

وہاں کی چھاؤنی میں ایک سپاہی نے کچھ خطا کی۔ حولدار نے صبح کو اوسکی رپورٹ اُٹھا رکھی۔ سپاہی اس ارادے سے خبردار ہوا۔ کینے سے حولدار کے درپے آزار ہوا۔ رات کو نیچے سے نیم جان کیا اوسی دم لوگوں نے پکڑ لیا۔ مجروح کی مرہم پٹی ہوتی ہے۔ مگر منقطع امید زندگی ہے۔ مجرم کی سزا کے لئے کورٹ مارشل ہوگا۔ جو کچھ صلاح ٹھہرے اوس پر عمل ہوگا اگر حولدار مر گیا قصاص لاکلام ہے۔ زندہ بچنے میں قید سخت کا مقام ہے۔ کوہ نور

سندھ

حیدرآباد میں گورنمنٹ کا حکم پہونچا ہے۔ پنجابی لاہور میں اخبار قاصد سندھ سے لکھا ہے۔ کہ پانسو چالیس گورے بمبئی احاطے کی دوسری رجمنٹ سے منتخب ہو کر خلیج فارس کی طرف بھیجے جائیں۔ باقی اوس رجمنٹ والوں کو اور بلوچستانی رجمنٹ کے چارسو تیس آدمیوں کو انڈس جہاز پر اونکے پیچھے پہونچائیں اور جسقدر جہاز کشتیاں ہاتھ آئیں۔ عساکر پیہم ادھر روانہ ہوتے جائیں۔ اور کچھ سامان جنگ جہلم کے جہاز پر لدا چاہتا ہے۔ امیر دوست محمد خان کی فوج کے لئے روانہ ہوا چاہتا ہے۔ اور سفیر آگرہ کا پیام ہے۔ خبر رساں خاص و عام ہے۔ کہ انڈس جہاز کا جس پر رجمنٹ کے لوگ تھے عجیب ماجرا ہوا۔ یعنی پہلا

ٹوٹ جانے سے تہ کو بیٹھ گیا۔ غرق دریا ہوا تین آدمی بچ رہے باقی ڈوب گئے۔ پنجابی لاہور، سفیر آگرہ

شکن

وہاں کے راجہ نے مہمات مالی ملکی سے ہاتھ اٹھایا۔ اپنے جیتے جی راج کا ٹیکا بیٹے کو لگایا۔ اب راج کا انتظام اوسی کی رائے پر ہوا۔ راجہ کے لئے سرکار سے روزینہ مقرر ہوا۔

مصر

وہاں ایک دن کسی کارخانے میں آگ لگی۔ چھ بجے شروع ہوئی دس بجے تک نہیں بجھی۔ ہزاروں کا مال پھنکا بہت مکانات جل گئے۔ چار سو بیس کاریگر دکانیں چھوڑ کر باہر نکل گئے۔ لوگوں کا بڑا زیاں ہوا۔ لاکھ پونڈ کا نقصان ہوا۔ وزیر مصر کی تجویز ہے کہ دو دخانی جہاز دریائے احمر میں چلا کریں۔ سویس سے عدن بصرے بغداد جدے تک آیا جایا کریں۔ کئی یورپ والوں کو ڈائریکٹر تجویز کیا ہے۔ ساٹھ لاکھ روپے خرچ کا تخمینہ ہوا ہے۔ پنجابی لاہور

خلیج فارس

اہل امریکا اور شاہ ایران میں رستے کا عہد ہوا ہے۔ امریکا والوں نے اپنے جنگی جہاز خلیج فارس میں رکھنے کا اقرار کیا ہے۔ کہ اہل ایران کی حمایت کریں۔ اگر کوئی غنیم آئے مدافعت کریں۔ کہتے ہیں مشہور ہوا ہے کہ شاہ ایران نے حکم دیا ہے کہ پچاس ہزار فوج بندر بوشہر میں رکھی جائے اور بندر عباس کی سپاہ طہران میں بلالی جائے۔ گورنمنٹ نے اس مہم میں پچاس لاکھ روپے بھیجنے کی اجازت دی ہے۔ تین قسطیں ٹھہرائیں دو روانہ ہو چکیں ایک باقی ہے۔

ناگپور

چشمہ فیض و مفید خلائق

جب راجہ مر گیا نقد و جنس پر بڑی رانی نے قبضہ کیا۔ کچھ جواہر گراں بہا باقی رہا وہ اور سات رانیوں نے لیا۔ چند روز سے رانیوں میں باہم منازعت ہوئی۔ جمال الدین خان مختار ریاست کی بدولت ہوئی۔ کہتے ہیں اپنی بہن کو کہ وہ بھی رانیوں میں شمار ہوتی ہیں۔ مرنے سے پہلے پانچ ہزار اشرفیاں بخش دی ہیں۔ اب مختار صاحب کا اور کچھ ارادہ ہے۔ مخلسرائے کھودنے پر طبیعت آمادہ ہے۔ ایک رات کو دولتخانہ سرکار سے کمخواب کے چھتیس تھان چرا گئے تکلف یہ ہے کہ چور گرفتار ہو کر دیدہ و دانستہ رہائی پا گئے۔ علی تقی خان نے ہاتھیوں کی آٹھ جھولیں مرصع منگالیں۔ پھر وہاں نہ بھیجیں آپ خورد برد کر ڈالیں۔ چوروں نے قیمتی کپڑوں کی اکیس گٹھریاں چرائیں۔ جب کچھ سراغ معلوم ہوا۔ آخر کمشنری کچہری میں پہونچائیں۔ اسکے سوا اور بھی بہت طرح کے فتنے اُٹھائے۔ اپنے علاقوں میں دونوں ہاتھ تاراج کو پھیلائے۔ ایک بار رشوت ستانی کی علت میں مبتلا ہوئے۔ چنانچہ وہ روپیہ ادا کر کے رہا ہوئے اب بھی اونکی مالداری مسلم ہے۔ لوگوں کو تین لاکھ روپے کا بھرم ہے۔ صاحبان ذیشان سب کیفیت جانتے ہیں۔ کسی مصلحت سے اونکی ذات کو غنیمت جانتے ہیں۔ صادق الاخبار

میدنی پور

پچاس سپاہیوں نے اپنے افسر سے رخصت لی۔ بہانے سے جگناتھ [1] کے جانے کی ضرورت پیش کی۔ آدھی رات کو ایک امیر کے گھر پر ٹوٹ پڑے آفت ڈھائی۔ پہرے والے مقابلے سے ہارے بھاگ کر جان بچائی۔ اونہوں نے مکان میں گھس کر اطمینان سے دستِ غارت دراز کئے۔ قریب پینتیس ہزار روپے کے نقد و جواہر لوٹ لئے۔ جب جانے لگے وہی پہرے والے قریب سو آدمیوں کے کہ وہیں رہتے تھے ساتھ لے کر آپہونچے۔ اونہوں نے ایک

۱۔ جگناتھ مندر، پوری، اُڑیسہ

ڈاکو کو مار ڈالا سات لوح مسروق گرفتار کیا باقی بھاگ بچے۔ یہ ساتوں آدمی پکڑے گئے۔ حاکم فوج کے پاس بھیجے گئے۔ اور ونکی تلاش ہورہی ہے۔ آگے دیکھئے کیا گذرتی ہے۔ مفید خلائق

سعدآباد

ایک ہرکارہ ڈاک لئے ہوئے متھرا کو جاتا تھا سعدآباد سے آگے بڑھ کر تین آدمیوں نے گھیر لیا۔ کہنے لگے کاغذات ہمارے مقدمے کے تھیلے سے نکال کر ہم کو دے اوس نے قبول میں انکار کیا۔ اس پر اوسے زخمی کر کے قریب مرگ پہونچادیا۔ ڈاک کے تھیلے چھین کر اپنا راستہ لیا۔ صبح کو دوسری چوکی کا ہرکارہ ڈاک کے نہ پہونچنے سے گھبرایا۔ بڑی تشویش پیدا ہوئی تلاش کرتا ہوا اوس طرف آیا۔ دیکھا کہ راہ میں ہرکارہ بیہوش لہولہان پڑا ہوا ہے۔ زخموں میں چور اوٹھنے سے معذور ہے۔ مررہا ہے۔ تھانے میں خبر جھٹ پٹ کی۔ فوراً اس واردات کی رپٹ کی وہاں سے ہر چند تلاش ہوئی کسی کا نشان نہیں ملا۔ مجروح کی زبانی صرف تین آدمیوں کا ہونا کھلا۔ تھانہ دار پر تاکید ہے کہ جلد پتا لگاؤ۔ مجرموں کا تجسس کر دتلاش کر لاؤ۔ مفید خلائق

کانپور

وہاں عیاروں کی کثرت ہے۔ اندنوں چوری کی شدت ہے۔ ڈپٹی کلکٹر کے خدمتگار نے ہزار روپے کا مال چرالیا۔ ڈاک بگھی پر بیٹھ کر اپنے وطن دہلی کو چل دیا۔ ڈپٹی صاحب نے اطلاع پاکر وہاں کے صاحب مجسٹریٹ کو تار برقی پر خبر دی۔ کہ ہمارے خدمتگار ساکن محلہ فلاں نے مال چرا کر اودھر کی راہ لی۔ صاحب نے کوتوال کو اوسکی تلاش کا حکم فرمایا۔ وہ پل جمنا کے نزدیک نگمبودگھاٹ پر پاکر پکڑ لایا۔ چنانچہ مجرم مع مال مسروق کانپور بھجوایا گیا۔ یہاں سے گرفتار کرنے والے برقندازوں کو بھی بلایا گیا۔ سفیر آگرہ

بریلی

موضع فتح گنج علاقہ فرید پور کے متصل راہزنوں نے جرنیلی ڈاک کے تھیلے لوٹ لیے ہرکارے کو زخمی کیا۔ مگر پولس والوں نے تجسس کر کے تھیلے بہم پہونچائے آٹھ دس مجرموں کو گنیش سنگھ سرگروہ سمیت پکڑ لیا۔ یقین ہے کہ اس حرکت ناشائستہ کی سزا پائیں۔ دس دس بارہ بارہ برس قید کا مزا پائیں۔ اس گاؤں کے بعض باشندے بڑے سرکش فتنہ پرداز ہیں۔ ہمیشہ فساد کیا کرتے ہیں یہی دیتر ے یہی انداز ہیں۔ کئی برس گذرے کہ نواب لفٹنٹ گورنر کے لشکر میں چوری بلی واردات ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ پولس کا افسر اوس چوکی سے بدلا گیا اوسی کے اشارے سے یہ بات ہوئی تھی۔ جس میں نئے افسر کی بدنامی ہو مشہور اوسکی بے انتظامی ہو۔ عمدۃ الاخبار

سندربن

ایک ناؤ میں چالیس ہزار روپے کی افیون بھری تھی۔ چندن نگر کی طرف چوری چوری بکنے کو چلی تھی۔ جاسوسوں نے پکڑ پائی۔ سندربن میں ہاتھ آئی۔ معلوم ہوا کہ اسی طرح ہمیشہ اطراف سے افیون جایا کرتی ہے چندن نگر میں پہونچکر سرکار سے پوشیدہ بکا کرتی ہے۔ اہالی گورنمنٹ نے تجویز کیا ہے کہ ایک ڈپٹی ہوگلی کی راہ میں رہا کرے۔ چوری کی کشتیاں جانے نہ دے۔ انتظام میں مستعد رہے خیال رکھا کرے تدبیر سے چور پکڑے جائیں سزا ہو اس حرکت سے باز آئیں۔ گلشن بہار

کلکتہ

جادورائے اور جمنا بی بی نے چوبیس ہزار روپے کے نوٹ چرائے۔ پولس کے حکام عالی مقام کو خبر ہوئی۔ دونوں گرفتار ہوآئے۔ صاحب مجسٹریٹ بہادر نے مقدمہ تحقیق کیا۔ پھر حسب ضابطہ بڑی عدالت بھیجدیا۔ ایک فرنگی فلیب مارکین نام شراب خواری کی علت میں پکڑ آیا۔ صاحب مجسٹریٹ نے اوس کا حال دیکھ کر دلداری سے استفسار فرمایا کہ تم کئی دفعہ پولس میں گرفتار ہوئے۔ ماخوذ اس علت میں کتنی بار ہوئے وہ بولا کچھ شمار نہیں مجھکو یاد زنہار نہیں۔ صاحب نے کہا افسوس اس جرم میں کچھ چلتی نہیں۔ کوئی قانون سزائے سنگین کا مقتضی نہیں۔ ورنہ تم کو ایسی سزائے باشقت ہوتی۔ کہ دیکھکر لوگوں کو عبرت ہوتی۔ خیر اب زنداں میں جاؤ چودہ دن کی قید اُٹھاؤ۔ ایک دن چوروں نے بردوان کے متصل فتنہ اُٹھایا ریل گاڑی کی سڑک پر درکی لکڑیوں کا ڈھیر لگایا۔ کہ وہاں پہونچ کر اُڑ جائے۔ الغرض دیس مال ہاتھ آئے۔ غرض جب ریل گاڑی سڑک کے برابر آئی۔ کوئی چیز مانع محافظوں کو نظر آئی۔ سوا اس کے پچاس ساٹھ آدمی استادہ دیکھے۔ گاڑی کے گھیرنے پر ہجوم کئے ہوئے آمادہ دیکھے۔ پوچھا تم کون ہو کہاں کھڑے ہو۔ راہ میں کس واسطے اڑے ہو۔ وہ بولے ہم چور ہیں تاک لگائے ہیں۔ گاڑی کا اسباب لوٹنے کو آئے ہیں۔ مہتمم نے کہا بہت اچھا مال جتنا چاہو لے جاؤ۔ مگر شرط یہ ہے کہ آدمیوں کو کچھ اذیت نہ پہونچاؤ۔ انہوں نے یہ امر قبول کیا مہتمم نے آدمیوں کو اُتار لیا۔ لوگوں سے کہا جلد آؤ اب دیر نہ لگاؤ۔ گاڑی خالی کر دکہ آگے روانہ ہو۔ چور اس کو غنیمت سمجھے سب گاڑیوں میں گھسے جب مہتمم نے دیکھا کہ کوئی پیچھے نہ رہا۔ گاڑی کی کل مروڑ دی جدھر سے آتی تھی اُدھر موڑ دی۔ گاڑی ہوا کی طرح چل نکلی۔ بات کی بات میں کلکتہ پہونچی۔ چور اسیر ہو کر یوں چلے آئے۔ قید میں بے تکلف اپنے پاؤں چلے آئے۔ فینکس اخبار انگریزی سے منقول ہے کہ ایک شخص نے نیا جعل آشکار کیا۔ کنٹر صاحب کے نام سے ایک مہینہ کی تنخواہ کا بل طیار کیا تریزری اور سویل اُڈیٹر والے انگریزوں کے دستخط بعینہ بنا لئے چال کی۔ اوس کے ذریعہ سے سترہ سو چوبیس روپے وصول کر کے کسی طرف کی راہ لی۔ جب کلکٹر صاحب کا بل حسب دستور صادر ہوا تریزری والوں کو پہلے بل کا جعل ظاہر ہوا۔ جعلساز کو بہت ڈھونڈا کسی نے کہیں پتہ نہ پایا۔ اب حیران ہیں کہ روپے کیونکر دیں۔ پہلے دئے ہوئے کس سے لیں۔

گلشن نو بہار، جام جہاں نما۔

مچھلی بندر

کسی بے رحم نے ایک صغیر سن کو مار کر اوپر کا آدھا جسم کاٹ لیا۔ دوسرا آدھا بے دھڑ کے ایک بنئے کے دروازہ پر ڈال دیا۔ صبح کو بقال نے کواڑے کھولے یہ وحشت ناک ماجرا دیکھ کر گھبرایا۔ دھوتی سنبھالتا ہوا گرتا پڑتا پولس کو دوڑا گیا حال سنایا۔ صاحب پولس نے وہ آدھا لاشہ اُٹھوا منگوایا۔ قاتل کی ہر چند تلاش کی کہیں نشان نہ پایا۔ ہیڈ پولس پر کلکٹر صاحب کے بڑی خفگی ہے۔ اونے حد سے زیادہ غفلت کی ہے۔ صبح صادق

پشاور

ایک سکھ سپاہی پلٹن للور کا عیدیا کسبی پر مرتا تھا۔ اوس کو دیکھ کر جیتا تھا عشق کا دم بھرتا تھا یہاں تک کہ محبت میں مسلمان ہوا۔ اور رنڈی کی طرف سے عہد و پیمان ہوا۔ کہ جب پلٹن کوچ کرے گی میں بھی چلوں گی۔ محبت نہ چھوڑونگی تیرے ساتھ راہ لوں گی۔ سپاہی خاطر جمع سے رہا کیا روپیا پیسہ بدستور دیا کیا۔ اندنوں پلٹن کے کوچ کا حکم آیا۔ وہ رنڈی کے پاس گیا زبان پر لایا کہ بی صاحب اپنا وعدہ پورا کیجئے۔ کل ہمارا کوچ ہے ساتھ دیجئے۔ وہ قحبہ کہنے لگی مجھکو ہمراہی سے سروکار کیا ہے۔ کچھ نکاحی بیاہی نہیں ہوں تیرا اختیار کیا ہے۔ چل اپنی راہ لے۔ میرا پیچھا چھوڑ دے۔ سپاہی کو یہ سن کر بہت پیچ و تاب ہوا۔ آتش غضب سے جل کر کباب ہوا۔ تلوار کھینچ کر ایک اوچھا ہاتھ لگایا۔ رنڈی کے چہرے پر ہلکا سا زخم آیا۔ پلنگ کے نیچے گھس گئی شور وغل مچایا۔ یہ سن کر ایک قصاب پڑوسی دوڑا آیا۔ سپاہی سے دلیر ہو کر سامنا کیا۔ اوس نے جھلا کر ایک ہاتھ چھوڑ دیا۔ پیٹ پر تلوار پڑی آنتوں کا ڈھیر ہو گیا بہت تیز تیز مقابلہ کیا تھا

زیر ہو گیا۔ اتنے میں ایک قصاب اور پہونچا۔ یہ خبر پاکر فی الفور پہونچا۔ سپاہی نے اوس پر بھی ایک وار کیا زخم کاری لگا مگر دم رہ گیا۔ پھر ایک سٹے نے سپاہی کو بے قابو کیا چپکے چپکے پیچھے سے آکر کولی میں بھر لیا۔ بعد اسکے برقنداز آئے۔ مجرم کو پکڑ کر کوتوالی میں پہونچایا۔ وہاں سے پاؤں میں بیڑیاں ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر قید میں بھجوایا۔ دوسرا قصاب اسپتال کو بھیجا گیا، نیم جان ہے۔ زندگی کی امید نہیں صبح شام مرنے کا گمان ہے۔ سقا بھی مجروح ہوا ہے چھچلتا زخم لگا ہے۔ قصہ مختصر مقدمہ صاحب مجسٹریٹ کے پاس دائر ہے۔ دو چار روز میں مسل مرتب ہو کر دورے کے سپرد ہونا ظاہر ہے۔

مرتضائے پشاور

جدول سعد و نحس کو دیکھو   غرّی سے حال سلخ تک سمجھو

غرہ	تحویلات آفتاب	طریقہ	قمر در عقرب
غرہ ربیع الاول روز جمعہ مطابق ۲۶ اکتوبر	تحویل آفتاب بقوس یوم شنبہ بست وسوم بعد دوازدہ گھڑی و پانزدہ پل می شود	شب دوشنبہ بست وپنجم بعد از پانزدہ گھڑی پنجاہ و پنج پل می شود	شب سہ شنبہ بست وششم بعد از نہ گھڑی وقت و نیم پل می رود

خروج قمر از بحساب رویت	شرف قمر	گھڑیہائے تمام روز: تاریخ	گھڑی	پل	تاریخ ہائے نحس اکبر
شب یکشنبہ دوازدہم ہشت گھڑی دن خواہد شد شب شنبہ سلخ بعد از بست وشش گھڑی و پانزدہ پل خواہد شد	یوم شنبہ دوازدہم بعد از شش گھڑی و چہل پل پیشود تا چہار گھڑی خواہد ماند	غرہ	۷	۳۱	۴
		۸	۲۷	۱۹	۱۰
		۱۵	۲۶	۵۶	۲۰
		۲۲	۲۶	۳۱	

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو   یافت جان تازہ جسم لکھنؤ   گنج گوہرہائے معنی اندروست   چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

عنوان صحیفہ حمد حق ہے   زیبائش اوّل ورق ہے   پھر نعت ہے سید البشر کی   یچی جس نے ہمیں خبر دی

نمبر ۱۶ ۸ ر شہر ربیع الاول ۱۲۷۳ھ ہجری مطابق ۷ ماہ نومبر ۱۸۵۶ء عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے۔ اور خبر کے صحیح کا التزام تا بمقدور ہے۔ مدح وذم کا انداز نہیں رکھا۔ ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا۔ اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو۔ دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ

تا بہ بیت السلطنۃ رنگ طلسم لکھنؤ   ضامن علم و ہنر از طبع موزوں ریختہ

عالمی از صورت و معنیش محو حیرت است   بوالعجب طرح سخن از لفظ و مضمون ریختہ

سال آغازش تبھشج و دبیت اولین   خامہ جادو رقم از قلب بیرون ریختہ

لکھنؤ

پنجشنبہ کو میجر بنکس صاحب بہادر کمشنر نے عملہ کچہری کو طیاری سفر کا حکم دیا۔ آج ۷ ر کو دورے کے واسطے تشریف لے جانا اپنا مقرر کیا۔ چنانچہ عملہ کچہری رات کو طیار رہا۔ سبک بار ہوا۔ وجہ اُسکی یہ ہے کہ مقدمہ خون کا قصبہ کاکوری میں واقع ہوا تھا۔ ایک عورت سنگدل کے ہاتھ سے ایک لڑکا موا تھا۔ سراج الحق تھانہ دار اوس کے تلاش میں سرگرداں ہوا تھا۔ آخر بعد گرفتاری مجرمہ کی یہ مقدمہ بحضور صاحب کمشنر کے چالان ہوا تھا۔ بہت روبکاری رہی اوس نے شدت قید سہی۔ بجز انکار و اقرار نہ کیا۔ باوجود برآمد مال سچا اظہار نہ دیا۔ اپنی برأت خاطر خواہ کرتی رہی ورثۂ مقتول کو برباد تباہ کرتی رہی۔ اب صاحب بہادر بموجب اس بات کے قضیہ زمین بر سر زمین وہاں تحقیقات کرکے مجرمہ کو سزا دیں گے مظلوم کو حق جزا دیں گے۔ ایک تیلی کا لڑکا منگلو اوسکا نام تھا نو دس برس کا سن گورا چٹا نہیں سیاہ فام تھا۔ اسمٰعیل گنج میں اوسکا گھر تھا۔ زمانے کے رنگ ڈھنگ سے بے خبر تھا۔ کسی کام کو اکیلا جاتا تھا ہاتھ میں چاندی کے کڑے تھے کوئی اچکے بدمعاش راہ میں کھڑے تھے تاکا مگر موقع نہ پایا۔ نہر تک ساتھ آیا۔ وہاں سناٹا تھا دل کڑا کرکے اُس کے ہاتھ سے کڑے لیے۔ اور چل دیے لڑکے نے داد و بیداد کی غل مچایا۔ حمایت کو کوئی نہ آیا۔ جس دم منتظم شہر کو یہ خبر پہونچی فوراً عیش باغ کے تھانہ دار پر تاکید ہوئی۔ کہ مجرم کو جلد گرفتار کرو اور

کیفیت اوسکی اظہار کرو تھانہ دار سرگرم تلاش ہیں کہ اس محلہ میں کتنے بدمعاش ہیں۔غرہ ربیع الاول کومری صاحب مہتمم میکہ زین انگریزی منگل سین والی کوٹھی میں آیا بہت ٹکڑے سیسے کے کوٹھے سے نکلوا کر باہر لایا۔آٹھ سے ٹکڑے اوس میں سے ایک مہاجن کانپور کے رہنے والے کے ہاتھ بیچے۔تعداد نہ کھلی۔کانا پھوسی رہی کتنے روپے لیے چپکے سے سودا ہوا۔اشاروں میں مال اُٹھ گیا ایک صندوق زرنگار کا شیش محل کو لے گیا کوٹھی میں قفل دیا گیا۔نیلام ابھی موقوف ہے مگر جائزہ مچھی بھون والے کوٹھوں کا ہوتا ہے۔ہر ایک کارپردازوں کی بے التفاتی پر روتا ہے۔اب دو دن سے فرح بخش کے کوٹھوں کا جائزہ دیکھا جاتا ہے۔اسباب شمار میں آتا ہے۔تفصیل اوسکی صحیفہ آیندہ میں تحریر ہوگی۔ناظرین کے ملاحظے میں آئے گی دلپذیر ہوگی۔کارپردازان سلطانی کی غفلت سے جی جلتا ہے لاچار قلم کی زبان سے کچھ نکلتا ہے۔جس دم حضرت سریرآرائے اریکہ جہانبانی عازم کلکتہ ہوئے بعض معتمدین کے سپرد اسباب ہوا گھر ہوا۔حفاظت کی تاکید کی ان لوگوں کا درماہہ مقرر رہا۔مگر حضرت کے تشریف لے جاتے ہی بالکل دل سے وہ حکم بھلا دیا۔ہرگز حفاظت کی جانب خیال نہ آیا۔صدہا طرح کی خرابیاں ہوئیں۔مگر اون لوگوں سے بے پروائیاں ہوئیں۔نقد و جنس تلف ہوا معاملہ بگڑا سرکار کا صریح نقصان ہوا۔اون کا کیا بگڑا نمک حلالوں کی زندگی تلخ ہے جی جلتا ہے۔غریب کا بس کیا چلتا ہے۔لازم ہے کہ حسب وعدہ خیر خواہی کی بات کریں۔انتظام ڈیوڑھیات کریں۔مال اسباب کی نگہبانی کو جوان جرار امانت دار ہیں۔ڈیوڑھیوں پر سن رسیدہ عبادت گزار ہیں۔پر رسولان بلاغ باشد و بس۔ سابق میں ہرہجن نامی گاڑیبان نے ڈپٹی کمشنر کی کچہری سے چودہرات کا ٹھیکہ لیا تھا۔سرکار نے پرورش کی راہ سے ایک آنہ روپیا مقرر کر دیا تھا۔چھٹی نومبر کو سب گاڑی بانوں نے جمع ہو کر سرکار میں فریاد کی۔صاحب بہادر نے ناراضی کی وجہ پوچھی اون لوگوں نے عرض کی۔کہ ایام سلطنت میں تین پیسے روپیا مقرر تھا۔خداوند نعمت اکا گاڑی کا کام بہت چلتا تھا۔اس پردینے کے نام سے جی جلتا تھا۔اب تو سرکاری گاڑیوں نے روزی ہماری بگاڑی ہے سب حیران ہیں مہینوں کرایہ میسر نہیں ہوتا پریشان ہیں۔کہاں سے لائیں جو چودھری کو دیں آپ بھوکے مرجائیں۔مانگے تانگے پر پیٹ پالتے ہیں۔مودی کے دبیل ہیں روز ٹالتے ہیں۔بُری بھلی بوجھتا نہیں۔چودھری کو لینے سے غرض ہے اور کچھ سوجھتا نہیں۔ہم سے ایک پیسہ نہ دیا جائے گا سرکار منصف ہے ایسی تجویز فرمائے کہ ہماری جان بچ جائے۔صاحب نے عدالت کو کام فرمایا۔آشتی سے سمجھایا کہ چودھری نے سرکار میں ظاہر کیا تھا کہ وقت ضرورت جس قدر گاڑیاں درکار ہونگی بلاجبر حاضر سرکار ہونگی اب تمہارے اظہار سے اس کا جبر ثابت ہوا۔اس واسطے یہ حکم دیا گیا کہ تم اطمینان سے اپنے کام میں مصروف رہو ایک حبہ اس کو نہ دو۔اب شرف الدولہ غلام رضا خان بہادر نے نئی چال کی۔ایک محضر اپنے حسن کردار کا۔مہری راضی نامہ صغار و کبار کا۔اس مضمون سے طیار کیا ہے کہ ایک مدت سے عہدہ پرمٹ اور گنجیات سرکار شاہی سے پا بنام رہا مگر ہمیشہ رضا جوئی حاکم اور دلجوئی خلائق سے کام رہا۔حسن کردار سے ایک عالم کو راضی رکھا۔نئی باتوں سے پرہیز رہا جاری بدستور ماضی رکھا۔اسی طرح کی کئی سطریں تحریر کیں۔اکابر شہر نے مہریں کر دیں۔بعضوں کو دعوت کے حیلے سے مکان پر بلوایا۔خاطرداری کی تحفہ تحفہ کھانا کھلوایا۔اس ذریعے سے حاصل مطلب کیا۔اس پردے میں کام سب کیا۔بعضوں کی خدمت میں جا کر اظہار حال کیا۔کسی کی مہر کسی سے لکھوالیا ایک عالم کو اس کی سحر بیانی کا حال معلوم ہوا۔مگر مآل اسکا کسی کو نہ مفہوم ہوا۔اس واسطے کہ عمل انگریزی میں ان مہروں سے کیا کندہ ہونا ہے۔ناحق اس فکر میں پراگندہ ہونا ہے۔تیسری نومبر کو صبح دم پریٹ پر سب انگریز افسر فوج جنگی جمع ہوئے کپتان گال صاحب کے رسالے کے قواعد جرنیلی دیکھی۔سواروں کی چالاکیاں، گھوڑوں کی تیزیاں دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے بڑی تعریف کی کپتان گال صاحب نے یہ کام کیا۔خوشی میں آکر دو سو روپے انعام دیا۔سواروں نے اپنی جگہ پر یہ مشورہ ٹھہرایا۔کپتان مذکور کی بلند نامی کا خیال آیا۔اوسی شب کو جلسہ دعوت کا مقرر کیا۔کپتان ہارڈنگ کے رسالہ میں کہلا بھیجا۔ادھر سامان دعوت مہیا ہوا اُدھر رقص و سرور کا جلسہ ہوا۔شام سے صبح تک حیرت سے سکتا رہا۔ایک دوسرے کا منہ تکتا رہا۔ان غریبوں کی ہمت دیکھیے کئی سو روپیہ خرچ ایک بات پر کیا۔افسر کی نیک نامی کا خیال رہا جبر اپنی ذات پر کیا۔کپتان کی علو ہمتی کا شہرہ دور دور پہونچا۔حاکم بالا دست کے حضور پہونچا۔اوسی شب کو کپتان ہارڈنگ کے رسالے میں کوچ کا حکم آیا۔مجبور رخت سفر درست کیا۔دل روانگی پر چست کیا۔صبح ہوتے روانہ ہوئے ابھی دریافت نہیں ہوا کدھر گئے۔ ورینولا مسماۃ مندر کی عرضی مندرجہ بایں مضمون صاحب منتظم شہر کے حضور میں گذری۔کہ لونڈی پانچ برس سے امتیاز الدولہ بہادر کی نوکر

تھی۔ اب وہ کلکتہ منہ موڑ گئے دشمنوں میں مجھکو چھوڑ گئے۔ گرفتار بلا ہوں۔ مورد جفا ہوں۔ جو کچھ نقد وجنس میرے پاس تھا وہ چورایا۔ او لٹے قید ہوں محل سے نکل نہیں سکتی اس جگہ سے ال نہیں سکتی۔ کہ مال کی تلاش کردں۔ فکر معاش کروں۔ دن رات بھوک میں غم کھاتی ہوں۔ ہردم آنسو بہاتی ہوں۔ جینے سے سخت تنگ ہوں۔ سر پھوڑ نہیں سکتی ایسے ظالم کے سنگ ہوں۔ حاضر ہونے کا یارا نہیں۔ بے عرض حال چارہ نہیں۔ امیدوار ہوں کہ اس قید شدید سے لونڈی کو رہائی ہو۔ کسی صورت سے عدالت تک رسائی ہو۔ صاحب بہادر دادرس نے اوس بیکس کے حال پر رحم فرمایا۔ فوراً حسب ضابطہ کوتوال کے نام پروانہ لکھوایا۔ تاکید صورت حال کی ہے اجازت تلاش مال کی ہے۔ دسویں نومبر تک دو کمپنیاں لال کرتی کانپور جائیں گی کوتوال شہر کے نام پروانہ بار برداری کا آیا ہے۔ حکم سامان سفر کی طیاری کا آیا ہے۔ حکایت یہ حیرت افزا ہے نئی طرح کا ماجرا ہے۔ مشہور مثل میں قید فرنگ ہے۔ سب عقل رہائی میں دنگ ہے۔ جہاں سے انسان کے وہم وگمان کی رہائی نہیں نہ آزادی خیال ہوتا ہے اون قیدیوں کا نذکور حال ہوتا ہے۔ ۷ ربیع الاول کو کچھ مجرم تارے والی کوٹھی سے۔ (۱)۔ والے اصطبل میں آتے تھے۔ برقنداز تلنگے اون کو لاتے تھے۔ جب دروازہ پر پہونچے تو دیکھا کہ قیدیوں نے بلڑ مچایا ہوا ہے۔ جو سپاہی نگہبانی کرتے تھے اون کو بھگایا ہے۔ باہر نکلے جس کا منہ جس طرف اوٹھا وہ بھاگا جاتا ہے۔ سپاہی ہر ایک ان سے بھاگتا ہے غل مچاتا ہے۔ اس عرصہ میں کچھ اور تلنگے برقنداز آواز سن کے گھر آئے قیدیوں کو گھیرا کچھ تو فرار ہوئے۔ کچھ گرفتار ہوئے اونکو محبس میں پھیرا۔ کوتوال صاحب کو خبر ہوئی کہ قیدی فرار ہوئے وہ فوراً سوار ہوئے۔ خبر فاش ہوئی سب کو تلاش ہوئی۔ کوئی پژمردہ قبرستان میں ملا۔ کسی کو مہری میں پایا کوئی نابدان میں ملا دو کو لہر آئی دریا میں گرے۔ ڈوب کر نصیب ترے۔ کسی کے ہاتھ نہ آئے لوگوں نے کنارہ کیا خالی پھرے۔ دو اور دیکھ کر چال سے چلے مگر اپنی بھی بھولے ہاتھ پاؤں پھولے۔ ورطہ ہلاکت سے نہ پار ہوئے۔ مرزا والی کوٹھی کے تلے گرفتار ہوئے۔ اگر قسمت میں رہائی پانی ہوتی تو دریا سے بیڑا پار ہوتا۔ کچھ ایسا بناو بناتا بات نہ بگڑتی کوئی نہ گرفتار ہوتا۔ اور دو کو خاص بازار میں جانباز برقندازوں نے گھیرا۔ وہ مقابلے کو موجود ہوئے منہ نہ پھیرا۔ اس حیص بیص میں سوار آ پہونچے اون کو پکڑ لائے۔ مشکیں جکڑ لائے اس سانحے سے حکام کو غلجان رہا۔ منتظم شہر تمام شب پریشان رہا۔ گلی کوچے میں بہت بندوبست ہوا خوف سے دروازے لوگوں کے بند ہوئے۔ بیم ورجا میں آئینہ روندر ہے۔ اتنے ہی گرفتار بس ہوئے۔ پھر داخل محبس ہوئے۔ باقی مجرموں کی تلاش ہے جاری پروانے ہوئے ہیں۔ محلہ دار تجسس میں دیوانے ہوئے ہیں۔ ابھی گیا نہیں جس دم شمار ہوگا۔ چھپے نہ رہیں گے تعین اون کا اظہار ہوگا۔ میر اولاد حسین تھانہ دار کٹرہ خدایار خان کہ بڑے کارگزار ہیں۔ بالفعل منتظم شہر کی کچہری میں ماخوذ ہیں محکمے میں گرفتار ہیں۔ علت یہ ہے کہ شاید سرکار سے چوری کی واردات کا اخفا کیا نیا کید کیا۔ تین آدمیوں کو گمان پر بے آبرو کیا قید کیا۔

تتمہ سرکلر حکم سرکار

دفعہ دوم اور مطابق دفعات ۱۴ و ۱۵ قانون بستم ۱۸۶۱ عیسوی کے صورت حال بجائے کیفیت کی جس وقت کہ طیار ہووے اوسی وقت خدمت صاحب مجسٹریٹ کے بھیجی جائے اور اگر مقدمہ ڈاکہ زنی کا ہووے تو بیان موقع واردات اور از روئے تحقیقات کہ جو باتیں ثابت ہوئی ہوں اوس کا بھی حال صاحب مجسٹریٹ کی خدمت میں لکھا جاوے۔ دفعہ سوم اور اقرار مجرم کا مفصل لکھا جاوے اور اہلکاران پولس احتیاط رکھیں کہ اظہار اقراری پر مردمان متعینہ تھانہ چوکیدار یا دو سا مادہ یا چمار اور اسی قسم کے لوگ دستخط کرنے نہ پاویں اور اگر اہلکاران پولس کی طرف سے ایسی حرکت ظہور میں آوے گی تو اپنے عہدے سے موقوف کردئے جائیں گے ایسے اظہار اقراری پر اوس جگہ کے رئیسوں کا ہمیشہ دستخط ہونا چاہئے اور اگر ممکن ہووے تو ایسے لوگوں کا دستخط ہونا چاہئے جو لکھ پڑھ سکتے ہوں اور اون لوگوں سے کہدیا جائے کہ وہ لوگ خود مدعا علیہ سے استفسار کرلیں کہ اوس نے بخوشی اقبال کیا ہے یا نہیں۔ دفعہ

ا۔ پھٹا ہوا

چہارم اور جو کاغذات صاحب مجسٹریٹ کے پاس بھیجے جائیں اوس میں اظہارات گواہ بالتفصیل و مشرح نہ لکھی جاویں صرف خلاصہ اظہارات مذکور باختصار تمام لکھا جاوے مثلاً اگر رہزنی کے مقدمے میں خون ہو گیا ہو تو خلاصہ اظہار اس طرح لکھا جائے نظیر علی و پیر بخش و گووند رام نے دیکھنا واردات کا بیان کیا در گا دعوض خان ورتن جاید ادکو پہچانتے ہیں شیو لال و گوردو اس وقت تلاشی مکان مدعا علیہ موجود نگران حال تھے اور کلب علی اور گنگا دین نے دیکھا تھا کہ مدعا علیہ ہاتھ میں ننگی تلوار لیے ہوئے بھاگا جاتا ہے جکیا دو سادہ چوکیدار نے مدعا علیہ کو گرفتار کیا اور دیکھا کہ مدعا علیہ کے کپڑوں پر خون کے چھینٹے پڑے ہیں۔ دفعہ پنجم اور خلاصہ اظہارات کے نیچے داروغہ نام اون گواہوں کے مندرج کرے جنکے اظہار لیے ہوں لیکن اونہوں نے اپنی لاعلمی بیان کی ہو یا گواہی ایسی دی ہو کہ قابل بھیجنے کے صاحب مجسٹریٹ کی خدمت میں نہ ہو۔ دفعہ ششم اور بعد اختتام تحقیقات جب داروغہ مدعا علیہوں کو صاحب مجسٹریٹ کے پاس بھیجنے لگے تو چالان نمبر ۲ ضمیمہ قانون بستم ۱۸۱۷ عیسوی کے خانہ کیفیت میں داروغہ مسطور اپنی وجوہات مدعا علیہوں کے چالان کرنے مندرج کرے اور ضرور نہیں ہے کہ شرح وجہ ثبوت کی پھر لکھے دفعہ ہفتم اور بہ سبب تحریر جواب پروانہ کے کوئی قاعدہ ٹھیک ٹھیک مرقوم نہیں ہو سکتا لیکن اگر کوئی اہلکار پولس اپنی کیفیت طول طویل لکھے گا۔ اور اس کے پڑھنے میں ناحق اوقات صاحب مجسٹریٹ ضائع ہوگا تو ایسے اہلکار پولس پر جرمانہ کیا جائے گا اور اگر تاہم اہلکار پولس اپنی حرکت سے باز نہ آئے گا تو موقوف کیا جائے گا۔ دفعہ ہشتم اور داروغہائے پولس کو اطلاع دی جاتی ہے کہ عذر تیار کرنے اور نقل کرنے رپورٹیں طول و طویل کا مطابق قاعدہ مذکور الصدر کے منقطع ہو گیا پس اگر اس صورت میں اشخاص باوجود خلاف قوانین تھانے پر زیادہ عرصہ تک رکھے جائیں گے یا تحقیقات میں سستی ہوگی تو اسکا تدارک قرار واقعی کیا جائے گا اور داروغان پر فرض ہے کہ جو واردات سنگین اون کے علاقے میں صادر ہو اوس کی اطلاع مختصر مگر صاف صاف خدمت میں صاحب مجسٹریٹ کی کیا کریں۔ دفعہ نہم جن مقدمات میں داروغہ پولس از روے روئیداد مقدمہ کے چالان کرنا ماخوذ مدعا علیہوں کا مناسب نہ سمجھے تو خلاصہ اظہار ہر ایک گواہ کا اور بیان شرح مدعا علیہوں کا مع دلائل اپنی تجویز کے نسبت رہائی اشخاص ماخوذ بلا تکرار وجہ ثبوت خدمت میں صاحب مجسٹریٹ کے روانہ کرے۔ فقط

فیض آباد

فیض آباد سے خط ایک آشنا کا آیا۔ اوس میں یہ مضمون تازہ لکھا پایا اندنوں وہاں غلے کی گرانی از حد ہے۔ فوج جمع تھی ہر طرف سے انگریزوں کی آمد ہے۔ پہلے تو ہنومان گڑھی کھودنے کا ارادہ تھا۔ سامان موجود تھا۔ مقدمہ پیش پا افتادہ تھا۔ جب اسکی کونسل ہوئی صلاح نہ دیکھی کسی صورت کی فلاح نہ دیکھی۔ دو پلٹنوں نے سلطان پور کی طرف کوچ کیا۔ دو پلٹنوں کو بہرائچ بھیج دیا۔ دو سو انگریز وہاں مقیم ہیں۔ تدبیر بندوبست میں خوف و بیم ہے۔ شہر تباہ ہے۔ غمزدوں کے دردو آہ سے آسمان سیاہ ہے۔ سڑک طیار ہوتی ہے۔ کیا کیا عمارات عالیشان مسمار ہوتی ہے۔ ایک سڑک ترپولیے اور چوک سے دلکشا تک پہونچائی۔ عمارت نقار خانے کی بنیاد خاک میں ملائی۔ اوس موقع پر فقط مکان میاں داراب علی خان کے باقی رہے۔ باقی سب کچے پکے مکان ڈھے۔ اور ایک سڑک ظفر الدولہ بہادر کے مکان سے داراب علی خان کے خواص پورے تک آئی۔ اوس بستی نے بھی ویرانی کی شکل پائی۔ قریب خواص پوری کے سر سڑک ایک مسجد آگئی وہاں راہ تنگ تھی۔ گھٹانے بڑھانے میں فساد کی بات اوس کے سنگ تھی۔ مسجد کے چبوترے پر ہاتھ صاف کرنے کا قصد کیا۔ بلوے کے ڈر سے چون و چرا کی۔ خدا نے اُس کو رکھ لیا۔ دیکھا چاہیے خدا آگے کیا دکھاتا ہے۔ جزائے اعمال ہر ایک پاتا جاتا ہے۔ نواب شجاع الدولہ بہادر کے کوٹھے ٹوٹتے ہیں۔ اسباب سستا نیلام ہوتا ہے گویا لوٹتے ہیں۔ جانپ نار تحفہ تحفہ شمشیر آبدار تین تین روپے میں لوگ لے گئے سب لاچار ہیں چھکے چھوٹتے ہیں سوکھے کیلیے ایک بھاؤ جلتی ہے۔ کیا کسی کی چلتی ہے۔

اکبرآباد

مطلع اخبار کی روشن بیانی سے واضح ہوا ہے کہ لفٹنٹ گورنر بہادر کے حکم سے ہر کوچہ وبازار میں تیس تیس گز کے فاصلے سے بلیاں گڑی ہیں۔ اور لالٹینیں اوس پر نصب کی ہیں۔ روشنی کا صرف مشہور سرکار سے ہے۔ مگر پون آنہ محصول ہر دوکاندار سے ہے۔ دیوان سراج الدین سجادہ نشین اجمیر شریف تین سو آدمی ہمراہ لے کر اکبرآباد میں تشریف لائے ہیں۔ باعث اس کا یہ ہے کہ کمشنر اجمیر نے عملہ ہنود کی رعایت کی۔ عشرہ محرم کو جل بہار نکالنے کی اجازت دی۔ صبح سے دو پہر تک تعزیہ اوٹھے بعد اس کے چپراسی سرکاری مانع ہوئے اوٹھانے نہ دئے۔ ہر چند مسلمانوں نے داد بیداد کی۔ صاحب سے فریاد کی مگر کچھ سماعت نہ کی۔ مسلمانوں کی حمایت نہ کی۔ جب اس بدعت تازہ کی داد نہ ملی تب حاکم اعلی کی طرف رجوع کی۔ یقین ہے صاحب کے گوش زد یہ روداد ہو۔ تو ضرور رفع فساد کی بنیاد ہو۔ میگہ زین (میگزین) سرکاری میں سامان حرب کی طیاری ہے۔ توپیں بندوقیں درست ہوتی ہیں۔ ضرب زید عمرو کی باری ہے .... یہ کے گلچیرے ہیں گولی ڈھالتے ہیں ناقص رکھ انہیں چھوڑتے نکالتے ہیں۔ پُرانے خیموں کا نیلام ہوتا ہے۔ نئے طیار ہونے کا بہت اہتمام ہوتا ہے۔

کارسازی جنگِ ایران

دوربین سے معلوم ہوا کہ بالفعل شاہ ایران کا ملک لینے کو صاحب عالیشان کی چڑھائی ہے سنا ہے ہرات تک فوج شاہ چڑھ آئی ہے۔ کچھ فوج بوشہر کو بطریق سیل جہاز پر گئی۔ کچھ مع زر نقد امیر دوست محمد خان حاکم کابل کی طرف بھیجدی۔ اور یہ بے جراتی لارڈ ڈلہوزی کی تھی پیشتر امر کا لکھنا خیال میں نہ آیا۔ اب جو سرنوشت بگڑی کچھ نہ بنی گھبرا کے زر خطیر بھجوایا۔ فیما بین جناب خورشید رکاب شاہ ایران اور شاہ کجکلاہ روس اور قہرمان والا شان امریکہ محبت جانی ہے۔ بموجب صلح نامہ فیل روحانی ہے۔ سفیر ایران باصفاہر ایک مقام سے طہران میں داخل ہیں۔ کنگالیشین ہر امور کی ہوتی ہیں مشوروں میں شامل ہیں۔ اگرچہ صاحبان عالیشان دانایان فرنگ ہیں۔ مگر ان روز دن تنگ ہیں۔ جب مقابلہ توپ وتلوار کا ہوگا۔ معرکہ کارزار کا ہوگا۔ ملک الموت کی گرم بازاری ہوگی۔ نقد جان کی خریداری ہوگی۔ بحر ذخار گلنار ہے گا۔ دیکھئے کھیت کون رہے اور کھیت کس کے ہاتھ رہے گا۔ خدا عالم کہ انجام کار کیا ہے۔ ظاہرا یہ قیامت صغریٰ ہے معرکہ بڑا ہے۔ خبر ہے کہ کرنیل کو ینا صاحب ٹون میجر قلعہ کلکتہ کا صاحب عقل اور ہوشیار ہے۔ زبان فارسی اردو سے واقف کار ہے۔ ایک حکمنامہ سر بمہر گورنمنٹ سے پایا ہے۔ افغانستان کی طرف گھوڑا اوڑایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کرنیل صاحب موصوف سفیر کابل ہو کر حکمنامہ مع راز پوشیدہ امیر دوست محمد خان بہادر کے پاس لے جائیں گے۔ نشیب وفراز سمجھائیں گے۔

دائرہ دون

باد جود کمال ہوشیاری اور پاسداری محافظوں کی اونتیس قیدی دائرہ دون سے فرار ہوئے بہت شخص اون کی فکر تلاش میں گرفتار ہوئے۔ لوگوں نے بہت خاک چھانی اون کی گرد نہ پائی۔ کسی کی صورت نظر نہ آئی۔ سرکار سے یہ اشتہار ہوا ہے جو کوئی گرفتار کر لائے گا۔ سو روپے سے تین سو روپے تک انعام پائے گا۔ صادق الاخبار

مدراس

تیسری اکتوبر کو لارڈ ہارس صاحب بہادر گورنر مدراس نے ہمراہ ہے ملیٹر بورڈ کے دورے کے واسطے راہ لی۔ سب احتشام کا اسباب چھوڑ کر فقط ضروریات ہمراہ لی۔ ہر موافق معمول کے انیس ضرب کی سلامی ہوئی۔ ادھر صاحب ممدوح کی تیز گامی ہوئی۔ کڑپہ بلہاری کا ٹراتک جائیں گے۔ دو مہینے کے بعد

مدراس میں پھر آئیں گے۔ اگر چہ حیدر آباد دکن کی بھی خبر ہے۔ لائن یہ بات پایہ اعتماد سے باہر ہے۔

سیام

سلطان الاخبار میں لکھا ہے کہ ایک امیر ملک سیام نے اپنے بادشاہ کی دعوت میں کد کی۔ اوس نے سنت سمجھ کے نہ رد کی۔ بادشاہ کا بھائی اس کید سے آگاہ ہوا سدّ راہ ہوا۔ آخر کسی کو اپنا لباس شاہی پہنا کے بروز معین روانہ کیا حیلہ مردانہ کیا۔ وہاں سے جس مکان میں دعوت کا سامان تھا فرش کے تلے باروت بچھائی تھی۔ اُڑا دینے کی تدبیر ٹھہرائی تھی۔ بادشاہ لباسی کو وہاں بٹھایا۔ اکل و شرب کا سامان سامنے آیا۔ لوگوں نے کھانے پر ہاتھ دوڑایا اوس نے باروت کو اُڑایا ننگ و ناموس کو پھونکا اپنی دانست میں ولی نعمت کو جلایا آخر اوس کی جزا میں مردود مع زن و فرزند فی النار ہوا۔ جہنم کی آگ کا سزاوار ہوا۔

حیدر آباد سندھ

صادق الاخبار سے نقل ہے۔ فی الحقیقت اصل ہے کہ انڈس نامی جہاز مع ایک رجمنٹ بلوچ اور ایک گروہ توپخانے کا دریائے سندہ کی راہ سے روانہ ہوا۔ جب وہ مرکب کنارہ پہونچا تختہ اوس کا ٹوٹ گیا نصیبہ اُن کا پھوٹ گیا۔ جو جو سوار تھے وہ تشنہ لب ڈوب گئے کچھ فوج کے افسر بچے باقی سب ڈوب گئے۔

لندن

لندن کی تحریر سے ثابت ہوا کہ بادشاہی باغ کی طرف فوج کی دعوت ہوئی۔ کھانے پینے کا سامان ہوا۔ اون کے حال پر بڑی رعایت ہوئی۔ روشنی ایسی روشن تھی کہ شب تیرہ میں دن کا رنگ نظر آیا آتشبازی اتنی کڑی تھی کہ صحرا میں گلشن کا ڈھنگ نظر آیا۔ بیس ہزار تماشہ بین دیکھنے کو آیا سب نے لاکھ طرح کا مزا پایا۔ مغرب کی طرف ایک عورت نے اپنی دو بیٹیوں کو زہر دیا۔ آپ بھی پھانسی لگا کر مرگئی کچھ حال نہ کھلا کہ کس واسطے یہ حرکت کرگئی۔ ایک مس سیٹر نامی اپنے ہاتھ سے پھانسی گلے میں ڈال کر ہلاک ہوئی۔ پتھر پڑیں اس عقل پر بے سبب تہ خاک ہوئی۔ کلکم صاحب سکرتر بادشاہی مدرسے کا مع ایک پوتا دو بیٹے دریا میں غرق ہوا نہا ہونے میں نہ فرق ہوا۔ لوگوں کو یہ لہر آئی کہ وہاں بھی چین نہ دم بھر دیا۔ وہ تہہ میں بیٹھے موجیں مارتے تھے کھینچ کر باہر کیا۔ لندن کے دریا میں کئی آدمی ڈوبے ایسا غوطہ کھایا کہ جان دی اور نہ ترے پھر نہ پھرے نہ کسی نے پتا پایا۔ ایک کشتی اولٹ گئی آٹھ آدمی کی جان جھٹ پٹ گئی۔ لایورپول کی طرف آگ لگی ایک جورو خصم تین اوس کے لڑکے اور اسکول ماسٹر یہ سب جل گئے۔ دنیا سے بے اجل گئے۔ پوٹورن کی طرف اس غضب کی بجلی گری اوسکے لپیٹ سے بہت آدمی داغدار ہوئے۔ غیرت چنار ہوئے۔ نو آدمیوں نے ایک وزنی چیز آہنی کے اُٹھانے سے جان دی۔ راہ عدم کی لی۔ کہتے ہیں تیرہویں نومبر کو پارلیمنٹ دوسرا اجلاس کریں گے۔ مقدمات حق ہونگے کسی کی رعایت نہ کسی کا پاس کریں گے۔ جب اس طرح فیصلہ ہوا کرے گا۔ دامن امید خلائق گوہر مقصود سے بھرے گا۔

صادق الاخبار

شملہ

صادق الاخبار کے دو کارسپانڈینٹ صاحب خاص مقام شملہ سے تحریر کرتے ہیں کہ مسز کیمل صاحب سوداگر کے مکان میں چوری بانات کی ہوئی بہت کاوش کی۔ پتانہ لگا آخر بی بی کلیر صاحبہ اور فیضو چپراسی کو مدعا علیہ بنا کر تالش کی ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے بعد تحقیقات کے چپراسی کو چھوڑ دیا اور چوری کو بی بی کلیر کے نام پر ثابت کیا۔ اور مقدمے کی مسل کو حکم اخیر کے واسطے سپریم کورٹ کے پاس ارسال کیا اکثر صاحب لوگوں کو تعجب ہے کہ ایسے مقدمے صاحب لوگوں سے اکثر سرزد ہوئے جیسا مقدمہ راوٹی صاحب ملتان والہ یا معاملہ ویکفلڈ لاہور والہ اب خاتونوں انگریزی سے چوری ہونے لگی۔ سرزوری ہونے لگی۔ ہندوستانی دانا اس جرم پر بدنام ہیں۔ لیکن یہ نکتہ اب معلوم ہوا کہ دانا لوگوں کے یہ کام ہیں۔

رامپور

نواب محمد کلب علی خان صاحب ولی عہد والی رام پور ہیں۔ شجاعت سخاوت ہمت جرات میں نزدیک دور مشہور ہیں۔ علم حلم مُرّوت عفو میں یکتائے روزگار ہیں۔ عبادت ریاضت شرع کی پیروی امور دین میں شہرہ ہر دیار ہیں۔ مولانا محمد احمد سعید جو اپنے عصر کے وحید ہیں۔ اون کے خلف رشید دیدہ شنید مولوی عبدالرشید ہیں اون سے نواب نامدار نے بیعت کی۔ حق تو یہ ہے بڑی ہمت کی۔ جب پروردگار ہدایت کرتا ہے تو قلب کی صفائی ہوتی ہے۔ آئینہ دل میں رونمائی ہوتی ہے۔

افغانستان

امیر دوست محمد خان بہادر اور کہندل خان اون کا بھائی مع اہل و عیال کابل میں تشریف لائے ہیں۔ سردار غلام حیدر خان کو قندھار میں چھوڑ آئے ہیں۔ جو لشکر نگہبانی کو مقام قرم میں جانب امیر سے مقرر تھا اور اب بے سر تھا وہ بھی بموجب حکم امیر کے روانہ کابل ہوا۔ وہ مقام فوج سے خالی بالکل ہوا۔

پشاور

چھاونی پشاور سے جو فوج یوسف زئی کی تہدید کو گئی تھی پھر آئی بیماری کی شدت تھی رہنا وہاں کا ہلاکت تھی تین حصہ فوج بخار سے خوار ہوئی۔ ہر ایک کی حالت زار ہوئی۔ ایک حصہ تندرست ہے۔ وہ لرزے کے خوف سے سُست ہے۔ طینت سرکار کمپنی کی صاف ہے۔ خلقت اس قوم کی بر سر انصاف ہے۔ رعایا پر ظلم منظور نہیں۔ عدل اون کے نزدیک دور نہیں۔ اندنوں حکام ممالک پنجاب کو حکم آیا ہے کہ فوج ہندوستانی اور گورے اور رجمنٹ سواروں کی مع سو ضرب توپ اور چار ہزار آرابہ سامان جنگ کی موسم سرما میں کابل قندھار ہرات کی طرف بھیجا جاوے تو پشت گرمی سے اس فوج کی رعایا اوس ملک کی سرد مہری ان دونوں سے نجات پاوے۔

سانوتال

قوم سانوتال کی فتنہ پردازی مشہور ہے۔ اون کے ظلم کی خبر دور دور ہے۔ جور و ستم کی حرکت جاری ہے۔ رعایا اونکے ہاتھ سے عاری ہے۔ فوج ہندوستانی سے پلٹن شجاوتی کے کچھ لوگ گورنمنٹ سے انتظام کو مامور ہوئے۔ اسباب رنج و غم سے رعایا سے دور ہوئے۔ اندنوں جگناتھ جانے کی پچاس سپاہیوں نے سرکار سے رخصت لی۔ وہاں تو نہ گئے چوری کے واسطے فرصت لی۔ شب کے وقت ایک مالدار ہندو کے گھر میں گھسے قفل توڑا کئی آدمیوں کو جان سے مارا اسباب کچھ نہ چھوڑا۔ ایک گھڑی ساز کا گھر ساعت بھر میں لوٹا۔ وہاں بھی نقد و جنس کچھ نہ چھوڑا۔ پچیس ہزار روپے ہاتھ لگے پھر چلنا غنیمت سمجھا۔ سانو تالیوں کو خبر ہوئی تدبیر گرفتاری سر بسر ہوئی۔ جس دم مقابلہ ہوا جو یہ لائے تھے اونہوں نے پھیر لیا۔ سب اسباب مغروقہ رکھوالیا۔ کچھ تو دم شمشیر ہوئے باقی اسیر پنجہ تقدیر ہوئے۔ معاملہ سرکار میں آیا دیکھئے کیا تجویز ہوتی ہے ایسے نظام میں اس طرح کی بدعت عقل کھوتی ہے۔

ولایت

رجمنٹ انگریزی کا ایک گورا پیدل۔ سپاہی بے بدل۔ حکم سرکار سے کریمیا کو گیا تھا۔ میم شکیل نوجوان محبوبہ اوسکی تھی اوسکو گھر میں چھوڑ گیا تھا۔ سفر میں جو کمایا۔ بی بی کے کھانے کو بھجوایا۔ رنڈی جوان روپیا پاس جوش مستی۔ وہ کیونکر نہ پھنستی۔ غرض ایک جوان ہاتھ آیا۔ خصم نے جو کچھ بھیجا وہ یار کو کھلایا۔ مدت بعد وہ جو پھرا۔

یہاں یہ گل کھلا دیکھا سخت خار ہوا مصیبت میں گھرا۔ اوسکی جان لینے کی طاقت نہ پائی۔ اپنی جان دینے کی تدبیر ٹھہرائی۔ صلاح یہ کہ ڈوب جائے کہ قبر کا نشان نہ ہو۔ گور پر خفت کا سامان نہ ہو۔ ایسی بے حیا سے موت کو نفرت ہوتی ہے۔ جلا کی حرمت کھوتی ہے۔ یہ دریا میں گرا ملاحوں نے دودھ کی مکھی جیسے نکالتے ہیں اوس طرح باہر پھینک دیا آخر مجسٹریٹ نے بلایا حال پوچھ کر سمجھایا کہ اوس نے یار کیا تو جورو کر۔ اوسنے وہ کیا یہ تو کر۔

ساگر

اخبار مفصلیٹ سے معلوم ہوا۔ مضمون تازہ مفہوم ہوا۔ کہ بالفعل سرکار کمپنی بہادر کو اس علاقے کا انتظام مثل پنجاب کے مدنظر ہے۔ اس واسطے کہ رئیس وہاں کا لہو لعب میں مشغول ہے انتظام ملک سے بے خبر ہے۔ اب دو قسمتیں اوس علاقے کی تجویز کر کے یہ ٹھہرایا ہے۔ ایک پر میجر ارکس صاحب دوسرے پر کپتان سکین صاحب کا رہنا مقرر فرمایا ہے۔ حکام بالادست کو انتظام پنجاب کا ایسا پسند خاطر آیا ہے کچھ ذہن میں ایسا سمایا ہے کہ قانون کا طرز حرف غلط ہو گیا صاف دل سے بہلایا ہے اگر خدا کو بھی ایسا کچھ منظور ہے تو اس میں کیا کسی کا قصور ہے لیکن لوگوں کی یہ دعا ہے خدا کرے جھوٹ یہ تقریر نکلے۔ رئیس کی توجہ رعایا کے حال پر ہو نظر اوس کو اپنے مآل پر ہو وہ تدبیر نکلے۔ کوہ نور

مقامات متفرقہ

جمال پور کے انتظام میں خلل ایسا پڑا۔ کہ جنوری سے اب تک تین بار ڈاکا پڑا لوگوں میں وہاں اس بات کی شہرت ہے۔ کہ چھٹے رجنٹ کی سپاہیوں کی شرکت ہے۔ جے پور میں بڑی بدانتظامی ہے۔ حد سے زیادہ بے سرانجامی ہے۔ چوریوں کا کچھ حساب نہیں۔ وارداتوں کا جواب نہیں سنا ہے کہ مانک چند خزانچی نے راج پر لاکھ روپے کی نالش رزیڈنسی میں کی ہے۔ اور صاحب رزیڈنس راجپوتانہ نے جہاں جہاں خرچ ہوا اوسکی تفصیل مانگی ہے۔ شاید اس باب میں تساہل ہو۔ تفصیل پیش کرنے میں تامل ہو۔ کہ اوس میں بہتوں کے ہاتھ رنگے ہیں۔ کتنوں کے منہ لال ہو چکے ہیں۔ شہر پونا کے منصف سے سرکاری روپے میں تغلب سرزد ہوا۔ پانچ ہزار روپے جرمانہ لئے گئے سال بھر کی معیاد سے مقید ہوا۔ ڈاک گھر کا ایک چپراسی جرم تازہ میں گرفتار ہوا۔ کسی کے ستر روپے کے تین بل نکال لئے مواخذہ دار ہوا۔ اکثر اہالیان ڈاک ایسی حرکتوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مگر مہتمموں کے التفات ان باتوں کی طرف کب ہوتے ہیں۔ مہم فارس کے لئے رسد رسانی کا سامان ہے بڑی طیاری ہے۔ کمسریٹ کے اہل کاروں پر تاکید سے حکم جاری ہے۔ آگرے میں جدہر دیکھو جوا پھیلا ہے چوپڑ ہوتی ہے۔ قمار بازوں کے تاک میں دھر پکڑ ہوتی ہے۔ روشن محلہ پنی گلی سے کچھ لوگ پکڑے گئے ہیں۔ پانسا اولٹ گیا عدالت کے حوالات میں بھیجے گئے۔ دو جو چلتے تھے اون کا داؤ چلا ضمانت دیکر چھوٹے۔ کچے وہیں پڑے رہے یاروں کے جگ ٹوٹے۔ فوجداری میں ایک مقدمہ بُردہ فروشی کی روبکاری ہے۔ اوس کے مواخذہ میں بیس آدمیوں کی گرفتاری ہے۔ چھ برس کی ایک چھوکری تین جگہ بیچی گئی۔ چوتھے مقام پر اوس کی شادی کی گئی۔ وہاں والوں نے غیر قوم ہونے سے واپس کردی۔ کسی مخبر نے جا کر سرکار میں اس امر کی خبر دی۔ ٹونک کے رئیس نے مصارف ملکی و مالی میں بارہ ہزار روپے کی تخفیف نکالی۔ بہت اہل قلم اہل سیف موقوف کر دئے اتنی جائداد بچالی۔ اس میں خلق اللہ کی بے رزقی ظاہر ہوئی۔ معلوم نہیں کس لئے پسند خاطر ہوئی۔

مفید خلائق وغیرہ

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریداران	تعداد قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
امیر کبیر شمس الامرا بہادر دام اقبالہ	پندرہ روپے	غرہ محرم ۱۲۷۳ ہجری لغایت آخری ذی الحجہ سنہ الیہ
نواب اکرام الدین خان بہادر دام اقبالہ	پندرہ روپے	غرہ محرم ۱۲۷۳ ہجری لغایت آخری ذی الحجہ سنہ الیہ
نواب نصرت جنگ بہادر دام اقبالہ	تین روپے آٹھ آنے	غرہ محرم ۱۲۷۳ ہجری لغایت آخری جمادی الثانی سنہ الیہ
نواب اعتماد الدولہ سید حامد علی خان بہادر دام اقبالہ	نو روپے	۲۴ ذیقعدہ ۱۲۷۳ ہجری لغایت جمادی الاول ۱۲۷۴ ہجری
مرزا اعظم علی بیگ صاحب احسین دام حشمتہ	تین روپے	۲۵ صفر ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۲۴ ربیع الثانی سنہ الیہ
حافظ محمد امیر صاحب دام ظلہ	پندرہ روپے	۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۱ ذیقعدہ ۱۲۷۳ ہجری

شہر لکھنؤ محلّہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو | یافت جان تازہ جسم لکھنؤ | گنج گوہرہائے معنی اندروست | چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

عنوان صحیفہ حمد حق ہے | زیبائش اوّل ورق ہے | پھر نعت ہے سید البشر کی | سچی جس نے ہمیں خبر دی

نمبر ۱۷ ۱۵ ؍شہر ربیع الاول ۱۲۷۳ہجری مطابق ۱۴ماہ نومبر ۱۸۵۶عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تا بمقدور ہے مدح و ذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا یہ ایک روپے آٹھ آنے قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی پندرہ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپیہ مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو والا حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغازِ طلسم لکھنؤ از منشی عنایت حسین صاحب

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد | بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است
مصرعہ تاریخ آغازش عنایت زد رقم | گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنو است

۱۲۷۲

لکھنؤ

بالفعل چوپڑ والے اصطبل کے متصل آٹھ سے مکانوں کا کھودنا مدِ نظر ہے۔ نیا پریٹ بنانے کی خبر ہے۔ ۲۸؍ اکتوبر کو منتظم شہر کارنیگی صاحب بہادر اور بارک ماسٹر اور بل صاحب اوس جگہ گئے رعیت کو بُلایا۔ سب کو جمع کر کے یہ پریشانی کا اخبار سُنایا۔ کہ جس کو اپنا عملہ اوٹھا لے جانا منظور ہو۔ نزدیک ہو یا دور ہو۔ جلد لے جاؤ دیر نہ لگاؤ۔ نہیں تو جس دن یہ محلّہ کھودا جائے گا۔ نہ تو عذر کی ساعت ہوگی نہ ایک تنکا کوئی اُٹھانے پائے گا۔ بعضی بات کہی نہیں جاتی۔ لوگ دل کے کچے ہیں خیال میں نہیں آتی۔ تین پانچ نو تیرہ گھر میں بیٹھے بتاتے ہیں۔ حاکم کے روبرو جانے میں دل شش و پنج کرتا ہے۔ چھکے چھوٹے جاتے ہیں۔ آپس میں دانو گھات کرتے ہیں ایکا نہیں دیکھتے ہیں کہ اس کی نوبت ہماری ذلت و خواری گئی۔ یہ نہیں سمجھتے کہ جگ ٹوٹا اور نرد ماری گئی۔ القصہ فلک تو بر سر کاوش ہے کھودنے کا لگا لگایا ہے۔ جو جس سے اوٹھ سکا اوس نے اوٹھایا ہے ابھی تک کوئی چونکا نہیں نصیب ایسے سوتے ہیں۔ نئے نئے سانحے روز ہوتے ہیں۔ یہ وہ نقل ہے جس کو سنکے ہوش پران حواس گم صورت تصویر صم بکم کا عالم ہو۔ سکتے کی کیفیت پیدا ہو تمام عمر یہ ماجرا سنا کم ہو چوتھی تاریخ ربیع الاول کی جلوخانے کے دروازے میں مسلخ سلطان کی کچہری جہاں ہوتی تھی اب وہاں جناب نواب مُعام الدولہ بہادر کی نشست ہے۔ سب طرح کا بندوبست

ہے۔نواب ممدوح رونق افزا ہوئے دبیر الدولہ بہادر مدبر الدولہ بہادر چھوٹے بڑے خزانے کا عملہ باقی ماندہ ملازم شاہی حاضر تھے۔ خواجہ سرا ناظر تھے۔ تنخواہ ملازموں کو دیتے تھے۔رسیدیں لیتے تھے۔چنانچہ کپتان میر ارشاد علی دیانت الدولہ کے رفیق موٹے تازے جوان اور اون کے عزیز واقربا آدمیوں کا مجمع تھا دفعہ قائم خان جو پہلوان مشہور ہیں۔ کشتی لڑتے ہیں لکڑی پھینکتے ہیں بانک کی کثرت ہے اپنے نزدیک بہت دور بین بیٹا اُن کا محب علی خان دیانت الدولہ کا مصاحب تھا کارگزار تھا میاں صاحب کا مدنظر ہے منحصر اوس پر کئی طرح کا کار تھا۔ڈیوڑھیاں سپرد تھیں رسالے میں۔۔۔(۱)۔۔۔پہلے کانپور میں گھر تھا اب وہ دولت سرا ہے۔دس بارہ ہزار روپیہ لگا کے امام باڑہ بنا ہے۔جھاڑ فانوس مردنگ نہایت تحفہ تحفہ سامان سے سجا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ جس طرح مجیں سجائیں بجا ہے۔گو وہ چمک دمک آج نہیں۔اب بھی خدا کا فضل سے دس بیس ہزار روپے کے محتاج نہیں۔خیر یہ جملہ معترضہ ہو چکا وہ بھی وہاں آئے۔دبیر الدولہ سے زر تنخواہ کی گفتگو لائے۔میر ارشاد علی نے ارشاد کیا تم کہاں تھے۔اب جواب دیا ہم تو یہیں تھے تم کہاں تھے۔اسی بات پر تکرار بڑھی دونوں کے سر پر کج بحثی چڑھی۔پھر تو یہ نوبت ہوئی کہ انکی داڑھی اون کے ہاتھ میں اون کی ہاتھ میں چٹی تھی۔بانک کے پیچ بانکوں میں تھی اور جھپٹے تھے۔ایک نے دھول ماری دوسرے نے تھپڑ دیا۔اسنے پنجہ بڑھایا اوس نے جھکڑ دیا۔خوب قصائی ہڈ دنگے پیچ ہوئے۔سب کی نظروں میں دونوں پوچ پیچ ہوئے۔بھلا خانصاحب تو حساب سے باہر تھے۔مگر میر صاحب سے بہت لوگ ماہر تھے کہ سید ہیں اشراف ہیں سپہ سالار ہیں۔اور یہ تو فقط کشتی گیر مہتمم کاروبار ہیں۔اس پر یہ آفت ٹوٹی کہ سر کچہری جوتے پیزار ہوئے کنجڑے قصائیوں کی کوئی بات نہ چھوٹی گالی گلوج سر دربار ہوئی۔چھوٹی امت کو بڑا ملال ہوا۔ان صاحبوں کا ایسا حال ہوا نہ کوئی دانو کام آیا نہ کیفے چلی۔اگر غیرت دار ہوں تو شرمسار ہوں کہ لان چھیلے چلی۔ایسے معرکوں میں حسب نسب افشا ہوتا ہے۔کہ اسکی ذات کیا تھی اوسمیں صفات کیا تھی اور کیا ہوتا ہے۔اس طرح کی حرکت پوچ لچر اور واہی ہوئی۔کہ اس کی تحریر میں قلم کو روسیاہی ہوئی۔ پورے کے علاقہ میں بھگوان داس نامی لڑکا کہیں جاتا تھا ایک اوچکا سیاہ کار روندے نامی زنار دار راہ میں چلا آتا تھا۔اوس کے ہاتھ پاؤں میں چاندی کے کڑے پڑے تھے گلے میں سیتارا ی تھی کان میں بالی سونے کی تھی۔اکیلا گھر سے نکلا تھا گویا تدبیر کھونے کی تھی۔اوس بد معاش ظالم نے لڑکا زم پایا چاندی کے کڑے ہاتھ پاؤں میں نظر آئے۔وہ بیچا اس بچے کو سونے کی چڑیا سمجھ کر للچائے۔سردست چھین لینے کا موقع نہ پایا۔اوس کے پیچھے پیچھے دور تک چلا آیا۔ جب میدان خالی پایا۔آتا جاتا کوئی نظر نہ آیا۔اوس سنگدل نے اسکو کڑا کیا اپنی دانست میں حوصلہ بڑا گیا۔پہلے ڈانٹا پھر چھرے سے مار کر سب زیور اوتار لیا۔اپنے زعم باطل میں میدان مار لیا۔یہ نہ سمجھا وہ کوتاہ اندیش۔کہ چاہ کن را چاہ درپیش۔یہ مثل آخر کو ہونے والی ہے۔یہ دست درازی جان کھونے والی ہے۔برا کام بیشتر افشا ہوا ہے۔مجرم گرفتار بلا ہوا ہے۔وہ برہمن بھی گرفتار ہوا۔حال چھپ نہ سکا اوس کی زبان سے اظہار ہوا۔بلکہ اقرار کیا سب اسباب منگا دیا۔جو فعل سرزد ہوا تھا اپنی زبان سے حاکم کو سنا دیا۔آخر ۲۷/ اکتوبر کو مجرم مع آلہ قتل حاکم ضلع کے پاس تھانہ تھانہ روانہ ہوا۔گویا یہ امر اوس کی قضا کا بہانہ ہوا۔یقین کامل ہے کہ بعد تحقیقات ثانی اوس ظلم کے بانی کو سزا ملے۔اور اس کردار بد کی جزا ملے۔ بالفعل ایک جلیل القدر کا خط حقیر کے پاس آیا ہے۔امیر المجاہدین[۲] کے عرس کا حال اس پیرایہ میں تحریر فرمایا ہے۔سبحان اللہ کیا فقرات دلنشین ہیں۔واہ واہ کیا مضامین رنگین ہیں۔عبرت کے مضمون کا بیان ہے۔خونچکاں داستان ہے۔ہر فقرہ فکر کے بیان پر کھینچا تیر ہے۔دوست جو ہر دیکھیں دشمنوں کے واسطے خنجر خوں ریز ہے۔نقل اوسکی درج صحیفہ اخبار ہے۔ناظرین عبرت گزیں کو غور سے دیکھنا سزاوار ہے۔مولوی صاحب والا منزلت رفیع المرتبت مولوی محمد یعقوب دام عنایتکم السلام علیکم و قلبی لدیکم کے بعد خامۂ نیاز مدعا طراز ہے۔طلب ضرور سے آغاز ہے۔اس کے قبل نامۂ نیاز کہ ترسیل خدمت ہوا تھا اوس میں خاکسار نے اپنی روانگی کا حال بقصد زیارت مزار امیر المجاہدین مولوی امیر الدین علی صاحب قدس سرہ العلی لکھا تھا غالب ہے کہ پہونچا ہو۔ملاحظۂ شریف میں گذرا ہو۔الحمد اللہ کہ بخوبی

۱۔ناقابل خواندگی

۲۔سید امیر علی جو اجودھیا کی ہنومان گڑھی سے لگی مسجد کی شہادت پر جہاد میں شہید ہوئے۔

اکتساب سعادت کی۔مع الخیر وہاں سے مراجعت کی۔کیفیت وہاں کی مجملاً کچھ تبرکاً وتیمناً نوک قلم پر لاتا ہوں آپ کو ایسی باتوں کا شائق جانکر سناتا ہوں۔ دوستوں کو خبر کرتا ہوں۔دشمنوں سے ڈرتا ہوں جل جلالہ کیا خدا کی شان ہے۔عقل حیران ہے۔کہ اوس صفحہ خاک پر۔جائے وحشت ناک پر۔جہاں سابق میں ودود دام کا مقام تھا۔گیدڑ و لومڑیوں کا اژدہام تھا۔اس شیر حق کے مزار ہونے سے کس طرح کی فضا ہوگئی نمونہ فردوس دہ جا ہوگئی۔مجمع خاص و عام تھا قدرت حق کا ظہور تھا۔مزار شہداالطور کا نمونہ تھا مزار شریف کے گرد مشائخین درود پڑھتے تھے کوئی۔(۱)۔۔قاری تھا۔کوئی مراقبے میں کسی ولی اللہ پر حال طاری تھا۔دیکھنے والے صل علیٰ پڑھتے تھے۔زیارت کو بڑھتے تھے۔غرضیکہ دور دور کے لوگ آئے تھے۔چادریں اور شامیانے چڑھانے کو لائے تھے۔ کوسوں کے گرد میں لوگ پڑے تھے۔جابجا خیمے کھڑے تھے۔دس بارہ ہزار آدمیوں کا اژدھام تھا۔دھوم دھڑ کا صبح شام تھا۔ہر جنس کی دکان سب طرح کا سامان مہیا تھا۔گوشت پولاؤ وقورمہ قلیہ پکاپکایا ملتا تھا۔ہر شخص دل شاد تھا۔اپنے اپنے حوصلے کے موافق جویاے مراد تھا۔حضرت کی ذات بابرکات کے وسیلے سے درگاہ ایزدی میں دعا جلد قبول ہوتی تھی۔تمنائے دل حصول ہوتی تھی۔ہزاروں آدمیوں نے آنکھوں سے دیکھا ہے۔۲۶ صفر عرس کے دن ایک نابینا کے حال پر عنایت خدا ہوئی۔ضیائے چشم اوس کو حضرت کے وسیلے سے عطا ہوئی۔حاضرین جلسہ اوس کی قدرت دیدۂ حیرت سے دیکھ کے راہ راست پر چلنے لگے۔معتقدین کے سوا منکرین بھی وہاں خاک آنکھوں سے ملنے لگے۔اوس اندھے کو تو آنکھیں ملیں منکرین کے کان ہوئے۔سبحان اللہ جو قتل کے بانی تھے وہ پشیمان ہوئے۔سچ ہے جو اس ثابت قدمی سے خدا کی راہ میں سر دیتا ہے۔خالق اکبر اوس کو ایسا سرفراز کردیتا ہے۔اور جو عدوے خدا طمع دنیا میں ہتک اسلام گوارا کرتے ہیں یزید کا کام دوبارہ کرتے ہیں۔اپنی آبرو کھوتے ہیں۔سواد الوجہ فی الدارین ہوتے ہیں۔اس کی تصریح کی کیا حاجت باقی ہے۔فاعتبروا یا اولی الابصار کافی ہے۔اور تعز من تشا وتذل من تشا قرآن مجید میں آیا ہے۔خالق نے عبرت کے واسطے فرمایا ہے۔غرضیکہ وہاں جس نے جو مراد چاہی۔فضل خالق سے فوراً پائی۔چنانچہ اس گنہگار کے ملازمیوں میں سے ایک شخص کا گلاب نام ہے۔متعلق اوس کے کھانا پکانے کا کام ہے۔کوئی اس کا وارث والی نہیں مجرد رہتا ہے۔مفلسی میں تنہائی کا غم سہتا ہے۔مزار شریف پر جانے کے سفر میں ہمراہ تھا۔اپنے کام میں مصروف۔۔(۲)۔۔شام و بگاہ تھا۔دریا آباد میں اپنے ہم جلسہ یعنی شاگرد پیشہ۔۔۔۔(۳)۔۔۔۔۔۔ہاتھی نہ گھوڑا مانگتا ہوں۔اپنا جوڑا مانگتا ہوں۔تنہائی سے گھبرایا ہوں اس واسطے یہ کلمہ زبان پر لایا ہوں۔اگر اپنی مراد نہ پاؤں گا۔مزار پر سے نہ جاؤں گا۔سب لوگ ہنسنے لگے۔آوازہ کسنے لگے۔عرض روز دوم وہاں پہونچکر بعد فاتحہ خوانی اس نے منت مانی۔پھر ڈیرے پر آیا۔اپنا بستر جمایا۔کھانا پکانے میں مشغول ہوا۔کچھ شاد کچھ ملول ہوا۔اب قدرت خدا دیکھئے طرفہ ماجرا دیکھئے۔قریب شام ایک عورت جوان جہاں یہ بیٹھا تھا آکر کھڑی ہوئی۔اور اس سے متوجہ ہوکر کہنے لگی کہ میں لاوارث اور نادار ہوں۔اپنے فعل کی مختار ہوں تم مجھکو اپنی خدمت میں رکھو جو تم کو میسر ہو مجھکو دیا کرو۔یہ خوشی خوشی اُٹھا اوسے تسلی دی بٹھایا۔یاروں کو یہ مژدہ سُنایا۔جب لوگوں کو یہ حال معلوم ہوا۔گرد اس کے ہجوم ہوا۔شیخ حسین علی کہ میرے شفیق ہیں۔عہد طفلی سے اب تک رفیق ہیں۔اونہوں نے امتحاناً اوس عورت کو الگ لے جا کر نشیب و فراز دکھایا۔اوس کی مفلسی کا حال سنایا اور جانب ترغیب دی۔اوس نے ایک نہ سنی۔کسی کی فہمائش نہ کارگر آئی۔وہ ساتھ ساتھ اوسکے گھر آئی اوس کے سوا اور بھی ایسے چند مقدمات سنے۔مگر طوالت کی وجہ سے نہ لکھے۔اور یہ تو سب پر آشکارا ہے۔کہ ہزاروں بھوت پلیت کو خلائق کے سر سے اوتارا ہے۔جو بیمار آسیب زدہ وہاں پہونچا اسکو شفا ہوتی ہے۔دن رات شہرت جابجا ہوتی ہے۔یہ تو ہر پنجشی کو۔۔۔(۴)۔۔رہتی ہے۔کچہری گرم عدالت رہتی ہے۔ مردان خدا خدا نباشند لیکن ز خدا جدا نباشند۔زیادہ نیاز ہے دبس محمد علی امجد خان سندیلوی عفی عنہ بلطفہ الخفی والجلی۔جب سے والی ملک [۵] نے شہر چھوڑا ہے۔

۱۔غیر واضح

۲ تا ۴۔شکستہ و کرم خوردہ

۵۔واجد علی شاہ

اہل شہر کا شیشۂ دل سنگ حوادث نے توڑا ہے۔ ہر روز ایک نئی واردات کا ظہور ہوتا ہے۔ نئی نئی طرح سے ہر پیرایہ میں فتور ہوتا ہے۔ خیر خواہ ایسے ایسے سانحے دیکھ کر روتے ہیں۔ حسرت سے جان کھوتے ہیں۔ دشمن کمبخت ہنستے ہیں۔ آوازے کستے ہیں۔ ہم متحیر ہیں چپ رہنے کا یارا نہیں۔ راست نگاری کے بغیر چارہ نہیں۔ عیاروں کی رخنہ اندازی سے دل۔۔(۱)۔۔۔ہے۔ نظر چوکی اور سیندھ۔۔(۲)۔۔۔نواب خاص محل صاحبہ دام اقبالہ میں سیندھ لگائی۔ ایک دُکان کرایہ لیکر پردے میں رخنے کئے بنا جمائی۔ کوٹھے میں گھسے نقد و جنس کچھ نہ چھوڑا۔ لاکھوں روپے کا مال لیا قفل توڑا۔ جب افشائے راز ہوا۔ لکھنو چھوڑ کر فرار ہر ایک دغا باز ہوا۔ سر دست جو ایک کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت ہوئی تب کوٹھا کھولنے کی صورت ہوئی۔ صندوق ٹوٹے پٹارے کھلے دیکھ کر ہر ایک کا دل پاش پاش ہوا۔ راز مخفی فاش ہوا۔ آخر اس بات کا چرچا گھر گھر ہوا۔ یہ امر مشتہر ہوا۔ حسام الدولہ بہادر کو یہ واردات معلوم ہوئی۔ پریشان ہوئے تلاش کی دھوم ہوئی۔ آخر کوتوال شہر کو اس رخنے کی اطلاع ہوئی سرگرم تلاش ہوئے۔ گرفتار سب بدمعاش ہوئے۔ اب کچھ سراغ ہاتھ آیا ہے۔ پانچ آدمیوں کی طرف گمان کامل ٹھہرایا ہے۔ وہ گرفتار ہو آئے اظہار لیا۔ اس پر ابھی بھید نہ کھلا۔ وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ اونچے ہیں بظاہر سپہ سالار ہیں۔ ابھی نشیب و فراز نہیں دکھایا سب عیار ہیں۔ تا حال کیفیت اون کی پلہ میزان میں تلی نہیں۔ حاکم پر وجہ کھلی نہیں۔ منتظم شہر نے تفصیل۔۔۔(۳)۔۔۔ہے دیکھئے کیا ظہور میں آتا ہے۔ کون گرفتار ہوتا ہے کون بچ جاتا ہے۔ سابق میں مجمل غفلت کا حال اس سرکار کے کار پردازوں کا حوالہ قلم ہوا تھا۔ بعض احباب کے ملال سے مفصل نہ رقم ہوا تھا۔ اب مجبوری کا عالم ہے۔ کجروی چرخ سے ہر روز نیا ستم ہے۔ ۸/ نومبر کو دو پہر رات کے بعد دیر دولت شاہی سے ایک زنگی سیاہ دل نے گیارہ کلس سنہری اتارے۔ تاریکی میں محافظوں کی نظر سے بچا کے ہتے مارے۔ ہر دروازہ سے بے خوف و بیم گذر گیا۔ محافظ سوتے رہے وہ لئیم گذر گیا۔ جب چینی بازار میں آیا چوکیدار نے ٹوکا۔ قریب پہونچ کر روکا ہر چند اس نے فریب کی بات کی۔ اپنی دانست میں گھات کی۔ مگر اُس نے ایک نہ سنی جب مجبور ہوا کچھ دینے کا وعدہ کرنے لگا۔ لالچ پر آمادہ کرنے لگا مگر اُس ایماندار نے کسی طرح جانے نہ دیا لینا گوارہ نہ کیا۔ صبح کو صاحب منتظم شہر کے حضور میں حاضر کیا۔ سارا قصہ رات کا ظاہر کیا۔ آل کار صاحب موصوف نے مال مسروقہ نواب حسام الدولہ بہادر کے پاس بھیج دیا۔ مجرم کو سزا دے کر قید خانہ میں بند کیا۔ خدا کی شان نظر آتی ہے کہ ایک چوکیدار تو ملازم سے دیانت ظاہر ہو کہ ایک عالم تحسین کرے۔ اور نمک خواران قدیم سے خیانت صادر ہو خلقت نفرین کریں۔ ایک شخص قوم افغان تان میاں گنج کا رہنے والا منتظم شہر کچہری میں امیر ہوا۔ گمان اخفائے واردات سے قید بے تقصیر ہوا۔ اوس کی زبانی جو تقریر سنی ہے ہدیہ ناظرین سمجھ کر لکھی ہے۔ بالفعل وہ محبس میں بیمار ہوا۔ صاحب نے اسپتال بھیج دیا۔ جب شدت مرض سے اپنا حال زار دیکھا۔ صاحب منتظم شہر سے یوں اظہار کیا۔ کہ میں سن تمیزی سے ہمیشہ بکریاں چرایا کرتا تھا الماس علی خان کے باغ میں روز جایا کرتا تھا۔ اب کی بارش میں کئی دن پانی کا تار رہا مسدود کاروبار رہا۔ جب آسمان کھلا اور پانی جا بجا بہہ گیا۔ میدان جھاڑا ہوا صاف رہ گیا۔ کئی دن بیٹھے بیٹھے گھبرا اُٹھا تھا بکریاں لے کر اسی میدان میں گیا اوس دن ایک نیا تماشہ دیکھا۔ کہ سبزہ نوخاستہ سے زمین زمرد کو شرماتی ہے۔ مگر ایک جا کچھ سفیدی نظر آتی ہے۔ قریب جا کر دیکھا تو سفید پتھر ہے سنگ مرمر ہے۔ مگر اُس پر کچھ لکھا تھا اُس کو کھود کر گھر میں لایا۔ ایک آشنا کو بلایا۔ وہ پڑھ کر پوچھنے لگے کہ تو نے اس کو کہاں پایا۔ کیوں کر یہ پتھر ہاتھ آیا۔ جس جگہ یہ تھا وہاں لاکھ روپیہ گڑا تھا تو کس خیال میں پڑا ہے پہلے اعتبار نہ آیا ہنسی سمجھا۔ جب اوس نے قسم کھائی یقین ہوا۔ مگر اوس کو بہانے سے ٹالا۔ بچا اوس کا منہ سے منہ نکالا۔ شب کو وہاں جا کے نشان پا کے زمین کھودی تو واقعی ایک کوٹھری نظر آئی روپے سے بھری پائی۔ اوس دن سے یہ معمول ہوا۔ قمار بازی میں مشغول ہوا۔ جس قدر درکار ہوا وہاں سے نکال لایا۔ کسی کو بھید نہ بتایا۔ مدتوں چھکے پنجے اُڑائے اب چال بھولی سر چوک گرفتاری آئی۔ شاید دس ہزار کے قریب اوس میں صرف ہوا باقی سب اُسی مقام پر امانت رکھا ہے۔ اگر سرکار کا حکم ہو تو میں جا کر پتا بتا دوں۔ باقی روپیہ سرکار میں پہونچا دوں۔ منتظم شہر نے صاحب ضلع کو چٹھی لکھ کر دو برقندازوں کے ہمراہ اوسے روانہ کیا ہے۔ دیکھئے یہ سچا ہے یا بہانا کیا ہے۔ اگر وہاں سے وہ زر نقد ہاتھ آئے گا تو شاید

۱۔تا۳۔غیر واضح

اسکو ملے نہیں تو قید سے رہائی پائے گا۔ پرچہ سابق میں مجمل قیدیوں کا بلوا کر کے نیچے والے اصطبل سے نکل۔۔(۱)۔۔ برقندازوں کی جانفشانی کوتوال صاحب کی حسن تدبیر سے پھر گرفتار کرنا لکھا تھا۔ تفصیل اوس اجمال کی یہ ہے کہ دہبی اور قاسم دو قیدیوں نے کئی دن سے سب کو آمادہ کیا تھا۔ ساتھ اون کے بھاگنے کا ارادہ کیا تھا۔ دو گھڑی رات گئے بہت قیدی بلوا کر کے چلے برقندازوں نے جرات کی بڑی ہمت کی لیکن وہ ستر آدمی یہ پانچ چار ناچار ہوئے۔ وہ نکل گئے مگر برقندازوں کے ہمراہ دو قیدی نکلے فقط لاٹھیوں سے جانے نہ دیا۔ بارہ نکل گئے باقیماندوں کو گرفتار کیا۔ فقط کوتوال صاحب کی کارپردازی اور چستی تھی۔ ورنہ بہت لوگوں کی آپس میں سستی تھی۔ قبل از ورود منتظم شہر تھانہ دار وہاں سب جا پہونچے۔ فوراً وہ بھی آپہونچے۔ اب اون کی تلاش میں پروانے جاری ہیں جو اُن کو پکڑ لائے گا۔ سرکار میں نیک نام ہوگا انعام پائے گا۔

خبر فرحت افزا ہے اظہار مضمون مسرت انتما ہے

بالفعل اکثر صحائف اخبار میں درج یہ مطلب ہے کہ اہالیان پارلیمنٹ کی سرکار کمپنی سے عہد نامجات پادشاہان رشک قیصر و خاقان رؤسائے ممالک ہندوستان کی طلب ہے۔ یقین ہے کہ بعد ملاحظہ کے جفا کشی ثابت ہمارے پادشاہ فغفور جاہ کی ہو۔ اور انصاف سے استرداد ملک ہو صورت رفاہ کی ہو۔ اخبار اُوڈ لنڈ میل مطبوعہ ۱۰ ستمبر سے دریافت ہوا کہ جناب عالیہ متعالیہ مرزا اسکندر حشمت بہادر و مرزا ولی عہد بہادر دام اقبالہما برسر۔۔۔(۲)۔۔۔ مع خدم و حشم خیر و عافیت سے لندن میں تشریف فرما ہیں۔ اور ایک مکان پُر تکلف پانچ ہزار روپے مہینہ کا کرایہ لے کر فروکش ہیں۔ وکلائے سرکار جناب عالیہ متعالیہ داد و دہش کرتے ہیں خوش ہیں۔ اہالیان پارلیمنٹ کے حضور میں کوشش کرتے ہیں۔ اکابر شہر ملاقات مرزا اسکندر حشمت جرنیل صاحب بہادر و مرزا ولی عہد بہادر کے ہر روز مشتاق آتے ہیں۔ ارادت کا دم بھرتے ہیں۔ سفیران سحر بیان و ندیمان ہمہ دان میجر برڈ صاحب بہادر و برنڈان صاحب کمپنی ترجمان ہیں۔ ہر ایک کو سمجھاتے ہیں۔ خوش بیان ہیں ان کی چرب زبانی سے سب کا دل بہلتا ہے اشتیاق بڑھتا ہے اخلاق ایسا وسیع کہ چھوٹا بڑا اُن کا کلمہ پڑھتا ہے۔ پانسے روپے روز کا خرچ ہمراہ ہے وکیلوں کی تدبیر سے معاملہ روبراہ ہے یقین ہے کہ جس وقت روبکاری کی نوبت آئے فضل خدا سے ملک سترع پھر جائے۔

ہوگلی

بالفعل وہاں نئی بات ہوئی۔ طرفہ واردات ہوئی۔ ایک عورت ہندنی نوجوان پری تمثال حسین خوش جمال نے اپنی سوت کے لڑکے کو ہلاک کیا۔ سوتیہ ڈاہ سے یہ قصہ پاک کیا۔ سنگدلی سے کچھ وسواس نہ ہوا۔ خوف حاکم سے ہراس نہ ہوا۔ آخر جب اوس بات کا چرچا ہوا۔ احکام کے گوش زد یہ ماجرا ہوا۔ عدالت میں طلب ہوئی تفتیش سبب ہوئی۔ خون سرچڑھا تھا اظہار کیا۔ قتل کا اقرار کیا۔ حاکم نے پھانسی تجویز کی۔ اوس کے عوض میں اس کی جان لی۔ ان النفس بالنفس والجروح قصاص کی مستحق ہوئی۔ اوس وقت خوف سے رنگت فق ہوئی۔ مگر کیا ہونا تھا در پے قضا تھی۔ آخر حاکم نے بروز معین پھانسی دی۔ تعجب آتا ہے کہ پہلے جو ماجرا وہاں گذرا تھا ایک عورت عیارہ نے حکام کو دھوکہ دیا تھا اوسے یاد نہ آیا۔ ایسا خوف چھایا۔ یہ خبر کسی اخبار میں نظر آئی تھی۔ محرر نے تحریر فرمائی تھی۔ کہ اس سانحہ سے پہلے کسی عورت پر اسی طرح کا جرم ثابت ہوا۔ حاکم عدالت نے قصاص کا حکم دیا۔ جب نوبت پھانسی کو آئی اوس عورت نے فریاد مچائی۔ صاحب مجسٹریٹ نے سبب فریاد کا استفسار کیا۔ اوس نے رو کر یوں اظہار کیا۔۔(۳)۔۔۔ میں ایک کے عوض ایک کا قتل روا ہے۔ یہاں بس شدنہ شد دو شد کے شرع کا فتوا ہے۔ لونڈی باردار ہے۔ رہائی کی سزاوار ہے۔ صاحب بہادر کو تردد ہوا سکوت کیا۔ اوس دن پھانسی نہ دیا۔ جب تحقیق کی نوبت

۱۔ اور ۳۔ کرم خوردہ

۲۔ کٹا ہوا۔ غالباً 'برحالت'

آئی۔عورت بوجھ میں دبی پائی۔آخر کمیٹی کر کے یہ حکم لکھوایا کہ بعد وضع حمل سال بھر اور زندہ رہے۔پھر زنداں میں بھجوایا۔جب وضع حمل سے فرصت پائی پھر حلقہ غم میں گرفتار ہوئی۔پھانسی یاد آئی۔انتہا کا ملال ہوا۔عین اضطرار میں یہ خیال ہوا کہ قیدیوں سے گر امید برآئے پھر رہائی کی صورت چندے ہو جائے۔غرض دس دن سے اس حرکت میں کدکی جان بچانے کی حرکت بد کی۔شیطان تمنا بر لایا۔اس لپیٹ میں پیٹ رکھوایا۔جب قید کی مدت پوری ہوئی اور حاکم کی حضوری ہوئی اسے سب حال اظہار کیا۔مخفی آشکار کیا حکم سابق بحال رہا۔سال آئندہ پر قتل کا خیال رہا۔غرض ایک مدت تک یہی سلسلہ جاری ہو گیا۔حاکم حکم دیتے دیتے عاری ہو گیا۔جب قضا آئی مرض تپ میں تمام ہوئی۔خسر الدنیا والآخرۃ ہوئی اور بدنام ہوئی۔اکثر شخص کہتے ہیں کہ پیٹ کے واسطے ہزاروں کی جان کا زیان ہوا۔یہاں پیٹ کی لپیٹ میں جان بچنے کا سامان ہوا۔غرض جو عمل انگریزی میں قانون سے واقف کار ہے۔وہ جو چاہے کرے رستگار ہے۔دوربین

افغانستان

صاحب مفصلیٹ خبر دیتے ہیں کہ ایک چٹھی مورخہ ۵ ستمبر سے یوں معلوم ہوا۔بے کم و کاست ناظرین پر تمکین کے واسطے مرقوم ہوا۔کہ فوج دریا موج شاہ ایران کی لہریں لیتی چلی آتی ہے۔فرح تک قبضہ ہو گیا آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔امیر کابل بہت متحیر نہایت پریشان ہیں۔اہل فوج نایابی تنخواہ سے حیران ہیں۔سابق بحضور صاحبان عالیشان کمپنی بہادر تحریریں بھیجیں۔مگر نواب گورنر بہادر نے اعتنا نہ کی مہمل سمجھیں اب کہ فساد زیادہ ہوا۔تسخیر قندھار شاہ ایران کا ارادہ ہوا۔فوجیں متصل آنے لگیں۔ہرات سے قدم آگے بڑھانے لگیں۔صاحبان انگریز کو بھی تردد ہوا۔مصلحت سمجھ کر آٹھ لاکھ روپے بھیجنے کا قصد کیا۔طرفہ چالاکی دیکھئے کہ پہلے اعتنائی سے امیر کابل کا دل سرد کیا۔اب ایسے گرما گرم فقرے لکھے کہ پھر آمادہ نبرد کیا۔چنانچہ کچھ روپیہ امیر کے پاس بھیجا ہے۔باقی جایا چاہتا ہے۔اعانت کا وعدہ کیا ہے۔بہر طور امیر کو مقابلے پر آمادہ کیا ہے اور یہ بھی خبر مفصل سننے میں آئی ہے کہ والی بخارا نے حاکم فوج کو یہ تحریر بھجوائی ہے کہ اگر تم ہم کو راہ دو فوج اپنی ہٹا لو تو ہم کابل تک بے خوف و خطر عمل کر لیں۔محاصرہ کر کے اوس ملک میں دخل کر لیں۔مگر حاکم نے اپنے ملک کی پامالی کا خیال کیا سد راہ ہو کر رد سوال کیا اور راقم اخبار دہلی گزٹ راوی ہے کہ بالفعل ایک خط امیر کے پاس اس مضمون کا آیا ہے۔کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے ایک انگریز جلیل القدر کو بطور سفارت مقرر فرمایا ہے۔کہ سرکار انگریزی کی جانب سے اعانت میں کوشش کرے۔معرکہ نبرد میں کوئی دقیقہ جانفشانی کا اوٹھا نہ رکھے۔اب امیر والا تدبیر کو اوس کا انتظار ہے۔تشویش مآل کار ہے۔ششدر و پیچ میں گرفتار ہے۔نہ ظاہر میں تاب مقاومت ہے نہ فوج پر اختیار ہے۔بالفعل امیر نے ناظم کابل کو یہ مضمون لکھا ہے کہ اب نواب گورنر جنرل بہادر کا عزم بالجزم اس طرف سنا گیا ہے۔یقین ہے جب داخل پشاور ہوں۔نصیب ہمارے یاور ہوں۔ہماری تدبیر بے کار نہ ہو۔جبر اختیار نہ ہو۔مگر کابل میں مشہور ہے کہ ہرات کے گرد تیس ہزار فوج ایران کی گھر آئی ہے۔اور بہتوں نے طہران سے باگ اُٹھائی ہے۔یہاں امیر کو سرکار انگریزی کی چشم پوشی سے ہراس ہے۔اور بعض یلان خنجر گذار اور مردمان دیندار کو اون کے مقابلے سے دمواس ہے۔سبب اوس کا یہ بیان ہوتا ہے۔کہ اس معرکہ میں مفت ضائع ایمان ہوتا ہے کہ جب اعانت کمپنی پر مدار لڑائی کا ہے۔تو بے شک کلمہ گویوں کے مقابلے میں خیال روسیاہی کا ہے۔اور بعض اہل دنیا یہ مذکور کرتے ہیں۔کہ ہم صرف پیٹ کے واسطے مرتے ہیں۔تنخواہ ملنے کی امید پر جان دینا گوارا کیا بھوکے مرتے تھے پیٹ بھرنے کا بے چاروں نے یہ چارا کیا۔اور بعض وقائع نگاروں کے یہ تحریر ہے۔ناظرین کے ملاحظے کو ہو بہو تسطیر ہے۔بالفعل کچھ افواج ایرانی نے دھاوا کر کے ملکِ فرح پر قبضہ کیا۔مال اسباب لوٹ کا غنیمت نہ سمجھے حاکم کو بھی وہاں کے قید کر لیا۔اب حضور شاہ جمجاہ میں ایران بھیجا ہے۔اس کے صلے میں شاہزادہ محمد یوسف کو عہدہ جرنیلی ملا ہے۔

چشمہ فیض وغیرہ

چین

بحر چین کے ایک جہاز میں آگ لگ گئی۔ زندگی سے موت کو لاگ لگ گئی۔ دوسوتیس آدمی جل گئے۔ تین آدمیوں کا پتہ نہ لگا کہ کدھر نکل گئے۔ اس خبر کو صاحب جام جہان نمانے گڑھا ہے۔ اخبار میں پڑھا ہے۔ کہ ایک نجار یعنی بڑھئی کانہانی حوالے چین میں گذار ہوا۔ فرانس کا یہ رہنے والا تھا شہروانک کے لوگوں نے پہچانا گرفتار ہوا۔ بہت اوس کو ایذا دی جان سے عاری کیا۔ آخر قتل بذلت وخواری کیا۔ اور کئی انگریزوں کو سرگرم راہ دیکھ کے مارا۔ بے گناہ دیکھ کے مارا۔

بنبئی

فنکس اخبار پونا سے ناقل ہے کہ چند افسر فوج انگریزی ۔۔(ا)۔۔۔ کو سفینۂ فروز پر سوار ہو کر دریا کی راہ سے بوشہر کی طرف روانہ ہوئے۔ در پردہ استفسار حال منظور تھا۔ حیلہ سیاحت میں یہ فتور تھا۔ وہاں پہونچے ساعت کی ساعت خشکی میں اوتر کر قیام کیا۔ حسب دلخواہ اپنا کام کیا پھر اونہیں پیروں پھرے سیدھے بنبئی کی راہ لی۔ وہاں کے قلعے میں پناہ لی۔ معلوم ہوا کہ چار ہزار سپاہ جرار شجاعت شعار بوشہر میں مقیم ہے۔ ہر وقت منتظر غنیم ہے۔ اور متصل شہر پانچ ہزار جوان جرار خنجر گذار خیمہ زن ہیں۔ خنجر آبدار جنکے کوہ شکن ہیں۔ اوس لشکر میں کئی افسر روس نظر آتے ہیں۔ ظاہر فساد عظیم ہوگا تیور بُرے پائے جاتے ہیں جب آغاز کی یہ کیفیت ہے انجام کی خدا جانے کیا صورت ہے۔ اب جنرل وندیم[۲] صاحب منتظم مہم ایران مقرر ہو کر ولایت سے آتے ہیں۔ دیکھا چاہئے اونکی تدبیر سے کیا شگوفہ پھولتا ہے کیا کیا گل کھلاتے ہیں۔ کوہ نور وغیرہ

ولایت

صادق الاخبار سے استنباط ہے باعث سرور نشاط ہے۔ کہ جب ہندوستان کی خرابیاں حد سے گذر گئیں رئیس تباہ ہوئے۔ شومئی بخت سے انکا حال زار ہوا۔ فقیر عالی منزلت والا جاہ ہوئے۔ جناب خورشید انتساب ملکہ معظمہ وارث ممالک انگلستان و ہندوستان کی رگ حمیت جوش میں آئی ریاست کو کام فرمایا۔ چٹھی واگذاشت جاگیرات کل ممالک ہندوستان لکھوا کر حکم عام فرمایا۔ یہاں کے حکام نے بسر وچشم قبول کیا مظلوموں کے حال زار پر رحم کھایا۔ مطلب حصول کیا۔ چنانچہ ضلع اکبر آباد اور میرٹھ میں واگذاشت کی روبکاری ہے۔ خدا چاہتا ہے تو سب جگہ یہ حکم جاری ہے۔ حقیقت میں بادشاہوں کے ایسے افعال پروردگار کو پسند ہوتے ہیں۔ در اجابت اون کے واسطے کھل جاتے ہیں۔ جو بند ہوتے ہیں۔ دنیا میں جو سخاوت کا کام ہوتا ہے۔ اوسی سے ریاست کا نام ہوتا ہے۔ صاحب ہمت کا بڑا رتبہ ہے۔ ورنہ اس بحر عالم میں حباب آسا زندگی ہے آنکھ جھپکی اور لبریز جام ہوگیا۔ اگر افعال نیک سرزد ہوئے ہیں تو قید ہستی سے آزاد ہوا تو [۳] ہوگیا۔ مگر پہلے کس کو خیال ہوتا ہے۔ جب وقت گذر گیا تو ملال ہوتا ہے۔ ان دنوں رپورٹ رجسٹر جنرل انگلینڈ سے واضح ہوا ہے۔ کہ اس سال میں پانسو چھتیس آدمی زہر سے مُوا ہے۔ سمجھنے کا مقام ہے غور کا ہنگام ہے۔ کہ جب پایہ تخت شاہ انگلشیہ میں باوجود ایسے بندوبست انتظام کے رعایا سے ایسے کردار ہوتے ہیں۔ سزا کے سزاوار ہوتے ہیں۔ جان دینا گوارا کریں ایسے عاری ہوں۔ ایسے قبیح امراس کثرت سے جاری ہوں۔ پھر عملداریوں کی بدانتظامی کا بے جا الزام ہے۔ ہندوستانی عملداریوں کا عبث نام بدنام ہے۔

۱۔ غیر واضح

۲۔ غالباً جنرل ونڈ ہم جن کو کان پور کے قریب ۱۸۵۷ء میں مجاہدین آزادی نے شکست دی تھی۔

۳۔ غیر واضح

کلکتہ

صاحب سلطان الاخبار تحریر فرماتے ہیں۔ کہ خاص دارالامارۃ کلکتہ میں نئی نئی جعلسازیاں آشکار ہوتی ہیں۔ ایسے انتظام پر غفلتیں اظہار ہوتی ہیں۔ بالفعل ایک سنار تیز دست چالاک نے طرفہ تدبیر نکالی۔ سکّہ انگریزی کی نقل بعینہ بنالی۔ تمام شہر میں روپیہ جعلی جاری کیا۔ بصروں کو دھوکا دیا عاری کیا۔ جب صرافوں نے نقصان اُٹھایا ٹوٹا دیا۔ جب تھیلی کھولی روپیا کھوٹا دیا۔ بہت کدوکاوش سے پالگا کے سار جن سے اطلاع کی۔ کیفیت جعل صاف صاف کہہ دی تھی اوس جعلساز کی تلاش رہی۔ پالگا کر دوڑ بھیج دی۔ دو آدمی مع سامان گرفتار ہوئے۔ پردہ کھل گیا کھرے کھوٹے۔ (۱)۔ مہتمم پولس نے قید کیا۔ زیر دام وہ صید کیا مقدمے کی سبیل ہوتی ہے۔ دیکھئے کیا حکم ہوتا ہے اور کیا تعمیل ہوتی ہے۔

مہم ایران

جنرل اسٹاکر جو مہم خلیج فارس کے منصرم ہوئے تھے۔ اس معرکہ عظیم کے منتظم ہوئے تھے۔ اب احمد آباد سے آگے بڑھے۔ لڑائی کے قصد سے جہاز پر چڑھے۔ سابق میں پانچ ہزار فوج احاطہ بمبئی سے جانے والی تھی اب چودہ ہزار کی طیاری ہے۔ درستی سامان سفر کی ایسی تاکید ہے کہ ہر کار پرداز عاری ہے۔ بالفعل ڈاک بجلی کے ذریعہ سے یہ حکم آیا ہے۔ حکام مدراس اور کلکتے کو سنایا ہے۔ کہ فوج دریا موج بمبئی سے خلیج فارس کی طرف عبور کرے گی اس واسطے کشتیاں درکار ہیں۔ حکام سوپریم[۲] گورنمنٹ سے اس حکم کے اظہار ہیں۔ دُخانی جہاز جس قدر دستیاب ہوں بے دریغ جلد اس طرف روانہ ہوں۔

کہ فوج جنگ آزمودہ سپاس نبرد دیدہ جلو ریز اوس طرف دلیرانہ ہوں۔ ۱۸/ اکتوبر کو گورنر بہادر بمبئی نے اعلام کیا ہے۔ یہ حکم عام کیا ہے۔ کہ بیسویں تاریخ سے طیاری سامان سفر ہوگی۔ ترتیب کے بعد سب فوج جنرل اسٹاکر صاحب کے ساتھ مقرر ہوگی۔ خاص لندن سے یہ حکم نواب گورنر جنرل بہادر کے پاس آیا ہے۔ فوج پے در پے خلیج فارس کی طرف پہونچنا ٹھہرایا ہے۔ اور سفیر سرکاری نے تختگاہ روم سے یہ مضمون تحریر کیا ہے۔ کہ فوج ایران کا یورش ہرات پر متواتر تر سنا ہے۔ معلوم نہیں کس وجہ سے سرکار کو چشم پوشی ہے۔ انجام کار اسکا بُرا ہے یہ کیسی بے ہوشی ہے۔ جب فوج ایرانی بے دغدغہ ہرات سے بڑھ جائے گی۔ اوس وقت کچھ بن نہ پڑے گا۔ بات بگڑے گی ہند پر چڑھ جائے گی۔ پھر ان ملکوں کا خالی ہونا محال ہوگا۔ ہزار ہا خون کا دبال ہوگا۔ تدارک مناسب ہے۔ غفلت کا کیا سبب ہے۔ جب تاکید کا ڈھنگ مکرر ہوا۔ نتیجہ اوس کا یہ ظاہر ہوا۔ کہ تین بر گٹ جنگی خشکی سے امیر دوست محمد خان کی اعانت کو اس تفصیل سے مقرر ہوئے۔ ایک کراچی[۳] اور دو پشاور سے سرگرم سفر ہوئے دیکھئے پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ کون معرکے کے میں ٹھہرتا ہے کس کا پاؤں ڈگ جاتا ہے۔

مقامات متفرقہ

سنا ہے کہ ایک چوکیدار محافظ مقام ہنڑا نے طرفہ چالا کی کی۔ ایک چار برس کی لڑکی کا زیور تاکا نئی بے باکی کی۔ ہمسائے کے لوگوں نے دیکھ لیا لڑکی نے غل مچایا محلے کے لوگوں نے اوس کو پکڑ کر پولس میں بھجوایا۔ حاکم سے سارا احوال کہہ دیا۔ آخر اوس چوکیدار کو قید کیا۔ مہاراجہ ہلکر بہادر نے بالفعل اس بات کا اشتہار دیا ہے۔ شہرہ علو ہمتی کا ایک قلم اپنے قلمرو میں جاری کیا محصول سائر راہداری کا معاف کیا ہے۔ خصوص جو راہ آگرہ اور بمبئی اور اندور اور ساگر کی ہے اوس کو خار ظلم سے صاف کیا ہے۔ یقین ہے اب سوداگروں کو بہت آرام ہوا۔ تمام خلق راحت پائے نفع عام ہو۔ رعایا کو آسائش ہو۔ حاکم موصوف کی نمائش ہو۔

۱۔ غیر واضح۔ ۲۔ سپریم یعنی اعلیٰ

۳۔ کراچی، صوبہ سندھ پاکستان

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریداران	تعداد قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
نواب شرف الدولہ بہادر دام اقبالہ	تین روپے	۲۱ محرم ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۲۲ ربیع الاول سنہ الیہ
میر نواب صاحب دام عنایۃ	ایک روپیہ آٹھ آنے	۶ صفر ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۵ ربیع الاول سنہ الیہ
جناب مولوی محمد مہدالعلی صاحب دام ظلہ	دس روپے	علے الحساب
ساہ لکھن لال صاحب دام دولتہ	تین روپے بارہ آنے	علے الحساب

شہر لکھنؤ محلّہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو　　یافت جان تازہ جسم لکھنؤ　　گنج گوہر ہائے معنی اندروست　　چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

عنوان صحیفہ حمدِ حق ہے　　زیبائش اوّل ورق ہے　　پھر نعت ہے سید البشر کی　　بھی جس نے ہمیں خبر دی

نمبر ۱۸　۲۲ رشہر ربیع الاول ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۲۱ ماہ نومبر ۱۸۵۶ عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تا بمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپیہ آٹھ آنے شش ماہی پندرہ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کے روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گا۔

قطعہ تاریخ آغازِ طلسم لکھنؤ از منشی عنایت حسین صاحب

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد　　بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است
مصرعہ تاریخ آغازش عنایت زد رقم　　گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنو است

لکھنؤ

ان دنوں ایک شخص احمد اللہ شاہ نامی لباس میں فقیروں کے مگر ٹھاٹھ سب امیروں کے اس شہر میں وارد ہوئے۔ معتمد الدولہ کے سرا میں اُترے۔ اب جائے قیام گھسیاری منڈی ہے۔ سبزہ ہے ہوا ٹھنڈی ہے۔ دو شنبے اور پنج شنبے کو وہاں مجمع کثیر ہوتا ہے۔ شہر کا برنا و پیر ہوتا ہے۔ مجلس حال قال کی ہوتی ہے۔ لیکن نئی چال ہوتی ہے کہ عین جوش حال میں فرش پر آگ گراتے ہیں۔ ادن کے ساتھی اوسی حال مین انگارے کچھ کھا کے باقی فرش والے لوٹ کے بجھاتے ہیں۔ نہ کپڑے میں دھبا لگتا ہے نہ حلق میں چھالے نظر آتے ہیں۔ کھیل یہ نرالے نظر آتے ہیں۔ گو یہاں کے چھلب داروں کو آگ کے ڈھیر بجھاتے دیکھا ہے مگر ان کو کھاتے دیکھا ہے۔ اور اسی وجد میں آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھاتے ہیں اشرفیاں روپے ادنمیں آ جاتے ہیں وہ گویوں کو انعام ہوتا ہے۔ یہ شغل صبح و شام ہوتا ہے اور بہت سے کھیل بناتے ہیں خلقت کو دکھاتے ہیں سنا تو ہم نے یہ ہے کہ نہ فرش جلتا ہے نہ دہن سلگتا ہے لیکن مثل یہ ہے کہ جو آگ کھاتا ہے انگارے بکتا ہے۔ صحیفہ سابق میں حال دزدی محل سرائے مخدرہ عظمیٰ نواب خاص محل صاحبہ دام اقبالہا مجمل مرقوم ہوا ہے اب تفصیل سے معلوم ہوا ہے۔ شرح حوالہ قلم ہوتا ہے تحریر سے الم ہوتا ہے۔ جب سے نواب خاص محل صاحبہ نے ہمراہ رکاب حضرت بادشاہ جمجاہ سلطان عالم۔۔۔(۱)۔۔۔ کلکتہ کا عزم

ا۔ پھٹا ہوا۔

کیا لکھنؤ سے منہ موڑا نقد و جنس کوٹھوں میں بند کیا محافظوں کے بھروسے چھوڑا اب کئی حرام خوروں نے رخنہ اندازی کی نئی کارسازی کی۔ نواب معشوق محل صاحبہ کی دولت سرا والی دکانیں کرایہ لیں۔ داروغہ نے حسب دستور سابق بے دریافت کرایہ نامہ لکھ کر سپرد کیں۔ اون بدضعوں نے ظاہر میں دو کانوں کے سامنے پردہ کیا دھوکے کی ٹٹی لگائی۔ باطن میں فریب کر کے چوری کی بنیاد اُٹھائی چند اوباشوں نے رہنا اختیار کیا ظاہر لکڑیوں کا بیوپار کیا کسی قحبہ والے کو لالچ دیا ہمراز کیا۔ اوس نے محل میں آمد و رفت پیدا کر کے ساز کیا۔ کوٹھوں کا سراغ لگایا حصہ اپنا مقرر کر کے نمک حرامی کا داغ لگایا ان عیاروں نے اوسی دکان سے سیندھ لگائی سیدھے اوس کوٹھے میں پہونچائی رفتہ رفتہ مال پشینہ جواہرات گراں بہا لیا باقی بے حقیقت سمجھ کر چھوڑ دیا مدت تک آمد و رفت رکھی سب جنس بیش قیمت لے لی۔ اندر باہر سب غافل رہے۔ در پردہ اوباشوں کے مطلب حاصل رہے جب وہ حریص سیر ہو چکے دن دھاڑے یہ تدبیر ہو چکی تب بھی کوئی نہ چونکا نشہ غفلت سے سرشار رہے۔ ظاہر میں ہوشیار رہے۔ عندالضرورت کوٹھے کھلنے کی نوبت آئی وہاں یہ کیفیت پائی کسی صندوق کی زنجیر کسی کا قفل ٹوٹا ہے کوٹھی میں جھاڑو دی دہاد ہم لوٹا ہے۔ اس وقت سب کے ہوش اُڑے متحیر ہوئے اس سانحے سے چھکے چھوٹے مضطر ہوئے ایک سینی سونے کی دیکھی جب وہ اُٹھائی تو وہ سیندھ کے منہ پر تھی اور زمین کھدی نظر آئی دررخنہ واہوا حال کھل گیا انتہا دیکھنا منظور ہوئی مشعل ہمراہ لی۔ سرنگ کی راہ لی جابجا اسباب پڑا گرا ملا۔ کہیں طلائی جواہر نگار خاصدان کے سرپوش میں تیل بھرا ملا اور اسی طرح کا طلائی نقرئی اسباب پڑا پایا۔ بے حقیقت سمجھ کر چوروں نے نہ اُٹھایا اوس تنگ راہ میں جابجا طاقچے بنے تھے حقے تمباکو کے ڈھیر لگے تھے خاطر جمع سے اپنا کام کیا یہی شغل صبح شام کیا آخر نواب حسام الدولہ بہادر سرگرم تلاش ہوئے کئی دن میں پتا لگا گرفتار چند بدمعاش ہوئے صاحب چیف کمشنر بہادر کو خط لکھا مجرموں کو بھیجدیا۔ صاحب بہادر نے منتظم شہر سے اظہار کیا سراغ رسانی کا حکم بہ تکرار کیا اوس وقت منتظم شہر اور کوتوال مقام واردات پر گئے اہل محلہ سے اظہار ہوئے بڑے بڑے آبرو والے گرفتار ہوئے جو جو خانہ بدوش ہیں وہ مجرم روپوش ہیں ابھی تک پتہ نہیں لگا کہ کدھر گئے جیتے ہیں یا مر گئے۔ اب منتظم شہر مصروف تلاش ہیں اسیر کئی اوباش ہیں باقی مجرموں کی تلاش کو روبکاری ہر تھانہ اور ضلع کو روانہ ہے گرفتاری کا پروانہ ہے نقل اوسکے ہوا ہو اورج صحیفہ اخبار ہے جب ناظرین کے ملاحظہ میں آئے گی۔ حقیقت واقعی کھل جائے گی۔

نقل روبکاری

روبکاری عدالت فوجداری شہر لکھنو خاص اجلاس کپتان
جان ولیم کارنیگی صاحب بہادر اسپہال اسسٹنٹ کمشنر واقع ۱۴ر نومبر ۱۸۵۶ء

نواب مخدرہ عظمیٰ خاص محل صاحبہ بنام	یاقوت حبشی	مچھو حبشی	مرزا علی
محل جہان پناہ مع گنگا پرشاد مختار کار مدعی	آغا علی	میر گھسیٹا	اودت نرائن
	آغا بالی بانے	مقبول شاہ	اچھے صاحب
	صادق حسین	مسماۃ امیرن	

علت چوری مع نقب زنی مال قسم جواہرات و اشرفی و
نقدی و ظروف طلائی و نقرئی و زیور مرصع وغیرہ واقع
محل شاہی مرقومہ ۵ نومبر ۱۸۵۶ عیسوی

آج یہ مقدمہ پیش ہو کر واضح ہوا کہ منجملہ مدعاعلیہم مقبول شاہ و اچھے صاحب و صادق حسین اجیٹن و مسماۃ امیرن گرفتار ہوئے اور جملہ مدعاعلیہ مفرور و روپوش ہیں چونکہ گرفتاری مدعاعلیہم مفروران ضرور ہے اس لئے حکم ہوا کہ نقل روبکار ہذا بمراد گرفتاری مدعاعلیہم مع مال سرقہ خدمت میں صاحبان ڈپٹی کمشنران بہادر اضلاع مفصلہ ذیل ارسال ہو اور درج روبکار ہو کہ صاحبان ممدوحین براہ مہربانی عملہ پولس ماتحت اپنی کو حکم دیں تا جس جگہ مجرمان کو بموجب حلیہ

پاویں گرفتار کریں اور ایک ایک نقل اسی روبکار کی صاحب رام دگنگا پرشاد متصدیان سرکار شاہی کو دیا ہے کہ جس ضلع میں نامبردگان مجرمان کا پتا پاویں بذریعہ اس روبکار کے خدمت میں اوس ضلع کے صاحب مجسٹریٹ بہادر کے حاضر ہوکر مجرمان کا نشان دیں گے صاحبان موصوفین بموجب نشاندادانکی مجرمان کو گرفتار کراکر بحراست مناسب اس عدالت کو روانہ فرمادیں گے۔

مجرم مفرور	ولدیت	قومیت	سکونت	عمر	رنگ	حلیہ
یاقوت	+	حبشی	لکھنو	۵۰ برس	سیہ فام	اوسط قد اوسط اندام ریش بروت سیاہ داغ پھوڑہ بر شقیقہ جانب راست
مجو عرف غلام حیدر	الماس سدے	ایضاً	ایضاً	۴۴ برس	گندم رنگ	میانہ قد فربہ اندام ریش ندارد بروت سیاہ فرد خال مثہ نما پہلوی گرہ حلقوم جانب راست
۔رزاعلی	+	مغل	ایضاً	۲۰ برس	گورا	اوسط قد لاغر اندام ریش قلمی بروت سیاہ دراز داغ چیچک متفرق بررو
آغا علی	محمد تقی	کشمیری	ایضاً	۲۵ برس	گندم رنگ	پستہ قد اوسط اندام ریش ندارد
آغا بالی باز	+	مغل	ایضاً	۴۵ برس	گورہ رنگ	قد چھریرا دراز ریش ندارد چھوٹے چھوٹے بال تمام سر پر بروت سیاہ
میر گھسیٹا		سید	ایضاً	ایضاً	گندم گون	دراز قد گول چشم ریش گندمی روئے بروت خرد سیاہ بعض موے سفید داغ چیچک بررو
پنڈت اُدت نارائن		کشمیری	ایضاً	۴۲ برس	رنگ گورا	کشیدہ قد بھرا ہوا بدن ریش بروف میگون میش چشم

صاحب مجسٹریٹ بہادر کانپور	صاحب مجسٹریٹ بہادر کالپی	صاحب مجسٹریٹ بہادر جھانسی
صاحب مجسٹریٹ بہادر جبل پور	صاحب مجسٹریٹ بہادر ساگر	صاحب مجسٹریٹ بہادر مئی
صاحب مجسٹریٹ بہادر گوالیار	صاحب مجسٹریٹ بہادر اکبرآباد	صاحب مجسٹریٹ بہادر مالوہ
صاحب مجسٹریٹ بہادر فرخ اباد	صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع بوردہ	صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع دریاآباد

سابق میں صاحب چیف کمشنر بہادر میجر بنکس صاحب بہادر کمشنر کا دورے کو تشریف لے جانا لکھا تھا وہ چھپا نہیں چھپا ہے۔اب ۱۶ نومبر کو معاودت کی پھر آئے لکھنو میں داخل ہوئے اپنے کام میں شاغل ہوئے جلدی چلے آنے کا باعث یہ سنا ہے کہ صاحب کمنڈرانچیف بہادر کی آمد تھی۔ ہرایک کو اس خبر کی صحت میں کد تھی۔ چنانچہ آج کی شب کو چار گھڑی رات گئے کپتان فلیچر ہیس صاحب بہادر ملیٹری سکریٹری پیشوائی کر کے صاحب کمانڈر انچیف بہادر کو لائے۔ کوٹھی بیلی گارڈ میں کھانا ہوا سب حکام ملاقات کو آئے۔ باقی جو کیفیت معلوم ہوگی۔ صحیفہ آئندہ میں مرقوم ہوگی۔ ۱۶ نومبر کو مسٹر من انگلس باٹین صاحب بہادر مجسٹریٹ جونپور لکھنو تشریف لائے ہیں۔ عہدہ ڈپٹی کمشنری لکھنو پر مامور ہوکر آئے۔ ابھی مزاج کی کیفیت معلوم نہیں ہوئی خدا

کرے سمسن صاحب بہادر سے زیادہ حلیم ہوں اہل شہر صاحب غرض بے خوف وبیم ہوں۔ ۱۹ کو کچہری میں اجلاس کیا چارج لیا۔ مسٹر ارتھر جنکسن صاحب اپنے مقام پر جانے والے ہیں۔ تھارن ہل صاحب پھر لکھنؤ میں آنے والے ہیں۔ مسٹر ولیم کیپر صاحب تشریف فرما لکھنؤ میں ہیں۔ کچہری کا کام نہیں کرتے ترقی کی جستجو میں ہیں اب دریافت ہوا کہ ملانوان کے ڈپٹی کمشنر ہوئے اپنے عہدے سے برتر ہوئے مگر ابھی گئے نہیں لکھنؤ میں قیام اللہ عالم ہے کیا کام ہے۔ بالفعل جعلسازوں نے سر اُٹھایا ہے اپنا سکہ میدان خالی پا کر بٹھایا ہے۔ کئی سناروں نے روپیہ کھوٹا بنا کر جاری کیا۔ اپنے کھرے پن سے مبصروں کو عاری کیا۔ آخر قلعی کھل گئی کھوٹی بات نہ چلی۔ عمر خان پنجابی نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو اطلاع دی مفصل اس جعلسازی کی خبر کی۔ اور بعض لوگوں کا جان بوجھ کر طرح دینا بیان کیا۔ صاحب بہادر نے تحصیلدار سدہورہ کے نام پروانہ لکھوا کر مخبر کو وہاں بھیجا۔ آخر ایک روز موقع پا کر مردانہ وار کیا دوڑ لے جا کر دس کاریگروں کو گرفتار کیا۔ ۱۴ نومبر کو وہ ولد القلب ڈپٹی کمشنر بہادر کے کچہری میں گرفتار ہو کر آئے۔ بہت قسی القلب ہیں مار پڑی ذلیل وخوار ہو کر آئے قید کا حکم ہوا ہے۔ ابھی کوئی امر تجویز نہیں کیا ہے۔

افغانستان

صاحب سنٹرل اسٹار نے رقم کیا ہے اس طرح اس خبر کو حوالہ قلم کیا ہے۔ کہ بالفعل امیر دوست محمد خاں بہادر نے سردار رحم دل خان کو یہ امر تجویز کیا تھا۔ مضمون طعن وتشنیع۔ (۱)۔ تھا کہ اندنوں وارد وصادر کی زبانی معلوم ہوا کہ تمہیں عزم ایران ہے۔ ہمارے خلاف یہ ساز وسامان ہے۔ خبردار خبردار بے سمجھے ایسی حرکت بیجا نہ کرنا۔ جادۂ اعتدال سے قدم باہر نہ دھرنا۔ یہ تحریر دیکھ کر سردار مذکور کو فکر نے گھیرا۔ کابل کی راہ لی اُدھر سے منہ پھیرا امیر خوش تدبیر کو سرداران کابل وقندھار کی پرورش مدنظر ہے اسی کی تمنا شام وسحر ہے چنانچہ گورنمنٹ میں صوبہ پشاور کی درخواست دی ہے۔ سرکار سے امید واگذاشت کی ہے۔ غلام جیلانی چودہ لاکھ روپیا امیر کے پاس لے کر گیا۔ اندنوں قضائے کار مر گیا۔ اہل کابل امیر پر طعنہ زن ہیں۔ روپیا لینے سے انگریزی نوکری کی ظن ہے۔ سنا ہے کہ شاہزادۂ ایران نے تختگاہ ہرات سے ایک خط امیر کو لکھا ہے۔ مضمون یہ اوسکا ہے۔ کہ ملک ہرات ہمیشہ سے خاندان سدوزئی کے قبضے میں رہا ہے حق حقدار کو ملے اسکی مدد کرنے کا سبب یہ ہوا ہے۔ تم کو ہمارے مقابلے کی سعی بہت بیجا ہے۔ غور کرو ہمارے تمہارے فرق زمین آسمان کا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شاہان اولوالعزم جرار کا جو دستور ہے۔ وہی سلطان ذیشان ایران کو منظور ہے۔ کہ شاہزادہ محمد یوسف بدستور اپنے ملک موروثی پر قابض بے شرکت غیر رہے۔ یہ سلسلہ جو آغاز ہوا انجام اسکا بخیر رہے۔ جب شاہزادۂ محمد یوسف کا انتظام بخوبی ہو جائے گا۔ فوج ایران کی چلی جائے گی میدان خالی ہو جائے گا۔ اگر ہمارے فرمان سے سرتابی ہوگی اپنی بات کی کد کرو گے تو اپنے حق میں بد کرو گے۔ والی ایران کو اس ملک پر قبضہ کرنے کا خیال نہیں تم ہم نبرد نہیں۔ زیردست پر جبر کرے وہ جواں مرد نہیں۔ مصلحت وقت ہے کہ یہ خیال سر پر فتور سے دور کرو۔ فرمان واجب الاذعان بچشم غور دیکھے گی منظور کرو وگرنہ عرصہ دراز کی بنی بنائی رہ ورسم بگڑ جائے گی۔ پھر یہ گتھی نہ سلجھے گی جب گرہ پڑ جائے گی صفحۂ دشت بے گناہوں کے خون سے گلنار ہوگا۔ موت کا گرم بازار ہوگا۔ طول بیجا مختصر کیا حاصل کلام ہے۔ جواب میں دیر انحراف کا پیام ہے۔ ہنوز امیر دوست محمد خان نے تحریر کا جواب بھیجا نہیں۔ لا دنعم سے آگاہ کیا نہیں۔ سرداران والا دودمان سلطان خان وعثمان خان امیر سے خفا ہو کے ہرات کو گئے۔ وہ بد دل ہیں باقی جو رہے۔ امیر رحم دل خان وغیرہ بھی اس بات کا گمان ہے۔ اونکی تدبیر کا دھیان ہے قصد یہ ہے کہ بر روتو ان سے کچھ نہ کہیں۔ لا سرداران پشاور شہر بند رہیں۔ غلام حیدر خان کو حاکم قندھار قرار دیا ہے۔ فتح محمد خان خلف اکبر خان مرحوم کو کرشک کا حکمراں کیا ہے۔ اب ایک انگریز جلیل القدر کی آمد ہے اس واسطے امیر کو بندوبست کی کد ہے۔ بالفعل غازی خان درّانیوں کا افسر شہزادۂ محمد یوسف کے حکم سے مارا گیا۔ امیر سے سازش کا گمان تھا اس جرم پر جان سے بے چارا گیا۔ ایک تحریر قندھار سے آئی۔ اوس

۱۔ پھنا ہوا

میں یہ خبر بر جستہ پائی۔ کہ سردار محمد خان کہندل خان کا بیٹا مع محمد صدیق خان پردۂ شب میں فرار ہوا۔ جا کے ملازم شہریار ہوا۔ اس جان فشانی کی۔ یہ قدر دانی کی۔ چار ترپ اور چار ضرب توپ کا افسر کر کے شہر شورابا میں حکم قیام ہوا۔ مع فوج وہاں مقام ہوا بعض سرداران کابلی جو امیر کے ہمراہ ہیں پاس رفاقت نہیں وقت کے منتظر شام و پگاہ ہیں۔ بالفعل حاکم کا چار کو عرضی تحریر کی تھی۔ اپنی فلاح کی یہ تدبیر کی تھی۔ کہ یہاں سے برخاستہ خاطر ہیں۔ تمہارے پاس آنے کو حاضر ہیں۔ ہم کو آپ اپنا نوکر سمجھیں جو کام ہمارے لائق ہو بے تامل لکھیں۔ اگر آپ کو ہمارا پرورش کرنا منظور ہوگا تو جو کچھ آپ فرمائیں گے ہم بجالائیں گے دانستہ نہ قصور ہوگا اثنائے راہ میں یہ راز افشا ہوا تقدیر کا لکھا پیش آیا۔ سردار محمد صدیق خان قاصد کو پکڑ لایا۔ دستخطی خط ان کا امیر کو دکھایا۔ وہ اس بات سے بہت غصہ میں آیا۔ سلطان محمد خان اور رحم دل خان اور افضل خان اور خوشدل خان اور غلام محی الدین خان وغیرہ کو سامنے بلایا۔ اس بات کا استفسار کیا دھمکایا۔ آخر سلطان محمد خان کو کابل کی طرف روانہ کیا اور سلطان علی خان کہندل خان کا بیٹا اور محمد اسلم خان رحم دل خان کا بیٹا دونوں ایران میں داخل ہیں۔ مطلب حاصل ہیں۔ اب نو ہزار فوج جنگی اور تیس توپ قندھار میں مقیم ہیں۔ معرکہ حرب درپیش ہے ہر ایک کو امید و بیم ہے ایلچی شاہ روس کا لشکر ایران میں آیا ہے۔ مگر یہ نہیں کھلا کیا پیام آیا ہے۔ صادق الاخبار دکوہ نور وغیرہ

باعث نزاع اہل فرنگ با ایرانیان

ایک اشتہار گورنمنٹ انگریزی گزٹ کلکتے میں چھپا ہے ناظم نے واسطے ناظرین انصاف گزین کے مضمون اوسکا درج صحیفہ اخبار کیا ہے غور و تامل سے مضمون مرقومہ اگر مد نظر شائقان اخبار ہوگا حق و باطل آشکار ہوگا۔

اشتہار

فورٹ ولیم فارن ڈپارٹمنٹ مرقومہ یکم ماہ نومبر ۱۸۵۶ عیسوی بالفعل اہالیان گورنمنٹ نے حسب ایمائے ملکہ معظمہ انگلستان نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہندوستان کو یہ حکم بھیجا ہے کہ جلدتر فوج انگریزی سب چھاؤنیوں سے چھانٹ کے احاطۂ بمبئی کو جلو ریز بھیجو۔ حکم دیکھتے ہی صرصر کی طرح تند اور تیز بھیجو۔ اور سامان جنگی طرح طرح کا فراہم ہو۔ گولہ باروت اس کثرت سے ہو کہ مہینوں کے معرکہ میں نہ کم ہو۔ اب ضروری ہے کہ پہلے وقوع اس معرکہ کی خاص و عام کو اطلاع ہو جائے کہ سرکار کمپنی کی نسبت کسی طرح کا الزام نہ آئے پہلے اس سے ماہ جنوری ۱۸۵۳ء میں فیمابین لیفٹننٹ کرنیل شیل صاحب سفیر خوش تدبیر انگلستان و وزیر با توقیر شاہ ذیجاہ ایران مقدمۂ ہرات میں یہ تقریر ہوئی تھی۔ جو گوش زد بر نا و پیر ہوئی تھی۔ اوسی امر پر صلحنامہ کے تحریر کا مدار ہوا۔ طرفین سے اس عہدہ پر اقرار ہوا۔ کہ جب تک کابل و قندھار سے فوج جانب ہرات نہ آئے گی۔ فوج ایران بھی اوس طرف نہ جائے گی۔ جب اوس جانب سے اس امر کا آغاز ہوگا یہاں سے بھی بھیجنا فوج کا مجاز ہوگا۔ اور کسی طرح کا امور ریاست اور خزانے میں تصرف کیا نہ جائے۔ کوئی حکم خلاف رسم اہل ہرات دیا نہ جائیگا۔ احیانا کسی وجہ سے اون لوگوں میں نزاع ہو یا فساد ہوگا۔ حق و باطل بھی ادھر سے کچھ نہ ارشاد ہوگا۔ اور اجرائے سکّہ یا خطبہ میں نام داخل کرنے کی گفتگو نہ کریں گے۔ خلاف سر مو نہ کریں گے۔ اسی طرح کی سرکار انگریزی سے بھی تحریر ہوئی ہے۔ ادھر سے بھی یہی تدبیر ہوئی کہ جس وقت کوئی بادشاہ یا حاکم کابل و قندھار ہرات کی طرف فوج کشی کا ارادہ کرے گا گورنمنٹ ۔۔(۱)۔۔۔ سے ممانعت ہوگی۔ بہت حفاظت ہوگی جس ۔۔(۲)۔۔۔ کو تکلیف نہ ہو شاد رہیں۔ ملک میں آباد رہیں۔ صاحب خبر لکھتے ہیں اوس دن سے کوئی امر تازہ گورنمنٹ سے صادر نہ ہوا۔ خلاف عہد نامے کے ظاہر نہ ہوا۔ شاہ ایران کو اپنی تحریر کا پاس نہ ہوا۔ ہرگز فوج کشی کا وسواس نہ ہوا۔ عہد نامے کا خیال نہ کیا۔ مد نظر مآل نہ کیا۔ ہرات برباد کرنے کو فساد اوٹھایا۔ عہد نامہ حرف غلط سمجھ کر

۱۔ پھٹا ہوا

۲۔ پھٹا ہوا

ہٹایا۔آخر فوج ایرانی نے ہرات میں مقام کیا۔مقام متنازعہ پر بے خوف قیام کیا۔جب سفیر انگریزی نے عہد نامے کی تحریر یاد دلائی جواب میں یہ بات سنائی کہ امیر دوست محمد خان حاکم افغانستان کو مغویوں نے شورش پر آمادہ کیا ہے۔تمہاری اعانت سے بے خوف وبیم انتظام قندھار کے بعد ہرات کا ارادہ کیا ہے۔ادھر آنا بے شک منظور ہے ہرات پر فتور ہے۔مجبور خراسان کی جانب فوج بھیجنا لازم ہوا۔اس لیے لشکر اوس طرف عازم ہوا۔اگر یہ کنایہ گورنمنٹ کی طرف ہے تو بیجا گمان ہے۔یہاں کس کو یہ دھیان ہے۔مگر شاہ ایران نے فقط گمان پر فوج ہرات کی طرف بھیجدی انجام کی فکر نہ کی۔اونہوں نے شہر میں دخل معقول کیا۔حاکم کو معزول کیا۔ایک فرمان حاکم ہرات کو لکھا اوس میں ہرات کو قلمرو ایران میں شریک کیا اوسی طرح بہت باتیں خلاف ہوئیں۔منجر بمصاف ہوئیں۔کچھ عہد و پیماں کی اصل نہ جانی۔فہمائش ہرگز نہ مانی۔ناچار گورنمنٹ نے حضور ملکہ وکٹوریہ میں اسکا اظہار کیا۔اور سفیر نے بھی اقرار کیا۔ تب سرکار انگریزی نے نواح ہرات سے فوج اُٹھا لینے کی تحریر کی مگر ایسا فتور ہوا تھا کہ اوسنے کچھ نہ تاثیر کی۔جب گورنمنٹ نے دیکھا کہ شاہ ایران کو خلاف گوارا ہے۔اب فوج کشی کے سوا کیا چارا ہے۔ہرروز فوج ہرات کے جانب چلی جاتی ہے۔ہردم آمد کی صدا آتی ہے فہمائش کسی طرح کی قبول نہیں۔ باتیں بنانے سے کچھ حصول نہیں۔اب اجماع لشکر احاطہ بمبئی میں بے قرار ہوا ہے۔دریا کی راہ سے عزم سفر ہوا ہے۔بعد درستی سامان جنگی فوج یلغار خلیج فارس کی طرف جائے گی۔دیکھئے کیا کیفیت سامنے آئے گی۔یہ حکم رائٹ آنریبل گورنر جنرل ہندوستان جاری ہوا ہے۔فینکس اخبار انگریزی کلکتے نے چھاپہ ہے بالفعل نواب گورنر جنرل بہادر نے حسب الحکم کورٹ آف ڈائریکٹر کے یہ حکم جاری کیا ہے۔اطلاع خاص و عام کو اشتہار ہوا ہے۔یعنی ایران کے سوداگر مہینے بھر کے عرصے میں لین دین سے فرصت کر کے سامان سفر مہیا کریں۔بدلجمعی تمام تر چلتا دھندا کریں ابتداے ماہ نومبر سے آخر تک کی مہلت ہے۔آگے دقت ہے اور جو اس مملکت میں رہنا گوارا ہو بشرط قصور سزا سہنا گوارا ہو۔وہ رسم ایران ترک کر کے اس ملک کی وضع اختیار کریں۔بدستور اپنا کاروبار کریں۔اگر راہ میں کوئی جہاز ایرانی سوداگر کا سفینہ انگریزی سے دوچار ہو اوس میں سامان حرب ہو یا فرقہ سپاہ سے کوئی پیدل سوار ہو تو بے تکلف ضبط سرکار ہوگا۔حکام بحری کا اس پر دار و مدار ہوگا۔اور جس میں اسباب تجارت نظر آئے وہ سلامت جائے۔لیکن اس حکم سے سب کو آگاہی ہو کہ دھوکے میں ادھر نہ کوئی راہی ہو۔جو جہاز دور گئے ہوں اور انقضائے مدت معینہ کے بعد پھریں جس دم شاہ انگلستان کے ملک میں آئیں تو حکام بحر اون کو حکم سنائیں ورود حکم ثانی تک جانے نہ پائیں۔جس دم سرکار سے حکم آئے اور مال کی تلاشی ہو جائے اوس دم حجت ہے نہ تکرار ہے۔چاروں طرف آنے جانے کا اُن کو اختیار ہے۔نقل اس حکم کی نواب گورنر جنرل بہادر نے گورنران بمبئی اور مدراس ولفٹنٹ گورنر بنگالہ وسنگاپور اور کمشنران مورمین ورنگون کو بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ تاکید افشا سے حکم سے آگاہ کیا ہے یقین ہے اشتہار اس مضمون کا کل ممالک محروسہ انگریزی میں لگایا جائے تمام عالم کو یہ حکم سنایا جائے۔اخبار فینکس راوی ہے کہ لائٹ فیل مٹمری مدراس کو حکم گورنمنٹ ہوا ہے کہ جلد بمبئی کو جائے۔اور یوروپین کمپنی کو ایما کیا ہے کہ مع سامان جنگ رنگون کی طرف باگ اُٹھائے۔ اور اخبار ٹائمس اس مضمون کا مفسر ہے۔کہ سفیر انگریزی ایران میں نہ رہ سکا نا اتفاقی کا یہ ثمر ہے۔اب مہم خلیج فارس کے واسطے بمبئی میں لام بندر ہے گا۔تمام فوج کا وہیں مقام رہے گا۔مگر ہم متحیر ہیں کہ صاحب دانش گزین نے بمبئی میں کیوں لام باندھا ہے۔وہاں فوج کے جمع کرنے میں کیا اسرار ہے؟ لام اُس مقام پر ہوتا ہے جہاں سے فوج جنگاہ تک جلد پہونچے۔مسافت طے کرنے میں دیر نہ لگے یہاں سے فوج کا پہونچنا مشکل ہوگا۔راہ میں دیر ہوگی۔ مطلب نہ حاصل ہوگا۔اور یہ معرکہ وہ نہیں جیسے ہندوستان کی لڑائیاں تھیں۔اس گروہ میں اتفاق تہا باہم کج ادائیاں تھیں جس وقت دونوں لشکروں کا سر میدان مقابلہ ہوگا۔جی چھوٹیں گے ایسا مقاتلہ ہوگا۔

سلطان الاخبار وصادق الاخبار

مضمون نامہ شاہِ روس مآل بین بافغفور چین

صاحب فینکس اخبار انگریزی راقم ہے۔یہ نقل ہو بہو بیش نہ کم ہے۔کہ جس وقت فتنہ وفساد رعایا چین کے واقعہ نگاروں سے شہنشاہ روس کو اطلاع ہوئی دریائے عدل جوش میں آیا محبت نامہ فغفور چین کو اوسی جوش وخروش میں آیا کہ عرصہ دراز سے فیما بین رابطہ ہے اتحاد ہے اوس والانژاد کو خوب یاد ہے۔

بالفعل محرران اخبار ہرشہر دریا سے ثابت ہوا کہ گردنواح تختگاہ عالیجاہ میں حرام خوروں نے چوروں نے فساد کی راہ سے ہنگامہ برپا کیا ہے۔ ملکوں میں اس سانحے کا مذکور ہے جابجا چرچا ہے۔ یہ خلاف خبر وحشت اثر جس روز سے مابدولت کے گوش ہوئی طبیعت متحمل نہ ہوئی صحیبہ میں کد ہوئی اس واسطے کہ ہم اس ودیعت پروردگار کے پاسبان ہیں۔ مصروف نگہبانی میں بدل وجان ہیں۔ لہٰذا دل صفا منزل کہ مرات مصفا جام جہاں نما ہے۔ اس میں یہ خیال عکس افگن ہے کہ کچھ جوانان جرار یلان تہور شعار شکل قضائے مبرم جلوہ ریز یہاں سے باگ اُٹھائیں۔ کیفر کردار فرقہ اشرار میں گوشمالی کر کے اوس صفحہ سے اُن کا نام مٹائیں۔ کہ اوس سرزمین میں بیخ و بنیاد ایسے بدنہادوں کی نہ رہے۔ سلسلہ محبت قدیم اس حرکت جدید سے مستحکم ہو۔ خلق خدا تحسین وآفرین کرے۔ بدائع عام خلائق جو تحت فرمان ہے تمہیں ہمیں دعاے خیر دے لطف تازہ باہم ہو۔ اور چند کلمے امید وبیم کے فقرے افہام وتفہیم کے نامے میں درج کر کے مصحوب برید بھیجے اور مخبر بھی روانہ کئے غفور چین نے نامے کو ملاحظہ کیا لیکن تاحال جواب نہیں لکھا دیکھا چاہیئے کہ غفلت شعاری کا نا کردہ کاری کا کیا انجام ہوتا ہے۔ ناکام کون رہتا ہے کس کا کام ہوتا ہے۔

الہ آباد

سنا ہے کہ ۱۱ر نومبر کو لاٹ صاحب بہادر نے الہ آباد سے کوچ کیا گھوڑے کی ڈاک پر سوار ہوئے کانپور کا راستہ لیا توپخانے کے بیل دبیل سمجھ کے اونکا نکالنا مدنظر ہے۔ گھوڑے مقرر ہونگے تازی یہ خبر ہے۔ یقین ہے اس معرکہ ایران سے پہلے اسکی سبیل ہو بھرتی کی تعجیل ہو۔ سنٹرل اخبار

مدراس

افسوس کا مقام ہے حسرت کا پیام ہے پہلے ایک عالم کو خیال تھا کہ ریاست کرناٹک قائم رہے گی وہاں لوگوں کی پرورش دائم ہوگی۔ خلقت شاد رہے گی اب اس بات سے ہر ایک مضطر ہے سب کو ہراس ہے ارادۃ اللہ غالب علی ارادۃ الناس ہے سابق میں محتاج امرا کو دھوکا دیتے تھے اپنا کام نکال لیتے تھے۔ بالفعل حاکموں نے یہ طرز اختیار کیا۔ فوج پر نئی طرح کا وار کیا پہلے یہ ظاہر کیا کہ سب فوج بڑے باغ میں جمع ہو کر کچھ سنائیں گے۔ وہ بیچارے سمجھے کہ نواب عظیم جاہ کو شاید تخت پر بٹھائیں گے جس دم سب باغ میں یکجا ہوئے نیا گل پھولا حیرت کی مبتلا ہوئی۔ صرصر حوادث چلنے لگی سوکھی گیلی ایک طرز پر جلنے لگی۔ ایک عالم کو اوسکا خار ہوا۔ پامال خزان دگلشن سراپا بہار ہوا۔ الحاصل بدولت بخشی علی نقی کہ وہ سخت شقی ازلی ہے اب اس نام سے عالم کو ننگ ہے۔ دل تنگ ہے کہ اس سے ملکوں میں فساد ہوتا ہے۔ بسا بسایا شہر دیران برباد ہوتا ہے اجنٹ صاحب بہادر کو ساتھ لائے بربادی کے سامان دکھائے صاحب نے اس مجمع میں یہ پریشانی کا حکم سنایا۔ کہ گورنمنٹ سے یہ حکم ہم کو آیا۔ جو مدت دراز کا نوکر ہے اُس کو پنشن ملے گی۔ جو تھوڑے دنوں کا نوکر ہے اُس کو انعام ہوگا۔ آج سے یہ التزام ہوگا۔ اب جس کو سرکار کمپنی کا روزگار منظور ہو وہ پرے سے باہر نکل آئے جس کو انکار ہو وہ قدم نہ بڑھائے۔ بے چارے بے گناہ دو دن کی مہلت ۔۔۔(۱)۔۔۔ کچھ مجبوراً آگے بڑھے کچھ سوچ کر رہ ہی رہے۔ جنھوں نے پیش قدمی کی اون کی اسم نویسی ہوئی۔ جو رہے وہ کہیں کے نہ رہے۔ غضب یہ ہے کہ جب رجنٹ صاحب وہاں سے روانہ ہوئی تماشائیوں نے غل مچایا جو منہ میں آیا بے تکلف سنایا اس باعث سے تنخواہ اور پنشن میں تامل ہوا۔ فوج کے لوگوں نے دنگہ کیا اندھیر بالکل ہوا معلوم نہیں دیوان صاحب سے سرکار انگریزی میں کیا اظہار ہوا۔ کون سا قصور ثابت کیا جو ایسا معاملہ بروئے کار ہوا۔ بازی گارڈ اور پلٹن سرکار نواب مرحوم کو حکم ہوا کہ سب طیار ہو کر آئیں۔ تین بجے رات کو باغ کے متصل پرا جمائیں۔ جب وہاں جمع ہوئے تقسیم تنخواہ کے منتظر رہے پانچ بجے صاحب اجنٹ بہادر ایک پلٹن گورے کی اور ایک تلنگے کی اور باڈی گارڈ گورنری لے کر مکہ دروازے کی جانب سے باغ میں داخل ہوئے۔ یہ صورت دیکھ کے سب کو وسواس ہوا نامردل ہوئے پہلے حسب دستور پلٹنوں کی سلامی ہوئی پھر مقابل میں پرا جمایا ان سب کی بیخ بنیاد اوکھاڑ دی

۱۔ پھٹا ہوا

روز سیاہ دکھایا۔صاحب ایک جانب کو کھڑے رہے فوج مقابلے پر اڑی رہی۔آخر ایک افسر انگریزی نے گھوڑے کو مہمیز کیا۔سرکاری فوج کی جانب خیز کیا۔ پہلے رسالے میں آکر عملدار سے نشان طلب کیا کسی سے کچھ نہ ہوسکا حوالہ کر دیا غضب کیا۔ پھر اوروں کا لگا لگا۔سبھوں نے خود بخود رکھدیا۔ پھر سواروں سے ہتھیار لئے سب نے بلا تامل دے دیے مگر پیدلوں نے ان کو نہ دیے الگ رکھدئے۔صاحب بہادر جب اس چالاکی سے کام کر چکے۔ جوانمردی کا سردست نام کر چکے۔ ہتھیار کرانچیوں پر بار کئے چھاؤنی کو بھیج دئے توپیں لے لیں حبشی چیلوں سے ہتھیار لئے گفتگو تک نہ ہوئی بے تکرار لیے۔اوس وقت یہ حکم عام ہوا پکار کر سب کو سنادیا۔آج سے تم لوگ موقوف ہوئے۔اپنے اپنے گھر کی راہ لو۔کل دو پہر قلعہ مدراس میں آکر تنخواہ لو۔یہ سن کر ایک دوسرے کا منہ تکتا تھا رنگ زرد حیرت سے سب کو سکتہ تھا بزدلی منھ بھیڑ نہ ہوسکی میں میں کرنے کے سوا اور کیا ہوسکتا تھا جن جن کے مکان قریب تھے اپنے گھر گئے۔ڈھال تلوار بندوق وہاں دہر گئے۔بخشی علی نقی خان کے اشارے سے ڈیوڑھیوں۔(ا)۔خزانہ سرکاری پر گوروں کا پہرا ہوا۔خیر خواہی کا یہ کام گہرا ہوا۔عجب زمانے کا رنگ نظر آتا ہے۔معتمدوں کا یہ ڈھنگ نظر آتا ہے۔یہ صاحب نواب والا جاہ کی سرکار میں مختار تھے۔سب امروں کی ان کی ذات پر دارومدار تھے۔اب ریاست کی تباہی ہوئی اون کی روسیاہی ہوئی۔آخر کار سیاہ کا ڈھنگ بگاڑا سرکار انگریزی میں رنگ جمایا۔خلقت بگڑی اپنا کام بنایا۔اہل فوج کے درپے تذلیل ہوئے۔اس حیلے میں امیدوار عہدہ جلیل ہوئے۔اپنے نزدیک نیک نام ہوئے۔مگر عالم میں بدنام ہیں۔قیامت تک ایسے کردار مشہور رہتے ہیں۔خاص وعام میں حشر تک یہ مذکور رہتے ہیں۔الغرض اس حرکت سے اہل مدراس روتے ہیں۔ریاست کی تباہی سے الم میں جان کھوتے ہیں۔ایک عالم پریشان نظر آتا ہے۔سارا شہر ویران نظر آتا ہے۔خداوند کریم ان لوگوں کی پریشانی پر رحم فرمائے۔یہ ریاست پھر قائم ہوجائے۔شہروالوں کو خوشی ہو دل شاد ہوں۔وہ ویران بستیاں از سر نو آباد ہوں۔ صبح صادق

امریکا

اخبار فرنگستان خبررساں ہے۔کہ ان دنوں مقام کانس میں اوباشوں کا زور ہے زبردستی کا شور ہے۔ایک دن کئی آدمیوں نے مل کر وہاں دن دہاڑے ایک انگریز کو لوٹا۔نقد وجنس غارت کیا کچھ اسباب نہ چھوٹا طرہ یہ ہوا کہ اوس کی مس کم سن تھی وہ بھی لی بقول مشہور چیز بست لے گئی اسباب چوری سے یہ سینہ زوری سے لے کے داغ دے گئی۔صاحب نے جان کے ڈر سے کچھ نہ کیا کچھ سمجھ کے چپ ہو رہا۔یہ نئی طرح کی چوری ہے۔نری حرام خوری ہے۔حاکم کو خبر ہوئی گرفتاری کا حکم بے تامل ہے۔ہر طرف شور ہے غل ہے ابھی تک سراغ پایا نہیں۔مجرم کوئی ہاتھ آیا نہیں۔ صادق الاخبار

کرنال

چوبیسویں اکتوبر کو اوس سرزمین میں زلزلہ آیا۔دس منٹ تک محسوس ہوا در و دیوار کو ہلایا۔مگر خیر گذری اندیشہ بہت اس سامان کا ہوا لیکن ضرر نہ کسی کی جان کا ہوا۔ کوہ نور

اشتہار

جو بسبب تقسیم ہونے زر منافع نوٹ شام تک حرج کمال متصور ہے اور بھی جب گیرندہ منافع نوٹ بارہ بجے کے بعد کچہری میں آتا ہے۔تب اوس کو بہت بیٹھنا پڑتا ہے اور وہ شخص حیران ہوتا ہے اس واسطے یہ اشتہار بنظر ہر خاص وعام کے جاری کیا جاتا ہے کہ جس شخص کو روپیا سنافع نوٹ کا لینا منظور ہوا کرے

ا۔ پھٹا ہوا

نو بجے سے ایک بجے تک کچہری میں حاضر ہوکر روپیا اپنا وصول کرے اور بعد اوس کے پھر روپیا نہیں دیا جائے گا اور وہ شخص بلا پائے روپے کے واپس چلا جائے گا۔ چاہئے کہ سب پابندگان منافع نوٹ کے اس حکم سے مطلع ہوکر کاربند ہوں فقط مرقوم تاریخ ۸ نومبر ۱۸۵۶ عیسوی

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا وانتہا
نواب منیر الدولہ ممتاز الملک	پانچ روپیہ چار آنہ	من ابتدائے ۲۶ ذی قعدہ ۱۲۷۲ ہجری
ابوالحسن خان بہادر دام اقبالہ		لغایت ۔۔ ربیع الاول ۱۲۷۳ ہجری
منشی سید اولاد حسن صاحب دام اقبالہ	پندرہ روپے	۲۳ ذی قعدہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۱ ذی قعدہ ۱۲۷۳ھ

شہر لکھنو محلّہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبارِ نو　　یافت جانِ تازہ جسمِ لکھنؤ　　گنجِ گوہرہائے معنی اندر دست　　چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ
عنوان صحیفہ حمدِ حق ہے　　زیبائش اوّل ورق ہے　　پھر نعت ہے سیدالبشر کی　　سچی جس نے ہمیں خبر دی

نمبر ۱۹　۲۹ شہر ربیع الاول ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۲۸ ماہ نومبر ۱۸۵۶ عیسوی روز جمعہ　جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تا بمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا ایک روپیہ آٹھ آنے قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپیہ مرحمت فرمائیں اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد　　بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است
مصرعِ تاریخ آغازش عنایت زد رقم　　گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنو است

لکھنؤ

منشی محمد رفیع کہ اجلۂ روزگار صاحب دانش و فرہنگ کارگزار ہیں۔ سفر لندن میں ہمراہ رکاب ملازمان جناب عالیہ متعالیہ تھے سب کاموں کی اون پر مدار تھے۔ دفعتاً مرض الموت نے گھیرا بیمار ہوئے صحت نے منہ پھیرا جام حیات لبریز ہو چکا تھا زیست کا یارا نہ ہوا۔ قضا سے چارا نہ ہوا۔ قلزم ہستی سے کنارا کیا۔ آشنائے بحر فنا ہوئے دنیا سے منہ موڑا سب کچھ یہیں چھوڑا راہی ملک بقا ہوئے۔ سب کو ملال ہوا سیل اشک حباب چشم سے جاری ہوئے روتے روتے بُرا حال ہوا۔ مگر کیا ہو سکتا تھا سب کو حیرت سے سکتا تھا۔ آخر کار مجبور نا چار دریا میں دفن کیا طوفان سرشک سے ہر دیدہ خونبار ہوا۔ بحر ہستی سے اس طرح بیڑا پار ہوا۔ جناب عالیہ کو اُن کی کارگزاری کا الم ہوا۔ اس واقعہ کا غم ہوا۔ جب تحریر میں حرج ہونے لگا ہر شخص مجبور ہوا۔ محرر کا ہمراہ ہونا ضرور ہوا۔ نواب حسام الدین بہادر کو اس مضمون کی اطلاع ہوئی۔ لازم تعمیل ہوئی۔ بہت تعجیل ہوئی۔ مولوی نور الدین کہ صاحب علم و ہنر مشہور ہیں۔ کارپردازوں میں انکے ذکر نزدیک و دور ہیں۔ طلب فرما کر عہدہ منشی گیری۔۔(۱)۔۔۔اور پانسو روپیہ مرحمت ہوئے تین سو روپے مشاہرہ کے سوا متوقع عنایت ہوئے

۱۔ شکستہ نا قابل خواندگی

سرکار کی۔(۔(ا)۔۔کیا۔عجلت کے ساتھ اس مہینہ میں یہاں سے حضور بادشاہ تجاہ میں روبراہ کیا جب وہاں پہونچیں گے اور پسند خاطر مبارک آئیں گے۔بعد ملازمت اوس طرف راہی ہو جائیں گے۔صورت گنج کے علاقہ میں رام سہائے پاسی نے ایک شخص کو قتل کیا مال کے نشہ میں کار بے اصل کیا۔تھانہ دار نے خبر پاکر گرفتار کیا۔۲۲ اکتوبر کو صاحب ڈپٹی کمشنر کے حضور میں بھیجدیا۔اب روبکاری میں قتل کا اقرار ہوا ہے۔اپنی زبان سے سزا کا سزاوار ہوا ہے۔
ایام سلطنت میں شاہ تجاہ حضرت سلطانعالم خلد اللہ ملکہ نے مرزا آسمان قدر بہادر کے چھٹی میں لاکھ روپئے کا اسباب رشک محل کو عنایت کیا تھا۔کلکتے جب چلیں وہ سب اپنے گھر میں رکھ دیا تھا۔یہاں اون کی ماں سرومیدان ہیں۔نوجوانی کے سب سامان ہیں۔وہ اسباب عیاشوں نے اجرت میں اُڑایا۔جس قدر ہاتھ آیا۔وہاں وہ مثل مشہور ہوئی جیسا ئوت ویسی بھمبٹی۔۔۔(۲)۔۔۔کلکتے میں وہ بانگ دینے لگیں۔انچ کی لینے لگیں حضرت کب ایسے سنتے ہیں جب حرکت بُری کی۔فوراً گلے پر اس کے چھری کی۔ذرا جلا کے نکال دیا۔بکھیڑا ٹال دیا اور یہاں فرمان قضا جریان اوسکے گھر کی ضبطی کا صحتہ الدولہ بہادر کے نام آیا۔بہادر ممدوح نے منتظم شہر سے اطلاع کر کے کوتوال کے نام پروانہ بھجوایا۔جس قدر نقد وجنس گھر میں تھا وہ اُٹھ گیا باقی کی تلاش ہے اوس کے گھر والوں کو خوف بود و باش ہے۔مقدمہ درپیش ہے روبکاری ہوتی ہے۔ابھی دیکھئے کیا کیا ذلت وخواری ہوتی ہے۔زمانے کا عجب رنگ نظر آتا ہے۔بُرا ڈھنگ نظر آتا ہے۔اب کیا کسی کو کوئی خاک سے پاک کرے۔اس حرکت پر چشمداشت خاک کرے۔ایک پانی میں جب دوسرے کا کھیل ہوتا ہے بہت بُرا کھیل ہوتا ہے۔یہ تو سا کن بیچ آب ہے اسکا کیا حساب ہے۔سابق میں کمانڈر انچیف بہادر کا تشریف لانا مجمل لکھا ہے مفصل یہ ماجرا ہے بیلی گارد والی کوٹھی میں دعوت کا سامان صاحب چیف کمشنر بہادر نے کیا تھا کھانے اپنی وضع کے خوب وہ جو مرغوب ہیں موجود تھے۔حلوائے بے دود تھے۔آٹھ بجے کھانے سے فرصت پائی ادھر اُدھر کی گفتگو زبان پر آئی پھر سوار ہو کر منڈیاون گئے بڑے صاحب بہادر کے بنگلے میں قیام کیا وہاں آرام کیا۔صبح چوپڑ والے اصطبل میں گئے گوروں کی قواعد دیر تک دیکھی۔چارشنبے کو موتی باغ کی چھاؤنی میں جہان سرکار شاہی کے برطرف انگریزی نو ملازموں کا قیام ہے۔کوٹھی کے رہنے میں مقام ہے۔دم صبح صاحب بہادر تشریف فرما ہوئے فوج آراستہ پر بیٹ پر پائی۔اونہوں نے قواعد کی چستی دکھائی۔دو پلٹنیں تلنگوں کی دوسرا رسالہ کپتان گال صاحب کا تھا۔چار طرف ایک ہنگامہ برپا تھا۔بہت چستی اور چالاکی سے آمد ورفت تھی نرالا انداز تھا۔آپس میں سب کو ساز تھا۔نوجوانی کا زور جوش شباب بدن کی پھرتی روز کی مشق سے تیز تیزی ہر ایک کی کرتی اور وردیوں کی نیرنگی سے ہر صف پر لالہ و نافرمان کا رنگ نظر آتا تھا۔ہتھیاروں کی چمک بندوقوں کی دھمک سے برق و رعد کا ڈھنگ نظر آتا تھا۔سواروں کا انداز جدا باجوں کی خوش گوار صدا۔یہ کیفیت دیکھ کر صاحب بہادر بہت شاد ہوئے۔افسروں کی تعریف کے کلمے رضامندی کے ارشاد ہوئے۔پھر اوسی دن قیصر باغ کے دیکھنے کا خیال ہوا۔نواب حسام الدین بہادر سے استفسار حال ہوا۔بہادر ممدوح نے اجازت دی۔صاحب بہادر اور کئی انگریز تشریف لے گئے نواب صاحب نے کمال اخلاق سے پیش قدمی کی۔باغ کی سیر دکھائی۔جب مکانات کی نوبت آئی۔صاحب نے ہر ایک کمرے کے قطع بغور ملاحظہ کر کے تعریف کی۔نقشہ بہت پسند آیا۔بڑی توصیف کی۔سابق کی طیاری اور بہار کا جو مذکور آیا۔خزاں کی فصل پر افسوس فرمایا۔نواب صاحب کے اخلاق سے مسرور ہوئے۔شاد پھرے ہار پان کی رسم ہوئی مغایرت کے شبہے دور ہوئے۔اوسی شب حسین آباد میں حضرت فردوس منزل کا دیسا تھا طیاری تھی۔اہتمام کرنے والوں کی کارگزاری تھی۔مجاہد الدولہ احمد علی خان بہادر نے بڑا سامان کیا تھا بے پروائگی چراغان کیا تھا۔بیلی گارڈ سے روی دروازے تک دو رویہ لمون پر لالٹینیں بیچ میں بیچ شاخی روشن تھی۔دور سے گیلاسون پرستاروں کے جوبن تھے اور وہاں سے حسین آباد تک ٹھاٹھر گڑی تھی۔مزدوروں کے۔۔(۳)۔۔تیل کے گھڑے تھے۔نئے انداز سے چراغوں کی قطار۔روشنی کی بہار امام۔۔۔(۴)۔۔عالم کچھ اور تھا۔مقام غور تھا۔در و دیوار میں تیل پانی کے گیلاس رنگارنگ کے عجیب وغریب ڈھنگ کے۔لب نہر روشنی کا

ا۔ناقابل خواندگی

۲ سے ۴ شکستہ ناقابل خواندگی

عکس جب پانی میں لہراتا تھا۔ مہتاب بحر انفعال میں ڈوب ڈوب جاتا تھا ۔ دروازے کی پیشانی پر آسمان کی ثوابت کا گمان تھا۔ ہر چند گیلاس سیارنہ تھے مگر عجب سماں تھا۔ اوس روشنی کے سامنے آفتاب کا چہرہ زرد تھا۔ چاند کا منہ سفید جو بن گرد تھا۔ صاحب چیف کمشنر بہادر کمانڈرانچیف بہادر کو لائے۔ اور بہت انگریز اُس کے مشتاق آئے۔ سب روشنی کے ٹھاٹھ دکھائے دیکھے بہت پسند آئی دیکھے۔ حسن انتظام سے ممتاز کیا خوش ہوئے سیر سے سیر ہوئے۔ انعام نہ ہوا یہ بڑے اندھیر ہوئے۔ حسب دستور کشتیاں ہمراہ کیں مہمان کی تدبیریں خاطر خواہ کیں۔ بہادر ممدوح نے حسن تدبیر سے خوب کام کیا۔ خود واجب تحسین ہوئے کارندوں کو نیک نام کیا۔ اگر مدام یہی کیفیت یہاں کی قائم رہے گی۔ رونق زیادہ ہوگی نیک طینتی دائم رہے گی۔ بعض صاحبوں نے وہ اندھیر کیا تھا۔ دیدہ و دانستہ ہیر پھیر کیا تھا۔ سردست جمع کو ٹٹولا تھا۔ آنکھیں بند کر کے منہ کھولا تھا۔ جو جیسا کام کرتا ہے ویسا نام ہوتا ہے۔ بُرے آغاز کا بُرا انجام ہوتا ہے۔ یاروں نے اُسکا خوب تماشا دیکھا۔ طرفۃ العین میں انہوں نے آنکھوں سے کیا دیکھا۔ شب کو اسباب کمانڈرانچیف بہادر کا روانہ سمت کانپور ہوا ہے۔ آج اون کا عزم مشہور ہوا ہے۔

یک شنبہ کو میجر ہنکس صاحب بہادر کمشنر پھر دورے کو تشریف فرما ہوئے۔ بنی میں دیکھیے کیا بنے اوسی طرف گام فرسا ہوئے۔ عملہ کچہری میں سات آدمی اہل قلم ہمراہ ہیں۔ رہ نورد شام و پگاہ ہیں۔

مسٹر تھارن ہل صاحب لکھنو میں داخل ہو کے عہدہ اسسٹنٹی پر مامور ہوئے۔۔۔۔(۱)۔۔۔۔ مسٹر جس اسٹیل صاحب۔۔۔(۲)۔۔۔ کو پلٹن میں جانے کا حکم ہوا تھا کمنڈر انچیف۔۔۔۔(۳)۔۔۔۔ تھا انہوں نے عذر میں چٹھی لکھی تھی درخواست یہیں رہنے کی تھی۔ مگر منظور نہ ہوا لاچار جانا پڑا۔ یہاں سے رخت سفر اُٹھانے پڑا۔ مسٹر ارتھر جکسن صاحب بہادر اپنے مقام پر تشریف لے گئے پھر وہیں رہیں گے۔ اپنے عہدہ کا انصرام کریں گے۔ بالفعل ایک چٹھی مع روبکار صاحب جوڈیشل کمشنر امانی صاحب بہادر کی ڈپٹی کمشنر کے نام اس مضمون سے آئی تھی۔ اوسکے مطلب سے یوں آگہی پائی تھی کہ بالفعل عملے اور چپراسیان عدالت العالیہ سلطانی متعلقہ منصف الدولہ بہادر کو ہم بھیجتے ہیں تم اوروں کی منگواؤ یہ حکم بجالاؤ۔ کچہری ڈپٹی کمشنری سے پروانہ مجمل کوتوال شہر کے نام آیا۔ کوتوال صاحب نے۔۔۔(۴)۔۔۔ بجز لین عذر نہ سنا جو غیر حاضر تھے اون کو طلب کیا دوسرے روز صحتہ الدولہ بہادر کو جب مفصل یہ حال معلوم ہوا۔ ایک سوال حضور میں صاحب چیف کمشنر بہادر کے پیش کیا صاحب نے انکار کیا اپنی لاعلمی ظاہر کی اور فرمایا کہ بے اطلاع یہ حرکت ہوئی بعد تحقیق مطلب اور نکلا۔ یہ سراسر جور نکلا۔ حاصل یہ تھا کہ سلطانی محکمہ کوئی باقی نہیں چپراس اور عملے کا رہنا کیا ضرور ہے۔ دھوکا ہوتا ہے یہ فتور ہے۔ ان دنوں پھر سلطانی کوٹھی کھلتی ہیں اسباب نکلتا ہے۔ وردیاں ترکسواروں اور تلنگوں کی چھٹتی ہیں نیلام ہوتا ہے۔ وہ سلطانی بانات کی کرتیاں جن کا دس روپے میں طیار ہونا محال ہو۔ سردست اُن کا یہ حال ہوا جب نیلام والہ پھر بھر چلائے تب ایک روپیہ کی نوبت آئے۔ خریدار لینے میں جی چراتے ہیں۔ یہ بے درد بک بک کر پھراتے ہیں۔ ایسی بربادی دیکھ کر خیر خواہوں کا جی جلتا ہے مگر رونے کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔

افغانستان

صاحب صادق الاخبار سنٹرل اسٹار نقل کرتے ہیں کہ بالفعل کابل اور قندھار کے سردار انگریزوں کی۔۔۔۔(۵)۔۔۔۔ حیران ہیں۔ متوحش ہیں پریشان ہیں۔۔(۶)۔۔۔ تشویش کارزار ہے۔ دو کمشنر عقیل امیر کے پاس جائیں گے۔ معرکہ جنگ میں مشورہ رہے گا تدبیر بتائیں گے۔ اور کوہاٹ کی چٹھی سے واضح ہوا ہے برگذیر چمبرلین صاحب کو مع فوج اونکے تدارک کو روانہ کیا ہے۔ اور اخبار کابل وہرات سے دریافت ہوتا ہے کہ صاحبان انگریز اور والی ایران سے جنگ بیدرنگ ہوا چاہتی ہے ہر طرف فوج کا ہجوم ہے۔ ہر چھاؤنی میں روا روی کی دھوم ہے۔ غالب ہے کہ یہ لڑائی جلد آغاز ہو۔ انجام میں

---

۱ سے ٦ تک۔ شکستہ ناقابل خواندگی

عرصہ دراز ہو۔ شہنشاہ روس مدت سے اس فکر میں تھے کسی طرح ہندوستان میں داخل ہو۔ یکسوئی ہو دوسرے کا دفع خلل ہو۔ یہی باعث ربط شاہ ایران تھا۔ کہ اونکو ہندوستان ۔۔۔۔۔(۱)۔۔۔۔۔۔۔ کو اطاعت کرتے ہیں۔ اخبار کرانکل لاہور سے ظاہر ہوا کہ صاحب چیف کمشنر بہادر کا عزم جانب پیشاور ہے۔ امیر سے ملاقات کرنا مدنظر ہے۔ بعد اوس کے یقین ہے فوج سرکاری بنگال حاضی اور پنجاب کی مدد کو امیر کی جائے۔ دیکھا چاہئے کہ یہ سپہر لاجوردی کیا رنگ دکھائے۔ ۳ را کتوبر کو امیر تو قیر نے دربار عام کیا۔ سرداران نامور اکابران شہر کو یکجا مع خاص و عام کیا۔ جس دم دربار آراستہ اور وہ لوگ فراہم ہوئے۔ یعنی جلسہ میں باہم ہوئے۔ دفعتاً ایک خط قندھار سے سردار غلام حیدر خان کا آیا۔ سرنامہ پڑھ کر دربار برخاست کیا سبکو اُٹھایا۔ پھر سردار محمد علی خان اور سردار محمد عظیم خان اور پیر محمد خان اور سید محمد خان کو لے کر تخلیہ کیا خط کو جو کھولا تو مضمون نظر آیا۔ جس نے انتشار بڑھایا۔ کہ فرح اور سبزوار فتح ہو گیا۔ جان سے گیا جو وہاں گیا۔ امیر کو تشویش ہوئی حکم دیا کہ جس قدر یہاں سوار ہوں۔ قندھار جانے کو طیار ہوں۔ اور سردار محمد عثمان خان کی طرف مخاطب ہو کر غصہ سے یہ کلمہ فرمایا۔ کہ اب تک فوج بھرتی نہ کرنے کا تم نے سبب نہ بتایا۔ اس تاکید پر یہ غفلت غضب ہے۔ سخت عجب ہے۔ تین روز کے بعد تمہیں اُس طرف جانا ہوگا۔ پھر لشکر قندھار کی طرف ۔۔۔۔۔(۲)۔۔۔۔۔۔۔ ۲۹ را کتوبر کو دوسرا خط سردار غلام حیدر خان کے پاس سے آیا شگون بد پایا۔ جلال الدین خان حاکم کرشک نے ظلم پر کمر باندھی ہے۔ رعایا کو تنگ کرتا ہے۔ جبر کرنے میں آندھی ہے۔ مکرر متواتر اوس کو نشیب و فراز دکھایا۔ بہت سمجھایا۔ وہی اُس کی بے باکی رہی۔ رعیت ظلم رسیدہ شاکی رہی۔ مجبور اوس کو معزول سردار عبدالغیاث خان کو منصوب کیا۔ رعایا برایا کی رضامندی کا یہ اسلوب کیا۔ کوہستانی اطاعت امیر کی منظور نہیں کرتے۔ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ وہ فتور نہیں کرتے۔ ترکستانی تاجروں کے قافلے لوٹتے ہیں۔ سردست مسافروں سے یہ راستے چھوٹتے ہیں۔ بالفعل امیر نے سردار محمد امین خان کو اوس طرف روانہ کیا ہے۔ حرام خوروں کی سزا دینے کا اس ترکیب سے حکم دیا ہے۔ کہ پہلے آشتی سے سمجھانا جو تامل کریں تو دھمکانا۔ آخر کار اگر دیکھنا کہ بیکار یہ سب تدبیریں ہوئی۔ تو جلد مجھکو یہ خبر بھیجنا کہ وہ۔۔(۳)۔۔ اگر اس کام میں تامل ہوا تو مورد عتاب ہوگے۔ امیر دوست محمد خان نے ایک اشتہار لگایا ہے۔ اپنے قلمرو کے باشندوں کو سنایا ہے۔ کہ بیس برس کے سن سے چوبیس برس کا جوان ہی فوج میں نوکری کرے۔ جو ضعیف اور سن رسیدہ ہو اپنے گھر میں رہے۔ جس کو ہماری نوکری سے ننگ ہوگا عار ہوگا۔ وہ اپنی زیست سے تنگ ہوگا گرفتار ہوگا۔ جو روپیہ سرکار انگریزی سے امیر نے لیا ہے۔ اوسکا یہ نقشہ کیا ہے۔ کہ اس روپئے کا چہرہ بگاڑ کے کابل کا چلن بناتے ہیں۔ اپنا سکہ بٹھا کے ان کا نقشہ اُٹھاتے ہیں۔ یقین ہے جب روپیہ طیار خاطر خواہ ہوگا۔ تو وہی صرف تقسیم تنخواہ ہوگا۔ صادق الاخبار و کوہ نور وغیرہ

ساگر

وہاں جو دفتر احاطۂ بمبئی اور مدراس کا ہے خبر ہے کہ پندرہویں نومبر تک اپنے اپنے مقام پر پھر جائے گا۔ فقط بنگال احاطے کا دفتر وہاں آئے گا۔ باقی انتظام بدستور ہے۔ رعایا کو حاصل سرور ہے۔ پنجابی لاہور

بندیل کھنڈ

صاحب مطبع پنجابی لاہور حوالہ قلم کرتے ہیں۔ اوس سوز کی کیفیت یوں رقم کرتے ہیں۔ نوگانو کی چھاؤنی میں چھنار سالہ تھا۔ ۱۲ را کتوبر تھی دس بجے رات کو بر گٹ میجر کے بنگلے سے آگ لگی۔ چھاؤنی والوں کو اضطرار ہوا۔ بھاگا بھاگ لگی۔ دم کے دم میں بخشی خانے کے مکان تک جہاں کرانچیاں خزانے کی تھیں جا پہونچی۔ سب چھاؤنی میں کھلبلی مچی کہ قریب آپہونچی۔ صاحب نے تاو دکھایا۔ تیزی سے قدم آگے بڑھایا۔ مگر گارد کے سپاہیوں نے دلسوزی کی مردانہ وار جان سے کھیل گئے۔ جو کھون جھیل گئے۔ سب کرانچیان کھینچ کر باہر لائے آگ بجھانے پر مامور ہوئے۔ پانی پہونچانے پر مستعد سوار و پیادہ

۱۔ سے ۳۔ شکستہ نا قابل خواندگی

ہوئے تھوڑی دیر میں آگ سرد ہوئی اوسی اثنا میں میں مسٹر رین صاحب افسر پلٹن ہوٹ نے ایک کرانچی پر ہاتھ رکھا۔ بچھو نے فورا نیش سے دل ریش کیا۔ موذی کو ڈھونڈ کر اوسی مقام پر پاش پاش کیا۔ تین گھڑی کامل ہنگامہ آتش برپا رہا دیر تک دھواں گھرارہا۔ مگر جان مال کی خیر گذری۔ فقط تین مکانوں پر آفت ٹلی اور کچھ چیز بست نہیں جلی۔ اب تپ دلرزے کی شدت ہے۔ اس فصل میں یہ حدت ہے۔ ہرایک کو خوف ہاری ہے۔ تمام خلقت عاری ہے۔ خدا کرے موسم سرا جلد آئے اون لوگوں کی بیماری جائے۔

کلکتہ

بالفعل ایک شفیق کی تحریر سے اندوہناک خبر پائی ہے۔ خط انہوں نے لکھا تھا وہ جو کھلا تو دیکھنے میں آئی ہے کہ بارھویں ربیع الاول کو امیر احمد صاحب جو مشہور مرثیہ خوان تھے۔ مگر علم موسیقی کے بہت قاعدہ دان تھے۔ خیال اس ڈھنگ میں گاتے تھے کہ چھجو خان کے وہم وخیال میں نہ آتا۔ پٹے کا یہ رنگ تھا شور ے اگر زندہ ہوتا شور مچاتا۔ اوپچ پے در پے تھی دست بستہ ئے تھوا۔ بہت نامی تھے۔ مرد گرامی تھے۔ ہر چند جور فلک سے طرفتہ العین میں چشم زخم پایا تھا۔ عین شباب میں یہ رنج دیکھنے میں آیا تھا۔ اس پر یہ یکرنگی سمائی تھی کہ ایک آنکھ سے دشمن و دوست مدنظر تھا۔ جو چشمک کرتے تھے اختلاط اون سے۔۔(۱)۔۔ کلکتے میں ساغر حیات اون کا بادۂ ممات سے لبریز ہوا غم انگیز ہوا۔ اون کے دوستوں کو سوز سے صدمہ ہوا۔۔(۲)۔۔ روح قفس جسم سے بلند پرواز ہو شفاالدولہ اور آفتاب الدولہ حضرت سے۔۔(۳)۔۔ رخصت کا سوال کیا تھا۔ بہت قیل وقال کیا تھا۔ حضرت نے قلق کو حضور سے دور کیا۔ جانا اون کا منظور کیا۔ الحمدللہ کہ ملازمان والا میں قلق نہیں فرحت اور سرور کا زمانہ ہوا۔ خود بخود روانہ ہوا۔ پروردگار باشوکت وجاہ دن رات مسرور رکھے۔ ایسے نام کو اس درگاہ سے دوور رکھے اور ایک پرچہ کوٹھی کے دروازہ پر لگا ہے۔ مضمون یہ اس کا ہے۔ کہ جسکا طالع شور ہو۔ اور دیدۂ حق بین کور ہو۔ عزم اس در سے جانے کا ہو۔ قصد کسی بہانے کا ہو۔ مابدولت کے روبرو وہ جانور نہ آئے۔ جدھر سینگ سمائے جائے۔ اندنوں کولھوٹولہ کے محلے سے بانک بازار تک ایک سڑک نئی طیار ہونے والی ہے۔ حکم سرکار سے یہ بنا ڈالی ہے۔ مہتمم سڑک مصروف ہیں ہزاروں کچے پکے مکان گرانے کی خبر ہے۔ سیدھی سڑک بنانا مدنظر ہے۔ بنگال ہرکارے کا بیان ہے۔ تحریر یہ داستان ہے کہ دسمبر کے مہینے میں نواب گورنر جنرل لارڈ کینگ صاحب بہادر کو سیاحت ملک ہندوستان منظور ہے خاص پشاور کی جانب عزم بالجزم ہے۔ امیر کابل کی ملاقات کا قصد مصمم ہے۔ معرکہ ایران کا تماشا دیکھنا مدنظر ہے۔ اس سبب سے اوس طرف جانے کی خبر ہے۔ صحیفہ سابق میں اس خبر کا یہ اشارا تھا کہ ایک گورا فورٹ ولیم کلکتے نے پلٹن کے سارجن کو گولی سے مارا تھا۔ ۸ رنومبر کو مقدمہ اوسکا عدالت میں دائر ہوا خون سرچڑھا تھا دبکاری میں ظاہر ہوا۔ آخر حاکم عدالت نے پھانسی تجویز کی یہ سزا دی۔ بدکام کو یہ جزا دی۔ مجرم کو وارنٹ سنایا کہ ۲۴ رنومبر کو دار پر کھینچنے کا حکم آیا۔ سابق میں ایک یہودی مالدار نے ایک کم سن غلام مول لیا وہ کام خدمت کرنے لگا ایک روز کچھ کام کاج بگڑا یہ آتش غضب سے لال ہوا۔ مزاج بگڑا باورچی کو گرما گرم حکم دیا کہ ایک سیخ لوہے کی گرم کرلا جب وہ سیخ سرخ ہوگئی روبرو لایا۔ اُس لڑکے بے چارے کے ہاتھ پاؤں باندھ کر بٹھایا۔ کوچبان اور باورچی۔(۴)۔۔ نے ملکر بزور بدن نہانی داغ دیا۔ کچھ خوف خدا نہ حاکم کا ڈر کیا۔ جب آوازہ اس ظلم کا حکام عدالت سلطانی کے گوش زد ہوا۔۔(۵)۔۔ ظالموں سے ہمارے عمل میں ایسا عمل بد ہوا۔ صاحب انصاف گستر نے تجویز کیا کہ یہودی اس جرم کے بدلے چند مہینے قید مشقت اُٹھائے اور اگر پانسو روپے دے۔ بے مشقت قید رہے باورچی اور کوچبان ایک سال قید رہیں۔ جھلخانے کی ایذا سہیں۔ کہتے ہیں کہ یہودی نے ہر چند چاہا کہ کچھ صرف کر کے حکم ٹالے۔ یہ چوٹ بچالے۔ مگر حاکم منصف نے عدالت کو کام فرمایا۔ روپئے پر خیال نہ کیا جھلخانے بھجوایا۔ سلطان الاخبار و دوربین وغیرہ۔

۱۔ تا ۵۔ شکستہ ناقابل خواندگی

لندن

بالفعل جولندن کی تحریروں سے معلوم ہوا ہے۔ بے کم وکاست مرقوم ہوا ہے کہ جب سے اولاد علی لندن میں پہونچ کر ملازمت جناب مرزا ولی عہد بہادر سے سرفراز ہوا اپنی چرب زبانی سے پیش پیش ہوکر شریک راز ہوا۔ طرح طرح کے فتور ہوئے۔ خیر خواہ نزدیک سے دور ہوئے۔ آپس میں صورت ملال کی ہے۔ سب کو غفلت اس حال کی ہے۔ ایسے وقت اوس امر کا ظہور ہوا۔ انجام جسکا فتور ہوا۔ یہ شخص ابلہ فریب مشہور ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ شخص جھوٹا ضرور ہے۔ عالم اسباب میں اتفاق سے کام بنتا ہے۔ نفاق سے بگڑتا ہے۔ آخر کو پچھتانا پڑتا ہے۔ بگڑا کام بنانے سے دانشمندی ظاہر ہوتی ہے۔ خلقت حسن لیاقت سے ماہر ہوتی ہے۔ خیر خواہوں کو سرور ہوتا ہے۔ عالم میں مذکور ہوتا ہے۔ اب مناسب ہے کہ اتفاق رائے سے ہو جو کام ہو۔ ایک عالم میں ناموری ہو بہتر انجام ہو۔ سابق میں نواب عالی جاہ سورت گردش گردوں دُوّار اور نا مساعدتِ زمانہ ناہنجار سے تنگ آ کر عازم لندن ہوئے تھے۔ جس وقت لندن میں پہونچے پارلیمنٹ میں نالش کی زار و نالے کے حسن بیان سے اہالیان پارلیمنٹ کے دلوں پر اپنی بے قصوری حالی کے۔ جب ایسا سامان ظاہر ہوا۔ ہر ایک اُن کی بے قصوری سے ماہر ہوا۔ اہالی کورٹ آف ڈائریکٹرس برسر انصاف ہوئے۔ نواب ممدوح جرم اختراع سے پاک صاف ہوئے۔ قبل اصدار حکم پارلیمنٹ کو یہاں تعجیل ہوئی۔ تجویز استرداد ریاست کی تکمیل ہوئی۔ یقین ہے جلد اس بات کا اثبات ہو مقاصد بر آئیں۔ نواب صاحب بانیل مرام اپنے گھر آئیں۔ جواب متواتر سنا ہے۔ اور اکثر صحایف معتبر میں دیکھا ہے۔ کہ نواب صاحب بہادر دریادلی سے تلاش گوہر مقصود اوس ریاست میں عواضی بحد کرتے ہیں۔ اکثر اوقات اہالیان پارلیمنٹ سے دوبدو گفتگو کر کے کمال توجہ سے استرداد ملک میں کد کرتے ہیں۔ فضل خالق سے حکام متوجہ حال ہیں انشاء اللہ تعالی عنقریب دور سب ملال ہیں۔ صاحب انگلشمین ناقل ہے۔ اس خبر سے یہ مطلب حاصل ہے کہ کپتان کرنیل صاحب نے جب کریمیا سے مراجعت کی اوز بمبئی ہو کر سندھ میں استراحت لی۔ گورنمنٹ سے یہ حکم آیا کہ تمھیں عہدہ ایجنٹی قلات پر مامور کیا۔ حکم سنتے ہی اوس مقام پر جاؤ۔ اور ایک پلٹن نئے پٹھانوں کی نوکر رکھ کر آراستہ کرو۔ قواعد انگریزی سکھا کر وردی اور ہتھیار سے پیراستہ کرو۔ فوج ایران کا جب یورش ہو امیر دوست محمد خان کی اعانت کرنا۔ بدل و جان مصروف ہو کر جماعت کرنا۔ وہ جرات ظہور میں آئے جو صفحہ روزگار پر یادگار رہے۔ ضرب المثل یہ کارزار رہے۔ ناظرین کو حیرت ہو۔ سامعین کو حسرت ہو۔ سنا ہے کہ لندن سے کپتان بیٹی صاحب کہ مرد مدبر اور کار آزمودہ ہے امیر کی حمایت کو وہ مقرر ہوا ہے۔ تھوڑا عرصہ گذرا کہ سفینہ انگریزی دودکش پر سوار ہو کر افغانستان کی طرف بادبان عزیمت اوٹھایا ہے جلوہ ریز سرگرم سفر ہوا ہے۔ امیر کو حکم ہے کہ صاحب ممدوح کے مشورے سے کاربند ہوں۔ وہ کام کریں جو انکی پسند ہوں۔ آئندہ جس امر کا ظہور ہوگا صفحہ قرطاس پر مسطور ہوگا۔ سلطان الاخبار

دہلی

اخبار انگریزی لندن سے دریافت ہوا کہ متصل دہلی کے دریائے جمن میں آہنی پل بنانے کا حکم ہوا ہے۔ سرکار گورنمنٹ انگریزی نے اس تجویز کو منظور کیا ہے۔ سنا ہے کہ بعد طیار پل کے توفیر کا بیس ہزار روپیاہر سال سرکار میں داخل ہوگا۔ اس بندوبست میں رفاہ عام و خاص ہے کار پردازوں کو نفع حاصل ہوگا۔

سلطان الاخبار

مدراس

اندنوں اوس مملکت میں بندوبست انگریزی کی دھوم ہے۔ فقط ویرانی شہر کا باعث ایک بوم ہے۔ قانون رنگارنگ کے جاری ہوتے ہیں۔ اس نئے دستور سے پرانے رہنے والے شہر کی عاری ہوتے ہیں۔ بدھنے کے دن منادی ہوئی کہ ہر گاڑی میں لالٹین لگیں شب کو شہر میں اس چمک دمک سے پھریں۔ جو گاڑی بے لالٹین کے تاریکی شب میں آتی جاتی نظر آئے گی۔ گاڑی بان کور باطن کی کے اس چشم پوشی سے سراپا شامت آئے گی۔ افسوس کا مقام ہے کہ

مدراس میں ہمایوں محل ایک عمدہ مکان بنا ہے۔ایک عالم کو جس کی دیکھنے کی تمنا ہے۔ ہمیشہ روسائے عظام مدراس اوس مقام کی تعظیم کرتے تھے۔ بہت تکریم کرتے تھے ہر سال ربیع الاول کے غرہ سے بارہویں تک مجلس میلاد حضرت رسول الثقلین امام القبلتین ﷺ صبح وشام ہوتی تھی۔ علما اور فضلا اور خلقت تمام ہوتی تھی۔ حافظ کلام خدا پڑھتے تھے۔ قصائد اور منقبت کے سوا اور ذکر نہ رہتا تھا۔ ایک موذن مقرر تھا کہ اوس مکان میں پنجگانہ اذان کہتا تھا۔ اب ایسی آفت ٹوٹ پڑی۔ دفعتاً لوٹ پڑی۔ کہ اوس مکان میں ترغیب سے حرام خوروں کے چھاؤنی ہوئی گوروں کی۔ ۲۹ رکو موذن حسب عادت اوس مکان میں گیا اذان کہنے پر آمادہ ہوا۔ گوروں نے منع کیا فساد کا ارادہ ہوا مجبور بے چارہ روتا ہوا دیوان صاحب کی خدمت میں آیا۔ گوروں کی زیادتی کا ماجرا زبان پر لایا۔ دیوان صاحب نے جواب دیا کہ تمہیں فساد سے کیا حصول ہے وہاں اذان کہنا فضول ہے۔ مہدی گھنٹے کے پاس اذان کہو اپنی رسم ادا کرلو۔ موذن اس جواب ناصواب سے مایوس اپنے گھر آیا ہدنا ی سے مبرا ہوا۔ جب یہ سانحہ شہر کے لوگوں معلوم ہوا۔۔۔۔(۱)۔۔۔اس طرح کے کردار ہزاروں۔۔۔(۲)۔۔۔۔نمک حرامی کرکے خیر خواہ کمپنی کی کرتے ہیں۔۔۔(۳)۔۔۔ہوتے جاتے ہیں۔ اور سچ یہ ہے اون کا قصور کیا ہے۔۔۔(۴)۔۔۔۔۔ا ہے۔ صبح صادق

چتّور

صاحب صبح صادق کی تحریر سے ثابت یہ بات ہوئی۔ ۷ ماہ حال کو موضع کالی چشم میں عجیب ماجرا ہوا انئی طرح کی واردات ہوئی۔ آدھی رات گئے حرامیوں نے یورش کی وہاں کے لوگوں کو غافل پاکر ڈاکہ مارا ایک مہاجن کی حویلی لوٹی۔ اوسکو پکڑ کر خوب مارا۔ مشعلوں سے منہ پھونکا جو کچھ گھر میں تھا سب اسباب لیا بے حساب لیا۔ سرکاری لوگ مقابلہ کی تاب نہ لائے۔ دم بخود رہے جان کے خوف سے غفلت کے الزام سہے۔ اب ہر ایک مستعد تلاش ہے۔ زمینداروں سے طرح طرح کی پرخاش ہے۔ مگر اب تک پتا لگا نہیں۔ کسی کا سراغ ملا نہیں۔ اوس مظلوم مہاجن کی یہ کیفیت ہے مال جانے کے صدمے سے جنون کی شدت ہے۔ کہیں ہذیان بکتا ہے کبھی سکوت ہے۔ مبہوت ہے وہ تو رنج وغم سے پریشان ہے سب کو سودے کا گمان ہے۔ اگر مال نہ ملے گا وہ رنج میں جلے بھنے گا۔ سڑی تو ہو چکا ہے اب تنکے چنے گا۔

کشمیر

صاحب سنٹرل اسٹار کے بحوالہ مورننگ کرانکل کی تحریر ہے عجب تقریر ہے۔ کہ سرجان لارنس صاحب بہادر نے ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے اوس مہینے میں مہاراجہ گلاب سنگھ سے چالیس لاکھ روپے قرض مانگے تھے اور چار روپے ہزار سود دینا ٹھہرا تھا۔ بیس برس کے بعد جمع پھیر لینا ٹھہرا تھا۔ صاحب نے اس بات کا اقرار کیا تھا کہ اب نواب گورنر جنرل بہادر سے رنبیر سنگھ کے مقدمے میں سعی کرکے کشمیر کے لداخ وغیرہ تک قبضہ ہو جائے گا۔ ایسی تقریر کریں گے بہت جلد تدبیر کریں گے۔ اس خوشی میں مہاراجہ گلاب سنگھ نے یہ امر منظور کیا تھا جب ملک اودھ کی ضبطی ہوئی اور بادشاہ غریب الوطن بے سروسامان ہوئے اوس وقت بہت۔۔۔(۵)۔۔۔۔وعدہ خلافی کا گمان کیا یقین کامل ہو۔۔(۶)۔۔۔حاصل ہوا اپنے جلسے میں یہ بیان کیا کہ چالیس لاکھ روپیہ۔۔۔(۷)۔۔۔موجود ہے لیکن سود کی امید میں بڑا ضرر ہے۔۔(۸)۔۔۔مگر وہاں رجسٹری فرنچ اور امریکن اور انگریزی ملکہ معظمہ اگر ہو تو خیر یہ امر کیا دشوار ہے۔ وگرنہ زبانی جمع خرچ کا ایسے معاملے میں کیا اعتبار ہے۔ یوں تو گورنمنٹ انگریزی رنبیر سنگھ کے مالک ہیں مختار ہیں۔ ہم سب فرمان بردار ہیں۔ صادق الاخبار

۱۔ تا ۸۔ ناقابل خواندگی

بمبئی

اخبار انگلشمین انگریزی سے واضح ہوا کہ کارپرداز سرکار انگریزی ہر ایک مصروف طیاری سامان سفر ہے۔ عنقریب عساکر انگریزی عازم بوشہر ہے۔ سامان جنگی فراہم ہوتا ہے جابجا انبار ہیں۔ سفاین دخانی اور جنگی کے سوا تیس جہاز بڑے سوداگروں کے بہ کرایہ طیار ہیں۔ سلطان الاخبار

ہرات

اخبار سنٹرل اسٹار میں یہ حکایت ہے۔ قاصد کی زبان سے روایت ہے کہ فوج سابق کے سوا حال میں بیس ہزار جرار لشکر ہرات میں داخل ہوا ہے۔ پہلے شمار سے فاضل ہوا ہے۔ بالخصوص شہنشاہ روس کی ایک تحریر آئی۔ سب نے اوس سے یہ خبر خوش پائی کہ اگر تم کو ضرورت ہو تو انجینر تیز دست چالاک ہوشیار فن ریاضی کے ماہر تجربہ کار اور کچھ افسر جرار بوشہر کی حفاظت کے واسطے یہاں سے جائیں۔ اور جس قدر روپیا اور لشکر بہم ہرات اور قندھار کے واسطے درکار ہو ہم کو لکھو بے تامل یہاں سے بھجوائیں۔ شاہ ایران کا یہ حکم ہے کہ اہل فوج والی ہرات کی خاطرداری اور رعایت کریں۔ سوا عیسیٰ خان کے کہیں سے نہ مزاحمت کریں۔ مگر غلے کی جو اوس سرزمین میں گرانی ہے۔ اس وجہ سے سب پر غلبۂ حیرانی ہے۔

مہم فارس

بالفعل سنٹرل اسٹار میں یہ لکھا ہے بمبئی کے کاغذات سے دریافت ہوا ہے کہ ۔۔(ا)۔۔ رجمنٹ بادشاہی گوروں کی اور ۲۰ رجمنٹ ہندوستانی جہاز میر اگری اور رسلٹ پر سوار ہو کر مہم فارس کی طرف رہ نورد ہے۔ تفصیل فرد فرد ہے۔ اور آہنگر اور پیکر دونوں دخانی جہازوں کو حکم ہے کہ ان جہازوں کو جلد پہونچا کر پھر آئیں۔ اور جہازوں کو بہ حفاظت لے جائیں۔ دسویں نومبر سے فوج کا کوچ ہوا شاہ ایران سے کینہ ہے۔ لڑائی اور فوج کشی کا جو صرف ہے اوسکا یہ تخمینہ ہے۔

تفصیل مصارف ماہانہ آٹھ لاکھ بانوے ہزار چار سو تیس روپے۔

خرچ فوج تین لاکھ سات ہزار روپے	مصارف جہاز سرکاری نو ہزار پانچ سو روپے
کرایہ جہازوں کا دو لاکھ اکتالیس ہزار دو سو تیس روپے	خرچ سفائین دخانی کا نو ہزار روپے
صرف بمبئی کے جہازوں کا تیس ہزار روپے	گوروں کی خوراک پانچ ہزار بیس روپے
خرچ ہندوستانی فوج کے کھانے کا پانچ ہزار بیس روپے	خرچ رسالہ کے گھوڑوں کے گھاس دانے کا سات سو دس روپے
کرایہ اونٹ وخچر کا پانچ سو دس روپے	درماہہ اسٹاف کے ہر ایک افسر کا چار ہزار روپے
تنخواہ دارانیوں کی چار ہزار سات سو روپے	تنخواہ ڈاکٹروں کی سات ہزار روپے
تنخواہ کہاروں کی جو زخمیوں کے واسطے مقرر ہیں چار ہزار سات سو روپے	تنخواہ فوج بوشہر جو نئے نوکر ہیں ساٹھ ہزار روپے
متفرقات ایک ہزار روپے	

آٹھ لاکھ بانوے ہزار چار سو تیس روپے ماہواری ہے۔ سات مہینے کے باسٹھ لاکھ سنتالیس ہزار روپے ہوئے اور گولہ باروت اور جہاز کا کولہ اور رسی وغیرہ یہ سب ملا کر آڑسٹھ لاکھ دس ہزار روپے ہوئے۔

ا۔ غیر واضح۔

شہر لکھنو محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامہء اخبارِ نو | یافت جانِ تازہ جسمِ لکھنؤ | گنج گوہر ہائے معنی اندروست | چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ
عنوان صحیفہ حمدِ حق ہے | زیبائش اوّلِ ورق ہے | پھر نعت ہے سیدالبشر کی | یعنی جس نے ہمیں خبر دی

نمبر ۲۰ ۶ / شہر ربیع الآخر ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۵ ماہ دسمبر ۱۸۵۶ عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تابمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ / روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ / روپے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زرمرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلاتوقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد | بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو واست
مصرعہ تاریخ آغازش عنایت زد رقم | گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنو است

لکھنؤ

اندنوں ایک فقیر بظاہر مست مگر حق پرست نے تارے والی کوٹھی کے قریب رخت سفر اوتارا ہے۔ کسی محتاج نے اون کی خدمت گذاری میں قدم مارا ہے۔ بظاہر خرقہ دجبہ نہیں عریانی لباس ہے۔ اوداسی سے جی اوداس ہے۔ کسی شخص نے جاڑے کی گزند اون پر نہ پسند کی اپنا لبادہ اوڑھنے کو دیا۔ شاہ صاحب نے خادم کو حوالے کیا۔ ہر دم وہاں مجمع ہوتا ہے خلق کی کثرت سے میلہ رہتا ہے۔ آدمیوں کا ریلہ رہتا ہے اور یہ مشہور ہے کہ کریم شاہ صاحب مغفور ایسولی میں جو تھے اونکے یہ دیکھنے والے ہیں۔ خرق عادت انکی نرالی ہے۔ اور شاید قول اون کا ہے کہ بے استرداد سلطنت یہاں سے نہ جاؤں گا۔ بادشاہ کو تخت پر بٹھاؤں گا۔ ایک لنگی باندھی ہے اوس پر پیچے اور چلمن لٹکی ہیں۔ یہ حرکتیں اون کے دلوں پر کھٹکتی ہیں۔ اس مہینہ سے وہاں نیالہرا نظر آتا ہے۔ اس بے اسبابی پر پہرا نظر آتا ہے ظاہرا لوگوں کا اسقدر مجمع ہونا۔۔۔(۱)۔۔۔ کمشنر بہادر کی کچہری سے۔۔(۲)۔۔۔ہے۔ ربیع الثانی کے غرے سے ایک برقنداز دو چوکیدار۔۔۔(۳)۔۔۔آدمیوں کا غرا ہے کوئی آتا نہیں۔۔۔(۴)۔۔۔ بالفعل ایک خط صحۃ الدولہ بہادر۔۔(۵)۔۔کارنیگی صاحب بہادر منتظم شہر کے نام آیا تھا۔ اوس مین یہ مضمون تحریر فرمایا تھا کہ حسب اصرار شقہ خاص کرامت اختصاص حضرت سلطان عالم خلد اللہ ملکہ دو سے جوان حفاظت ایوان

---

۱ تا ۵۔ شکستہ، ناقابل خواندگی

سلطانی اور اسباب کے واسطے نوکر رکھے جاتے ہیں اون کو ہتھیار باندھنے کی اجازت ہو۔ اہالیان پولس کو مزاحمت کی ممانعت ہو۔ ۲۴ رنومبر کو جواب اوس کا صاحب بہادر نے لکھوایا ہے۔ بہادر ممدوح کو بھجوایا ہے۔ نقل اوس کی درج صحیفہ اخبار ہوتی ہے ناظرین کے واسطے یہ خبر اظہار ہوتی ہے۔ نقل حکیم صاحب مشفق مہربان کرم فرمائے مخلصان نواب صحتہ الدولہ بہادر عنایتکم بعد شوق ملاقات کے واضح رائے سامی کی ہو جو عنایت نامہ آپ کا در بارہ چوکی و پہرہ ملازمان و نیز درخواست ہتھیار باندھ کر پہرہ دینے کو پہونچا چنانچہ محبت نامہ آپ کا پاس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے بھیجا گیا صاحب بہادر کی اجازت ہوئی کہ جب تک ملازمان اندرون مکان بادشاہ کے پہرہ دیویں اوس وقت تک ہتھیار باندھنے کی اون کو ممانعت نہیں ہے لیکن ہتھیار باندھ کر باہر نہ نکلیں لہٰذا حکم صاحب بہادر سے آپ کو اطلاع دی جاتی ہے۔ ۲۴ رنومبر ۱۸۵۶ء

۲۵ رنومبر کو مسمیان جعفر حسین دفعدار اور مکا سنگھ اور گنگا سنگھ چوکیدار اور محرر پکے پل کے تھانے کا جرم رشوت ستانی پر عہدے سے معزول ہوئے جھلخانے گئے۔ تقدیر میں قید کی ذلت ہوئی تھی اس بہانے گئے۔ محرر کو حکم ہوا کہ پچاس روپئے جرمانہ داخل سرکار کرے یا تین مہینہ قید بامشقت ۔۔(۱)۔۔ جولانہ اختیار کرے۔ محرر تو زر جرمانہ دے کے اس بلا سے چھوٹا۔ دفعدار اور چوکیدار نے قید گوارا کی سڑک کوٹا۔ ۲۶ رنومبر کو روپ نرائن محرر وزیر گنج کے تھانے کا کسی وجہ سے بدلا گیا حسن گنج کے تھانے میں آیا۔ اور وہاں کے محرر عنایت حسین خان کو اوسکی جگہ پر بھجوایا۔ ظاہرا کوئی قصور نہیں لیکن خالی از فتور نہیں۔ صحیفہ سابق مطبوعہ ۸ ر ربیع الاول میں میر اولاد حسین تھانہ دار خدایار خان کے کٹرے کا ماخوذ ہونا رقم ہوا تھا۔ حوالہ قلم ہوا تھا۔ مثل اوس مقدمے کے دورے میں گئی تھی روبکاری ہوئی ہر تجویز بیکاری ہوئی۔ در نیولا میجر ہنکس صاحب بہادر کمشنر کی چٹھی آئی۔ مسٹر من انگلسن ماٹین صاحب ڈپٹی کمشنر نے موقوفی کی خبر سنائی۔ آدمی جفاکش مستعد کارگزار تھے۔ کاموں میں ہوشیار مگر تقدیر سے ناچار تھے۔ دفعتہً فلک سفلہ شعار بگاڑنے پر جو آمادہ ہوا۔ کچھ نہ بنا معزول ہوئے۔ جرم خفیف میں کارگزاری کام نہ آئی عذر نامقبول ہوئے۔ قلب سازوں کا حال اس سے پہلے تحریر میں آیا تھا گردوں کج رفتار نے کئی مجرموں کو ڈپٹی کمشنر بہادر کی کچہری کا نقشہ دکھایا تھا۔ بالفعل ملٹن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر حال نے مجرموں کو روبرو بلایا۔ مگر فلک سیدھا ہو چکا تھا یہ رنگ دکھایا۔ کہ صاحب بہادر نے فرد فرد سے مچلکا لکھوایا۔ اونہوں نے اقرار کیا کہ تمام عمر قلب سازی زر سے الحذر کریں گے۔ کا ہے ہمارے قلب میں ایسا خیال نہ آئے گا نہ اس طرف نظر کریں گے۔ احیانا یہ امر خلاف ہم سے ظہر ہوا۔ اور حاکم پر آشکارا یہ سر ہو۔ تو جو سزا حاکم تجویز فرمائے ہم اوسکے سزاوار ہیں۔ سرکار کے گنہگار ہیں۔ چاہے پابجولاں کر کے داخل جھلخانہ کرے۔ یا جائداد ہماری نیلام کر کے جُرمانہ کرے۔ مگر نمبری سے کہ وہ بھی جعلساز ہے۔ بڑا دغاباز ہے۔ پچاس روپئے جرمانہ سرکار میں تجویز میں آیا۔ اوسنے بہت زار نالے کئے غل مچایا۔ آخر کار جرمانہ سرکار میں داخل کیا رہا ہوا۔ قید سے چھوٹا ہوا ہوا۔ پہلی دسمبر کو تھارن ہل صاحب بہادر اسسٹنٹ اول قریب شام بہ لجمعیّ تمام ڈاک بگھی پر ہوا کھاتے اکبر آباد کی سمت مع الخیر تشریف فرما ہوئے۔ پندرہ دن کی رخصت ہے اتنی مہلت ہے معلوم نہیں امر ضروری در پیش کیا ہوئے۔ سابق میں حیدر گنج کے تھانے پر محمد خان جمعدار تھے اندنوں اونسے کچھ ایسی سلیقہ شعاری کارگزاری ہوئی۔ ۲۷ رنومبر کو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی تجویز سے اون کو تھانہ داری ہوئی۔ عجب منصف سرکار ہے۔ امید صغار و کبار ہے۔ اس سرکار میں دیانت شعاری سے مستعد کار سرکار ہے۔۔(۲)۔۔ امیدوار رہے۔ اگر خاین ہے مجہول ہے بے تکلف اس کے واسطے جلخانہ ہے۔ نہ کہیں آنا نہ جانا وہیں اوس کا تھانہ ہے۔ جس دن سے اس شہر میں سرکار کمپنی کی عملداری ہوئی ہے ایسی حرکت جاری ہوئی ہے۔ بدمعاشوں کو چشم نمائی نہیں ہوتی ہر شخص بے باک ہے۔ ادھر تو قوم میں کسی سے ہوئی ادھر بے نکان منہ میں ناک ہے۔ سینکڑوں آدمی کو رنج سفر اٹھانا پڑے گا۔ آخر کار کوٹ کانگڑی جانا پڑے گا۔ در نیولا حیدر نے بہت کام چست و چالاک کیا۔ علی مرزا کو غمناک کیا۔ جھپٹ کر ایک چکٹ مارا۔ دانت سے ناک کو اتارا۔ وہ بے چارے شرمندہ کو بہ کو ہیں۔ جس طرف جاتے ہیں نکو ہیں۔ مجرم کچہری میں گرفتار ہے کانپور جانے کا سزاوار ہے۔ اندنوں چٹھی صاحب کمشنر بہادر نمبری ۱۰۹ لکھی۔ ۱۱ رنومبر

۱۔ اور ۲۔ شکستہ، ناقابل خواندگی

۱۸۵۶ عیسوی مع نقل سرکلر جوڈیشل کمشنر بہادر نمبری ۱۲۵ مورخہ ۲ رنومبر سنہ مذکور اور نقل چٹھی صاحب سکریٹری گورنمنٹ انڈیہ نمبری ۵۲۳۹ محررہ ۱۷ ار اکتوبر ۱۸۵۶ عیسوی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس آئی۔ تازی خبر سنائی۔ جو مقدمہ چھ برس سے زیادہ عرصے کا ہو۔ خواہ دیوانی یا فوجداری اوسکو خارج کردو۔ تاکید اکید سمجھو زیہار خبردار نہ سنو۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے فوراً حکم کیا کہ جتنے مقدمے اس طرح کے دائر ہوں مسلین دیکھ دیکھ کر دفتر سے خارج ہوجائیں۔ آئندہ تاکید کرو کہ ایسے دعوی پیش نہ ہونے پائیں۔ ۳ دسمبر ۱۸۵۶ء۔۔(۱)۔۔ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے اجلاس کرکے روبکار لکھوایا۔ حکم عام زبان سے فرمایا۔ کہ محصول تہ بازاری کا یک قلم معاف ہوا۔ بغور سوچو کیا خوب انصاف ہوا۔ غریب غربا مرتے تھے۔ محصول بھرتے تھے۔ الحمد اللہ کہ ایسے خیال حکام کو آنے لگے محتاجوں پر رحم کھانے لگے۔ پروردگار یہ خیال دل میں لائے غلے کا محصول معاف ہو۔ یہ بکھیڑا صاف ہو۔ اگر اس حکم کا رواج ہوجائے۔ سستا اناج ہوجائے۔ ملکوں میں صفت مشہور۔۔(۲)۔۔۔پاؤں پھیلائے۔۔(۳)۔۔۔کام نکلتا ہے۔ اوسمیں۔۔(۴)۔۔ربیع الاول مطابق ۲۹ رنومبر کو کپتان ہس صاحب بہادر ملیٹری سکرٹری۔۔۔(۵)۔۔عازم ہوئے۔ ڈاک کی بگھی سواری میں تھی اس سبب سے آگاہ لوگ کم ہوئے۔ بعضوں کا گمان ہے صاحب زادوں کی آمد تھی۔ اُن کو لانے کو گئے ہیں۔ بعضوں کا گمان ہے فصل کی برآمد تھی ہوا کھانے کو گئے ہیں۔ بہ ربیع الآخر مطابق ۳ دسمبر وقت شام چیف کمشنر صاحب بہادر دورے کو تشریف لے گئے دو کرانی ہمراہ ہوئے۔ بہرائچ کی سمت روبراہ ہوئے۔ دیکھا چاہئے کس ستم رسیدہ کے حال پر نظر پرورش اور عنایت ہوتی ہے۔ اور کب تک معاودت ہوتی ہے۔ دورے کا حاصل بھی یہی ہے کہ مظلوم کو ظالم سے بچانا۔ مملکت کی کیفیت انتظام کا حال دیکھ آنا۔ عجب کجی کی چال اس فلک بدخصال کی ہے یہ جس سے پھر اوہ ملال میں گھرا۔ کسی حال میں تردد سے چھٹکارا نہیں ہوتا۔ ٹال دینے کا یارا نہیں ہوتا۔ دنیا فقط عبرت سرا ہے۔ اور مخدرۂ عظمیٰ نواب خاص محل صاحبہ کا حال اس پر طرا ہے۔ کہ کسطرح سے نازو نعم میں پرورش پائی۔ شباب میں لکھنؤ کی سلطنت تحت حکومت آئی۔ تمام شہر کی خلقت محکوم تھی۔ چارطرف دھوم تھی۔ دفعتۂ سپہر نیلی رنگ لایا۔ کیسا کیسا رنج وملال سامنے آیا۔ سلطنت کی حکومت نہ رہی غربت کا سفر ہوا۔ کوہ و بیابان دیکھا گری کی فصل میں ریگستان دیکھا ان بکھیڑوں پر بھی نہ مفر ہوا۔ لکھنؤ کا رہنا چھوٹا۔ اسمٰعیل خستہ چوروں نے لوٹا۔ اوس مکان عالی شان میں بلند ایوان میں نقب ہوئی۔ نقد و جنس جو شے تھی تلف سب ہوئی۔ گردون گردان نے اوپچ بے سری کی ساز سامان کھویا حرکت بُری کی۔ یہ دوسرا ماجرا سننے کا ہے نیا گل کھلا مقام سر دُھننے کا ہے۔ ناکے پر عالم باغ ہے تمام عالم نے دیکھا ہے۔ وہاں کا یہ لیکھا ہے۔ اوس باغ خزاں رسیدہ میں۔۔۔۔(۶)۔۔۔۔نمودار ہیں۔ اور بارہ دری میں گرمیاں تھیں۔ درخشاں۔۔(۷)۔۔دو گھڑیوں پر ہاتھ مارا سونے کا برج اوتارا۔۔(۸)۔۔۔۔نہ جاگا۔ ایسا چمکتا مال چورلے گئے۔۔۔(۹)۔۔۔۔داغ ہے۔ نرگس کم بخت کی آنکھ جھپک گئی۔ ایک پاؤں سے کھڑے کھڑے تھک گئی۔ مہدی نے ٹٹی کی آڑ کی۔ سوسن نے شاید کنڈی کھول دی کواڑ کی۔ اگر زلف سنبل نہ شکل کمند ہوتی۔ تو بھاگنے کی راہ چور پر بند ہوتی۔ جو لوگ جرم شراکت میں چوری کی سرکار جناب مخدرۂ عظمیٰ نواب خاص محل صاحب منتظم شہر کی کچہری میں اسیر ہیں۔ اونکے نام صحیفہ اخبار میں تحریر ہیں۔

تفصیل مجرموں کے نام کی

مقبول شاہ	اچھے صاحب	صادق حسین	اودت نرائن	مصاحب علی	آغا بالے باز
سلطان مرزا	سیدی عنبر	عبداللہ خان	قادر علی	مرزا محمد خان	ہاشم علی
میر گھسیٹا	امیرن				

اور جس قدر اسباب کوتوال صاحب کی جستجو سے ملا ہے۔ مفصل صحیفہ اخبار میں لکھا ہے

سیدی عنبر	عبداللہ خان	عن چھتری

۱۔ تا ۹۔ شکستہ، نا قابل خواندگی

شکستہ	آٹھ عدد
اوگالدان طلائی	بالی جڑاؤ سونے کی
یک عدد	یک رقم
بالیاں طلائی	لڑی موتیوں کی
دو عدد	یک رقم
بالیاں سونے کی جڑاؤ	موتی سونے کی تار میں گندھا ہے
دو رقم	سات عدد
تعویز سونے کے جڑاؤ	لٹکن سونے کا مع موتیوں کے
تین رقم	۵ عدد
بکری سونے کی مرصع	بکری سونے کی بالیوں کی
اٹھارہ رقم	۱۷ عدد
موتی	سبزے زمرد کے
تیس رقم	تیس رقم
یاقوت	کڑے
یک رقم	دو عدد

اب دو آدمی جو بانی جرم ہیں ان کی تلاش ہے۔ ہر ایک اُن میں بدمعاش ہے ایک یاقوت نامی حبشی کریہہ منظر دوسرا۔۔۔(۱)۔۔شب فرقت سے سیاہ تر۔ بعض راوی ہیں کہ ہمبئی کی۔۔۔جانب بعضے کہتے ہیں کلکتے کے طرف گئے۔ القصہ جدھر گئے سر بکف گئے۔اس واسطے ایک اشتہار کچہری سمیہ شہر سے ۲۸ر نومبر کو جاری ہوا ہے۔راقم نے بے کم وکاست درج صحیفۂ اخبار کیا ہے۔ یقین ہے جب ناظرین کے ملاحظے میں آئے گا۔ مطلب معلوم ہو جائے گا۔

حکم اشتہار

عدالت فوجداری شہر لکھنؤ خاص باجلاس کپتان جان ولیم کارنیگی صاحب بہادر اسپسل اسسٹنٹ کمشنر لکھنؤ

نواب مخدرۂ عظمیٰ خاص محل صاحبہ۔۔۔۔۔مدعیہ علت چوری مال قسم جواہرات وغیرہ

اس مقدمہ میں آج ایک قطعہ خط نواب صحتہ الدولہ بہادر وکیل شاہ اودھ اس مضمون سے آیا کہ نواب دولہن بیگم صاحبہ والدۂ ماجدۂ نواب مخدرہ عظمیٰ خاص محل صاحبہ دام اقبالہا نے فدوی سے کہلا بھیجا ہے کہ سوائے مصارف ڈاک وغیرہ کے فی صد پانچ روپے حق سراغ رسانی مال واسباب مسروقہ اپنے کا ہم سراغ رسان کو دیں گے آپ اشتہار اوس کا اپنے محکمہ سے حسب سررشتہ جاری فرمادیں موصول سررشتہ ہوکر حسب درخواست وکیل صاحب یہ اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ جو کوئی مجرمان اور مال مسروقہ کو گرفتار کرادے گا یا پتا مال کا لگادے گا پانچ روپے فیصد سے حق سراغ رسانی نواب صاحبہ سے اوس کو ملے گا۔ المرقوم ۲۸ر نومبر ۱۸۵۶ عیسوی

یہاں تک چوروں کا حال حوالہ قلم ہے۔ اب سیندھ کا نقشہ رقم ہے۔

بالفعل تحقیق معلوم ہوا کہ والی امریکہ اور شاہ ایران میں باہم یہ اقرار ہوا ہے کہ والی امریکا خلیج فارس میں جہاز۔۔۔(۱)۔۔۔بڑی ہوشیاری سے سرگرم حفاظت۔۔۔(۲)۔۔۔فوج کشی کرے سد راہ رہیں۔ مستعد اور آمادہ۔۔۔(۳)۔۔۔اور بادشاہ جمجاہ ایران نے فرمایا ہے کہ پچاس ہزار کی جمیعت سے لشکر ظفر پیکر بوشہر میں آمادہ کارزار ہے۔ حکم ثانی کا انتظار ہے۔ اور فوج بندر عباس کی طہران کی طرف آئیے۔ وقت ضرورت مناسب حکم ہوگا فوراً فرمان بجالائے

بوشہر

سنٹرل اسٹار بموجب اکسٹرا سندہ آفس خبر رساں ہے کہ افسران فوج روس کا اور سپاہ ایران کا بوشہر میں آنا بچ ہے۔ ہندوستان لینے کا لالچ ہے۔ پانچ جہاز انگریزی بوشہر میں پہونچے اور مسقط کے امام نے ایک مہینہ گذرا کہ تین جہاز ہمراہ لیکے سوال کی طرف کوچ کیا۔ اور مکران میں دس ہزار فوج فارس کی آئی اوس کو لوٹ لیا۔ اور موضع سیدہ میں دخل کر کے اوس کے سردار کو بھی قید کیا۔ بلکہ بے خوف وبیم ہیں۔ وہیں مقیم ہیں۔ اور سرکار کمپنی کی طرف سے بڑا صاحب بوشہر میں تھا اوس کو شاہ ایران کا حکم آیا کہ یہاں سے ابھی نکل جاؤ۔ اور جتنے عیسائی اور ارمنی اور جو انگریزی واسطہ رکھتا ہو اوسے بھی نہ رہنے دو۔ اور ایک اشتہار جاری ہوا ہے۔ یہ مضمون اوس میں لکھا ہے۔ کہ ہم کو اُن کو اُٹھانے کا باعث یہ ہے ہمیں انگریزوں سے لڑنا منظور ہے۔ اون کے واسطہ دار و نکا یہاں رہنا خلاف دستور ہے۔ یہ حکم سن کے بہت لوگ وہاں سے چلے گئے اور فوج ایران جلوریز چالیس ہزار جو شہر میں آگئی اوس میں سب طرح کے جوان ہیں۔ سوار اور توپخانہ اور سفر مینا وغیرہ لڑائی کا سامان ہیں۔ اور روس کے سردار بھی فوج لے کر وہاں آئے ہیں اور اپنی فوج کا اون سے انداز جدا علیحدہ اونشان کیا ہے۔ اپنے طور پر سب سامان کیا ہے۔ یقین ہے کہ فوج انگریزی کو جہاز سے خشکی میں اوترنے نہ دیں۔ بوشہر میں گذرنے نہ دیں۔ ایک جزیرہ بوشہر سے دو کوس۔۔(۴)۔۔اوس میں اسی توپوں کا مورچہ۔۔۔(۵)۔۔۔بجائے سپر ہے۔ حتی الامکان کو اوسکو مستحکم۔۔۔(۶)۔۔۔توپوں کا لگایا ہے۔ اوس جزیرے کا اون کو بڑا اسہارا ہے۔ اوس گروہ کا چھوٹا بڑا اسب کرارا ہے۔ انگریز سعی ہر چند کریں گے۔ وہ راہ بند کریں گے۔ اور مکران کے دوسرے خط سے معلوم ہوا کہ جو فوج موضع سیدہ میں داخل ہوئی تھی سرکار سے اون کے طلب ہوئی۔ یہاں سے روانہ اس سبب ہوئے۔ اور جو کچھ لوٹا تھا سب ہمراہ لیا۔ تین سے جرار کو نگہبانی کے واسطے اوس میں رہنے دیا۔ اون کی معاودت کا حال معلوم نہ ہوا سوا اسکے کہ بحکم شاہ گئے۔ اوس موضع کے پانچ سردار گرفتار ہوئے وہ بھی اُن کے ہمراہ گئے۔

الور

آگرہ کے خط سے سنٹرل اسٹار نے لکھا ہے یہ اوس کی تحریر کی نقل ہے۔ کالاصل ہے کہ الور کا راجہ نشۂ جرات سے سرشار ہے۔ سرکار کمپنی کی اطاعت سے منہ پھیر لیا ہے۔ لڑنے کو طیار ہے۔ اسی واسطے جو فوج کسی طرف سے آتی ہے۔ وہ اکبرآباد میں جمع ہوتی جاتی ہے۔ اور راجہ نے اہالیان سرکار انگریزی سے

۱۔ تا ۴۔ شکستہ، ناقابل خواندگی

۵۔ اور ۶۔ شکستہ ناقابل فہم

بہت تندی اور تیزی سے کہا ہے۔ لکھ بھیجا ہے کہ بے معرکہ عظیم اور ہزار ہا کا حال سقیم جب تک نہ ہو جائے گا یہ ملک اور مال ہاتھ نہ آئے گا۔ اس میدان میں خون کا دریا بہے گا۔ سالہائے دراز لوگوں کو یہ قصہ یاد رہے گا۔ کہ خاندان الور میں ایک شیر نر ایسا لڑا کہ حریف کو جان جوکھوں کا جھگڑا پڑا۔ شاہ اودہ کی طرح لہو ولعب عیش وطرب میں صبح وشام مشغول نہیں۔ وزیر کی صورت میرے پاس کسی نمک حرام کا شمول نہیں۔ بر سر آشتی ہو تو اطاعت میں قصور نہیں۔ میری نیت میں فتور نہیں۔

یونان

سپاہ انگلستان وفرانس جو مہم روس سے پھر آئی تھی موسم سرما میں وہیں رہے گی گو خلاف رائے گورنمنٹ یونان ہے۔ مگر وہیں رہنے کا سامان ہے۔

ناگپور

صاحب صادق الاخبار کے کارسپانڈنٹ ۔۔۔(۱)۔۔ کہ ان دنوں چوروں نے سر اُٹھایا ہے۔ انکے ۔۔(۲)۔۔ عاجز آیا ہے۔ پہلے مال کے طلبگار ہوتے ہیں پھر نقد جان کے خریدار ہوتے ہیں۔ چنانچہ تھوڑے دن ہوئے کہ سر شام کئی بدمعاشوں نے ہیرا سنگھ کے گھر میں گھس کر سب مال لیا۔ چلتے چلتے یہ سوجھی کہ اوس کو قتل کیا۔ پھر سرکاری چپراسی کو مارا۔ اوس کی حمایت کو تین آدمی اُٹھے مگر خوف سے ہاتھ پاؤں پھولے۔ وہ بھی زخمی ہو کر چوکڑی بھولے۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ دن دہاڑے ایک عیار صراف کی دکان سے دم نقد توڑا روپے کا لے بھاگا۔ صراف بے چارہ دوڑا چور کے پیچھے لاگا۔ دور جا کے جب نزدیک پہونچا۔ چور سمجھا کہ اب اسکے ہاتھ آیا اور اسیر ہوا تو توڑا زمین پر چھوڑا دور جا کر کھری کھوٹی سنا کے اولٹے صراف کا گریبان گیر ہوا۔ القصہ لڑتے جھگڑتے حاکم تک آئے۔ ایک دعوے دونو زبان پر لائے۔ صراف کہتا تھا توڑا میرا ہے۔ چور جواب دیتا تھا میرا ہے یا تیرا ہے۔ الغرض مالک سے گواہ طلب ہوئے۔ چور بیچارہ ساہ بچا بے اجل موئے۔ انگریزی عمل میں گواہی کا چلن نہیں کون بکھیڑے میں گرفتار ہو۔ نکسال چڑھے دن رات دوڑے آبرو میں بٹہ لگائے ذلیل وخوار ہو۔ جب گواہ بہم نہ پہونچے صراف تو ہاتھ ملتا گھر بیٹھا۔ چور کہرا ہا توڑا اینٹھا۔ کسی نے یہ بھی نہ پوچھا تم کہاں سے لائے تھے نہ کوئی حارج ہوا۔ صراف ثبوت کے گواہ نہ پہونچا سکا کچہری سے مقدمہ خارج ہوا۔ ایک برات سر شام جاتی تھی دولہ میانے میں سوار تھا۔ گھات میں کوئی طرار تھا۔ جب کہار کندھا بدلنے لگا وہ جھپٹا دولہ کے سر سے مور اُڑا لیا۔ اور چل دیا۔ یہ سب غل مچاتے رہے۔ چور صاحب اوڑ گئے۔ اب سب مہاجنوں نے صاحب کمشنر کو عرضی دی ہے کہ اگر چوری کا بندوبست سرکار عالی کریں۔ تو خیر نہیں ہم کو حکم ہو سب مہاجن اس شہر کو خالی کریں۔ ان دنوں راجہ صاحب کے نوکروں کی تنخواہیں جو عرصے سے ضبط تھیں۔ جمال الدین خان کی سعی سے ملنے کی دھوم ہے حقداروں کو کم ملے ہر ایک محروم ہے۔ پہلی نومبر کو حکم آیا ہے۔۔ نوکر ہو تنخواہ۔۔۔۔(۳)۔۔۔ راجہ صاحب کے انتقال سے۔۔۔(۴)۔۔۔ جائے گا۔ سب کارخانوں کا جائزہ دیکھا جائے گا۔ ۔۔۔(۵)۔۔ پریشان ہیں۔ انجام کار سے حیران ہیں۔ صادق الاخبار

ڈھاکہ

صاحب مورننگ کرانکل سے نقل ہے عجب تقدیر کا پھیر ہے۔ چار طرف اندھیر ہے۔ نویں تاریخ کو دن دہاڑے مانک گنج میں ڈاکہ آیا۔ ایک ہزار تین سو روپیہ کا مال غارت ہوا۔ برقنداز اور چوکیدار کو مارا۔ کئی دن تک تلاش رہی کچھ پتا نہ لگا آخر نا اتفاقی سے بھید کھلا۔ پولس والوں نے گرفتاری کا حوصلہ کیا۔

۱۔ اور ۲۔ شکستہ، ناقابل فہم

۳۔ تا ۵۔ شکستہ، ناقابل خواندگی

چوروں نے مقابلہ کیا۔ بہت آدمیوں کو زخمی کیا۔ صاحب نے اسپتال بھیج دیا۔ پھر جعفر گنج میں ڈاکہ پڑا۔ چالیس ہزار روپے کا اسباب غارت ہوا۔ جس دم صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ کو خبر ہوئی۔ فوراً جلد پہونچا چوروں کو پیغام گرفتاری کا پہونچا۔ جو جو ہاتھ آئے صاحب بہادر باندھ لائے۔ جو نقد و جنس اُن کے ہاتھ آیا تھا وہ بھی لیا۔ اور تھانہ دار ہوشیار وہاں مقرر کیا۔ سنا ہے کہ علاقہ مانک گنج اور سراج گنج وغیرہ میں اکثر آدمی ڈاکہ زنی اور چوری پر آمادہ ہیں۔ شمار میں چار سے زیادہ ہیں۔ شبانہ روز اون کا یہی کام ہے۔ اس سبب سے وہ علاقہ بدنام ہے۔ حکام کو جلد اسکا تدارک ضروری ہے۔ دیر ہوئی تو فتور ہے۔

پونا

صاحب صادق الاخبار اخبار پونا سے ناقل ہے۔ اوس کا یہ حاصل ہے۔ سابق میں ایک ولد القلب نے نئی حرکت کی۔ اپنی ماں کو کسی بات پر قتل کیا۔ روسیاہی لی۔ رو بکاری میں اظہار ہوا۔ صاحب جج کے حکم سے پھانسی پائی۔ کیا بُری طرح سے موت آئی۔ اور اخبار مدراس سے یہ کیفیت نظر آئی کہ ایک کرستان نے غصے میں اپنی جورو کو جان سے مارا۔ پاداش میں اسے صلیب پر کھینچا۔ سزا پائی۔۔۔(۱)۔۔۔۔ غرق بحر فنا ہوا۔ ہر چند۔۔(۲)۔۔ ساحل ہے۔ کنارے مدہا حباب کی طرح معلوم نہ ہوا کیا ہوا۔

دہلی

صاحب اخبار نور مغربی کی تحریر ہے۔ سلال کی تقریر ہے۔ کہ بافضل مشتاق حسین کی آگرے سے عرضی ملاحظہ بندگان اعلیٰ حضرت میں گذری اوس میں لکھا تھا کہ نور علی شاہ نے اس خراب آباد سے سفر کیا عدم آباد میں گذر گیا۔ اعلیٰ حضرت نے بہت افسوس فرمایا۔ بے ثباتی جہان کا ذکر زبان پر آیا۔ پھر احترام الدولہ کو ارشاد ہوا کہ ایک شقہ تعزیت کا بسر شاہ مغفور کے نام لکھو۔ دستور ماضیہ میں فرق نہ ہو۔ جلد بھیجو۔ پھر گلزار شاہ اور گلاب شاہ ڈیڑھ سو مریدوں کے ساتھ آئے۔ سرایاب ملازمت ہوئے۔ خوش بیانی کے لطف اوٹھائے۔ کچھ تبرکات اور تحفجات پیشکش کیا۔ حضور سے کچھ اشرفیاں روپے پیسے امداد ہوئی۔۔۔ تین تین پارچے کا خلعت ایک عدد جواہر عنایت ہوا کھانا عمدہ طرح طرح کا طیار ہوا ضیافت ہوئی بہت شاد ہوئے۔ بافضل ساتھ خیمے دیرے یہاں سے باتجمل لد کر میرٹھ گئے۔ اور چھ ضرب توپ پچاس گولہ انداز اور بیس گھوڑے عمدہ کانپور وغیرہ کی جانب سے آئے تھے۔ اب پشاور کو جھٹ پٹ گئے۔ سنا۔ بے ہیکم سرکار کمپنی انگریز بہادر کا سب عہدہ داروں اور پنشن داروں ملکی اور جنگی کے نام آیا ہے۔ کہ شہنشاہ روس نے شاہ ایران کی مدد کر کے بھاری فوج سے لڑنے کا ڈھنگ جمایا ہے۔ اس واسطے سرکار نے ہر ملازم سے مدد کی درخواست کر کے یہ نیا طرز نکالا ہے۔ اخذ وجر کا ڈول ڈالا ہے۔ کہ ڈیڑھ سو روپے سے جس کی تنخواہ زیادہ ہوگی پندرہ روپے سیکڑہ سرکار میں وضع ہو جائے گا۔ اطلاعاً یہ بات ہے باقی تنخواہ وہ اپنی پائے گا۔ جوتی پرشاد کو حکم ہوا ہے کہ بیس لاکھ روپے کا گدام مہم فارس کے واسطے طیار کرو۔ ساز و سامان کا انبار کرو۔ میرٹھ کی چھاؤنی میں جنرل کمانیر کو نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر کا حکم آیا ہے کہ بارہ رسالے کی بھرتی ہو۔۔۔۔۔(۳)۔۔۔۔۔شت ہوتی ہے۔ مگر یہ جانتے ہیں کہ ایسی نوکری میں کھوتے ہیں۔ شملہ سے گورے کی۔۔(۴)۔۔ مشہور۔(۵)۔۔ بے کندہ راہی بہ سمت کانپور ہوئے ہیں۔ نور مغربی

ولایت

بڑا بنک گھر جو وہاں تھا اوس میں ظاہر انیت کا فتور ہوا ثابت اولٹا دیوالہ نکلنے کا دستور ہوا سود کی عوض مال کا ضرر ہوا۔ شرکا کو حیرانی ہے۔ مال بگڑا جان پر بنی پریشانی ہے۔ اخبار انگریزی سے معلوم ہوا کہ انگلستان میں چھ برس کے عرصے میں تین ہزار دو سے ستر آدمی زہر سے ہلاک ہوا ولایت میں باوجود اس

۱تا ۵۔ شکستہ، ناقابل خواندگی

بندوبست کے یہ گروہ تہ خاک ہوا۔ حرارت مزاج سے جہاں آپس میں نزاع ہوئی آتش غضب بھڑک جاتی ہے۔ اور کچھ بس نہ چلا زہر کھا لیا جان بے دھڑک جاتی ہے۔ افسوس جب عملداری انگلشیہ میں اس طرح کی بدانتظامی ہے تو پھر اور ریاست کے رئیسوں کی عبث بدنامی ہے۔ بالفعل سنا ہے کہ ولایت انگلستان میں ذم دار ستارہ جسے جھاڑو بھی کہتے ہیں نظر آتا ہے۔ کئی گھڑی کے بعد مغرب کی طرف غائب ہو جاتا ہے۔ وہاں کے باشندوں کا بیان ہے کہ سو برس کے بعد یہ نجم خصال چکا ہے خدا نگہبان ہے۔ معرکہ ایران درپیش ہے دیکھئے کیا سرانجام ہو۔ آغاز میں کیا ہوا اور کیا انجام ہو۔

گلشن نو بہار وغیرہ

کلکتہ

فینکس اخبار کلکتہ مطبوعہ ۱۲ نومبر سے دریافت ہوا کہ بالفعل ایک جہاز سکیوڈ یہ انگلستان سے کلکتہ میں آیا ہے۔ اوس نے ایک نیا ہنگامہ مچایا ہے کہ عورت خوش جمال حسن میں بے مثال نوخیز شباب سے مست بطریق گلگشت تبدیل لباس کر کے مردانہ بشوق دلدار آئی۔ خلاصیوں میں نوکر ہو کر جہاز پر سوار ہوئی کسی نے خیال نہ کیا۔ اوز اک حال نہ کیا۔ آخر جب جہاز منزل مقصود کے متصل آیا راز سربستہ عورت کا بھید کھل گیا۔ پردہ فاش ہوا اسکی کا بھید کھل گیا۔ جہاز کا کپتان مستعد امتحان ہوا اوس کا حال استفسار کیا۔ پہلے اوس نے انکار کیا جب بہت گفتگو کی نوبت آئی۔ مجبور اپنی حقیقت زبان پر لائی ــــ(۱)ــــ یہ مجھکو لایا ہے اوسے ڈھونڈنے آئی ہوں۔ اب اجازت جہاز سے اترنے کی لئے مہلت تلاش کرنے کی لئے جہاز کا کپتان پہلے سے فریفتہ حسن جمال تھا۔ بہت بُرا حال تھا۔ اس بات پر راضی نہ ہوا ــــ(۲)ــــ اوسکو اوس کی جانب میلان ہے۔ اسکو اپنی معشوق ــــ(۳)ــــ اس کشاکش سے اوسے کیوں کر رہائی ہوتی ہے یا کوئی حرکت کر کے اپنی جان کھوتی ہے۔ سابق میں خادم حسین نامی جعلی روپیہ بنانے کی علت میں ماخوذ ــــ(۴)ــــ گرفتار ہوا تھا۔ حاکم عدالت کے روبرو مقدمہ روبکار ہوا تھا۔ مدت تک مقدمہ پیش رہا روبکاری رہی۔ مجرم کی گرفتاری رہی۔ الحکم عنداللہ حکام نے دانستہ یا سہواً سزا سے بچایا یا ثبوت نہ حاصل ہوا۔ قید سے رہائی ملی وہ فارغ البال ہوا۔ جو کچہری سے کھوٹا ہوتا ہے اوسکو بہرکیف ٹوٹا ہوتا ہے۔ سلطان الاخبار و گلشن نو بہار

افغانستان

بالفعل امیر دوست محمد خان نے ایک نئی تدبیر کی۔ سب روسائے شہر کو جمع کر کے یہ تقریر کی کہ جس قدر بندوقیں تمہارے پاس موجود ہوں لاؤ۔ جلد یہاں پہونچاؤ۔ چنانچہ حسب طلب تین سو بندوقیں آئی ہیں۔ سب رئیسوں نے جی چھوڑ دیا اپنے مکانوں سے بھجوائی ہیں۔ شاید نئی فوج میں کام آئیں۔ جن کے پاس نہ ہوں وہ سرکار سے پائیں سنا ہے کہ مرزا حسین صاحب یا سردار محمد رشان خان صاحب سفیر ہو کر پشاور میں آئیں گے۔ بعض مقدموں کی درستی کے نشیب و فراز سمجھائیں گے۔ سنٹرل اسٹار سے واضح ہوتا ہے کہ امیر دوست محمد خان بہادر کو ستائیس لاکھ روپے کی سرکار کمپنی نے اعانت کی۔ فقط بھجوا اون بڑی عنایت کی۔ اور تین لاکھ روپے شکارپور کے کلکٹر کے پاس امانت ہیں۔ صاحبان عالی شان متوجہ نہایت ہیں۔ حکم ہے کہ جلد بھیجو تامل نہ کرو۔ روپے کے سوا بندوق نو ہزار سب طرح سے طیار روانہ ہوئے۔ دو باہ زر جس کے نشانہ ہوئے۔ اخبار دہلی گزٹ میں لکھا ہے کہ گیارہویں نومبر کو کابل سے خط آیا تھا خلاصہ اوس کا یہ تحریر ہے۔ عجب فتنہ انگیز شورش آمیز تقریر ہے۔ کہ بالفعل امیر دوست محمد خان سامان جنگ کی طیاری اور فوج کی نگہداشت میں مشغول ــــ(۵)ــــ ایران سے شمول ہے ــــ(۶)ــــ ظاہر کسی سے پوشیدہ شاہ عجاہ کے ــــ(۷)ــــ ہوئے۔ فوج کی افسری میں ممتاز ہوئے۔ یقین ہے کہ جب قتل و قمع کا معرکہ خاطر خواہ ہو۔ جن سے پوشیدہ راہ ہے کھلم کھلا اون کے ہمراہ ہو۔ اکثر مردمان فوج کا یہ مطلب بیان ہوتا ہے۔ اگر انگریزوں کی اعانت سے مقابلہ ایران کا دھیان کریں ضائع ایمان ہوتا ہے۔ سلطان خان اور محمد صدیق خان بھتیجے امیر کے قندھار سے چلے

ا۔ تا ۷۔ شکستہ، ناقابل خواندگی

گئے شاہ ایران کی ملازمت ہوئی شریک لشکر ہیں۔ سنا ہے کہ پانچ ہزار دینار نقد اور خلعت سے سرفرازی پائی ہے۔ طالع اونکے یاور ہیں۔ ہرات سے کچھ فوج ایرانی نے کرکرشک کی جانب جانے کی نوبت آئی ہے۔ بڑی آبرو پائی ہے۔ عبدالغیاث خان اور فتح خان برسر مقابلہ آئے جم غفیر دیکھ کر فوج کا بی نکل گیا۔ معرکہ میں ٹھہر نہ سکے پاؤں ٹل گیا۔ بالفعل قاصدوں کی زبانی یہ پیام ہے۔ قندھار میں اس بات کا شہرہ عام ہے۔ کہ کئی افسر روس جنگی بڑی نمود ہے۔ وہ فوج ہرات میں موجود ہے۔ اور ایلچی شہنشاہ روس کا سلطان کلاہ ایران نمبرد جو کی روبرو حاضر ہے بار ہا یہ عرض رسا ہوا کہ جس قدر روپیا اور سامان درکار ہو۔ مجرو ایماء وہ حاضر ہوگا بےتامل صرف کارزار ہو۔ خدا شاہد ہے۔ مقدمہ واحد ہے۔ دہلی گزٹ

کراچی بندر

ایک کارسپانڈنٹ کراچی بندر سے لکھتے ہیں کہ ۱۵؍ نومبر ۱۸۵۶ عیسوی کو ایک پلٹن سکن بلوچی اور ایک رجمنٹ گورے کا ایک توپخانہ ایران کی طرف روانہ ہوا ہے۔ اور کئی جنگی جہازوں کا اون جہازوں کے ساتھ جانا ہوا ہے۔ سندھ کے کمشنر اور کلکٹر کراچی بندر۔ یہ دونوں بہادر دورے کو تشریف لے گئے ہیں۔ انتظام کا اختیار عملے کو دے گئے ہیں۔ عملے کے طور پر خیر دشر رعایا کا ہوتا ہے انھیں کی رائے پر انصاف ہے۔ دوسرے کا دخل نہیں مطلع صاف ہے۔

اخبار فینکس سے نقل ہے۔(۱)۔۔۔اصل۔۔(۲)۔۔۔جو سابق میں صاحب کمشنر پشاور کے ہمراہ۔۔(۳)۔۔۔کیفیت سے آگاہ تھا۔ صاحب کی تحریک۔۔(۴)۔۔۔نوکر ہو ہرات کی طرف روانا ہوا۔ جہاں سے آیا تھا پھر وہیں جانا ہوا۔ یقین ہے خفیہ حالات وہاں کی مفصل تحریر کرے۔ اور اپنی جان بچانے کی معقول تدبیر کرے۔

فیروز پور

۰ے رجمنٹ شاہی کا کوچ پشاور کی طرف ہوا۔ جو بیمار تھا وہ وہیں رہا۔ چھ سو آدمیوں کے قریب ادھر روانہ ہوا ہے۔ باقی جو رہے فیروز پور میں اُن کا تھانہ ہوا ہے۔ مرتضائی پشاور

مدراس

صبح صادق مدراس سے گوش زد خاص و عام ہوا ہے۔ رائے ویلور میں کہ ایک مکان کا نام ہے وہاں ایک انگریز ولایتی داخل اسلام ہوا ہے۔ خدا کی جانب سے اوسے ہدایت ہوئی۔ بڑی عنایت ہوئی۔ پہلے نام اس کا برون صاحب تھا اب عبدالحکیم ہے۔ کیا فیض اُس کا عمیم ہے۔ منگل کے دن ایک بگھی پر سوار دو انگریز تھے۔ شہر کی سمت گرم رفتار بہت تیز تھے۔ ایک ضعیفہ بےوارث کی مفت میں قضا آئی آفت میں گھر گئی۔ ہر چند بچنے کا قصد کیا چپٹ لگی۔ گری پیٹ پر بگھی پھر گئی۔ انتڑیاں پیٹ کے باہر نکل آئیں۔ دو تین۔۔پ(۵)۔۔۔یہ بیدل بےچاری بگھی ماری تو فورا مرگئی۔۔(۶)۔۔۔تھی اتنا نہ پوچھا کہ یہ کم بخت کدھر گئے۔ شہر والوں نے پردہ فاش نہ کیا۔ خاک میں چھپا دیا۔ کسی نے اتنا نہ پوچھا یہ آدمی تھا یا جانور۔۔(۷)۔۔کیا سبب ہوا کیونکر مرا۔ شہر کے رہنے والے ہندوستانی سے اگر یہ کار ہوتا۔ بےتکلف پھانسی ملتی گل دیا جاتا۔ آج یہ حرکت ہوتی پھانسی گل دیا جاتا۔ ان لوگوں کا خدا کے سوا کون پوچھنے والا ہے۔ بہت آدمیوں کو مار ڈالا ہے۔ چشمہ فیض وامیر الاخبار

۱۔ تا۔ ۷۔ شکستہ، ناقابل خواندگی۔

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
صاحب عالم مرزا سلیمان قدر بہادر دام اقبالہ	۴ روپے چار آنے	من ابتدائے ۲۲ صفر ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۳ جمادی الاول سنہ الیہ
مسٹر کوپر صاحب بہادر سکرٹر صاحب چیف کمشنر بہادر دام دولتہ	چدرہ روپے	۱۵ ربیع الاول ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۱۶ ماہ نومبر ۱۸۵۶ء لغایۃ ۱۴ ربیع الاول ۱۲۷۴ ہجری مطابق ۱۳ ماہ نومبر ۱۸۵۷ء
شرف الدولہ غلام رضا خان بہادر دام حشمتہ	آٹھ روپے ٦ آنے	۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۳ ہجری لغایۃ آخر ربیع الاول ۱۲۷۳ھ

جدول سعد و نحس کو دیکھو   غُرّی سے حال سلخ تک سمجھو

غرّہ	تحویلات آفتاب	طریقہ	قمر در عقرب
غرہ ربیع الآخر مطابق ۳۰ نومبر ۱۸۵٦ عیسوی	تحویل آفتاب بجدی دوشنبہ بست و سوم بعد ہفت گھڑی و چہل و پنج پل	شب یکشنبہ بست و دوم سہ گھڑی و بست و سہ پل شب باقیماندہ می شود	شب دوشنبہ بست و سوم یک گھڑی و سی و دو و نیم پل شب باقیماندہ می رود

خروج قمر از بحساب رویت	شرف قمر	گھڑیہائے تمام روز تاریخ ہائے نحس اکبر
روز جمعہ بست و ہفتم بعد از ہفت گھڑی خواہد شد	شب سہ شنبہ نہم بعد از چار گھڑی و دوازدہ و نیم پل میشود تا چہار گھڑی و پنج پل است	

تاریخ	گھڑی	پل	غرہ
غرہ	۲٦	۱۲	۱۱
۸	۲٦	۸	۲۸
۱۵	۲۵	۵۲	
۲۲	۲۵	۳۵	

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

ذکر حق مکرمہ سبۂ اخبار نو | یافت جان تازہ جسم لکھنؤ | گنج گوہرہائے معنی اندروست | چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ
عنوان صحیفہ حمد حق ہے | زیبائش اوّل ورق ہے | پھر نعت ہے سیدالبشر کی | یجی جس نے ہمیں خبردی

نمبر۲۱ ۱۳؍شہر ربیع الآخر ۱۲۷۳ہجری مطابق ۱۲ماہ دسمبر ۱۸۵۶عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تا بمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلاتوقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا منظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد | بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است
مصرعہ تاریخ آغازش عنایت زد رقم | گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنؤ است

۱۲۷۳

لکھنؤ

سابق میں جن شاہ صاحب کی کیفیت لکھی تھی۔ ہجوم کی ممانعت کی حقیقت لکھی تھی اب دو چوکیدار وہاں کھڑے رہتے تھے مگر اس تاکید پر بھی وہاں جمگھٹے بڑے رہتے تھے آخر کار فلک نے ہنگامہ پردازی کی یہ نوبت پہونچائی کہ شاہ صاحب کے اخراج کی باری آئی۔ دسویں کو صاحب منتظم شہر نے کوتوالی میں آکر کوتوال صاحب سے فرمایا کہ جو کوٹھی کے قریب فقیر بیٹھا ہے اوسکے اوٹھانے کا حکم جوڈیشیل کمشنر بہادر کے پاس سے آیا ہے۔ صبح وہاں آؤ ہم تم اوسکو اوس جگہ سے اوٹھادیں۔ روز کا بکھیڑا مٹادیں۔ القصہ دم سحر ہمدگر مکان موعود پر تشریف لائے فقیر کو اُٹھایا بلکہ بیلدار بھی پہونچے چبوترہ کھود کر نشان مٹایا۔ پھر تھانہ داروں کے نام پروانے جاری ہوئے۔ کہ اس شہر میں جو فقیر ہیں اونکے پاس لوگوں کی کثرت نہ ہو اژدھام نہ ہو۔ بلوائے خاص وعام نہ ہو۔ سب کو اس حرکت سے منع کرو جو نہ مانے اوسکو شہر سے نکال دو۔ اندنوں جوڈیشیل کمشنر آمنے صاحب بہادر نے مولوی فضل حق اور مولوی ہادی بخش جو سید مظہر نبی اور نور احمد سے لڑے تھے وہ خانہ جنگی کی علت میں گرفتار ہو کر پانچ برس سے سلطانی جیلخانہ میں پڑے تھے۔ اور مقدمہ صدر الصدور کے محکمے میں دائر تھا اندنوں آمنے صاحب جوڈیشیل کمشنر بہادر نے باوجود مسلوتگی پوٹ کے ایکدن میں سب کو دیکھا۔ اور رہائی کا حکم مابین شرط دیا۔ کہ طالوین میں جو انکا وطن ہے وہاں لے جاکے فعل ضامنی دو سو پچاس روپے کے تین برس کی معیادی ان سے لے لو۔ اور قید سے بے تامل رہا کرو۔ یقین کامل ہے آج کل

وہ اپنے وطن کو جائیں۔اس بکھیڑے سے چھوٹیں رہائی پائیں۔ صحیفہ سابق میں صاحب چیف کمشنر بہادر کا دورے کو تشریف لے جانا لکھا ہے۔اب اتنا اور معلوم ہوا ہے کہ پہلے بنی میں قیام فرمایا مقدمات مرجوعہ حکام دیکھے ہر طرح کے انتظام دیکھے۔پھر آگے گام فرسا راہ پیما ہوئے ہیں۔ہر مقام کی حقیقت دیکھتے ہیں۔ہر منصرم اور منتظم کی لیاقت دیکھتے ہیں۔تین روز کا عرصہ گذرا کہ علاقہ رسول آباد میں رونق افروز تھے۔داد طلب مظلومان غم اندوہ تھے۔مگر ابھی حال منظوری فیصلہ سابق کا مفصل اظہار نہیں۔سرِ جواز بالتصریح آشکار نہیں ہوا۔تحقیق کے بعد حوالہ قلم ہوگا۔ناظرین کی آگہی کو رقم ہوگا۔

بالفعل مسٹر جارس کانلف صاحب لکھنو میں داخل ہوئے۔۸ر دسمبر کو تارے والی کوٹھی کے حکاموں میں شامل ہوئے۔ڈپٹی کمشنر اپنے ہمراہ لائے قائم مقام مسٹر تھارن ہل صاحب اسسٹنٹ اول مقرر ہوکر آئے۔اونکے مقام پر اجلاس کیا۔عہدہ کا پاس کیا سنا ہے کہ مسٹر تھارن ہل اسسٹنٹ دوم ہوئے۔عہدۂ اول سے آخر کم ہوئے مگر ابھی اکبر آباد سے آئے نہیں تشریف لائے نہیں۔دوشنبہ کو علی الصباح جوڈیشیل کمشنر آمنے صاحب منتظم شہر کے ہمراہ کوتوالی میں آئے۔برقندازوں کو پہلے حکم طیاری پہونچ چکا تھا۔سبھوں نے پرے جمائے۔جائزہ ہوا۔سب کا مُوا اچھا ہوا۔بہت خوش ہوئے تعریف کی۔منتظم شہر اور کوتوال کی توصیف کی۔اوسی روز پانسے سترہ چھکڑے میگزین کے کانپور سے آئے۔چار ضرب توپ اور کچھ تلنگے پلٹن کے ہمراہ اس دستور سے آئے۔میگزین کا سامان شیش محل میں داخل ہوا۔پہلے سامان میں شامل ہوا۔مشہور ہے کہ کانپور کا کیمپ توڑ کر لکھنؤ میں جماتے ہیں۔اس واسطے سامان جنگی وہاں سے منگاتے ہیں۔بالفعل نواب منیر الدولہ بہادر کی سرکار میں کسی گورے نے آمد و رفت پیدا کی۔حرکات ایسی کیں کہ طبیعت نواب ممدوح شیدا کی۔ایک روز اوسنے کلمات تمسخر ایسے کہے کہ نواب ممدوح ہنستے رہے۔وہ خوشی سے پھولا اپنی چال ڈھال بھولا۔اوچک کر چڑھنے لگا۔ہوا کانوں میں بھرے گھوڑا بڑھنے لگا۔بے تکلف دوڑایا۔زمین آسمان کا خیال نہ آیا۔گویا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوا۔ملک الموت نمودار ہوا۔دفعتہً لگام ہاتھ سے چھوٹی نشہ کر کرا ہوا تقدیر پھوٹی۔پٹری اوکھڑ گئی تھی چاہا کہ جھک کر ہاتھ میں لگام لے۔دونوں ہاتھوں سے تھام لے۔گھوڑا اُدلیل پر تھا پاچھے کے یہ پشت بزمین ہوا۔خاک نشین مرگ کے قرین ہوا۔راکب کو زین سے زمین پر پایا۔گھوڑے سے باٹھ بنا جھلایا۔بجلی کی طرح کوندا۔خوب روندا۔وہاں اگاڑی تھی نہ پچھاڑی تھی۔مطلق العنان گھوڑے نے پسلیاں توڑ کر صورت بگاڑی تھی۔یہ حال دیکھ کر بازاریوں نے غل مچایا۔اس طرح اوسکا پیچھا چھوڑایا۔بے چارے کو موذی بے دم کر گیا۔خود اس مکان سے رم کر گیا۔صدمہ عظیم پہونچا تھا تڑپ تڑپ کے جان دی۔اوس عنایت پر نقد جان نذر کی اس نے تو جان دے کے فرصت پائی اونسے باعث عطا استفسار ہے۔الزام سے چارہ نظر نہیں آتا معلوم نہیں کیا مرضی پروردگار ہے۔جفائے فلک سے تازی واردات نہیں۔اسی سے حوصلہ سب کا تنگ ہے عجب کی بات نہیں۔عقلمند کو نکتہ کفایت کرتا ہے۔مگر جو جود و سخا کا خوگر ہے وہ کب سماعت کرتا ہے۔اگر ایسی بخشش ہے اور انعام ہے۔تو ایک دن عمر کی تمام ہے۔

سابق میں کپتان فلیجر لیس صاحب بہادر ملیٹری سکریٹری نے میرٹھ کی طرف قدم رکھا تھا۔راقم نے صحیفہ سابق میں مفصل لکھا تھا۔اب ۷ر دسمبر کو آدھی رات گئے کوٹھی میں داخل ہوئے۔امورات سرکاری کے شاغل ہوئے۔ابھی باعث آمد و رفت کھلا نہیں۔راقم نے تحقیق سنا نہیں۔ بالفعل چٹھی صاحب کمشنر کی مسٹر اجرد کارلند صاحب اکسٹر ا اسسٹنٹ کمشنر کے نام آئی۔اوسکے مضمون مسرت مشحون نے خوشی کی صورت دکھائی۔کہ جتنے باقیماندہ ملازمین شاہی ہیں۔عبرت میں گرفتار مورد تباہی ہیں۔خصوص عملہ کچہری سب کی تنخواہ بانٹ دو بھیڑ چھانٹ دو۔اوسکی تعداد دو لاکھ ستر ہزار آٹھ سو اکاون روپے دو آنہ تین پائی ہے۔حسب تفصیل مفصلہ غربا کی جان بخشی کی سبیل ٹھہرائی ہے۔چنانچہ پروانہ کچہری صاحب ڈپٹی کمشنر سے خزانچی کے نام ہوا ہے۔زبان زد خاص و عام ہوا ہے۔اب تقسیم شروع ہے گرم لین دین کا بازار ہے۔اسعد الدولہ بہادر کے سررشتہ کے برآورد پیش ہے روبکار ہے۔دیکھئے اس تقسیم میں کس کس کی قسمت کھلتی ہے۔کس کارگزار تیز دست کی حقیقت کھلتی ہے۔پنشن کی حکایت مدت سے مشہور ہے۔مگر معلوم نہیں تامل کیوں منظور ہے۔ہر ایک کو اس بات کی جستجو کو بکو ہے چارسو نگران ہیں۔اس توقع پر حال زار ہوا جاتا ہے پریشان ہیں۔ارحم الراحمین غریبوں کے حال پر رحم فرمائے۔جو شدنی ہو جلد ظاہر ہو جائے۔۱۰ر دسمبر کو مسٹر ماٹین صاحب ڈپٹی کمشنر نے دورے کا عزم بالجزم کیا۔عملہ کو طیاری کا حکم دیا۔دوسرے دن صبح دم نواب گنج کی جانب

روبراہ ہوئے۔منشی برج لال سررشتہ دار کلکٹری اور ایک روبکار نویس فوجداری اور ایک روبکار نویس کلکٹری اور ایک محرر بندوبست سرسری ہمراہ ہوئے۔ یقین ہے اس مہینے میں پھر آئیں اپنے علاقے سے آگے نہ جائیں۔سنا ہے کہ مسٹر جارس کا خلف صاحب اسسٹنٹ اول انکے عہدے کا کام کرتے ہیں۔ مقدمات کچہری کا انصرام کرتے ہیں۔ ۹ر دسمبر کو ایک روبکار محکمہ ڈپٹی کمشنری سے منتظم شہر کے نام آیا۔اوس میں اس مضمون کا احکام آیا۔کہ سابق میں مسمی پیر بخش ولد چھوٹے قوم کا حجام ہے رہنے والا بیسوارہ علاقہ محمد آباد ضلع سیتاپور کا وہ بدانجام ہے۔مساۃ پیاری اپنی جورو کو قتل بے جا کیا تھا۔صرف گمان بد پر یہ کام بُرا کیا تھا۔اب روبکاری میں جرم کا اقرار کیا۔قتل کا اظہار کیا۔عدالت سے قصاص کا حکم صادر ہوا ہے۔اس واسطے تمہیں آگاہ کیا ہے۔ بیسویں دسمبر شنبے کے دن علی الصباح پھانسی کا سامان طیار کر کے جلد بھیجو۔کالے جھلخانے کے سامنے موجود کرو دیر نہ ہو۔جس میں قبل طلوع آفتاب وہ تیرہ بخت کیفر کردار پائے۔پھانسی بجائے دار پائے۔ناظرین کو عبرت ہو۔سامعین کو خوف عزت ہو۔پھر کوئی اس طرح کی حرکت دانستہ نہ کرے۔قدم اس وادی پُر خار میں نہ دھرے۔آخر کار اس میں الجھنا ہوتا ہے منہ کی کھاتا ہے۔جیسا کام کرتا ہے ویسی سزا پاتا ہے۔

وریئولا مسٹر کوپر صاحب بہادر سکرٹر چیف کمشنر بہادر اودھ نے قدردانی کی راہ سے ایک پروانہ نیازمند کے نام تحریر کیا ہے۔راقم نے واسطے ملاحظہ ناظرین کے صحیفۂ اخبار میں لکھ دیا ہے۔خصوصیت دستگاہ مولوی محمد یعقوب مہتمم اخبار طلسم لکھنؤ بعافیت باشند پرچہ اخبار مرسلہ تمہارا کہ تم نے اپنے حسن لیاقت سے بطرز جدید یہاں جاری کیا ہے ملاحظہ میں گذرا اوسکے مضامین اور عبارت دلچسپ سے سرور خاطر حاصل ہوا لازم کہ ہم کو مشتاق اور خواہاں اس پرچے کا سمجھو اور ارسال کرتے رہو بالفعل حسب اندراج اشتہار کے پندرہ روپے قیمت پیشگی سال تمام بھیجی جاتی ہیں پندرہویں نومبر سنہ حال سے حساب خرید شروع سمجھو۔مرقوم چوبیسویں نومبر ۱۸۵۶ عیسوی۔ایک اشتہار بنظر رفاہ عام کچہری ڈپٹی کمشنری سے جاری ہوا ہے۔راقم نے واسطے اطلاع ناظرین کی ہو بہو لکھا ہے۔

حکم اشتہار عدالت فوجداری شہر لکھنؤ خاص باجلاس کپتان جان ولیم کارنیگی صاحب بہادر اسپیشل اسسٹنٹ لکھنؤ واقع ۲ر دسمبر ۱۸۵۶ء

سنا گیا ہے کہ بھیڑیے شہر میں اکثر آتے ہیں اور بچوں کو اُٹھا لے جاتے ہیں جو کہ انسداد اوسکا بنظر رفاہت عام کے ضرور ہے اس واسطے یہ اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ جو شخص بھیڑیا مار کر لائے گا یا زندہ پکڑ لائے گا تو بہ تفصیل ذیل انعام پاوے گا چاہئے کہ جس شخص کو انعام لینا منظور ہو اس میں کوشش کرے مار کر یا زندہ پکڑ کر لائے۔

نر دو روپے	بچہ ۸ر آنے	مادہ تین روپے	بچہ مادہ ۱۲ر آنے

جھجر

صاحب صادق الاخبار ایک معزز کی زبانی تحریر کرتے ہیں۔اس واقعہ ہوش رُبا کی بشد و مد تقریر کرتے ہیں۔کہ صاحب مجسٹریٹ وہاں کے دورے میں فی الحال ہیں۔سکرٹر صاحب اوس مقام پر بالاستقلال ہیں۔ایک روز کسی اردلی کے سوار سے کچھ خطا ہوئی کوئی حرکت بے جا ہوئی۔صاحب نے پانچ روپے جرمانہ تجویز کیا۔داخل کرنے کا حکم دیا۔رسالدار نے مسند نشین جھجر کو یہ خبر کی۔طبیعت اونکی مکدر کی نواب صاحب نے صاحب سکرٹر کو یہ خط لکھا کہ ایسے امور ہمیشہ متعلق ہمارے سرکار سے رہے۔صاحب کلان بہادر نے بجز اطلاع خود حکم نہیں دیے۔ہمیں اس بات سے حیرت ہوئی آپ سے شکایت ہوئی۔ صاحب نے جواب لکھوایا کہ صاحب کلان بہادر نے صرف مروت سے نہ ایسے امور کئے گو آپ کے ملازموں نے قصور کیے۔اب سرکار کمپنی سے ہم کو حکمرانی کا حکم آیا ہے۔ابتدائے جولائی ۱۸۵۷ عیسوی سے آپ کو بے دخل بنایا ہے۔اس مضمون کی اطلاع سے مسند نشین جھجر کو کمال ملال ہے۔غصہ بہت ہے مگر انجام کا خیال ہے۔خدا کرے یہ امر دروغ ہو۔اسکو فروغ نہ ہو۔چار طرف قیامت برپا ہے آفت ہے۔جو بچ جائے بہت غنیمت ہے۔وہاں سے

بھی ہزاروں شرفا کی پرورش ہوتی ہے بگڑی بن جاتی ہے۔ غریب غربا پیٹ بھر روٹی کھاتے ہیں۔ عجب گردش گردون ہے۔ اور شوی بخت واژوں ہے۔ اشرافوں کی تباہی ہے۔ رئیسوں پر آفت آئی ہے۔ فلک کج رفتار ہر گردش میں نیا رنگ دکھاتا ہے۔ نئی سرکار ہوئی تو بجیر بُرا نا کھیل بگڑ جاتا ہے۔ خصوص جب سے یہ ریاست گئی شہر کی ویرانی ہوئی ہے۔ بہت سے رئیسوں کو پریشانی ہوئی ہے۔ ہر ایک کو دسواس ہے۔ بجائے خود ہراس ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اب تک رئیسوں کو امور ریاست کی طرف التفات نہیں۔ انتظام کی کوئی بات نہیں۔ گھر کو نہیں دیکھتے دوست دشمن کو پہچانتے نہیں۔ نمک حرام اور جان نثار کو جانتے نہیں۔ ناصح کی بات مانتے نہیں۔ کاغذ دیکھنے سے طبیعت کو کسل ہے کسی امر میں دخل کیا کریں دماغ میں خلل ہے۔ نمک حرام بد بخت تاج وتخت بگاڑ کے اپنا جھونپڑا بناتے ہیں۔ اینٹ کی خاطر مسجد ڈھاتے ہیں۔ غریب غربا پر ظلم ہے بیداد ہوتی ہے۔۔ خدا سے سب کی فریاد ہوتی ہے۔ ہر شب سہام آہ سے فلک کی چھاتی چھلنی ہوتی ہے۔ احکم الحاکمین کو ریاست بدلنی ہوتی ہے۔

افغانستان

سنٹرل اسٹار مطبوعہ ۷؍ دسمبر سے معلوم ہوا کہ بر سر خونریزی خیال تی قوم ہوا۔ سلطان خان اور محمد صدیق خان قندھار سے آتے تھے جب مقام کری میں پہونچے خیر اللہ خان وہاں کا رئیس سدّ راہ ہوا۔ بر سر مقابلہ مع سپاہ ہوا پہلے زبانی تقریر ہوئی پھر نوبت بہ نیزہ وشمشیر ہوئی۔ خوب تلوار چلی بڑا گھمسان ہوا۔ گلنار دشت وبیابان ہوا۔ چرخ فلک مع ثوابت وسیار نظارہ کنان رہا۔ مریخ سا خنجر گذار سپر لاجوردی کی پناہ میں نگران رہا۔ آخر کار وہ نامدار سپہ سالار جوہر شمشیر ہوا۔ غلام حیدر خان نے حملہ کیا مستعد دار و گیر ہوا۔ لیکن وہ جو جراران دونوں نامداروں کے ہمراہ تھے قدم اونکے معرکے میں جم گئے۔ تلوار کے منہ پر تھم گئے۔ مرنے والوں کے منہ کون چڑھتا ہے۔ ایسے ہنگامے میں کس کا پاؤں بڑھتا ہے۔ فتح کی شکست ہوگئی غلام حیدر خان باقی ماندہ کو لیکے فرار ہوئے اسکے سوا مصلحت نہ دیکھی گرم خیز طرف قندھار ہوئے۔ اول من چلوں نے فراریوں کو جوہر حسام خون آشام دھرلیا۔ پرے خالی کر کے دشت دلاشوں سے بھرلیا۔ حق تو یہ ہے کہ اون بہادروں نے دم رزم و پیکار کیا کیا نہ کیا۔ لیکن جب یہ بھاگے تو پھر بھاگتوں کا پیچھا نہ کیا۔ معلوم ہوا کہ شکست میں جو فتح کا سامان ہوگیا ہے۔ ایران کی فوج اون کے ساتھ حامی سلطان ایران ہوگیا ہے۔ درینولا حکام انگریزی کو تشویش ہے خیال نیک دبد ہے۔ کہ فوج قاہرۂ ایران بر سر سرحد ہے۔

آگرہ

قلعے میں جو میگزین ہے وہاں نگہداشت ہوتی ہے خلاصی اور گولہ انداز نوکر ہوئے ہیں۔ بھرتی ایک سو پندرہ نفر ہوئے ہیں۔ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر آتے ہیں چرچا گھر گھر ہے۔ اس ہفتے میں داخل شہر ہوں گرم یہ خبر ہے۔ ایک رسالہ سواروں کا متھرا سے اور توپخانہ میرٹھ سے چھاؤنی میں داخل ہو چکا ہے۔ ایران کی مہم پر تاتا لگا ہے۔

روس

درینولا تخت نشینی الگزنڈر سکندر شہنشاہ روس کی دھوم ہے۔ اوس طرف کے اخبار سے یہ خبر معلوم ہے اس خوشی کے عوض میں کل فوج کو چھ برس تک فرصت سب کام سے دی ہے۔ بشرط نہ ہونے مہم کے یہ راحت آرام سے دی ہے۔ اور قسطنطنیہ کی خبر ہے۔ کہ جزیرہ سرپنٹ جو محاذی بحر دینوپ ہے وہاں اب تک شاہ روس کا عمل ہے۔ اوس صلح کا یہ ثمر ہے معلوم نہیں منشا اسکا کیا ہے قبضہ کیوں نہیں دیا بڑا خلل ہے۔

جہلم

پانچویں تاریخ رات کو وہاں ایک صاحب کے مکان میں چوری ہوئی نئی سرزوری ہوئی اب تلاش مال ہوتا ہے۔ دیکھئے اس کام کا کیا مال ہوتا ہے۔

مہم فارس

صاحب چشمہ فیض دہلی گزٹ سے روایت کرتے ہیں۔ بیان ایک نئی حکایت کرتے ہیں۔ کہ بالفعل اہل روس مقام کوکان میں غول کے غول آتے ہیں۔ نواح خیوہ اور دریائے ارل کے متصل لڑائی کے ٹھاٹھ جماتے ہیں۔ اور ایک اشتہار تازہ جاری کیا ہے۔ جس کا مطلب یہ واضح ہوا ہے۔ کہ سلاطین انگلستان وغیرہ نے معاملہ پینز میں دغابازی کی۔ روابط و اتحاد کا خیال نہ کیا بے تامل دست درازی کی۔ شرائط دوستی اور یکجہتی مفقود ہوئے۔ ابواب اتحاد مسدود ہوئے۔ اب اس وجہ سے شہنشاہ روس سلاطین انگلستان وغیرہ سے قطع محبت کرتے ہیں معذور ہیں۔ نکون انکا کو بکو چار سو مشہور ہو گیا مجبور ہیں۔ اس اشتہار کا مضمون صاف ہے۔ کچھ فوج کشی برائے مصاف ہے۔ ظاہرا سامان برے نظر آتے ہیں۔ انجام کے آثار بد پاتے ہیں۔ اور اخبار ہرکارہ بحوالہ قاصد سندہ ناقل ہے۔ اوسکا یہ حاصل ہے کہ گورنمنٹ انگریزی نے میجر نیلر صاحب کو نقشہ ایران کی درستی کا حکم دیا ہے۔ اور ہر افسر فوج سرکاری کو ایک ایک قطعہ دینے کا ایما کیا ہے۔ اس واسطے کہ جو فوج اوس مملکت کی جانب گام فرسا و براہ ہو۔ ہر شہر و دیار کی رسم و راہ سے خوب آگاہ ہو۔ کہ طے مسافت میں بے تکلف دلجمعی سے چلے جائیں۔ راہ نہ بھولیں۔ اور کوئی خار راہ کی صورت دامن گیر ہو تازہ گل بنہ پھولیں۔ اور بمبئی ٹائمس کی تحریر ہے مضمون نوشتہ تقدیر ہے کہ دوسری پلٹن گورے کے فارس کی جانب ہوم جنگ جہاز پر سوار ہوئی تھی۔ ہوائے دریا سے فتور ہوا۔ منجدھار میں بیماری کے لغلمی سے چھوٹا بڑا سب رنجور ہوا۔ وہاں جاتے جاتے جان کے لالے ہوئے۔ آخر ڈاکٹر کے حوالے ہوئے۔ اوسکی تجویز سے کراچی بندر میں اوترے مقام کیا۔ صحت کے خیال میں وہاں قیام کیا۔ اگر تقدیر میں صحت پانی ہے تو آرام ہوگا۔ وگرنہ حباب آسا زندگانی ہے قصہ تمام ہوگا۔

ایران

صاحب صادق الاخبار کے اخبار سند سے تحریر ہے یہ حاصل تقریر ہے۔ کہ ایک روز شاہ والا جاہ ایران نے دربار عام فرمایا اور خاص و عام کے حاضر ہونے کا احکام فرمایا۔ جب سب شاہزادے والا تبار اور امرائے نامدار حاضر ہو کے اپنے اپنے قرینے اور قاعدے سے جس کا بیٹھنے کا درجہ تھا وہ بیٹھا جو کھڑا رہتا تھا وہ دست بستہ کھڑا ہوا۔ دربار بڑا ہوا۔ شہنشاہ کجکلاہ نے بفصاحت و بلاغت اس سررشتہ سے سلسلہ تقریر کھولا کہ سامعین نے دامن گوش میں دُر بے بہار دلا کہ فرزند ارجمند معین الدولہ ولی عہد وارث سلطنت مالک تخت و تاج ہے۔ صاحب باج و خراج ہے جس کو اوسکے فرمان سے انحراف ہوگا۔ کسی امر میں خلاف ہوگا وہ عتاب سلطانی میں گرفتار ہوگا۔ سزائے شدید کا سزاوار ہوگا۔ اور جس کو اطاعت و فرمان برداری بدل منظور ہوگی اوسکی ترقی ضرور ہوگی بگوش دل سنو سرائے فانی میں کسی کی زندگی جاودانی نہیں۔ دوام کسی کے واسطے حکمرانی نہیں۔ شعر

رستم رہا جہان میں نے سام رہ گیا۔ مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا۔

اس گنبد بے دیوار و در میں نہ کوئی رہا نہ رہے گا۔ جیسا کام کرے گا ہر شخص اوسکو ویسا ہی کرے گا۔ جو نمک حلال ہے وہ ہر ایک زندہ جاوید ہے۔ کور نمک زندہ در گور ہے یہ بھید ہے۔ اس واسطے اہالیان دولت اور خیر خواہان سلطنت سے مکنون خاطر کہہ دیا ہے۔ قبل از وقوع واقعہ آگاہ کیا ہے۔ کہ بعد امر ناگزیر کے بے تاخیر خیر خواہان دولت اس حکم کی تعمیل کریں۔ کہ تخت نشینی کے بعد سر اطاعت زانوئے ادب پر خم رہے خیال بیش نہ کم رہے بجا آوری فرمان میں تعجیل کریں سب کو اگر یہ وصیت یاد رہے گی سلطنت کی قائم بنیاد رہے گی۔ یہ سن کے خاص و عام دست بستہ عرض پیرا ہوئے کہ جو کچھ حضرت نے مصلحتاً ارشاد کیا وہ نگین دل پر کندہ ہے۔ اس مجمع میں جو ہے نمکخوار قدیم ہے سرکار کا بندہ ہے۔ جب تک روح اس کالبد خاکی میں باقی ہے حلقہ اطاعت سے باہر قدم نہ

ہو نگے۔ بجا آوری احکام میں سرنہ ہوگا ہم نہ ہونگے۔ جانفشانی کو طیار ہیں۔ کئی پشت کے نمکخوار ہیں۔ اس بات سے شاہ عالی جاہ نہایت شاد ہوا۔ تحسین و آفرین کا کلمہ ارشاد ہوا پھر یہ بیان کیا امر پوشیدہ کا اعلان کیا۔ کہ تم لوگ واقف ہو مابدولت واقبال کو انگریزوں سے مقابلے کی ضرورت نہ تھی۔ بے سبب قتل و قمع کی حاجت نہ تھی مگر جب وہ آمادہ فساد ہوئے تب ایسے کلمے ارشاد ہوئے۔ اگر اونکی طرف سے اس امر کا آغاز نہ ہوتا تو ادھر سے کبھی در جنگ باز نہ ہوتا۔ عجب معاملہ ہے اونکو قصد مقابلہ ہے۔ اس واسطے سامان جنگ کی طیاری کرتے ہیں۔ کہ غنیم عیاری کرتے ہیں۔ ناحق الزام ہماری نسبت اظہار کیے ہیں۔ اوسکے اشتہار کیے ہیں۔ معرکہ میں جرات کا حال کھل جائے گا۔ وہ سبک اور گران پلہ میزان میں تل جائے گا۔ بے گناہوں کے خون کا دریا ہوگا۔ برسوں دشت گلنار رہے گا۔ جب یلان خنجر گذار کی رزمگاہ میں باری ہوگی۔ حریف کی فوج جان سے عاری ہوگی۔ آثار قیامت پیدا ہونگے۔ ذوالفقار کے جوہر ہویدا ہونگے۔ چنانچہ اوس دن سے طیاری سامان جنگ ہے۔ اب عزم مقابلہ بیدرنگ ہے۔ نئی فوج کا ہجوم ہے۔ آراستگی آلات حرب کی دھوم ہے۔ اب علمائے عظام اور فضلائے کرام ہر قریہ و دیہ میں وعظ جہاد فرماتے ہیں۔ ہر جگہ کے مسلمان آمادہ ہوتے جاتے ہیں۔ اب حملہ پیر و جوان کے تیور پر بل ہے۔ اس معرکہ کی بڑی ہل چل ہے۔ یقین ہے کہ تا قیام قیامت یہ ہنگامہ نقش صفحہ روزگار رہے۔ رستخیز تک یہ دار و گیر یادگار رہے۔

ہرات

صادق الاخبار میں رقم ہے۔ یہ مضمون حوالہ قلم ہے کہ بالفعل وہاں سامان حرب مہیا ہے غلّے کا انبار ہے سب چیزوں کی ارزانی ہے سامان جنگی طیار ہے۔ ایک قاصد کی زبانی یہ باتیں مشہور ہیں۔ کہ کئی افسر روس اوس فوج میں مامور ہیں۔ بلکہ قوتان کے متصل لشکر روس آیا ہے۔ اب خیوا کی جانب قدم بڑھایا ہے۔ خدا انجام بخیر کرے قابل دید یہ سیر ہے۔ ظاہرا تو ٹوپی والوں میں بیر ہے دیکھئے کون صاحب تخت و تاج ہوتا ہے۔ کون ننگے سر محتاج ہوتا ہے۔

کلکتہ

اندنوں نیا فریب آشکار ہوا۔ ایک صاحب کی غداری کھلی جرم کا اظہار ہوا۔ اوس شہر میں انگریز جلیل القدر مچل صاحب نے اپنی کوٹھی میں بتقریب شادی چند احباب ہم وضع کی دعوت کا سامان کیا طرح طرح کا کھانا جیسا مرغوب ہے پکوایا۔ جلسے کا اعلان کیا۔ کچھ شراب و گزک کی ضرورت دیکھی۔ چٹھی ویلسن سوداگر کو لکھی جنس ضروری کو طلب کیا اظہار شادی کا سبب کیا۔ جب چٹھی سوداگر کے پاس پہونچی برید کو رخصت کیا اپنے آدمی کے ہاتھ بھیج دینے کی تجویز کی۔ مہیا سب چیز کی۔ دو گھڑی کے بعد صاحب دُکان نے مکان کا پتا دیکے جنس مطلوبہ اپنے آدمی کے ہمراہ کی۔ اوس احمق نے گمراہ کی۔ ایک انگریز کے مکان میں آیا۔ فرد تفصیل اور وہ اسباب دکھایا۔ صاحب بہادر نے مفت کا مال پایا۔ لالچ آیا۔ دل میں بہت شاد ہوئے ظاہرا منہ بنایا۔ غصے سے یہ کلمہ سنایا کہ دیر سے تیرا انتظار تھا تو کہاں رہا۔ ہم کو دھیان تھا اسباب کے تلف ہونے کا گمان تھا۔ مگر خیر گذری اگر کچھ دیر اور ہوتی تجھے سزا دیتا اس تاخیر کی یادگار جزا دیتا۔ صاحب سے شکایت کی نوبت آتی۔ تحریر میں یہ حکایت آتی۔ مزدور سادہ لوح ڈر گیا۔ یہ فریب آمیز دغا انگیز گفتگو سن کے اسباب دھر گیا۔ صاحب نے شراب رنگا رنگ بیدرنگ مستانہ وار لے کے کمرے میں رکھی۔ رسید مرسل الیہ کے نام سے لکھ کے صاحب دکان کو بھیجدی۔ اور بے تامل چند احباب کو جمع کر کے اپنی میم کے ساتھ مشغول نوشا نوش ہوا۔ اس بدمعاشی کے سرور میں انجام کار فراموش ہوا۔ اب اوس طالب کا حال سنئے جب دیر بہت ہوئی۔ جنس مطلوبہ نہیں پہونچی۔ کثرت انتظام سے بدمزا ہوا۔ انتہا کا خفا ہوا۔ مہمانوں نے نوازش کی۔ اوس مکان کو آرائش دی اںکو بے سامانی سے خجالت ہوئی بڑی ندامت ہوئی آدمی کو مکرر بھیجا۔ اوس اسباب کی طلب کو دکان پر بھیجا۔ جب وہ آدمی وہاں پہونچ کر دیر کی باعث کا مستفسر ہوا۔ کہ یہ معاملہ کیونکر ہوا۔ صاحب دکان نے جواب دیا کہ ہم نے سب اسباب دیا۔ ہمارا آدمی وہاں پہونچا آیا پرچہ رسید کا لایا۔ جب اس بات میں تکرار ہوئی۔ مزدور سے کیفیت پوچھی اوس نے صاحب غاصب کا پتا بتایا۔ صاحب دکان نے سارجن کو ساتھ بھجوایا۔ جب وہ اوس مکان سے واقف ہوا۔ پہلے متوقف ہوا۔ پھر اہالیان پولس کو اس بات کی اطلاع کی۔ اونہوں نے فوراً دوڑ بھیج دی۔ اوس فتنہ انگیز کو مشغول اکل و شرب پاکر مع صحبت گرفتار کیا۔ روبکاری کی نوبت جو آئی اقرار کیا۔ حاکم نے

پس خوردہ جو تھا دکاندار کو واپس کیا۔ اس عیار کو قید میں بھیجدیا۔ چھ مہینے کی با مشقت میعاد ہوئی۔ جلسے والوں کی آبرو برباد ہوئی۔ افسوس ان صاحبوں سے ایسی حرکات صادر ہوتی ہیں اور شاد ہیں۔ شرم نہیں آتی بانی فساد ہیں۔ ہندوستانیوں کا ناحق نام بدنام ہے چوری اور سرزوری ان صاحبوں کا کام ہے۔
سلطان الاخبار و گلشن نو بہار۔

رنگون

فینکس اخبار کلکتہ راوی ہے کہ جس مقام پر سرکار کمپنی کے جہازوں کی مرمت ہوتی تھی ناگاہ آگ لگی۔ دم کے دم میں راکھ کا ڈھیر ہوگیا۔ ہوا کو یہ لاگ لگی۔ اسی ہزار روپے کا مال جل کر خاک ہوا۔ جب بکھیڑا پاک ہوا۔

تعمیر شہر جدید

اخبار انگریزی سے روایت ہے۔ طرفہ حکایت ہے بالفعل اہالیان گورنمنٹ کو منظور ہے کہ بنائے جدید کا بنانا ضروری ہے سندر بن کے علاقہ میں متصل صحرا ے ملا کے ایک شہر آباد ہو۔ نئی تعمیر ایجاد ہو۔ مکانات مرتفع بنیں دکانیں خوش قطعہ طیار ہوں۔ ہر قسم کا اسباب جمع ہو ہر چیز کے انبار ہوں۔ رعایا کو آسائش ہو حاکم کے زیبائش ہو۔ چالیس ہزار روپیا صرف تعمیر کرنے کا احکام ہے۔ مسٹر اینچھ ویلسن صاحب کا اہتمام ہے۔ نواب گورنر جنرل بہادر بھی مشتاقانہ اوس مقام کو دیکھنے کو گئے حسب دستور پھرے۔ وہ جگہ بہت پسند آئی سرور پھرے۔ دیکھیے اس شہر کی آبادی میں کس کس سرزمین کی ویرانی ہوتی ہے نئی چیز میں لذت ہوتی ہے دل سے اوتر جاتی ہے جو شے پُرانی ہوتی ہیں۔ گلشن نو بہار

اچانک

وہاں کے محافظوں نے ہر چند ہوشیاری کی۔ مگر اوباشوں نے بےخوف عیاری کی۔ ایک تیز دست نے اندھیرے میں رات میں گورنر بہادر کے باورچی کو لوٹا چوری کی۔ ایک تھیلی روپیے کی لی نوٹ کا کوئی قطعہ نہ چھوڑا ابدی حرام خوری کی۔ جب اسکی خبر عام ہوئی۔ گوش زد حکام ہوئی صاحب مجسٹریٹ نے ایک داروغہ عقیل اور قیافہ شناس مقام واردات پر بھیجا۔ اسبات کے اثبات پر بھیجا۔ داروغہ نے ملازمین گورنری کو جمع کر کے ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ استفسار کیا ایک آدمی کے کلام میں لغزش پائی اوسی گمان پر گرفتار کیا۔ جب تحقیقات کی نوبت آئی زبان پر سب حقیقت آئی قوم کا وہ نامعقول سقا تھا۔ سب کو دیکھ کر ہکا بکا تھا چشم نمائی میں اوسکی آنکھ جھپک گئی۔ چوری ثابت ہوئی شک گئی۔ مگر اس دیدہ دلیری کو دیکھیے ابھی مال دیا نہیں قید ہے۔ اس اقرار پر ایام گذاری ہے طرفہ کید ہے۔ گلشن نو بہار

گورکھپور

علاقہ تحصیلی منصور گنج قسمت پنجم میں ایک موضع کے دو اہیر مویشی چرانے کو چلے۔ جب صحرا میں پہونچے ایک ایک بھینس پر سوار ہوئے اس کیفیت سے جنگل میں نمودار ہوئے۔ قضائے کار ایک ہاتھی قوی ہیکل ایک جانب سے سامنے آیا۔ چارپائے پر عد ہوئے ایسا خوف کھایا۔ یہ دونوں اہیر دیہاتی بھینس پر سوار بھاگے۔ ایک طرف ناچار بھاگے۔ کہاں بھینس کجا ہاتھی یہ دُم دباتے بھاگی وہ کالی بلا کی صورت آپہونچا۔ اہیروں کو پیغام قضا پہونچا۔ بھینس تو پچھلی کی بھینس ہوگئی ہاتھی نے سونڈ کی چپیٹ سے گرایا۔ اہیروں کو چھٹی کا دودھ یاد آیا۔ ایک تو بھاگ نکلا دوسرا شکار ہوا۔ ہڈیاں ٹوٹ گئیں دانت پیٹ کے پار ہوا۔
آفتاب ہند

پشاور

کرانکل لاہور سے ظاہر ہوا کہ اندنوں اوس نواح میں چوری کی دھوم ہے۔ شہر کے باشندوں کو خوف ہے چوروں کا ہجوم ہے۔ پولس والوں پر تاکید ہے رات بھر گشت ہوتے ہیں۔ مگر عیار دونو گھات میں رہتے ہیں جا بجا اونکی نشست ہوتی ہیں آنکھوں میں خاک ڈال کر لوٹتے ہیں۔ اون سے یہ ڈھنگ کب چھوٹتے ہیں۔ امیر کی ملاقات نواب گورنر جنرل بہادر سے مشہور ہے۔ اس امر کا قریب ظہور ہے۔ اکثر افواج خلیج فارس کی طرف گام فرسا ہے۔ جوق جوق اوس جانب کو راہ پیا ہے۔ مگر ابھی معرکہ آغاز نہیں ہوا ہے۔ در جنگ باز نہیں ہوا۔ ایک کپو امیر کی مدد کو طیار ہوتا ہے۔ دیکھیں کس کا طالع یار ہوتا ہے۔ ہراتیوں سے تشویش ہے کچھ فوج انگریزی حفاظت افغانستان کو مقرر ہوا چاہتی ہے۔ روانہ اُدھر ہوا چاہتی ہے۔ معرکہ عظیم کا سامنا فی الحال ہے۔ فتح شکست میں اختیار ذوالجلال ہے۔ سنٹرل اسٹار

خانہ جنگی فیروز پور

کرانکل لاہور مطبوعہ ۱۵ ؍ نومبر ۱۸۵۶ء روز شنبہ سے دریافت ہوا کہ بارہویں تاریخ فیروز پور میں دو سوداگروں سے تکرار ہوئی۔ دھول دھپے کا لین دین ہوا بے سود جوتے بیزار ہوئے۔ آخر نوبت بحرب وضرب پہونچی دونوں جانب سے لوگ لاٹھیاں لیکے دوڑ پڑے خوب دل کھول کر لڑے۔ آبرو بچی نہی پھرتی تھی مار کھاتی تھی۔ بے حساب غل مچاتے تھے۔ جو لوگ اُس بستی میں بستے تھے تماشا دیکھنے کا اونکو نفع تھا ہنستے تھے جب لاٹھی ٹوٹی کسی کے ہاتھ سے چھوٹی ہاتھ خالی ہوئے جھولیوں میں پتھر بھرے اونکی بوچھار ہوئی۔ طرفین سے خلقت سنگسار ہوئی۔ پولس والوں کو خبر ہوئی دوڑے یہ بزدلے یا تو مٹھ بھیڑ تھی دفعتاً برقندازوں کی صورت دور سے دیکھ کر بھاگے۔ وہ پیچھے یہ آگے اوڑ لاگے۔ آخر پندرہ آدمی اسیر ہوئے مجلس میں پابہ زنجیر ہوئے۔ جب دس گھر کے قصبے میں اس طرح کی واردات ہو۔ شہروں میں اگر ہنگامہ نہ ہونے پائے تو کرامات ہو۔

بنارس

مرزا شہریار بہادر صاحبزادہ والا جاہ مرزا ضیاء الدین محمد محمود بخت کے جو مشہور مرزا ابلاقی ہیں خاندان تیموریہ سے باقی ہیں ایک روز مصروف برقندازی نشانہ بازی تھی بندوق اپنے ہاتھ سے تیار کر کے لگاتے تھے نشانہ اوڑاتے تھے دفعۃً فلک شر انگیز نے کوئی دبی پہ جنگاری اوڑائی۔ باروت کی کپی تک پہونچائی۔ صاحبزادہ ممدوح کو صدمہ ہوا جسم مبارک جل گیا۔ مگر استقلال کے یہ معنی ہیں تیور کا نہ بل گیا۔ خدا جلد صحت کامل عطا کرے عنایت شافی مرہم کافور ہو۔ عارضۂ جسمانی دور ہو۔ نہا دھو کے نکھر جائیں، دعا گویوں کی مراد بر آئیں۔ آفتاب ہند

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
حکیم حسن رضا صاحب دام عنایتہٗ	تین روپے	غرہ ربیع الاول ۱۲۷۳ہجری لغایت آخر ربیع الاخر سنہ الیہ

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو | یافت جان تازہ جسم لکھنؤ | گنج گوہرہائے معنی اندروست | چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ
عنوان صحیفہ حمد حق ہے | زیبائش اوّل ورق ہے | پھر نعت ہے سید البشر کی | سچی جس نے ہمیں خبر دی

نمبر ۲۲ ۲۰ رشہر ربیع الآخر ۱۲۷۳ھ ہجری مطابق ۱۹ ماہ دسمبر ۱۸۵۶ء عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کی تصحیح کا التزام تا بمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے۔ سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپئے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو والا حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد | بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است
مصرعہ تاریخ آغازش عنایت زد رقم | گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنو است

۱۲۷۲

لکھنؤ

عجب نحو کی فلکِ سفلہ شعار گردون ہمدار چال چلتا ہے کہ جن کی تمام عمر پڑھنے پڑھانے میں علم دین بتانے میں اوقات صرف ہوئی سو ایسے دانا کو آسیائے ظلم میں دلتا ہے۔ اور لکھنؤ میں سنیچر آیا ہے جو رونق شہر نادر روزگار تھے بے مثال تھے یادگار تھے عالم علم منطق ومعانی فقیہ محدث لاثانی تھے خوش لطیفہ گو اس علم وکمال پر کہ سینے بے کینے میں سب طرح کے گنج تھے۔ عقل میں پیر رائے جوان بقراط اونکے سامنے طفل دبستان تکلف یہ کہ مرنجان مرنج تھے۔ چشمہ فیض اونکی ذات سے روان تھا۔ فیض یاب خرد کلان تھا۔ ایسے لوگ اس شہر میں رہنے نہیں پاتے جو اپنی حاجت خدا کے سوا کسی بندہ سے زبان پر نہیں لاتے۔ لکھنؤ گلزار بے خزاں تھا، جو یہاں تھا بلبل بوستان تھا۔ باغ وبہار لوگ یہاں بستے تھے محلے گلدستے تھے۔ گھر تو کیا رستے بسے بسائے مہکتے تھے۔ فرشتے مست ہو کے بہکتے تھے۔ اندنوں وہ سنسان ہے دنیا فقط عبرت کا مکان ہے۔ دریغا جناب حاجی الحرمین مولانا تراب علی صاحب عالم فاضل مرد متقی ماہر علم دین گوشہ نشین قائم اللیل صائم النہار عدیم المثال یکتائے روزگار تھے یہ نیلے رنگ مکار اس طرح اون سے پیش آیا۔ بہت زیر بار کیا زبردستی شہر چھڑایا۔ مولوی آل حسن صاحب مارہرے کے رہنے والے ہیں۔ اپنی وضع کے نرالے ہیں۔ اونہوں نے بہت شدومد سے انکو بلایا تھا۔ مکرر طلب کا خط آیا تھا۔ آخر کار مجبور ناچار بروز شنبہ اوس طرف رہ نورد ہوئے۔ تلامذہ اور شایق اونکے مبتلائے آلام فرد فرد ہوئے۔ پروردگار مسافت سفر آسان کرے مع الخیر وہاں پہونچائے۔

اور وہ صورت نکالے کہ حسب دلخواہ پھر اونکا جمال مبارک مشتاقوں کو نظر آئے۔ یا تو اس بستی میں دم سحر شانے سے شانہ چھلتا تھا ہوا کو رستہ نہ ملتا تھا۔ اب اس دار العلوم میں جُہال ہیں جیل خانہ ہے۔ گلیاں سنسان یک لخت ویرانہ ہے۔ سانحہ غم اندوز ہے واقعہ جگر سوز ہے۔ درنیولا ملکہ سرو سہی بار لائیں۔ ثمر پر بہار لائیں۔ یعنی بساعت سعید ایک غنچہ دہن غیرت سرو سمن صاحبزادی پیدا ہوئی۔ صاحبات محل پھولی نہ سمائی چمبیلی سوسن ہر ایک شیدا ہوئے محبوب علی خان ناظر کا اہتمام تھا۔ انہیں کا دخل تمام تھا۔ دفعتہً برودت کی شدت سے وہ بے چاری علیل ہوئی۔ کم توجہی کارندوں سے صحت کی مطلق نہ سبیل ہوئی۔ وہ حکیم جو پانی کی رطوبت خاک کا جس کھوتے تھے یہ سب وہاں جمع ہوتے تھے صرصر حوادث سے ایسا دھوکا کھایا، ایسا مرض کھلا ڈلا کسی کے سمجھ میں نہ آیا اگر دریافت کرتے دوا ہوتی۔ مریضہ کو شفا ہوتی آخر کار پندرہویں تاریخ یکشنبہ کو صدمہ گلدستہ زندگی مرجھایا خزاں کا جھونکا آیا گلزار جناں کی راہ لی ہر شخص کا دل رنج و غم سے خار خار ہوا۔ پامال خزاں وہ نخل پُر بہار ہوا۔ ان دنوں چوروں کا زور ہے ہر طرف شور ہے کہیں سینده ہوئی کسی کا قفل توڑا آنکھ بچی گھر میں جھاڑو پھر گئی کچھ نہ چھوڑا۔ بالفعل دیانت الدولہ بہادر کی کربلا کے متصل مسجد کی دو کلسیاں سنہری کسی تیز دست نے اتار لیں اس بلندی پر......ا......لگایا دونوں پر ایکبار لیں۔ شعر طرار زلف یار اگر چرخ پر چڑھے۔ سونا اُتار لے ورق آفتاب سے۔ یہ بھی قسمت کے نچنگ ہیں۔ کہ آجکل اس شہر میں ایسے لوگ ہیں۔ اور حسین آباد کے تالاب پر دو کمپنیاں گوروں کی تھیں سب مکانوں میں عمل تھا ہوا کا دست ہوس شل تھا چور کا ہے کو نٹ تھا، ہوا نٹ کھٹ تھا کئی کڑیاں بارہ دری کی لے گیا۔ کارندوں کو دھوکا دے گیا۔ فضول سمجھ کر یہ کلمہ زبان پر نہ لائے اطلاع کو بھی نہ آئے۔ ایک تو بیکاری سے شہر کی ویرانی ہے۔ دوسرے کارپرداز غیر جنس انکی غفلت سے ہر روز غلے کی گرانی ہے۔ غریب غربا کے دل گھٹتے ہیں۔ چھاتی پر مونگ دلتے ہیں۔ بدمعاش روز نرخ بدلتے ہیں۔ داروغہ کو لالچ کا استعمال ہے۔ بیوپاریوں کا دسواس ہے عجیب حال ہے۔ کوئی گنج بے رنج نہیں نیا ماجرا ہے۔ گیہوں کے بھاؤ با جرا ہے۔ ڈنڈی وار ڈنڈی ہے او جاڑ منڈی ہے۔ ٹھاگی چور ہیں حرام خور ہیں چودھری سے لگاؤ ہے نئے پرانے کا ایک بھاؤ ہے۔ دوکاندار نام ہے کسی کی سنتے نہیں بہرے ہیں۔ اناج باہر نہیں نکالتے کہتے ہیں کھتی گہرے ہیں۔ فاقہ سے افاقہ نہیں ہر شخص مجبور ہے۔ حاکم سے اطلاع ضرور ہے۔ خوف خدا کر کے ان پر تاکید ہو جواب پوچھے کہ یہ رعایا کا سوال ہے۔ کہ اب کی سال غلہ پیدا ہوا ہے یا کال ہے۔ اور نرخ نامہ سرکار سے ملے کہ جو اس سے کم بیچے گا یا کم تولے گا تو اوس کی دُکان لٹ جائے گی اگر کھولے گا۔ بھوکوں کی دعا قبول ہوتی ہے امید حصول ہوتی ہے اس کام سے خلقت سرگرم دعا ہوگی غریب پروری کی مشرق سے مغرب تک صفت اور ثنا ہوگی۔

بالفعل حکام شہر کو اہل شہر کی جانب التفات ہے۔ ملازمان شاہی سے پھر مدت ملازمت کی تحقیقات ہے۔ جدا جدا اظہار ہوتے ہیں۔ علیحدہ علیحدہ قلم بند طومار ہوتے ہیں۔ پنشن کی روبکاری پیش ہے۔ ظاہرا سرور ہر دل ریش ہے۔ چنانچہ امجد علی شاہ جنت مکان کے عہد حکومت میں جو مدرسہ مقرر ہوا تھا بے چارے طلبا کا بھلا مد نظر ہوا تھا۔ پہلے مدرسوں اور طلبا اظہار ہوا۔ پھر جناب مجتہد العصر سے استفسار ہوا آخرش سے پندرہ روپے ماہواری موافق بر آورد سابق حال منظور ہوئی۔ حاکم بالا دست نے تنخواہ دینے کی اجازت دی مفلسی دور ہوئی۔ فروری سے کچھ مدرسوں کی تنخواہ ملی باقی امیدوار ہیں۔ مگر جو مفلس ہیں انتظار میں انکے حال زار ہیں۔ ۱۳ ربیع الآخر جمعے کے دن صبح دم صاحب عالم مرزا برجیس قدر بہادر حسب الحکم حضرت سلطان عالم خلد اللہ ملکہ جناب مجتہد العصر کے مکان پر تشریف فرما ہوئے۔ رسم تعزیت بآئین شائستہ ادا کی ورثہ جناب میرن صاحب مرحوم کی دلجوئی فرمائی خلعت عطا ہوئی۔ واہ کیا فیض عمیم اور مزاج مبارک حلیم ہے کہ باوجود ایسی مکروہات اور پریشانی کے۔ اور آفات آسمانی کے کہ نصیب دشمن نہ ہوں۔ کبھی آشنائے گوش یہ سخن نہ ہو۔ وابستگان دامن دولت اور متوسلین متمنی اقبال حشمت پر نظر پرورش وہی باقی ہے۔ فکر رسا محیط جود و سخا کی آشنا نہیں ہو سکتی عقلمند کو یہ نکتہ کافی ہے۔ جس وقت شہزادہ کی سواری نکلی تھی۔ شہر کی خلقت دیکھنے بے چاری نکلی تھی۔ جو گھر سے باہر آیا۔ جس کو سواری کا اہتمام نظر آیا۔ رنج و الم اوسکا دور ہوا۔ بے ساختہ ہر لب سے یہ مذکور ہوا۔ کہ اے پروردگار عالم چارہ ساز بے چارگان حاکموں کے حاکم اس در دولت ابد مدت کو قیام قیامت تک برقرار رکھنا۔ لکھنؤ کا اب شرق سے غرب تک جواب نہ تھا اسکو گلزار رکھنا۔ شاہ جہاں آباد گردش فلک سے برباد ہوا تھا برسوں میں یہ شہر بستی بستی آباد ہوا تھا۔ اوسکے تو بگڑنے میں سالہا سال

ا۔ نا قابل خواندگی

ہائے دراز کا عرصہ کھنچا۔ یہاں تو آٹھ دس مہینہ میں فیصلہ ہوگیا کہ نہ رونق رہی نہ بہار ہے۔ زمانے کا جی بے قرار ہے۔ شعر۔ تجھے فضل کرتے نہیں لگتی بار۔ نہو تجھ سے مایوس امیدوار۔ تو کریم ہے۔ فضل تیرا عمیم ہے۔ ہر چند کہ اوس روز کچھ سامان سواری کا تھا۔ جلوس دھوم دھڑ کے'' کی طیاری کا نہ تھا۔ وہ معدودے چند دردولت پر مقیم ہیں وہی ہمراہ تھے۔ اور خلف ظل الہ تھی۔ لیکن عجیب شان وشوکت تھی۔ دیکھنے والوں کو حیرت تھی۔ صحیفہ سابق میں مسٹر جان بیلی تھارن ہل صاحب کا جانا رقم ہوا تھا۔ اکبرآباد کی طرف عزیمت فرمانا حوالہ قلم ہوا تھا اب معاودت کی۔ ۷ ا ردسمبر چارشنبے کے دن شہر میں داخل ہوئے۔ متوسلین کی قسمت پھری مطلب حاصل ہوئے۔ پنج شنبے کو ڈپٹی کمشنر بہادر کہ جگہ پر اجلاس کیا۔ مقدمات کا تصفیہ بے وسواس ہوا۔ اور مسٹر جارس کالف صاحب نے عہدہ اسسٹنٹی کا کام کیا۔ مقدمات مرجوعہ کا انتظام کیا۔ اب معتبر کی زبانی یہ حقیقت ہے۔ تقسیم عہدہ کی یہ صورت ہے کہ مسٹر جارس کالف صاحب مقدمات دیوانی اور باقیات ساڑھے چار قسط عہد شاہی کا انفصال کریں۔ اور مسٹر جان بیلی تھارن ہل صاحب مہمات فوجداری کی دیکھ بھال کریں۔ اور معاملات کلکٹری مسٹر من انگلسن ناٹمن صاحب ڈپٹی کمشنر کی رائے پر رہیں۔ کارپرداز بے تامل مسلین دورے میں بھیج دیں۔ ان صاحبوں میں ایک دوسرے کی رائے میں دخل نہ کرے۔ خردہ بینی سے کار بے اصل نہ کرے۔ ڈپٹی کمشنر کی چارشنبہ کو خبر آئی تھی۔ گوسائین گنج میں قیام کی کیفیت پائی تھی۔ اور میجر بنکس صاحب کمشنر لکھنؤ کا پریہ میں داخلہ معلوم ہوا ہے۔ ابھی اسی قدر مفہوم ہوا ہے۔ آیندہ جو تحقیق ہوگا اظہار ہوگا۔ مفصل درج صحیفہ اخبار ہوگا۔

سابق میں حسب ایمائے نواب دلہن بیگم صاحبہ والدۂ نواب خاص محل صاحبہ دام اقبالہا شمشیر الدولہ بہادر نے میر سجاد حسین کو سرکاری دفعدار کے ساتھ چوروں کی تلاش کو بھیجا تھا۔ مچھو اور یاقوت سیہ کاروں کے ڈھونڈھنے کو بمبئی تک جانے کا حکم دیا تھا۔ اتفاقاً اثنائے راہ میں ایک مجرم مچھو نائی ہاتھ آیا ہے۔ ساگر کے متصل اوس بدمعاش کو پایا ہے۔ روبکاری کے ذریعے سے اہل پولس کو آگاہ کیا۔ اونہوں نے کار گرفتاری سرراہ کیا۔ اب یہاں اس بات کی اطلاع کی ہے۔ کیفیت مفصل لکھی ہے۔ منتظم شہر نے مجرم کو حسب سررشتہ طلب کیا ہے۔ وہاں کے مہتمم کو لکھا ہے۔ یقین ہے جب وہ ادھر راہی ہو جائے ان لوگوں کے آگے جانے کی نوبت آئے۔ جب یہ سیہ کار یہاں آئے گا چوری کی کیفیت مفصل معلوم ہوگی۔ راز فاش ہوگا شراکت مفہوم ہوگی شہر کے کوتوال نے اس مقدمہ میں انتہا کی کد کی ہے۔ جستجو از حد کی ہے۔ وگرنہ ایسے چوروں کا پتا پانا بہت محال تھا۔ خواب کا خیال تھا۔ اور واقعی اس عہدے کی خاطر سرکار کو ایسے ہی جرار کو مقرر فرمانا تھا۔ یا مرزا علی رضا بیگ کا زمانہ تھا اونہوں نے ہزار کی حکومت اُٹھائی اور اپنا کام نکالا۔ مدتوں دانشمندی سے نام نکالا۔ کوتوال حال نے بہت محال سرانجام کیا۔ تھوڑے عرصے میں بہت نام کیا۔

اشتہار شاہنشاہِ ایران سے مضمون تراشی ہے۔ مطلب ایک اگر صورت میں کچھ فرق ہو تو اپنی اپنی نقاشی ہے۔

خلقت آدم علیہ السلام سے ظہور بشر ہے۔ سب کو اس کی خبر ہے۔ کوئی بد ہے کوئی نیک ہے۔ مگر سررشتہ ایک ہے۔ دوسرے شراکت مذہب وملت کہ بدولت خاتم رسل فخر انام کافہ انام خاص وعام کو نصیب ہوئی۔ سلسلہ تو ایک تھا یہ ملت عجیب وغریب ہوئی۔ قند مکرر کا مزہ آیا۔ اہل اسلام نے بڑا لطف اُٹھایا۔ اوس طریقہ سے برادری ہے اس سررشتہ سے برابری ہے۔ کہ اصول دین قبلہ اور کتاب میں باہم اتفاق ہے۔ کمی بیشی شاق ہے۔ اسی سبب سے بفضلہ تعالیٰ ہر روز ترقی اسلام رہی۔ اور کثرت فرقہ انام رہی۔ اب جو آئینہ زنگ کدورت سے صاف نہیں۔ عکس انصاف نہیں۔ اور تکلیف شرع معاف ہے۔ اوسکو اختلاف ہے۔ اور یہ جو کچھ بعض مسائل فروع میں جیسا کہ مذہب اربعہ میں یا اثنائے عشریہ میں ہے یہ نقشہ تفرقہ بیگانگی کا باعث نہیں ہوسکتا ہے۔ اصل کا مخل فرع کہیں ہوسکتا ہے۔ چنانچہ فرقہ اثناعشری مذہب جعفری کو بمرتبہ کمال محترم جانتے ہیں۔ اوسی طرح اہل سنت وجماعت کو برادر دینی سمجھ کے بتکریم مانتے ہیں۔ اور یہ جو مکانات متبرک مقام عبادت جائے زیارت مانند بیت اللہ الحرام یا مسجد اور روضہ سیدنا انام اور بقیع مطہر ہیں۔ کہ بالاشتراک وہاں جاکے حصول سعادت زیارت کرتے ہیں۔ آستان جنت نشان میں باہم گذرتے ہیں تو لازم اور ضرورت ہے کہ بایکدگر رہ رسم محبت واتحاد رہے ممانعت شروفساد رہے۔ اور وہ جو شیعہ جاہل از رسم مذہب نادان طریق وملت کسی لغو کلمہ کے مرتکب ہوئے ہیں سراسر علمائے دین اور واقفان شرع مبین کے خلاف تھا اور ہے۔ ان بزرگوں میں اونسے نہ کوئی صاف تھا نہ ہے۔ بہت ناممکن ہے کہ رفض ائمہ اطہار اور سب صحابہ کبار مقبول طبع علمائے کرام ہے۔ اونکی جانب

اتہام ہے اور یہ حال سب کو معلوم ہے۔فرقہ جہال کی چار طرف دھوم ہے کسی سرزمین میں کسی ملت وآئین میں عالم یا حاکم جاہلوں کی زبان حکومت سے پند سے بند نہ کرسکا۔اس وادی میں پاؤں نہ دھرسکا لہٰذا ضرورت ہوئی کہ خاص وعام اہل اسلام کو عہد ومد اعلام ہو کہ یہ محبت کمال خلاف ماضی فی الحال رہ و رسم دین مبین میں اور شرع کی ملت وآئین میں رہ ورسم دوستی اور اتحاد بڑھائیں۔اور جب مذکور سالکانؑ دین کا ہو خلفائے راشدین کا ہو سررشتہ ادب ہاتھ سے نہ دیں۔سرتسلیم جھکائیں۔احیاناً اس حکم شدید اور اس تاکید پر کوئی نادان یا غلاف انسان کوئی کلمہ سوٗ ادب کا خواہ رفض یا سب کا زبان پر لائے تو حکام دیوانی کے ہاتھ سے وہ بڑی سزا پائے۔بدرجہ اعلیٰ ادنیٰ حرکت پر اوس سفیہ کو زجر وتنبیہ ہو غفلت نہ ہو۔بار دگر اس حرکت کی جرات نہ ہو۔کہ باہم برادران دینی میں نزع ہو فساد ہو محنت سب برباد ہو۔اگر فضل الٰہی سے وہ بادشاہ جو پاسبان بدائع وودائع پروردگار ہیں۔پشت پناہ خلق اللہ مخالف کی سرکوب دم رزم وپیکار ہیں۔اون میں رہ ورسم محبت مستحکم اور طریقہ اتحاد ہو کیا کیا بند ہائے خدا کو راحت اور آسائش ملے۔کون کونسا ملک آباد ہو۔ایک اور ایک سے دس ہوتے ہیں۔عقلمند کو نکتہ کافی ہے۔آبادی ملک افزونی رعایا کفار کشی کو بس ہوتی ہیں۔اگر فضل خدا شامل ہے تو یقین کامل ہے۔کہ اولیائے دولت علیہ عثمانی اس تحریر کا مطلب اور معانی دریافت کرکے بے تکلف رعایا وبرایا اور ترقیخواہ سلطنت پر تاکید موافقت صفائے طینت سے اس طرف رغبت دلائیں۔تا مغائرت کے شبہے دشمنان دین کی خاطر سے اوٹھ جائیں۔اور جاہلان ملت کو اسی آئین سے قدغن ہو کہ خلاف ادب زبان کے باہر نہ کوئی سخن ہو۔اور جو کلمہ مشرق سے مغرب تک ہو وہ پادشاہ اسلام کی ترقی پر فخر ومباہات کرے۔صحت اور سلامت ذات خجستہ صفات کے واسطے جناب باری میں بگریہ وزاری دعاء نزات کرے کہ انکی ذات بابرکات سے استحکام ملت ودین ہے اور رفاہ وآسائش فرقۂ مسلمین ہے۔یہ جو وارث تاج نگین پشت وپناہ فرقہ مسلمین سلطان اولوالعزم صاحب بزم ورزم سرکوب اعدائے دین ہیں۔خاتم شرع شریف کے نگین ہیں۔انکی چمک دمک سے رونق اسلام ہے۔پرورش بندہ ہائے خدا گو شمالی اعدا انکا شغل ہے شب وروز یہی کام ہے۔یہ کلمہ لاف وگزاف نہیں۔باہم یکدل وجان ہیں کسی طرح کا خلاف نہیں۔وہ جو علمائے ذوی الاحترام ہیں۔امر ونہی میں جاری جن کے احکام ہیں مذہب اثناعشر رکھتے ہیں۔رطب ویابس کی خبر رکھتے ہیں۔وہ خلفائے راشدین اصحاب سید المرسلین کو معزز اور مکرم جانتے ہیں۔کمی بیشی کا گمان نہیں سب کو شیر وشکر کی طرح بہم جانتے ہیں۔انکی شان میں خلاف ادب کلمہ منہ سے نکالنا بہت بُرا سمجھتے ہیں۔اس واسطے کہ اونکے درجے سے آگاہ ہیں جاہل کیا سمجھتے ہیں۔اولیائے دولت بلحاظ اتحاد ودتیین اور استحکام شرع رسول الثقلین مستعد ہیں۔اور علما بھی برسرکد ہیں کہ کوئی جاہل عمداً یا سہواً کلمات نامناسب نسبت شیعہ اثناعشری اگر زبان پر لائے تو فوراً سزائے کامل پائے۔اور تعزیر شرعی وعرفی اور مستحق زجر وتادیب بیشک وہ بدنصیب ہو۔فقط۔

۲۸ رجمادی الثانی ۱۲۷۲ ہجری کو دارالخلافہ طہران میں یہ اشتہار مطبع مرزا ابوطالب خلف حاجی مرزا محمد علی ابن حاجی مرزا جان مرحوم میں روزنامۂ شاہی سے چھپا تھا۔

افغانستان

اندنوں امیر والاتدبیر نے جو جو سردار والاتبار اور افسر نامدار تھے سب کو حکم دیا ہے کہ قندھار میں جاکر قیام کرو۔وہاں کے باشندوں سے التیام کرو۔اور سردار محمد عظیم خان کو مع فوج ترکستان کی طرف روانہ کیا ہے۔اور سردار محمد افضل خان حاکم ترکستان کو لکھا ہے کہ جب یہ فوج اوس سرزمین میں لوائے عزیمت نصب کرے تم اپنے لشکر کو شریک کرنا۔اس مہم میں بدل تحریک کرنا۔ہمارے آنے پر معرکے کا مدار رہے۔لڑائی چھڑ جانے میں ہمارا انتظار ہے۔اب سنا ہے کہ امیر نے عزم قندھار کیا ہے۔محمد شریف خان جو وہاں کا حکمراں سپہ سالار کیا ہے۔بالفعل قندھار سے غلام حیدر خان کی تحریر آئی ہے۔اوسمیں یہ کیفیت پائی ہے کہ سردار محمد صادق خان اور شاہ دولہ خان جو اوس طرف روبراہ ہوئے تھے۔اس ملک کی تسخیر کو شاہ ایران کے ہمراہ ہوئے تھے اب فوج ایران ساتھ لے کر فراہ اور سبزہ وار اور جرس پر قبضہ کیا کابل پر تصرف کا ارادہ ہے۔اون کی اعانت سے سب کا حوصلہ بڑھا ہے ہر سردار لڑنے پر آمادہ ہے۔اس واسطے دو

ہزار سوار جرار اوس طرف بے تامل روانہ کیے زبانی سمجھایا ہے تاکید اکید سے حکم سنایا ہے کہ اگر فوج ایرانی قلعہ جرس میں داخل ہو تو ہرگز برسر مقابلہ نہ ہونا۔ مصروف محاصرہ نہ ہونا۔ اور اگر قلعے میں دخل نہ کیا ہو۔ ابھی اوس ملک کو نہ لیا ہو۔ تو قلعہ میں جلد داخل ہونا وقت ہاتھ سے نہ کھونا۔ نگہبانی اور ہوشیاری کا آوازہ قلعہ جرس میں بلندر ہے۔ در بروے غیر بندر ہے۔ سردار محمد افضل خان کے خط کا یہ بیان ہے۔ مطلب عیان ہے کہ سردار شاہ سمند خان دس ہزار سوار سے ہرات کی طرف مو براہ تھا۔ تقدیر کے معاملہ سے نہ آگاہ تھا ایکدن غوریان میں رات کو مقام کیا۔ ترکمانیوں نے قساوت قلبی سے عجیب کام کیا۔ تین ہزار سواروں سے بنظر غارت آئے۔ یہ بے چارے مسافر منزلوں کے تھکے گھبرائے۔ کچھ آدمی تہہ شمشیر ہوئے۔ تھوڑے اسیر ہوئے۔ چوروں نے دلاوری سے اسباب لیا۔ جتنا لے جاسکے بے حساب لیا۔ گھر لے جاکے اسیروں کو بیچا۔ تھورے نفع پر جوان اور پیروں کو بیچا مگر سردار اسیر خان ہنوز اسیر ہے۔ ہمراہیوں کے ساتھ پابہ زنجیر ہے۔ سنا ہے کہ سردار ایرانی نے اونکی رہائی کی تدبیر کی ہے۔ ایک معزز کی معرفت چھ ہزار تومان دینے کی تقریر کی ہے۔ مگر اونکو بارہ ہزار کی طلب ہے۔ رہائی نہ ہونے کا یہ سبب ہے۔ میر محسن نامی قاصد کمشنر پشاور کا ہرات سے جو آیا تھا تازہ خبر لایا کہ بالفعل وہاں میدان خالی تھا۔ فوج قلیل انتظام لاوبالی تھا۔ اگر امیر کابل اس اثنا میں جلوہ ریز مع فوج وہاں پہونچ جاتا بیدرنگ ہرات پر دخل پاتا۔ مگر اب شاہزادہ مراد مرزا عموی شاہ کجکلاہ ایران سے چند دستے لے کر وہاں آیا ہے۔ پہلے لشکر کی کمک کے عزم پر وہاں آیا ہے اس تقویت پر فوج ایران نے اپنی مملکت سے قدم بڑھایا ہے۔ بہت چست و چالاک ملک ستانی کو کوس و علم بڑھایا ہے۔ دیکھئے کیا سامان ہوتا ہے۔ ابھی تو بہت کچھ گمان ہوتا ہے۔ کشف الاخبار و سلطان اخبار

مہم ایران

صاحب نور مغربی اخبار مالٹا اور اسکندریہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس خبر کی نئے پیرایہ سے حکایت کرتے ہیں۔ کہ فیما میں شاہ کجکلاہ ایران و شہنشاہ روس یہ اقرار ہوا ہے۔ عہود مواثیق مستحکم دار و مدار ہوا ہے۔ کہ شہر استراباد میں فوج روس قیام کرے۔ بدل حفاظت صبح و شام کرے۔ کہ فوج انگریزی عبور نہ کرنے پائے کسی طرح کا فتور نہ کرنے پائے احیانا فوج انگریزی بحیلہ جہاز سے اوتر کر کنارے پر آجائیگی۔ تو پہلے روسیوں کا مقابلہ ہوگا ایران کی فوج کنارے رہے گی اونکے بعد ان کی باری آئے گی۔ صاحب اخبار کرانچی کی یہ داستان ہے۔ خراسان کی حقیقت کا بیان ہے۔ کہ بالفعل کرنیل جیکب صاحب کمشنر سندھ فوج ایران کی سد راہ ہونے روکنے کو جاتے ہیں۔ ہندی بے چاروں کو آفت میں جھونکنے کو جاتے ہیں۔ اونکے ہمراہ فوج بلوچستان سے قلات کی طرف آئی ہے۔ تقدیر آزمائی ہے۔ اوس طرف ایران کے منجر گزار بلوچستان کی طرف دست بشمشیر آتے ہیں۔ کمان کیانی بر دوش ہر ایک زرہ پوش سیستان اور قلات لینے کو لیس مانند تیر آتے ہیں۔ مصلحت وقت یہ دیکھی ہے۔ اس واسطے فوج اوسطرف بھیجی ہے۔ نور مغربی وغیرہ

تجویز گورنمنٹ

تحقیق سنا ہے کہ بالفعل اہالیان گورنمنٹ نے یہ حکم دیا ہے۔ خواص و عوام کو اس امر سے مطلع کیا ہے۔ کہ سرکار کمپنی سے صرف بنظر رفاہ تنخواہ پنشن مقرر ہوئی ہے۔ ترحما واسطے قوت لایموت متوسلین یہ بات جاری کی ہے۔ اگر کوئی دو برس یا تین برس کے بعد ذخیرہ کر کے سرکار سے زر پنشن طلب کرے گا ایک حبہ ملنا عسیر ہوگا۔ سرکار سے موقوف بے تاخیر ہوگا۔ لازم ہے کہ جملہ پنشن دار محتاج درمیان مدت معینہ کے زر پنشن سرکار سے لیا کریں۔ اور متمول تاخیر میں نقصان صریح سمجھیں۔ دوسری تحریر کی مفصل یہ خبر ہے کہ اہالیان گورنمنٹ کو دریاے سوہن میں جسر آہنی بنانا مد نظر ہے۔ کئی انجینر تیز فہم ہوشیار دریاے مذکور کے کنارے پر آئے۔ چودہ لاکھ روپے کا تخمینہ کرلائے۔ مگر ابھی نہ بنا ہے نہ بانی ہے۔ بنانا موقوف تجویز ثانی ہے۔ سلطان الاخبار

عظیم آباد

پانچویں اکتوبر کو سر شام محلہ میر شکار پور کی پکی سڑک پر ایک شخص تلوار سے زخمی ہوا اہالیان پولس کو خبر ہوئی بدحواس دوڑے آئے۔ مجروح کو تھانے میں

اُٹھالائے جب اظہار لیا اوسنے سب بیان کیا۔ کہ میر جعفر لودھی گڑھ کے رہنے والے نے پہلے اپنے ہمراہیوں کو حکم کیا کہ اس شخص کو مارلو۔ سر اس کا اتار لو جب میں مجیب ہوا۔ جھلا کے رام لال تلوار کھینچ کر مجھ سے قریب ہوا۔ اوس نے یہ غضب کیا۔ زخمی بے سبب کیا۔ اہل پولس نے اونکو طلب کر کے استفسار کیا اونہوں نے انکار کیا۔ اور کہا جس وقت کا یہ واقعہ ہے میں اُس وقت حکیم ابوالحسن کے مکان پر تھا۔ مگر اظہار اس شخص کا اس گمان پر تھا کہ ناحق اس کی ابرو لیجئے۔ خانہ بربادی کیجئے۔ اس واسطے کہ میر خیرات حسین سے مجھکو مناقشہ ہے۔ ترکۂ آبائی کا مطالبہ ہے۔ وہ آدمی فریبی جعلساز ہے بڑا دغاباز ہے۔ اوس نے اس شخص کو سکھایا ہے یہ سبق پڑھایا ہے۔ جس دم مدعا علیہ نے یہ بیان کیا تھا دارنے صاحب مجسٹریٹ کی کچہری میں چالان کیا۔ القصہ بڑی روبکاری ہوئی مگر مدعا علیہ بے قصور نظر آیا اور ڈاکٹر کی بھی رائے میں مدعی کا فتور نظر آیا۔ آخر بیسویں کو یہ مقدمہ خارج کیا۔ مدعی مفتری نکلا۔ مدعا علیہ جرم سے بَری نکلا۔ واقعی حکام عادل جھوٹ کو سچ نہیں کرتے۔ انصاف پر اون کی نظر ہوتی ہے کسی کی پچ نہیں کرتے۔ دروغ کو کو فروغ نہیں ہوتا میزان عدالت میں بات تلتی ہے۔ فریبوں کی حقیقت کھلتی ہے خلقت کو راحت ملتی ہے۔ مقدمے کا بوجہ احسن سرانجام ہوتا ہے۔

متھرا

وہاں پینسٹھ طالب علم ایک پادری کے مدرسے میں مصروف تحصیل تھے۔ آٹھ مہینے تک علم انگریزی وارد و سیکھا قریب تکمیل تھے۔ آخر نوبت امتحان کی آئی صاحب نے انکا فہم وذکا چست دیکھا طبیعت بہت تیز پائی۔ بارہویں نومبر کو اول اور دوم کلاس کے چودہ طلبا سے تاکید ہوئی کہ کتب عیسائی پڑھو۔ اس مذہب کے ارکان ضروری سے آگاہ ہو۔ اپنے مرتبے سے بڑھو سب نے انکار کیا۔ یہ طریقہ نہ اختیار کیا۔ پادری کو یہ امر ناگوار ہوا بر سر کاوش و کد ہوا۔ اون کو خوف از حد ہوا۔ ناچار اون بیچاروں نے مصیبت کے ماروں نے بجبر استعفیٰ دیا۔ روزگار ترک کیا عجب کی بات ہے اوس گروہ کا یہ دستور نہ تھا۔ نیت میں اس طرح کا باعلان فتور نہ تھا۔ آگے دیکھئے کس نحو کا گردش قسمت سبق پڑھاتے ہیں۔ بداعمالی میں اوقات صرف ہوتی ہے جو زبدۂ زمانہ ہیں انکے جور سے چھٹی نظر آتی ہے۔ کوہ نور لاہور

روس

صاحب قران السعدین یہ رقم کرتے ہیں۔ تحریر ثانی ہم کرتے ہیں۔ ایسا طور نظر آتا ہے۔ قرینے سے پایا جاتا ہے۔ کہ پھر فوج انگریزی جو متعینہ ہندوستان ہے روسیوں سے اونکے مقابلے کا سامان ہے۔ فلک خون آشام صبح وشام صفحۂ صحرا میں سطح غبرا میں لاشوں کا انبار کرے۔ کہیں جوے خون بہے گلنار کرے۔ پرے خالی ہوں میدان کشتوں سے بھر جائیں۔ من چلے دلیروں کا کنام دغا کے شیروں کا نشۂ جرات ہرن ہو کوئی لیٹے کر جائے۔ کپڑے خون میں سرشار ہوں۔ جسم عریاں میں زخم دامندار ہوں۔ کوئی بدہی کی صورت گلے کا ہار ہو۔ تازہ گل کھلیں بڑی بہار ہو۔ زخم چلیپا میں زلف مسلسل کا جوبن نظر آئے۔ کوئی دولہہ کوئی دولہن نظر آئے۔ جو معرکہ میں سرخرو ہو۔ بڑی آبرو ہو۔ ملک الموت کی گرم بازاری ہو۔ سردست نقد جان کی خریداری ہو۔ کوئی کھیت رہے کسی کے ہاتھ کھیت رہے۔ خون کی ندیاں بہیں۔ دلیر آشنا ہوں نامرد بھاگنے کے گھات میں ہوں۔ سر بہتے نظر آئیں۔ دھڑ دھڑ ادھر غوطے کھائیں۔ جس کی جانب ظہور حق نمودار ہوگا اوسی کا بیڑا پار ہوگا۔ کچھ فوج روس جنوب کی طرف سے عازم سفر تھی پتا نہیں ملتا کہاں گئی کدھر تھی۔ اور جنرل چرونف صاحب جو محاصرہ سیاسٹوپال میں کمان افسر تھا میدان کارزار میں دلاوری سے سینہ سپر تھا۔ اندنوں ایران کی طرف روانہ ہوا تھا۔ مع فوج حملہ مردانہ ہوا تھا۔ مگر ایک مدت سے نامہ ہے نہ پیام ہے۔ معلوم نہیں کدھر کوچ کیا کہاں مقام ہے۔ اتنا سنا تھا کہ جب مذکور نے اہل کردستان کے مقابلے سے سریع السیر قصد معاودت کیا۔ کوہستان اور ریگستان کا رستہ لیا۔ اوس وقت سے مفقود الخبر ہے۔ باوجود تلاش پتا ہے نہ سراغ ہے معلوم نہیں کدھر ہے کیونکر ہے۔ اکثر اہل روس گمان کرتے ہیں کہ یہ لوگ شاید غنیم کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے۔ یا بھوک پیاس کی گزند سے زندہ درگور تہہ خاک ہوئے۔ اور بعضوں کا یہ بیان ہے۔ اس بات کا گمان ہے۔ کہ شاید فوج ہنبئی سے مقابلہ ہوا قتل وقمع کا معاملہ ہوا۔ مگر یہ امر اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ عقل قبول نہیں کرتی۔ دروغ صاف معلوم ہوتا ہے۔

اس واسطے کہ صاحبان انجام بین کو آپس میں بگاڑ منظور نہیں۔ ایسا فتور ضرور نہیں۔ کہ جس سے دیکھنے والوں کو معرکۂ سابق یاد آئے۔ قول وقرار طرفین کا برباد جائے۔ عالم میں بدنامی ہو۔ ملکوں کی بے انتظامی ہو۔ قران السعدین وغیرہ

میرٹھ

۴؍دسمبر کو صاحب کمانڈر انچیف بہادر سپہ سالار افواج ہندوستان وہاں کی چھاؤنی میں داخل ہوئے۔ حسب دستور سلامی ہوئی۔ اہل فوج کو سرور حاصل ہوئے۔ جانے کی کیفیت کھلی نہیں۔ ابھی یہ بات تحقیق سنی نہیں۔ کئی دن ہوئے صوفی پور کے متصل رات کو کسی تیرہ دل نے ایک کہار کو تلوار سے زخمی کیا۔ ایک صندوق اسباب کا لے لیا۔ صبحدم یہ بات دربدر ہوئی۔ پولس والوں کو خبر ہوئی۔ کوتوال سن کے سربکف پہونچا۔ فوراً اوس طرف پہونچا۔ مجروح کو اسپتال بھیجا خود مصروف تلاش ہے۔ کہ یہاں کون کون بدمعاش ہے۔ مگر ابھی تک مجرم گرفتار نہیں ہوا ہے۔ اس بات کا پتا نہیں چور کا کیا نام ونشان اظہار نہیں ہوا ہے۔ جام جہاں نما وغیرہ

مرشدآباد

مسند نشین مرشدآباد کو سرکار کمپنی سے پندرہ لاکھ روپے سالانہ عنایت ہوتا تھا۔ اوس حساب سے ایک لاکھ پچیس ہزار روپے ماہواری مرحمت ہوتا تھا۔ اب سرکار کمپنی سے تخفیف کی خبر ہے۔ تین لاکھ روپے سال کی کمی مدنظر ہے۔ نواب صاحب کو حیرانی ہے۔ بڑی پریشانی ہے۔ رات دن اس بات کا خیال ہے۔ انتہا کی تشویش ہے بہت ملال ہے۔ ہرچند فرمان بردار سے بجز اطاعت اور کیا ہوتا ہے۔ الاکم زور کا دل دکھانا ستانا بُرا ہوتا ہے۔ نور مغربی

آوا

بالفعل آوے کے پادشاہ نے ایک معزز عالی رتبہ کو بطور سفارت شاہ فرانس کے پاس روانہ کیا ہے۔ اور محبت بمضمون اتحاد و یکجہتی لکھ دیا ہے۔ اوس سفیر باتوقیر نے کلکتہ سے بسواری جہاز فرانس کی راہ لی۔ اس کروفر سے عزیمت جانب شاہ کی۔ وہاں بادشاہ نے آمد سفیر سن کے آرائش انجمن کا حکم فرمایا۔ کارپردازوں نے خوش اسلوبی سے مکان سجا سجایا ہے۔ در و دیوار کو گلدستوں سے رشک چمن کیا ہے۔ بڑی تزئین سے سامان انجمن کیا ہے۔ یقین ہے کہ سفیر جب وہاں پہونچے نئی کیفیت نظر آئی۔ بڑے تجمل واحتشام سے شہر کو آراستہ پائے۔ پادشاہ کی ملازمت سے سرفراز ہو۔ عنایت شاہی سے ممتاز ہو۔ خوش اسلوبی سے گزارش پیام شاہی ہو۔ خاطر خواہ بہت خوبی سے وطن کو راہی ہو۔ کوہ نور وغیرہ

بصرہ

صاحب دوربین انگلشمین سے تحریر فرماتے ہیں۔ بہت گرما گرم خبر سناتے ہیں۔ کہ شاہ والا جاہ ایران نے فرمان واجب الاذعان اس مضمون کا جاری کیا ہے۔ بفر و شوکت یہ حکم دیا ہے کہ اجنٹ انگلشن جو بصرے میں رہتا ہے اور جو اہل فرنگ اوس ملک کی حدود میں مقیم ہوں لازم ہے کہ مال واسباب لے کے کسی اور طرف راہی بخط مستقیم ہوں۔ اور ناظم بصرہ نے اشتہار دیا ہے کہ رعایائے بصرہ امن وآسائش سے مطمئن رہیں۔ کسی طرح کا وسواس نہ کریں۔ جنگاہ شہر سے باہر مقرر ہوگی۔ کارزار دریا پر ہوگی۔ کہتے ہیں کہ حوالی بصرہ میں چالیس ہزار فوج ایران خیمہ زن ہے۔ بصرے سے دو میل پر جزیرہ ہے وہاں سب طرح کا سامان مہیا ہے تکیہ کلام بزن ہے۔ اور اتنی ضرب توپ جس کی ہیبت سے فلک کا دل گردہ لرزتا ہے چکر میں ہے۔ جو گولہ انداز ہے قدر انداز ہے۔ یہ سامان اوس لشکر میں ہے۔ گولہ اندازوں نے ایک ایک موقع اور قرینے سے لگائے ہیں اور کئی ہزار روسی کچھ افسر جرار نام اور کارگزار شریک حال ہے۔ بیشک شہنشاہ ایران ہزبر نیستان جنگ وجدال بڑا صاحب اقبال ہے۔ ایسی لڑائیاں لڑکوں کا کھیل روبہ بازی جانتا ہے۔ بعضی بات

مشکل ہے شہباز خیال اونکا پھنسانا محال ہے سب کی جعلسازی جانتا ہے۔ دوربین وغیرہ

بریلی

وہاں غلے کا نرخ گران ہے۔ ہزار ہا شخص کی بھوک سے لبوں پر جان ہے۔ کوفت کھاتے ہیں پیٹ بھرتا نہیں۔ ایڑیاں رگڑتے ہیں بے موت کوئی مرتا نہیں بنئے ایک ایک کے دو دو کرتے ہیں۔ بھاؤ خاطر خواہ جو چاہتے ہیں سو کرتے ہیں۔ اناج سے کھتے بھرتے ہیں آدمیوں سے شہر خالی ہوتا ہے۔ حاکموں کی طرف غفلت کا مقدمہ حالی ہوتا ہے رئیس کو رعیت کی رعایت ضرور ہے۔ نہیں تو ایک دن فتور ہے۔ اگر رعیت کو روٹی نہ ملے گی حاکم سے بیداد کرے گی۔ اس پر شنوائی نہ ہوگی تو کیا یاد کرے گی۔ شہر کی رونق حکومت کی چمک رعایا کی کثرت اور اطاعت سے ہوتی ہے۔ اور حاکم کی ناموری انکی رعایت اور حمایت سے ہوتی ہے۔ جو اپنی رعیت سے بے خبر رہا اوسکے حال کا نہ پرسان ہوا۔ چشم زدن نہ وہ حاکم رہا اور شہر بھی ویران ہوا۔ عمدۃ الاخبار

علی گڑھ

تھوڑے دن گذرے ضلع علی گڑھ میں کسی زمیندار نے گاؤں کے پٹواری کو بے سبب قتل کیا مار ڈالا۔ اوسکو ہلکا کیا اپنے سر پر خون کا بوجھ بھار ڈالا۔ سر کچہری حاکم برسر انصاف ہوا بڑی تحقیقات سے روبکاری ہوئی۔ بہت سے آدمیوں کو خون میں شریک پایا سب کی گرفتاری ہوئی۔ تیرہ آدمی تین تیرہ ہو کے دائم الحبس ہوئے۔ سات آدمیوں کی معیاد دس دس برس کی ٹھہری داخل محبس یہ چند کس ہوئے۔ صاحب خبر کا یہ مطلب تحریر ہے کہ اس علاقے کا جو زمیندار ہے بدکردار ہے شریر ہے۔ ہمیشہ بعلت جرم پرے کا پرا رہتا ہے۔ جیلخانہ انہیں لوگوں سے بھرا رہتا ہے۔ عمدۃ الاخبار

نگینہ

وہ جو مقام نگینہ ہے بڑا بڑا پر فساد وہاں کا ہر ایک کمینہ ہے۔ چنانچہ گوجر خان نامی محلہ ایک محلہ ہے۔ وہاں رہتا ہے۔ اوسکے مکان کے متصل جھبو اباغبان نے نیا گل کھلایا۔ دو سے آدمی کو بیڑوں میں زہر بالکل کھلایا۔ مسلمانوں سے کہا دیوانی میں میں نے مقدمہ جیتا تھا سر سبز ہوا اسکی یہ مٹھائی ہے۔ اور ہندوؤں سے ظاہر کیا کہ یہ مہادیو کا پرشاد ہے جو شیرینی بٹوائی ہے۔ القصہ لوگوں نے زبان کی لذت کے واسطے سکرات کی تلخی تحمول کی ایک دم ذائقہ پایا جان کنی کا کرب دیر تک اُٹھایا حرکت فضول کی۔ مسلمان بے چارے کلمے کے سہارے بچ گئے سولہ ہندو فاقوں کے مارے کھا کے جان دی گذرے غُل بچ گئے اوسی شب وہ سیدکا زہد کردار اپنی جورو اور سالی کو مار کر فرار ہوا چلتے چلتے ہمزلف سے اولجھا تلوار سے زخمی کیا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوا۔

شہر لکھنو محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو | یافت جان تازہ جسم لکھنؤ | گنج گوہر ہائے معنی اندر دست | چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ
عنوان صحیفہ حمدِ حق ہے | زیبائش اوّلِ ورق ہے | پھر نعت ہے سید البشر کی | بھی جس نے ہمیں خبر دی

نمبر ۲۳ ۲۷ رشہر ربیع الآخر ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۲۶ ماہ دسمبر ۱۸۵۶ عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تا بمقدور ہے مدح و ذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے شش ماہی ۱۵ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں۔ مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مد نظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد | بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است
مصرعہ تاریخ آغازش عنایت زد رقم | گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنو است

۱۲۷۳

لکھنؤ

کپتان میکلس کا جان نثار خان خطاب تھا۔ اور کپتانوں میں مشیخت مآب تھا۔ ابتدائے انتزاع سلطنت سے ایسا صدمہ اوسکے دل پر طاری تھا۔ مرگ پر مستعد زیست سے عاری تھا۔ پرسدے پور میں مقام کیا تھا۔ لکھنؤ سے منہ چھپایا تھا۔ بالفعل مرض شدید میں مبتلا ہو کے بامید شفا اس شہر میں آیا تھا۔ ۱۸ ر دسمبر کو اوسی مرض میں جان گنوائی۔ امید بر آئی۔ صحیفہ سابق میں گرانی غلہ کا حال زیب قرطاس تھا یہی ہر وقت ہراس تھا۔ کوئی آفت ارضی وسماوی نظر نہیں آتی ہے۔ گرانی کیوں ہوئی جاتی ہے۔ اب روپے کا پندرہ سیر آٹا نقد ملتا ہے اور قرض لینے میں کلیجہ ہلتا ہے۔ حکام انجام بین کو غریب پروری ضرور ہے۔ جو یہی بھاؤ چندے رہا تو بڑا فتور ہے۔ بیوپاری خرید کر کے اپنا گھر بھرتے ہیں۔ غریب غربا بھوکے مرتے ہیں۔ یہ حکم بتاکید تمام ہو۔ تھانہ داروں کو احکام ہو کہ صبح سے پھر دن رہے تک شہر کی خلقت غلہ مول لے۔ اوس وقت سے جس بیوپاری کا جی چاہے تول لے۔ اور کوئی بنیا بیوپاری اگر شہر کے باہر جا کر کسی طرح کا اناج خرید لائے گا جرمانہ سرکار میں دینا پڑے گا سزا سنگین پائے گا محتاجوں کے ہونٹوں پر جان ہے۔ قحط کا سامان ہے۔ ایک تو تمام شہر کو بیکاریوں نے مارا اوس پر طرہ یہ کہ غلہ گران کر کے مالدار بیوپاریوں نے مارا۔ آپس میں عہد و پیاں ہے مل بانٹ کے لگاؤ ہے۔ جس دکان پر پوچھو ایک بھاؤ ہے۔

اگر حاکم چار دن بدل مصروف ہو۔گرانی شہر سے موقوف ہو۔نہیں تو ہزار ہا بندۂ خدا غریب الوطن ہو کے نکل جائے گا۔یہ شہر اوجڑا تو ہے رہا سہا نقشہ بدل جائے گا۔ حسین علی خان نامی ناظم خیرآباد تھے،مرد عقیل کیا د تھے۔باقی کی علت میں قید تھے دم نقد مذہب نذر کیا۔سنی تھے شیعہ بنے اس ادھیڑ بن میں مومن ہوئے۔قید سے رہائی پائی فراغت کے دن ہوئے۔اندنوں ایک عورت نے صاحب منتظم شہر کی کچہری میں نالش کی۔حسب سررشتہ انکی طلب ہوئی تقدیر کی ذلت ٹلتی نہیں۔تدبیر چلتی نہیں۔ بلا اجازت کرسی پر جا بیٹھی۔کارنیگی صاحب بہادر بدمزہ ہو کے کڑی سنا بیٹھے کہ اسکو کچہری سے فوراً نکال دو۔ جزائے اعمال دو۔کرسی پر بیٹھنے کا اثر ہو گیا ورنہ خانصاحب کو فوراً منچی ہوئی حرکت کرنی تھی ثالث بالخیر کا معاملہ ہوتا ذلت سے نہ مقابلہ ہوتا۔ در توبہ باز ہے۔آقا کریم ہے بندہ نواز ہے۔ پرچہ سابق میں مولوی ہادی بخش اور مولوی فضل حق کا حال تحریر ہے۔یہ حال کی تقریر ہے۔جوڈیشیل کمشنر بہادر کا حکم میجر بنکس صاحب بہادر کے نام آیا تھا۔خیرآباد بھیجدینے کو فرمایا تھا۔اور خیرآباد کی کمشنر پر یہ احکام تھا۔اوسکا وہاں انتظام تھا۔کہ ان سے فعل ضامنی دو سے پچاس روپے کی ایک قطعہ پر لو۔نہیں تو ایک سے پچیس کا قطعہ اور دوسرا ابھی اسی قدر دو قطعہ کرلو۔۱۹ ردسمبر کو مانگے تانگے کی گاڑی بہم پہونچائی سرکاری پہرہ ہمراہ ہوا۔تیس ۳۰ نفر بجرم مختلف دہ گروہ بھی خیرآباد کو روبراہ ہوا۔جو حکام دورے میں گئے تھے۔جن کے مذکور ہو چکے تھے۔اب بڑے دن کی تقریب میں آئے ہیں۔رسم ادا کرنے لکھنؤ میں تشریف لائے ہیں۔مگر پھر جانے کی خبر مشہور ہے۔مقدمات کی تکمیل ضرور ہے۔دیکھئے کون کون صاحب جاتے ہیں۔کون یہاں کا انتظام فرماتے ہیں۔صحیفہ سابق میں کٹرہ خدایار خان کے تھانہ دار کی علت موقوفی کمشنر کی تجویز سے تحریر ہوئی تھی۔اب محرر کو اوسی تھانے کا تھانہ دار کیا تھا کچھ ایسی تدبیر ہوئی تھی۔ظاہرا کارگزار نظر آتا ہے۔بہت ہوشیار نظر آتا ہے۔منتظم شہر نے تھانہ داروں کی بدلی کا ڈول ڈالا ہے یہ نقشہ خوب نکالا ہے۔اسی طرح سے جو تبدیلی کا طور ہوگا۔تو رعایا پر نہ ظلم ہوگا نہ جور ہوگا۔اگرچہ ان کے لوگ بہت کم شاکی ہیں اور یوں تو خلق کی زبان بند نہیں ہوتی۔ حاکم سے رضامند نہیں ہوتی۔ اندنوں چرخ کج رفتار کی نئی چال ہے۔گردش پر گردش ہے یہ حال ہے۔خصوص لکھنؤ پر ایک تو آفت آئی دوسرے نمک حرامیوں کی بدولت جگ ہنسائی ہے۔پہلے سلطنت بگاڑی روزگار کھویا۔ملک خراب ہوا اعتبار کھویا۔مگر اُن کی بن آئی گو روسیاہی ہوئی۔پیشہ در بگڑے اشرافوں کی تباہی ہوئی۔شرق سے غرب تک نمک حرام مشہور ہوئے۔چرچے دور دور ہوئے۔ایسی سرکار عالیجاہ کو بگاڑا اودھ سے برس کی بنیاد کو اوکھاڑا۔اپنے نفع پر ہزاروں کو تباہ کیا۔بدنامی کا ٹوکرہ سر پر اوٹھایا مسلمانوں کو قتل بے گناہ کیا۔غفلت کا پردہ آنکھوں پر پڑا ہے کچھ سوجھتا نہیں۔اندھیر ہے کوئی پوچھتا نہیں نہیں سمجھتے کہ اتفاق میں خیر ہے۔اندنوں زمانے کا رنگ ڈھنگ اور ہے حاکم ہوشیار ہے گو غیر ہے۔چاہئے کہ بادۂ نخوت وغفلت سے ہوشیار ہوں۔گذشتہ راصلواۃ مستعد کار ہوں۔امورات سرکار شاہی کا انتظام کریں۔کچھ تو کالک پوچھیں نام کریں۔بالفعل تحقیق سنا ہے کہ دلکشا کا رمنہ ایام سلطنت میں بشیر الدولہ کی جانب سے پینتالیس روپے سال پر کسی مستاجر کے سپرد تھا۔اب کارپردازوں کی خیرخواہی سے آٹھ سو روپے سال پر صرف پتاور اور گھاس کا اجارا ہوا ہے۔سرکار کا نفع ہے گو مستاجر کا خسارا ہوا ہے۔اتنی مدت میں کارپردازوں نے ایک کام کیا جو نمک حلال کرتے ہیں شکر ہے اتنا خیال کرتے ہیں مگر معلوم نہیں جب سے عملداری انگریزی ہوئی کس قدر روپیا اس تحصیل کا داخل خزانہ ہوا۔بطور سابق اور کہیں روانہ ہوا۔مگر ہم اس پر بھی معروف ہیں تحسین کرتے ہیں۔خیرخواہی کے باعث آفریں کرتے ہیں۔غنیمت ہے کہ اب بھی ایسا خیال ہوا۔سرکار کے نقصان کا ملال ہوا۔یقین ہے اگر ایسا حسن سلیقہ دکھائیں گے۔تو جو جو کام ابتر ہیں جس میں الزام سراسر ہیں وہ درست ہو جائیں گے۔اور باقی جو زمین افتادہ نہر کے متصل پڑی ہے۔اوس میں گنجائش بڑی ہے۔اوسکا تردد کریں۔مستاجری میں دیں۔محاصل داخل سرکار ہو۔دیانت آشکار ہو۔یقین ہے اگر اس مقدمے میں تردد خاطر خواہ ہو تو چار ہزار روپے سال سے زیادہ داخل خزانہ پادشاہ ہو۔اگر خیرخواہی سرکار منظور ہے۔ایسے امور میں کوشش ضرور ہے۔راقم کو جز وکل کی خبر ہوتی ہے کارپردازوں کی بدنامی سے درگذر ہوتی ہے۔لیکن جب جی جلتا ہے تو زبان قلم سے کڑا فقرا نکلتا ہے۔بسا امور لائق تحریر ہیں اگر مفصل رقم ہوتے۔تو کارگزار اپنے دلوں کو روتے۔ گو آج چپ ہوں ایک دن یہ گل کھلے گا۔اوس وقت خار ہوگا جب بدلا ملے گا۔ سہ شنبے کو حسب دستور محبس سے مجرم تارے والی کوٹھی میں گئے برقندازوں کے پہرے میں روبکاری کے منتظر رہے دفعتہً ڈپٹی کمشنر کی کچہری سے ایک مجرم کی طلب ہوئی۔اظہار لکھنے کی ضرورت جب ہوئی اظہار نویس

نے ایک چپراسی سے اوس مجرم کو بلوایا۔ حسب طلب اوسنے کوٹھی کے اندر پہونچایا۔ اظہار میں تامل ہوا مجرم نے آنکھ بچا کے راہ لی۔ خدا جانے کہاں پناہ لی۔ جب تلاش ہوئی پتا نہ لگا ڈھونڈا نہ ملا۔ جب اس انتظام اور شوکت کی دھوم دھام پر خاص کچہری سے مجرم نکل جائے۔ پھر غیر کی بے انتظامی بیان ہونے لگے تو کلیجہ نہ جل جائے۔ اب اوس چپراسی کا اظہار ہوا ہے۔ مقدمہ روبکار ہوا ہے۔ بالفعل ایک خط صحت الدولہ بہادر کا منتظم شہر کے نام آیا۔ اوسمیں یہ مضمون پایا۔ کہ ایک شخص گلداز۔ چوری کا بانی کار۔ فرح بخش کوٹھی میں سرکاری و برقندازوں کے پاس آتا ہے۔ اور پہروں اون لوگوں سے باتیں کرتا ہے گل کھلاتا ہے۔ اکثر چرب زبانی سے در پردہ کوٹھوں کے اسباب کا استفسار کرتا ہے۔ ان لوگوں سے اس قماش کی باتیں کر کے اونکو یار کرتا ہے۔ جبتی سرکاری جو حفاظت کو مامور ہیں ہر چند ممانعت کرتے ہیں۔ آمد و رفت سے مزاحمت کرتے ہیں۔ مگر وہ خاطر میں نہیں لاتا ہے۔ بلکہ اولٹی سیدھی سناتا ہے۔ آپ برقندازوں کو تاکید فرمائیں۔ کہ اس طرح کے لوگ وہاں آنے نہ پائیں۔ ایسے مفسد قدم جمانے نہ پائیں۔ منتظم شہر نے کوتوال کے نام پروانہ لکھوایا۔ طلب کیفیت کی ہے۔ اوس راہ سے ایسے لوگوں کی گذر کرنے کی انکے درگذر کرنے کی شدت سے ممانعت کی ہے۔ اس شہر میں ساہ بہاری لال نے بڑا نام کیا تھا ۔ داد و دہند سے غربا اور روسا کو رام کیا تھا۔ شہروں میں کوٹھیاں تھیں لاکھوں روپے کا کھرے پن سے بیوپار ہوتا تھا۔ بات میں کبھی بٹہ نہ لگا نقد خواہ ادھار ہوتا تھا۔ مرنے کا چلن قدیم ہے وہ تو مر گئے کوٹھی ویران ہوئی گھر کو خراب کر گئے۔ بھائیوں میں بے سود نزاع لفظی پر فساد ہوا۔ گماشتوں کی بن آئی جمع خرچ کر کے ٹاٹ اولٹا گھر برباد ہوا۔ جو جس کے ہاتھ چڑھا وہ دبا بیٹھا۔ خیر خواہی سے ہاتھ اوٹھا بیٹھا۔ سرکار شاہی میں عُر کے کی نالش ہوئی۔ لین دین سے سازش ہوئی۔ اہلکاروں کی بن آئی۔ مقدمہ بگاڑا خوب خاک اوڑائی۔ آدھے آوارہ وطن ہوئے۔ حال رنج و محن ہوئے نصف کی شہر میں بود و باش ہوئی۔ فکر معاش ہوئی۔ لچھمن لال نے لٹا ہوا گھر سنبھالا۔ لین دین کا ڈھنگ نکالا۔ ہلی ہوئی کوٹھی کی بنیاد جمائی۔ پھر دکان میں رونق نظر آئی۔ رگھبر دیال کو عقل کی مار ہوئی ہوش و حواس غائب ہوئے۔ باپ دادے کا چلن چھوڑ کے تائب ہوئے۔ بیٹا اُنکا ایسا کھوٹا ہوا۔ گھر کی جمع کو کھا بیٹھا۔ بزرگوں کے چلن میں بٹہ لگا آبرو کا ٹوٹا ہوا۔ عزت بہی بہی پھرتی ہے پرائی جمع ٹٹول کے کھاتا ہے۔ آمد موقوف ہے گھر سے خرچ جاتا ہے۔ صاحب سنگھ سپاہی صاحبزادے کا یار تھا۔ وقت بیوقت خدمت گار تھا۔ اوس ظالم نے برا کام کیا۔ اپنی جان دی اسکو بدنام کیا۔ بھلا وہ تو کندہ ناتراش سپاہی ٹھیٹھ تھا لیکن لوگ کہتے ہیں کہ سیٹھ کے پوتے کا السیٹھ تھا۔ صحیفہ میں گنجائش قلیل اور تقریر بہت طویل تھی۔ شرح اُس کی آئندہ پر موقوف رہی۔

جو مجرم ۱۸۵۵ء میں جیلخانوں سے فرار ہوئے۔ جن کے اشتہار ہوئے ہیں۔ فہرست اونکی آگرہ کے صدر جیلخانے میں چھپی ہے۔ نقل اوسکی اخبار میں کی ہے۔

ضلع میرٹھ
۱۹ نفر
ضلع علی گڑھ
۹ نفر
ضلع رہتک
۲۵ نفر
ضلع لدھیانہ
۲۰ نفر
ضلع بجنور
۳ نفر

ضلع سہارن پور
۴۵ نفر
ضلع دیرہ دون
۲۰ نفر
ضلع پانی پت
۱۹ نفر
ضلع گورگاوان
۲۳ نفر
ضلع بدایوں
۸ نفر

ضلع بلندشہر
۸ نفر
ضلع دہلی
۴۵ نفر
ضلع حصار
۲۹ نفر
ضلع مرادآباد
۲۹ نفر
ضلع بریلی
۳۰ نفر

ضلع شاہجہاں پور	ضلع اٹاوہ	ضلع فرخ آباد
۳۶ نفر	۸ نفر	۳۰ نفر
ضلع آگرہ	ضلع متھرا	ضلع الہ آباد
۵۸ نفر	۱۹ نفر	۱۳ نفر
ضلع حمیر پور	ضلع فتح پور	ضلع باندہ
۴ نفر	۱۷ نفر	۱۴ نفر
ضلع کمایون	ضلع گورکھپور	ضلع مرزاپور
۵ نفر	۴۳ نفر	۵۵ نفر
ضلع بنارس	ضلع ساگر	ضلع دموہ
دو نفر	دو نفر	۱۷ نفر
ضلع نرسنگھ پور	ضلع جالون	ضلع جبل پور
۸ نفر	۵ نفر	۱۳ نفر
ضلع سیونی	ضلع مظفرنگر	ضلع جونپور
۵ نفر	۳۶ نفر	۴۳ نفر

دوسری فہرست مدعاعلیہوں کی ہے یہ بھی قید سے بھاگے ہیں اوڑلاگے ہیں۔

ضلع دہلی	ضلع رہتک	ضلع پانی پت
۵۴ نفر	۲۸ نفر	۳۷ نفر
ضلع لدھیانہ	ضلع حصار	ضلع سہارنپور
۱۰ نفر	۳ نفر	۴ نفر
ضلع بلندشہر	ضلع میرٹھ	ضلع مظفرنگر
۲۳ نفر	۴۳ نفر	۸۹ نفر
ضلع گوڑگاؤں	ضلع متھرا	ضلع علی گڑھ
۲۷ نفر	۷ نفر	۷ نفر
ضلع بریلی	ضلع شاہجہاں پور	ضلع بجنور
۱۹ نفر	۵ نفر	۶ نفر
ضلع مرادآباد	ضلع بدایوں	ضلع آگرہ
۲۹ نفر	۹ نفر	۲۷ نفر
ضلع الہ آباد	ضلع بنارس	ضلع گورکھپور
۱۰۳ نفر	۲۷ نفر	۸۴ نفر

ضلع اعظم گڑھ
۱۸۷ نفر
ضلع غازی پور
۸۱ نفر
ضلع دموہ
۱۰ نفر
ضلع حمیر پور
۲۳ نفر
ضلع ساگر
۲۳ نفر
ضلع ہوشنگ آباد
۴۴ نفر
ضلع منڈلہ
۳ نفر

ضلع جونپور
۸۰ نفر
ضلع فرخ آباد
۱۸۱ نفر
ضلع جھانسی
۷ نفر
ضلع فتح پور
۲۵ نفر
ضلع اٹاوہ
۴۴ نفر
ضلع جالون
۳ نفر

ضلع مرزاپور
۳۷ نفر
ضلع جبل پور
۱۰ نفر
ضلع سیونی
۵ نفر
ضلع کانپور
۸۴ نفر
ضلع باندہ
۵ نفر
ضلع نرسنگھ پور
۲۱ نفر

چین

اخبار لندن سے ظاہر ہوتا ہے کہ بُرے کام کا بُرا انجام آخر ہوتا ہے۔ کہ بالفعل ملکہ معظمہ انگلستان اور فغفور چین میں ملال ہوا ہے۔ جنگ و جدال کا باہم خیال ہوا ہے۔ دیکھیے ہر طرف سے پیہم یہ خبر آتی ہے۔ جس جس سے بنی تھی بگڑی جاتی ہے۔ خدا حافظ اور نگہبان ہے۔ بُرا سامان ہے۔ ملکہ تنہا دفعتہً سارے جہاں کا مقابلہ ہے۔ عجیب و غریب معاملہ ہے۔ دیکھا چاہیے اس ہل چل میں کون چین بجبین ہوتا ہے۔ کون چین چین کرتا ہے۔ رب غفور کس کو ہمت مردانہ دیتا ہے۔ کون چین کی لیتا ہے کسے فغفور چین کرتا ہے۔ سنٹرل اسٹار

حیدرآباد دکن

اخبار دہلی گزٹ سے روایت ہے نئی حکایت ہے کہ بالفعل لارڈ ہیرس صاحب گورنر مدراس بطریق دورہ حیدرآباد میں گئے۔ پانچ روز تک وہیں مقیم رہے۔ مگر والی حیدرآباد نے قصد ملاقات نہ کیا۔ باعث اسکا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو جو ذی مرتبہ مالک ریاست ہوئے اون لوگوں نے کسی گورنر سے ملاقات نہیں کی والی حال نے کچھ یہ نئی بات نہیں کی۔ روسائے دکن کو چاپلوسی کی عادت نہیں۔ کسی اور قصد سے یہ حرکت نہیں۔ صوبہ برار (برار) کہ باستر ضائے والی حیدرآباد تفویض رزیڈنسی ہوا ہے۔ تاادائے قرضہ وہ علاقہ سپرد کیا ہے اب وہاں اسٹامپ جاری کرنا مدنظر حکام ہوا ہے۔ اپنے طور پر حسب قانون اوس علاقے کا انتظام ہوا ہے۔ باقی ریاست کی حالت بدستور ہے۔ طرفین میں موافقت ہے فتنہ ہے نہ فتور ہے۔ صادق الاخبار

کلکتہ

صاحب دوربین اخبار انگریزی سے تحریر کرتے ہیں۔ ایک انگریز سرجنٹ دوسرے گروہ فوج کے زرِ خطیر ہاتھ آیا۔ روپیا مصارف اوس گروہ کا کسی طرح تفویض ہوا۔ آمادۂ فساد ہیجان میں آیا۔ رگِ حرص نے تحریک کے دست تغلب و تصرف پھیلایا۔ چند روز خوب عیش و آرام سے بسر کی۔ بے خوف شام و سحر کی۔ آخر بھید کھل گیا۔ حاکم کی نگاہ میں ٹل گیا۔ وہ خائن محکمہ کورٹ مارشل میں آیا۔ جواب سوال کیا۔ حکام محکمہ سے روبکاری اقبال کیا۔ حاکم عدالت نے تجویز کی کہ یہ خاین سردست پچاس تازیانے کھا کے دو برس قید ہو۔ پھر اعلیٰ عہدے سے ادنیٰ پر مامور یہ بانی کید ہو۔ مگر سپہ سالار نے یہ تجویز نہ مانی صرف تغیر عہدے سے مصلحت جانی۔

دہلی

ایک خونی ضلع بلند شہر سے تین آدمیوں کو مار کر فرار ہوا۔ پتا نہ لگا تجسس ہزار ہوا۔ سیان صابر بخش مرحوم کی سرا دہلی میں مشہور ہے ایک شب رخت سفر وہاں اتارا تھا پہلے نیت میں وہاں امن کا سہارا تھا۔ مگر وہاں اس بات کا چرچا سنا چور کی داڑھی میں تنکا مشہور ہے کھٹکا ہوا پھر کہاں گذارا تھا خیال میں آیا کہ یہاں سے نکل جانا ضروری ہے۔ پھر رات گئے چل دیا اوس وقت لوگوں نے قیاس کیا کہ یہ وہی بدکردار ہے جو شب تیرہ میں روبہ فرار ہے مگر روکنے کا یارا نہ ہوا۔ غل مچانے سے چارا نہ ہوا۔ اوس نے گھوڑے پر سوار ہو کر ایک جانب کی راہ لی۔ وہاں پناہ نہ ملی اب حاکم نے اشتہار کیا ہے۔ مجرم کا پتا لگانے پر پانسے روپے دینے کا اقرار کیا ہے۔ صادق الاخبار

تنجور

صاحب اخبار مرتضائی پشاور ایک خط سے رقم کرتے ہیں اس طرح اظہار الم کرتے ہیں۔ کہ جب راجہ مسند نشین تنجور نے اس جہان گذاران سے سفر کیا۔ حکام انگریزی نے کچھ فساد کا نہ خطرہ کیا۔ ۷ نومبر کو صبح فوج انگریزی لیس پہلے در شہر پر آئی۔ چشم زدن میں قلعہ کے اندر پیٹ جمائی۔ منادی نے ندا کی کہ آج سے انتظام اس مملکت کا انگریزی ہوا۔ انسداد خونریزی ہوا۔ جو شریر عدول حکمی سرکار کرے گا۔ نافرمانی سے خلاف مرضی کوئی کار کرے گا۔ سزا کا سزاوار وہ بدکردار ہوگا۔ مستحق دار ہوگا۔ یہ صدا جس کے کان تک پہونچی مردنی چھائی۔ نامردول ہوا۔ ہوش گم حواس زائل بالکل ہوا۔ خلقت مبتلائے حیرت ہوگئی۔ عقلمندوں کو انقلاب سے عبرت ہوگئی۔ حقیقت میں یہ سراسر ناپائدار ہے۔ اس کارخانے بے ثبات کا کیا اعتبار ہے۔ باغ جہاں میں خاطر خواہ کوئی پھولا پھلا نہیں۔ دل اس میں لگانا بھلا نہیں۔ شجر امید جس نے لگایا نہال نہ ہوا ناکامی کے سوا بار نہ لایا۔ باغبان سے زیادہ مشقت کر کے دین دنیا بھولتا ہے۔ دل حسرت سے خار خار ہوتا ہے وہ گل پھولتا ہے۔ تمام عمر انسان بیکار اوقات کھوتا ہے۔ چشم زدن پامال خزان ہوتا ہے۔ جو اس گلشن دوران میں بے ثمر ہوا۔ مسکن بیگانہ اوسکا گھر ہوا۔ ایسے مقام میں مساوی نادان اور ہوشیار ہے۔ اس کارگاہ کا غفلت پر مدار ہے۔

کانس

اوس ملک کی بعض رعایا کو حاکم سے انحراف ہوا۔ کسی امر میں خلاف ہوا۔ بدی پر آمادہ بدنہاد ہوئے۔ مستعد فساد ہوئے۔ ہر چند حاکم نے اصلاح کی مگر وہ مشکل حل نہ ہوئی۔ کسی کروٹ بد باطنوں کو کل نہ ہوئی۔ سرتابی میں اپنی نمود جانی۔ حاکم کی بات نہ مانی۔ آخر حاکم نے مجبوری سے فوج کو حکم دیا کہ ان نا ہنجار بدکرداروں کو گوشمالی سے سمجھا دو۔ بل ان کا نکال کے سیدھا بنا دو۔ کہ پھر کوئی شریر درپے فساد نہ ہو۔ اس ملک میں کسی طرح بیداد نہ ہو۔ یقین ہے ان لوگوں نے افترا پردازی کی سزا پائی ہو۔ بدمعاشوں کی سردست قضا آئی ہو۔ مرتضائی پشاور

سکندرہ

دو فقیر گوسائین گنگا سے آتے تھے۔ پانسو روپے نقد پوشیدہ لاتے تھے۔ اثنائے راہ میں کسی عیار نے بھانپا ہمراہ ہوا۔ آمادۂ قتل و غارت وہ کینہ خواہ ہوا۔ جب وہ اجل رسیدہ شہر میں آئے ایک شیوالے میں شب باش ہوئے۔ دوست بن کے وہ شریک بدمعاش ہوئے فقیروں نے ایک طرف بستر بچھایا۔ چور نے بھی بچھونا برابر جمایا۔ جب آدھی رات گئی موقع پا کر اون دونوں کو خاطر جمع سے زخمی نیم جان کیا۔ مال لے کے اپنا رستہ لیا کوتوال شہر خبر پا کر مقام واردات پر آیا زخمیوں کو سسکتا پا کر استفسار حال فرمایا۔ مظلوموں نے احوال اظہار کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بیکنٹھ کا راستہ لیا۔ مجرموں کی تلاش کی تاکید ہے اشتہار جاری ہوئے ہیں۔ کہیں پتا نہیں ملتا متلاشی ڈھونڈتے ڈھونڈتے عاری ہوئے ہیں۔ مرتضی پشاور

تخفیف مشاہرہ

صاحب جام جہان نما اخبار مارننگ کرانیکل مطبوعہ ۷ رنومبر سے تحریر کرتے ہیں۔ اس مضمون کی تقریر کرتے ہیں۔ کہ تنخواہ روسائے ہندوستان و شاہزادہ ہائے والاشان دارالامارۃ بمبئی میں تخفیف کی سبیل ہو۔ اس قدر روپیا سب کو عطا ہو جتنے ممالک مغربی کی تحصیل ہو۔ چنانچہ از روے حساب تمیس روپے سینکڑے کی کمی نظر آئی ہے۔ اس قدر مشاہرے کی تخفیف ٹھہرائی ہے۔ مگر پہلے یہ تجویز دو جلیل القدر کی نسبت جاری ہوگی۔ پھر اوروں کی باری ہوگی۔ پہلے حضرت بادشاہ دہلی کے وظیفے سے وہ رقم منہا ہو کے چھ لاکھ روپے سالانہ مقرر ہوگا۔ پھر چار لاکھ روپیا بعد وضعات ہر سال نواب ناظم بنگالہ کے داخل دفتر ہوگا۔ اور قلعہ مرشد آباد کہ قرضداروں اور اوباشوں کا مامن ہے۔ حرام خوروں کا مسکن ہے۔ حسب رپورٹ مسٹر مارنس صاحب متوفی اجنٹ مرشد آباد کی تجویز پہ مدار ہوا ہے۔ مقدمات ملازمین شاہزادگان اور بیگمات جلیل المناصب میں دخل سرکار ہوا ہے۔ صاحب خبر کی تقریر ہے۔ یہ تحریر ہے۔ کہ اگر انصاف کی جانب نظر ہے۔ تو یہ تجویز بہت بہتر ہے۔ اب تک جو امورات ناملائم ملازمین امرا سے صادر ہوئے۔ معطونی اور الزام سرکار انگریزی کے سزادہی پر نہ قادر ہوے۔ اب اونکی بدنامی مٹ جائے گی۔ جو جیسا کرے گا اوسکی جزا دیکھنے میں آئے گی۔

اکبرآباد

صاحب قران السعدین ایک دوست کے خط کا مضمون اظہار کرتے ہیں۔ ہم اوسے درج صحیفہ اخبار کرتے ہیں۔ موضع معین الدین پور علاقہ تھانہ فیروز پور میں ۲۴ رتاریخ کو کئی بنجارے جمن پوری سے آکر اُس جنگل میں شب باش ہوے۔ لوٹنے کی فکر میں بدمعاش ہوئے۔ آدھی رات جب گئی دو آدمی مسلح بقصد غارت آئے۔ اس امر قبیح پر مستعد حسب عادت آئے۔ پہلے ایک عورت سمو نامی کو تلوار سے زخمی کیا۔ پھر مال لیا۔ جب بنجارے ہوشیار ہوئے۔ مقابلے پر طیار ہوئے انمیں دو آدمی مداری اور بدھو کو بھی تیز دستی سے مجروح کیا۔ سنبھلنے نہ دیا۔ آخر تین سو اٹھتر روپے کا مال لیا۔ پھر بکشادہ پیشانی راستہ فی الحال لیا۔ دم صبح مہتم کو اطلاع ہوئی تین آدمی اس شبہ میں گرفتار ہو گئے۔ دو اُس میں سے برق اندازوں کی حراست سے فرار ہو گئے۔ ایک عورت ہنو نامی کسی چپراسی کے گھر میں تھی۔ شمشاد عیار نے اوس سرو سہی کو جان سے مارا۔ جس قدر زیور پہنے تھی بے خوف اُتارا۔ مگر سرسبز نہ ہونے پایا پولس والوں کے ہاتھ سے اسیر ہوا۔ یہ پھل پایا کہ پابہ زنجیر ہوا۔ جب نوبت استفسار کی آئی اقرار کیا۔ اور ایک شخص کی شراکت کا اظہار کیا۔ مگر اوسکو انکار ہے۔ مقدمہ روبکار ہے۔ ایک میم نے شہوت نفسانی سے حسن خان جمعدار ہندوستانی سے آشنائی کا رنگ جمایا۔ محبت کا ڈھنگ جمایا۔ جب ملاقات بڑھی۔ نکاح کر کے سر چڑھی۔ چند روز اسی کیفیت و سرور میں بسر کی۔ عیش و آرام سے شام و سحر کی۔ پھر کچھ دل میں لہر آئی۔ پردے میں بیٹھے بیٹھے چھید کی ٹھہرائی نشہ شباب میں دن رات کی کثرت ہوئی۔ جب جن سر سے اوتر گیا نفرت ہوئی۔ مگر عیاری سے اس امر کا اظہار نہ کیا۔ کسی سے بھید آشکار نہ کیا۔ در پردہ کسی انگریز سے راہ کی۔ بخت پز خاطر خواہ کی۔ جب جمعدار کو کیفیت معلوم ہوئی۔ آمد و رفت کی دھوم ہوئی۔ جان سے ہاتھ دھو کر پہلے زبانی ممانعت کی۔ آخر پھر بُری حرکت

کی۔ رنج کی کثرت سے مرگ کا آمادہ ہوا۔ اوس کے قتل کا ارادہ ہوا۔ پہلے رات کو اوسکا خون چاٹا۔ پھر اپنا گلا کاٹا۔ مگر جان نہ نکلی غش آ گیا۔ ہاتھ سے چھری چھوٹی کپڑا گیا۔ حاکم کو اطلاع ہوئی مقتولہ کو دفن کا حکم دیا۔ اوسے زندہ پاکر اسپتال میں بھیجا اب رو بہ صحت ہے۔ مگر پھانسی کے خوف سے قریب ہلاکت ہے۔ مفید خلائق

بریلی

گنگا پرشاد کا بستھ زمیدار موضع بھنار بریلی کا رہنے والا ایک کہلک کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بہجہ جان سے بے چارا گیا۔ اب حاکم کو قاتل کی تلاش مدنظر ہے۔ اشتہار جاری ہونے کی خبر ہے۔

پشاور کی داستان ہے۔ امیر کی آمد کا بیان ہے۔

صاحب صادق الاخبار کی پشاور کی چٹھی سے یہ تحریر ہے۔ کہ والی کابل امیر دوست محمد خان بہادر جن کی آمد کا شہرہ پشاور میں مچا تھا۔ عرصہ دراز سے یہ چرچا تھا۔ اور ناظرین اخبار بھی گوش بر آواز تھے۔ شاہراہ انتظار پر دیدے باز تھے۔ وہ معاملہ نویں دسمبر ۱۸۵۶ عیسوی کو بروئے کار آیا۔ یعنی درۂ خیبر سے وہ نامدار آیا۔ فوج بے شمار جوانان جرار ہمرکاب زرہ پوش دوش بدوش تھے۔ ہر شخص بادۂ جرات سے سرشار تھا جوانی کے جوش خروش تھے۔ جب پشاور سے قریب وہ فتح نصیب ہوا جرنیل صاحب بہادر اور میجر اندورث سین صاحب کمشنر کپتان جمس ہوم ملیٹری سکریٹری چیف کمشنر بہادر پنجاب استقبال کی خاطر بڑی دھوم سے اور بہت صاحبان والا قدار اور روسائے ہندوستان باشوکت وشان کمپ پشاور سے تین چار میل بصد تعجیل آئے۔ نہایت احترام بڑے اکرام سے امیر ممدوح کو شہر میں لائے۔ اوسوقت عجب سامان تھا۔ یکہ سوار زرین تاجدار فلک بلندی سے نگراں تھا۔ بہت قرینے کے ساتھ فوج کے پرے۔ سواری سے پرے پرے۔ جوانان جمعتن پہلوانان گردن شکن اپنی اپنی چمک دکھاتے تھے۔ فن سپہ گری کی جلوہ گری تھی۔ بندوق بھی چلتی تھی بہرام فلک کی آنکھ جلتی تھی برچھی ہلاتی تھی۔ سواری باغ و بہار تھی ہر ایک جرار کے پس پشت سپر دنکے پھول کھلے تھے۔ اونکو تخت خار تھا جو بزدلے تھے۔ جلسہ یادگار تھا۔ غبار بھی دھواندھار تھا۔ جس جا سواری کوئی دم رک جاتی تھی۔ بار وقار سے گاؤ زمین کی کمر جھک جاتی تھی۔ کچھ ہاتھی کوہ پیکر ایک سے ایک برتر۔ دم رفتار اگر سر اوٹھاتے ماتھے پیل فلک سے ٹکر کھاتے۔ گھوڑی پری نژاد دوردم۔ صرصر صبا سے تیز قدم۔ ترکی تازی عراقی یمنی ساز یراق اونکا جب چمکتا تھا۔ خورشید کی آنکھ جھپکتا تھا۔ جس طرف فوج کا پرا تھا۔ نقیب سرگرم صدا تھا۔ کہ جوانو باگیں سنبھالے اپنے بیگانے کو دیکھے بھالے قدم بڑھاتا۔ جب نصیب آزمائی ہو در پیش لڑائی ہو جی نہ چراتا۔ لشکر کی آمد کا نیا ڈھنگ تھا۔ عجب رنگ تھا۔ اسطرح کا انداز نکالا تھا کہ بیچ میں یہ سپہر جوانمردی کی ثابت وسیار یلان نامدار اور ماہ برج رفعت والی مملکت گرد فوج کا ہالا تھا۔ جب در دولت سر پر آئے۔ عجیب سامان نظر آئے۔ سلامی ہونے لگی اوس وقت بڑی میر ہوئی جب انگریزی فیر ہوئی۔ القصہ داخل مکان اوس عظم وشان سے ہوئے دوسرے روز جب کچھ کسل راہ دور ہوئی۔ صحبت رقص و سرود ہوئی۔ طبلے کی تھاپ گوش لولیئے فلک تک جاتی تھی۔ سارنگی کے زونٹے سے زہرہ لہراتی تھی۔ سم کے انداز پر تان سین قسم کھاتا تھا۔ تال کا دھما کہ پتال تک جاتا تھا۔ سب کو سُن لینے کی دھن تھی۔ کو خیال نہ آتا تھا۔ اس انداز سے اوپج اور تان لیتے تھے کہ بہادر مست ہو کے اپنے سینے تان لیتے تھے۔ جلسہ کے چھٹے دن شورہ ہوا اصلاح امیر یہ تدبیر ہوئی کہ چھ پلٹن اور رسالے گورے کے اور ہندوستانی امیر کے ہمرکاب رہیں باقی فوج پشاور میں طیار رہے۔ ضرورت کا انتظار ہے۔ صاحب چٹھی سے وعدہ ہے کہ قریب خبر تازہ آئے گی۔ نظر سے شائقوں کے گذر جائے گی۔ اور یہاں نزدیک دور مشہور ہے کہ فوج انبالے اور فیروز پور کی بلکہ دور دور کی پشاور میں شریک رہے۔ کہ وقت ضرورت انتظار نہ کرنا پڑے۔ اس انداز سے کھلتا ہے کہ قریب کوئی گل کھلتا ہے۔ کوئی صاحب تخت و تاج ہوتا ہے کسی کا گھر خاک میں ملتا ہے۔

شملہ

۱۹ رنومبر کو لارڈ ولیم منی گیوجی صاحب کمشنر دورے کو کوہ منصوری کی طرف گئے ٹیکا سرم چند چیل والے سے بمقدمہ اغوائے قوم کوہستانی ہزار روپے جرمانہ کے لے رہے۔ ایک شخص ڈاک بگھی سے گرا دوسرے بگھی کا پہیا بدن پر پھرا۔ قدیم مکان میں داخل ہوئے۔ اول منزل ہوئے ایک دوکان سے کسی عیار نے آٹھ سے روپے کا مال لیا دکاندار کی آنکھوں میں خاک ڈال کے اپنا کام نکال لیا۔ صادق الاخبار

جنگ اہل اسٹریا با فوج روس

مہتمم صادق الاخبار ایک دوست کے خط سے رقم کرتے ہیں۔ اس معرکہ جنگ و جدال کی کیفیت یون حوالہ قلم کرتے ہیں۔ طرفین سے دلیر دست بشمشیر نکلے بڑا مقابلہ ہوا۔ بہتوں کی مفت میں جان گئی حوصلہ نہ نکلا دل میں ارمان رہا۔ اسٹریا والوں کے ہاتھ میدان رہا۔ آخر روس تاب مقادمت نہ لائے فرار ہوئے۔ زخموں سے جسم گلنار ہوئے۔ کچھ دور اون دلاوروں نے بھگایا پھر اُسی جا ٹھہر گئے۔ وہ بزدلے معلوم نہ ہوا کدھر گئے۔ جو سرکار کمپنی کو اوس اتحاد کا اظہار ضرور ہوا۔ اس واسطے اس خبر کا ہر مملکت میں اشتہار دور دور ہوا۔ تار برقی پر یہ خبر منگائی۔ ایک عالم کو سنائی۔ شاہ نپلس کا ارادہ ہے کہ پچاس ہزار فوج جرار جمع کرے۔ حدود مملکت کی محافظت پر آمادہ رہے۔ کہ کسی طرف سے فوج مخالف کو آنے نہ دے قدم جمانے نہ دے۔ سفیر دوم اسٹریا جہازوں کے انتظام کا مشورہ لینے شاہ نپلس کے حضور میں آیا۔ مگر شرائط منظور نہ ہوئی۔ فریب کی طرف محمول فرمایا۔ وہ مایوس پھرا۔ اس مملکت کا ہر مشیر بند فکر میں گھرا۔ ناانصافی سے انتشار رہا ہے۔ گمان کارزار ہوا ہے۔ اور دریائے لندن میں متصل شہر برس کے کئی افسر انگریزی ڈوب گئے۔ دنیا کے بکھیڑوں سے نجات ملی۔ دار بقا میں اس اسلوب سے گئے۔

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
نواب وزیر مرزا صاحب بہادر دام اقبالہ خلف نواب کیوان جاہ بہادر مغفور	تیرہ روپے	من ابتدائے ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۱ ذیقعدہ ۱۲۷۳ ہجری

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو | یافت جانِ تازہ جسم لکھنؤ | گنج گوہرہائے معنی اندردست | چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ
عنوان صحیفہ حمد حق ہے | زیبائش اوّل ورق ہے | پھر نعت ہے سید البشر کی | جس نے ہمیں خبر دی

نمبر ۲۴ ۵ر شہر جمادی الاول ۱۲۷۳ہجری مطابق ۲ ماہ جنوری ۱۸۵۷عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تا بمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ر روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپیہ مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زرمرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زرقیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد | بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است
مصرعِ تاریخ آغازش عنایت زد رقم | گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنؤ است

۱۲۷۳

لکھنؤ

صحیفہ سابق میں مچھو کا گرفتار ہونا لکھا ہے۔ اب یکشنبہ کو وہ کوتوالی میں آیا ہے۔ جب تحقیقات ہوئی بڑی کدوکاوش سے کئی شریکوں کا نام بتایا۔ مفصل وہ کام بتایا۔ اور کچھ نقد وجنس اوسکے گھر سے نکلا ہے وہ بھی صحیفے میں لکھا ہے۔ اب ۲۸ر دسمبر کو گیارہ بجے تار برقی سے بڑی چک کی خبر آئی ہے۔ کہ آج دس بجے یاقوت مع شیرین نام رنڈی اور دو شخص اور گرفتار ہوئے۔ یاقوت کے پاس جواہر ہے کچھ اشرفیاں ہیں اور سامان ہے۔ داخل محبس سرکار ہوے۔ زندگی شیرین وغیرہ کی تلخ ہے جو مجرم ہو وہ لکھنؤ جائے۔ جو فارغ البال ہو وہ رہائی پائے۔ یہاں سے صاحب منتظم شہر نے جواب روانہ کیا ہے کہ سب کا بحفاظت تمام تھانے تھانے چالان کرو۔ مال کا کسی دیانت دار کو نگہبان کرو۔ کہ ہوشیاری سے یہاں پہونچائے۔ اور رسید تمہارے پاس جائے۔ پھر شمشیر الدولہ بہادر کو بلایا۔ بہ کشادہ پیشانی فرمایا۔ کہ مبارک ہو یاقوت ہاتھ آیا۔ یہ سمجھو کہ سب مال پایا۔ یہی فقط سرکار دولتمدار کا فر اقبال ہے کہ شمشیر الدولہ بہادر کوشش میں تیز ہیں منتظم شہر کو اسباب نکالنے کا خیال ہے۔ ہر روز اسباب نکلتا جاتا ہے۔ سرکار میں آتا ہے۔ یقین کامل ہے۔ کہ اگر عنایت ایزدی شامل ہے۔ تو کوشش شمشیر الدولہ بہادر کی جو اس درمیان میں ہوئی ہے۔ بیکار نہ جائے۔ تمام وکمال اسباب جناب مخدرۂ عظمیٰ صاحبہ دام دولتہا کے ہاتھ آئے۔ اور جو اسباب چوروں کے گھروں سے آیا ہے۔ منتظم شہر نے بڑی کدوکاوش سے منگایا ہے۔ کئی آدمی اور گرفتار ہوئے ہیں۔ داخل محبس سرکار ہوئے ہیں۔

آج تک تیس ۳۰ نفر جیلخانے میں داخل ہوا ہے۔ جب اس قدر مال حاصل ہوا ہے۔ تفصیل اوسکی درج صحیفہ اخبار ہے۔ ناظرین کے ملاحظے کو طیار ہے۔ عجب مال تھا۔ ہر ایک اس سے مالا مال تھا۔ مگر آل کا کسی کو خیال نہ تھا کہ یہ حرام ہے حلال نہ تھا۔ چنانچہ نبو تا پاسی کے پاس اس قدر تھا۔ زر و زیور تھا۔

۵۳۳۹

اشرفیاں	کڑے سونے کے	طوق سونے کا
۱۳۶	یک دیم	یک
۲۷۵۰	۱۴۸۹	۱۸۴
جوشن سونے کی	کرن پھول سونے کے	سونا
۲۳ تولے	۲۶۰	۳۲۵
۲۰۰		
سونا	کنگن سونے کا	پتر سونے کے
۲۵	۲۴ تولہ ۶ ماشہ	۳۱ تولہ ۶ ماشہ
چوڑی سونے کی	بجلی سونے کی	دانہ جوشن سونے کی
۱۵ تولہ ۶ ماشہ	۳۰ عدد	۳۰ تولے ۶ ماشہ
۲۵۶	۵۰	۷۳
تعویز بازو سونے کا	چوڑی جڑاؤ مع موتیوں	کرن پھول سونے کی
۲۰۰	۳۰۰	۴ تولہ چھ ماشہ
		۷۵
چوڑی سونے کی	گوشوارہ سونے کا	بالیاں موتیوں کی
یک	یک	دو
۲۷	۵۰	۳۰۰
بجلی جڑاؤ مع موتیوں	دانہ چوبی دتی	زنجیر سونے کی
یک	یک تولہ ۹ ماشہ	یک
۱۷	۳۰	۸۰
موتی	چاندی	نقد
۷۳ جوڑی	۱۵	۱۶۴
۶۰۱		

یہ خواجہ حسین بخش کے پاس تھا جس کی روبکاری ہے۔ وہ کہتے ہیں ہمارا ہے لوگ ناقل ہیں سرکاری ہے۔ کچھ زمین میں گڑا کچھ مکان میں رکھا ملا ہے۔ راقم نے مفصل لکھا ہے۔

کڑے سونے کے سادے	کڑے جڑاؤ ہاتھ کے	چھڑی سونے کی

تین جوڑی	یک جوڑی	تین جوڑی
دھولنہ سونے کا	بکلی سادی سونے کی	بکلی سونے کی جڑاؤ
یک عدد	یک جوڑی	یک جوڑی
چوڑی جڑاؤ	بالی پتے سونے کی جڑاؤ	سیس پھول
یک	۳۰ عدد	یک عدد
متفرقات زیور ٹوٹا ہوا	کنی ہیرے کی	کنی یاقوت کی
----	۲۵ عدد	۲۵ عدد
کندن چھلا ہوا زیور کا	موتی	دہکدنگی سونے کی
۹۹	۱۰۰ عدد	یک
۶ ماشہ		
ہار سونے کا	چلم چاندی کی	گوڑ گوڑی چاندی کی
یک	تین عدد	یک
پیچوان مع طشت وغیرہ چاندی کا	چھڑی چاندی کی	طوق
یک جوڑ	۶ عدد	۳۰ عدد

مریضوں کو مژدہ صحت ہے۔ خبر نہیں جواہر مہرہ ہے معجون مفرح کی لذت ہے۔ جناب حکیم سید محمد حیدر صاحب تلامذہ مسیح الدولہ بہادر متوطن بلگرام طبیعت بہت تیز جودت خیز صدہا مریض کامیاب ہوتے ہیں۔ اوستاد کے ہمنام تو نہیں مگر علاج کرتے ہیں ہر بار ہم خطاب ہوتے ہیں۔ بڑے مشاق ہیں۔ شہرہ آفاق ہیں۔ وزرات درس تدریس طلبہ معالجہ مرضہ میں مصروف پایا۔ جس صفت میں دیکھا موصوف پایا۔ طبیعت بہت حاضر ہے۔ شفا چاکر ہے۔ مریض نے اونکی دولت سرا کی راہ لی۔ مرض بھاگا شفا کی پناہ لی۔ نسخہ لکھنے کو جب ہاتھ بڑھایا۔ مرض گھٹتا نظر آیا۔ جو مریض انکے پاس آیا صحت ہوئی مرض دور ہوا اسی باعث ذکر خیر ان کا دور دور ہوا۔ اس علم و کمال پر عبادت میں یادگار قائم اللیل صائم النہار۔ بالفعل خاص بازار میں جو انیس الدولہ کا مکان ہے مطلب وہاں کرتے ہیں نشان آستان ہے۔ امیر غریب سب کا علاج برمحل ہے۔ اونکے در پر شفا کا ٹھیکہ آج کل ہے۔ باون رجمنٹ شاہی گورے کی جو ابتدائے عملداری سے اس شہر میں مقیم تھی وہ کانپور گئی۔ یا کسی اور ضرورت کو کہیں دور گئی۔ اور ۲۰ دسمبر بتیس رجمنٹ گورے کی کانپور سے آئی چوپڑ والے اصطبل میں قیام کیا ہے۔ اوسی جا مقام کیا ہے۔ سابق میں پانسے بیس چھکڑوں کا آنا۔ میگزین کا لانا۔ درج صحیفہ اخبار کیا۔ کہ اون چھکڑوں پر ایک سے کئی توپیں برنجی سرکار شاہی میں جو جو تحفہ اور عمدہ تھیں بطریق تحفہ کلکتے گئیں۔ باقی یہیں رہیں۔ اب سو چھکڑے میگزین کے اور آئے ہیں۔ جنگی سامان لائے ہیں۔ شیش محل میں اوتارا ہے۔ اور جو کچھ جی میں آئے یہاں سے جائے کس کا اجارہ ہے۔ جس طائفے کو حرص گھیرتی ہے۔ پروردگار کی رحمت اوس سے آنکھ پھیرتی ہے۔ مطعون خاص و عام ہوتا ہے۔ شیطان سے زیادہ بدنام ہوتا ہے۔ عقل بدنصیب سے بگڑ جاتی ہے لوگ مسخرا سمجھ کے بناتے ہیں۔ دوڑتے دوڑتے بُری گت ہوتی ہے پر طوکا ناچ نچواتے ہیں۔ بالفعل اکثر جو قوم کے رزیل ہیں۔ اوقاتیں اُن کی قلیل ہیں۔ فضول خرچی کے باعث اون میں سے جو تنگ ہوا۔ کمائی پر جھکا ننگا تو تھا نام و ننگ ہوا۔ در نمولا اس گروہ سے ایک شخص نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی کچہری میں رنڈیوں کی اجارے کا سوال دیا۔ ٹھوکریں کھاتا تھا ٹھیکے پر چلا۔ تین ہزار روپے یکسالہ بروزن دیہاتالہ سوچکر درخواست دی۔ وہ فہمیدہ سنجیدہ اس کا مطلب صاف سمجھے۔ قہقہہ لگایا اس

کو قاف سمجھے۔ یہ بات ارشاد کی کارنیگی صاحب بہادر منتظم شہر ہیں اون سے عرض حال کرو۔ پیش سوال کرو۔ یہ ہیچ کاراوہاں سے پھولا نکلا بآواز بلند لوگوں سے حال کہا۔ اس خبر کی دھوم ہوئی۔ ہم جنسوں کو معلوم ہوئی۔ ایک اور بنام سید تھے مگر نکتہ عقلمند کے واسطے ہے وہ سید ہے ٹوکرا سر پر اوٹھایا۔ دل میں اسکا خیال آیا۔ سرو دبستان ہوا۔ سائل اول وہاں آئے نہ پایا آخر کار یہ کچہری میں مع سوال آیا دربار میں پہونچے تو نامردی سے بے غیرت کو شرم آئی۔ شخص غیر کے ہاتھ سے عرضی دلوائی۔ منتظم شہر نے ہنس کے فرمایا سائل کہاں ہے جلد آئے۔ سید تو ہے سند لے جائے۔ یہ سنکے آپ نے بہت بتاؤ کیا۔ گری مونچھوں کو تاؤ دیا۔ چک کے روبرو حاضر ہوئے صاحب بہادر اوس وقت کسی روبکاری میں مصروف تھے فرمایا۔ صبح کو سوال خوانی کے وقت حاضر ہونا۔ تو یہ بیقوف تھے اہل عملہ سے جا کے عرض حال کیا۔ تماش بین اونکو سمجھ کے بہت قیل وقال کیا۔ قیاس میں یہ بات آتی ہے کہ اسامی پہونچانے کا وعدہ کیا ہوگا۔ سعی پر آمادہ کیا ہوگا۔ لیکن وہ مرد اشراف تھے طینت کے صاف تھے۔ مسخرے سے فرمایا کہ عمل انگریزی میں اس جنس کا ٹھیکا نہیں۔ زنا کا اجارا اصل تو یہ ہے اصلاً نہیں۔ فقط حضور نے جو فرمایا تھا۔ تم کو بتایا تھا۔ یہ تو وہاں سے آیا۔ دم دبا کے اپنے گھر کو راہی ہوا۔ اسکے بعد کچہری میں وارد پہلا داہی ہوا۔ القصہ مطلب تو دونوں کا ایک تھا ایک سا مال ہوا۔ اس کو مفت درنج اوسکو ذلت وملال ہوا۔ ان کمبختوں کو اگر اس جنس کا اجارا لینا تھا۔ تو پہلے نرخ کی فرد حضور میں دینا تھا۔ تحفہ تحفہ رقم پہلے جب سرکار میں پہونچاتے۔ پھر بھاؤ بتاتے تب ٹھیکہ پاتے۔ ایک حسرت میں دونوں گرفتار ہیں مگر اسکے اوچک لینے پر پہلے صاحب روتے ہیں۔ اور تو کیا ہو سکتا ہے۔ گومتی کنارے کی دلالی نہیں کھوتے ہیں۔ اندنوں صحیفہ اخبار دوربین راقم کی نظر سے گذرا۔ تین مکتوب ایک کاتب گمنام مشہور خیر خواہ انام دیکھا۔ اوس تحریر میں چرب زبانی کا رنگ نظر آیا۔ انشا پردازی کا ڈھنگ نظر آیا۔ کہیں تصریح کسی مقام پر احتمال تھا۔ محرر کو انشا پردازی میں کمال تھا۔ لیکن کو چہ گرد بھی اس شہر کا رہنے والا ہے۔ تھوڑے عرصے میں بہت لوگوں کو دیکھا بھالا ہے۔ اب ضرور ہوا کہ رفع اشتباہ صداقت قرین صاحب اخبار دوربین اور تسکین خاطر ناظرین باریک بین کی کچھ تحریر ہو۔ راست راست بے کم وکاست تسطیر ہو۔ بالفعل مجمل لکھا ہے کہ صحیفے میں گنجائش قلیل ہے۔ آئندہ پر موقوف تفصیل ہے۔ حقیقت میں ہمارے پادشاہِ مظلوم کا جو حال ہے۔ قابل افسوس لائق ملال ہے۔ مدت سے زور شور پر ہر ایک نمکخوار رہا۔ انجام سے غافل ناکردہ کار گزار رہا۔ زمانہ سابق میں صاحب کلکٹر دہلی کو وہاں کی املاک پر در پردہ قبض وتصرف منظور ہوا۔ کئی بار صاحب رزیڈنٹ کے استصواب سے اس مقدمے کا مذکور ہوا۔ مگر اہالیان سرکار شاہی کو قبول نہ ہوا۔ صاحب کلکٹر کو حسرت رہی مطلب حصول نہ ہوا۔ نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ بدانتظامی کے پردے میں کئی سو روپے کی کمی پر اوس علاقے کا بندوبست ہوا۔ ٹھیکہ دار کا حوصلہ پست ہوا۔ اگر اسوقت میں ٹھیکہ دار قدیم جرم بدانتظامی سے معزول اور دوسرا بحال ہوتا تو لکھنؤ کی املاک کا ایسا حال ہوتا۔ اور روپیا قسطوں کا جو باقی تھا۔ اوسکا کون ٹھکانہ تھا یہ حیلہ کافی تھا نہ کارپردازوں کو اس قدر اختیار تھا کہ راجہ بہادر سنگھ ٹھیکہ دار کے جایداد کا نیلام کرتے۔ زرباقی کا انتظام کرتے۔ مجبور حکام کو اطلاع کی جاتی۔ جہاں اور سب لیا تھا وہ بھی جایداد لے جاتے۔ گو اس میں بھی نقصان صریح ہے مگر نام ہے۔ اطلاع کرنے پر یہ جواب ہوتا کہ تمہیں اوس سے کیا کام ہے۔ اس مقدمے میں ظاہرا کارپردازان حال پر ایسا الزام نہیں ہوسکتا ہے۔ کہ اس آفت کے آنے سے جی چھوٹے ہیں ہر ایک کو سکتا ہے۔ سوا اسکے یہ اون لوگوں کی کارگزاری تھی۔ جنہوں نے دیدہ ودانستہ ریاست کی صورت بگاڑی اونکی بدکرداری تھی۔ کارپرداز حال خود پریشانی سے بسر کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو غیر جنس سمجھ کر صحبت سے حذر کرتے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ آمد ورفت سے رسائی پیدا ہوتی ہے۔ بگڑی بات بنانے سے کارگزاری ہویدا ہوتی ہے۔ مگر جن کاموں میں الزام ہیں۔ جو امور بے انتظام ہیں۔ وہ اور ہیں۔ قابل غور ہیں۔ جس میں بدنامی کے سوا نقصان ہوتا ہے۔ سلطنت کی بربادی کا سامان ہوتا ہے۔ تصریح اوس کی طول ہے۔ ناسمجھونکو سمجھانا فضول ہے۔ مختصر سی یہ بات کہ گل عالم اور سردار محل اور بڑی چھوٹی بیگم در دولت سے دور ہوئیں۔ مورد عتاب حضور ہوئیں۔ خدا جانے مال واسباب اونکا کئی لاکھ روپے کا داخل خزانہ شاہی ہوا۔ اور کسی طرف راہی ہوا۔ اور ایک تیرہ ہزار روپے کا علاقہ کسی علاقہ دار نے تین ہزار روپے کی جمع پر شامل کیا۔ دھوکے میں اپنا مطلب حاصل کیا۔ اسی طرح کی ہزاروں روز باتیں ہوتی ہیں۔ جو خیر خواہوں کے ہوش کھوتی ہیں۔ گو کہ خیر خواہ نمک حلالوں سے زمانہ خالی نہیں۔ لیکن سرکار کی ذہن میں حالی نہیں۔ اب بھی بعض نے وہ کام کیے ہیں۔ خیر خواہوں میں نام کیے ہیں۔ چنانچہ آغاز عملداری انگریزی میں املاک جونپور

پر صاحب کلکٹر نے قبضہ کیا تھا۔مستاجر کا دخل اوٹھا دیا تھا۔اور کلکٹر دہلی کو بھی موقع ہاتھ آیا تھا۔تصرف منظور ہوا تھا میدان خالی پایا تھا۔اوس میں دل لڑا کے چیف کمشنر بہادر سے بڑی گفتگو کی۔روبکاری روبرو کی۔جب ادہر سے ثبوت استحقاق میں کد ہوئی۔تب اودہر سے واگذاشت کی سند ہوئی۔اسی طرح کے اور امور ہوئے۔خیر خواہی میں کب قصور ہوئے۔مگر نادانی سے امر خیر کے اظہار میں غفلت ہوئی۔اور جس بشر سے شر ہوا دس کی جلد شہرت ہوئی۔ یک نشد دو شد انہیں دنوں میں ہاٹین صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں ایک اور بزرگ آئے۔سوال لکھہ کی لائے۔پانسو روپے سالیانہ حضور میں دونگا۔ جوئے کا ٹھیکہ لوں گا پہلے دو تھے یہ اپنے کام کے ایک تھے۔سوال پڑہ کے یہ حکم زبان پر لائے۔کہ سائل کہاں ہے کوئی بلائے۔کہ جوئے کا ٹھیکہ لے چوری اور خانہ جنگی کی مستاجری کرے یہ خبر سنتے ہی شش وپنج دل میں ہول کرنے لگی چھکے چھوٹے داؤ گھات لگا کے ٹل گئے۔یا تو دون کی لیتے تھے رعب دل پر نقش ہوگیا مشیر کا داسوخت ہوئے جل گئے۔کلجگ جو آیا ہے۔بساط دغل کو بچھایا ہے۔ایسے ہی کھلاڑیوں کی بہار ہے سیر ہے۔گہر انسان سے نہ نکلے اسی میں خیر ہے۔۱۶ ربیع الآخر کو کسی بدمعاش ظالم نے بادشاہ گنج کی چھاؤنی سے متصل رام پرشاد مہاجن کو دن دہاڑے دو سے روپے کی لالچ میں زخموں سے گلنار کیا۔سر دست ہاتھ بیکار کیا۔نقد وجنس جو تھا ہاتھ لیا۔دل جمعی سے چل دیا عجب کار کیا۔کچھ دیر کے بعد حاکم کو خبر ہوئی۔تلاش کسقدر رہوئی۔مگر اوسکا پتا نہ پایا دوڑ دھوپ میں لوگ تھکے مجرم ہاتھ نہ آیا۔اب زمینداروں پر تاکید ہے۔مجرم کو حاضر کرو حکم شدید ہے۔

اشتہار

حکام حال نے قانون پنجاب کا اس مملکت میں جاری کیا ہے۔دیوانی فوجداری کا بندوبست اوسی دستور پر ایکباری کیا ہے۔بلکہ حسب ایمائے حکام مطبع کوہ نور لاہور سے دہ کتابیں خاکسار کے مطبع میں آئی ہیں۔لہذا یہ خبر چھپوا کر خریداروں کو رغبتیں دلوائی ہیں۔جس بزرگوار کو خریداری منظور ہوگی۔قیمت خاکسار کے پاس پہونچے گی تو روانہ ضرور ہوگی۔اور صاحبان ہم پیشہ کی خدمت میں عرض رسا ہے۔کہ انکے چھاپنے کا قصد نہ کریں بُرا ہے۔روبکاری میں بڑا افساد ہوگا۔مشقت کا کام برباد ہوگا۔ تا ل شرط ہے چند نفس۔برسولان بلاغ باشد وبس

فہرست کتب قوانین

۲۷ جلد

اصول قانون دیوانی جدید	سرکلر نمبر ۸۹ ترتیب دفتر فوجداری و دیوانی	سرکلر جوڈیشیل فوجداری
۳؍ روپے	دو روپے	۷؍ روپے آٹھ آنے
سرکلر فنانشل ریونیو کلکٹری	قانون دیوانی پنجاب مطبوعہ ۱۸۵۰ء	رسالہ تعلیم پٹواریان فارسی
۴؍ روپے ۱۴ آنے	ایک روپیہ آٹھ آنہ	ایک روپیہ اٹھ آنے
جنتری برادر و تنخواہ ناگری	قانون دیوانی تعلق سپاہیان فوج	قواعد امتحان اکسٹرا اسسٹنٹ
۱۲؍ آنے	۸؍ آنے	۸؍ آنے
منتخب قوانین فوجداری تعلق تھانہ داران	ہدایت نامہ بندوبست	ہدایت نامہ حرفت کاری جیلخانہ
دو روپے	۴؍ روپے ۱۲ آنے	۶؍ آنے
ہدایت نامہ ترتیب دفتر کلکٹری	ہدایت نامہ مجسٹریٹ مولفہ سکوت صاحب	ہدایت نامہ پیائش زمینداری
ایک روپے آٹھ آنے	۱۳؍ روپے	ایک روپے آٹھ آنے
ہدایت نامہ مالگزاری حصہ دوم	دستور العمل داروغہ اعلی	آئین جدید ٹھیکہ کمپنی

۳ روپے	۶ آنے	۴ آنے
دستور العمل قواعد ڈاک	دستور العمل تحصیلداران با اختیار دیوانی	دستور العمل تحصیلداران با اختیار فوجداری
۱۲ آنے	ایک روپے آٹھ آنے	ایک روپے دو آنے
منتخب القوانین دیوانی	دستور العمل جاگیرداران	جنتری برآورد تنخواہ فارسی
چار روپے آٹھ آنے ز	دس آنے	بارہ آنے
سالہ اشتہار چیک	تمسار کمشن صاحب دیوانی	جنتری ۱۸۵۷ عیسوی
ڈیڑھ آنے	چار روپے آٹھ آنے	۳ آنے

بڑودہ

سابق میں راجہ گنپت راو والی بڑودہ نے انتقال کیا تھا۔ اس دار ناپائدار سے ارتحال کیا تھا۔ ہوا خواہوں کو ملال تھا۔ ریاست کی بربادی کا خیال تھا۔ اس واسطے کہ راجہ یہاں کا دولت دنیا سے مالا مال تھا۔ لیکن وارث سلطنت جو نہ رکھتا تھا عین خوشی میں ملال تھا۔ بلبل بوستان سلطنت سے کاشانہ دولت خالی تھا۔ اسکے بعد جو رعایا کی پاسبانی نوکری حکمرانی کرے وہ ہما خصال سایہ افگن نہ تھا ہمیشہ یہ رنج حالی تھا۔ ملک کی ضبطی کا گمان تھا۔ حکومت غیر کو ملے یہ سامان تھا۔ سوا حقیقی بھائی کے وارث مملکت نہ تھا۔ اور کوئی لائق سلطنت نہ تھا۔ آخر صاحب رزیڈنس بہادر نے گورنر کو تحریر کی۔ اپنی تجویز کی بشد و مد تقریر کی۔ الحمد اللہ سعی بے سود نہ ہوئی۔ رزیڈنس کی تجویز بحال رہی۔ بعد اس کے حکم کا صدور ہوا۔ آپا کھانڈے راؤ متوفی کے بھائی کو حکومت پر بحال کرنا منظور ہوا۔ ریزڈنس نے یہ مژدہ علی العموم راجہ کو سنایا۔ کہ مبارک ہو اختیار ریاست کا سرکار سے تمہیں آیا۔ اب جس وقت چاہو اجلاس کرو۔ حکومت بے وسواس کرو۔ مگر اوس روز کی ساعت خوب نہ تھی۔ نجومیوں کو مرغوب نہ تھی۔ آخر کار جو گردش فلک اور ثوابت و سیار کی حرکت جانتے تھے۔ سعد و نحس پہچانتے تھے۔ اونکی تجویز سے چودھویں تاریخ دم صبح دربار عام کیا۔ مسند حکومت پر جلوس بفر و شوکت تمام کیا۔ شادیانے بجے توپ پیہم سر ہوئی۔ تمام شہر کو خبر ہوئی۔ مبارک سلامت کی صدا در و دیوار سے آنے لگی۔ نذریں گذریں لوٹنے فلک مبارکباد گانے لگے۔ پھر سواری ہوئی۔ خلقت سے دوچار ہوئے۔ اپنا سامان جلوس دکھایا۔ سب کو مسرور پایا۔ موافق قاعدہ رزیڈنس کی کوٹھی میں پہلے پہل آئے۔ وہ استقبال کو نکل آئے۔ دیر تک صحبت رہی اختلاط کے مذکور ہوئے۔ دل کے وسوسے دور ہوئے۔ پھر رخصت ہوئے اوسی تجمل و شان سے دولت سرا میں تشریف لائے۔ نمک حلالوں کے ارمان بر آئے۔ رعیت کو شادی ہوئی۔ شہر کی از سر نو آبادی ہوئی۔ پروردگار کی ایسی عنایت شامل ہو کہ عدل و داد سے روز و شب بسر کرے۔ غریب غربا کے شر و خیر پر ہر دم نظر کرے۔ حاجتمندوں کا کام نکلے۔ دنیا میں نیک نام نکلے۔

سندھ

صاحب سلطان الاخبار اخبار فینکس سے تحریر کرتے ہیں۔ اس مضمون کی مفصل تقریر کرتے ہیں کہ درنیولا کپتان گرن صاحب سندھ سے قلات کی طرف رو براہ ہے۔ بندوق ولایتی اور انگوٹھیاں اور زنجیر چین سونے کی اور بہت سا اسباب تحفہ اور عمدہ ہمراہ ہے۔ سنا ہے کہ سردار قلات کو تحفہ دینا منظور ہوا ہے۔ اس واسطے یہ اسباب عمدہ نادر ساتھ لیا ہے۔ باعث اس خوشامد کا معلوم نہیں۔ سبب آمیزش مفہوم نہیں۔ مگر دانایان فرنگ بیکار کوئی بات نہیں کرتے۔ بے غرض مدارات نہیں کرتے۔

متھرا

پانچویں دسمبر کوایک برقنداز بیدل بن کا تھیلے ڈاک کے پہونچانے کو مانٹ میں جاتا تھا۔ اسی دستور سے ہمیشہ پہونچتا تھا۔ اب کے بار جب وہ مقام دوکوس رہا۔ کسی خونخوار نے اوس بے چارے کو قتل کیا۔ اور لاش اوسکی مع تھیلے ایک گڑھے میں ڈال دی۔ راہ سے ٹال دی۔ جان اوسکی بے تقصیر و گناہ لی۔ چپراس لے کر اپنی راہ لی۔ متھرا کے کوتوال کو اطلاع ہوئی۔ لاش اوسکی اُٹھوا منگوائی۔ عدالت میں چالان کیا۔ گرفتاری کا سامان کیا۔ خود سرگرم تلاش ہوا مجرموں کے باعث زمینداروں سے پرخاش ہے۔ وہ ایک ایک بدمعاش ہے۔ مگر ابھی تک مجرم گرفتار نہیں ہوا۔ بھید ملا نہیں پتا اظہار نہیں ہوا۔

کراچی بندر

وہاں ایک رئیس جام صاحب نام ہے۔ دو سے روپے پنشن کی سرکار سے پاتے ہیں۔ بڑا دور بے احتشام ہے۔ اتفاقاً نام کی گردش خالی نہ گئی۔ کسی ہندو نے نالش کی۔ کہ میری عورت کو مسلمان بناتے ہیں۔ مذہب میں رخنہ ڈال کے بے خانماں بناتے ہیں۔ مجسٹریٹ نے طلبی کی جام صاحب نے جانا وضع کے خلاف سمجھ کے انکار کیا۔ عورت کو بھی نہ بھیجا۔ مجسٹریٹ نے انکی عزت کا پاس کیا کاردار کو بھیجا وہ پہلے انکی ذات کا نوکر تھا اوسکے ساتھ جانا بدتر تھا۔ پھر نہ گئے ناچار فوجدار جب آیا۔ سمجھا کے وہ اپنے ہمراہ لایا۔ وہ عورت بھی کچہری میں آئی۔ بازار ماسٹر کے حوالے ہوئی۔ یہ حکم ملا کہ ہندو یا مسلمان سے یہ بات نہ کرنے پائے۔ اور جس کا جی چاہے وہ آئے۔ اور جام صاحب کی تقدیر واژون ہوئی۔ عدول حکمی کے جرم میں پچاس روپے جرمانہ ہوا آبرو دگرگوں ہوئی۔ اب کچہری میں سندھی زبان کا رواج ہوا ہے۔ چھوٹی امت کا راج ہوا ہے۔ الف کو بھالا جانتے ہیں۔ قلمدان بغل میں داب کر بھویں تانتے ہیں۔ برملا رشوت کا بازار گرم ہے۔ نہ خدا کا خوف نہ بندوں سے شرم ہے۔ حکام سب کچھ دیکھتے بھالتے ہیں۔ دیدہ دانستہ ٹالتے ہیں۔ حلوائیوں کی دُکان دادا کی نیاز ہے۔ جو ہے رشوت خور جہاں کا چور دغاباز ہے۔ پاجی پیٹ بھرے پاؤں پھیلا کر سوتے ہیں۔ اشرافوں کی نیند اوڑ گئی تمام رات دنوں کو روتے ہیں۔ اخبار نویس ایسا حریص ہے جس نے لکھوکھے پکڑا دیا۔ جو چاہا لکھوا دیا۔ سمجھ نہیں آتا عجب طرح سے قسمتوں کا پھیر ہے۔ تمام دن فلک پر مشعل خورشید جلتی ہے اس پر اندھیر ہے۔

پشاور

اخبار فینکس کلکتہ کی تقریر ہے۔ ہو بہو تحریر ہے۔ کہ بالفعل حدود پشاور میں پانچ آدمی لشکر انگریزی میں گرفتار ہوئے۔ جب قوم ترک سے اظہار ہوئے۔ صاحب کمشنر پشاور نے استفسار حال کیا اونہوں نے کہا روسیوں نے ہم سے کید کیا۔ اپنے لشکر میں قید کیا۔ کچھ ہمارا بس نہ چلا مجبور اسیر رہے۔ مورد آفات بے تقصیر رہے۔ ایک دن اونکے دام سے رہائی پائی۔ اس طرف کو بھاگ نکلے جان بچائی۔ اگر مسافر پروری کرکے بمبئی کی راہ بتادیجئے موذی کے چنگل سے چھڑا دیجئے۔ اہل و عیال سے ملاقات کریں۔ آپ کے حق میں دعا دن رات کریں۔ مگر صاحب بہادر نے اونکے قول کا اعتماد نہ کیا۔ مخبری کے گمان پر قید ہوئے آزاد نہ کیا۔ کہتے ہیں یہ پانچوں آدمی شش جہت میں پھرے ہیں ہفت زبان ہیں۔ اس سبب مخبری کے گمان میں ہیں۔ الغیب عنداللہ اون کے تو وہ اظہار ہیں۔ حاکم کو فریب معلوم ہوتا ہے گرفتار ہیں۔

ان دنوں ایک دوست نے پشاور سے خط بھجوایا ہے اوسمیں یہ مضمون نظر آیا ہے کہ امیر دوست محمد خان چیف کمشنر بہادر کی ملاقات کو کچھ مطلب کی بات کو کابل سے جلال آباد تک آئے ہیں۔ فوج بھی ہمراہ لائے ہیں۔ ۲۵ دسمبر تک پشاور کا داخلہ مشہور ہے راقم اس میں معذور ہے۔ پہلی تحریر نقل صادق الاخبار ہے یہ ایک آشنائے صادق کے خط کا اظہار ہے۔ عقل حیران ہے کس کو جھوٹا کسے سچا جانئے۔ جس کے قول کو پکا جانئے۔ جھوٹ سچ کا نوحہ بہ گردن راوی ہے۔ بندہ کے نزدیک دونوں کا مرتبہ مساوی ہے۔

افغانستان

صاحب کوہ نور لاہور ایک دوست کی چٹھی مورخہ ۳؍ دسمبر سے درج اخبار کرتے ہیں۔ ہم مضمون اوس کا اظہار کرتے ہیں۔ کابلی سوداگروں کی زبانی ہے۔ عجیب کہانی ہے۔ کہ سلطان خان اور سعد اللہ خان جو طہران کی جانب عازم ہوئے تھے شاہ کجکلاہ ایران کے ملازم ہوئے تھے۔ وہ ہرات میں پھر آئے شریک فوج ایران ہیں۔ ظاہر مقابلے کے سامان ہیں۔

سپہ سالار ایران نے مشہد سے پانسو معمار بلوائے ہیں ہرات کی شہر پناہ میں شکست ریخت کا کام ہے منظور استحکام ہے۔ جو جو ضرر سردار عیسیٰ خان سے مدت دراز میں اہل ایران کو پہونچا اوسکا یہ انجام ہوا۔ کہ بچشم زدن ہر شخص کا انتقام ہوا۔ قوم ہزارہ اہل ایران سے رہ و رسم جدید جاری کرتے ہیں۔ در پردہ عیاری کرتے ہیں۔ کچھ فوج ایران علیل ہو کر بلوچستان کی جانب گئی تبدیل آب و ہوا منظور ہے۔ نقل مکان بیمار کا دستور ہے۔ سنا ہے کہ فرح کے متصل محمد صدیق خان نے شکست کھائی مقابلے کی تاب نہ آئی۔ آخر ہرات میں پھر آیا ہے۔ اور فوج لے کر فرح کی طرف جانا ٹھہرایا ہے۔ اب قوم پوپل زئی اور بعض بلوچیوں نے قصد کیا ہے شکار پور اور قلات تحت حکم سردار ایران ہو۔ گو اس مقدمے میں جان کا نقصان ہو۔ اگر ہماری اعانت سے اونکا تھوڑا بھی کام ہوگا۔ ملکوں میں ہماری دلاوری کا بہت نام ہوگا۔ مگر ہنوز مرضی شاہ ایران معلوم نہیں۔ راضی ہونے کی کیفیت مفہوم نہیں۔ ۲۴؍ نومبر کو امیر دوست محمد خان سلطان محمد خان اپنے بھائی کے ملاقات کو گیا تھا بر سبیل ذکر عزم پشاور آیا۔ اور ایرانیوں کی چیرہ دستی کا بیان مکرر آیا۔ امیر نے چاہا کہ یہ بھی ہمراہ ہوں۔ پشاور کی طرف بمعیت رو براہ ہوں۔ مگر اونہوں نے انکار کیا۔ برملا یوں اظہار کیا کہ آپ کو منظور اقارب کی تباہی ہے۔ اس سبب سے پشاور جانے کی صلاح ٹھہرائی ہے۔ مجھے انگریزوں کی شراکت منظور نہیں۔ اپنا ضرر ضرور نہیں۔ تمہیں یاد ہوگا کہ جب تم کو انگریزوں نے قید کیا تھا۔ ہوشیاری سے در پردہ کید کیا تھا۔ ہم نے بھی اونکی عافیت تنگ کی۔ کس دانائی سے جنگ کی۔ کابل میں قدم اونکا کسی طرح جمنے نہ دیا۔ دو دن ایک فرد بشر کو تھمنے نہ دیا۔ امیر اس بات کو سن کے چپ رہا۔ لا و نعم کچھ نہ کہا۔ ۲۶؍ تاریخ محمد امین خان کو حاکم کابل مقرر کیا۔ دوسری تاریخ خود مع سپاہ پشاور کی جانب قصد سفر کیا۔ اب پشاور میں دھوم ہے۔ امیر کی آمد سب کو معلوم ہے۔ دیکھئے اس سفر کا کیا نتیجہ نظر آئے۔ کس کی فتح مشہور ہو کس کی شکست کی خبر آئے۔

ولایت

اخبار انگلشمین ناقل ہے۔ اوسکا یہ حاصل ہے۔ کہ کورٹ آف ڈائریکٹرس نے کورٹ انڈیہ کو لکھا ہے کہ گوالیار اور پٹیالے کو چوپٹ نہ کرنا۔ ملک چھین لینے کو کھٹ پٹ نہ کرنا۔ ہر چند کہ لارڈ ڈلہوسی صاحب نے پہلے لکھا تھا کہ سرکار کو لازم اور ضرورت ہے کہ پٹیالے اور گوالیار کے حاکموں کو بے دخل کر دیں۔ حکومت لے لیں۔ کہ اونکے عمل میں خون ناحق ہوتا ہے۔ وہ روا رکھتے ہیں۔ یہی ظلم ریاست کھوتا ہے معلوم نہیں وہ عزم کیا رکھتے ہیں۔ جل جلالہ یہ مقام عبرت ہے۔ انتہا کی حیرت ہے۔ یہ دونوں راجہ شاہ جمجاہ اودھ کے برابر نہیں ہمسر نہیں۔ سرکار کے حکم سے نہ سرتابی کی۔ دیدہ و دانستہ اپنی خرابی کی۔ لیکن اندنوں سرکار عالی مقام کو مہم ایران سے فرصت کہاں ہے۔ راجوں کے بگاڑ دینے کی مہلت کہاں ہے یہ لڑائی بہت سخت ہے نہایت کڑی ہے۔ اپنی ریاست سنبھالنی پڑی ہے۔

تازہ ولایت کا بیان ہے۔ گلگشت کی داستان ہے

تحریر سلطان الاخبار ہے۔ نادر روزگار ہے۔ فینکس کلکتہ سے روایت ہے۔ سُنی کی حکایت ہے۔ گیارہویں اکتوبر کو نیر تابان برج سلطنت۔ ذیشان پر شوکت۔ کیوان قدر ہمایوں جاہ۔ ولی عہد مرزا محمد حامد بہادر خلف ظل الہ۔ اور مرزا اسکندر حشمت جرنیل صاحب بہادر حقیقی بھائی حضرت بادشاہ جم جاہ کے بڑی چمک دمک سے مع ملازم اور سورت کے نواب اور خیر پور کے کہ یہ بھی فریاد طلب ہیں۔ ستم رسیدہ سب ہیں۔ اور دو منشی چار خواجہ سرا تیس خاص بردار۔ بے

سجائے طیار سیر کے عازم ہوئے۔ وہاں ایک شیش محل شاہی نام اوسکا کرسٹل پیلیس ہے عمدہ مکان ہے۔ سارے جہاں کا نادر اوس میں سامان ہے۔ بنا اوسکی ۱۸۵۱ عیسوی میں ہوئی ہے اوسی سال ایک میلہ عجیب وغریب اوس شہر میں ہوا تھا کہ اطراف وجوانب سے نادر چیزیں بے مثال لاثانی اونکے بانی خود دکھانے کو لائے تھے۔ اپنی صنعت اور کاریگری جتانے کو آئے تھے۔ اونہیں چیزوں کے واسطے اس مکان کی بنا ہوئی تھی۔ بنانے میں صنعت نگاری کیا کیا ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ سب ساز اور سامان اوسی مکان میں بہت سلیقے اور قرینے سے سجا ہے۔ دیکھنے کا تماشہ ہے۔ اوسکا غلغلہ نزدیک دور مشہور ہے۔ یہ بھی وہاں وارد ہوئے پروردگار نے شاہزادہ کو حسن وجمال بے مثال عطا کیا ہے۔ نمونہ قدرت پیدا کیا ہے۔ ایک تو پری کی صورت دوسرے جواہر گران بہا لباس فاخرہ کی کیفیت۔ صانع نادر نگار کی صنعت نظر آتی تھی۔ مہر سپہر کی آنکھ جھپکی جاتی تھی۔ مصرع وہ تماشے کہ جو نکلا خود تماشہ ہوگیا۔ یہ شیش محل دیکھنے چلے ان کے دیکھنے کو تمام شہر امنڈ آیا۔ چلو دیکھو کا غل مچایا۔ اور سچ ہے اون لوگوں کو تمام عمر یہ صورتیں کا ہے کو نظر آئیاں تھیں۔ فقط یہ ہماری قسمت کی برائیاں تھیں۔ کہ یہ لوگ وہ صحرا وہ دریا ے ذخار دیکھیں۔ ناز ونعمت میں جن کی بسر ہوئی وہ فلک کے جور سے آزار دیکھیں۔ لیکن مشہور ہے جو خاصان خدا ہوتے ہیں۔ وہی رنج میں مبتلا ہوتے ہیں۔ القصہ جب اوس مکان میں داخل ہوئے اتفاقاً جنرل اوٹرم صاحب جو لکھنو میں بعہدۂ رزیڈنسی آئے تھے۔ جن کے زمانے نے خرابی کے دن دکھائے تھے وہ وہاں موجود تھے اوٹھے رسم سلام بہ محبت تمام بجالائے۔ ہاتھ ملائے۔ جب برٹن صاحب کی نوبت آئی۔ باوجود ملال بکشادہ پیشانی ملاقات کی تیوری نہ چڑھائی۔ پھر ہر کمرے کی خوب سیر دکھائی۔ ایکجا ملکہ انگلستان کی تصویر اور شاہ فرانس کی صورت دلپذیر اس صنعت سے بنائی تھی کہ کا ہے کو نظر نہ آئی تھی۔ بہت لطف اُٹھایا۔ تعریف کا کلمہ زبان پر آیا۔ دوسرے کمرے میں جو گذر ہوا انگریزی سرود سراؤں کا مجمع مد نظر ہوا۔ وہ اپنا گانا بجانا سنانے لگے۔ اوپچ کی لے اپنے ساز بجانے لگے۔ شاہزادہ نے انعام دینے کا قصد کیا۔ وہاں کا مہتمم دست بستہ عرض پیرا ہوا۔ کہ یہاں کا معمول اور دستور نہیں۔ اسمیں ہمارا قصور نہیں۔ جو ہم لے لیں تو عہدے سے استعفی دیں۔ الغرض بہت خوش بشاش سیر دیکھی دولت سرا میں داخل ہوئے۔ بڑے لطف حاصل ہوئے۔

مہم ایران

اخبار انگلشمین سے استنباط ہے کہ شاہ کجکلاہ ایران مصروف سامان حرب ہے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ وجدال کا زمانہ قریب اب ہے۔ تخمیناً سینتیس ہزار فوج جرار آزمودہ کار ہرات کی طرف آمادہ ہے۔ فساد زیادہ ہے۔ مملکت کی حفاظت لازم ہے۔ کئی ہزار عرب اس واسطے نوملازم ہیں۔ مخبر داطلاع یہاں بھی انگریزی فوج اسی قدر طیار ہے۔ امیر کابل کے پردے میں تدبیر کارزار ہے۔ دیکھئے اس معرکے کا کیا انجام نظر آئے۔ کس کی فتح ہو شکست کس کی ہوجائے۔

الور

صحیفہ سابق میں رئیس الور کا حال رقم ہوا تھا سرکار کمپنی کا کچھ ارادہ ہوا وہ اولوالعزمی سے مقابلے پر آمادہ ہوا ایسا سامان بہم ہوا تھا۔ بالفعل تحریرات معتبر اور خطوط مکرر سے معلوم ہوا کہ یہ بات غیر معتبر سراسر ہے۔ فقط بازاری خبر ہے۔ کسی طرار نے یہ خبر گڑھی تھی۔ پہلے ترجمہ اخبار انگریزی میں راقم نے پڑھی تھی۔ اب کھل گیا کہ افترا سازی تھی۔ حسن تحریر دکھانا تھا انشا پردازی تھی۔ مسند نشین الور بیدار مغز خوش انتظام ہے۔ رعایا کو بہت آرام ہے۔ عدل وانصاف کی چار طرف دھوم ہے۔ سخاوت کا بانی حاتم ثانی ہے سب کو معلوم ہے۔ سرکار کمپنی سے ارتباط کمال ہے۔ مطیع فی الحال ہے۔ جس اہل کمال کا اوس خطہ دلچسپ میں گزر ہوتا ہے حاجت باقی نہیں رہتی مفلسی سے مفر ہوتا ہے۔ خصوص جب سے لکھنؤ تباہ ہے۔ وہ مقام کاملوں کی امیدگاہ ہے۔ خداوند کریم صاحبان ریاست کو توفیق رفیق عطا کرے۔ اونکے فیض سے محتاجوں کی حاجت روا کرے۔ اپنا یہ قول ہے صاحب مسجد ہو یا بانی دیر ہو۔ رئیس وہی ہے جس کی طینت

میں خیر ہو۔اور جو مدارالمہام ریاست ہو اوس سے وہ امر نہ صادر ہو۔جس سے باہم نزاع ظاہر ہو۔ملک برقرار رہے حکومت برباد نہ جائے۔شہر میں ویرانی نظر نہ آئے۔نہیں تو اہل دنیا کو جب خبر ہوتی ہے۔کارپردازوں کی نمک حرامی زبان پر ہوتی ہے۔

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
مرزا آعظم علی بیگ صاحب احسین دام دولتہ	تین روپے	۲۵ ربیع الثانی ۱۲۷۳ ہجری لغایت جمادی الثانی سنہ الیہ
مسٹر ہالنگری صاحب دام دولتہ	چار روپے	۳ صفر ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۳ جمادی الاول سنہ الیہ

جدول سعد ونحس کو دیکھو　　　غرّی سے حال سلخ تک سمجھو

غرّہ	تحویل آفتاب	طریقہ	قمر در عقرب
غرہ جمادی الاول بروز دوشنبہ ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۲۹ دسمبر ۱۸۵۶ء	تحویل آفتاب بدلو شب سہ شنبہ بست دسوم بعد دوازدہ گھڑی و پانزدہ پل می شود	یوم شنبہ بستم بعد از ہفتدہ گھڑی می شود	یوم یکشنبہ بست ویکم بعد از سیزدہ گھڑی و بست پل میرود

خروج قمر از بحساب رویت	شرف قمر	گھڑیہائے تمام روز: تاریخ	گھڑی و پل		تاریخ ہائے نحس اکبر
شب جمعہ بست ششم بعد از دوازدہ گھڑی و چہل و ہشت پل خواہد شد	شب دوشنبہ ہشتم بعد از بست و یک گھڑی و پانزدہ پل می شود تا چہاردہ گھڑی و پانزدہ پل است				غرہ
		غرہ	۲۵	۵۴	۱۰
		۸	۲۶	۱	۱۱
			۲۶		
		۱۵	۲۶	۱۳	۲۸
		۳۲	۲۹	۲۲	

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو　　یافت جان تازہ جسم لکھنؤ　　گنج گوہرہائے معنی اندر دست　　چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

عنوان صحیفہ حمد حق ہے　　زیبائش اوّل ورق ہے　　پھر نعت ہے سید البشر کی　　جس نے سچی ہمیں خبر دی

نمبر ۲۵　۱۲ رشہر جمادی الاول ۱۲۷۲ھ ہجری مطابق ۱۰ ماہ جنوری ۱۸۵۷ء عیسوی روز جمعہ　جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تابمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلاتوقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسف معنی چو از یعقوب شد　　بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است

مصرعہ تاریخ آغازش عنایت زد رقم　　گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنؤ است

۱۲۷۲

لکھنؤ

عجب انقلاب زمانہ ہے جو لوگ انتخاب روزگار ہیں شہرہ آفاق دیار دیار ہیں۔ اس شہر سے چلے جاتے ہیں۔ بربادی کے سامان نظر آتے ہیں۔ چنانچہ جناب مولانا محمد نعمت اللہ صاحب دام فیوضہ کہ علم معقول میں شہرۂ آفاق ہیں۔ علم ہیأت و ہندسہ کی مشاق ہیں۔ فن ریاضی سے آسمان کو زمین بنایا۔ وہ وہ شکلیں جن کا کھینچنا افلاطون سے مشکل تھا اون کو قلم کی گردش سے کرۂ خاک پر کھینچ کے دکھایا۔ چرخ کج رفتار ایک گردش میں یہ رنگ لایا ہے بیکاری کے حیلہ سے شہر چھوڑ ایا۔ چراں چھپرے سے قاضی رمضان علی صاحب نے طلب کیا اظہار یہ سب کیا کہ آپ کی بیکاری سن سن کر بہت جی جلا لیکن کچھ بس نہ چلا۔ بالفعل ملاقات کا یہ حیلہ ہوا ہے۔ غیب سے وسیلہ ہوا ہے کہ اس ملک میں تجویز گورنمنٹ سے ایک مدرسہ قرار پایا ہے۔ یہاں کے صاحب والا جاہ کی کوشش نے یہ اثر دکھایا ہے۔ علو ہمتی سے منظور ہے کہ مدرس ذی رتبہ مامور ہوں۔ جو نام آور مشہور نزدیک و دور ہوں۔ ہم نے آپ کا ذکر خیر بیشتر کیا صاحب نے سو روپے ماہانہ مقرر کیا۔ اگر ہم کو سچا کرنا منظور ہے تو آپ کو تشریف لانا ضرور ہے۔ جناب ممدوح نے اضطرار سے اقرار کیا ناچار سفر دور و دراز اختیار کیا۔ اگرچہ قبل عزیمت بڑودہ سے خط آیا تھا۔ حکیم ہاشم علی خان صاحب نے کفالت کا وعدہ فرمایا تھا۔ مگر اقرار کر کے نہ جانا وضع کے خلاف تھا۔ وعدہ خلافی کا الزام صاف تھا۔ مجبور ۲۶ ربیع الآخر کو بر سبیل ڈاک بگھی اوس طرف روانہ ہوئے۔ تابعین اور متلازمین اور ہوا خواہوں کو رنج و ملال کیا کیا نہ ہوئے۔ خداوند کریم

بخیر خوبی منزل مقصود کو پہونچائے۔ پھر مع الخیر مشتاقوں سے ملائے۔ گوردین نامی چپراسی قوم کا نائی تھا کوردیدۂ بینائی تھا۔ جوڈیشیل کمشنر آنے صاحب بہادر کا نوکر تھا۔ منشی دیبی پرشاد صاحب کے ہمراہ مقرر تھا۔ ان دنوں اوس سفاک نے ایک ایسی حرکت بے وسواس کی حاکم کے غضب سے نہ ڈرا آبرو ستیاناس کی۔ پہلے صاحب بہادر سے منشی موصوف کی شکایت کی روز نئی نئی حکایت کی۔ کہ آپ نے فدوی کو کچہری کے کام کو مقرر کیا ہے وہ اپنی ذات کا کام لیتے ہیں۔ انکار پر موقوفی کا نام لیتے ہیں۔ ناک میں دم ہے۔ ہر وقت مزاج برہم ہے۔ صاحب نے ہوشیاری کو کام کیا۔ اوسکو برخاست کر کے قصے کا انصرام کیا۔ آخر اوس مکار کا فریب کھل گیا جعلسازی کے باعث اعتبار بالکل گیا۔ سابق میں شاید ایک عورت سے کچھ زیور عاریت مانگ لایا تھا۔ منشی صاحب کا نام بتایا تھا۔ جب اوس عورت نے زیور طلب کیا اُس نے حیلہ حوالہ تب کیا۔ کئی دنوں کے بعد منشی صاحب کو خبر ہوئی۔ تحقیق پر نظر ہوئی۔ چور کا دل کتنا ایک ہی دھمکی میں ڈر گیا۔ سب اسباب لا کے دھر گیا۔ صاحب بہادر نے منتظم شہر کے پاس بھیجا روبکاری میں اظہار ہوا۔ جرم کا اقرار ہوا۔ چار مہینے کی بامشقت قید ہوئی سزائے کید ہوئی۔ پاجی ملازموں سے ایسے کام ہوتے ہیں۔ جس سے مالک بدنام ہوتے ہیں۔ رازدار بن کے ایسے امور کرتے ہیں پھر برملا قصور کرتے ہیں۔ احتیاط ضرور ہے کہ زمانہ پرفتور ہے۔ لازم ہے کہ ایسے لوگوں کو مزاج میں دخل نہ ہو۔ ان سفلہ مزاجوں کے روبرو کوئی ایسا عمل نہ ہو۔ ۹/ رجمادی الاول شب چارشنبہ آدھی رات جب آئی۔ امین الدولہ امداد حسین خان نائب معزول کو ملک الموت نے صورت دکھائی۔ طرفہ ماجرا ہے حکیموں کو چھوڑ کر ڈاکٹر کا علاج کیا تھا اس طرف مرغوب مزاج کیا تھا۔ جس دن اُن کا قدم آیا تھا۔ ایک دوست نے فرمایا تھا۔ اندھیر لکھنؤ میں مچا ہے عارضہ تو فالج اور ڈاکٹر معالج۔ انکی قضا آئی تھی اونکا بھلا ہونا تھا۔ اچھا تو کیا ہونا تھا خوب جلسے رہے چاہ پانی ہوئے۔ غسل صحت کے بانی ہوئے۔ گو مزاج میں خست تھی، طبیعت میں انتہا کی لینت تھی۔ اس پر بھی چار پانچ سے آدمی کا خون ہوا۔ مرنا بہر کیف زبون ہوا۔ اب دیکھیئے مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ آپس میں کونسا ہنگامہ بپا ہوتا ہے۔ دو بیٹے ایک پوتا ہے۔ آل کار کیا ہوتا ہے۔ بڑے صاحبزادے تو چپ ہیں کسی مقدمے میں بولتے نہیں۔ اگر سر پر آری چلے تو لب کھولتے نہیں۔ دوسرے بیٹے وہ تو باپ کے جیتے جی نائب تھے۔ مورد عتاب پدر تھے کوٹھی سے غائب تھے۔ تیسرے داماد شاہزادے ہیں۔ اون کے بڑے بڑے ارادے ہیں۔ مرنے کے بعد بھی خست نہ گئی۔ افلاس کی حرکت نہ گئی۔ کچھ رات باقی تھی اندھیرے میں پردہ رہا۔ بے غسل و کفن جنازہ کوٹھی سے اوٹھ گیا۔ کربلا میں چارشنبے کو دفن کفن کا ناچار سامان ہوا۔ شاید اس میں کم صرف ہو گمان ہوا۔ تہمدوں کی زبان سے بچایا۔ دن کو مردہ نہ اُٹھایا۔ قبر کے اوپر غالب تو ہے کہ شامیانہ تنے مگر اندر دیکھیئے کیسے بنے۔ جزائے اعمال بیدرنگ ہوتی ہے۔ بخل وہ شے ہے گور بھی تنگ ہوتی ہے۔ جو کچھ جمع کیا تھا وہ سب دنیا میں چھوڑ گئے خالی ہاتھ منہ موڑ گئے۔ جو کچھ بھی ساتھ لے جاتے تو لے دے کے لے دہی سے بچتے آرام پاتے۔ مفلس بہت خراب ہوتا ہے دونوں جگہ عذاب ہوتا ہے۔ خبر تازہ یہ ہے کہ کوئی اور صاحب جلیل القدر ذیشان کچھ دنوں میں رونق افروز یہاں ہونگے دیکھیئے کونسے عہدے پر اجلاس فرماتے ہیں۔ ہم بعد وقوع واقعہ وہ لکھ کے سناتے ہیں۔ اسباب نو خاص محل صاحبہ دام اقبالہا کا یہ تو مچھو چور نے سالک رام مہاجن حرام خور کے پاس گروی رکھا تھا۔ اور یہاں وحشت نے گھیرا ہے۔ چراغ تلے اندھیرا ہے۔ چوٹی کتیا جلیبی کے رکھوالی۔ آنکھ بچائی اور چرالی۔ یہ بی مغلانی کا اندوختہ تھا۔

تفصیل اسباب کہ مچھو چور کے گھر سے ملا

۶/ رجمادی الاول ۱۹۷ ۹/ رجمادی الاول ۲۶۱ روپے بارہ آنے

موتی مجھولی ۳۹۵ دانا دانہ ۵/ ۔ موتی بڑی اور چھوٹی ۴۴ دانہ بڑے ۳ عدد چھوٹے ۱۲ عدد زمرد ۶ یک ماشہ شبہ ۷ سرخ ہیرا ایک سرخ ۴ عدد

دفعہ موتی چھوٹے ۶ سرخ ۲ روپے چنی یاقوت کی بڑی یک لڑی موتی کی دانہ ہار یک ۶ سرخ ایک روپیہ چنی یاقوت کی ۱۶

چنی یاقوت کی چھوٹی ۴ عدد انگھوٹی سونے کی مع نگین فیروزہ یک سات روپے مونگا و نگینہ قلب ۴ آنے سونا ٹوٹا ہوا تولہ ۶ ماشہ

ڈھولنہ سونے کا ۵ تولہ ڈھولنہ چاندی کا ۲۹ تولہ دس ماشہ

اشرفیاں کوئین سے نکلی ۔۱۰۵ سات مہر　　　ایک روپیہ بارہ آنا

تفصیل اسباب کہ مغلانی کے پاس تھا

جھکیہ سونے کی ۴ عدد ۵۵ تولے　طوق سونے کا ایک عدد ۴۰ تولہ ۳ ماشہ　پڑی سونے کے تلکوے یک جوڑ ۱۴ تولہ ۶ ماشہ　چھلہ سونے کا یک چھ ماشہ
جھمکہ مع کرن پھول یک ۲۵　نقد ۱۵ روپے　انی سونے کی معہ دو دو موتی ۳ عدد　انگھوٹی چاندی ۷ عدد کڑے
چاندی کے یک جوڑی ۱۴ روپے　انتی یک سونے کی مع بندہ ۲۰ عدد مع بندہ دو موتی　بالی موتی کی دو عدد دس روپے　موتی چھوٹی ۹۴ ۷ دانہ
موتی بڑے ۲۰ عدد　چینی یاقوت کی ۱۹ عدد　سبز زمرد کے دو عدد ۲۰　نگینے ہیرے کے چھوٹے ۱۳ عدد
دفعہ نگینے ہیرے کے ۳۰ عدد　نگینہ پکھراج کا یک　انگھوٹی چاندی کی مع نگین مونگا یک　پھول چاندی کے بابت بوٹ ۱۲ آنے
۵ روپے　ایک روپیہ

فقیر کا صاحبان سخن سنج مرنجان مرنج ہیں اونسے سوال ہے۔ گوشِ انصاف سے بغور سنئے کا حال ہے دنیا میں یہ جور شک اور عناد ہے۔ اسی کا سبب فساد ہے۔ کیسے کیسے ہنگامے برپا ہوئے ہیں۔ لڑائیاں قصے کیا کیا ہوئے ہیں۔ وہ جو صاف باطن اہل انصاف ذی شعور ہیں۔ وہ اُن بکھیڑوں سے بری ہیں معذور ہیں۔ لیکن چھوٹی امت کو اسکی بڑی اودھیڑ بن رہتی ہے۔ عجیب بنی نکتہ چینی کی دھن رہتی ہے۔ اور یہ بات بھی زمانے میں مشہور ہے۔ ہر شخص کو اطلاع ضرور ہے۔ جس کی زبان گلریز طبیعت مضمون خیز اپنے فن کا موجد اور کامل ہو وہی کوتاہ بین کے آنکھ میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے۔ کم حوصلہ اوس سے اٹکتا ہے۔ اوسی کا خار ہوتا ہے۔ مقابلے کو خم ٹھونک کر طیار ہوتا ہے۔ یہ نہیں سمجھتے کہ مرد میدان اور ہیں۔ ہزبر نیستاں اور ہیں۔ عوعو کرنے سے اون کی آن بان کب جاتی ہے۔ جس پر عنایت پروردگار ہو جو شہرہ ہر دربار ہو اوسکی شوکت و شان کب جاتی ہے۔ اسکا جواب باصواب درکار ہے۔ جاہل سے بحث باعث ننگ و عار ہے۔ موجد اور مقلد برابر نہیں ہوسکتا ہے۔ ہمسر پیش اہل نظر نہیں ہوسکتا ہے۔ گو یہ مثل ہے۔ مصرع نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اوّل۔ دو چار جز تو لکھکے لایا ہوتا۔ میدان میں نکل کے سخن فہموں کو سنایا ہوتا۔ مشک آنست کہ خود بوید۔ نہ کہ عطار گوید۔ اپنے منہ سے دھناہائی ہے یہ تو نری جگ ہنسائی ہے۔ سنا ہے مصرع قبول خاطر و لطف سخن خداداد است۔ عجب معاملہ ہے، خدا سے مقابلہ ہے۔ اور یوں تو جس بندے کے جی میں آئے۔ انا ربکم الاعلیٰ سنائے۔ مصرع۔ بن لسان الوریٰ فکیف انا۔ ہمتو ہیچمدان بدترین خلائق خاکسار ہیں۔ جو جس کے جی میں آئے وہ سنائے سزاوار ہیں۔ ایک چپ رہنا ہزار آفت ٹالتا ہے۔ جو یہ سمجھا ہے وہ کب بات منہ سے باہر نکالتا ہے۔ طرفہ حکایت ہے۔ کساد بازاری کی شکایت ہے۔ درنیولا نیا گل پھولا ہے۔ لالہ جس کا دل و جگر کالا ہے افیون اوسکو چڑھ گئی راہ بھولا ہے۔ غضب کا مقام ہے ٹیسو لال نے لوگوں پر بار الزام رکھا ہے۔ اپنی خبر نہیں کہ اوسکے چڑا گل خیرو نے ترکیب کے خلاف نام رکھا ہے۔ ہنسی کا مقام ہے۔ اگر ماش کی دال کھانے والے کو پدایا تو کیا۔ یا کچوری مل نے مل کھایا تو کیا۔ جس فقرے کا معترض ہے بقسم کہتا ہوں مطلب اوسکی سمجھ میں نہیں آیا ہے۔ بیہودہ غل مچایا ہے۔ وہ جو ناظرین باریک بین ہیں۔ اونکی نگاہ میں ٹل جائے گا۔ جھوٹ سچ کا پردہ کھل جائے گا۔ چھوٹا منہ ہو بڑی بات نکالی۔ چاند پر خاک ڈالی معلوم ہوا گرفتار حماقت ہے۔ بے لیاقت ہے۔ محرر نے جس کی ہجو لکھی وہ مدح سے بہتر ہوئی ہے۔ یہ بات اکثر ہوئی ہے۔ لیکن جو کندۂ ناتراش حماقت شعار ہے اوسکی مذمت بیکار ہے۔ ہم تو مقابلے سے انکار کرتے ہیں۔ لوگ جل جل کے وار کرتے ہیں۔ یہ تو سمجھے جو اس ڈھنگ کا موجد ہے جس کا یہ ایجاد ہے جو مقلد ہے اوس کا شاگرد ہے وہی اوستاد ہے۔ بقول شخصے جو اپنے استاد کا منکر ہوا ہمسری کی سر میں سمائی۔ جب کسی کا مقابلہ عجب معاملہ ہوا سنہ کی کھائی۔ جس کوچے میں شیر جاتا ہے غول کا غول غل مچاتا ہے۔ چلاتے چلاتے جانوروں کا بُرا حال ہوتا ہے۔ ہزبر بیستان شجاعت کو کب خیال ہوتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے جس کو گھی نہیں پچتا ہے اوسکی زبان سے کون بچتا ہے۔ حقیقت میں یہ نصیحت کا کلام ہے پند ہے سخن سنج کاربند ہوگا۔ جو اسکو سن کے چنکا تو سپند ہوگا۔ رہے جھونپڑے میں محلوں کا خواب دیکھے۔ اپنی حقیقت تو نہ سمجھے۔ بادشاہ وزیر دلکا چلن خانہ خراب دیکھے۔ پانی پت کی نہر بھول جائے۔ گومتی میں غوطے کھائے۔ من سَلَّمَ سَلِمَ و مَن سَلِمَ نَجَا یہ قول بہت بجا ہے۔ چپ رہنا بھلا ہے۔

مصرع خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید۔ در نیولا چٹھی جوڈیشیل کمشنر آ منے صاحب بہادر ملک اودھ کی مورخہ ۱۳ ردسمبر ۱۸۵۶ عیسوی نمبر ۹۴ منظوری میں عہدہ روبکار نویسی کی مشاہرہ پچیس روپے اور روز نامچہ نویس پندرہ روپے اور تنخواہ سر رشتہ دار کو وہ بہت کار گزار ہیں اونکے بیس روپے اضافہ ہوئے۔ ساٹھ تھے اسی کیے۔ واقعی سرکار بہت مرتبہ شناس ہے۔ کار پرداز دن کا بمرتبہ پاس ہے۔ ہر چند کہ اونکی مشقت اور محنت میں کسی طرح کا قصور نہیں۔ صاف باطن ہیں امین ہیں طبیعت میں کوئی فتور نہیں۔ امید قوی ہے کہ اگر کار پردازی میں تگ و دو کریں گے۔ بہت جلد اسی کے مو کریں گے۔ اور بابو ہیرالال کے دس بڑھے چالیس ہوئے۔ اور سید محمود علی ثالث بالخیر کا اضافہ ہوا۔ پندرہ کے پروانہ نویس ہوئے۔ اور چار چپراسی ایک دفتری تخفیف میں آئے۔ فلک نے بُرے دن دکھائے۔ اور دو امیدوار مورد عنایت ہوئے روبکار نویس درپ سنگھ روز نامچہ نویس لالتا پرشاد ہوئے۔ دونو عہدہ ملنے سے بہت شاد ہوئے۔ عجب سرکار عالی مرتبہ والا جاہ ہے۔ غربا کا اسی سرکار میں نباہ ہے۔ کار پردازی جانفشانی پر قدر دانی ہوتی ہے۔ تنخواہیں بڑھتی ہیں کیا کیا مہربانی ہوتی ہے۔ اسی امید پر لوگ کارگزاری کو مستعد آمادہ رہتے ہیں۔ گو کچھ دنوں قلت مشاہرہ سے ایذا اور تکلیف سہتے ہیں۔ بامید انشاء اللہ دن رات گذرتے ہیں۔ پھر نہال ہوجاتے ہیں۔ سرکار کی پرورش سے مالا مال ہوجاتے ہیں۔ لکھنو کے مدرسے کی بھی بند تنخواہ تھی۔ طالب علموں کی حالت تباہ تھی۔ اندنوں صدر سے حکم آیا کہ طلبا کو طلب نہ کرو اُن سے کچھ کام نہیں۔ چٹھی جو آئی ہے اوس میں اونکا نام نہیں۔ لیکن مدرسوں کے واسطے یہ بات ہوئی کہ پنشن اونکی بقید حیات ہوئی۔ مگر اون میں کسی نے بجبر کسی نے بخوشی قبول کی۔ بلکہ تنخواہ حصول کی۔ لیکن مرزا ہادی صاحب مرزا علی صلحا کی خلف اون کو خدا نے ہدایت کی تمام شہر نے سمجھایا اونہوں نے کسی کی نہ سنی۔ فرمایا بہت وضع کے خلاف ہے۔ یا رو یہ کیسا انصاف ہے۔ جس کا کئی پشت سے نمک خوار ہو۔ وہ تو غریب دیار ہو۔ حاکم غیر جنس کی نوکری کیجئے۔ تنخواہ لیجئے۔ اسکے بعد کسی اور شخص نے سو روپے کی اسامی سنائی وہ بھی اونکے خاطر میں نہ آئی۔ اس الٹر میں حق تو یہ ہے بڑا کام کیا۔ فاقہ کشی میں ایسا نام کیا۔ شعر نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد۔ خدا پنج انگشت یکسان نکرد۔ شعر دہر بانٹے تھا متاع دو جہاں اے سودا۔ بینوائی نے اود ہر میری اشارا نہ کیا۔ اگر بغور دیکھئے تو شعر حرص کرواتی ہے رو بہ بازیان سب درندہ یان۔ اپنے اپنے بوریے پر جو گدا تھا شیر تھا۔

سانحہ عبرت ہے۔ واقعہ حیرت ہے

صاحب مطبع مرتضائی پشاور رقم کرتے ہیں۔ اظہار تازہ ستم کرتے ہیں۔ اندنوں قصبہ دابنے میں اوباشوں کا زور ہے۔ بدمعاشی کا شور ہے اوس بستی میں ایک جوہری مالدار تھا۔ صاحب اقتدار تھا۔ دُرج بساط میں ایک پارہ الماس ابدار کہتا تھا۔ صدف دُکان میں لولوئے شاہوار رکھتا تھا۔ شعاع حسن کی چمک دور دور تھی۔ پری نثار صدقے حور تھی۔ ماں باپ دونوں عاشق زار تھے۔ یوں تو خواہشمند ہزار دو ہزار تھے۔ باپ اوسکا رقم معقول سمجھ کر اوس لعل بے بہا کو زیور سے آراستہ رکھتا تھا۔ ملبوس پر زر سے آٹھ پہر پیراستہ رکھتا تھا۔ ناگاہ اوباشوں نے آمدورفت کا رنگ نکالا۔ ظاہر محبت کی باطن میں عداوت کا ڈھنگ نکالا۔ ایک دن میدان خالی پاکر ایک باغ سراپا بہار کی تعریف کی۔ گل تو ایک طرف وہاں کے خار کی تعریف کی۔ اون لوگوں کی چرب زبانی سے طبیعت اوسکی پھسل گئی۔ قضا موجود ہوئی گھات چل گئی۔ گھر سے پوشیدہ اونکے ہمراہ ہوا۔ صحرا کی جانب رو براہ ہوا۔ جب بستی سے دور وہ بانی فتور ہوئے۔ ارمان نکالنے منظور ہوئے۔ ایک مقام سبزہ زار درخت گنجان سایہ دار دیکھکر ٹھہرے فریب کا جال بچھایا۔ دغا کی بساط کو نی الحال بچھایا۔ پہلے تو آپس میں جوا کھیلتے رہے۔ اس گڑھے میں اوسے ڈھکیلتے رہے۔ جب اوسکا مادہ مستعد ہوا ان کے گلے کا ہار ہوا۔ پہلے کچھ جتایا چاٹ پر لگایا پھر جو کچھ اوسکے ہاتھ گلے میں تھا جیت لیا اور کچھ اودھار ہوا۔ اس پر نہ تسکین حاصل ہوئی۔ فساد نفس اُٹھایا اور طرف طبیعت مائل ہوئی۔ پھر وہ اشرار آمادہ ہوئے خسر الدنیاء والآخرہ ہونے کا کام کیا۔ اوس در ناسفتہ کی آبرو کی صدف حرمت کو یاقوت فام کیا۔ وہ بے چارا ہر چند بلبلایا چلایا۔ مگر کوئی بچانے نہ آیا۔ پھر اون سنگدلوں نے پتھروں سے جسم اوسکا فگار کیا۔ فوارے خون کے جاری ہوئے سرتاپا گلنار کیا۔ جب تمنا بر آئی اوسے تڑپتا چھوڑ کر فرار ہوئے پھر نظر نہ آئے غائب ایکبار ہوئے۔ اس صدمۂ عظیم سے آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ جان تو نہ نکلی غش آگیا۔ اسی حال خراب میں بے دانہ و آب رات دن بسر ہوئے۔ کسی کو اس حال کی اصلا نہ خبر

ہوئی۔ آخر کار اوسکے عزیز اقربا خاک اوڑاتے سرگرم تلاش تھے اوس طرف کوئی آنکلا اوسے زخموں سے چور پایا۔ جسم نازنین بلورین کو خانہ زنبور پایا۔ بہر کیف اوسے اُٹھالائے۔ یہ خبر سن کر کوتوال صاحب آئے۔ ہر چند پوشیدہ کیا تھا پھر اظہار ہوا۔ اوس گلبدن کا حال دیکھ کے سب کو خار ہوا۔ جراح طلب ہوئے ہر زخم اوس بے کس کا بے چارا تھا لیکن بہر کیف سوزن تدبیر سے سیا۔ مرہم پٹی کا سامان کیا۔ مگر ساغر زندگی بادۂ اجل سے لبریز ہو چکا تھا چھاتی میں دم اٹکا تھا۔ وقت کا منتظر اوبڑ میں اٹکا تھا۔ تیسرے دن روح راہی ہوئی۔ گھر کی تباہی ہوئی۔ راہ چلتوں کو اندوہ والم تھا۔ ماں باپ کا حال سخت درہم برہم تھا۔ اب مجرموں کی تلاش ہے کوتوال پر تاکید اکید ہے۔ اونکی گرفتاری عقل سے بعید ہے۔ اگر وہ ہاتھ آئے تو کیا ہوتا ہے۔ کوئی مر کے پھر زندہ ہوتا ہے۔ اگر بدکاروں کو سزا ملی تو کیا۔ فعل بد کی جزا ملی تو کیا۔ یہاں سے جو گیا وہ پھر آتا نہیں۔ صورت کسی کو دکھاتا نہیں۔ شعر۔ ہستی سے بس عدم تک ڈہرا لگا ہے سیدھا۔ اس پر پتانہ پایا یاران رفتگاں کا۔

لنڈن

فینکس کلکتہ کی جو تقریر ہے ہو بہو تحریر ہے۔ کہ ابتدائے ماہ دسمبر کو جہاز ولایت سے آیا تھا۔ اس کیفیت نے اوس سے شہرہ پایا تھا کہ بالفعل لارڈ پامرسٹن صاحب وزیر ملکہ انگلستان اور لارڈ ڈلہوسی صاحب سے تحریر ہوتی ہے۔ مقدمہ ریاست اودھ میں تقریر ہوتی ہے لارڈ ڈلہوزی سے وجوہ ضبطی ملک اودھ سناتے ہیں۔ بدانتظامیوں کی سند لاتے ہیں۔ وزیر والا تدبیر کہ ندیم ہیں۔ عقل سلیم رکھتے ہیں فہیم ہیں۔ ایسی وجوہات بار ورد کرتے ہیں۔ اس مقدمے میں کد از حد کرتے ہیں۔ مگر ابھی کوئی امر ایسا ظاہر نہیں ہوا کسی معتمد نے نہیں لکھا کہ پریشان خاطروں کو جمعیت حاصل ہو۔ اطمینان کی جانب طبیعت مائل ہو۔ مگر فضل خدا سے دور نہیں۔ اپنی طرف سے تدبیر میں قصور نہیں۔ شعر اوسے فضل کرتے نہیں لگتی بار۔ نہو اوس سے مایوس امیدوار۔ شعر بہ چشم کہ تا کردگار جہاں۔ دریں آشکارا چہ دارد نہاں۔

بھروچ

اس علاقے میں جمبوسر کے پاس ایک تالاب ہے۔ عرض عریض طول طویل نایاب ہے۔ مشہور ہے کہ اس میں ایک مگر مدت سے رہتا ہے۔ مگر قیام کی جا مفہوم نہیں۔ جاسوسوں کو معلوم نہیں۔ جس نے اوس تالاب میں غوطہ لگایا۔ اوسکی ماہیت معلوم نہ ہوئی پھر نظر نہ آیا۔ دام داروں کی مہینوں نشست رہی۔ بیکار شست رہی۔ کسی تدبیر سے ہاتھ نہ آیا۔ جس قدر ڈھونڈا کم پایا۔ اب ایک انگریز یہ خبر سن کر وہاں گیا بندوق لے کر کشتی پر سوار ہوا۔ اتفاقاً اوس حریف سے دو چار ہوا۔ صاحب بہادر نے بندوق جوڑ کے سر کی۔ اوس نے گردن پانی کے اندر کی۔ ایدھر سے نشانہ خطا ہوا ماجرا دوسرا ہوا ایک عورت جوان سامنے تھی اوسکے ماتھے پر گولی پڑی اوس نے مچھلی کی صورت تڑپ کے جان دی۔ اوس عورت کے مرنے نے صاحب بہادر بحر تردد میں غوطہ زن ہوئے۔ لبسبب تشویش ہمہ تن ہوئے۔ جب حواس درست ہوئے تو یہ لہر آئی زورق فکر دوڑائی اوسکے وارثوں کو دو سو روپے دیکے دفع اہتمام کیا۔ صحیح سلامت گھر پھرے رفع الزام کیا۔ اگر روپے نہ دیتے اور گھر کی راہ لیتے تو روکنے کا کس کو مقدور تھا ر وبکاری میں کہتے کہ رنڈی کیوں سامنے آئی اوسی کا قصور تھا۔ ساکنان ہند پر قانون عدالت جاری ہے۔ صاحبان عالیشان کو سب طرح رستگاری ہے۔ یہ امر ہندوستانی لوگوں پر مقرر ہے کہ کم یا زیادہ جب قصور ہوا روئی کی طرح دھنا بے آبروئی ہوئی کسی نے نہ سنا منصور ہوا۔

بمبئی

اخبار ٹیلی گراف سے روایت ہے تعجب کی حکایت ہے کہ بالفعل مدبران انگریزی نے اپنی فوج میں بلوچیوں کو ملازم کیا تھا۔ ایرانیوں سے لڑائی کا عازم کیا تھا۔ جب روانگی کا زمانہ قریب ہوا۔ اون لوگوں کا معاملہ عجیب ہوا۔ بہت آدمی لیکن انگریزی سے ٹل گئے۔ آنکھ بچا کر نکل گئے۔ یہ طرفہ ماجرا نظر آیا کہ لشکر

انگریزی سے بھاگے اور پتانہ لگا کہیں نشان سراغ اصلا نہ لگا۔ ایسے نامردو دفرار ہوئے۔ ڈھونڈنے والے تھک کے بیٹھ رہے۔

گوا

جو لوگ جغرافیہ سے خبر رکھتے ہیں۔ اس حال سے آگہی سر بسر رکھتے ہیں۔ اونکو معلوم ہے کہ گوا کا علاقہ مختصر سا جنوب کی طرف غربی ساحل پر ہے۔ قوم پرتگیز مدت سے وہاں رہتی ہے حکومت اونہیں لوگوں کی بیشتر ہے۔ حاکم وہاں کا سرکار کمپنی کا قرضدار تھا۔ اوس روپیہ کے عوض میں ملک دینے کا اقرار تھا۔ بالفعل سرکار کمپنی نے کڑی کی۔ ملک لینے کو شدت بڑی کی۔ اس بات پر فیصلہ کا مدار ہوا ہے۔ طرفین سے مستحکم اقرار ہوا ہے۔ کہ سرکار کمپنی کی طرف سے ملک لے کر فارغ خطی لکھی جائے اور استحساناً تھوڑی سی جگہ ملک یوروپ میں اونہیں رہنے کو دی جائے۔ سر رابرٹ ہملٹن صاحب بہادر اجنٹ کو سرکار کا ایما ہوا ہے کہ سپاہ کنٹجنٹ گوالیار مع سامان جنگی طیار رہے حکم ثانی کا انتظار ہے۔ جس وقت اس حکم سے آگاہی ہو۔ فوراً یہ قافلہ حسب طلب راہی ہو۔

آگرہ

ایک صاحب انگلستان سے آئے ہیں۔ روئی کی کل اپنے ساتھ لائے ہیں۔ وصف اوس کا یہ ہے جس وقت چاہیں بہت سی روئی دبا کر تھوڑی کر لیں۔ چھوٹی بوری میں بھر لیں۔ ولایت پہونچنے میں آسانی ہو۔ بار کرنے میں بار نہ ہو جدھر لے جائیں ہو پھر جب چاہیں پھیلا دیں۔ دوسرے آلے سے اوڑا دیں۔ فائدے تو یہ ہیں نقصان کا حال کیا کہیں ایسی ایسی کل آج کل جو نکل آئی ہے۔ غریب مزدوروں کے گھر میں کل کل ہے روزی خاک میں ملائی ہے۔ وہ جو دس چھکڑے کا بار ہے۔ چار پر لادنے والا طیار ہے۔ اسی طرح جس کے پاس ناؤ ہے۔ وہ غوطے کھاتا ہے سستا بہاد ہے۔ ہندوستان میں جولاہوں کے بڑے روزگار تھے۔ اعتبار بہت تھا مالدار تھے۔ اب سر پر خاک اوڑاتے ہیں۔ تنکے چنتے ہیں۔ بیکاری سے اس ادھیڑ بن میں ہیں کہ کپڑا کیوں کر بنتے ہیں۔ گاڑھے پسینے سے گزے بناتے تھے پیٹ بھر کے روٹی کھاتے تھے۔ اسی کی بدولت عمدہ مکان بنائے۔ صحن وسیع دالان خاصے بلند ایوان بنائے۔ اب کل کے باعث آج اوس قیمت کو نین سکھ آتا ہے۔ وہ ہاتھ ململ کے روتے ہیں گزی کو کون ہاتھ لگاتا ہے۔ غریب غربا کی ماں بہنیں سوت کات کر گہنے بناتی تھیں۔ بال بچوں کو کھلاتی تھیں۔ کل سے ولایتی سوت کا یہ تار ہے۔ انٹی ماروں کے گھروں میں انبار ہے۔ گاڑی بانوں کی روزی جو پیسے نے بگاڑی ذلیل و خوار ہیں۔ مہاجنوں کی دبیل ہیں قرضدار ہیں۔ کیا کہیے عجیب کل ہے۔ جہان بیکل ہے۔ کسی اولوالعزم نے ایسے کاموں کو ایجاد نہ کیا تھا۔ غریب غربا کو اپنی رعایا کو دانستہ برباد نہ کیا تھا۔ تقدیر کی برائی ہے۔ شکایت سراسر بیجا ہے۔ صناعوں کا اختراع ایسا ہی ہوتا ہے۔ مطلع الاخبار

چین

صاحب سلطان الاخبار کی انگلشمین سے روایت ہے۔ شورش انگیز فساد آمیز حکایت ہے۔ کہ بالفعل چرخ کج رفتار کی نئی چال ہے۔ جس ریاست کو چشم غرور دیکھو پامال ہے۔ سرزمین چین میں فتنہ گردوں نے سر اٹھایا ہے۔ آپس میں نفاق ہے۔ یہ امر شہرہ آفاق ہے ہنگامہ مچایا ہے۔ ایک تو فوج میں کج مریز ہے۔ ایک دوسرے کا خونریز ہے۔ دوسرے رعایا بے خوف درپے فساد ہے۔ آمادہ بیداد ہے۔ طرہ یہ ہوا کہ ایک دُخانی جہاز انگریزی افیون اوس پر لدی تھی دریائے چین میں اوس کا لنگر کیا۔ کئی انگریزوں نے جہاز سے اوتر کر بقصد ورت شہر کا راستا لیا۔ ناگاہ کچھ چینی شورہ پشت پہونچے اون انگریزوں کو گرفتار کر کے شہر کنٹن میں لے گئے۔ ناحق اون بے چاروں پر دست ستم دراز کیا۔ زدوکوب سے سرفراز کیا۔ اوس پر نہ اکتفا کی سفیر انگریزی کا نشان اوس شہر میں گڑا تھا اوس کو اوکھاڑا بے رخ کو پھاڑا۔ بلوا کر کے سوداگروں کی کوٹھیاں لوٹیں۔ اس پر دل نہ ٹھنڈا ہوا آگ لگا دی سب طرح کے بے چاروں پر آفتیں ٹوٹیں۔ جب بذریعہ سفینہ جنگی یہ خبر آئی سر جارج سمید صاحب سپہ سالار جنگی سفاین انگریزوں نے توپ اور بندوق سر کرنے کا حکم دیا۔ قلعہ اور حصار شہر

گھیر کے گولہ مارنا شروع کیا۔ یہ معرکہ دیکھ کر چینی بہت پریشان ہوئے۔ سخت حیران ہوئے۔ گولوں کی ضرب سے حصار میں نقصان آیا۔ لوگوں نے راستہ پایا۔ لشکر انگریزی شہر میں داخل ہوا۔ قتل و غارت گری کی طرف مائل ہوا۔ ایک طرف سے آگ لگائی دوسری جانب سے لوٹ مچائی۔ بہت بندوق اور تلوار سے ہلاک ہوئے۔ کتنے جل کر خاک ہوئے۔ جس قدر دریافت ہوا۔ حوالہ قلم کیا۔ آئیندہ جو معلوم ہوگا مرقوم ہوگا۔ پرچہ ضروری مفصلیف سے ظاہر ہوا کہ چین کے علاقے میں شہر ختن پر انگریزی سپاہ نے دست درازی کی۔ گولہ اندازی کی۔ اور قلعہ جزیرۂ مونگ کا بھی مسمار کر دیا۔ بے پیکار بیکار کر دیا۔ اندنوں سرکار انگریزی سے جابجا فساد کی خبر آتی ہے۔ اس واسطے بقدر ضرورت ہر جگہ فوج بھیجی جاتی ہے۔ ہر ایک آمادۂ فساد ہے۔ کھلم کھلا عناد ہے۔

نور مغربی۔

روانگی افواج انگریزی

صاحب ٹیمس بمبئی اپنے صحیفہ میں رقم کرتے ہیں۔ ہم اوسے حوالہ قلم کرتے ہیں۔ کہ اہالیان انگلشیہ و حکام عالی فہم انگریزی فخر و مباہات کرتے ہیں۔ کہ ہمارے اور جملہ پادشاہان اولوالعزم کے سلسلہ دوستی و اتحاد مستحکم ہے۔ رسم یکجہتی باہم ہے۔ نہ کسی امر میں خلاف ہے۔ آئینۂ دل زنگ نفاق سے صاف ہے۔ بڑی حیرت کی بات ہے۔ صاف گھات ہے بڑی تفحص سے یہ امر ہاتھ آیا۔ بہت کوشش سے یہ مضمون پایا۔ کہ ظاہرا باہم صلح اور وفاق ہے۔ باطن میں دشمنی اور نفاق ہے۔ شاہد اوسکا یہ کلام ہے۔ بجا الزام ہے۔ ایک یہ کہ بالفعل صاحبان انگریز نے کئی سفینۂ جنگی بلاک سی کی طرف روانہ کیے ہیں۔ روسیوں کے خوف سے یہ سامان مردانہ کیے ہیں۔ دوسرے کئی جہاز جنگی مع سامان پیکار پلس کی طرف روبراہ ہوئے ہیں۔ اس واسطے کہ وہ دغا سے آگاہ ہوئے ہیں۔ خوف نقصان ملک و مال ہے۔ اوس طرف کا بڑا خیال ہے۔ تیسرے یہ کہ کچھ جنگی فوج کو جہازوں پر سوار کر کے میک سی کی سمت بھجوایا ہے۔ وہاں کے حاکم کا خوف بہت چھایا ہے۔ چوتھے یہ کہ بہت جہازوں نے چین کی طرف لنگر عزیمت اوٹھایا ہے۔ اپنی دانست میں اوکو دبکایا ہے۔ پانچویں کہ لشکر عظیم خلیج فارس کا عازم ہے۔ پہلا یہ تو والی ایران کا مقابلہ ہے اس معرکہ عظیم میں جان دینا لازم ہے۔ چھٹا یہ مقدمہ ہے کہ کچھ فوج کی روانگی کیپ کی طرف ٹھہرائی ہے۔ کہ وہاں مسکن زنگیان صحرائی ہے۔ شاید سر پر فتور میں خیال جنگ و جدال ہو۔ اون تیرہ دلوں سے پیچھا چھڑانا محال ہو۔ ساتویں یہ بات کہ اہل اسٹریہ بالفعل مستعد پیکار ہیں۔ آمادہ کارزار ہیں۔ اوس طرف فوج کا بھیجنا ضرور ہے۔ تامل میں فتور ہے۔ اگر انہیں باتوں کا نام اتحاد اور دوستی ہے تو پھر عداوت اور دشمنی کس پھل کا نام ہے۔ سخت تردد کا مقام ہے۔ اگر آپس میں رابطہ کی بنیاد مستحکم ہوتی۔ تو فوج کشی کی ضرورت لڑائی کی صورت کم ہوتی۔

کلکتہ

درنیولا کلکتے میں جو راد ھا بازار ہے وہاں یہ سانحہ عجیب ہوا معرکہ دن دھاڑے غریب ہوا۔ ایک شخص چادر سے منہ چھپائے تلوار بغل میں دبائے آئینہ سازوں کی دکان کے متصل کسی کے انتظار میں رہا۔ نہ کسی نے اوس سے کچھ پوچھا نہ اوس نے کہا۔ دفعتۂ تقدیر اوس غافل کو جس کا اوس کو خیال تھا کشاں کشاں بے ریسمان اوسی جگہ لائی۔ اور مرگ بھی جلو میں اہتمام کرتی آئی۔ قاتل تو اوس کی راہ تکتا تھا۔ مقتول غافل اوس سے کیا ہو سکتا تھا۔ جس وقت وہ قریب آیا۔ اس نے میدان خالی پایا۔ بدجمعی دو چار ہاتھ لگائے یہ تو خون سے گلنار ہوا۔ وہ چادر اور تلوار پھینک کر فرار ہوا۔ گو یہ سانحہ دن کو سر بازار ہوا۔ مگر مجرم چل دیا آئینہ سازوں کو سکتہ یکبار ہوا۔ مادہ فساد کا باعث عناد کا یہ ہے کہ ایک عورت عیارہ کے پوشیدہ دو نویار تھے۔ اوسکے دام میں گرفتار تھے۔ بُرا کام چھپتا نہیں یہ بھید ایک کا دوسرے پر اظہار ہوا۔ قتل و تیغ پر ہر شخص طیار ہوا۔ اسکو تو چوتیا شہید بن کے جان کھونا تھا۔ اوسکو خون کی علت میں گرفتار ہونا تھا۔ ایک جان سے گئے دوسرے میدان سے گئے۔ وہ بانی فساد پابہ زنجیر ہے۔ سرکار میں اسیر ہے۔ عملہ پولس پر اوسکی گرفتاری کی تاکید ہے۔ حکم شدید ہے۔ یہ بے

چارے ناحق اوس کتیا کی چھنالی میں در بدر خراب رہتے ہیں۔ تمام دن بے دانہ وآب رہتے ہیں۔ قاتل کا نہ کہیں نشان ہے نہ پتا ملتا ہے۔ ایسا بھاگا کیا ملتا ہے۔ دنیا میں شہرہ اس چلن کا ہے۔ جہاں سنا قصہ زرز میں زن کا ہے۔ شیطان سر پر سوار ہے کسی کو سوجھتا نہیں۔ یہ معمہ کوئی بوجھتا نہیں۔ شعر اگر نیک بودی سرانجام زن۔ زنان رامزن نام بودی نہ زن۔ مصرع اسپ وزن وشمشیر وفادار کہ دید۔

خلیج فارس

صاحب سلطان الاخبار کا بیان ہے۔ سننے کی داستان ہے۔ کئی برس گذرے کہ شاہ کجکلاہ ایران اور شاہ امریکا میں باہم مضبوط پیان ہوا تھا۔ عہد مستحکم بیگمان ہوا تھا۔ کہ جس وقت اہل انگلشیہ سے نزاع وفساد کی صورت ہو۔ یا اور کسی وجہ سے جنگ وجدال کی ضرورت ہو اوس وقت اہل امریکا شراکت بدل کریں۔ اپنی فوج دشمن کے مقابل کریں۔ سب طرح سے صورت اتحاد باہم رہے۔ قول وقرار مستحکم رہے۔ بالفعل اوس طرف کے اخباروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہل امریکا اپنے قول پر آمادہ ہیں۔ انگریزوں کے مقابلے پر مستعد زیادہ ہیں۔ کئی سفاین جنگی مع سامان خلیج فارس کی جانب روانہ کیے ہیں۔ مملکت ایران کی حفاظت کو بھیجدئے ہیں۔ یقین ہے کہ وہ لوگ غنیم کا پاس نہ کریں۔ مقابلے سے ہراس نہ کریں۔ مصرع اگر جنگ جوئی عدارم درنگ

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا وانتہا
میر نادر حسین خانصاحب بہادر دام دولتہ	ایک روپیہ آٹھ آنے	۱۲/ربیع الثانی ۱۲۷۳ ہجری لغایت جمادی الثانی سنہ الیہ
رائے کرشن سہائے صاحب دام حشمتہ	چار روپے آٹھ آنے	۳/صفر ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۵/جمادی الاول سنہ الیہ
کپتان راجہ صوبہ سنگہ صاحب دام حشمتہ	چار روپے دو آنے	لغایت ۱۱/جمادی الاول ۱۲۷۳ ہجری

شہر لکھنؤ محلّہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکرِ حق کز نامۂ اخبارِ نو　　یافت جانِ تازہ جسمِ لکھنؤ
گنج گوہرہائے معنی اندروست　　چشم بکشا بر طلسمِ لکھنؤ

عنوان صحیفہ حمدِ حق ہے　　زیبائش اوّل ورق ہے
پھر نعت ہے سید البشر کی　　جس نے سچی ہمیں خبر دی

نمبر ۲۶ ۱۹؍شہر جمادی الاول ۱۲۷۳ھ ہجری مطابق ۱۶ ماہ جنوری ۱۸۵۷ء عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تابمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵؍روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زرِ مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلاتوقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زرِ قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد　　بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است
مصرعہ تاریخ آغازش عنایت زد رقم　　گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنؤ است

۱۲۷۳

لکھنؤ

لکھنؤ میں سنیچر آیا ہے۔ چوروں نے ہنگامہ مچایا ہے۔ جو سانحہ ہے عجائب ہے۔ آنکھ جھپکی پگڑی غائب ہے۔ شعر میر صاحب زمانہ نازک ہے۔ دونوں ہاتھوں سے تھام لو دستار۔ کوئی بے چارے سید خلیل احمد نام تھا جن دنوں دور سلطانی تھا اون کا اعزاز واکرام تھا۔ ملازم پادشاہی تھے۔ ترقیخواہ تھے۔ جس دن سے سلطنت نہ رہی۔ شہر بگڑا چوروں کی بن آئی کسی میں حالت نہ رہی۔ مدارا نام کوئی نوکر قدیم تھا سب کاموں کا اوس پر دارومدار تھا۔ مدت کا نمکخوار تھا۔ باوجودیکہ دروازے پر تھانا تھا۔ لیکن قسمت کی گردش سے ان کا مال چوری جاتا تھا۔ ایک دن وہ کئی چور حرام خور اپنے ساتھ لایا۔ جو کچھ بکنے سے باقی تھا وہ سب اوٹھایا۔ کچھ پشمینہ کپڑے سب کتابیں ایک گھڑی بہت خوب تھی ہر ساعت دل بہلتا تھا مرغوب تھی۔ بقول مشہور نوکر قدیم تھا گھر میں جھاڑو دے گیا۔ تنکا نہ چھوڑا اونکے سب کچھ لے گیا۔ درنیولا یہ رسم ہے کہ چور مال چرا کے کہتا ہے کہ یہ مشقت شب کا مزد ہے۔ اور جس کا مال گیا وہ الٹا سیدھا بہر کیف دزد ہے۔ آبرو کے خوف سے دم نہ مارا اُف نہ کیا۔ جان پر بن گئی بگڑ گئی مگر تاسف نہ کیا۔ کہ آج اس کچہری میں کل اوس محکمے میں روبکاری ہو۔ بیٹھے بٹھائے رہی سہی ذلت وخواری ہو۔ ہر چند محمود خان صاحب کوتوالوں میں جرار ہیں۔ بہت چالاک وچست ہردم چوروں کے باعث کمر باندھے طیار ہیں۔ اگر اور کوئی ہوتا تو کسی سیٹھ کا گھر اس ایسٹھ میں نہ بچتا۔ بلکہ رستم خان حق اللہ پڑھتے بندوق کی طوطی پر توڑا نہ ہوتا۔ آسمان پر اُڑ کے پہونچتے طلائی مہر نقرہ ماہ چھوڑا

نہ ہوتا۔ اسی اندھیر پر ایک مثل یاد آئی کہ اندھے کی جورو کا خدا رکھوالا ہے۔ اس شہر میں اندھا دھند ہے وہ حسین آباد کا رکھوالا ہے۔ اس نابینائی پر یہ حکومت اندھیر ہے۔ صاف اندھے کے ہاتھ میں بٹیر ہے۔ روز باتیں عجائب ہوتی ہیں۔ سوجھتا تو خاک نہیں ٹٹول ٹٹول کے چٹھیاں غائب ہوتی ہیں۔ محمد سعید خان صاحب بہت ہوشیار کارگزار ہیں۔ یکتائے روزگار ہیں۔ سابق ازیں ڈپٹی کمشنری میں پروانہ نویس کے قائم مقام رہے۔ بہت چستی چالاکی سے کام کا انصرام کیا نیکنام رہے۔ دریں ولا حسب روبکار مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۸۵۶ء مسٹر من انگلسن مارٹین صاحب بہادر جو لکھنؤ میں ڈپٹی کمشنر ہیں مع چٹھی صاحب کمشنر بہادر نمبری ۱۳۷۹ و نقل چٹھی جوڈیشیل کمشنر آمنے صاحب بہادر نمبری ۹۴ اظہار نویسی کے عہدے پر مامور ہو کے ۵ر جنوری ۱۸۵۷ء عیسوی سے سررشتے کا کام کرتے ہیں۔ بوجہ احسن انصرام کرتے ہیں۔ مادھو پرشاد فوجداری کا ناظر کچھ دن سے عارضہ شدید میں گرفتار تھا۔ بہت بیمار تھا۔ ۷ر جنوری کو ایک مہینے کی رخصت لی۔ قضا سے حکمت عملی نہ چلی۔ دسویں تاریخ ہر ہر کو جان سے گذر گئے۔ صحت کامل ہوئی مر گئے۔ دیکھئے کس کا طالع یاور ہوتا ہے۔ اس عہدے پر مقرر ہوتا ہے۔ ۱۳ر جنوری کو ایک عرضی عبداللہ خیر خواہ کی منتظم شہر کے حضور میں گذری کہ صاحب بہادر کو مناسب ہے ساہ رگھبر دیال کا مقدمہ بوجہ احسن تحقیق فرمائیں۔ مدعی علیہ کے دلائل کو یقین نہ لائیں۔ مقتول کی لاش باہر نہیں نکلی گھر میں ہے۔ صاحب خانہ کی نظر میں ہے۔ یا تو وہ اپنی زبان سے بتائے گا یا گھر کھدے گا تو نشان مل جائے گا۔ جب تک ساہ جی کا وہ گھر نہ کھدوایئے گا اوس کو چین نہ آئے گا۔ اور بعضے صاحبوں کو پاس ہے۔ پاس سے سرکتے نہیں ساتھ لاتے ہیں۔ گھر میں بیٹھ کر دلجمعی کرتے ہیں۔ تدبیریں بتاتے ہیں۔ اس مقدمے کی کماینبغی تحقیق ضرور ہے کہ مہربانی فتور ہے۔ ایک صاحب اسٹیل گنج کی سڑک سے سمند صبا رفتار پر سوار ہوا کھانے جاتے تھے۔ قضا سے خوف نہ کھاتے تھے۔ اودھر سے ڈاک کی بگھی رو میں آتی تھی۔ کسی کو خاطر میں نہ لاتی تھی۔ دفعتہً گھوڑے کو بگھی کی چپیٹ لگی گھوڑا مع زین و پشت بہ زمین ہوا۔ مرکب کہیں راکب کہیں ہوا۔ صاحب سلامت نہ رہے منہ کی کھائی پاؤں میں سر دست بڑی ضرب آئی۔ راہ چلتے صاحب کو تو اسپتال میں لائے۔ کوچوان بیچارے صاحب منتظم شہر کی کچہری میں گرفتار آئے۔ اگر کوئی راہی اس صدمے سے ہلاک ہوتا تو کون خریدار ہوتا۔ بلکہ یہ مذکور بیشتر ہوتا کہ ترم کی آواز نہ سنی راہ سے بچ جاتا۔ بلائے ناگاہ سے بچ جاتا۔ اب کون کہے کہ صاحب بہادر نے گھوڑے کو سامنے سے کیوں نہ بچایا۔ جو ایسا صدمہ اوٹھایا۔ مثل مشہور ہے حاکم ہارے۔ تو منہ میں مارے۔ تازہ حکایت ہے انقلاب زمانہ کی شکایت ہے۔ ایک عالم بیکاری سے ذلیل و خوار ہے۔ جو بدوضع ہے غارتگری پر آمادہ خونخوار ہے۔ اندنوں ایک معاملہ عجیب ہوا۔ مقدمہ غریب ہوا۔ کہ مدت سے صحنتا باغ کی مسجد میں مولوی محمد یعقوب صاحب رودلی کے باشندے رہتے تھے۔ جاروب کشی متعلق تھی صمدم اللہ اکبر کہتے تھے۔ آدمی صاف باطن خدا پرست عبادت گزار تھے۔ اساتذہ کی یادگار تھے۔ مرد معتبر نوے برس کا سن اعضا ضعیف تھے۔ دل ذکر الٰہی سے قوے بظاہر نحیف تھے۔ روشن ضمیر بلند پایگاہ تھے۔ شب زندہ دار مقبول درگاہ تھے۔ توکل پر اوقات گزاری تھی۔ دنیا پر لات ماری تھی۔ آٹھویں جنوری کو ایک ظالم سنگدل نے کار یزیدکیا۔ اوسے سرکٹوایا تھا اس نے گلا دبا کر شہید کیا۔ جو کچھ ہاتھ آیا لے کر اپنا رستہ لیا۔ دُم دبا کے چل دیا۔ صبح کو جب اہل محلہ کے کان میں اذان کی آواز نہ آئی۔ اور نمازیوں نے مسجد کی کنڈی کھلی پائی۔ جو اندر آیا۔ حجرے کا دروازہ مقفل پایا۔ اوس وقت سب کو وسواس ہوا۔ باز پرس سے ہراس ہوا۔ محلہ دار کو بلایا۔ تھانے پر اطلاع کو بھجوایا۔ محمد نور خان صاحب تھانہ دار وزیر گنج آدمی بالیاقت مرنجان مرنج ہیں اور کوتوال صاحب مع احمد یار خان صاحب تھانہ دار حسین آباد اور نظر محمد خان صاحب تھانہ دار دولت گنج آئے۔ پھر منتظم شہر بھی تشریف لائے۔ جب در حجرہ وا ہوا اونکو جان بحق پایا۔ گلے پر ناخن کا نشان نظر آیا۔ بڑا غضب تھا۔ وہی ہلاکت کا سبب تھا۔ اوس وقت اہل محلہ سے تحقیقات کی۔ لاش ڈاکٹر کے پاس بھیجدی۔ پھر منتظم شہر نے قاتل کی جستجو کی۔ تاکید کو بکو کی۔ دوسرے دن محمد نور خان وزیر گنج کے تھانہ دار کچھ برقنداز اور چوکیدار لے کر قبل طلوع آفتاب مقام واردات پر آئے۔ پھر کوتوال صاحب تشریف لائے۔ اہل محلہ کو جمع کر کے جدا جدا استفسار کیا۔ مگر کسی نے اقرار نہ کیا۔ آخر تین آدمی پر گمان ہوا۔ اونکا کوتوالی کو چالان ہوا۔ وہاں رد و قدح بے شمار ہوا۔ آخر امام قلی کے زبان سے قتل کا اقرار ہوا۔ اسباب جو پایا تھا۔ ایک کبڑن کے مکان میں چھپایا تھا۔ جب کڑے پڑے لا دیا۔ سچ سچ بتا دیا۔ اب عنایت نامی بھشتی کی شرکت کا دم بھرتا ہے۔ عقل ڈانوں ڈول ہے کہ ایسا شخص بھی یہ جرات کرتا ہے۔ الغیب عند اللہ اوس کا اقرار ہے۔ مگر بھشتی

صاحب کو انکار ہے۔ فی الحقیقت اس امر میں کوشش از حد کی۔ تھانہ دار کوتوال نے بہت کد کی۔ گو ایسے مجرم کا ہاتھ آنا کیا دشوار تھا۔ عابد کو مارا خدا کا گنہگار تھا۔ یقین ہے اگر ایسے دو چار کام سرانجام ہونگے۔ تو حاکم کے نزدیک لائق انعام ہونگے۔ حکام کے دل میں راہ ہوگی۔ عہدہ بڑھے گا تنخواہ خاطر خواہ ہوگی۔ اب مجرم عدالت کو روانہ ہوا ہے۔ قضا کا یہ بہانہ ہوا ہے۔ یقین ہے اس کردار کے عوض سزا پائے۔ پھانسی ملے جان سے جائے۔ ۱۳ ربجمادی الاول روز شنبہ پہر دن باقی تھا نواب منور الدولہ احمد علی خان بہادر شوکت و شان سے بڑے ساز و سامان سے بہرائچ کی طرف تشریف فرما ہوئے۔ سنا ہے کہ چیف کمشنر صاحب بہادر نے بلایا ہے یہ معاملہ روبکار آیا ہے۔ کہ اوس نواح میں بہت سیر ہے فضا ہے۔ شیر چیتا ہرن پاڑھہ نیل گائے سے وہ دشت بھرا ہے۔ اور نواب کو شکار سے ذوق بیشتر ہے۔ صاحب بہادر کو اسکی خبر ہے۔ خیال میں آیا کہ تنہا کسی بات میں حرج نہیں۔ لطف اصلا نہیں۔ باہم صحرا نوردی کریں سیر دشت و کوہسار ہو۔ ایسے میں کیفیت شکار ہو۔ درندہ ہو یا پرندہ ہو۔ جو سامنے آئے۔ وہ بچ نہ جائے۔ صحیفہ سابق میں خاص محل صاحبہ دام دولتہا کی چوری کا ماجرا لکھا ہے یہ سانحہ تازا ہے شب دوشنبہ پہر بجے شمشیر الدولہ بہادر احمد یار خان صاحب حسین آباد کے تھانہ دار مسلح اور طیار ہو کے فتح پور کی سمت رہ نورد آمادہ نبرد ہوئے تھے۔ اونکی تحریر سے جو کچھ دریافت کیا ہے خبر سمجھ کے لکھ دیا۔ کہ فتح پور بسوی میں حسین بخش اور علی بخش دونوں کو گرفتار ایکبار کیا۔ کام مردانہ وار کیا۔ ڈیڑھ سو اشرفی اور کچھ جواہرات ہاتھ آیا۔ اس قدر مال پایا ہے۔ تفصیل اسکی دونوں صاحبوں کے آنے پر ہے۔ موقوف مال لانے پر ہے۔ اب سنا ہے کہ سیتا پور کی جانب بہت تیز گرم خیز ہوئے۔ وہاں کا حال مآل اونکی آمد پر ہے۔ مال کی برآمد پر ہے عجب نیرنگ ساز چرخ کج رفتار ہے۔ ماہ نو سے ناظرین کا خنجر گذار ہے۔ آج کل جو تارا ٹوٹتا ہے تیر کی طرح پرانے کہادی سے چھوٹتا ہے۔ دل جلوں کا ہر مہینے سینہ فگار ہوتا ہے۔ اونکر لیس سہم کے رہ جاتے ہیں دوسار ہوتا ہے۔ کبھی بر سر رحم نہیں ہوتا۔ چرخے کی صورت چرخ کھاتا ہے۔ ظلم کے سر رشتہ کا تار بندھا ہے پھر پھر کے ستاتا ہے۔ شعر نیش عقرب نہ از پئے کین است۔ مقتضائے طبیعتش این ست۔ جس دن سے ساہ بہاری لال بیکنٹھ باسی ہوئے سب معاملے ستیاناس ہوئے۔ بالفعل قائم مقام اونکے پوتے ہیں۔ یہاں جو دو ہیں ایک رائے نہیں باہم فساد کا چلن ہے کھوٹے لین دین ہوتے ہیں۔ اون میں جو ساہ لکھمن لال ہیں اونکی چکنی چپڑی باتوں سے معاملہ سونا سوگند ہے۔ اوروں نے ٹاٹ اولٹا دوکان بند ہے۔ انکا قدیم نوکر بہاری لال اوس کا نام تھا۔ اوسکا پاس کرتے تھے بہت احترام تھا۔ اونیسویں دن تنخواہ پاتا تھا الللے تللے مچاتا تھا۔ جب پاجی کا پیٹ بھرتا ہے تو بدہضمی کی حرکتیں کرتا ہے۔ پیر کی رات کو بے پیر نے بے سینگینا گلا کاٹا۔ چھرے کو تھپیا لگائی اوس نے لہو چاٹا۔ مالک کے چلن میں بٹہ لگایا کھوٹا کام کیا۔ خود نرک میں گیا اوروں کو بدنام کیا۔ یہ نہ سمجھا شہر میں حکومت انگریزی ہے۔ چار طرف بریز بریز ہے جس طرح یہ مشہور ہے کہ روگ کا گھر کھانسی ہے ویسا عمل انگریزی میں خون کا عوض پھانسی ہے۔ ساہ لکھمن لال تو محتاط ہیں بے چیت دیکھ بھال سے جیتے ہیں دودھ کے جلے ہیں چھاچھ پھونک کے پیتے ہیں بے تامل کوتوال صاحب کو اوس پوچھ لچھر کی مفصل خبر کی انہوں نے جب سر رشتہ اوس گلو بریدہ کو طلب کیا دریافت سب کیا۔ پہلے تو لالہ نے نشہ کا حوالہ دیا۔ ظاہر متوالا کیا۔ جب وہاں کچھ اور گھاتیں نظر آئیں۔ نشہ ہرن ہونے کی باتیں نظر آئیں تو قبولا کہ غلام کی ایک آنکھ مندری بیٹی ہے میں محتاج ہوں شادی نہ کرنے میں بڑی ہیٹی ہے۔ اونکی جب تدبیر نہ ہوئی تو مجھ سے یہ تقصیر ہوئی القصہ ثبوت جرم پر چھ مہینہ کو جیلخانہ ہوا۔ گلا ریتنا قید کا بہانہ ہوا۔ پاجیون کا یہی اطوار ہے۔ اون سے احتیاط درکار ہے۔

عجب ناسازی بخت کی ہے۔ کیا روبکاری سخت کی ہے۔ کہ حضرت ظل سبحانی نے بےکسوں کی تباہی پر بگڑی بادشاہی پر رحم کھا کے جرا اوٹھا کے لندن کا عزم بالجزم فرمایا۔ بعضے بزرگوں نے کلکتہ سے بڑھنے نہ دیا سمجھایا۔ مجبور جناب عالیہ متعالیہ ایذائے سفر گوارا کر کے مع مرزا اسکندر حشمت بہادر اور مرزا ولی عہد بہادر لندن تشریف فرما ہوئیں۔ یہاں بدخواہوں کی بن آئی اونکے حق میں بدگمانیاں کیا کیا ہوئیں۔ مطلب یہ کہ باہم رنج و ملال ہو۔ پھر سلطنت کا نہ انتقال ہو۔ دوسرے یہ خبر سنی ہے۔ معتبر نے لکھی ہے۔ کہ افسری سپاہ قدیم کی جدید احتشام الدولہ کی بیٹے کو عنایت ہوئی۔ برطرفی بحالی اونکے رائے پر موقوف رہی اس قدر رعایت ہوئی۔ غضب کا مقام ہے کہ ان نمک حلالوں کی جانفشانی پر خیال نہ کیا۔ کہ انگریزی نوکری قبول نہ کی پنشن نہ لی پاس عیال و اطفال نہ کیا۔ جو سو پاتے تھے بخوشی آٹھ لیتے ہیں۔ دعائیں دیتے ہیں۔ وہ نرے صاحبزادے ہیں۔ جو اس کام کے آمادے ہیں۔ یقین ہے یہ لوگ ان کی حکومت سے

رضامند نہ ہوں۔اُو نکے طور انکو پسند نہ ہوں۔اور نواب حسام الدولہ بہادر اور مفتاح الدولہ کی تدبیر ہوئی ہے۔ان کی تبدیلی کی تقریر ہوئی ہے۔ایک تو اس میں عزیز ہیں بہت باتمیز ہیں۔دوسرے خانہ زاد قدیم نمک حلال ہیں۔انکے بدلے میں بہت سرکار کا نقصان ہوگا۔ایسے ایسے خیال ہیں۔ایک حکمنامہ سلطانی حسام الدولہ بہادر کے نام آیا ہے۔حضرت نے تحریر فرمایا ہے۔کہ کل دواب احسان حسین خان کو عنایت ہوا اور نکے رفیق آئے ہیں۔انکو حوالے کرو۔تعمیل حکم میں دیر نہ ہو۔دوسرا صحتہ الدولہ بہادر کو تحریر ہے۔یہ خلاصہ تقریر ہے۔کہ راہداری کا پروانہ لکھوا کے انہیں دو۔کوئی راہ میں حارج نہ ہو ایسی تدبیر کرو۔مگر تنخواہ اون لوگوں کی چڑھی ہے۔یہ قیامت بڑی ہے۔ پنج شنبہ کو قبل طلوع آفتاب مساۃ محمدی صحتیاباغ کے رہنے والی کسی ضرورت کو اوٹھی۔سوجھتا تو خاک نہ تھا کنوے میں گر پڑی۔تھانہ دار کو خبر ہوئی لاش اوس پیر زال کی کنوئیں سے نکال کے گھر والوں کا اظہار لیا۔سب نے اس کی نابینائی کا اقرار کیا۔حسب دستور لاش کا منتظم شہر کی کچھری میں چالان ہوا۔ڈاکٹر صاحب سے امتحان ہوا۔پھر لاش ورثہ کو ملی۔انہوں نے دفن کردی۔ نئی حکایت ہے۔زمانے کی شکایت ہے۔حسب الحکم کمشنر بہادر صاحب منتظم شہر نے عبداللہ خان داروغہ محبس کو حکم دیا کہ جو قیدی میعادی ہیں وہ لوگ کھانا پکانے کے حیلے میں دن تمام کرتے ہیں حرج کار سرکار ہوتا ہے۔صبح کو شام کرتے ہیں۔اس واسطے یہ تجویز ہے کہ دس آدمی کھانا پکائیں۔اور سو آدمی مل کر کھائیں۔ہندو خواہ مسلمان ہوں یہی دستور جاری ہو۔جس میں کار برآری ہو۔جب داروغہ محبس نے اسیروں سے اس حکم کا اظہار کیا۔اکثر نے اقرار کیا مگر چالیس برہموں نے انکار کیا۔ہر چند فہمائش کی نہ مانا۔سہل جانا۔آخر صاحب منتظم شہر کو اطلاع ہوئی حکم دیا کہ ٹکٹی وہاں بھیجی جائے۔تنبیہ کی صورت نظر آئے۔صبح ہم آئیں گے۔اونہیں سمجھائیں گے۔جب اسیروں نے یہ حال دیکھا صاحب بھی آنے نہ پائے سب راضی ہو گئے فرمان بجالائے مگر یہ صورت قرار پائی کہ برہمن پکائیں اور کام کر کے ہتے لگائیں۔

خبر عجیب

بمبئی میں جو دوٹانکے کا محلہ ہے۔انکا یہ معاملہ ہے۔کہ ایک غریب مسلمان کے گھر میں لڑکی عجیب الخلقت پیدا ہوئی۔راکے۔۔(۱)۔۔ہویدا ہوئی۔چار ہاتھ اور چار پاؤں نظر آتے ہیں۔۔۔(۲)۔۔۔حیران ہو جاتے ہیں۔ہر روز اونکے گھر پر میلہ رہتا ہے آدمیوں کا ریلہ رہتا ہے۔جو دیکھنے وہاں آتا ہے روپئے دے کے دیکھ جاتا ہے۔اب۔(۳)۔۔مہینے۔۔۔۔(۴)۔۔مگر وہاں مجمع کی وہی صورت ہے۔بے شک یہ مقام عبرت ہے۔خداوند عالم اپنی صنعت دکھاتا ہے۔جس صورت سے چاہا بگاڑ کے بناتا ہے۔بالفعل اون بے چاروں کے رزق کا حیلہ ہے رزاقی کی شان ہے۔اوسکے کارخانے میں جن و بشر کی عقل حیران ہے۔ کشف الاخبار

پونا

کوارٹر ماسٹر سرجنٹ کی عورت حسین اٹھارہ اونیس برس کا سن مہہ جبین تھی دفعتہً کچھ ایسی دل میں لہر آئی۔تالاب میں ڈوب کر اپنی جان گنوائی۔مرجانے کا سبب ظاہر نہیں ہوا۔اب تک مفصل حقیقت سے کوئی ماہر نہیں ہوا۔ کشف الاخبار

ایران

قاصد سندھ کا بیان ہے۔سننے کی داستان ہے کہ ۱۲ ردسمبر کو دریائے فارس سے ایک بغلہ آیا۔ناخدا کی زبانی اس خبر نے شہرہ پایا۔کہ فوج انگریزی کے کئی جہاز جزیرہ باسادور آور کے تیس میل بندر رنگا کے متصل لنگر انداز تھے۔درِ گفتگو بار نہ تھی۔پہلے وہاں کے باشندوں سے یہ پیام تھا۔چھوٹے بڑے سے کلام

۱۔تا۴۔شکستہ ناقابل خواندگی

تھا۔ کہ تمہیں مناسب ہے تا فیصلہ اس سرزمین سے رخت سفر اٹھاؤ۔ جان بوجھ کر نقصان نہ کرو گھر نہ لٹاؤ۔ نہیں تو جب آغاز جنگ ہوگی۔ تمہیں مہلت نہ ملے گی عافیت تنگ ہوگی۔ پھر وہ جہاز وہاں سے کھل گئے۔ بوشہر کی طرف بے تامل گئے۔ لنکا سے دو میل پر پانچ ہزار دلاوران ایران مقیم ہیں۔ ہر دم منتظر غنیم ہیں۔ صاحب اخبار بمبئی گزٹ اپنے روزنامے میں رقم کرتے ہیں۔ بڑی شان و شکوہ سے یہ خبر حوالہ قلم کرتے ہیں۔ کہ بالفعل پیشگاہ شہنشاہ ایران سے دو جلیل القدر۔۔۔(۱)۔۔۔شاہ فرانس میں بہت عجلت سے۔۔۔(۲)۔۔ ہیں۔ اس سے یہ مضمون واضح ہوتا ہے۔ کہ دیکھیں ۔۔۔(۳)۔۔۔وہاں کیسا سامان ہے صاحب خبر کا گمان ہے کہ قیصر روم اور پادشاہ فرانس کو صاحب انگلشیہ سے ظاہر اتحاد ہے۔ اور ان سے باطن میں خلاف و عناد ہے۔ یقین ہے انکے شراکت میں قدم نہ ماریں۔ نہ انکی فتح کی شادی ہو نہ شکست کا غم اس معرکہ میں دم نہ ماریں۔ احیاناً اس درخواست پر اونکی رعایت نہ فرمائی۔ یہی بات جی میں آئی تو شرکت انگریزوں کی بھی دشوار ہوگی۔ وضع کے خلاف حرکت ناگوار ہوگی۔ آئندہ جو تحقیق سنا جائے گا۔ لکھنے میں آئے گا۔ کشف الاخبار و سلطان الاخبار

ہرات

مہتمم کرانیکل لاہور رقم کرتے ہیں۔ خبر تحقیق حوالہ قلم کرتے ہیں۔ کہ بیس سردار روس شریک لشکر ایران ہیں۔ مہیا لڑائی کے سامان ہیں اور ایک افسر کار گزار شہنشاہ روس کا فرستادہ ہے۔ فوج کو قواعد جنگی سکھانے پر آمادہ ہے۔ اس معرکے میں شہنشاہ روس ہمہ تن مصروف ہیں۔ لڑائی کے طور وقت پر موقوف ہیں۔ کشف الاخبار

شاہ آباد

سنا ہے کہ وہاں ڈاکہ زن رعایا کو تنگ کرتے ہیں۔ مردانہ وار سامان جنگ کرتے ہیں۔ بالفعل مسٹر سلو صاحب نیل ساز کی کوٹھی میں ڈاکہ آیا۔ ایک شب تین سو غارتگروں نے ہنگامہ مچایا۔ کئی آدمیوں کو زخموں سے چور کیا۔ مال کی طمع سے یہ فتور کیا۔ جس قدر اسباب ہاتھ آیا لے لیا۔ چلتا دھندا کیا۔ اب صاحب مجسٹریٹ بر سر تحقیق ہے۔ گرد و نواح کے باشندوں کو ضیق ہے۔ سلطان الاخبار

راجپوتانہ

اخبار انگلشمین مطبوعہ ۱۹ ردسمبر سے معلوم ہوا کہ اطاعت کا قرینہ زمانے سے۔۔۔(۴)۔۔۔چٹھی اس مضمون کی۔۔۔(۵)۔۔۔مواثیق رؤسائے ہندوستان۔۔۔(۶)۔۔۔بیکاری سے مربی ہیں دوسری بھی۔۔۔(۷)۔۔۔اس باعث سے ہم لوگوں نے باہم۔۔۔(۸)۔۔۔ہمارا ملک اگر لیں گے تو جان دینے کا ارادہ کیا ہے۔ خلاف عہد و پیمان اگر ریاست لینے پر سرکار کو اصرار ہے۔ تو یہاں بھی بر سر میدان ہر ایک جان دینے کو طیار ہے۔ جس دم معرکہ کارزار کی گرم بازاری ہوگی۔ دیکھ لینا کیسی ذلت و خواری ہوگی۔ پادشاہ اولوالعزم کو پاس تحریر اور خیال تقریر ضرور ہے۔ بدعہدی میں بلا پھٹے گا ایک عالم مستعد فتور ہے۔ بدگویوں کی زبان بند رہتی ہے۔ راست بازوں سے خلق خدا رضامند رہتی ہے۔ سلطان الاخبار

شولاپور

صاحب ٹائمس کو کسی نے جو خبر دی ہے۔ راقم نے اونکی یہ نقل کی ہے۔ کہ جب سے لشکر انگریزی مہم فارس کی طرف راہی ہوا ہے۔ یہاں ہر اشرار بر سر فساد

۱۔تا ۸۔ ناقابل خواندگی

ہے رعایا کے درپے تباہی ہوا ہے۔ خصوص قوم روہیلہ سرکشی سے درپے آزار ہے۔ قتل وغارت اونکا شعار ہے۔ اہل شہر کا خوف آبرو سے بُرا حال ہے۔ کہ گیہوں کے ساتھ گھن نہ پسے یہ خیال ہے۔ جب ۴۷ رجمنٹ نے کوچ کیا۔ غارت گروں نے موقع پا کر یہ امر پوچ کیا۔ کہ نواح شہر کے اکثر گاون اور قریہ کو لوٹا۔ وہاں کے باشندوں پر تکلیف کا آسمان ٹوٹا۔ بیسویں ماہ گذشتہ کو جب ۴۸ رجمنٹ وہاں سے روانہ ہوا۔ تعلقہ پور کا گاوں لوٹا ظلم کیا کیا نہ ہوا۔ ایک مہاجن مالدار اور سولہ گنوار جان سے گئے اور بہت روہیلے اسیر ہوئے۔ پابہ زنجیر ہوئے۔ مگر اس پر بھی مفسدوں کو وسواس نہ ہوا۔ سیاست حاکم سے ہراس نہ ہوا۔ تھوڑے دنوں کے بعد شمیلہ پور کے متصل موضع برسلو میں ڈاکہ پڑا۔ ایک آدمی کو زخمی کیا۔ اور ایک مارواڑی کے گھر سے نقد و جواہر بیش بہا لیا۔ جو اوسکے گھر میں تھا لیا۔ اب جالنا ندی میں نور شاہ مغفور کے مزار کے قریب ایک لاش زخمی بہتی نظر آئی۔ پھر ایک گاڑی بان کے قتل کی خبر آئی۔ اور ڈاک کی ایک سپاہی نے دو مارواڑیوں کی۔۔(۱)۔۔ دیکھی۔ پاش پاش دیکھی۔ حاکم کو قاتل کی تلاش ہے۔ مگر اب تک نہ پتہ ہے نہ سراغ ہے۔ بدمعاشوں کو دُھنی ہے زاغ ہے۔ دیکھئے مفسدوں کا اب کیا ہوتا ہے۔ اوس ملک کا انتظام کیا ہوتا ہے۔

کشف الاخبار

کلکتہ

بالفعل ایک خیرخواہی کی تازہ خبر پائی ہے۔ سلطان الاخبار میں نظر آئی ہے۔ کہ پیشگاہ گورنمنٹ سے ایک حکم جدید جاری ہوا ہے۔ جس کے سننے سے کلکتے میں جو اہل دول ہے عاری ہوا ہے۔ کہ جو سفائن دریائے گنگ میں آتے ہیں۔ مال تجارت کا لاتے ہیں۔ اون سے محصول ٹکٹ لیا جائے۔ یہ حکم عام سنا دیا جائے۔ چنانچہ عملہ پولس کشتیوں کے شمار کو مامور ہے۔ جاری نیا دستور ہے۔ ظاہر اس حکم میں فتور ہے۔ ہوگا وہی جو سرکار کو منظور ہے۔ بہت ملاحوں نے کنارہ کیا منہ چھپایا ہے۔ ایسا خوف چھایا کہ غوطہ لگایا ہے۔

ولایت

فینکس اخبار کلکتے کے بمبئی ٹائمس سے تحریر ہے۔ عجیب وغریب تقریر ہے۔ کہ بالفعل پیشگاہ ملکہ ذی جاہ انگلستان سے سرجمس اوٹرم صاحب کہ سابق لکھنؤ کے چیف کمشنر تھے۔ اس مملکت کے انقلاب موقوف اون پر تھے۔ بعہدہ سفارت مامور ہوئے۔ خیرخواہ مشہور ہوئے۔ عنقریب عزم سفر کریں گے۔ طہران میں گذر کریں گے۔ یقین ہے اُن کے ہاتھ سے یہ مہم انجام ہو۔ اس معرکہ میں فوج کا کام انکا نام ہو۔ شہر ڈبلن میں ایک عورت عیارہ نے حرام کا لڑکا جنا بُرا کام کیا۔ بدنامی کے ڈر سے کاغذ میں لپیٹ کر پھونکا یہ اور خیال خام کیا۔ مشہور ہے کہ شیطان بُرا کام کرواتا ہے پھر کوٹھے پر چڑھ کے ڈھول بجاتا ہے۔ آخر کار بھید کھل گیا محکمہ کورٹ میں وہ خانماں سوختہ گرفتار ہوئی۔ کسی سرجن کے بیان سے حقیقت حال اظہار ہوئی۔ قصور اوس کا ثابت ہوا صاحب جج نے نو مہینہ کی میعاد کی۔ جان بچادی اوس بدنہاد کی۔ صاحب عدالت کے نزدیک بُرا کام کرنے کی بھی سزا تو کروانے والی کو کیا بُرا ہے۔ اور ایک عورت چوری کی علت میں اسیر ہوئی۔ روبکاری ہوئی جرم ثابت ہوا نو مہینہ کی قید تعذیر ہوئی۔۔(۲)۔۔ بیان ہے دو طرفہ داستان ہے۔ اندنوں انگلستان میں چوری اور خونریزی کی دھوم ہے۔ جعلسازی اور فریب مشہور تھا اب یہ خبر بھی سب کو معلوم ہے۔

سلطان الاخبار وغیرہ

۱۔ کرم خوردہ، ناقابل خواندگی

۲۔ ناقابل خواندگی

چین

صاحب بمبئی گزٹ کی جو تقریر ہے۔ وہی بعینہ ہماری تحریر ہے کہ ان دنوں اہل چین نے فرانس کے ایک پادری جلیل القدر کو نہایت تکلیف اور ایذا دی۔ آخر اوس بے چارے کی جان لی۔ جب سردار فرانس نے قتل کا سبب استفسار کیا اونہوں نے انکار کیا۔ تب کار پردازوں نے مصلحت وقت سمجھ کر کنعان خالی کر دیا۔ رنج و ملال اپنا اونکے دلوں پر حالی کر دیا۔ اور لب لاٹ نامی قلعہ پر قبضہ کر کے سکونت اختیار کی۔ بگر فکر بے انجام کار کی۔

بوشہر

سابق میں پرچہ اخبار انگلشمین انگریزی جو نظر آتا تھا۔ اوس میں معرکہ ایران کا نقشہ پایا تھا۔ کہ ایک لاکھ بیس ہزار فوج جرار آزمودہ کار ملازم سلطان ایران ہے۔ ہر ایک کو اپنی دلاوری کا بل ہے وہ وہ جوان ہے۔ دوسرے پرچے میں دیکھا کہ کل فوج ایران ساٹھ ہزار ہے۔ مجاہدوں کا ۳۵ ہزار تک شمار ہے۔ اور لشکر متصل بوشہر چھبیس ہزار مع سامان مقیم ہے۔ حاکم اوس کا شاہ فیروز خان بے خوف و بیم ہے۔ مگر تنخواہ اونکی اٹھارہ مہینے سے لیت و لعل میں پڑی ہے۔ یہ قباحت بڑی ہے۔ تعجب نہیں انہام و تفہیم کارگر ہو۔ معرکہ رزم نوع دگر ہو۔ وہاں جمعیت روس نہیں لیکن ایک کمپنی گولہ اندازوں کی اور چوبیس توپیں اور چند سردار شریک ہیں۔ آمادۂ تحریک ہیں اور عقلائے انگریزی نے تخمینہ کیا ہے کہ تمام ملک فارس اور افغانستان پچاس ہزار فوج جرار سے قبضہ میں آجائے گا۔ لڑائی ہوگی تو ہم فتح پائے گا۔۔۔(۱)۔۔۔حال مقیم ہے اور روس کی فوج۔۔(۲)۔۔۔اپنی مملکت کی نگہبانی کرتی ہے۔۔(۳)۔۔۔روس یورش نہ کریں جانفشانی کرتی ہے۔ اور سنٹرل اخبار مطبوعہ ۳ جنوری سے معلوم ہوا۔ اس معرکہ کا حال مفہوم ہوا۔ کہ تیسری دسمبر کو جہاز انگریزی نواح بوشہر میں پہونچے اور ساتویں کو عبور کا ارادہ ہوا۔ ادھر کا غول فساد پر آمادہ ہوا۔ جب جہاز جنگی بوشہر سے قریب ہوئے۔ جگہ اوترنے کی تجویز ہونے لگی تو ماجرائے عجیب ہوئے۔ ایک گروہ جوانان جرار کا پانی کی نگہبانی پر نظر آیا۔ آمد و رفت کا سلسلہ بند پایا۔ باہم سرداروں نے مشورہ کر کے توپوں کو سر کیا۔ اونہوں نے منہ پھیر کر اپنا رستہ لیا۔ انگریزوں نے بوشہر سے دو میل کے فاصلے پر توپخانہ اور اسباب ضروری اوتارا۔ گویا میدان مارا۔ آٹھویں کو باقیماندہ فوج اور توپخانہ زمین پر آیا۔ مطلب بر آیا۔ پھر پانچ میل شہر سے قلعہ ریشہ کی طرف کوچ کیا اور کئی جہاز جنگی نے بھی اوس طرف کا رستہ لیا۔ وہاں کچھ فوج ایرانی بر سر مقابلہ آئی۔ اور دور سے فوج دیکھ کر توپ لگائی۔ کئی انگریز جلیل القدر سردار فوج مارے گئے۔ جان سے وہ سارے گئے۔ تفصیل اونکی یہ ہے بریگیڈیر جنرل اسٹاپ فورڈ اور کرنیل میلٹ سردار بزرگ جان سے گئے۔ اور گیارہ افسر اور عہدہ دار کارگزار کام آئے۔ اور سپاہیوں کا شمار نہیں کتنے سرے۔ اونکا حساب کون کرے۔ جب شام ہوئی تب فوج انگریزی نے بوشہر کے متصل مقام کیا۔ اور کچھ دور دریا میں جہازوں نے قیام کیا۔ صبحدم پولیٹیکل اجنٹ کپتان جونس کو یسی راس نامی آگ بوٹ پر صلح کا نشان لے کر حاکم بوشہر کے پاس بھیجا اور زبانی یہ پیام دیا کہ اب لڑنا بے سود ہے۔ حریف سر پر موجود ہے۔ مناسب ہے کہ شہر خالی کرو۔ یہ کلام مصلحت آمیز اپنے دلوں پر حالی کرو۔ جب وہ جہاز سامنے سے نمودار ہوا۔ ہر محافظ ہوشیار ہوا۔ متصل ہوتے توپوں کے مارکی۔ چھرّوں کی بوچھار کی۔ آخر صاحب نے رجعت قہقری کی۔۔۔(۴)۔۔۔۔۔عذر تحریر کیا۔۔(۵)۔۔۔یہ جواب ہوا۔ کہ تم نے سنا ہوگا جو ہماری۔۔(۶)۔۔۔تمہیں مناسب ہے شہر اور قلعے کو چھوڑ دو۔۔۔(۷)۔۔۔۔۔پھر دسویں کو ایک کشتی بوشہر کی جانب سے۔۔۔۔(۸)۔۔۔۔یہ خبر پائی کہ اگر سرکار کو بوشہر کی جانب میلان ہے۔ قبض و تصرف کا گمان ہے۔ ایک دن کی مہلت ہو۔ اتنی فرصت ہو۔ آخر بڑی گفتگو رہی۔ مگر یہ بات قبول نہ کی۔ مراد حصول نہ کی۔ آدھے گھنٹے کی مہلت دی۔ اتنی اجازت دی۔ جب ایلچی وہاں سے راہی ہوا۔ گام فرسا بہر آگاہی ہوا۔ صاحب نے اوس کشتی کو یسی راس آگ بوٹ سے باندھ کر روانہ کیا جس میں جلد پہونچا دے۔ اس قلیل مہلت کی خبر سنا دے۔ جب یہ کشتی جہاز سے جدا ہو کر کنارے پر پہونچی قلعہ والوں نے توپ پر بتی دی۔ یہ حال دیکھ کر فیروز

۱۔ تا ۸۔ پھٹا ہوا۔ ناقابل خواندگی۔

اور ایک آگ بوٹ اور پہونچا طرفین سے توپ چلنے لگی۔ آسمان کانپا زمین دہلنے لگی۔ خلاصہ یہ دو گھنٹے توپ چلی۔ جہاز والوں کے دلوں میں کھل بل پڑی۔ مگر لشکر ایرانی کو معلوم نہیں کسی طرح ہراس ہوا۔ جان عزیز کا پاس ہوا۔ دفعۃً توپ بند ہوگئی۔ ان لوگوں کی عقل کھوگئی مگر مغرب اور شمال کی جانب سے توپ کی صدا آتی تھی۔ رنجک چمک دکھاتی تھی کچھ جہاز اودھر متوجہ ہوئے وہاں بھی توپ بند ہوئی۔ لڑائی چند در چند ہوئی۔ شہر حاکم نے دیکھا کہ لڑائی بگڑ گئی۔ اطاعت کے سوا مصلحت نہ بن پڑی۔ جنگی نشان شاہی قلعے سے اوتار لیا۔ بلی کاٹ کے لڑائی سے انکار کیا۔ انگریزوں کو معلوم فتح کے آثار ہوئے۔ کہ اہل قلعہ صلح کے طلبگار ہوئے۔ یہاں سے ایلچی نے جا کر کہا کہ یا جنگ کرو۔ پاس نام و ننگ کرو۔ یا شہر خالی فی الحال ہو۔ ہماری اطاعت کا اقبال ہو۔ یہ سن کر حاکم شہر اور سردار فوج باہم آئی۔ رسم فرمانبرداری بجالائی شہر کا بندوبست کیا۔ اوروں کا حوصلہ پست کیا۔ پھر حاکم اور سردار مذکور کو مع چند آدمیوں کے پنجاب نامی آگ بوٹ پر لائے۔ سولجر[1] اور خلاصیوں نے ٹوپی اوتار کر سلامی دی بڑے مراتب پائے۔ زبانی عہدۂ جلیل کا اقرار ہوا۔ بمبئی پہونچنے پر دار و مدار ہوا۔ پھر فوج بوشہر میں داخل ہوئی۔ مراد حاصل ہوئی۔ قلعہ کو مستحکم پایا۔ وہاں اپنا پھریرا اوڑایا۔ اب ۱۳ میل جنوب کی طرف بوشہر کے متصل فوج انگریزی۔۔(۲)۔۔وہیں اڑی ہے۔ مشہور ہے کہ بعد اس معرکے کے بندر کھا۔۔۔(۳)۔۔۔نے دخل پایا۔ اب کچھ کچھ فوج کا لنکا کی طرف جانا سنا ہے۔ مگر معلوم نہیں وہاں کیا گزرا۔ ۲۹ دسمبر۔۔۔(۴)۔۔نامی آگ بوٹ دو پہر دو بجے بمبئی میں آیا۔ اوس سے اس خبر نے شہرہ پایا۔۔(۵)۔۔اس جہاز پر سر ہنری لیک صاحب فوج انگریزی کے سردار بزرگ دونوں افسروں کو۔۔(۶)۔۔۔ہمراہ لائے ہیں۔ مگر ابھی آگ بوٹ بمبئی سے نہیں آئی ہے۔ مشہور ہے جب تک سرکار کمپنی کا حکم نہ آئے گا کوئی جہاز سے اترنے نہ پائے گا۔ سنا ہے کہ جب یہ جہاز بوشہر سے روانہ ہوا تھا اثنائے راہ میں کچھ فوج ایرانی سے مقابلہ ہوا تھا۔ تین ہزار جرار چھ ضرب توپ لیے ایک جانب بڑھے تھے ڈیرے خیمے کھڑے تھے۔ صاحب نے توپیں سر کیں بہت خیمہ و خرگاہ جل کر خاک ہوئے۔ اور گھوڑے اونٹ ہلاک ہوئے۔ وہ ایسے ناچار ہوئے کہ فرار ہوئے۔ جب اون لوگوں نے مقابلے سے منہ چھپایا۔ میدان سے قدم پیچھے اوٹھایا۔ تب جہاز وہاں سے روانہ ہوا۔ اونکا پیچھے ہٹنا انکی حیات کا بہانہ ہوا۔ پھر اور جہازوں کی حراست میں بمبئی آیا۔ ساحل نجات پایا۔ مشہور ہے کہ بوشہر کی دو برنجی توپیں اور قلعے کا نشان بھی لائے ہیں۔ اطمینان سے پھر آئے ہیں۔ عجیب حیرت کا مقام ہے۔ مختلف کلام ہے۔ کہ پہلے صاحب انگریزی بہت تندی اور تیزی سے کثرت افواج ایران بیان کرتے تھے۔ ہجوم لشکر جرار بوشہر کی جانب گمان کرتے تھے۔ اب تحریر اور ہے۔ مقام غور ہے۔ کہ بدون معرکہ جدال و قتال بوشہر ہاتھ آیا۔ انجام کار ایسا ایرانیوں کا زم پایا۔

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
کپتان آر صاحب دام دولتہ	سات روپے آٹھ آنے	۱۲ رذی الحجہ ۱۲۷۳ ہجری لغایت جمادی الاول ۱۲۷۳ ہجری
عالی خدمت چودھری رندھیر سنگھ صاحب دام دولتہ	۱۵ روپے	غرہ ربیع الاول ۱۲۷۳ ہجری لغایت آخر صفر ۱۲۷۴ ہجری

شہر لکھنؤ محلّہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

۱۔ فوجی

۲۔ تا ۶۔ ناقابل خوندگی

طلسم لکھنؤ

شکرِ حق کز نامۂ اخبارِ نو یافت جانِ تازہ جسمِ لکھنؤ
گنج گوہرہائے معنی اندروست چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

عنوان صحیفہ حمدِ حق ہے زیبائش اوّل ورق ہے
پھر نعت ہے سید البشر کی جس نے کہ ہمیں خبر دی

نمبر ۲۷ ۲۶ رشہر جمادی الاول ۱۲۷۳ھ ہجری مطابق ۲۳ ماہ جنوری ۱۸۵۷ء عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تا بمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ ار روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زرِ مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زرِ قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است
مصرعِ تاریخ آغازش عنایت زد رقم گوہرِ معنی نمایان از طلسم لکھنو است

۱۲۷۲

---لکھنؤ

ایک شفیق نے کلکتہ سے خط بھجوایا ہے۔ یہ مضمون اوسی کا ہے جو تحریر میں آیا ہے۔ کہ ۱۲ ار جمادی الاول جمعے کو مرزا اعظم بیگ اجینٹ کلکتے میں داخل ہوئے۔ نواب صاحب کی ملازمت ہوئی بڑے لطف حاصل ہوئے پہلے پنشن کا معاملہ استفسار کیا۔ انہوں نے ابتداً سے انتہا تک سب قصہ اظہار کیا۔ اوسکے لینے میں اپنا انکار صاحبان ذیشان کا اصرار مفصل سنایا۔ نواب صاحب نے ایسے پرورش کے کلمے ارشاد کیے کہ ہم چشموں کو رشک آیا۔ بلکہ زبان گہر فشان سے فرمایا کہ تم نے کلنک کا ٹیکہ مٹایا۔ حضرت کے روبرو مجھکو سرخرو کیا اور افسروں کی پنشن لینے میں مجھے رنج تھا نہ ملال تھا تم اگر لیتے تو مجھکو بدنامی کا خیال تھا حاضران جلسہ سے مخاطب ہو کے بولے کیوں میں نے نہ کہا تھا کہ بے اجازت میرے مرزا اعظم علی بیگ پنشن نہ لیں گے یہ آفرین ہیں اپنی ٹن رکھیں گے۔ بادشاہ نے بھی مجھکو خجل اور نادم۔۔(۱)۔۔انکار پنشن ہوا۔ میرا منہ روشن ہوا۔۔(۲)۔۔لے گئی۔۔(۳)۔۔نذر دلوائی یہ قصے مفصل کہے۔۔(۴)۔۔ موجود تھا۔ حضرت نے ملاحظے کو طلب فرمایا۔ جب نظر انور سے گذرا زبان مبارک سے تعریف کی بہت توصیف کی۔ وہ سڑک جو آہنی پل سے گولہ گنج کی

۱۔ تا ۴۔ شکستہ، ناقابل خواندگی

سمت نکالی ہے بہت سے مکان کھودنے کی بنیاد ڈالی ہے۔ درنیولا صاحبان مکان کو مطلع کیا کہ اتنی اتنی زمین تمہارے مکانوں سے سڑک میں آئے گی املاک تمھاری کھودی جائے گی جس کسی کو عذر ہو تکرار کرے ایک ہفتے کی مہلت ہے وہ آکے برسر اظہار ہو۔ اگر یہ مُدت گزر گئی پھر اسکی شکایت ہوگی۔ تو اصلاً نہ سماعت ہوگی۔ اشتہار جاری ہے۔ خلقت عاری ہے چنانچہ منشی روپ چند جو کپتان واشٹین صاحب بہادر کے ملازم ہیں۔ اونکا مکان سڑک میں ہے اوسکے کھودنے پر عازم ہیں۔ وہ بےچارے صاحب بہادر کو اپنے مکان پر لائے۔ وہ نقشہ اور اپنی اضطرار دکھائی اونہوں نے ملازم پروری سے صاحب سڑک ساز کو بہت کچھ سمجھایا ہے۔ لیکن ابھی تک کچھ ظہور میں نہیں آیا ہے۔ ۱۵ر جنوری کو رام گنج وغیرہ اطراف حسین آباد کے لوگوں نے تھارن ہل صاحب اسسٹنٹ بہادر کو عرضی دی کہ وہ سڑک جو ہمارے محلہ کو آتی ہے رسّی پیائش کی بندھوائی ہے۔ اوس میں مسجدیں امام باڑے مکان آئیں گے سڑک میں کھد جائیں گے۔ دنیا میں ذلت ہوگی دین برباد جائے گا۔ زیست سے بیزار ہونگے مرنا پسند آئے گا۔ صاحب بہادر بہت فہمیدہ ہیں مآل کار کو خیال کیا۔ سمجھے بلوے کا ارادہ ہے ہر ایک آمادہ ہے پھر اونسے سوال کیا کہ جو مضمون عرضی میں تم نے لکھا ہے بخوبی ہماری سمجھ میں نہیں آیا ہے۔ مطلب اس کا صاف نہیں پایا ہے۔ لوگوں نے پھر کچھ گول گول اظہار کیا کھلم کھلا کسی بات کا نہ اقرار کیا۔ اوس وقت حکم ہوا کہ یہ عرضی ڈپٹی کمشنر بہادر کے ملاحظے کو کہ وہ دورے میں ہیں روانہ ہو۔ دیکھئے اب اونکی تجویز کیا ٹھہرے سڑک کا کس طرف جانا ہو۔ درنیولا مسمی رام سنگھ نے اچل سنگھ۔ نئے گاؤں کے زمیندار کو سونٹے سے مارڈالا۔۔(۱)۔۔ تارے والی کوٹھی میں لاش آئی مقتولوں کے وارثوں نے فریاد مچائی صاحب قائم مقام ڈپٹی کمشنر بہادر نے لاش ڈاکٹر کے پاس بھیجدی اوسکے وارثوں کی تسکین کی۔ کہ مجرم تھانے پر گرفتار ہوا ہے۔ مقدمہ کچہری میں روبکار ہوا ہے۔ پرچہ سابق میں مادھو پرشاد ناظر فوجداری کا مرنا لکھا ہے۔ درنیولا یہ سنا ہے۔۔(۲)۔۔ ڈپٹی کمشنری کے پروانہ نویس تھے وہ عہدہ نظارت پر مامور ہوئے۔ مسٹر جیمس ہنسلے تھارن ہل صاحب بہادر کی عنایت سے صاحب کمشنر بہادر کو منظور ہوئے اور نائب ناظر سے پروانہ نویسی کو فرمایا تھا اونہوں نے کسی وجہ سے نہ مانا۔ بلکہ اور کچہری کے عملے نے بھی یہ عہدہ بےکار جانا۔ قبول نہ کیا روبکار ملازمت نہ لیا۔ اور منشی موہن لال صاحب سررشتہ دار کچہری ڈپٹی کمشنر بہادر کو عرضی لکھی۔ ۱۸ر جنوری کو پندرہ روز کی اجازت پائی۔ خانہ نشینی سے راحت نظر آئی۔ میر فرزند علی صاحب کہ نہایت چالاک ہوشیار ہیں قانون دان باوقار ہیں۔ سررشتہ دار کے قائم مقام ہیں۔ کار سرکار سے فرصت نہیں پاتے ہیں حاضر باش علی الدوام ہیں۔ بالفعل ہدایت احمد کہ چندروز سے امیدوار تھے گردش فلکی سے بےکار تھے۔ پروانہ نویسی پر مقرر ہوئے۔ فضل خدا سے نوکر ہوئے۔ حکیم سید اسمٰعیل رضوی عرف امیر مرزا حکیم میر باقر مرحوم کے فرزند ارجمند ۲۲ر ربیع الاول ۱۲۷۳ ہجری کربلائے معلّٰی کو روانہ ہوئے بالفعل راہ بند ہے۔ خوف گزند ہے۔ اس وجہ سے بنارس میں خادم حسین خان صاحب کی دولت سرا میں رونق افروز ہیں عرصے سے بیکار ہیں۔ راجہ صاحب بہادر کے ملازمت کے امیدوار ہیں۔ ہنوز مہاراج کو خبر نہیں۔ وہاں گذر نہیں۔ ۱۵ر جنوری کی تھی کہ کسی شخص نے تھارن ہل صاحب بہادر کی کچہری میں کمپنی کی دہائی دی کہ صاحب نے قسم پر فیصلہ نہ کیا گواہ بلاتے ہیں مقدمہ خاک میں ملاتے ہیں۔ صاحب بہادر نے آواز سن کے روبرو بلایا یہ فرمایا کہ اس خلاف حرکت پر یا دس روپیہ جرمانہ دے یا دو مہینے جھل خانہ میں رہے۔ آخرکار بےزری کے باعث کچھ بن نہ آیا۔ مفلسی نے قید میں پھنسایا۔ ۱۴ر جنوری کو چیف کمشنر صاحب بہادر بہرائچ میں تشریف فرما ہوئے اور سولہویں کو میجر بنک صاحب۔۔(۳)۔۔۔ شہر لکھنؤ میں تشریف لائے ہیں۔ مگر پھر جائیں گے۔۔۔ کام تمام چھوڑ آئے ہیں۔ صحیفہ سابق میں۔۔۔(۴)۔۔ شمشیر الدولہ بہادر مع احمد یار خان صاحب تھانہ دار حسین آباد فتح پور بسوی کی طرف لکھا تھا۔ بڑی جستجو سے کچھ اسباب علی بخش وغیرہ کے گھر سے ملا تھا۔ اب یوم یکشنبہ قریب شام بانیل مرام پھر آئے۔ مال کو مع مجرم لائے۔ حقیقت میں بڑی دلاوری کی۔ تقدیر نے یاوری کی۔ وگرنہ ایسے چور کب ہاتھ آتے ہیں۔ اس تلاش میں سر جاتے ہیں۔ ایسا شخص قابل اضافہ اور انعام ہے۔ کہ اوروں کو حوصلہ ہو خاوند کا نام ہے۔ محنت کر کے مزہ نہیں ملتا تو جی چھوٹ جاتا ہے۔ جانکاہی کا فرمان کون بجالاتا ہے۔ تفصیل بھی درج صحیفہ اخبار ہے۔ تخمینے کی رو سے قیمت کا اظہار ہے۔

۱۔ تا ۴۔ شکستہ، ناقابل خواندگی

یہ تفصیل اوس کی ہے جو مال فتح پور میں علی بخش اور حسین بخش چوروں کے گھر سے ہاتھ آیا ہے۔احمد یار خان صاحب حسین آباد کے تھانہ دار اور شمشیر الدولہ بہادر نے بڑی کوشش سے بہم پہونچائی۔ دس ہزار دو سو پینتیس

علی بخش ساتھ ہزار تین سو سترہ

اشرفی آٹھ آنی	چوانی	
۲۵۵ مھر تیس عدد	۴۰ عدد	
گھونگروں سونے کے	ٹکرہ سونے کے یک اگالدان کا	پڑی تلکوی
۴۷ عدد ۱۵ تولے ۹ ماشے	تیس تولے تین ماشہ	یک عدد تیس تولے تین ماشے
طوق سونے کا صراحی دار یک عدد	ٹکرہ پڑی تلکوی کا یک عدد	کڑی طوق سونے کی تین عدد
۹ تولے ۲ ماشے	تیس تولے نو ماشہ	۵ تولہ چھ ماشہ

-----(۱)---

	جوشن سونے کی	گنگھرو سونے کے
----(۲)------	دس دانہ	۱۰ ۲ ۱/۲ ماشہ
چوہے دنتی سونے کی	آرسی سونے کی جڑاؤ	بجلی مع موتی جڑاؤ
تولہ ٦ ماشہ تیرہ دانہ ایک گھنڈی	یک عدد	یک جوڑی
جھمکہ کرن پھول جڑاؤ	کنگھی سونے کی	کڑے سونے کے
تین تولہ ۵ ماشہ یک جوڑی	۱۱ ماشہ یک عدد	یک جوڑی
چھلا سونے کا	نگینے فیروزے کے	ڈانک چاندی کے
۲ ماشہ ۵ سرخ یک عدد	۱۷ عدد	یک ماشہ
نگینے ہیرے کے	ٹکرہ سونے کی کڑی کا	آرسی چاندی کی جڑاؤ
٦٦ عدد	تیس تولہ تین ماشہ یک عدد	یک عدد
تسبیح مونگے کی	ہیکل چاندی کی مع تعویز	خانہ چاندی کا مع نگین سرخ
دو تولہ ۹ ماشہ	چالیس سکہ یک عدد	۴ ماشہ یک عدد
چینی یاقوت وغیرہ کے	نگینہ شرجی	موتی
ایک عدد	سات عدد	۲۳۰ دانہ
سبزہ و زمرد	نگینے شیشے کے	چنی اور نگینے یاقوت کے
۸۴۳	۲۷ عدد	۸٦ عدد

۱۔اور ۲۔شکستہ ناقابل خواندگی

نگینے ہیرے اور پکھراج کے	نگینے یاقوت کے	موتی
۸۴عدد	۴عدد	یک ماشہ ۷ سرخ
چھڑی چاندی کی اور کنگھی	کڑے چاندی کے	نقد
۷عدد	۲۳عدد	۲۱۴
حسین بخش		
نگینے ہیرے اور ترملی کی	ٹکڑے سونے کے طوق کے	کڑے سونے کے
۱۱۴عدد	۹تولہ ۴ماشہ	۱۶تولہ ۶ماشہ

------------------(۱)------------------

سونا ٹوٹا ہوا	جوشن سونے کا	---(۲)---
۲۴تولہ ۶سرخ	۹تولہ	----------
نقد	زنجیر چاندی کی	طوق چاندی کا
۸۳روپے	---(۳)---	---(۴)---
چوڑی چاندی کی	کڑے چاندی کے	جوشن چاندی کی
تیس عدد	۲۶سکہ ۵ماشہ	۷سکہ
انگشتریاں و چھلے چاندی کے	آرسی چاندی کی	ڈھولنہ چاندی کا
۲۴عدد	دو سکہ	۵سکہ ۳ماشہ یک عدد
نورتن جڑاؤ	بالیاں سونے کی	اشرفی
۷تولہ یک جوڑی	تین تولہ	تین مہر
دفعہ نقد	تعویز چاندی کے	نتھ مع موتی یک عدد
۵۳	یک سکہ ۵ماشہ	تولہ

دنیائے دنی کے معاملوں پر سب کا دارومدار ہے۔ افسوس کی جا ہے اتنا کوئی نہیں سمجھتا کہ یہ کارخانا ناپائدار ہے۔ ہر ساعت دگرگوں ہے مشہور بوقلموں ہے۔ گرگٹ کی طرح ہر دم رنگ بدلتے دیکھا۔ آسیائے فلک کو چھاتی پر مونگ دلتے دیکھا۔ یہ جو تیرھویں صدی آئی ہے نیک طینتوں کے دل میں بدی آئی ہے۔ دنیا کا لہو سفید ہو گیا۔ بند باپ امید ہو گیا۔ گو دین دنیا میں بُرا آل ہے۔ مگر مال کے واسطے بیٹے کے نزدیک ماں باپ کا خون حلال ہے۔ ۱۵ جمادی الاول کو بینا بازار میں نجابت علی نامی نطفۂ غیر وقت نے لطف النسا اپنی ماں سے کچھ مانگا۔ اوس کو دینے میں انکار ہوا۔ یہ ننگ دوزخ چھری لے کے چھاتی پر سوار ہوا۔ چھریاں مار کر بے گناہ کو ہلاک کیا۔ اس ناپاک نے اپنی گردن پر بوجھ لے کے اوس کو پاک کیا۔ یہ باتیں مشہور از حد ہیں۔ سب کے گوش زد ہیں۔ کہ بوڑھے کی جورو کا مرجانا خانہ خرابی کا سبب ہوتا ہے۔ اور کم سن کی ماں کا دنیا سے گزرنا غضب ہوتا ہے۔ مطلوب حسین باپ اُس کا ضعیف

۱۔ تا ۴۔ شکستہ ناقابل خواندگی

تھا بی بی کا یہ حال۔۔(۱)۔۔عالم یہ کیا ستم کیا۔ یہ وہ نطفہ ٔخلل تھا اس نے باپ کو بھی۔۔(۲)۔۔اوسی چھری میں دونوں کا لہو ملایا۔ ماں باپ کو ایک راہ لگایا۔ یہ سانحہ پُر ملال شہر کوتوال صاحب سن کے قضا مبرم کی طرح اوس کے سر پر تنہا جا پہونچے۔ بعد بر قنداز اور ملازم بھی آپہونچے۔ بن ہتھیار مردانہ وار کار کیا۔ اوس نامرد کو گرفتار کیا اور دونوں بے گناہوں کی لاش اور اس بدمعاش کو کوتوالی میں لائے۔ یہ خبر سن کے منتظم شہر جان ولیم کارنیگی صاحب بہادر بھی آئے۔ اُس پدر کُش خونخوار سے قتل کا سبب استفسار کیا۔ والدین کا خون گلوگیر تھا اوس نے اقرار کیا۔ لاشوں کو تجہیز اور تکفین کا حکم فرمایا۔ مجرم کو قید خانے بھجوایا۔ دیکھا چاہئے اب روبکاری میں اِس ملعون کو کون سی سزا ملے۔ دائم الحبس ہو یا پھانسی اِن دونوں میں کیا ملے۔ پہلا رسالہ انگریزی ترک سواروں کا جو ابتدائے عملداری میں یہاں آیا تھا وہ مئو کی چھاؤنی کی طرف روانا ہوا۔ اور ساتویں رسالہ جنگی کا جالندھر کی چھاؤنی سے یہاں آنا ہوا۔ ڈیاوں کی چھاؤنی میں قیام ہوا۔ سفر سے آرام ہوا۔

پشاور

ایک دوستِ صادق نے خط لکھا ہے۔ مضمون یہ اوس کا ہے کہ پہلی جنوری کو امیر دوست محمد خان بڑے کروفر سے قلعہ جمرود میں آئے۔ عزیز اقربا کو ہمراہ لائے ہیں۔ ۲ر کو بحکم چیف کمشنر بہادر کئی جلیل القدر انگریز ملاقات کو گئے۔ حرف وحکایت کو گئے۔ سب فوج پریٹ پر آئی۔ سلامی بجالائی۔ پھر چیف کمشنر بہادر سے ملاقات ہوئی۔ ایکس ہزار روپئے کی مدارات ہوئی امیر نے وہ لیا۔ ملازموں کو تقسیم کیا۔ یہ سن کے پچیس ہزار روپیہ اور روانہ ہوا۔ دعوت کا بہانہ ہوا۔ اب مشورہ ہوتا ہے۔ بندوبست کیا کیا ہوتا ہے۔ جب مفصل معلوم ہوجائے گا۔ زبان قلم پر آئے گا۔ صاحب مرتضائے پشاور کا بیان ہے جرأت کی داستان ہے کہ ۷ر جنوری کو امیر کروفر سے چھاؤنی میں آئے۔ چیف کمشنر بہادر کی ملاقات سے لطف اُٹھائے۔ ایرانیوں کی جرأت کا ذکر آیا۔ جواب میں امیر نے فرمایا کہ یہ گو یہ میدان ہے ہم ہیں اور جنگ ایران ہے۔ انکی فوج پر ہم بند نہیں تو اون سے ہم کو خوف گزند نہیں۔ چیف کمشنر بہادر نے فرمایا کہ تیس ہزار آدمی نیا نوکر ہو۔ تو اون سے معاملہ برابر ہو۔ امیر نے میر دفتر سے تیس ہزار آدمی کا تخمینہ طلب کیا ہے۔ اوس نے کاغذ درست سب کیا ہے۔

اکبرآباد

قلعہ شاہی کی میگزین میں بہت اسباب اطراف سے آیا ہے وہاں انبار ہوا ہے۔ مشہور ہے کہ آٹھ سے چھکڑوں کا بار ہوا ہے۔ پنجاب کی جانب روانہ ہوگا۔ لڑائی کا سامنا ہے کیا کیا نہ ہوگا۔ توپیں بھی چھاؤنی نو محلے میں طیار ہوتی ہیں۔ پٹیاں درست بے شمار ہوتی ہیں۔ دیکھئے کس طرف یہ سامان جائے۔ کہاں کام آئے۔

رام پور

اوس طرف کی مکاتبات سے ظاہر ہوا ہے وضیع و شریف اس بات سے ماہر ہوا ہے کہ نواب فلک رتبہ عالی جاہ نواب یوسف علی خان بہادر مسند نشین رام پور کا مزاج سخاوت پر مائل ہے۔ آج کل پُر زر دامنِ سائل ہے۔ بالفعل دس ہزار روپیا محتاج و ساکین کے واسطے نکالا ہے چنانچہ پانچ ہزار روپئے تو رام پور میں تقسیم کئے باقی کو دہلی بھیجا ہے۔ حقیقت میں سخاوت کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ دارین میں بھلا ہوتا ہے سب کو پسند ہے۔ دنیا میں نام ہوتا ہے عقبیٰ میں بخیر انجام ہوتا ہے۔

۱۔اور ۲۔شکستہ نا قابل خواندگی

قندھار

صاحب ریاض نور ملتان جورقم کرتے ہیں۔ ہم اوسکو حوالہ قلم کرتے ہیں کہ بالفعل لشکر شاہ ایران مقام گرشک میں کہ قندھار سے پانچ منزل ہے خیمہ زن ہے۔ کیا جرار گردن شکن ہے۔ جرات بمرتبہ کمال ہے آگے بڑھنے کا خیال ہے۔ مشہور ہے کہ ایک آگبوٹ اوس میں ہتھیار بارودت بے حساب ہے۔ جوش بے انتخاب ہے۔ دریائے سندھ سے ڈیرۂ غازی خان میں آیا ہے۔ اب خشکی کی راہ سے قندھار کی طرف جانا قرار پایا ہے۔ صاحب اخبار نے لکھا ہے بارہ منزل یہاں سے قندھار ہے۔ راہ دشوار ہے۔

تدبیر زر

اخبار دیار مغرب سے معلوم ہوا ہے امر تازہ مفہوم ہوا کہ بالفعل سرکار کمپنی کو مہم ایران کی وجہ سے خرچ کی ضرورت ہے۔ حاصل کرنے کی یہ صورت ہے کہ سب روسائے ہندوستان سے درخواست زر ہے۔ ساڑھے چار روپے سیکڑہ سود دینے کی خبر ہے۔ چنانچہ گوالیار کے راجہ اور بڑودہ کے حاکم نے عذر کیا باقی ماندہ دینے کو طیار ہیں۔ سرکار کے خیر خواہ ہیں تابعدار ہیں۔ سیکڑا ایک منظور ہے اپنا کام نکالنے کو لالچ کا پھندا ضرور ہے۔

حیدرآباد

اخبار انگریزی سے عیاں ہوا۔ اطلاع عالم کو بیان ہوا کہ ایک گوراجان مرفی نامی نے خواہش نفسانی سے غلبہ حیوانی سے ایک نو جوان عورت حسین شکیل کو کہ ہنوز گذر نسیم صرصر کوچہ عصمت میں نہ ہوا تھا۔ دست ہوس نے دامن اوس کا نہ چھوا تھا۔ غنچہ تمنا سر بستہ تھا گل نہ کھلا تھا۔ دہن صدف کو قطرہ نیستاں نہ ملا تھا۔ سیم اندام کمر سے نے تا قدم ہے۔ یاقوت خام کیا۔ بُرا کام کیا اوس نازنین کو اس کشمکش سے غش آگیا۔ گل پژمردہ کی صورت مرجھا گیا۔ وہ زانی بُرے کام کا بانی اوسی حال خراب میں بیتاب چھوڑ کر روانہ ہوا۔ کوچہ بہ کوچہ اس حکایت کا فسانہ ہوا۔ اوسکے عزیز و اقربا کو یہ حال معلوم ہوا۔ خلقت کا ہجوم ہوا۔ سب کی یہ صلاح ہوئی کورٹ مارشل میں مقدمہ روبکار ہو۔ وہ خونخوار گرفتار ہو۔ آخر روبکاری کی نوبت آئی۔ حاکم کو سب کیفیت سنائی۔ دیکھیے رائے احکام عادل کیا اقتضا فرماتے۔ پاداش میں کس امر کے نوبت آتی ہے۔

بخارا

اخبار فینکس سے روایت ہے۔ سُننے کی حکایت ہے کہ بالفعل حسب استرضائے امیر کابل چار انگریز اور ایک منشی پیائش کو اوس ملک کی گئے ہیں۔ اس سبیل سے ترتیب نقشہ منظور ہے پوشیدہ وہاں رہے ہیں۔ بعد معاودت کیفیت جو معلوم ہوگی مفصل مرقوم ہوگی۔ نور مغربی

علاقہ کاند

یہ خبر بھی اوسی اخبار کی ہے جو اظہار کی ہے کہ ان دنوں مقام کاند کے شمال کی طرف سے فساد کی خبر آئی ہے اکثر چٹھیوں میں نظر آئی ہے کہ کچھ کوہستانی آمادۂ یورش ہیں اون کے تدارک کو فوج بھیجنا مرکوز ہوا ہے سرکشی کی سزا دینا منظور کیا ہے کہ پہلے چند اشرار نے دست غارت پھیلایا تھا۔ حاکم کو اپنی جگہ نکالا تھا۔ جب فوج اوس طرف گئی وہ شریر فرار ہوئے تھے پہاڑ کے درون میں غائب بدکردار ہوئے تھے شاید اب بھی وہی ارادہ ہو۔ چھپ رہنے کا کوئی جادہ ہو۔

کانپور

چنامل اور جوہری مل مہاجنوں نے کھوٹا چلن اختیار کیا۔ سکہ قلب بنایا ضائع نقدِ اعتبار کیا۔ مدت تک یہ دستور رہا۔ غفلت سے فتور رہا۔ آخر جعل کھل گیا تقدیر

نے بُرے دن دکھائے۔ اعمال بد سامنے آئے۔ ایک دن گلس کی پلٹن کا صوبہ دار بازار آیا بیس اشرفیاں مول لیں۔ اس نے دوسری دُکان سے پرکھوا دیں مگر اوسکو وسواس ہوا بد حواس ہوا ایک اشرفی کٹوائی۔ صاف پیتل کی نظر آئی۔ گھبرا کر پلٹن کے افسر سے رپٹ کی کہ مہاجن نے دست بُرد کی بہت جھٹ پٹ کی۔ اوس نے ضلع کے کلکٹر سے یہ ماجرا اظہار کیا کہ صرافوں نے قلب سازی سے گندہ بازار کیا۔ صاحب بہادر شہر کے کوتوال ایک ساتھ لیئے مجرم کے مکان پر گئے۔ خود مع کوتوال اوس کے گھر میں گھسے چپراسی مکان گھیرے رہے۔ وہاں قلب سازی کا سامان ہاتھ آیا۔ صندوق جو توڑے تین ہزار اشرفی طمع کی ملیں اور پانی سونے کا طیار پایا۔ ضربیں مختلف لکھنو کلدار وغیرہ کی پائیں اور بہت سی اشرفیاں نری پیتل کی نظر آئیں۔ صاحب نے سب اشرفیاں طیار اور نادرست جو وہاں تھیں اُٹھوالیں پھر مجرموں کو مع اہل وعیال گرفتار کر کے اپنے ہمراہ کوتوالی میں لائے اون دونوں کو پابہ زنجیر کیا۔ باقی سب کو اسیر کیا۔ مگر ایک سنار عیار کہ اس جرم کا بانی تھا۔ اس کام میں لاثانی تھا۔ فرار ہوا وہ نہ گرفتار ہوا۔ اب حکام کو اوس جعلساز کی تلاش ہے مگر پتا ملتا نہیں۔ کسی سے بھید کھلتا نہیں۔ ڈاک کا خزانچی اور بیٹا اوس کا کہ روانگی پارسل میں نوکر تھے اوس عہدے پر مقرر تھے۔ بالفعل اون کا منہ پھیر ثابت ہوا تغلب اور فریب اوس کا بدیر ثابت ہوا۔ حاکم نے اسیر کیا۔ پازنجیر کیا۔ اب مقدمہ دورے کے سپرد ہوا ہے۔ اظہار دست برد ہوا ہے۔ مگر ابھی تک جرم کا اقرار نہیں کیا۔ مفصل اظہار نہیں کیا۔

ڈاک خانے کی ڈکیتی

ایک پارسل روانگی دہلی کا ارجنٹ کے خزانچی کے نام آیا اوس میں مال کی جگہ پر اوپلے اور اینٹوں کے ٹکڑوں کو پایا۔ اس حال سے مالک کے ہوش حواس گئے۔ حاکم کے پاس گئے۔ اب تحقیقات ہوتی ہے۔ دیکھئے یہ حرکت کس کس کی آبرو کھوتی ہے اور شمس آباد کی آب وہوا خوب ہے ہر ایک کو نہایت مرغوب ہے۔ جو مریض زار زندگی سے بیزار وہاں جاتا ہے شفا پاتا ہے۔ گویا وہ سرزمین دارالشفا ہے۔ آب وہوا میں معجون مفرح کا مزا ہے۔

دیوگھر

صاحب صادق الاخبار رقم کرتے ہیں ہم اوسے حوالہ قلم کرتے ہیں کہ ان دنوں اوس ضلع میں فساد آب وہوا آشکار ہے۔ ہر ایک کو اضطرار ہے خصوص گھوڑوں کا مضمر لیا ہے۔ قضا نے بہت تنگ کیا ہے۔ یہ تو لطیف آب وہوا کے خوگیر ہیں۔ تازی آفت میں اسیر ہیں۔ ایک طرف اونٹ بلبلاتے ہیں بلبلاتے ہیں۔ شتر غمزہ کام نہیں آتا قضا کے ہاتھ میں مہاجن کھنچے جاتے ہیں۔ ایک رسالہ کے دوسو گھوڑے مرگئے میدان بھر گئے اس بات کے سوا ظاہرا ہلاکت کی وجہ اور معلوم نہیں کہ ہر روز سیر بھر چنے اور تین سیر دھان بدشواری میسر آتے ہیں۔ وہی پاتے ہیں۔ اور درندوں کی کثرت ہے۔ یہ دوسری علت ہے۔ کم و بیش سوآدمی کو ہلاک کیا۔ کسی کو کھایا کسی کا پیٹ چاک کیا۔

مہم ایران

اخبار انگلشمین مطبوعہ پہلی جنوری سے معلوم ہوا۔ تازہ مضمون سمجھ کر مرقوم ہوا۔ کہ بالفعل غوغائے عام ہے اور زبان زد کافۂ انام ہے۔ کہ فوج ایرانی دلیرانہ قندھار میں داخل ہوئی بے کشت وخون دخل تصرف ہوا۔ بڑی ہل چل ہوئی اور امیر با توقیر دوست محمد خان کو فرمان اس عنوان سے آیا کہ مناسب وقت یہی ہے کہ کابل بھی اسی طرح خالی ہو جس انداز سے قندھار ہم نے پایا۔ وگرنہ ضرب شمشیر آبدار ولاوران نبرد جو سے بندہ ہائے خدا تشنہ گلو مفت میں سیراب ہونگے۔ لاشیں سر میدان ٹھوکریں کھائیں گی محلے خراب ہونگے اور یہ بھی مشہور نزدیک و دور ہے اوسی اخبار میں مسطور ہے کہ جب یورش بوشہر کی خبر جنگ جویان ایران کے گوش زد ہوئی کیفر کردار کے کداز حد ہوئی۔ کچھ دلاوروں نے قدم جرات بڑھایا۔ بادگولوا اوٹھایا۔ ایک ہی حملے میں بوشہر خالی کرلیا۔ فوج انگریزی کا بے نیل مرام منہ پھیر دیا۔ جھوٹ سچ کا بوجھ برگردن راوی ہے اپنے نزدیک مساوی ہے۔ مصرع تا نہ باشد چیزکی مردم نگویند چیزہا۔ حقیقت میں

لڑائی بہت کڑی نظر آتی ہے۔ مگر یقین ہے عنقریب صحیح خبر آتی ہے۔ پھر ناظرین کے ملاحظے میں گذر جائے گی۔ دور دور یہ خبر جائے گی۔

کلکتہ

صاحب سلطان الاخبار کی گورنمنٹ گزٹ سے نقل ہے کالاصل ہے کہ بالفعل آغاز ماہ جنوری سے شہر میں محصول ٹکٹ گاڑی کا جاری ہوا ہے۔ سڑک کی آمدورفت سے ہر ٹھیکہ دار عاری ہوا ہے۔ تفصیل اوسکی درج صحیفہ اخبار ہے۔ ناظرین عبرت گزیں کو بغور ملاحظہ درکار ہے۔

تفصیل ٹکٹ گاڑی جو شہر کے آنے والوں سے بعد تین مہینے کے لیا جائے گا

گاڑی چار پہیہ کی اسپرنگ دو گھوڑوں کی	گاڑی چار پہیہ کی کہ اوس کو ایک گھوڑا یا ایک ٹٹو یا دو ٹٹو کھینچے
چار روپیہ آٹھ آنہ	ایک روپیہ آٹھ آنے
گاڑی چار پہیہ کی بغیر اسپرنگ	گاڑی دو پہیہ کی اسپرنگ
ایک روپیہ آٹھ آنے	دو روپیہ چار آنے
گاڑی دو پہیہ کی بغیر اسپرنگ کرانچی وغیرہ جس کو بیل کھینچتے ہیں	گھوڑا سواری زین
بارہ آنے	دو روپیہ چار آنے
ٹٹو اور خچر	
بارہ آنے	

روم

صاحب سلطان الاخبار تحریر فرماتے ہیں نیرنگی روم کے سامان سناتے ہیں کہ بعد صلح قیصر روم و شاہ روس فیما بین وزیر بندگان قیصر روم اور انگریزوں کے مخفی یہ معاملہ بروئے کار ہوا تھا۔ مستحکم اقرار ہوا تھا۔ جب فرمانروائے روم کو یہ سانحہ معلوم ہوا کہ کور نمک وزیر شوم ہو۔ مزاج برہم ہوا۔ اسباب اتفاق درہم ہوا۔ وزیر کو معزول کیا۔ عذر نہ قبول کیا۔ اور تمام ملک میں منادی کی۔ ایک عالم کو اس حرکت کی آگہی دی۔ کہ ما بدولت و اقبال کو اہل انگلشیہ سے باین شروط اتفاق منظور نہیں۔ ہم ایسے مجبور نہیں۔ معلوم ہوا کہ ایک نمک حلال سے یہ قصور ہوا۔ باعث تحریر وہ بانی فتور ہوا۔ جب ہم کو اس خلاف حرکت کی آگاہی ہوئی۔ فوراً اوسکے گھر کی تباہی ہوئی۔ اب تفصیل اون شرطوں کی رقم ہوتی ہے۔ ناظرین کے ملاحظے کو حوالہ قلم ہوتی ہے۔ پہلی شرط یہ ہے کہ جو عیسائی سرزمین روم میں مقیم رہیں۔ بےخوف و بیم رہیں۔ توقیر اور عزت مثل اہل اسلام ہو۔ اون لوگوں کا اعزاز و اکرام ہو۔ دوسری شرط یہ تھی کہ ایک گرجا گھر یعنی معابد بنا کرنے کی اجازت ہو۔ کہ اوس میں ہماری عبادت ہو۔ تیسری شرط یہ ہے کہ ایک پادری جلیل القدر علم انگریزی اور فارسی پڑھانے کو یہاں رہے۔ انگریزی کا قاعدہ دان رہے۔ چوتھی شرط یہ کہ بشر کی بیع مملکت روم سے موقوف رہے۔ حاکم ممانعت پر مصروف رہے۔ کہ بندہ ہائے خدا دنرات کے جور اور مشقت نہ سہیں۔ امن و آسائش سے اپنے گھروں میں رہیں۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ جس وقت غنیم کی فوج عظیم کی چڑھائی ہو یا صاحبان انگلستان سے کہیں لڑائی ہو اوس وقت شہنشاہ روم حمایت کریں۔ فوج و زر سے اعانت کریں۔ جس طرح کمپنی نے معرکہ روس میں کد کی۔ دلاوری از حد کی۔ چھٹی یہ شرط ہے کہ سفیر انگریزی مثل اور سفیروں کے بحضور بندگان قیصر روم نذر نہ دے۔ سب میں معزز رہے۔ ساتویں یہ بات ہے کہ سفیر انگریزی خلاف اور سفیروں کے کرسی پائے۔ آٹھویں یہ کہ جس وقت کوئی انگریز جلیل القدر مملکت روم میں آئے پادشاہ اوسکی آبرو بڑھائے۔ اکیس توپ کی سلامی ہو۔ بادشاہ کی نیک نامی ہو۔ نویں یہ شرط ہے کہ ملکہ وکٹوریہ کی سالگرہ کا جب دن آئے قیصر روم بھی بزم طرب بپا کریں۔ شریک شادی رہا کریں۔ دسویں شرط یہ کہ جس دم کوئی افسر انگریزی پادشاہ کے خدمت میں حاضر ہو اوسکی دعوت ہو۔ جلسے میں شراب و کباب عنایت ہو۔ شہنشاہ روم نے اس عہد نامے کی جب اطلاع پائی اور

معتبروں کی زبانی یہ بات کان تک آئی۔ تب وزیر کو اس جرم کی سزا دی معزول کیا۔ دسوں شرطوں میں ایک کو نہ قبول کیا اور اشتہار نزدیک و دور ہوا۔ یہ مضمون تمام قلمرو میں مشہور ہوا۔ اور یہ بھی سنا ہے کہ پہلے قیصر روم نے چالیس ہزار فوج ترک انگریزی کی اعانت کو بغداد کی راہ سے بھیجی تھی۔ جب یہ فریب کھلا اُلٹی پھر گئی۔ یقین ہے کہ کسی انداز پر انکے ساتھ رعایت نہ ہو۔ فوج وزر سے کبھی انکی حمایت نہ ہو۔ سلطان الاخبار

ولایت

در نیولا ایک دوست کا خط لندن سے آیا ہے اونہوں نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ ہنوز ملکہ لندن میں رونق افزا ہیں۔ نہ باب کچہری پارلیمنٹ وا ہیں۔ سب مقدمے فروری کے مہینے پر موقوف ہیں۔ وہ جو گپ اُڑاتے ہیں فیلسوف ہیں۔ آج کل صاحبان کورٹ آف ڈائریکٹرز یعنی کمپنی کے محکمے والے اس دانو گھات میں ہیں کہ مرزا ولی عہد بہادر اور جرنیل صاحب بہادر کو نالش سے باز رکھیں۔ اور پنشن پر ساز رکھیں۔ چنانچہ ڈاکٹر لوکن صاحب بہادر کو زمانہ سابق میں اس شہر میں آئے تھے اور اس سرکار سے مورد مراحم ہو کے بڑے لطف اُٹھائے تھے۔ اب ملازم سرکاری ہیں۔ اور راجہ دلیپ سنگھ والی لاہور کے مختار کار ہیں۔ بڑے ذی اعتبار ہیں۔ وہ ایک روز جرنیل صاحب بہادر کی خدمت میں آئے تھے بنظر رعایت گذشتہ حق ادا کرنے کو یہ کلمہ زبان پر لائے تھے کہ آپ پنشن قبول فرمائیں۔ استغاثے کا حرف زبان پر نہ لائیں۔ جرنیل صاحب بہادر نے ناشنیدہ سمجھ کے فرمایا کہ ہم نے یہ جو سفر کی صعوبت گوارا کی یہ گویا دل لگی تھی۔ جب اس سمت سے ڈاکٹر صاحب مایوس ہوئے تو راجہ دلیپ سنگھ کی ملاقات پر چلے دفعۃً مولوی مسیح الدین خان صاحب بول اُٹھے کہ خیر ہے ہمیشہ کار پرداز لاہور کے اس خاندان کے تحت حکومت رہی۔ راجہ دلیپ سنگھ کو یہ مرتبہ کہاں سے حاصل ہوا کہ جرنیل صاحب بہادر اونکی ملاقات کو جائیں۔ وہ تو نہ حاضر ہوں۔ انکو بلائیں۔ القصہ ڈاکٹر صاحب لاعلاج راہی ہوئے۔ اون کے مشورے کسی نے نہ سنے۔ نواب جعفر علی خان صاحب والی سورت جو ہیں اون کی یہ صورت ہے کہ مدت سے لندن میں وارد ہیں بالفعل مرزا ولی عہد بہادر کی سرکار میں بقول مشہور وارد ہیں اونہوں نے اس مقدمے کو اپنے ذمہ ہمت پر لیا ہے۔ وہ جو وکیل انگریزی مشہور اجنٹ ہے اوسکو مقرر کیا ہے۔ اس وجہ سے میجر برڈ صاحب بہادر وکیل سرکار شاہی جو تھے اونہیں فی الجملہ ملال حاصل ہوا ہے۔ اپنا ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ سب کاموں میں جعفر علی خان صاحب کا شمول ہے۔ بہت رسوخ حصول ہے بلکہ اونکے منشی علی اکبر ولایتی سے مرزا ولی عہد بہادر انگریزی پڑھتے ہیں۔ اختلاط روز افزوں ہے مرتبے بڑھتے ہیں۔ اب جو انگریز اکثر ارباب پارلیمنٹ سے یا اور مرزا ولی عہد بہادر کے ملاقات کو آتے ہیں۔ وہ تسکین کے حرف زبان پر لاتے ہیں۔ مصرع سالے کہ نکوست از بہارش پیداست۔ شعر۔ زندگی ہے تو خزاں کے بھی گذر جائیں گے دن۔ فصل گل جیتے ہیں تو اب کے برس آئے گی۔ انگلش مین مرقومہ ٦ ماہ جنوری سے ظاہر ہوا۔ راقم بھی ماہر ہوا۔ کہ راجہ دلیپ سنگھ والی لاہور ایک مدت سے حضور ملکہ ذی جاہ انگلستان میں حاضر ہیں۔ اپنی مظلومی اور جبر کے مظہر ہیں۔ بالفعل ملکہ ممدوحہ نے علاقہ سردہنہ دینا عطا فرمایا ہے۔ تھوڑے التفات پر بارہ لاکھ روپے سال کا علاقہ پایا۔ اس سے امید قوی ہے کہ جناب عالیہ کی مشفقت کا خیال ہو۔ بربادی کا ملال ہو۔ ریاست بدستور مل جائے۔ مظلوموں کی تمنا بر آئے۔ علو ہمتی کو کام فرمائیں۔ عالم میں نیک نامی پائیں۔ ناکام مراد سے ہمکنار ہوں۔ شکر گزار ہوں۔

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
احسن الدولہ محمد حسین علی خان بہادر دام دولتہ	پندرہ روپے	٦ ربیع الآخر ۱۲۷۳ ہجری لغایت آخر ربیع الاول ۱۲۷۴ ہجری

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو | یافت جان تازہ جسم لکھنؤ | گنج گوہر ہائے معنی اندروست | چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ
عنوان صحیفہ حمد حق ہے | زیبائش اوّل ورق ہے | پھر نعت ہے سید البشر کی | جس نے سچی ہمیں خبر دی

نمبر ۲۸ ۳ رشہر جمادی الآخر ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۳۰ ماہ جنوری ۱۸۵۷ عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تا بمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مد نظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد | بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است
مصرعہ تاریخ آغازش عنایت زد رقم | گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنؤ است

لکھنؤ

وہ جو احمد اللہ شاہ صاحب گھسیاری منڈی میں مقیم ہیں۔ جو چاہتے ہیں زبان پر لاتے ہیں۔ بے خوف وبیم ہیں۔ بہت بھیڑ بھاڑ رہتی ہے۔ انکی باتوں کی چھیڑ چھاڑ رہتی ہے۔ اکثر مولوی امیر الدین علی صاحب مغفور کا ماجرا یاد کرتے ہیں۔ ہوتا کچھ نہیں زبانی جدو جہد کرتے ہیں۔ آخر جب یہ خبر حکام کو پہونچی طبیعت اون کی فکر انتقام کو پہونچی۔ ۲۰ رجنوری کو حسب الحکم شہر کے کوتوال آئے بعد فہمائش فرمایا کہ یہ بیان آپ کا بہت بے جا ہے۔ نری خرابی کے ڈھنگ ہیں تمہارے حق میں بُرا ہے۔ شاہ صاحب نے لب کھولے تو یہ ہانک بولے کہ تم بھی مسلمان ہو اگر شرع کا دھیان ہو اور سامان اور اسباب ضرورت مہیا ہو۔ فرمایئے اوس وقت تم پر جہاد فرض نہ ہو گیا ہو۔ اسی طرح میں بھی جہاد کو فرض جانتا ہوں بے سامانی سے ناچار ہوں۔ اگر بہم پہونچے تو طیار ہوں۔ یہ سن کے کوتوال صاحب رخصت ہوئے۔ کچھ برقنداز مقرر کیے کہ جو شاہ صاحب پاس آئے۔ وہ پہچانا جائے۔ بلکہ سکونت کی جگہ دریافت کر لو کہ عند الطلب دیر نہ ہو۔ اوس وقت سے جب کسی کو شاہ صاحب کے پاس جانے کا خیال آتا ہے۔ تو بید کی طرح کانپتا ہے برقندازوں کا خوف بمرتبہ کمال آتا ہے۔ ۲۹ جمادی الاول دوشنبہ کے دن صبح دم جوڈیشیل کمشنر آمنے صاحب بہادر دورے کو تشریف فرما ہوئے منشی دیبی پرشاد صاحب سررشتہ دار خیراتی لال محرر اور دو اہل کار اور دو کرانی دفتر انگریزی ہمراہ ہوئے۔ سلطان پور کی جانب روبراہ ہوئے۔ فی الحقیقت صاحب بہت بیدار مغز کارگزار ہیں۔ انتظام میں یکتائے روزگار ہیں۔ عملہ بھی بہت محتاط ہے۔ ہر کام میں احتیاط ہے۔ بڑی ہوشیاری سے کام ہوتا ہے۔ بے لوث انصرام ہوتا ہے۔ یقین ہے اس دورے میں رعایا

کو نفع ہو ہر ایک شاد ہو۔ مظلوموں کی حاصل داد ہو۔ ۲۶رجنوری کو ایک عیار نے سطیل گنج کے چوراہے پر صراف کی دُکان سے روپے کی تھیلی لی۔ بھاگنے میں دوسرا جو ساتھ تھا اوس کو حوالے کی۔ اتفاقاً اوٹھانے والا گرفتار ہوا لے جانے والا ہاتھ نہ آیا۔ مال کو کسی نے نہ پایا۔ روبکاری میں اوس کو انکار ہے۔ کہتا ہے غلام بے جرم گرفتار ہے۔ وہ جو مفتی گنج والوں کی داد بیداد کا حال لکھا تھا۔ مسٹر جیمس بنسلی تھارن ہل صاحب بہادر نے اُنکی عرضی کو ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر پاس بھیج دیا تھا۔ در نیولا یہ حکم آیا ہے۔ سب کو سنایا ہے کہ مسجد اور امام باڑہ کھودا نہ جائے گا۔ اور جس کا مکان سڑک میں آئے گا وہ واجبی قیمت پائے گا۔ اس پر جو غل مچائے گا وہ مار کھائے گا۔ ۱۷رجنوری کو چیف کمشنر بہادر بہرائچ سے مع کمشنر اور ڈپٹی کمشنر بہرائچ کے علاقہ شال کی طرف گئے نیپال کے ڈانڈی تک جائیں گے۔ اوس کو دیکھ کے گونڈے کا ملاحظہ ہوگا پھر لکھنؤ میں آئیں گے۔ ۲رجنوری کو میجر بنکس صاحب بہادر لڑکی پیدا ہونے کے باعث لکھنؤ میں آئے تھے ۲۳ شہر صدر صبح کو قریب موہان کو گئے وہاں سے جملوتر پھرلواب گنج تمام لکھنؤ کے ضلع میں دورا ہوگا نیا بندوبست ہے اس لیے یہ گشت ہے۔ ۲۳رجنوری کو اوجاگر نامی سپاہی کوٹھی بنگ صاحب کرانی دفتر چیف کمشنر سے کسی بات پر تکرار ہوئی۔ کرانی کی سرگرانی ہوئی آتش غضب سے عقل جل کے فی النار ہوئی جھپٹ کے تڑسے تھپڑ سے سپاہی کا منہ لال کیا گالیاں دے کے بُرا حال کیا۔ جب منتظم شہر تک یہ حکایت پہونچی۔ سپاہی کی شکایت پہونچی صاحب نے اس بات پر پانچ روپے جرمانہ کیا۔ انگشت نمای زمانہ کیا۔ ۲۳رکو مولیٰ بخش بلوچ پوری کے رہنے والے نے عزیزوں سے چرا کر افیون کھائی۔ حماقت کی راہ سے مرنے کی سبیل نکالی۔ مگر بے حیائی سے کچھ اثر نہ ہوا۔ دنیا سے سفر نہ ہوا۔ جب منتظم شہر کو اس امر کی آگاہی ہوئی وجہ کا استفسار کیا اوس سادہ لوح نے اظہار کیا کہ فضیلت کی لڑکی سے میری نسبت ہوئی تھی اب اسکو انفکاک منظور ہوا۔ مجھکو ہم چشموں سے غیرت کا دفور ہوا۔ مرنے کی تدبیر کی۔ قضا نے تاخیر کی۔ صاحب نے حکم دیا کہ یہ سفیہ یا دس روپئے جرمانہ دے یا ایک مہینے جہل خانہ میں رہے۔

اوسی تاریخ ایک اور ماجرا ہوا۔ ایک نہ شد دو شد تمہ دوسرا ہوا۔ بہاری چوک کے رہنے والے نے بھنگ کی جنگ میں اپنے گلے پر چھری پھیری سر دست اپنی جان آفت میں گھیری۔ لوگ دوڑ پڑے چھری ہاتھ سے چھین لی۔ صاحب منتظم شہر کو خبر کی بعد اظہار حکم ہوا کہ دس روپیہ جرمانہ لے کر چھوڑ دو اگر نہ دے تو ایک مہینہ جیلخانے میں رکھو۔ ۲۷رجنوری کو اشرفی لال سرائے میڈو خان کے رہنے والے نے تہدستی سے تنگ آ کر اپنی گلے میں پھانسی لگائی۔ بے زری کے سبب نقد جان گنوائی۔ جب منتظم شہر کو خبر ہوئی۔ تحقیقات مدنظر ہوئی۔ اوس کے ورثا کو طلب کیا۔ استفسار سبب کیا۔ مگر اب تک کسی نے کیفیت واقعی بتائی نہیں۔ قتل کی وجہ کیکے سنائی نہیں۔ مقدمہ روبکار ہے کنبہ اوس کا گرفتار ہے۔ ۲۸رکو ایک برہمن نے منتظم شہر کی کچہری میں نالش کی کہ اوس شخص کی جورو کو اوس کے ورثا آنے نہیں دیتے۔ مجھکو اوس تک جانے نہیں دیتے۔ حسب ضابطہ عورت کی طلب ہوئی۔ جب کچہری میں آئی اوس فاحشہ سے حرکت عجب ہوئی۔ پہلے تو نارضامندی کے کلمے دغل سے نکالے پھر روٹی اور کباب بغل سے نکالے۔ سر کچہری خصم کو دکھا کے کھائے۔ جھوٹے منہ سے یہ سچے کلام سنائے۔ میں مسلمان تو ہندو ہے میں چلنے کو موجود ہوں اگر راضی تو ہے۔ جب عورت نے اظہار اسلام کیا تو اوس برہمن نے رام رام کیا۔ دُم دبا کے منہ موڑا۔ مسلمانی دیکھ کر ہنسی خوشی اوس کو چھوڑا۔ ۲۶رکو صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کا کوتوال اور تھانہ داروں کے نام پروانہ اس مضمون کا آیا ہے کہ اپنے اپنے علاقے میں تحقیق کرو جس کے یہاں کوئی توپ چڑھی یا اتری ہو اوس سے آگاہ کرو جس جگہ دیکھو چھوڑ نہ دو۔ پہلے تو عمدہ توپوں کا وہ حال ہوا۔ آخر کو یہ مآل ہوا۔ بعضی بات ہوش کھوتی ہے۔ توپ کی جستجو میں خانہ تلاشی ہوتی ہے۔ بھلا کس کا دل گردہ ہے کہ اس زمانے میں توپ گھر میں رکھ چھوڑے عافیت سے منہ موڑے۔ اندنوں کسی عیار نے بڑی دغابازی کی چالاکی سے خدا کے گھر میں دست درازی کی۔ قندھاری بازار کی مسجد سے چار سنہرے کلسوں کو اُتار لیا۔ سونے کی لالچ سے ہتا مار لیا۔ آخر پانچویں جنوری کو عبدالہادی خان صاحب رسالہ دار شاہی نے اطلاع صاحب منتظم شہر کو کی کہ اب چوری کی یہ نوبت پہونچی چرخ نیلی کا عجیب رنگ ہے۔ چوروں سے عافیت تنگ ہے۔ جہاں سونے چاندی کا لگاؤ نظر آتا ہے۔ وہاں چوروں کا ہاتھ پڑ جاتا ہے۔ صاحب عدالت گستر نے فی الفور چینی بازار کے تھانہ دار کو تلاش کا حکم دیا ہر ایک چوکیدار ڈھونڈ رہا ہے اوکی جستجو سب بندوں پر فرض ہے انعام اوس کا بہت بڑا ہے کہ خدا کے گھر سے یہ مال چوری گیا ہے۔ رام سنگھ نواب سالار جنگ کی ڈیوڑھی کا رہنے والا کوتوالی میں آیا۔ یہ کیفیت زبان پر لایا کہ لوکھی نائی لڑکا نو برس کا

کھوگیا ہے۔ ہر چند تلاش کی کہیں نہ ملا کوتوال شہر نے حسب ضابطہ سب چوکیداروں کو حکم تلاش کا دیا ہے۔ دیکھئے ملتا ہے یا کوئی عیار لے اوڑا ہے۔ ۱۸ر جمادی الاول کو کوتوال شہر موافق حکم صاحب منتظم شہر کے حسب نشاندہی عظیم خان مخبر کے منعم خان اور پیارے صاحب کے مکان پر دوڑ لے گئے پہلے دونوں کا اظہار لیا۔ پھر خانہ تلاشی میں رہے مگر کچھ مال مسروقہ نواب خاص محل صاحبہ اقبالہا سے برآمد نہ ہوا دوڑ لے جانا بیکار ہوا۔ صحیفہ سابق میں عشرہ محرم کے بلوے کا تحریر حال ہوا ہے۔ بالفعل یہ اوسکا مآل ہوا ہے۔ کہ حسب صدور چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نے ۲۶ر جنوری کو اس حکم کا اشتہار دیا۔ اسیر دل سے بایں تفصیل اظہار کیا کہ قادر علی شاہ ابراہیم خان و غلام عباس کے پابجولاں مشقت کھاتے میں چھ چھ مہینے کی معیاد ہوئی اور بعد گزرنے اس مدت کے دو دو سو روپے جرمانہ دیں یا چھ چھ مہینے اور قید رہیں یہ روداد ہوئی۔ اور چھ مہینے کے گزر جانے پر اور دوسو روپے ہاتھ نہ آنے پر جو چھ مہینے کی قید ہوگی تو دو دن میں اگر پچیس روپے دے تو مشقت سے بچے نہیں تو بدستور رہے۔ مشقت پر مامور رہے اور منور خان بھوتی نے اور ے جان محمد یہ پچاس روپے جرمانہ کے داخل کریں یا مشقت کر کے جھلخانے میں رہیں۔ اور جو پندرہ پندرہ روپیا مشقت کے عوض داخل ہو تو انکو فرصت محنت سے حاصل ہو۔ اور ہزاری لال کریم بخش منور خان جوالا ناتھ امیر خان میر محسن دائم شبراتی گنگا دین نعیم خان محمد بخش داروغہ حاجی نبی بخش یہ بارہ آدمی سوسو روپیہ کا مچلکا بمیعاد ایک سال آٹھ آنے کے کاغذ پر سرکار میں گزاریں کہ کبھی دنگہ فساد نہ کریں گے تو رہا ہو جائیں۔ اور مینگو خان قید میں مرگیا دنیا سے گزر گیا۔ وفاتی کی رہائی ہوئی۔ صفائی ہوئی اور محمود حسن خان صاحب کمیدان کے گھر سے پہرہ اوٹھ گیا نجات ہوئی۔ چھ مہینے کے بعد یہ بات ہوئی۔ ۲۶ر جنوری کو عرضی شیخ بدرالدین تھانہ دار چلاوان بجنور صاحب قائم مقام ڈپٹی کمشنر بہادر آئی۔ اوس کے مضمون سے اطلاع پائی کہ مسمیان بسرام و گنگا دین و بندے و بھولا دہی اہیر نقد روپیا اور چاندی لیے کانپور کی طرف جاتے تھے۔ برقد از روند و گشت سے پہرے تھانے پر آتے تھے ان سب کو بہ شبہ مال دزدیدہ سرکار نواب خاص محل صاحبہ دام اقبالہا تھانے کے مکان پر لائے وقت استفسار وہ لوگ یہ کیفیت زبان پر لائے کہ ہم لوگ یہ مال کہنی لال اور بندرابن وغیرہ ساہوان لکھنؤ کا متھرا کی طرف لیے جاتے ہیں۔ یہ لوگ ناحق چوری کا اتہام لگاتے ہیں۔ مگر جو اسباب بہت تھا اور کوئی وجہ یقین کی نہ تھی اس واسطے ان لوگوں کو مع مال مفصلہ ذیل روانہ کچہری کیا۔ صاحب تحقیق فرمائیں جو انکا ٹھہرے تو لے جائیں۔ مسٹر جیمس بلسلی تہارن ہل صاحب بہادر نے عرضی تھانہ دار کی مع مال صاحب منتظم شہر کی کچہری میں بھیج دی اب تحقیقات ہوتی ہے دیکھا چاہئے کیا بات ہوتی ہے۔ تفصیل اسباب کی درج صحیفہ اخبار ہے۔ ناظرین کو ملاحظہ درکار ہے۔
تفصیل نقد اور چاندی کہ پاس مردم مفصلہ ذیل کے تھا

نقد	چاندی گلائی ہوئی		
ایک ہزار دس روپے	یکمن ساڑھے چھ سیر		
بھولا	بندے	بسرام	گنگا
دوسو چھیالیس روپے	۱۵ روپے پانچ آنے		
گنگا	دہی	بندے	-----
۹۹ روپے بارہ آنے	نو روپے	ساڑھے تیرہ آنے	

دوشنبہ کو علی الصباح مسمیان حسین علی اور بخش اللہ اور رام دیال جو چوری کی علت میں قید تھے محبس میں ایک کھڑکی قدیم تھی اوس میں چوبی جنگلا تھا اوسے اوکھاڑ کر فرار ہوئے۔ محافظوں کی نظر بچا کے تینوں راہی ایکبار ہوئے۔ اب اون کی تلاش کی تاکید ہے محافظوں پر حکم شدید ہے۔ مگر کچھ اب تک پتا نہیں۔ کہیں سراغ ملا نہیں۔ سنجر خان کی گڑہی جو ہے محمد حسن خان اوس کے زمیندار ہیں۔ سرکار کے مال گزار ہیں۔ لاخیر فی عبدی اونکا ایک گیدی غلام نمک

حرام تھا۔ بدمعاشی اوس کا کام تھا۔ بے فائدہ کول ہار کے پٹھان سے تکرار کی۔ آخر کو نوبت آئی ہتھیار کی۔ بے وجہ اوس جوان کو مارا۔ غلام نے پٹھان کو مارا۔ ایک پاسی نے شریف پٹھان کول ہار کے رہنے والے کا کچھ نہ پاس کیا او سکے منہ چڑھا اس عملداری میں پاجی کا یہ حوصلہ بڑھا۔ گفتگو سخت کی۔ تکرار یک لخت کی۔ ان کو اپنی عزت کا پاس ہوا۔ باز پرس کا نہ وسواس ہوا۔ ایک ہاتھ میں دو کیا پھر کہا خوب کیا جو کیا۔ مولے شاہ نگری کے رہنے والے نے قاسم علی خان کو کھیرے کی طرح کاٹ ڈالا۔ غیر فصل میں حوصلہ نکالا۔ سرکار میں اسیر ہے پابہ زنجیر ہے۔ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے۔ برے کام کا انجام بُرا ہوتا ہے۔ اندنوں جوش بہار ہے۔ کوہ و صحرا رشک گلزار ہے۔ نسیم فیض پروردگار چلتی ہے۔ سوکھی ٹہنی ہری کونپل پھوٹتی ہے قدرت کے تماشے کو تکتے ہیں۔ فیض فیاض حقیقی رات دن جاری ہے۔ مگر اپنی اپنی باری ہے۔ اس نکتہ سے ماہر نیک طینت اور فیلسوف ہے۔ کہ جو کام ہے وقت پر موقوف ہے۔ ادھر وہ زمانہ آیا ادھر اوس نے جلوہ دکھایا۔ اگر قفس فولاد ہو کچے تاگے کی صورت ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر طوق و سلاسل میں مسلسل ہو خود بخود چھوٹ جاتا ہے۔ کشش حقیقی کا عجب رنگ ہے۔ سب کی عقل دنگ ہے۔ بہت باریک راہ ہے۔ عقل کوتاہ ہے۔ جس دم وہ اپنی قدرت دکھاتا ہے۔ پلک جھپکنے سے کیسے طرفۃ العین میں کھینچ لاتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ خراب میں جناب مولانا محمد عبدالوالی صاحب دام برکاتہ کہ جامع خجستہ خصائل علم دین اور طریقہ شرع مبین بے مثل دیکھتا ہیں۔ زبان میں طاقت قلم کو لیاقت نہیں جو تحریر یا تقریر کرے کہ ذات عالی میں وصف کیا کیا ہیں۔ اونکی صفت کمالی کسی نے جانی نہیں۔ غرب سے شرق تک اونکا ثانی نہیں۔ جس طرف نظر توجہ سے آنکھ ملائی۔ خدا کی قدرت نظر آئی۔ درینولا ایک سانحہ یادگار ہوا ہے۔ ایک قطرہ محیط فیض سے اظہار ہوا ہے۔ ایک کرانی مذہب عیسائی رکھتا تھا۔ وہ صنعت سن کے ملاقات کو آیا۔ در پردہ مذہب کی تحقیقات کو آیا نظر التفات سے مدہوش ہوا۔ سب کچھ فراموش ہوا۔ باصرار تمام اسلام قبول کیا۔ عز و شرف حصول کیا۔ ہر چند لوگوں نے امتحاناً سمجھایا۔ حاکم سے ڈرایا۔ وہ جو دل میں ٹھانی تھی وہی ٹھانی۔ بہت کچھ کہا ایک نہ مانی۔ کوتوال صاحب سے خود جا کے اظہار کیا۔ اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ دوسری جمادی الآخر پنجشنبے کے دن مولوی عبدالرزاق صاحب کہ اون کا بھی عدیل و نظیر نہیں دنیاداروں میں ایسا صاحب باطن فقیر نہیں۔ اون کے روبرو علی روس الاشھاد کلمۂ شہادت کو یاد کیا۔ مولوی صاحب ممدوح کے ہاتھ سے مشرف با اسلام ہوا۔ اہل اسلام ہر ایک باخاطر شاد ہے۔ یہ فقیر کا نکتہ یاد ہے۔ مصرع سالے کہ نکوست از بہارش پیداست۔

اکبرآباد

صاحب اخبار فنکس کی تحریر ہے راستی کی تقریر ہے کہ مسٹر سن صاحب پروفریٹر گورنمنٹ گزٹ اور گورنمنٹ پرنٹر کا عجب ارادہ ہے۔ سرکار کمپنی پر نالش کو آمادہ ہے کہ اندنوں سرکار نے مطابع اپنی جاری کیئے ہیں اس سے بیوپاریوں کو نقصان ہیں۔ سب حیران ہیں۔ اس امر میں عہود و مواثیق سابقہ کو بھلایا ہے۔ تحریروں کو مٹایا ہے۔ رعایا پروری پر خیال نہیں کرتے۔ ان بے چاروں کی تباہی کا کچھ ملال نہیں کرتے۔ اور اخبار مورننگ کرانکل میں رقم ہے۔ اظہار تازہ ستم ہے۔ کہ منشی بہاء الدین بلگرای جو تحصیل کی کچہری میں پیشکار ہیں اونکے گھر میں ایک رات چوروں کا گزر ہوا۔ سب اسباب تتر بتر ہوا۔ صبح کو صاحب جنٹ مجسٹریٹ کو خبر ہوئی صاحب خود مقام واردات پر گئے۔ مستعد تحقیقات پر گئے۔ وقت استفسار منشی حمید الدین پیشکار کے چچا نے بیان کیا کہ میں چوروں کا نام جانتا ہوں سب کو پہچانتا ہوں۔ پھر کئی آدمیوں کا نام ظاہر کیا۔ پتے اور نشان سے ماہر کیا۔ صاحب برقندازوں کو لے گئے اون لوگوں کو گرفتار کیا۔ اوس میں ایک عورت تھی اوس نے اظہار کیا کہ ہم نے منشی حمید الدین کی تحریک سے یہ سرزوری کی۔ اون کے کہنے سے چوری کی۔ پہلے صاحب متحیر ہوئے پھر فرمایا کہ جب تک اس قحبہ پر کڑی نہ پڑے گی واقعی بیان نہ کرے گی، آخر جب لکدکوب کی نوبت آئی۔ صاف صاف برزبان لائی۔ مجرموں کے نام بتائے وہ گرفتار ہوئے۔ سب کی زبان سے چوری کے اقرار ہوئے۔ مگر منشی حمید الدین کا سبھوں نے نام لیا۔ کہ ہم نے اون کی تحریک سے یہ کام کیا۔ صاحب نے فوتی دم پیشکار کو اطلاع کی۔ اونکے اظہار سے آگہی دی۔ پیشکار نے جواب میں لکھا کہ یہ چوروں کی دغابازی ہے۔ صرف جعلساز ہیں۔ منشی حمید الدین بالکل مالک و مختار ہیں۔ یہ ڈھکوسلے بیکار ہیں۔ اونکو اس بات کی حاجت نہ تھی۔ اسباب چروا لینے کی ضرورت نہ تھی۔ صاحب نے

مقدمہ سشن جج کے سپرد کیا۔ مجرموں کو بھیج دیا۔ اوس عدل گستر نے اس بیداد کی چودہ برس میعاد کی۔ پابجولاں سرگرم مشقت ہر ایک بدنہاد رہے گا۔ چوری کرنے کا مزا اتنے دنوں یاد رہے گا۔ دسویں جنوری کو نواب کمانڈرانچیف بہادر کے حسب طلب نواب گورنر بہادر مع میم صاحبہ کلکتے کی طرف بجناح استعجال طیاری ہوئی۔ ڈاک گاڑی کی سواری ہوئی۔ سبب اوس کا یہ سنا ہے۔ معتبر نے لکھا ہے۔ کہ ۲ ارکو کلکتے میں مہم فارس کی کمیٹی ہوگی صاحبان دانشور سے استفسار ہوگا۔ پھر اوسی مشورے پر اس مہم کا دارومدار ہوگا۔ ۲۸ رتک صاحب کمانڈرانچیف بہادر مراجعت فرمائیں گے۔ فرخ آباد میں آئیں گے۔ اور کرنیل بیلاک صاحب اسٹین جنرل فوج شاہی جو ہمراہ سپہ سالار ہیں۔ معرکہ رزم میں ہوشیار ہیں۔ بوشہر کی جانب رہ نورد ہوں گے۔ اہل ایران سے ہم نبرد ہونگے۔ اور قائم مقام اونکے کرنیل کان گریف صاحب آئیں گے۔ حکام کی رعایت سے یہ عہدہ جلیل پائیں گے۔ اور دسویں جنوری کو ایک چٹھی ضروری دفتر جنگی کلکتہ سے ہیڈ کوارٹر کمانڈرانچیف بہادر کے پاس آئی ہے۔ اوس سے فوج کی ضرورت سن پائی ہے۔ صاحبان فوج کو پریشانی ہے۔ تشویش ہے حیرانی ہے۔ سوار رسالۂ باری گارد کے جو ہمراہ سپہ سالار تھے روانہ میرٹ ہوئے۔ گام فرسا جھٹ پٹ ہوئے۔ وہاں سے جب پشاور کی عزیمت ہوگی۔ بیان حقیقت ہوگی۔ یہ جو داستان ہے۔ معتبر کا بیان ہے کہ سپہ سالار فوج نے آب وہوا کے نقصان سے بوشہر چھوڑ دیا۔ سلسلہ جنگ وجدال توڑ دیا۔

مطلع الاخبار و پنجابی اخبار

دہلی

صاحب صادق الاخبار کا بیان ہے عجیب وغریب داستان ہے ایک صاحب نے طرفہ چالاکی کی۔ کمال بیباکی کی۔ ایک لڑکی دوشیزہ کو بعوض درت رہن رکھا۔ جب صاحب مجسٹریٹ کو خبر ہوئی پچاس روپیہ جرمانہ راہن پر کیا۔ اوس نے صاحب جج سے عرض کیا اگر بیع ثابت ہو تو فدوی سرکار کا گنہگار ہے۔ رہن کی ممانعت قانون سے نہیں صاحب کا دخل بےکار ہے۔ صاحب بہادر یہ سنکر ہنسے چالیس روپے جرمانہ سے معاف ہوئے۔ وہ اس جرم سے صاف ہوئے۔ سخن فہم قدردان کی بلا دور ہے۔ فہم سے انسان مجبور ہے۔ خونی دروازہ کے باہر ایک سن والے کی دکان میں آگ لگی۔ ہوا بھی سنسنا کے چل نکلی جلادینے کی لاگ لگی۔ طوائفوں کے کئی گھر جلے۔ مگر آدمی سب بچے۔ اب ٹکس جاری ہونے کی خبر مشہور ہے۔ ہر ایک پریشان ہے مجبور ہے۔ خدا حاکموں کے دلوں میں رحم ڈالے۔ یہ آفت وہاں کے باشندوں کے سر سے ٹالے۔

حیدرآباد

اخبار کلکتے سے واضح ہوا کہ ۲۶ کو ستر ایرانی مسافر حیدرآباد میں آئے۔ جور فلک سے دو دن نہ رہنے پائے۔ رزیڈنس بہادر نے اون کے اخراج کا پرچہ پیام بھیجا۔ حضور پرنور والی حیدرآباد نے ملاحظہ کرکے سرداران قائم خانی کے نام احکام بھیجا۔ پہلے جستجو ہوئی۔ پھر گفتگو ہوئی۔ وہ مقابلے کو آنکلے۔ سب کی نظر میں کھٹکے۔ اونکی بگڑی سرکار والوں کی بنی حملہ ایک بار کیا۔ سب کو گرفتار کیا۔ دو آدمی زخمی ہوئے باقی اسیر ہوئے۔ پابزنجیر ہوئے۔ ۲۸ رکو صاحب رزیڈنس کے پاس روانہ کیا۔ مشہور یہ فسانہ کیا۔

روس

صاحب صادق الاخبار کا ایک چٹھی چودھویں کی لکھی سے یہ بیان ہے۔ جرات کی داستان ہے۔ کہ شاہزادہ بیریاٹسکی سپہ سالار علاقہ روس میں چار مہینہ سے سپاہ فراہم کرتا ہے۔ جوانان جرار لائق کارزار چھانٹ کر باہم کرتا ہے۔ اور آلات حرب کا انبار ہوتا ہے۔ سامان جنگ طرح طرح کا طیار ہوتا ہے۔ بلکہ کچھ دلاور گردن شکن جہاز پر استریکان در بند کو روانہ ہوئے۔ اور جنرل گھرلیور صاحب مرد میدان کارزار مدبر خوش کردار سردار فوج جنگی ہوکر حدود فارس کی سمت گام فرسا دلیرانہ ہوئے۔ بالفعل شاہ روس کا ارادہ ہے کہ فقط ڈیڑھ لاکھ پیدل اور تیس ہزار سوار آزمودہ کار کا دار الخلافہ میں بندوبست رہے۔ کہ

عدو کا حوصلہ پست رہے۔ باقی فوج شاہ ایران کے ساتھ جائے۔ فرمان بجالائے۔ اور سب رعایا اور تعلقداروں سے کچھ شروط جدید ہوئے ہیں۔ دانشمندی سے بڑے سامان پدید ہوئے ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اب کی بار لڑائی عظیم ہو۔ جس سے غنیم کا حال سقیم ہو۔ جن آدمیوں کے ثبوت جرم پر دس برس کی میعاد تھی اونکی رہائی ہو۔ حکام ترک کے سپرد ہوں قید خانوں کی صفائی ہو۔ اور اخبار کونسٹ نوپل کی روایت ہے۔ اہل روس کی شکایت ہے کہ بالفعل ایک انگریز سمندر اریزوف کی طرف بر سبیل جہاز جاتا تھا اثنا میں راہ میں روسیوں نے آگ لگادی۔ شعلۂ نفاق کو مشتعل کیا اپنے نزدیک بنائے فساد جلا دی۔ باطن میں دشمن کمپنی تو تھی اب ظاہر میں آمادہ فساد ہیں۔ ہندوستان کی حکمرانی شاق ہے اس واسطے یہ ایجاد ہے۔ اور روس کمپنی نے چار سو مرکب دخانی لینے کا اشتہار کیا ہے۔ اخلبک کے باشندوں سے اظہار کیا ہے۔ رہوڈس کی طرف بجلی گری ایک میگزین کی سب باروت اوڑی بڑا نقصان ہوا۔ ضائع سامان ہوا۔ اور علاقہ سوپیرا میں ایک روز چھ سے مکان لکڑی کے جلے۔ ہزار تدبیر کی مگر نہ بجھے۔

چین

صحیفہ سابق میں سپاہ انگریزی اور اہل چین کی لڑائی کا حال لکھا ہے۔ بالفعل صادق الاخبار سے یہ اور معلوم ہوا ہے۔ کہ ان دنوں فغفور چین نے ایک اشتہار جاری کیا ہے۔ بہر اطلاع تمام قلمرو میں بھیج دیا ہے۔ نقل اوس کی درج صحیفۂ اخبار ہے ناظرین کو ملاحظہ درکار ہے۔ اشتہار: اکثر قوم عیسائی ہماری مملکت میں آتے تھے۔ طرح طرح کے ہنگامے مچاتے تھے۔ رعایا کا نقصان ہوتا تھا کوئی مجروح کوئی بے جان ہوتا تھا۔ ہم اپنی فراخ حوصلگی اور بلند اندیشی سے انکی حرکات کی طرف التفات نہ کرتے تھے۔ رنج بڑھانے کی بات نہ کرتے تھے۔ اب جو بدعت اور زیادتی حد سے گزر گئی۔ دور دور انکی شرارت کی خبر گئی۔ تدارک اسکا ضرور ہوا۔ سیاست کرنا منظور ہوا۔ کہ جو سکنۂ مملکت ہیں اون کو اجازت ہے کہ جو جہاز انگریزی یا قافلہ اس طرف سے گزرے بے تامل لوٹ لیں۔ سلامت جانے نہ دیں۔ اور اگر وہ لوگ فساد پر آمادہ ہوں اور حساب میں زیادہ ہوں تو ہمارے لشکر کے لوگ مدد کو جائیں گے۔ اون کی بیخ و بنیاد مٹائیں۔ اور جو انگریز ظاہر یا پوشیدہ ہمارے قلمرو میں مقیم ہیں۔ وہ بمنزلہ غنیم ہیں۔ جو شخص اون کا سر کاٹ کر در دولت پر لائے گا۔ تیس ڈالر کہ سکہ رائج الوقت ہے انعام پائے گا۔ سب اہل چین کو لازم ہے کہ اس حکم کی تعمیل کریں۔ بہت تعجیل کریں۔

چندہ راجپوتانہ

کسی دوست کی تحریر جو کلکتہ سے آئی ہے۔ صاحب صادق الاخبار نے اسکی خبر اوڑائی ہے کہ ایک چٹھی ایکٹ پارلیمنٹ گورنر جنرل بہادر کے نام ہے۔ اوس کا یہ اہتمام ہے کہ بالفعل سرکار کمپنی کو روپے کی حاجت ہے۔ صرف مہم فارس کی ضرورت ہے۔ اس واسطے راجہ جے پور جودھ پور، بیکانیر، جبل پور، سانبھر، کوٹا بوندی، چتوڑ، میواڑ، اودے پور، سروہی، مالوہ، گوالیار، الور اور سکھا بائی وغیرہ جتنے رئیس ہیں اون سے روپے چندے کے طور طلب کرو۔ اظہار یکجہتی کا سبب کرو۔ اگر اون لوگوں نے روپیا دینا قبول کیا۔ ہمارا کام نکلا اونہوں نے رسوخ حصول کیا۔ رسم اتحاد کو دوام ہوا۔ سلسلۂ محبت کا قیام ہوا۔ اور اگر خلاف ہوگا تو مطلع صاف ہوگا۔

مہم ایران

بمبئی کا جو اخبار ہے اوسکا یہ اظہار ہے کہ بالفعل دو ہزار سوار اور اسباب ضروریات جنگی وغیرہ خلیج فارس کی جانب جانا چاہتا ہے۔ تازی آفت لایا چاہتا ہے۔ اس واسطے کئی جہازوں بہ کرایہ لیا ہے۔ اوس میں ایک آگبوٹ کا پچیس ہزار روپے درماہہ مقرر کیا ہے۔ کارپردازان سرکار نے فکر بلندی کی ہے۔ روش پسند کی ہے۔ کئی دن ہوئے کہ مرزا احسن علی خان دریا بیگی حاکم بوشہر اور مرزا محمد رزی نائب وزیر ایران کا بھانجا مشہور ہے۔ ذکر اسپات کا نزدیک و دور ہے۔ اور مرزا مہدی خان سرہنگ فوج کا سردار اور تین افسر بمبئی میں آئے۔ شاہ ایران کی نوکری چھوڑی اس سرکار میں قدم جمائے۔ ایک دن حسب استرضائے

سرکار کمپنی سرہنری لیک صاحب بہادر اور سرہنری سامر سیٹ صاحب ایران کے افسر جو بمبئی میں گرفتار آئے ہیں۔ کمپنی کی خیر خواہی سے مرتبے پائے ہیں۔ جہاز سے لائے۔ قلعہ اور مکانات عمدہ دکھائے۔ اب پچیس ہزار فوج کی عزیمت بوشہر کی جانب مشہور ہے۔ بمبئی ٹائمس میں اس تفصیل سے مذکور ہے۔ کہ بمبئی سے پانچ ہزار باقی احاطہ مدراس سے جائے گی۔ حکم ثانی پر عزیمت کی نوبت آئے گی۔ اور کرنیل جیکب صاحب کے تحت حکم ہزار سندی اور ایک رسالہ سواروں کا جائے گا۔ دیکھئے کیا بن آئے گا۔ ۲۵ دسمبر کو چوسان نامی اگبوٹ لشکر بوشہر سے اور جہازوں کے ہمراہ روانہ ہوا تھا ۴ رجنوری کو بمبئی آیا ہے۔ اوس پر چونسٹھویں رجمنٹ شاہی کا ڈاکٹر اور کئی انگریز عہدہ دار اور اٹھائیس سپاہی شمشیر ایرانی کے زخم رسیدہ ذائقہ مرگ چشیدہ اور گیارہ آدمی عبری کو علاج کے واسطے بھجوایا ہے۔ مشہور ہے کہ فوج ایرانی لشکر انگریزی پر حملہ کیا چاہتی ہے۔ پھر بوشہر کو لیا چاہتی ہے۔ دیکھئے کب اس بات کا ظہور ہو۔ کیونکر یہ فساد دور ہو۔ پندرہ ہزار دلاوران ایران لشکر انگریزی کے مقابلے کو پڑے ہیں۔ حکم کا انتظار ہے کمال دلاوری سے قدم گڑے ہیں۔ اور بعضوں کا بیان ہے کہ پچیس ہزار جنگ جوئی ایران از روئے شمار ہیں۔ مستعد کارزار ہیں۔ یقین ہے کہ عنقریب وہ جنگ ہو جسکے ذکر سے سامعین کی عقل دنگ ہو۔ اور اخبار پونا کی تحریر ہے کہ آج کل بلند صدائے دار و گیر ہے۔ دوسرے لشکر انگریزی کا مہم ایران کی طرف جانا ٹھہرا ہے۔ قضا کا بازار گرم ہے سفر ہونے کا بہانہ ٹھہرا ہے۔ بلند صدائے کوس رحیل ہے۔ لشکر کی یہ تفصیل ہے۔ کراچی سے چوتھی رجمنٹ سواروں کی اور گوروں کی دوسری پلٹن سے پہلی کمپنی اور چودھواں رسالہ گوروں کا اور سندھ سے ایک رجمنٹ پیدل اور پونا سے اٹھترویں رجمنٹ اور راج کوٹ سے تیسویں رجمنٹ اور ستارہ سے ہندی پیادوں کی تیسویں رجمنٹ اور کچھ کمپنیاں دوسری رجمنٹ ہندی پیادوں کی مرگ کے آمادوں کی اور تیسری پانچویں آٹھویں گیارہویں پندرہویں بائیسویں پچیسویں اٹھائیسوی ہندی پیادوں کی رجمنٹیں جلد جائیں گی۔ اس معرکہ میں دلاوری دکھائیں گی۔ فرینڈ آف انڈیا کی مفصلیت سے روایت ہے طرفہ حکایت ہے۔ بالفعل صاحبان گورنمنٹ کو ایما ہوا ہے کہ دس رجمنٹ ہندوستانی نوملازم ہوں۔ بہت جلد قواعد جنگی سکھا کر ایران کی طرف عازم ہوں۔ صاحب اخبار کا قول ہے کہ نوکر رکھنا تو آسان فی الحال ہے۔ مگر افسر انگریزی کا پیدا ہونا محال ہے۔ مہم ایران پر ایک جمعیت سولجروں کی لندن سے کلکتہ کو راہی ہوئی۔ اس دانائی پر دھوکا کھایا تباہی ہوئی۔ اپنا جہاز چھوڑ کر دوسرے جہاز پر سوار ہوئی۔ بدحواسی میں عقل دریا برد ایکبار ہوئی، جہاز کے کپتان نے سب کو بمبئی میں اوتار دیا۔ اپنا رستہ لیا۔ اب سب متحیر ہیں پریشان ہیں سوچتے ہیں کہ کدھر جائیں حیران ہیں۔ کشف الاخبار وغیرہ۔

بمبئی

وہاں کی آتشی گاڑی کے کارخانے کا ایک چوکیدار ظالم راموسی نام ایک دن خفا ہوا۔ جورو کو قتل کیا برسر جفا ہوا۔ حاکم کو خبر ہوئی مصروف تحقیقات ہوا۔ گواہوں کے بیان سے خوف کا اثبات ہوا اوس حریص کی تین عورتیں موجود تھیں پھر چوتھی کا ڈھنگ جمایا تھا۔ نئی شادی کر کے یہ رنگ لایا تھا۔ مقتولہ ستره برس کا سن رکھتی تھی۔ شباب کے دن رکھتی تھی۔ جب اس سے خاطر جمع نہ ہوئی اوروں سے میل کیا۔ دوسرا کھیل کیا۔ آخر راز کھل گیا۔ ساز کھل گیا۔ پہلے راموسی نے بہت سمجھایا در پردہ دھمکایا۔ مگر وہ کچھ خاطر میں نہ لائی۔ اولٹی اولٹی سیدھی سنائی۔ ایک دن استرے سے اوس بدافعال کا گلا کاٹ ڈالا۔ با اسباب ظاہر بدنامی کو ٹالا۔ جب حاکم نے کڑی از حد کی۔ روبکاری میں کد کی مجبور اقرار کیا قتل کا اظہار کیا۔ اب دیکھئے حاکم کے نزدیک سزا کیا ہو۔ پھانسی ملے یار ہا ہو۔ ایک عورت سنگدل نے کسی کی لڑکی چھ برس کی خوبصورت تھی۔ حقیقت میں مورت تھی۔ زیور کی طمع سے کہیں لے جا کے مار ڈالی۔ فائدے کی صورت نکالی۔ حاکم کی سیاست کا نہ خیال کیا۔ بھید کھل جانے کا احتمال کیا۔ لاش دریا میں پھینکنے جاتی تھی۔ اُدھر سے اسکی قضا آتی تھی۔ اثنائے راہ میں باغبان دوچار ہوا۔ شیطان نے گل کھلایا وہ گلے کا ہار ہوا۔ حال پوچھنے لگا۔ اس نے پہلے حیلہ حوالہ کیا پھر گھبرا کر عنان ضبط چھوٹی۔ خون کی بو پھوٹی۔ تھانہ دار کو خبر ہوئی گرفتار ہوئی۔ برسر اقرار ہوئی مقدمہ زیر تجویز ہے۔ خون ناحق بُری چیز ہے۔

سلطان الاخبار

کرانچی

قاصد سندھ کا بیان ہے کہ سردار منور دل خان سردار رحم دل خان کی بیٹے امیر دوست محمد خان بہادر کے بھیجے ہیں۔ نیک کام کے نیک نتیجے ہیں۔ مکہ معظمہ سے مراجعت کر کے کرانچی میں داخل ہوئے۔ مشتاقوں کی ملاقات سے سرور حاصل ہوئے۔ پندرہویں کو قندھار کی جانب روانہ ہونگے۔ رونق کاشانہ ہونگے۔ متہرا اخبار

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
معین الدولہ سید عنایت علی خان بہادر دام اقبالہ	تین روپے	۱۲ ربیع الثانی ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۱۱ جمادی الآخر سنہ الیہ
مولوی وحید الدین خان صاحب دام دولتہ	۴ روپے	۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۳ ہجری لغایت آخر رجب ۱۲۷۳ ہجری

جدول سعد و نحس کو دیکھو

غرہ	تحویل آفتاب	طریقہ	قمر درعقرب
غرہ جمادی الآخر روز چارشنبہ ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۲۸ جنوری ۱۸۵۷ء	تحویل آفتاب بحوت شب پنجشنبہ بست و سوم بعد دو گھڑی میشود	شب شنبہ بیمز دوہم بعد از دو گھڑی چہل و پنج پل می شود	شب یکشنبہ نوزدہم بعد از پانزدہ گھڑی و بست و ہفت و نیم پل میرود

غرے سے حال سلخ تک سمجھو

خروج قمر از بحساب رویت	شرف قمر	گھڑیہائے تمام روز: تاریخ	گھڑی	پل	تاریخ ہائے نحس اکبر
شب پنجشنبہ بست سوم بعد از بست	یوم یکشنبہ پنجم بعد از یک گھڑی	تاریخ	گھڑی	پل	غرہ
گھڑی و چہل و نیم پل خواہد شد	وہفت و نیم پل میشود تا چہار گھڑی	غرہ	۲۶	۴۹	۱۰
	و پانزدہ پل است	۸	۲۷	۱۲	۱۱
		۱۵	۲۷	۳۳	۱۲
		۲۲	۲۷	۵۸	

شہر لکھنو محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو	یافت جانِ تازہ جسم لکھنؤ	گنج گوہرہائے معنی اندروست	چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو — یافت جانِ تازہ جسم لکھنؤ
گنج گوہرہائے معنی اندروست — چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

عنوان صحیفہ حمد حق ہے — زیبائش اوّل ورق ہے
پھر نعت ہے سید البشر کی — جس نے سچی ہمیں خبر دی

نمبر ۲۹ ۱۰ رشہر جمادی الآخر ۱۲۷۳ھ ہجری مطابق ۷ ماہ فروری ۱۸۵۷ء عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تابمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ ر روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلاتوقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو والا حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد — بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو واست
مصرعہ تاریخ آغازش عنایت زد رقم — گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنؤ است

۱۲۷۲

لکھنؤ

صحیفہ سابق میں جناب مولانا محمد نعمت اللہ صاحب کا چھپرے[1] تشریف لے جانا لکھا ہے۔ اندنوں یہ اور ماجرا سنا ہے کہ جناب مولانا عالم بے بدل فاضل بے مثل مجمع علم وکمال نیک طینت خجستہ خصال باوجود پابند سلسلہ اہل وعیال۔ فارغ البال۔ طریق معرفت سے آگاہ جناب مولانا محمد نعمت اللہ صاحب دام برکاتہ حسب طلب رفع الدرجات قاضی القضات قاضی رمضان علی صاحب چھپرے میں مع الخیر داخل ہوئے۔ سو روپے ماہواری مقرر ہوئے۔ مدرسہ انگریزی میں مدرس کامل ہوئے۔ یہ خبر مہاراجہ کہرک سنگھ رئیس تمکوئی[2] کے گوش زد ہوئی۔ ملاقات کی کد ہوئی۔ بڑی شدومد سے مولوی صاحب کو طلب کیا۔ شوق ملاقات کو سبب کیا۔ القصہ دو ہفتے کی کلکٹر صاحب سے رخصت لے کے مولوی صاحب تمکوئی میں تشریف فرما ہوئے۔ راجہ صاحب ملاقات سے محظوظ ہو کے خوشنود حد سے سوا ہوئے۔ دوشالہ بہت تحفۂ نذر کیا عہدۂ نیابت کے امیدوار ہوئے۔ مولوی صاحب نے قبول نہ کیا بمرتبہ اصرار ہوئے۔ بہ

---

[1] مغربی بہار کا شہر اور ضلع چھپرہ، تفصیلات کے لیے دیکھئے، امپیریل گزیٹیر آف انڈیا، جلد دس، صفحات ۱۷۶-۱۷۴۔

[2] اس ریاست کی بنیاد فتح ساہی نے ڈالی تھی جنہوں نے ۱۷۶۴ء میں بکسر کی جنگ کے بعد انگریزوں کی مخالفت کی تھی، ملاحظہ ہو امپیریل گزیٹیر، جلد ۲۴ ص، ۳۱۶۔

دقعتِ تمام رخصت ہو کے بتیا[1] میں تشریف فرما ہوئے وہاں قیام کیا شب کو آرام کیا۔ وہاں کے راجہ اور امرا جو تھے سب سے ملاقات ہوئی۔ وہاں بھی وہی بات ہوئی کہ راجہ صاحب نے دوشالہ کمخواب کا تھان ململ بناری دوپٹا قیمتی بہت اچھا اور سوا سو روپے نقد نذر کر کے رخصت کیا۔ جدائی کا الم بہ شدت کیا ایک منزل وہاں سے پہونچے تھے کہ راجہ صاحب نے سواری بھیج پھر بلایا۔ وہاں کے قیام کا ذکر بہ سنت فرمایا۔ مولوی صاحب نے کہا فقیر پر ضعف و نقاحت طاری ہے۔ یہ بوجھ بہت بھاری ہے۔ بندہ گوشہ نشین عزلت گزین اس کام سے عاری ہے۔ راجہ صاحب نے جواب دیا کہ فقط آپ کا قیام موجب برکتِ خاص و عام ہے آپ سے متعلق کوئی کام نہ ہوگا۔ مکلف صبح و شام نہ ہوگا۔ گو یہ امر گوارا نہ ہوا۔ الا کثرت مروت اور اُن کی منت سے چارا نہ ہوا۔ مجبور ناچار آنے کا اقرار کر کے چھپرے میں آئے۔ مدرسے کے امور سر ہاتھ اُٹھائے۔ لیکن قاضی صاحب کلکتہ تشریف لے گئے ہیں۔ اون کا انتظار کر رہے ہیں۔ جب قاضی صاحب آئیں گے۔ مولوی صاحب بتیا میں تشریف لے جائیں گے۔ اس تھوڑے عرصے میں چھپرے کے لوگوں کو بڑا املال ہے۔ جانے کی خبر سن کے غیر حال ہے۔ سب کا قول ہے کہ نعمتِ خداداد ہاتھ آئی ہوئی سر دست جاتی ہے۔ کوئی بات بن نہیں آتی ہے۔ یہاں کی یہ داستان ہے۔ بتیا والوں کی بن آئی ہے اون کا یہ بیان ہے۔ شعر۔ ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد۔ اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد۔ حضرت سلطان عالم خلد اللہ ملکہ کے مزاج والا میں غریب نوازی بے کسوں کی چارہ سازی حد سے زیادہ ہے اور خُلق مجسم خالق نے خلق کیا فروتنی کی کثرت ہے غربا کو حیرت ہے نظر میں مساوی محتاج اور شاہزادہ ہے۔ اندنوں بنظر عنایت محلوں کا اہتمام۔ ڈیوڑھیوں کا کام میاں مبارک خواجہ سرا کو مبارک ہوا۔ محبوب سرا پہلے ڈیوڑھیوں کا ناظر تھا جب دیکھا غیر حاضر تھا موقوف یکا یک ہوا۔ مبارک تو روز و شب حکمرانی کرتا ہے اُدھیڑبُن میں مشغول ہے۔ محبوب اپنے کردار سے محجوب ہو کے معزول ہے۔ مثل مشہور ہے نیا نوکر ہرن مارتا ہے۔ چوکڑیاں بھرتا ہے کار پردازوں کی شیخی بگھارتا ہے۔ در نیولا تازہ رعب بٹھانے کو نیا فساد اوٹھانے کو ڈیوڑھیوں کے ہرکاروں پر تاکید کی کہ رطب و یابس کی ہم کو خبر دو۔ کسی کا حال پوشیدہ نہ رکھو۔ اور جو جو دار وغہ چپکے رہتے ہیں۔ وہ پوشیدہ کس سے راہ رکھتے ہیں۔ کدھر نگاہ رکھتے ہیں۔ ہم سے مفصل اظہار کرو۔ بے محل دیکھ کر بر محل گرفتار کرو۔ آٹھ ہرکارے نظارت سے متعلق ہیں اون پر تاکید ہوئی کہ رات دن ہمارے پاس حاضر باش ہوں۔ امور سابق الذکر کی جستجو رکھیں سرگرم تلاش ہوں۔ یہ سن کے پانچ ہرکارے منشی حیدر نے بھیج دیے۔ تین ہرکارے باقی رہے مبارک اونکا نہ آنا بدی میں سمجھا بدنوا ہوا۔ اپنی دانست میں خفا ہوا۔ اس عرصہ میں دبیر الدولہ بہادر نے محبوب محل صاحبہ کی تنخواہ اون کے پاس بھیجی۔ میاں مبارک نے فرط غضب سے پھیر دی کہا جب تک وہ تینوں نہ آئیں گے۔ زر تنخواہ کو ہم ہاتھ نہ لگائیں گے۔ تم نئی رسم نکالتے ہو میری نظارت کی سر سبزی منظور نہیں رخنہ ڈالتے ہو۔ جس دن سے شہر میں عمل انگریزی ہے بدمعاشوں کی بن آئی جعلسازی ہے فتنہ انگیزی ہے۔ چنانچہ محلات اور بیگمات پر نالشیں محکمہ دیوانی اور فوجداری میں دائر ہوئیں چپراسیوں نے ڈیوڑھیوں پر جا کے ہنگامے اُٹھائے۔ حکومت جدید کے رعب بٹھائے۔ پہلے زہرہ محل صاحبہ کی مغلانی کو عدالت میں بُلایا تھا۔ چپراسی نے آ کر بہت غُل مچایا تھا۔ اس لئے محل موصوف نے مہری رقعہ اپنا صحت الدولہ بہادر کے پاس بھیجا۔ آدمی بصد یاس بھیجا۔ بہادر مذکور نے فوراً چیف کمشنر بہادر سے یہ ماجرا اظہار کیا۔ جانفشانی کی راہ سے اصرار کیا۔ چیف کمشنر بہادر نے چٹھی اس مضمون کی بتاکید اکید تحریر کہ کہ آج سے کوئی چپراسی کسی عدالت کا اور برقنداز کسی تھانے کا پادشاہی ڈیوڑھی پر نہ جائے۔ متوسلان سلطانی کو نہ ستائے۔ احیاناً کوئی شخص نالش کرے تو جوابدہی اوس کی بذریعہ کپتان فلیچر ڈیس صاحب بہادر صحتہ الدولہ بہادر سے ہو۔ القصہ یہ حکم مستحکم جاری رہا۔ جعلساز مکار ہر ایک عاری رہا۔ اگر کوئی چپراسی نواب حسام الدولہ بہادر کی خدمت میں کسی حیلہ سے گیا تو اونہوں نے صاف کلہ شکن جواب دیا کہ یہ حکم ہم مانتے نہیں۔ تجھکو جانتے نہیں۔ اگر چیف کمشنر بہادر اسسٹنٹ بہادر کا حکم صحتہ الدولہ بہادر لائیں گے۔ تو ہم اوسکو قبول کریں گے منہ نہ پھرائیں گے۔ کچھ دن کے بعد معشوق محل صاحبہ کا اسباب سرکاری خواجہ سرا نے چُرایا۔ اتفاقات سے وہ ہاتھ آیا۔ محل کے کارندے نے اوس کو تھانہ دار کے پاس بھیج دیا۔ حسب دستور خواجہ سرا کا کچہری میں چالان ہوا۔ صاحب منتظم

ا۔ شمالی بہار ضلع اور اسٹیٹ جس کی بنیاد راجہ اُگر سین نے سترھویں صدی میں ڈالی تھی، تفصیلات کے لئے دیکھئے، امپیریل گزیٹیر آف انڈیا، جلد آٹھ، صفحات ٦۔ ٥

شہر نے چٹھی کپتان فلیچر ہیس صاحب بہادر ملٹری سکریٹری کو لکھی۔ حسب ضابطہ گواہوں کی طلبی کی۔ صاحب بہادر نے حکم سابق کے موافق صحتہ الدولہ بہادر کے نام دستخط کیے کہ اسباب مسروقہ اور گواہ جن کے روبرو خواجہ سرا کے پاس سے نکلا ہے اون کو عدالت میں بھیج دو۔ کہ مقدمہ کا فیصلہ ہو۔ اوسی وقت صحتہ الدولہ بہادر نے نواب حسام الدولہ بہادر سے یہ کیفیت عرض کی دونوں صاحبوں نے کارندے سے مکرر سہ کرر کہا اوس ناکردہ کار نے بہ نیز غفلت کان سے نہ نکالا۔ تین مہینے کامل روز ٹالا۔ آخر کار کارنیگی صاحب بہادر نے بڑی شکایت چیف کمشنر بہادر کو چٹھی میں لکھی۔ یہ حقیقت بیان کی کہ محلوں کے اہل کار حرام خور ہیں۔ خود چور ہیں۔ تین مہینے سے عدالت کا حکم بے تعمیل ہے۔ کارندوں کی سستی ہے ڈھیل ہے۔ ہنوز مقدمہ ملتوی پڑا ہے خرچہ بے فائدہ پڑا ہے اون لوگوں کو غفلت ہے۔ عدالت کی ذلت ہے۔ چیف کمشنر بہادر نے جھلا کر حکم لکھا کہ اس سورت میں ہمارے واسطے کی احتیاج نہیں۔ غفلت کا علاج نہیں۔ بے تکلف اپنے حکم چپراسیوں کے ہاتھ سے یا پولس کے ذریعے سے جاری کرو۔ ان غافلوں کو عاری کرو۔ تم کو اختیار ہے۔ آج سے یہ حکم سرکار ہے۔ جب یہ چٹھی میجر بنکس صاحب کمشنر بہادر لکھنو کے پاس آئی۔ اونہوں نے یہ حقیقت سب کو سنائی۔ اور کارنیگی صاحب بہادر کو حکم ہوا کہ اگر صبح دم نواب حسام الدولہ بہادر مال اور گواہ نہ بھیجیں تو دو سو روپیے جرمانہ لو۔ اور حکم کوتوال شہر کو دو کہ مال اور معشوق محل صاحبہ کا کارندہ بہر کیف محکمے میں آئے۔ عذر سنا نہ جائے۔ جب کارندے نے یہ حال سنا کچہری میں حاضر ہوا۔ اب یہ صورت ہے کہ برقنداز چپراسی بات بات میں ڈیوڑھیوں پر آتے ہیں۔ کڑی نرم سناتے ہیں۔ بلکہ سلخ جمادی الاول کو دولت کنیز کے اظہار سے حاجی بیگم مغلانی نواب خاص محل صاحبہ کی شراکت اور بادامو محلدار کی تیسری سیوتی دلہن بیگم صاحبہ کی لونڈی اسکی بھی بو پھوٹی۔ سب کو برقنداز جناب کی ڈیوڑھی سے پکڑ لایا کوئی نہ چھوٹی۔ اسی طرح کے اور امور ہوئے بڑے بڑے فتور ہوئے۔ افسوس صد افسوس ان غفلت شعاروں نے ناکردہ کاروں نے اپنے ہاتھ سے سد سکندر کو توڑا۔ اس تنبیہ پر غفلت کو نہ چھوڑا۔ خود بدنام ہوئے۔ سرکار کی نسبت الزام ہوئے۔ خیر خواہوں کا جب جی جلتا ہے۔ مجبور مفصل حال زبان قلم سے نکلتا ہے۔ عجب ٹیڑھی چال فلک بد خصال کی ہے۔ اطمینان کے بدلے صورت ملال کی ہے۔ دو مہینے کا عرصہ ہوا کہ نواب ملکہ جہان صاحبہ کے محل کے اندر چوری ہوئی۔ تلاش میں بہت سینہ زوری ہوئی۔ مگر پتا نہ ملا۔ اسباب ذرا نہ ملا۔ حاکم کے خوف سے برملا تلاش نہ ہوئی۔ یہ بات پوشیدہ رہی فاش نہ ہوئی۔ آخر ایک خیر خواہ نے اپنا رسوخ جتایا۔ کارگزاری کا رنگ جمایا۔ ایک سادہ بچے کو لائے۔ سادہ لوحی سے غیب دانی کے اوصاف سنائے کہ یہ شاہ صاحب چور کا نام بتادیں گے۔ پان پڑھ کر سرخرو ہونگے کھلادیں گے۔ چور چونہ کرے گا۔ اپنے زبان سے اقرار کردے گا۔ مال سب منگا کے دھر دے گا۔ نواب ممدوحہ نے گو ظاہر میں انکار کیا۔ مگر حسینی خانم نے اصرار کیا۔ آخر اونکے کہنے سے کہ معتمد سرکار راز دار ہیں۔ بہت سے کاموں کے ان پر مدار ہیں۔ سات عورتوں کو جن پر مظنہ قوی تھا پان کھلایا۔ سب کو دفعتہً وحشت نے چھالیا اور ہی رنگ نظر آیا۔ ایک عورت راجن نامی حسینی خانم کے ہمراہ تھی شریک سوز و گداز تھی اوس نے جو گلوری چبائی۔ آنکھیں بدل کے فوراً جان گنوائی اوروں نے دو ایک دن ایڑیاں رگڑ کے صحت پائی۔ اوس کو مرگ سے مہلت ہاتھ نہ آئی۔ کپتان فلیچر ہیس صاحب بہادر کو اسکی خبر ہوئی فوراً تحقیقات مد نظر ہوئی۔ ڈیوڑھی پر چپراسی جو متعین تھا اوس سے استفسار کیا اوس نے جیسا سنا تھا دیکھا تھا اظہار کیا۔ صاحب نے حسب سررشتہ منتظم شہر کے پاس روبکاری بھیج دی تحقیقات کی تاکید کی۔ وہاں سے کوتوال صاحب کے نام پروانہ آیا۔ دار و گیر کا زمانہ آیا۔ کہ حسینی خانم اور چھ عورتیں نواب ملکہ جہان صاحبہ سے طلب کر کے عدالت میں بھیج دو۔ کہ تحقیقات ہو مگر اون کو عدالت میں بھیجنے سے انکار ہے۔ اس حرکت سے ننگ و عار ہے۔ بالفعل اہالیان پولس کی طرف سے تعمیل حکم کی کد ہے۔ اون کو پریشانی از حد ہے۔ پہلی فروری شنبے کو نواب ملکہ جہان صاحبہ نے منتظم شہر کو اس مضمون کی تحریر بھیجی کہ آپ کو تحقیقات اس کی منظور اگر ہے تو مختار حاضر ہے۔ اوس سے استفسار ہو۔ قلم بند اظہار ہو۔ حسینی خانم کی طلب میں ہتک شان ہے۔ اپنی سبکی کا گمان ہے۔ صاحب نے اوس خط کو اپنی چٹھی میں ملفوف کر کے کمشنر صاحب کے پاس بھیج دیا۔ عدالت میں حاضر ہونے کا عذر لکھا۔ راقم متحیر ہے کہ شاید نواب صاحبہ ممدوحہ نے نواب مجاہد الدولہ بہادر کا معرکہ نہیں سنا ہے۔ یا کسی مشیر کی تحریک سے جان بوجھ کر یہ مضمون لکھا ہے۔ اوس کا یہ حال ہوا۔ نہ جانے میں بُرا مآل ہوا کہ سابق میں بہادر ممدوح کے محل سے لونڈیاں کئی ہزار روپے کا نقد و اسباب لے کر بھاگیں۔ اتفاقاً سرکار میں گرفتار ہوئیں۔ استفسار میں اقرار کیا۔ بھاگنے کا اظہار کیا۔ جب

مختار روبکاری کے واسطے عدالت میں آیا۔ صاحب بہادر سے یہ جواب پایا۔ کہ تمہاری بات سنی نہ جائے گی۔ جب تک بہادر ممدوح کے آنے کی نوبت نہ آئے گی۔ اگر وہ یہاں تشریف نہیں رکھتے تو بیگم صاحبہ تصریح دعویٰ لکھوائیں۔ تحریر میں سوال و جواب ہو جائیں۔ مختار نے اون کے علوئے مراتب و مناصب کو ظاہر کیا۔ قرابت پادشاہِ سکندر جاہ سے ماہر کیا۔ اس پر بھی وہی جواب ہوا۔ آخر اس بحث میں مقدمہ خراب ہوا۔ عدالت سے لونڈیوں کو آزاد کیا اس علت میں مال بھی برباد کیا۔ اب کیونکر گمان ہو کہ حسینی خانم کی طلب موقوف ہو جائے۔ عذر کی ساعت سننے میں آئے۔ مگر وہاں مدبروں کی تدبیر مصلحت سے خالی نہیں شاید کارگر ہو۔ مطلب برآئے پریشانی سے مفر ہو۔ تفصیل اوس کی طویل ہے۔ صحیفے میں گنجائش قلیل ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ حال مفصل قلم بند ہوگا۔ ناظرین کی آگاہی کو رقم ہوگا۔ صحائف سابقہ میں سلطانی کوٹھی کے جائزہ کا حال مفصل لکھا ہے۔ بالفعل فرح بخش کے کوٹھوں کا جائزہ ہوتا ہے منتظم شہر کی طرف سے عملہ مامور ہے۔ اسباب شماری کا وہی دستور ہے۔ ہتھیار کی قسم جو عمدہ نایاب ہیں۔ بے مثل لاجواب ہیں۔ اون کا یہ حال ہے دیکھنے والوں کو ملال ہے۔ فوج انگریزی کا سارجن آتا ہے۔ جو پسند کرتا ہے عمدہ عمدہ چھانٹ کرلے جاتا ہے۔ وہ وہ بندوقیں توڑی دار وڈ ردم اور رفل[1] بے مثل ولایتی جس کے دیکھے سے جی چھوٹ جائے۔ توڑے سپر گردوں ٹوٹ جائے۔ اور تلواریں اصفہانی جوہر مسلسل آب نایاب باڑہ میں قضا کا پانی چھریاں کٹاریں خوب، جوہر شناس قدر روالوں کو مرغوب۔ غرض جو شے نظر آئی بے مثل پائی۔ گردش فلکی نے اوس کا یہ حال کیا۔ مفت استیصال کیا۔ اب جو کوٹھوں سے باہر آتا ہے۔ سارجن پاتا ہے۔ تفصیل اوس کی درج صحیفہ اخبار ہے ناظرین کو ملاحظہ درکار ہے۔

تفصیل اون ہتھیاروں کی جو منتظم شہر کی اجازت سے سارجن کو ملی ہیں

دو ہزار چار سو تیرہ

۲۸ جنوری	۹۹۹ عدد	۲۹ جنوری	۱۴۱۵
بندوق رفل اور توڑی دار نال پر چاندی کا کام	تلواریں مع قبضہ جڑاؤ کار طلا میان چاندی کے	بندوقیں عمدہ سب قسم کی	تلواریں نایاب
	۱۸۹ قبضہ	۲۱۵ ضرب	۱۲۰۱ قبضہ

بلم فولادی	چھری ہر قسم کی
۲۳	۸۷
کبادا	سانگ لوہے کی
۳	۷

کٹار بوندی کی یکڈال سونے چاندی کا کوفت ۱۴

قبل ازیں سانحہ جانسوز حکایت غم اندوز یعنی خبرِ رحلت نواب نامدار ذی وقار نواب امین الدولہ بہادر مغفور سلک تحریر میں آئی تھی۔ نزدیک و دور لکھ کے بھجوائی تھی۔ در ینولا بعضے وجوہ سے نواب خاص محل صاحبہ کو انتظار اعتماد الدولہ کہ سید محمد یوسف علی خان بہادر کا بشدت ہے۔ چشم براہ صدائے در پر کان شام و پگاہ ہے ایسی ضرورت ہے۔ اگر چہ دیر لگائیں گے تو اکثر کام بگڑ جائیں گے۔

۱۔ رائیفل

خبر تاسف اثر

صاحب کوہ نور لاہور کا کلام ہے۔ حسرت کا مقام ہے۔ کہ ۳۱ دسمبر ۱۸۵۶ عیسوی کو بالا گڈھ کے راجہ بجی سنگھ نے دنیا سے سفر کیا۔ عالم بقا میں گزر کیا۔ ایک مدت سے مسلسل البول کی عارضے میں مبتلا تھے۔ مورد صد جفا تھے۔ مگر انتظام ریاست میں کبھی خلل نہ ہوا۔ بے انتظامی کا عمل نہ ہوا۔ رعایا پروری مدنظر تھی نہ بے ہودہ کسی پر لطف کیا نہ بے وجہ اعتراضی رہے۔ تمام علاقے کی رعیت خوش کرداری سے راضی رہی۔ مگر فلک کج رفتار زمانہ ناہنجار کو یہ حال پسند نہ آئے۔ انقلاب کی صورت دکھائی۔ ۲ رجنوری کو لارڈ ولیم منٹ کپوجی صاحب ڈپٹی کمشنر نے منشی محمد رشید وکیل کی زبانی اس حادثہ کی خبر پائی۔ گو غیر جنس تھے مگر طبیعت بھر آئی۔ ۳ ر کو ایشری سنگھ شملے کے تحصیلدار کو مع ناظر اور کئی چپراسی ہمراہ کر کے بالا گڈھ کو روانہ کیا۔ بدانتظامی کا بہانہ کیا۔ اب افواہ عام ہے۔ زبان زد یہ کلام ہے کہ بالا گڈھ بھی تحت حکومت کمپنی ضرور ہوگا۔ راجہ صاحب کی لاولدی سے یہ فتور ہوگا۔ ارحم الراحمین وابستگان ریاست پر رحم فرمائے۔ اونکی لاوارثی اور بدحواسی کام آجائے۔ بدستور سب کاروبار رہے اونہیں لوگوں پر ریاست کا دارومدار رہے۔

لاہور

صاحب مطبع پنجابی لاہور کا بیان ہے۔ جاڑے سے پالا پڑا ہے اوس کی داستان ہے۔ ان دنوں سردی کا زور ہے۔ جو ہے تھر تھراتا ہے کیفیت زرد ہے۔ دشت ہے یا کوہسار ہے جو تختہ ہے گلزار ہے۔ آمد بہار ہے وحشیوں کی دھوم ہے۔ جو شاخ گلدار ہے اوس پر بلبلوں کا ہجوم ہے۔ شہر کی دکانیں رنگی جاتی ہیں دکانداروں کی بن آئی ہے۔ ہر دکان دلہن بنائی ہے۔ ستون سرخ سبز زرد ہیں۔ لالے کی تختی اور زعفران زار گرد ہیں۔ سر راہ کمرے طوائف بڑے بے تکلف سے سجتے ہیں۔ طبلے کی تھاپ ہے۔ سارنگیاں بجتی ہیں۔ بادۂ گلگوں کا دور ہے۔ نقشہ ہی کچھ اور ہے جو ہے بدمست ہے سرشار ہے جہاز کا ساز و سامان طیار ہے۔ باغوں میں حسین غنچہ دہن گلرو سنبلیں گیسو پھرتی چلتی ہیں۔ قمری اور بلبل سرو قدوں کو دیکھ کے جلتی ہیں۔ رات دن جلسہ ہے دھوم دھام ہے۔ نوجوانوں کے واسطے دنیا عجیب مقام ہے۔ ۱۳ جمادی الاول کو مسٹر رابرٹ صاحب نے لاہور کی کچہری کمشنری میں آکے اجلاس کیا۔ میجر کلارگ صاحب سے چارج لیا۔ دیکھیئے ان صاحب کے انتظام کا کیا رنگ ہو۔ ضبط و نسق کا کیا ڈھنگ ہو۔

بلاری

اوس شہر میں ایک انگریز نوجوان نشے کے خمار میں بدحواس پیاس کی شدت سے پانی کے شبہ میں بسائی نائٹ اف پوٹاسیم کے عرق کا شیشہ کھول کر پی گیا۔ اوسی دم جی گیا۔ اوس زہر ہلاہل نے حلق سے اوتر کر سفا کی کا کام کیا۔ دل و جگر پانی کی صورت بہا دیا قصہ تمام کیا۔ ڈاکٹر کو خبر ہوئی فوراً دفن کا سامان ہوا۔ تال میں بہہ جانے کا گمان ہوا۔ کشف الاخبار

حادثہ عجیب

رپورٹ پونا سے واضح ہوا کہ ۹ ر کو دفعتہً ہوائے تند چلی بڑی بڑی عمارت عالیشان ہوا ہوئی معلوم نہ ہوا کیا ہوئی۔ بہت ذی حیات اوس کے صدمے سے ہلاک ہوئے۔ زندہ تہہ خاک ہوئے۔ دو آدمیوں کا پتا نہیں۔ کچھ نشان ملا نہیں۔ وہاں کے باشندوں کا گمان ہے کہ دہی ہوا لے گئی یہاں سے اوڑا لے گئی۔

چین

مظہر الاخبار

دہلی گزٹ انگریزی کی تقریر ہے۔ ہو بہو تحریر ہے کہ فوج انگریزی اور اہالی چین سے پہلے تو تکرار ہوئی۔ آخر پھر کارزار ہوئی۔ مسٹر کوپر صاحب بہادر افسر سپاہ

انگریزی نے مقابلے سے منہ موڑا۔ کھیت چھوڑا۔ جب سرکار کمپنی کو اس بات کی خبر ہوئی۔ طبیعت منتشر ہوئی۔ دو ہزار ڈالر جرمانہ کیا۔ بڑا الزام دیا۔ صاحب فراری نے فوج پر چندہ کر کے بھیج دیا اپنا کا خرچ نہ کیا۔ اہل چین نے جو یہ حال دیکھا دلیر ہوئے۔ گیدڑبھکی پر شیر ہوئے۔ اب جہلا کے ارادہ کیا ہے کہ گا ئیں ٹن میں اس صورت سے بنائے فساد مٹا دیں اور کسی انداز سے ایذا دیں۔ انواع اقسام ضرر کی صورتیں کرتے ہیں۔ تکلیف دہی پر مرتے ہیں۔ خدا خیر کرے نقشہ بد ہے۔ چین والوں کو بہت کد ہے۔ صادق الاخبار

پشاور

دہلی گزٹ سے روایت ہے تازہ حکایت ہے کہ امیر دوست محمد خان بہادر اب تک قلعہ جمرود میں فروکش ہیں۔ اپنی خوش تدبیری پر غش ہیں۔ بنظر آسائش ابتر اسرکار انگریزی سے پشاور کے طلب میں بہت اصرار ہے۔ مگر ابھی تک اودھر سے اقرار ہے نہ انکار ہے۔ اور اخبار ہرکارہ کا بیان ہے رفاہ خلائق کی داستان ہے۔ پنجاب کے ملک میں حکم سرکار ہوا ہے۔ نیا کردار ہوا ہے۔ کہ جہان غلہ ارزان ہو خرید کرلو۔ فیروز پور کی چھاؤنی میں جمع ہو۔ اور ایک پروانہ سیالکوٹ کے عطاروں کے نام جاری کیا ہے۔ اس طرح لکھ دیا ہے کہ تم لوگ جلد اطلاع کرو کہ ہندوستانی اور انگریزی دوا بقدر کفاف جمع کر سکتے ہو کہ جس سے بیماروں کو آسائش ہو۔ ہر دوا کی تلاش میں نہ کاہش ہو۔ اور مہاراجہ گلاب سنگھ بہادر والی جموں پر فرمائش ہے۔ مدد کی خواہش ہے۔ کہ تم اپنی فوج طیار رکھو۔ جس وقت حکم پہونچے مغرب کی جانب بے تامل بھیج دو۔ یہ معرکہ جنگ وجدال کا یادگار ہوگا۔ بزدلوں کو بھاگنا دشوار ہوگا۔ صادق الاخبار

مہم ایران

۱۶ رجنوری کو صبح دم سر جمس اوٹرم صاحب سیمی رامس نامی آگبوٹ پر سوار ہو کر فارس کی جانب روبراہ ہوئے۔ جمشید جی اور سہراب جی پارسی اسباب تجارت لے کر ان کے ہمراہ ہوئے۔ سنا ہے کہ کراچی میں جان جیکب صاحب کو مع رسالہ ہمراہ لیں گے۔ پھر فوج انگریزی کا ساتھ دیں گے۔ ستارے سے ہندی پیادوں کی چھبیسویں رجمنٹ کی کمپنیاں دخانی گاڑی پر سوار بمبئی میں آئیں۔ ۱۹ر کو بسواری جہاز بوشہر کی طرف باگیں اوٹھائیں۔ بمبئی ٹائمس کا اظہار ہے کہ تین رجمنٹ ہندوستانی بوشہر جانے کو طیار ہیں۔ اور ٹیلی گراف سے معلوم ہوا کہ ان دنوں سرکار کا حکم ہوا ہے کہ صبح سے شام تک کار پرداز ٹکسال بہت عجلت سے کار کریں۔ کمپنی کا سکہ چالاکی سے طیار کریں۔ کہ اس مہم عظیم میں روپے کی ضرورت ہوگی۔ تاخیر میں فوج کو تکلیف کی صورت ہوگی۔ نومبر کے مہینہ میں ایک جہاز فتح سلطان نام محمولہ اسباب ڈاک بوشہر کو گیا تھا ایک پارسی تاجر نے بہت اسباب انگریزی لادو دیا تھا اب تک پتا ہے نہ نشان ہے۔ سب کو تباہی کا گمان ہے۔ اور اوس پارسی کے شریک پریشان ہیں کہ برے سامان ہیں۔ اب ایک آدمی ڈھونڈھنے کو گیا ہے۔ دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہے۔ کشف الاخبار

راجہ کوچ بھار

اخبار مارننگ کرانیکل مطبوعہ ۹ رجنوری سے جو واضح ہوا ہے۔ ناظرین کے ملاحظہ کو لکھ دیا ہے۔ کہ ارباب گورنمنٹ انگریزی کی تجویز ہے۔ عقل تو عجیب چیز ہے کہ سابق میں امور فوجداری کا اختیار راجہ ریاست کوچ بہار کو دیا ہے۔ گو انتظام میں فتور نہیں ہوا ہے۔ اب نظم ونسق اوس ریاست کا اپنے طور پر ہو۔ راجہ کے اختیار سے یہ بات باہر ہو۔ حقیقت میں صاحبان عدالت گستر کو اختیار ہے۔ جدھر چاہیں کھینچ لے جائیں ہاتھ میں مہار ہے۔ جام جہاں نما

شہر گھاٹی

بنگال ہرکارہ مطبوعہ ۹ رجنوری کا بیان ہے۔ دغابازی مفسدوں کے عیاں ہے۔ کہ ان دنوں اوس علاقے میں کشت کاروں نے آپس میں اتفاق کیا۔

مالگواروں سے نفاق کیا۔ قسط کا روپیا بالکل روکا ہے۔ زمینداروں کو آفت میں جھونکا ہے۔ فہمائش کرتے کرتے سب مجبور ہوئے وہ اور مغرور ہوئے۔ ناچار بارہ مدبر کارگزار کو روانہ کیا۔ تحصیل زر کا بہانہ کیا۔ پہلے رعیت نے چاپلوسی کی روپیہ دینے کا اقرار کیا۔ پھر دعوت کا سامان بسنت طیار کیا۔ دعوت میں عداوت کی کھانے میں زہر ملایا۔ اجل رسیدوں کو خوشامد سے بلا کے کھلایا۔ تھوڑے عرصہ میں بہتوں کی جان گئی۔ حاکم تک یہ داستان گئی۔ اہل پولس فی الفور مقام واردات پر آئی۔ مستعد تحقیقات پر آئی۔ لاشوں کا بچے ہوئے کھانے کے ساتھ صاحب مجسٹریٹ کی کچہری میں چالان ہوا۔ مجرموں کی گرفتاری کا سامان ہوا۔ مگر ابھی تک کوئی گرفتار نہیں ہوا۔ اونکے چھپ رہنے کا اظہار نہیں ہوا۔ جام جہاں نما

واقعہ مہیب

صاحب اخبار دوربین میں اخبار بھاسکر سے تحریر کرتے ہیں۔ گورنمنٹ اپنے فائدے کو نئی نئی تدبیریں کرتے ہیں۔ متوسط مالوری قوم ہنود آنند چندر سرکار نام نے موضع ۔ جے نگر کہ متعلق ضلع ہوگلی سے ہے اوس میں یہ قصد کیا کہ جمع سابق پر اضافہ باندھ کے اپنا مطلب نکالے۔ رعایا کو آفت میں ڈالے۔ مگر کسی نے اسکا اقبال نہ کیا۔ ایک حبہ سواد ینے کا خیال نہ کیا۔ مایوس ہوئے تو غصہ آیا۔ ایک مومن کو بلا کر سمجھایا کہ تو ان لوگوں میں سے کسی شخص پر نالش کر ہم اوسکو قرار واقعی سزا دیں گے۔ آبرو کے ساتھ کیا کیا لیں گے۔ بہت اصرار سے جب فہمائش کی اوس نادان نے حسب قانون پنجم و ہفتم نالش کی۔ اس نے فوراً اس حیلے میں تعلیقہ کر کے جو آیا بیچ لیا۔ طرح طرح کے ظلم کیے بیچ کیا۔ رعایا اس ظلم سے تنگ آئی۔ باہم صلاح ٹھہرائی۔ ایک شب جمع ہو کر ہتھیار لگائے۔ اوس مومن احمق کے گھر میں بے خوف دو طرفہ گھس آئے۔ پہلے اوس کو مارا عورتوں کو خراب کیا۔ ایک لڑکی بارہ برس کی حسین تھی اوسکی جان پر سخت عذاب کیا۔ بارہ آدمیوں نے اپنا منہ کالا کر کے اوس کو لہولہان کیا۔ مرجانے کا نہ دھیان کیا۔ وہ تو اوسی زخم سے مرگئی دنیا سے گذر گئی۔ پھر سینہ زوری سے اور عورتوں کی چھاتیاں کاٹیں۔ نئی نئی ایذائیں دیں۔ کسی کو زخمی کیا کسی کو ہلاک کیا۔ تمام گھر خاک کیا۔ جب اس سے فرصت پائی۔ دلجمعی سے اسباب لوٹا۔ کسی طرح کا ظلم نہ چھوڑا گھر پر آسمان ٹوٹا۔ خوب ہاتھ صاف کر کے وہاں سے راہ لی۔ اپنے گھروں میں پناہ لی۔ جس وقت اس مقدمے کو مجسٹریٹ کی کچہری میں روبکار کیا۔ صاحب خود مقام واردات پر گیا اون ظالموں کو گرفتار کیا۔ کچہری عدالت میں اظہار لیا۔ کبھی انکار کبھی اقرار کیا۔ القصہ ثابت تقصیر ہوئی۔ سزا کی تدبیر ہوئی۔ اب یہاں سے حاکموں کا انصاف ہے۔ گو عقل کے خلاف ہے۔ مزاج میں رحم اور غریب نوازی ہے۔ مدنظر چارہ سازی ہے۔ اوس جرم پر جس کا ذکر ہو چکا چھ چھ مہینے کی میعاد ہوئی۔ دو دو سو روپے جرمانے میں لئے نئی روداد ہوئی۔ اون حق شناسوں نے شکر کے عوض شکایت کی صدر کی کچہری میں اپیل کیا حاکموں نے پہلا حکم بحال رکھا قوم کی رعایت کی۔ افسوس ہے کہ ایسی عملداری میں باوجود دعویٰ انتظام رعایا کا یہ ظلم ہے جور ہے۔ اور منتظم جو ہیں اونکا حکم جائے غور ہے۔ پھر اور ریاستوں کی بدانتظامی پر الزام ہوتا ہے۔ ذکر صبح و شام ہوتا ہے نیک ہو یا بد ہو۔ خدا نہ کرے جو کسی سے کد ہو۔

ولایت

صاحب چشمہ فیض کی تحریر ہے۔ لکھنا اوسکا ناگزیر ہے کہ اندنوں شاہ فرانس نے شاہ ایران سے دوستی کا اظہار کیا ہے۔ کھلم کھلا اقرار کیا ہے۔ گورنمنٹ سیوس نے ایک لاکھ باسٹھ ہزار آدمی کا لشکر اور سات سو ضرب توپ لشکر انگریزی کے مقابلے کو بھیجنے کا ارادہ کیا ہے۔ سب کو اس بات پر آمادہ کیا ہے۔ اور اپنی محفل میں یہ بیان ہوتا ہے۔ پوشیدہ نہیں باعلان ہوتا ہے۔ کہ چالیس ہزار فوج کنٹجٹ بشرط ضرورت اور جائے گی۔ معرکہ کارزار میں کام آئے گی۔ ایسی ایسی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سال میں بڑی جنگ ہوگی۔ بہتوں کی عافیت تنگ ہوگی۔ بہت سے شہر ویران ہونگے۔ آباد جنگل اور میدان ہونگے۔ اور بعض اخبارات انگریزی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اب تک شاہ فرانس اور شہنشاہ روم کسی کی اعانت کا وعدہ نہیں کرتے۔ فوج بھیجنے کا ارادہ نہیں کرتے۔ ایلچی دونوں درباروں میں حاضر ہیں جستجو کرتے ہیں۔ شراکت کی گفتگو کرتے ہیں۔ بعضوں کا بیان ہے کہ یہ دونوں پادشاہ اولوالعزم اس مقدمے میں کسی کی شرکت نہ کریں گے۔ خلاف وضع حرکت نہ کریں گے۔ اور بعضوں کا گمان ہے کہ شاہ ایران کی اعانت ہوگی۔ اسلام کی رعایت ہوگی۔ انشاء اللہ تعالی

عنقریب دونوں سے ایک سناتے ہیں امرنیک سناتے ہیں۔ صادق الاخبار

جدّہ

صبح صادق کا اظہار ہے مضمون مسرت کے جلوے سے صفحۂ قرطاس پر کیا بہار ہے کہ ایک جہاز جدّے سے آیا ہے۔ اوس سے اس حکم جدید نے شہرہ پایا ہے۔ کہ وہاں لنگرگاہ میں جو جہاز انگریزی فرانسیسی آیا جایا کرتے تھے ہر اتوار کو بادبانی اوڑایا کرتے تھے۔ بالفعل حکم قضا شیم حضرت قیصر روم خلد اللہ ملکہ جلوہ فرما ہوا ہے۔ حاکم جدہ نے سب کو سنا دیا ہے کہ کسی جہاز انگریزی پر اتوار کو باؤٹانہ چڑھے۔ اختیار ہے جب آگے بڑھے۔ جس وقت نشان قیصری سر بلند ہو۔ اوس وقت ہر صاحب جہاز اپنے دستور سے کاربند ہو۔ خلاف اس حکم کا باعث رنج وملال ہوگا۔ عتاب سلطانی مآل ہوگا۔

مصر

پاشائے مصر کو ان دنوں یہ لہر آئی کہ بے اجازت قیصر روم گذرگاہ انگریز اور فرانسیس میں نہر بنانے کا حکم دیا۔ اسکندریہ تک لے جانا اوس کا بہانا مقرر کیا۔ اور انگریزوں کے مشورے سے زن ومرد کا بیچنا بند کیا۔ سلطان والاشان نے دونوں کاموں کو نہ پسند کیا۔ چنانچہ حکم قضا شیم اس باب میں یہ آیا ہے۔ ساکنان مملکت کو باآواز بلند سنایا ہے کہ بالفعل اقدس واعلیٰ کو نہر کی درستی منظور نہیں۔ اور یہ بیع وشرا کی رسم قدیم ہے اس کا بند کرنا غیر کے کہنے سے کچھ ضرور نہیں۔ حکومت غیر ناگوار ہے۔ ہماری رعیت کو اختیار ہے۔ صبح صادق

حیدرآباد دکن

نواب قمرالدولہ بہادر والی حیدرآباد کے بھائی تھے جمادی الاول میں آخر سرائے فانی سے تشریف لے گئے۔ بصد تلخ کامی جان شیریں دے گئے۔ بعض کا بیان ہے کہ کسی نے زہر دیا۔ اکثر کا گمان ہے خود کھالیا۔ نواب سالار جنگ بہادر مدارالمہام ریاست نے بردہ فروشی کو منع کیا بلکہ اس مقدمے میں اشتہار جاری کیا ہے۔ خاص وعام کو آگاہ کئی باری کیا ہے۔ کہ اگر خلاف حکم پھر یہ کسی سے کام ہوگا۔ بُرا آغاز اور انجام ہوگا۔ فوراً پانسے روپیہ سے پانچ ہزار تک جرمانہ سرکار لے گی۔ عذر قبول نہ ہوگا حسب تجویز سزا دیگی۔

چتور

چوتھی جمادی الاول کو ایک لڑکی ہندو کی لال مٹی کھود نے سید شاہ والے پہاڑ کے نیچے گئی۔ اتفاقاً ایک پتھر اوپر سے گرا وہ بیچاری دب مری۔ اور گورنمنٹ مدراس کا ان دنوں حکم آیا ہے۔ کارپردازوں نے سب کو سنایا ہے کہ جو عہدہ خالی ہو۔ نواب مغفور کے ملازموں کی اوس پر بحالی ہو۔ مگر افسوس کہ متوسلین نواب کارگزاری جانتے نہیں۔ انتظام کی شکل پہچانتے نہیں۔ ہمیشہ کے آرام طلب ہیں۔ نکمے سب ہیں۔ اونکے حال پر اگر پرورش کی نظر ہو۔ تو اور کوئی وجہ اون کے واسطے مقرر ہو۔

بلندشہر

روبکاری عدالت فوجداری ضلع مذکور سے ظاہر ہوا۔ راقم اس کیفیت سے ماہر ہوا کہ سابق میں بہاری پسر بلدیو بندراول کا رہنے والا مفقود الخبر ہوا تھا۔ اہل پولس کا تلاش میں جا بجا گذر ہوا تھا۔ بالفعل دوپہر ٹخنوں تک گڑھے کے خندق میں پائے۔ اور ایک ہانڈی خون سے بھری کھیت کے کنارے سے اوٹھا لائے۔ باقی اعضا کا ناپید نشان ہے۔ اونکے ورثہ کا یہ گمان ہے کہ کسی ظالم نے زیور کی طمع پر اوس بے چارہ کو ہلاک کیا۔ ہر عضو علیحدہ پھینکا اپنا دامن

پاک کیا۔ صاحب مجسٹریٹ بہادر کا حکم ہے کہ جو اوس قاتل کو ڈھونڈ لائے گا چار سو روپے انعام پائے گا مگر ابھی تک پتا ملا نہیں ۔ بھید کھلا نہیں ۔
آفتاب ہند

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

کیفیت ابتدا و انتہا	تعداد زر قیمت	اسمائے خریداران
۲۲ ربیع الاول ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۲۱ جمادی الاول سنہ الیہ	تین روپے	عبداللہ خان صاحب دام عنایتکم
۶ ربیع الآخر ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۲۵ رجب الآخر ۱۲۷۳ سنہ الیہ	تین روپے	مسٹر الگو ندر عار صاحب بہادر تھانہ دار دوام دولتہ
علے الحساب	پانچ روپے	چودھری حشمت علی صاحب دام دولتہ

شہر لکھنؤ محلّہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

اشتہار

حکام حال نے قانون پنجاب کا اس مملکت میں جاری کیا ہے فوجداری کا بندوبست اوسی دستور پر ایکبار کیا ہے بلکہ حسب ایمائے حکام مطبع کونور لاہور سے وہ کتابیں خاکسار کے مطبع میں آئی ہیں۔ اور یہ خبر چھپوا کے خریداروں کو رغبتیں دلوائی ہیں۔ جس بزرگوار کو خریداری منظور ہوگی۔ قیمت خاکسار کے پاس پہونچے گی تو روانہ ضرور ہوگی اور صاحبان ہم پیشہ کی خدمت میں عرضی رسا ہے۔ کہ ان کے چھاپنے کا قصد مقصد نہ کریں بُرا ہے۔ روبکاری میں بڑا فساد ہوگا۔ مشقت کا کام۔۔ تامل شرط ہے چند نفس۔ بر رسولان بلاغ باشد و بس

فہرست کتب قوانین

۔۔۔۔ جلد

اصول قانون دیوانی جدید	سرکلر نمبر و ترتیب دفتر فوجداری و دیوانی	سرکلر جوڈیشیل فوجداری
تین روپے	دو روپے	سات روپے آٹھ آنے
سرکلر فائنشل ریونیو کلکٹری	قانون دیوانی پنجاب مطبوعہ ۱۸۵۰ء	رسالہ تعلیم پٹواریان
چار روپے چودہ آنے	ایک روپیہ آٹھ آنے	ایک روپیہ آٹھ آنے
جنتری برآورد تنخواہ ناگری	قانون دیوانی متعلق سپاہیان فوج	قواعد امتحان اکسٹرا اسسٹنٹ
بارہ آنے	آٹھ آنے	آٹھ آنے
منتخب قوانین فوجداری تعلق تھانہ داران	ہدایت نامہ بندوبست	ہدایت نامہ حرفت کاری جیلخانہ
دو روپے	تین روپے بارہ آنے	چھ آنے
ہدایت نامہ ترتیب دفتر کلکٹری	ہدایت نامہ مجسٹریٹ مولفہ سکوت صاحب	ہدایت نامہ پیمائش زمینداری
ایک روپے آٹھ آنے	سترہ روپے	ایک روپیہ آٹھ آنے

ہدایت نامہ مالگزاری حصہ دوم	دستور العمل داروغہ اعلیٰ	آئین جدید ٹھیکہ کمپنی
تین روپے	چھ آنے	چار آنے
دستور العمل قواعد ڈاک	دستور العمل تحصیلداران بااختیار دیوانی	دستور العمل تحصیلداران بااختیار فوجداری
۱۲ آنے	ایک روپیہ آٹھ آنے	ایک روپیہ دو آنے
منتخب القوانین دیوانی	دستور العمل جاگیرداران	جنتری برآورد تنخواہ فارسی
چار روپے آٹھ آنے	دس آنے	بارہ آنے
رسالہ اشتہار چیچک	تتمہ مارشمن صاحب دیوانی	جنتری ۱۸۵۷ عیسوی
ڈیڑھ آنے	چار روپے آٹھ آنے	تین آنے

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو — یافت جان تازہ جسم لکھنؤ — گنج گوہر ہائے معنی اندروست — چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ
عنوان صحیفہ حمد حق ہے — زیبائش اول ورق ہے — پھر نعت ہے سید البشر کی — جس نے ہمیں خبر دی

نمبر ۳۰ ۱۷ شہر جمادی الآخر ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۱۳ ماہ فروری ۱۸۵۷ عیسوی روز جمعہ جلد ۱۔

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تابمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالی بروز معہود بلاتوقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو والا حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد — بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است
مصرعِ تاریخ آغازش عنایت زد رقم — گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنؤ است
۱۲۷۳

لکھنؤ

صحیفۂ سابق میں مولوی نور الدین صاحب کا لکھنؤ سے کلکتے اور وہاں سے لندن جانا مفصل لکھا۔ بالفعل معلوم ہوا۔ کہ اثنائے راہ میں مخالف آب وہوا سے علیل ہوئے ناچار فسخ عزیمت کی۔ قیام کی مصلحت ہوئی۔ مدراس میں جناب مولوی جمال الدین احمد صاحب کہ ذی کمال بے مثال ہیں اونکی دولت سرا میں قیام کیا۔ مرض کے آغاز میں خیال انجام کیا۔ اطبائے یونانی جو لاثانی تھے اون کا علاج ہوا۔ بہت دنوں میں مائل صحت مزاج ہوا۔ گو ضعف ونقاہت کا وہی حال تھا۔ مگر تاخیر کا ملال تھا۔ آخر ۲۹ رجنوری کو جہاز دخانی پر سوار ہوئے۔ لندن کی سمت گرم رفتار ہوئے۔ انشاء اللہ تعالی بشرط صحت جلد فیضیاب ملازمت ہونگے۔ اب بخوبی تحریر کا انصرام ہوگا۔ مالک کے حضور کیا دور نزدیک نام ہوگا۔ ۷ رفروری کو گنگا پرشاد گھڑی ساز سیدوں کے احاطے کا رہنے والا منڈیاون سے دولی پر آتا تھا۔ پیادہ پا چلا نہ جاتا تھا۔ کہاروں نے دم لینے کو ڈولی سڑک پر اوتاری تھی۔ پانی پینے کی طیاری تھی۔ اس اثنا میں ویل صاحب کرانی نشہ شراب سے بدمست اپنے مکان سے باہر آیا۔ ڈولی مکان سے متصل دیکھ کر جھلایا۔ پہلے تو زبانی کچھ سنایا۔ اس کے بعد لاٹھی اوٹھائی۔ زدوکوب کا

وقت آیا۔ القصہ خوب مارا کوٹا۔ کوئی ذلت کا دقیقہ نہ چھوڑا۔ جب گنگا پرشاد نے یہ ہنگامہ دیکھا ڈولی سے نکل کر عذر خواہ ہوا۔ کہ ان سے خطا ہوئی گناہ ہوا۔ چھوٹتے ہی کرانی نے اوس پر ہاتھ چھوڑا۔ پہلے وار میں سر توڑا۔ اس کو غش آیا۔ اوس نے موقع پایا۔ اسکی جمع کو ٹٹول لیا۔ دو گھڑیاں اوٹھائیں اور دو روپے نقد تھے اُن کو کھول لیا۔ ایک گھڑی ساٹھ ساٹھ کی دوسری چالیس کی تھی سو روپے کی جمع ہاتھ آئی۔ لے دیکے گھر کی راہ لی فرصت پائی۔ دوسرے دن جب صاحب منتظم شہر کی کچہری میں اظہار ہوا۔ اوس ظالم کی طلب روبکاری میں دلیری سے انکار ہوا۔ اب مدعی سے گواہ طلب ہیں۔ یہ معاملہ بھی عجب ہیں۔

یکشنبہ گذشتہ کو ٹھاکر پرشاد سر رشتہ دار دیوانی کچہری میجر اندرسین صاحب کے مکان پر جلسہ تھا۔ صاحبان ہم پیشہ کا جمگھٹا تھا۔ ایک شخص گوکل چند نامی مہاجن اکثر آتا تھا۔ رسوخ جتانے کو باتیں بناتا تھا۔ سر رشتہ دار صاحب نے اوس وقت فرمایا کہ ۲۳۴ روپے ہمارے گوکل چند اوٹھالے گیا۔ آنکھ بچا کے چرا لے گیا۔ اوس کو بلا کر جبر سے رقعہ ۲۳۴ کا لکھوایا۔ صبح کو وہ صاحب ڈپٹی کمشنر سے فریاد کرنے آیا۔ سر کچہری اظہار ہوا۔ گواہوں کو اقرار ہوا۔ اب یہ مقدمہ کپتان کارنیگی صاحب بہادر کے سپرد ہے۔ اظہار دست بُرد ہے۔ گو ظاہر میں گوکل چند چور نہیں ساہ بہاری لال کا کارگزار تھا۔ اس کام کا کب سزاوار تھا۔ اور جس وقت سر رشتہ دار صاحب کا خیال ہوتا ہے، تو اس میں عقل کا دخل محال ہوتا ہے۔ صحیفۂ سابق میں نجابت علی بے حیا کا حال لکھا تھا۔ روبکاری کا قیل و قال لکھا تھا۔ اب ایکشنبے کو میجر بنکس صاحب بہادر دورے سے تشریف لائے۔ مقدمات سب روبرو آئے۔ جب نجابت علی کا مقدمہ روبکار ہوا۔ سر کچہری پھر اقرار ہوا۔ کچھ بدحواسی اور انتشار کے کلام بر زبان آئے۔ کہ وحشت اور جنون کا گمان آئے۔ مگر منشی آنند پرشاد صاحب سر رشتہ دار ہیں۔ بہت فہمیدہ سنجیدہ مستعد کار سرکار ہیں۔ طبیعت میں جودت ہے مزاج میں نہ ظلم ہے نہ جور کرتے ہیں۔ عقل سلیم کے باعث مقدمے میں خوب غور کرتے ہیں۔ گو نجابت علی نے سخنان بے جا سے تقریر کو طول طویل کیا۔ مگر سر رشتہ دار صاحب نے بات سے وہ بات نکالی کہ اوسکی زبان نے اوسکو خوار اور ذلیل کیا۔ لیکن میجر بنکس صاحب بہادر کہ وہ بھی فہیم اور عقیل ہیں۔ حکام میں لاشل بیعدیل ہیں۔ عنایت فرما کے حکم لکھوایا۔ دل میں رحم آیا۔ کہ چندے ڈاکٹر اسکا سرپرست اور نگران حال رہے۔ اسکی بیماریوں کا خیال رہے۔ غور کریں کہ کسی عارضے میں مبتلا ہے۔ یا مکاری سے باتیں بناتا ہے۔ تحقیق کے بعد ہم کو خبر ملے کہ مناسب حکم جاری ہو۔ جو مرض ٹھہرے اوسی طرح کی بیمارداری ہو۔ درینولا بموجب چھٹی صاحب کمشنر بہادر منتظم شہر کی کچہری سے اعلام ہوا کہ جتنے عہدہ دار ملازم سلطانی سرکار ہیں۔ خصوص چوبدار برچھی دار باندار ہیں۔ وہ اپنے اپنے عہدے چاندی خواہ سونے کے جو ہوں عدالت میں داخل کریں۔ فرصت حاصل کریں۔ عدالت میں نالش کریں۔ چنانچہ چار شنبے کو بہت آدمی برچھیاں اور بان چاندی کی عدالت میں داخل کر کے ہاتھ جھلاتے چلے گئے۔ بے جرم آسیای فلک سے دلے گئے۔ درینولا ۱۰ ارجمادی الثانی کو شفاء الدولہ بہادر بصحت و عافیت صحیح و سلامت لکھنؤ داخل ہوئے۔ دوستوں کی صفائے ملاقات سے دل کی کدورت مٹی سرور حاصل ہوئے۔ تال بین کہتے ہیں کہ شفاء الدولہ بہادر بیمار پڑنے کے خوف سے جان بچا کے چلے آئے۔ جو منسوڑ ہیں اونکا یہ قول ہے بھلے آئے۔ نیرنگی زمانہ بوقلمون سے فرد بشر مجبور ہے۔ ہر نشہ کے بعد خمار ضرور ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سے بنارس تک جانے کا بیان کیا تھا۔ مگر منزل اول میں لکھنؤ پہونچنے کا سامان کیا تھا۔ بنارس کیا کہیں قدم نہ جمایا نہ کسی جا پناہ لی۔ کلکتے سے منہ جو اوٹھایا سیدھے گھر کی راہ لی۔ شعر: پھینکی ہے منجنیق چرخ تاک کے سنگ تفرقہ۔ بیٹھ کر ایکدم کہیں ہوئیں جو ہمکلام دو۔ شعر: جو ہم تم پاس بیٹھے ہیں سنو یہ دم غنیمت ہے۔ یہ ہنسنا بولنا رہ جائے تو کیا کم غنیمت ہے۔ اس گلزار عارضی بہار میں ادہر غنچہ مسکرایا۔ اودہر تاراجی کو موسم خزاں آیا۔ گل کے ہنسنے پر شبنم روتی ہے۔ اس پر غافلوں کو تنبیہ نہیں ہوتی ہے۔ جب بلبل بے وقت چہکے۔ راہ سے بھٹکے۔ صیاد نے دام میں پھنسایا۔ جور قفس بند کر کے دکھایا۔ بالفعل مسٹر سمن انگلسن مارٹین صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر دورے سے آئے تھے چیف کمشنر بہادر کی چٹھی سے بہرام گیٹ روانہ ہوئے اور سہ شنبے کو میجر بنکس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر بھی سیکہار اوسی طرف گرم رفتار ہوئے۔ ۱۱ ارفروری کو چیف کمشنر صاحب بہادر کی وہاں آمد ہے۔ باہم کچھ گفتگو ہوگی جلد پہونچنے کی کد ہے۔ ۱۰ ارفروری کو ایک چٹھی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لکھنؤ منتظم شہر کے پاس آئی۔ اوس سے یہ خبر پائی۔ کہ کوتوال اور تھانہ داروں کو تاکید ہو کہ تین روز کے عرصے میں نقشہ خانہ شماری کا ترتیب دیکر بھیجدیں۔ اور خانۂ کیفیت میں ہر گھر کا حال مشرح لکھیں۔ کہ کون لوگ رہتے ہیں کس پیشہ کو کرتے ہیں۔ رات دن کس شغل میں

گزرتے ہیں۔اور کس قدر زردار ہیں۔اور کتنے نان شبینہ کو محتاج ہیں۔ چنانچہ صاحب منتظم شہر نے اوسی دن پروانہ کوتوال اور تھانہ داروں کے نام جاری کیا۔سبھوں کو جاری کیا۔مگر عقل حیران ہے کہ صاحب بہادر نے کیا سمجھ کے اتنی جلدی کو کام فرمایا ہے۔شہر کا عرض وطول خیال میں نہیں آیا ہے۔تعجیل بیکار ہے۔یہ امر بہت دشوار ہے۔لکھنو ایسا شہر نہیں کہ تین دن میں خانہ شماری ہو جائے۔نقشے کی طیاری ہو جائے۔یقین ہے ایک مہینہ دن رات کی مشقت میں خانہ شماری ہو۔ترتیب میں دشواری ہو۔یہاں کا محلہ شہروں کے برابر ہے۔جو گھر مختصر ہے وہ نگر ہے۔ صحیفہ سابق میں کیفیت ترتیب دفتر عدالت ومرافعہ سلطانی لکھی تھی۔ناظرین کو اس خبر سے آگہی دی تھی۔مفتی مولوی فضل صاحب مع محافظ دفتر ہر روز ٹیڑھی کوٹھی میں جاتے تھے۔مسلیں ترتیب فرماتے تھے۔ایک مہینہ سے زائد ہوا کہ اونہوں نے سواری کی زیر باری سے آنا موقوف کیا تھا۔جناب مجتہد العصر سے کہہ دیا تھا۔اندنوں پیشگاہ جوڈیشیل کمشنر بہادر سے کچھ مسلونکی طلب ہوئی۔محمد شفیع الزماں ناظر عدالت نے روبکاری بے ترتیبی دفتر کی لکھ کر دورے میں صاحب کے پاس بھیجدی۔صاحب بہادر نے سلطانپور کے ضلع میں داؤد پور ہے اُس جگہ روبکاری ملاحظہ کر کے فرمایا کہ عذر عدم سواری عملہ کچہری جناب مجتہد العصر کا لائق منظوری نہیں۔دفتر کا مرتب کرنا اون کے ذمہ فرض ہے ایسی مجبوری نہیں۔سابق میں مجتہد العصر نے عذر کیا تھا،بموجب حکم ۲۹رجولائی ۱۸۵۶ء وہ قبول نہ ہوا۔کچھ عذر سے اونکو حصول نہ ہوا۔اس پر حکم ہوا تھا کہ اگر خود وہ نہ آئیں گے۔ہم بذریعہ عدالت بلوائیں گے۔یہ سن کے عملہ حاضر ہوا کچھ دنوں کے بعد پھر غیر حاضری شروع کی۔ترتیب دفتر کی ناتمام رہی۔اب پھر وہی عذر ظاہر ہوا۔مکرر کیا سہ کرر ہوا۔فی الحال دفتر کی بے ترتیبی سے حرج کار سرکار ہے۔بعض مسل اوس دفتر کی درکار ہے۔وہ ہاتھ نہیں آتی ناطیار ہے۔لہٰذا حکم دوسری بار ہوا کہ نقل اس حکم کی صاحب منتظم شہر کے پاس جائے۔تاکید لکھنے میں آئے۔وہ اس کو بذریعہ تحریر سنائیں۔بقیہ دفتر کی تکمیل کو اونکا عملہ بلائیں۔احیاناً وہ نہ بھیجیں۔پھر کوئی عذر ظاہر کریں۔تو صاحب بہادر حکمنامہ پولس کے نام بھیج کر سب عملے کو کچہری میں حاضر کریں۔جب کل دفتر ترتیب ہو جائے۔تب وہ گروہ رہائی پائے۔۲رفروری ۱۸۵۷ء کو جب یہ روبکار کارنیگی صاحب بہادر کے پاس آیا۔یہ حکم تحریر فرمایا۔کہ نقل محکمہ صاحب جوڈیشیل کمشنر بہادر کی مع خط مجتہد العصر کے پاس بھیجو وہ حکم کی تعمیل کریں۔بھیجنے میں تعجیل کریں۔ورنہ حسب سررشتہ عملہ پولس سے طلب ہوگی۔ملال کی صورت بایں سبب ہوگی۔لازم ہے کہ حسب دستور روز عملہ آئے۔دفتر مرتب ہو جائے۔مورخہ ۷رفروری ۱۸۵۷ء۔

انبالہ

صاحب صادق الاخبار کا بیان ہے۔عجیب غریب داستان ہے۔وہاں ایک شخص کی عورت بدوضع تھی ہرچند سمجھایا۔اوسکی خاطر میں نہ آیا۔جب ناک میں دم ہوا۔آمادہ ستم ہوا۔رنڈی نے نکو کیا تھا مرد نے ناک کاٹ ڈالی۔منہ بگاڑنے کی صورت بنالی۔حکام کو اس بات کی اطلاع ہوئی بجرم گرفتار ہوا۔سر کچہری اظہار ہوا۔اب مقدمہ شیشن جج کی کچہری میں دائر ہے دیکھئے کیا سزا ملے۔اس حرکت کی کیا جزا ملے۔ اندنوں ممالک پنجاب میں اس ضبط ونسق پر واردات کی کثرت ہے۔حکام کو حیرت ہے۔پندرہ سو مقدمہ جرم سنگین وخفیف کا راولپنڈی میں پیش ہے۔اس طرح اور کچہریوں میں بھی اسی قدر یا کچھ کم وبیش ہے۔

صاحب کوہ نور لاہور کا بیان ہے۔محافظوں کی دغابازی سے الامان ہے۔بالفعل ایک پارسل ڈاک بھنگی کا کسی عیار چوکیدار نے اوڑا لیا۔دن دھاڑے اندھیر کیا۔جب تلاش ہوئی کویں میں پایا۔ڈوبا ہوا پاٹرا ایا۔مگر مہر ٹوٹی اسباب غائب بکس خالی ملا۔غوطہ لگا کے بصد خستہ حالی ملا۔اوس وقت ڈپٹی پوستماستر نے اوس سیاہ کار کا مع پارسل مجسٹریٹ کی کچہری میں چالان کیا۔روبکاری میں جرم ثابت ٹھہرا۔صاحب عدالت نے تین برس قید کی مشقت تجویز سے پابجولان کیا۔اور چوبیس روپے جرمانہ مال کے نقصان کا لیا مالک کو دلوا دیا۔ وہاں کی چھاؤنی میں اندنوں نئی کیفیت ہے۔سپاہ انگریزی کی کثرت ہے۔نئے انداز کی قواعد بڑی چمک سے ہوتی ہے۔دیکھنے والوں کی آنکھ خیرہ ہو کے ہوش کھوتی ہے۔چنانچہ ہر پلٹن سے چار سپاہی تیز فہم چالاک ایک نایک

دوسرا حولدار تیسرا افسر انگریز ہوشیار وہاں گئے ہیں۔ حسب ایما لوگوں سے نہاں گئے ہیں۔ بالفعل باعث اوسکا یہ سنا ہے۔ معتمدوں نے کہا ہے کہ کسی وضع کے کارتوس نئے ایجاد ہوئے ہیں۔ بانی فساد ہوئے ہیں۔ اوسکی ترکیب سکھانا مدنظر ہے۔ بہت گرم یہ خبر ہے۔ ایک بارک ماسٹر حسب الحکم گورنمنٹ نہر لانے پر مامور ہوا ہے۔ بنظر آسائش رعایا جاری کرنا منظور ہوا ہے۔ اوسکی تجویز ہے کہ ضلع جگادہری سے کیتھل کی طرف جائے۔ جلد طیاری کی نوبت آئے۔ صاحب مہتمم نہر بارک ماسٹری کے فن میں کامل ہیں۔ خوش تدبیری سے بڑا رتبہ حاصل ہے۔ کئی طرح کے آلات پیمائش ہمراہ ہیں۔ مستعد کار شام و پگاہ ہیں۔

کلکتہ

صحیفہ سابق میں کمانڈر انچیف صاحب بہادر کی عزیمت کلکتے کی طرف لکھی۔ بالفعل کیفیت تازہ نظر سے گزری۔ کہ کئی دن نواب گورنر جنرل بہادر سے مشورہ رہا۔ مہم ایران کا تذکرہ رہا۔ آخر ۲۲ جنوری تھی میم صاحب کو لندن روانہ بادل شاد کیا۔ خود عزم اکبر آباد کیا۔ مشہور ہے کہ وہاں سے ایران کی سمت جائیں گے۔ معرکہ آرائی دکھائیں گے۔ صاحب انگلشمین انگریزی ناقل ہے۔ سننے والوں کو اس خبر نے پریشانی حاصل ہے۔ کہ اندنوں جو سپاہ دمدم اور اچانک میں مقیم ہے۔ اونکو بڑا دغدغہ ہے خوف ہے بیم ہے۔ باہم ہر دم یہ چرچا ہے جہاں سنا غوغا ہے۔ کہ صاحبان عالیشان فوج کے ہندو اور مسلمان کو کرشٹیان بنایا چاہتے ہیں۔ درپردہ دام تزویر بچھایا ہے بڑے دانا ہیں پھنسایا چاہتے ہیں۔ لیکن صاحب خبر کا قول ہے۔ کہ یہ مقدمہ اول فول ہے۔ اس واسطے کہ یہ لوگ بڑے دانشمند ہیں۔ عقل کے پابند ہیں۔ ایسی بات میں نہ کبھی اصرار کریں گے۔ بلکہ انکار کریں گے۔ جس کام میں ہنگامہ ہو فساد ہو۔ سالہائے دراز کی محنت برباد ہو۔ گلشن نو بہار۔

اچانک

صاحب انگلشمین کی خوش بیانی ہے۔ معتبر کی زبانی ہے کہ ۲۵ جنوری کو جس بنگلے میں برقی تار کا کارخانہ ہے۔ وہاں کی لگی کا مشکل بجھانا ہے۔ اوس میں اچانک آگ لگی۔ شعلہ کے خوف سے بھاگا بھاگ لگی۔ دفعتہ سب کچھ جل کے خاک ہو گیا۔ یا تو بنگلہ بنا تھا یا میدان وحشت ناک ہو گیا۔

سلطان الاخبار

ساگر

سنٹرل اسٹار سے نقل ہے۔ کالاصل ہے۔ بالفعل رزیڈنس میانہ ہند نے گورنمنٹ کو یہ مضمون لکھا ہے۔ تمہید کا یہ انداز کیا ہے۔ کہ اس حصہ ہند میں سڑک کی درستی راہوں کی صفائی ہوئے۔ اکثر پختہ پل بنے پہاڑ کاٹے جو بات جی میں آئے ہوئے۔ ہزاروں روپے کا صرف بیدرنگ کیا۔ رعایا کی آسائش کا ڈھنگ کیا۔ اب ایک نقشہ اور بھیجا ہے کہ دو برس کی مدت میں ساگر سے آگرہ اور بمبئی تک سڑک طیار ہو۔ کنکر کا اکیجا انبار ہو۔ اور مہاراج سیندھیہ نے بھی وعدہ کیا ہے کہ ہم اپنی عملداری میں سڑک اور پل بنوائیں گے۔ اپنا نقشہ جدا دکھائیں گے۔ اور مہاراجہ ہلکر بہادر بھی مصروف درستی راہ ہیں۔ مستعد خاطر خواہ ہیں۔ اوس علاقہ میں چھ سو روپے فی میل صرف ٹھہرا ہے۔ اور ساگر سے راجگڑھ تک ہزار روپے میل کا تخمینہ ہوا ہے۔ اس واسطے اجازت گورنمنٹ کی درکار ہے۔ کہ سڑک نہ بننے میں مسافروں کو آزار ہے۔ سنا ہے کہ اہالیان گورنمنٹ نے منظور کیا ہے۔ مگر ابھی وہاں نہیں لکھا ہے۔ یقین ہے جو اس سڑک کی طیاری ہو گی۔ آیندو روند کو آرام ہوگا بہت کار برآری ہو گی۔ مفید خلائق

نقشہ طپنچے کا

اندنوں ایک نئی چیز نظر آئی ہے۔ صناع سبکدست کی جودت سے بنائی ہے۔ جس زمانے سے کہ توپ اور بندوق کا ایجاد ہوا۔ ایک سے ایک بہتر اوستاد ہوا۔ سبھوں نے اپنی اپنی صنعت جدا وضع علحدہ صورت بنا کے دکھائی۔ پہلے پتھر چڑھا ہوا سے اوڑا اس کے بعد ٹوپی پہنائی۔ اس شخص نے پتھر کو خاک میں ملایا ہوا دخل اوڑا دیا ٹوپی کو اوتار ڈالا۔ طبیعت کے زور سے نیا طرز نکالا۔ حرفوں کے حساب سے تیار ہوتا ہے نئی سیر ہے۔ ادہر حریف کا مقابلہ ہوا اودہر فیر ہے۔ اوسکی صورتیں چار ہیں۔ ذہن اور عقل دونوں بے کار ہیں۔ جس کی چار انچہ کی نلی ہے۔ سات گولیان اوسمیں آتی ہیں قیمت ساڑھے سترہ سے لکھی ہے۔ دوسری چھ انچہ آٹھ گولیاں سماتی ہیں اوسکا مول دو ہزار پچاس ہیں۔ خریدے جس کے پاس ہیں۔ اور تیسری آٹھ انچہ کی بنائی ہے۔ نو گولیوں کی سمائی ہے۔ وہ ساڑھے بائیس سے کو آئیں گی۔ غضب کا توڑ دکھائیں گی۔ چوتھی قسم ساڑھے سولہ انچہ کی بنی ہے۔ زمانے میں پارۂ الماس یا عقیق یمنی ہے۔ اکیس گولیوں کا خزانہ ہے۔ اوسکی توڑ کا ٹھور ہے نہ ٹھکانہ ہے۔ قیمت اوسکی تین ہزار دو سے پچاس ہے۔ لینے والوں سے التماس ہے۔ کہ روپیا دم نقد اور ترکیب بھرنے کی اور سر کرنے کی۔ اور جو جو اوسکی ضرورت ہوگی۔ اوسکی یہ صورت ہوگی۔ کہ جس شخص سے زر قیمت نقد پائیں گے۔ اوس وقت سب ڈھنگ بتائیں گے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شے عمدہ نادر کبھی کسی نے دیکھی نہ سنی جو شخص صاحب حوصلہ ذی مقدار ہو۔ وہ اسکا خریدار ضرور بالضرور ہو۔

ولایت

آخر جمادی الاول میں لندن سے ایک دوست کا خط آیا ہے۔ سردمہری فلک کا حال تحریر فرمایا ہے۔ کہ وہاں آج کل جاڑے کی طغیانی ہے۔ برف کی بارانی ہے۔ گھر سے باہر جاڑے کے خوف سے کوئی کم نکلتا ہے۔ آتش خانے میں ہاتھ پاؤں گلتے ہیں دم نکلتا ہے۔ وہاں سردی کی کیا کہتی ہو۔ جہاں چولہوں پر برف جمتی ہو۔ باشندے وہاں کے دن رات آگ کے اندر رہتے ہیں۔ بحر عمان کا کنارا ہے انسان نہیں سمندر رہتے ہیں۔ آفتاب ہاں حرارت تھرتھراتا ہے۔ ابر کو لحاف سمجھ کے دبکا جاتا ہے۔ وہ کوٹھی جو جناب عالیہ متعالیہ دام اقبالہا کو بہ کرایہ ہاتھ آئی ہے۔ معمار نے برف کاٹ کے بنائی ہے۔ سردی کے خوف سے آدمی گھروں سے باہر کم جاتے ہیں۔ سڑک پر پاؤں رکھتے ہی جم جاتے ہیں۔ ایسے جاڑے کی شدت ہوئی ہے۔ کہ روپے کی ماشہ بھر روئی ہے۔ اوس سے بھی سردی کم جاتی ہے۔ ابرے استر میں وہ جم جاتے ہیں۔ لندن کی سردی سے گرد برد خطۂ کشمیر ہے۔ وہ مقام کرۂ زمہریر ہے۔ لوگ آگ کو باردت میں چھپاتے ہیں۔ اس پر ٹھنڈا پاتے ہیں۔

صاحب سلطان الاخبار کا اظہار ہے۔ ناظرین کو مشاہدہ درکار ہے۔ کہ اندنوں ایک ہفتہ میں وہاں ایک ہزار اکاسی عورت اور مرد صغیر و کبیر فرد فرد بے جان ہو گئے۔ دفعتہ کے مرنے سے باقی ماندے ہراساں ہو گئے۔ اور اوسی ہفتہ میں ایک ہزار سات سے اٹھتر لڑکے لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ خدا کی قدرتیں ہویدا ہوئیں۔ حسب حال کسی اوستاد کا یہ شعر جو یاد آیا ہے۔ برجستہ سمجھ کے سنایا ہے۔ شعر: عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و سحر۔ کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے۔ دنیا کا عجیب نیرنگ ہے۔ سب کی عقل دنگ ہے۔ بے ثبات یہاں کا سب نقش و نگار ہے۔ طرفہ ہوشیاری یہ ہے کہ غفلت پر دار و مدار ہے۔ جن کی عقل سلیم ہے۔ اونکو خوف ہے نہ بیم ہے۔ اہل لندن کا اقبال یاور ہے۔ آرام چین گھر گھر ہے۔ بخت کی مدد سے سب طرح کا سامان مہیا ہے۔ بڑی چمک دمک سے نشو و نما ہے۔

اخبار ولایت کا بیان ہے۔ عقل حیران ہے۔ کہ سرحد مملکت روس سے ملا ہوا تعلقہ موگن ہے وہاں فوج جنگی شاہ روس کو بھیجنا منظور ہوا ہے۔ شاہ ایران سے اسکا مذکور ہوا ہے۔ ظاہر اس عزیمت کے دو سبب معلوم ہوتے ہیں۔ فوج کشی بگاڑ کے آثار مفہوم ہوتے ہیں۔ کہ کردستان میں عملداری قیصر روم ہے۔ یہ

سب کو معلوم ہے۔ ایک تو غیر کے علاقے میں اتنی فوج کا قیام ہوگا۔ وہاں سے عندالضرورت سلطان ایران کے پاس فوج جلد پہونچے گی دوسرا یہ کام ہوگا۔ شخص معتمد کی زبان سے یہ خبر مشہور ہے۔ کہ شراکت سلطان ایران شاہ روس کو بدل منظور ہے۔ فوج اور توپخانہ ملک ایران کی طرف مختلف راہوں سے جا چکا ہے۔ اور روپئے دینے کا ذکر مکرر آ چکا ہے۔ جو کچھ منظور ہوگا وقت طلب بالکل جائے گا۔ لڑائی میں جرأت اور نامردی کا حال کھل جائے گا۔ گو شاہ فرانس کو شاہ انگلستان سے دوستی بظاہر ہے۔ مگر شاہ ایران کی رفاقت سے کب باہر ہے۔ اس واسطے کہ ایلچی ایران نے جب عہدو پیماں شاہ انگلستان پر مہر کرنے سے انکار کیا۔ تب ایلچی شاہ فرانس نے دعوت کا اظہار کیا۔ اس بات سے ظاہر ہے کہ اتحاد بڑھانا منظور ہے۔ لگاؤ ضرور ہے۔ ان صورتوں میں سرکار انگریزی کو بہت مشکل ہوگی۔ یہ خبر سن کے فوج بھی بے دل ہوگی۔ اور شیراز کی طرف سے فوج بھیجنا جو منظور ہے۔ اس کا انجام بد ہے کہ وہ راہ مخطور ہے۔ باسباب ظاہر سامان سب بُرے نظر آتے ہیں۔ ایسی خبریں سن کے لوگ گھبراتے ہیں۔

کشف الاخبار وغیرہ۔

کارسازی جنگ ایران

سولہویں جنوری کو نواب گورنر جنرل بہادر کے پاس بڑی چمک کی لندن سے خبر آئی۔ اوس میں مصالحہ کی صورت نظر آئی۔ خلاصہ مضمون درج صحیفہ اخبار ہوتا ہے۔ ناظرین کے ملاحظے کو اظہار ہوتا ہے۔ کہ بہت جلد شیراز کی جانب سے بیس ہزار فوج جرار آزمودہ کار بھیجو۔ طہران کو تسخیر کرلو۔ کہ اندلوں وہاں برف کی کثرت ہے۔ سردی کی شدت ہے۔ ایرانی مقابلے سے مجبور ہیں۔ ہاتھ پاؤں گلتے ہیں لڑنے سے معذور ہیں۔ اس صورت میں یقین ہے طہران پر قبضہ ہو جائے۔ مطلب برآئے۔ اگر اس دباؤ پر مصالحہ منظور کریں۔ تو موقوف فتور کریں۔ مگر یہ شرطیں تحریر ہو جائیں۔ کہ پھر کسی طرح کے خلاف امر ظہور میں نہ آئیں۔ پہلی شرط یہ کہ شاہ کجکلاہ ایران کوئی امر خلاف سرکار انگریزی کی طمع نہ کریں۔ بدنامی اور الزام کے درپے نہ رہیں۔ دوسری یہ کہ جو لشکر کشی سے ہرات میں نقصان ہوا ہے اوسکا عوض دیں۔ سرکار کمپنی کو راضی کریں۔ تیسری یہ کہ ایک اقرار نامہ بقید ضمانت لکھا جائے۔ کہ پھر ہنگامہ آرائی کا نام زبان پر نہ آئے۔ اور اخبار ٹائمس کی تحریر ہے کہ بوشہر میں اب تک امن وامان ہے۔ مگر ایک معرکے کا گمان ہے۔ فوج انگریزی شہر سے دو میل آگے اس انداز سے مقیم ہے۔ کسی طرح کا ہراس ہے نہ خوف غنیم ہے۔ کہ داہنی طرف تیسری رجمنٹ سواروں کی مع ترپ ۳ اور توپخانہ گھوڑوں کا اور ۶۴ رجمنٹ شاہی اور توپخانہ گوروں کا۔ اور بائیں جانب دوسری پلٹن بلوچ اور رفل اور پونا کے سوار ہیں قلب میں ذخیرہ وغیرہ سامان جنگ طیار ہیں۔ اور بیسویں رجمنٹ ہندوستانی قلعہ کی نگہبانی کو مقرر ہے۔ اور بازار بہت آراستہ ہموار برابر ہے۔ تین توپیں بازار سے آگے سر راہ ہیں۔ اس قرینے سے سب آگاہ ہیں۔ اور دہلی گزٹ مطبوعہ ۲۹ سے جو مفہوم ہوا۔ بے کم وکاست مرقوم ہوا۔ کہ فوج جرار ایران آمادۂ کارزار ایک مقام پر جمع ہوتی جاتی ہے۔ دیکھئے کیا حرار الاتی ہیں۔ صاحب اخبار کا بیان ہے کہ ہنوز فوج ایران بوشہر سے بیس میل ہے۔ خدا جانے کیا پیچ ہے جو اتنی ڈھیل ہے۔ بالفعل فوج انگریزی نے اسباب قلعہ اور ذخیرہ لوٹا مگر وہ لوگ برسر مقابلہ نہ آئے۔ قدم آگے نہ بڑھائے۔ بوشہر میں بدنظمی حد سے زیادہ ہے۔ ہر شخص فساد کا آمادہ ہے۔ دو سنتری انگریزی کسی کام کو گئے تھے ایرانیوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے۔ خاک ہوئے۔ ۲۹ / جنوری کو بمبئی سے بذریعہ ٹیلی گراف دہلی گزٹ میں یہ خبر آئی ہے۔ وہاں سے شہرت پائی ہے۔ کہ ۱۷ / جنوری کو فیروز نامی آگبوٹ بوشہر سے چلا ۲۸ کو بمبئی میں آیا۔ اوس نے یہ مضمون سنایا۔ کہ مقام برازیون میں کہ بوشہر سے چھبیس ۲۶ میل ہے ایک دستہ ایران کا۔ بڑے شکوہ وشان کا۔ دفعتہً آیا سدّ راہِ افواج انگریزی ہوا۔ مستعد فتنہ انگیزی ہوا۔ وہاں سپاہ انگریزی متحیر اور پریشان ہے۔ رسد کی کمی سے حیران ہے۔ اگر اون دلاوروں کو کمک پہونچے گی تو فوج انگریزی کا بُرا حال ہوگا۔ دیکھئے کیا مآل ہوگا۔ اور اخبار سندھ کی تحریر ہے۔ دلاوری کی تقریر ہے۔ کہ سپاہ شاہ ایران جوق جوق یلغار چلی آتی ہے۔ میدان میں پرے جماتی ہے۔ مدبران کارزار کہیں سرنگ کا رنگ جماتے ہیں۔ کسی مقام کو ہموار کرکے باروت بچھاتے ہیں۔ یقین ہے اب معرکہ کارزار گرم ہو۔ دامن میدان خون سے افشاں ہو وہ رزم ہو۔

دہلی

صاحب نور مغربی کی جو تقریر ہے۔ اوسکی تفسیر ہے۔ کہ اندنوں بارش کے باعث سردی کی شدت ہے ہرایک کانپتا ہے۔ خورشید بایں حرارت تھرتھراتا ہے۔ ابر کی لئی میں منہ ڈہانپتا ہے۔ ۳۰ جنوری کو بیس آدمی جوے کی علت میں گرفتار ہوئے۔ وقت استفسار سب کی زبان سے اقرار ہوئے۔ چار آدمی جو کوٹھے سے بخوف آبرو کودے پاؤں میں ضرب آئی۔ بھاگنے سے مجبور ہوئے۔ قید بدستور ہوئے۔ مگر اسپتال میں بھیجدیا ہے۔ دیکھئے اب حاکم کیا سزا دیتا ہے۔ اس اعمال بد کی جزا کیا دیتا ہے۔

افغانستان

تقریر صاحب مطبع لاہور ہے۔ دانشمندوں کو مقام غور ہے۔ کہ بالفعل سپہ سالار ایران نے حاکم توران کو پیام بھیجا ہے۔ دلیرانہ یہ مضمون لکھا ہے۔ مناسب وقت ہے کہ تم شاہ کجکلاہ ایرن کی اطاعت میں سرگرم ہو۔ خلاف مزاج کوئی امر نہ کرو۔ اگر بالعکس کسی بات کا ظہور ہوگا۔ تو یقین جانو بڑا فتور ہوگا۔ مصلحتاً تم کو اس بات سے آگاہ کیا ہے۔ معاملہ روبراہ کیا ہے۔ چاہئے کہ ایک عرضی شہنشاہ ایران کے حضور میں روانہ کرو۔ عزم دلیرانہ کرو۔ اور اگر غفلت کی راہ سے سرتابی میں کد کرو گے۔ اپنی خانہ خرابی از حد کرو گے۔ دلاوران خنجر گذار بطور یلغار توران کی طرف باگیں اوٹھائیں گے۔ تمہارا ملک و ملک گھوڑوں کی ٹاپوں سے خاک میں ملائیں گے۔ پھر عذر قبول نہ ہوگا۔ خجالت کے سوا کچھ حصول نہ ہوگا۔ اندنوں برف کے باعث راہ مسدود ہے۔ نہیں تو فوج ظفر موج تاراجی کو موجود ہے۔ ہرات کی طرح توران کی بربادی ہوجائے گی۔ ویران سب آبادی ہوجائے گی۔ اب موسم اعتدال پر آتا ہے۔ برف کے پہنے کا سامان نظر آتا ہے۔ یلان خنجر گذار دلاوران خونخوار اون ملکوں کے تخت وتاراج کو جن کا لینا ضرور ہے بجناح استعجال جائیں گے۔ مخالفین کو دام اجل میں گرفتار کرلائیں گے۔ تمہارے حال پر ترحم کرکے اطلاع کی کہ مقابلے میں سوا نقصان کے فائدہ نہیں۔ اولوالعزمی ہمسری دانشمندوں کا قاعدہ نہیں۔ بندہائے خدا کی مفت جان برباد ہوگی۔ ہماری تلوار کے برش کیا تم کو نہ یاد ہوگی۔ کہ جب گھمسان ہوتے ہیں۔ شہر جنگل کی صورت ویران ہوتے ہیں۔ اور تحریر کابل سے نقل ہے۔ کالاصل ہے۔ کہ اندنوں امیر دوست محمد خان بہادر کے عزیزوں میں نئی واردات ہوئی۔ معلوم نہ ہوا کہ ایسی کیا بات ہوئی۔ شرح اوس کی طول ہے۔ عبارت آرائی فضول ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ شیر علی خان عرف شیر خان اور محمد امین خان سردار محمد اکبر خان مرحوم کی بیٹے آپس مین بر سر تکرار ہوئے۔ آمادۂ کارزار ہوئے۔ جب اکبر خان کی بی بی کو خبر ہوئی۔ دونوں کو سمجھایا لڑائی سے درگذر ہوئی۔ دونوں ماں کی اطاعت سے مجبور ہوئے۔ معترف بقصور ہوئے۔ مگر شدنی امر بہر طور ہوتا ہے۔ فی الفور ہوتا ہے۔ تقریر کو کچھ طول ہوا۔ عذر فضول ہوا۔ شیر خان نے بندوق چھتیا کے محمد امین خان پر سر کی۔ حیات باقی تھی نشانے سے سرکی۔ محمد شریف خان نے جب یہ زیادتی دیکھی غصہ سے لال ہوا۔ تلوار کھینچ کر مستعد قتال ہوا۔ گھر کا قصہ تھا عورتیں بیچ میں آئیں۔ فساد کی صورتیں مٹائیں۔ دیکھا بھالی کو یہ سیر ہوئی۔ مگر جان کی خیر ہوئی۔ مصرع: رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔

قندھار

ایک خط مورخہ ۸ جنوری آیا۔ اوس میں یہ مضمون پایا۔ کہ سردار غلام حیدر خان نے امیر دوست محمد خان بہادر کو خط لکھا ہے۔ اپنے عزم سے آگاہ کیا ہے۔ کہ بالفعل یہاں بدنظمی حد سے زیادہ ہے۔ تدبیر سب برباد ہے۔ خوانین قندھار سرتابی کرتے ہیں۔ شاہ کجکلاہ ایران کی نوکری پر مرتے ہیں۔ طرہ یہ ہے کہ اہل لشکر بظاہر گرانی غلہ سے بددل ہیں۔ باطن میں شاہ ایران کی جانب مائل ہیں۔ مناسب ہے کہ اور کوئی اس عہدے پر سرفراز ہو۔ جو زیادہ جانباز ہو۔ بالفعل

میرا تو خدا کی طرف میلان ہے۔ مکہ معظمہ جانے کا سامان ہے۔ عزم ہے کہ بقیہ زندگانی خدا کے گھر میں بسر کروں۔ موقوف شہر و شر کروں۔ دو دن کی زندگی بیکار نہ کھوئے۔ مرنے کے بعد تو آرام سے سوئیے۔ آپ کو قندھار کی مملکت کا اختیار ہے۔ بندہ اس کام سے دست بردار ہے۔ وما علینا الی البلاغ ہے۔ زیادہ سمع خراشی کا کسے دماغ ہے۔

پنجاب

صاحب فرنڈ اف انڈیا کا بیان ہے۔ نیرنگی عالم کی داستان ہے۔ کہ اوس مملکت میں ہنڈور نام کا ایک مقام ہے۔ زبان زد خاص و عام ہے۔ وہاں کے رئیس کا خانہ امید بے چراغ تھا۔ بسان ماہ اوسکے دل میں داغ تھا۔ اسی حسرت میں دفعتہً مر گیا۔ دنیائے دنی سے بصد افسوس گذر گیا۔ کارپردازان سرکار کمپنی کہ اسی دن کے امیدوار رہتے ہیں۔ ایسی خیر خواہیوں سے مورد لطف سرکار رہتے ہیں۔ جب کسی رئیس لاولد کا انتقال ہوا۔ فوراً ریاست کا اسکے اور ورثہ سے انتقال ہوا۔ انکو اس خبر رسانی کا صلہ ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اوروں کو بھی حوصلہ ہوتا ہے۔ ایک ساعت میں شہر کا رنگ بدل گیا۔ سننے والوں کا کلیجہ دہل گیا۔ کسی کو خوشی کسی کو غم ہوا۔ شرفا کو بیکاری ہوئی یہ ستم ہوا۔ انتظام انگریزی کا وقت برمحل آیا۔ بہتوں کے روزگار میں خلل آیا۔ مگر شدنی سے کیا چارا ہے۔ تمام عالم اس سے ہارا ہے۔

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکرِ حق کز نامہِ اخبارِنو یافت جانِ تازہ جسمِ لکھنؤ
گنج گوہر ہائے معنی اندروست چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ
عنوان صحیفہ حمدِ حق ہے زیبائش اوّل ورق ہے
پھر نعت ہے سیدالبشر کی جس نے سچی ہمیں خبردی

نمبر ۳۱ ۲۴ شہر جمادی الآخر ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۲۰ ماہ فروری ۱۸۵۷ عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تابمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ ر روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زرِ مرقوم آئے گا انشاءاللہ تعالیٰ بروز معہود بلاتوقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زرِ قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است
مصرعہ تاریخ آغازش عنایت زد رقم گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنؤ است

۱۲۷۳

لکھنؤ

یکشنبے کو سات ضرب توپ آہنی نو چھکڑوں پر بار لکھنؤ میں آئیں۔ بیلی گارد کی سامنے ٹھہرائیں۔ صاحب چیف کمشنر بہادر کی آمد تھی۔ سلامی کی خوشامد تھی۔ سنا ہے کہ لال مادھو تعلقدار گڑہ امیٹھی والے کا مال تھا۔ صاحب چیف کمشنر بہادر لے آئے زبردست اِنکا اقبال تھا۔ دوسرے دن صاحب چیف کمشنر بہادر دَورے سے تشریف لائے کمشنر میجر بنکس صاحب اور مارٹین صاحب ڈپٹی کمشنر بھی ہمراہ آئے۔ دو دن قیام کیا پھر دَورے کو روانہ ہوئے متوقف ذرا نہ ہوے۔ پہلے توپیں ملاحظہ کیں۔ میگزین سرکاری میں بھیجدیں۔ وہانکا حال لائق ملال ہے۔ کارپردازونکا یہ حال ہے۔ کہ سارجن ہر روز چھانٹ چھانٹ کے برنجی اور آہنی توپیں باروت سے توڑتا ہے۔ کسیکو ثابت نہیں چھوڑتا ہے۔ ہزارونکا نقصان سر دست ہوتا ہے۔ نیا یہ بندوبست ہوتا ہے۔ اسطرح کے اور امور ہیں۔ باعثِ فتور ہیں۔ پلٹن گھنگھور کے کچھ لوگ مرزا اسکندر حشمت بہادر کی ڈیوڑھی پر نوکری کرتے تھے۔ انتزاعِ سلطنت کے بعد بھی حسب دستور اطاعت کا دم بھرتے تھے۔ برس دن تک قرض لیکر اوقات گزاری کی۔ نوکری سرکاری کی۔ جب قرض بھی نملا مجبور ناچار ہوے۔ فاقہ کشی میں گرفتار ہوے۔ تنگ ہوکے عرض حال کیا۔ اظہار رنج وملال کیا۔ محل خاص جرنیل صاحب بہادر نے صحۃ الدولہ بہادر کو آگاہ کیا۔ ان لوگوں کو قتل بیگناہ کیا۔ بہادر ممدوح نے کارنیگی صاحب بہادر کو خط لکھا کہ یہ لوگ مستعدِ فساد ہیں۔ حقوقِ پرورش سب برباد ہیں۔ نام انکا خارج فہرست سرکار ہے

ڈیوڑہی پر رہنا انکا بیکار ہے۔ ہماری بات مانتے نہیں۔ حاکم کسیکو جانتے نہیں۔ اسواسطے آپ کو یہ حال سنایا ہے۔ کہ انسے یہ امر ظہور میں آیا ہے۔ تدبیر ان کی پر ضرور ہے۔ انکی نیت میں فتور ہے۔ اسپر سرکار سے حکم ہوا کہ ڈیوڑہی سے اوٹھ جاؤ۔ کہیں اور بستر جماؤ۔ چنانچہ وہ بیچارے ہتھیار رکھ رکھ کے چلے جاتے ہیں۔ فلک کے نئے نئے رنگ نظر آتے ہیں۔ ابتدائے عملداری سرکار کمپنی میں تین ترپ توپ خانے کے نوکر ہوے تھے چہاونی منڈیاؤں میں قواعد سیکھنے پر مقرر ہوے تھے پہلا ترپ جگد یسپور کیطرف راہی ہوا۔ تحریر بہرآ گاہی ہوا۔ ۱۵ فروری کو ایک عیار نے طرفہ اندہیر کیا۔ خدا کے گھر میں ہت پھیر کیا۔ رات کو ایک مسجد میں آیا چارطرف ڈہونڈہا کچھ نہ پایا۔ جھلا کر ایک طالب علم بیچارے اس مسجد میں رہتے تھے۔ مدت سے جور فقر و فاقہ سہتے تھے۔ دو تین گد کی انگونگا کے رزائے اوتاری وہ گریبان گیر ہوا۔ اسنے کم زور پاکے اسے دے مارا اور رَو میں وہ شریر ہوا۔ طالب علم نے غل مچایا۔ چوکیدار دوڑا پکڑ کے تہانے پر لایا۔ تہانہ دار نے استفسار کیا۔ اوس ڈہیٹ نے بیجا اظہار کیا۔ کہ ہم ہمیشہ ایسے ہی کام کیا کرتے ہیں۔ کپڑے لتے اوتر والیا کرتے ہیں۔ پلٹن نادری ملازم انگریزی ہیں اسمیں نوکر ہیں اسی سے نڈر ہیں۔ تھانہ دار نے کمانیر کے پاس بھجوایا۔ وہاں سے یہ جواب پایا۔ کہ یہ پلٹن میں ملازم نہیں نوکر سرکاری نہیں۔ سعی ہماری نہیں۔ تھانہ دار نے اوس عیار پر چور کا گمان کیا۔ کچہری میں چالان کیا۔ جب وہاں روبکاری ہوئی صاف صاف اظہار کیا۔ چوری کا اقرار کیا۔ صاحب بہادر نے برس دن کی میعاد کی۔ سزائے بیداد کی۔ عجب نامساعدت زمانہ ہے۔ اندہاد ہند کا کارخانہ ہے۔ تیر جفا دزات قوس قزح سے چھوٹتا ہے۔ تو دے کیطرح بیگنا ہونکا سینہ ٹوٹتا ہے۔ ایکدن پہر رات گئے سردار خان جناب عالیہ متعالیہ کا تحویلدار ساٹھ ہزار کا نوٹ لیے جاتا تھا گولہ گنج میں پونچ کر معلوم ہوا کہ نوٹ کہیں گر گیا۔ وہ اولٹا پھر گیا۔ بہت تلاش کی پتا نملا۔ نشان ذرا نملا۔ آخر مسٹر ویمس صاحب اکسترا اسسٹنٹ سے اظہار کیا۔ اپنی نادانی کا اقرار کیا صاحب نے حسب دستور ایک اشتہار جاری کیا سکو تلاش کا لالچ دیا۔ نقل اوسکی درج صحیفہ اخبار ہے ناظرین کی ملاحظے کو طیار ہے۔

اشتہار محکمہ کلکٹری باجلاس مسٹر فریدرک سیت کلر ویمس صاحب بہادر اکسترا اسسٹنٹ کمشنر

آج عرضی ذاکر علی مختار نواب افسر بہو صاحبہ اس مضمون سے کہ قطعہ نوٹ تعدادی ساٹھ ہزار موسومہ نواب افسر بہو صاحبہ کا کہ مہر سے پر ہو گیا تھا بعد ثبت مہر کی قریب یکپاس شب گذشتہ حوالہ سردار خان تحویلدار ناظر الدولہ محمد جواہر علی خان بہادر خواجہ سرا سرکار نواب ملکہ کشور صاحبہ کر کے عالیہ منزل سے مع تحویلدار مذکور اپنے مکان واقع گولہ گنج کو جاتا تھا اثنائے راہ میں کاغذ نوٹ مذکور گر تحویلدار مذکور سے گر پڑا ملاحظے میں گزر کر حسب درخواست سائل یہ اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ جو کوئی نوٹ مذکور کو تلاش کر کے حاضر عدالت ہو کر نوٹ مذکور داخل کرے تو سو روپیا انعام پاویگا فقط و تبدیلی ولینا سود اس نوٹ کا کلکتے سے بند ہے۔ مرقوم ۱۷ فروری ۱۸۵۷ عیسوی

جنوری کی ۱۸ تاریخ میجر بنکس صاحب کمشنر قسمت لکھنؤ کے کچہری کا خزانچی صندوق جو اپنا کھولنے لگا۔ روپیہ ٹٹولنے لگا۔ ایک ہزار آٹھ روپے نو آنے کمشنر صاحب بہادر کی تنخواہ کے اسمیں بند تھے۔ کچہری میں صندوق تھا چوکی پہرے چند در چند تھے۔ یہ معاملہ عجائب ہوا۔ صندوق توڑا نہیں توڑا غائب ہوا۔ مجبورنا چار کمشنر بہادر سے یہ ماجرا بیان کیا۔ وہ جھوٹا سمجھے کچھ نہ دہیان کیا۔ روپیا اپنا طلب کیا خزانچی نے گھر گردر کھکے ادا سب کیا۔ عرصہ ہوا کہ امین الدولہ نواب امداد حسین خان بہادر کو بگھی پر سے عین سواری میں وزارت کی کارگزاری میں۔ چار شخصوں نے اوتار لیا تھا۔ لکھنؤ سے شہر میں معرکہ مار لیا تھا۔ اونمیں شیخ فضل علی بڑا اجرار تھا۔ من چلونکا یادگار تھا۔ جھلطانی سے بزور شمشیر وہ نکلا اور کسی راجہ کو نکال لیگیا۔ اسکے بعد لکھنؤ کی گرد نواح سے بہت کچھ اسباب اور مال لیگیا۔ اندنوں انگریزی جو ٹھاٹ ہے۔ شیر اور بکری کا ایک گھاٹ ہے۔ اسی عملداری میں تلسی پور کے ضلع میں بدہنی کے تہانے پر آیا۔ لوٹنے کو ہاتھ بڑہایا۔ برقندازوں سے تلوار چلی۔ برچھیوں کی بوچھار چلی۔ مگر اسنے دس بارہ برقندازونکو جان سے مارا۔ تھانہ دار کو بہت اوسان سے مارا۔ پھر اپنی

راہ لی۔ خدا جانے کہاں پناہ لی۔ بہادر سنگھ نامی برقنداز ومیں نوکر تھا۔ دولت گنج کے تھانے پر بستر تھا۔ تنکی دھوبن اکثر ہاتھ منہ دھو بن سنور کر۔ اپنے دانست میں بنکمر کر۔ اوس راہ سے آتی جاتی تھی۔ ایدھراودھر آنکھ لڑاتی تھی۔ آخر اسکو پٹرا کیا نقشہ جمالیا ایسی چاٹ دلادی عاشق بنالیا۔ کئی مہینے خوب مزے سے بسر ہوئے۔ کسی کو نہ خبر ہوئی۔ جب کثرت سے ہت پھیر ہوئی۔ طبیعت اس سے سیر ہوئی۔ مرد کو تو فکر معاش رہتی تھی۔ رنڈی کو دوسرے کی تلاش رہتی تھی۔ سچ ہے جسدم رنڈی کی شہوت جوش میں آتی ہے۔ ناک منہ پر ہو تو بھی گوہ کھاتی ہے۔ بہادر سنگھ کو شکست ہوئی اس سے طبیعت اسکی ہٹ گئی۔ حرام زادی حلال خور سی لپٹ گئی۔ اسکو قوم کا مہتر بھی۔ پہلے سے بہتر سمجھی۔ جدید لذیز ہے۔ سبکو عزیز ہے۔ نیا یار کمانے لگا یہ کھانے لگی۔ پُرانے کو بتّا بتانے لگی۔ لیکن رنڈی کی عقل کیا طبیعت کی گندی سے اور مرد کی ہنداتندی سے بھید ظاہر ہوگیا۔ بہادر سنگھ نام تھا سنتے ہی جامے سے باہر ہوگیا۔ وہ جویائے سراغ جملا کے اوس کہپاٹ کا ہوا۔ دربدر پھرنے لگا گھر کا ہوا نہ گھاٹ کا ہوا۔ لیکن رنڈی تو اوسکی پنجے میں پھنسی تھی قسمیں کہانے لگی۔ اور طبیعت بھی میل کرتی تھی چھپانے لگی۔ قضای کارا یکدن دونو کو نالی میں جاتے دیکھا۔ چپکے چپکے باتیں بناتے دیکھا۔ پسلی پھڑکی سمجھا یہ رقیب ہے۔ اور وہ بدنصیب ہے۔ رنڈی دیکھتی ہی سابون سے تار کی طرح نکل چلی اور حلال خور بھی بھاگا۔ برقنداز غصّے میں مبہوت ہو کے پیچھے لگا۔ دھوبن کے قریب پونچکر تمر مارا۔ برسر رہگذر مارا۔ تین تمر مارے زخمی سراسر کیا۔ شست وشو کام نہ آئی لہو میں ترُبتر کیا۔ وہ تو زمین پر گری۔ اسکی باگ حلال خور کیطرف پھری۔ وہ بھاگ کر تھانے میں جھاڑ و دینے کو آیا۔ اپنی دانست میں پناہ لینے کو آیا۔ برقنداز ڈہونڈتا تھانے کیطرف آیا۔ مخالف کو جھاڑ و دیتے پایا۔ ایک تو غصہ دوسرے سپاہی اوسکا خاک رعب نہوا۔ اور کوئی مانع زدوکوب نہوا۔ ایک ہاتھ سردست اوپر بھی جڑا۔ مگر اوچھا پڑا۔ وہ چلا کے تھانے کے اندر آیا۔ شور غل مچایا۔ وہانکی تھانہ دار نظر محمد خان نام ہے لیکن بڑے دلیر ہیں۔ بیشۂ جرأت میں شیر ہیں۔ اگر آواز سنکے ٹال جاتے یا سیڑھی سے اوترنے کی راہ نکالتے تو قانون کی راہ سے قصور نہوتا۔ بہادری میں فتور نہوتا۔ مگر سبحان اللہ وبحمدہ نری جرات وہمت انسے کہتے ہیں۔ دلاور اتنے جھجک کب سہتے ہیں۔ فوراً جیسے بجلی گرتی ہے کوٹھی سے سیم کود کر آئے اور رعد کیطرح ڈانٹا تلوار کے منہ پر آئے۔ سردست مع تمر اوس ابتر کا ہاتھ مڑ ورا۔ بے مشکیں باندھے خالی نچھوڑا۔ انصاف کا مقام ہے یہ کام لائق انعام ہے۔ من چلو نکے سوا ہتیار بند کے روبرو پہنا آنہیں سکتا۔ آنکھ ملا نہیں سکتا۔ سرکار انگریزی مشہور ہے کہ بڑی قدر دان ہے۔ انکا عوض نہو کیا امکان ہے۔ القصہ جب اوسکو گرفتار کیا۔ تو زخمیو نکو ڈاکٹر کے پاس بھیجدیا۔ قاتل صاحب منتظم شہر کی کچہری میں آیا اظہار ہونے لگا۔ مقدمے کا استفسار ہونے لگا۔ دوسرے دن تنکی یار کی جان کو کلپتی جہنم واصل ہوئی۔ دوزخ میں داخل ہوئی۔ مگر وہ بھنگی زخمونسے جُور جان کنی میں سسکتا ہے کنگ ہے۔ ابھی تک وہ بے جنگ ہے۔ مقدمہ دورے میں سپرد ہے حلال خور جو یکسو ہو۔ تو قاتل کو سزا ملے مشہور کو بکو ہو۔

ولایت

ایک دوست نے لندن سے خط بھجوایا ہے۔ اسمیں یہ ماجرا نظر آیا ہے۔ کہ حکمنامہ حضرت سلطان عالم خلد اللہ ملکہ کا جرنیل صاحب بہادر اور مرزا ولیعہد بہادر کے نام وارد ہوا۔ کہ یہ معاملہ ہماری فہمایش کی ضد ہوا۔ میجر برڈ صاحب اور مولوی مسیح الدین خان ریاست کی مشورے سے باہر ہوئے۔ اس حقیقت سے ہم ماہر ہوئے۔ غیر اس گفتگو میں دخیل ہوئے۔ ہادی تکمیل ہوئے۔ ہمکو اسکا بہت ملال ہوا۔ کیا کیا احتمال ہوا۔ گذشتہ را صلواۃ یہ خیال دزات رہے کہ دوسرے کا دخل اسمیں نہونے پائے۔ انہیں کی رائے سے یہ کام بنجائے۔ چنانچہ بعد ملاخطہ حکمنامہ غماز ونکی گرم بازاری سرد ہوئی۔ مصاحبت گرد برد ہوئی۔ میجر برڈ صاحب اور مولوی مسیح الدین خان کو پھر اختیار ہوا۔ انکی رائے پر دار و مدار ہوا۔ بلکہ اسی عرصے میں چرمن اور ڈپٹی چرمن کمپنی نے معرفت مسٹر گپی صاحب کے انہیں دونوں مختار ونکو بلایا۔ اور دم گفتگو یہ کلمہ زبان پر آیا۔ کہ سخت عجب ہے یہ شاہزادے لندن میں تشریف لائے۔ باوجود اتحاد سرکار کمپنی ملاقات کو نہ آئے۔ انہوں نے جواب دیا راست ہے۔ بی کم وکاست ہے۔ لیکن عجب کیا غضب ہے کہ یہ والا دودمان ایزائے سفر اوٹھا کے اس شہر میں مسافرانہ آ کے مقیم ہوئے۔ سفرِ دور ودراز کی صعوبت اوٹھائی متحمل بارِ عظیم ہوئے۔ باوجود دعوی دوستی سرکار کمپنی نے مسافر نوازی نہ کی۔ مطلق چارہ

سازی کی۔ اگر محتاج اجنبی بھی کسی کے گھر جاتا ہے وہ شرط مروت بجالاتا ہے۔ اُنکی حال سے غفلت نیوشی۔ صبر بیجا چشم پوشی۔ خوش حوصلونکا شعار نہیں۔ یہ کسی اور سے کچھ امیدوار نہیں القصہ محجوب ہوے بات کو ٹال دیا۔ یہ جواب فی الحال دیا۔ کہ جنے بادشاہ کے مقدمے میں فیصلہ لکھا ہے وہ کلکتے روانہ ہوگا۔ یہ بولے ہم یہاں موجود ہیں وہ بیجا نہ ہوگا۔ پادشاہ ہماری بے رضا شہزادونکے کوئی کام نکریں گے اس وادی میں قدم زنہار نہ دھریں گے۔ بی اطلاع ہمارے جلدی کو کام نفرمایئگا۔ نہیں تو دھوکا پایئگا۔ اس گفتگو کی بعد خلاصہ تقریر معلوم ہوا کہ عہد نامہ جدید میں بارہ لاکھ روپے ضمن حیات مقرر کی تھی۔ اب بنظر مشقت اور صعوبت سفر یہ نسلاً بعد نسلٍ بطناً بعد بطنٍ ہو جایئنگے۔ اور اس سے علاوہ پانچ لاکھ کی جاگیر اور پایئنگے۔ زیادہ طول میں کچھ حصول نہیں۔ یہ تقریر ہو ہو بے فضول نہیں۔ ۲۰ر جمادی الآخر کو اور ایک خط لندن سے آیا ہے۔ اوسنے مژدہ سنایا ہے۔ کہ ملکہ معظمہ انگلستان رونق بخش سریر سلطنت ہوئیں۔ سرگرم امورِ مملکت ہوئیں۔ ہفتے کے بعد جناب عالیہ متعالیہ دام اقبالہا کی ملاقات ہوگی زبانی گفتگو ہوگی تو عجب بات ہوگی۔ اور جو جو سرکردہ حکام ہیں۔ وہ مرزا ولیعہد بہادر اور جرنیل صاحب بہادر سے رام ہیں۔ سب کار برآری پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ دلجمعی کے کلام زبان پر لاتے ہیں۔ یقین ہے کہ عروس مدعا چہرے سے نقاب اوٹھائے۔ تمنای دلی کی صورت بہت جلد نظر آئے۔

صاحب گلشنِ نو بہار کی تحریر سے یہ خبر سُننے میں آئی ہے۔ یکقلم گلریزی کی ہے نئی خبری جتائی ہے۔ کہ بالفعل نواب یار محمد خان بہادر والی خیر پور سندہ کا بالفعل ارادہ قصد معاودت ہے۔ حسب اجازت صاحبان گورنمنٹ وطن میں آنے کی نیت ہے۔ یقین ہے کہ قریب بجناح استعجال خوش بشاش تشریف لائیں۔ مملکتِ ویران کو قدوم میمنت لزوم سے بسائیں۔ اہلِ شہر کا دل شاد ہو۔ بندِ غم سے ہر ایک آزاد ہو۔

بیان صاحب انگلشمین انگریزی کا ہے۔ مذکور عقلمندونکی عقل کی تیزی کا ہے۔ کہ اندنون لندن کی چٹھیوں سے آشکار ہوتا ہے۔ کہ مقدمہ اودہ کار وبکار ہوتا ہے۔ حکام کورٹ آف ڈائرکٹرز کی تجویز ہے کہ قیام ریاست روسای ہند کا موجب فساد ہوتا ہے۔ انتظام سب برباد ہوتا ہے اور انتزاع میں بدنامی ہوتی ہے عہد وپیمان کے مضبوطی کھوتی ہے۔ اسواسطے اس تجویز کا اظہار ہے۔ حکم سرکار ہے۔ کہ بالفعل جو رئیس ہندوستان مسند نشین ہو۔ کسی ملک کسی ضلع میں کہیں ہو تا زیست اوسکے واسطے قیام رہے۔ رعایا پروری پر مصروف صبح وشام رہے۔ جب دنیا سے اوسکا انتقال ہو تو سلطنت بھی منتقل ہو۔ یہ تحریر ہو جائے اور مسل میں شامل ہو۔ کہ باسباب ظاہر سرکار کی جانب الزام نہو۔ اپنا کام بخوبی نکلے نام بدنام نہو۔

بوشہر

۱۷ر جنوری کو فیروز نامی آگبوٹ کئی جہازوں کے ساتھ بندر بوشہر سے روانہ ہوا۔ ۲۸ کو بندر بمبئی میں آیا۔ اوس سے اس خبر نے شہرہ پایا۔ کہ وہاں جاڑے کی شدت ہے برف کی کثرت ہے۔ اس وجہ سے آتشِ جنگ وجدال سرد ہے۔ مانع خونریزی برد ہے۔ ہاتھ قبضوں میں جمے ہیں۔ تلوار میان میں جمے ہے۔ تمازت آفتاب تک لڑائی تھمی ہے۔ ہر ایک سردی سے کانپتا ہے۔ گھوڑونکو جھوکا ہے تھر تھرا کے ہانپتا ہے۔ اگر برف کی بارش کا یہی حال ہے۔ تو ملک الموت کا اپنی جگہ سے ہلنا محال ہے۔ بوشہر سے ۲۶ میل پر برزگم ایک مقام ہے۔ وہاں فوج ایرانی کا قیام ہے۔ دلاورانِ جنگ جو ہتھیاروں سے لیس ہیں سامانِ جنگ طیار ہے۔ حکم ثانی کا ہر دم انتظار ہے۔ ادہر فوج انگریزی بھی جی لڑا کے مقابلے میں جمی ہے۔ مگر فاقوں مرتے ہیں رسد کی کمی ہے کارپردازانِ انگریزی اوس نواح میں غلہ بہم پوہچانے کی فکر کرتے ہیں۔ مگر باشندے وہانکے کچا کھا جانیکی فکر کرتے ہیں۔ بظاہر وہاں کے لوگوں سے ایک دانا ہاتھ آنا محال ہے۔ نادانیانِ فرنگ کی نادانی ہے جو ایسی دانہ زدوں سے اسکا خیال ہے۔

طہران

نامہ نگاران دار الخلافہ طہران شبدیز خامہ کو میدانِ بیان میں گرم عنان کرتے ہیں۔ دلاوری کا حال یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ قلمرو ایران میں

شہر استرا باد ہے قوم جموت وہاں کی رہنے والی ہے۔ بارہا ایرانیوں نے سر میدان اونکی جرات دیکھی بھالی ہے۔ ان لوگوں نے بڑی غیرت سے شاہ ایران کی رفاقت کو ہتھیار سنبھالے ہیں۔ بقول مشہور پیٹ ہے پاؤں نکالے ہیں۔ مولی خان وغیرہ سردار ذی وقار فوج بیشمار سے حاکم استرا باد کے پاس آ پہنچے۔ خیر خواہی سے جانفشانی کی کلمے زبان پر لائے۔ کہ ہمارے پادشاہ سلیمان جاہ کے مقابلے کو کسی غنیم نے بیخوف وبیم فوج کشی کی ہے۔ ملک لینے کو جان دینے کو اوہر کی راہ لی ہے۔ اسواسطے ہم مع سامانِ جنگ حاضر ہوئے تر قیخواہ شاہ کجکلاہ ہیں۔ رئیس ہمارے اور قوم میں جتنے جرار ہیں سب ہمراہ ہیں گو شمار میں اسوقت پانچہزار ہیں۔ مگر سبکے سب رستم واسفندیار ہیں۔ سامانِ جنگ جسقدر ہے سب درست ہے دم گیرودار ہر شخص چالاک اور چست ہے۔ جسدم ہمرم قتلِ غنیم یہ نبرد آزما باگیں اوٹھائیں گے۔ ترکی تمام ہوگی تازی آفت کا سامنا ہوگا پرے خالی صحرا لاشوں سے بھر جائینگے۔ اگر سرکار کو ہمارے صرف کا خیال ہوگا۔ تو باقبالِ شاہ بہت کچھ موجود ہے کبھی نہ سوال ہوگا۔ فقط اذن وغا سلطان قلعہ گیر سے درکار ہے۔ پھر ہم ہیں اور عدو ہے میدانِ کارزار ہے۔ آپ بھی دیکھ لیں گے کہ کیسی آن بان ہے [1]۔ یہ گو یہ میدان ہے۔ سردار ذی وقار نے تقریر دلیرانہ کشادہ پیشانی سے آنا دیکھ سنکے تحسین کو آفرین لے لوگونکی بڑی عزت وتوقیر کر کے یہ بات ذہن نشین کی کہ ہمارے پادشاہ حق آگاہ کو ناحق بندہ ہائی خدا کا خون بہانا منظور نہیں ورنہ جرات ذاتی سے کسی امر میں مجبور نہیں۔ جل جلالہٗ اس زمانہ خراب میں بھی ایسے ایسے ذی حوصلہ جرار ہیں۔ کہ والی ملک پر جان عزیز نثار کرنے کو طیار ہیں۔ یہ سانحے سنکے بھی نامردونکو غیرت نہیں آتی کہ بگڑا کام بنایئے۔ جان رہے یا نہ رہے اپنا نام کر جایئے۔ لیکن یہ کام وداوائی والونسے کب ہوتے ہیں۔ وہ جو شریف اور نجیب ہیں اونسے یہ سب ہوتے ہیں۔

طیاری جشن شاہ کجکلاہ ایران

آغاز ماہ نومبر میں فتح ہرات کی خبر جو گوش زد شہریار پر تمکیں باوقار ہوئی وزیر باتوقیر کو حکم ہوا کہ سامانِ جشن کی طیاری کرو۔ دہوم دہام کا جلسہ زیر سقفِ زنگاری کرو۔ آٹھویں تاریخ کو روز جشن کا قرار ہوا۔ کہ دمہ کا مجمع سرِ دربار ہوا۔ دم صبح اریکۂ زنگاری پر سلطان خاور نے جلوس کیا۔ یہاں تختِ سنگ مرمر پر شہریار جم مرتبہ فریدون اقتدار ناصرالدین شاہ رشکِ قیصر نے جلوس کیا۔ شاہزادہ ہائے عالی تبار وزرای نامدار اپنے اپنے مرتبہ اور قرینے سے کوئی کرسی نشین کوئی دنگل پر بصد تمکین۔ امیر کار پرداز وہ اپنی انداز پر اراکینِ سلطنت ترقیخواہان دولت گرد پیچ میں وہ خورشید کلاہ۔ سبکے حال پر عنایت کی نگاہ۔ گردان گردن شکن یلان تہمتن دوش بدوش۔ غرق بحر آہن خود بکتر چار آئینی زرہ پوش۔ رعب وجلال برستا تھا۔ صحبت کیا تھی گلدستہ تھا۔ پہلے وزیرِ اعظم نے دستور سے ہرات کی فتح کا قصیدہ مرزا محمد تقی یاقوت رقم کے ہاتھ کا لکھا۔ خوش بیانی زمزمہ خوانی سے شروع کیا۔ چند شعر سنکے لب مبارک شہریار کا تبسم کیطرف میلان ہوا۔ اب نذر دینے کا سامان ہوا۔ پہلے شاہزادہ ہائے گرامی۔ پھر وزیرِ اعظم اور امرای نامی۔ درجہ بدرجہ مقربانِ بارگاہ جان نثار ترقیخواہ یہ رسم بجالائے۔ خلعت اور انعام پائے سفیرانِ ہر شہر و دیار ایلچیان خوش اطوار بھی نذر دکھا چکے فرصت پا چکے۔ اوس قصیدے کے بعد مرزا محمد علی خان بلبل ہزار داستان فصیح و بلیغ لاجواب آفتاب شعرا خطاب یہ بڑی چمک کا قصیدہ پڑہنے لگے۔ باادب بڑہنے لگے۔ ہر شعر پر ظل الہ گوشہ چشم سے تحسین فرماتے تھے۔ وہ آداب بجالاتے تھے۔ بعد اختتام خلعتِ فاخرہ پر تکلف سے سرافراز ہوئے۔ چشموں میں ممتاز ہوئے۔ وزیرِ اعظم سے ارشاد ہوا کہ یہ قصیدہ روزنامۂ طہران مین چھپ جائے۔ ایک عالم بہرہ اندوز ہو لطف اوٹھائے۔ اسکے بعد کار پردازانِ سلطنت سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ ہمنے آج سے مرزا آغا خان کو کُل امورِ سلطنت کا مختار کیا۔ ذی اعتبار کیا۔ امانت دیانت جانفشانی اطاعت نے اِس شخص کی یہ دن دکھایا۔ کہ خلاف دستور شاہان گذشتہ ابد دولت سے یہ مرتبہ پایا۔ جو کوئی اسکے حکم سے کہ وہ حقیقت میں ہمارا فرمان ہے سرتابی کرے گا۔ اپنے ہاتھ سے اپنے بربادی اور خانہ خرابی کرے گا۔ اس مضمون کے فرامین قلمرو میں روانہ کرو۔ سینۂ حاسد کو خدنگ رشک سے نشانہ کرو۔ اور وزیرِ اعظم کو لازم ہے کہ اِس حکومت کا عُجب نہو غرور نہو۔ آئینہ خاطر بندگانِ خدا

1۔ غیر واضح

سنگ تکبر سے چُور نہو۔ اور عتاب وخطاب سلطانی سے ہردم بیم ورجا ہو۔ کہ خدا جانے آج کیا ہے کل کیا ہو۔ کہ گاہی بسلامی برجمند۔ وبدشاہی خلعت وہند۔
کشف الاخبار

بردوان

صاحب بنگال ہرکارہ کی روایت ہے۔ طرفہ حکایت ہے۔ کہ بالفعل مجسٹریٹ بردوان نے بہ جبر رعایای مظلوم کے مکان کھودنے میں بڑی کد کی۔ وسعتِ راہ کی حیلے نے شدت ازحد کی۔ ان لوگوں نے ہر چند داد بیداد کی۔ کسیئے نہ سنی تو آخرکار کمشنر سے فریاد کی۔ مدت تک خراب رہے۔ موردعذاب رہے۔ مایوس ہوکے نواب لفٹینٹ گورنر بہادر سے عرض حال کیا۔ بہت قیل وقال کیا۔ اوس عدل گستر نے انصاف کیا۔ بخطیر اصاف کیا۔ مظلوموں کوداد ملی مدعا حاصل ہوا۔ اور یہ حکم کامل ہوا کہ کوئی حاکم رعیت کا گھر بجبر نہ لے۔ جبتک مالک مکان کا قیمت لیکر بخوشی نہ دے خدا کرے جلد یہ حکم تمام قلمرو میں جاری ہو۔ کہ خلقت کو سکہاری ہو۔ بستیاں آباد رہیں۔ باشندے شاد رہیں۔ دوربین

نیپل

اخبار انگریزی کا اظہار ہے۔ کہ شاہ نیپل کو جو عدوی سرکار ہے۔ کسی بہادر نے زبانی گفتگو پر زخمی کیا۔ مگر اوسکے ملازمون نے بدلا لیا۔ قصہ پاک کیا۔ اوسکو ہلاک کیا۔ لوگوں کا گمان ہے کہ کسی عدو کی تحریک سے یہ کار ہوا۔ علی روس الاشہاد سر دربار ہوا۔ مگر ابھی مفصل حال کھلا نہیں۔ باعثِ جدال کھلا نہیں۔

غلبۂ اہلِ روس

اخبار قسطنطنیہ کا اظہار ہے۔ تقریر انتشار ہے۔ کہ ہمیشہ بحر اسود کے کنارے حدود مملکت کا فساد اہلِ سرکیشیہ سے رہتا ہے۔ وہاں کا باشندہ ہر ایک بار الم سہتا ہے۔ بہت ملک اونکے روس نے دلاوری سے لیے ہیں۔ سو سو طرح کے رنج دیے ہیں۔ اگر اوس ملک کے حاکمونکو بیخبری ہوگی۔ تو اونکے حق میں غفلت بُری ہوگی۔ یک لخت حکومت ہاتھ سے جائیگی بھیک مانگنے کی نوبت آئیگی۔ توسن خامہ کی جولانی ہے۔ صفحۂ قرطاس پر گرم عنانی ہے۔ اندنون اخبار فرنڈ آف انڈیا سے آشکار ہوا۔ سب مطلع ہوں اسواسطے اظہار ہوا۔ کہ بالفعل خیوہ اور کوکان میں ملازمانِ شاہ روس حکمران ہیں قبضے میں وہ مرز بوم ہے۔ قلعہ جدید بنا ہوتا ہے سبکو معلوم ہے۔ سامانِ جنگ بھی عجلت سے طیار ہوتا ہے۔ باروت گولونکا جابجا انبار ہوتا ہے۔ سابق جب روسیون نے اوس مقام پر دخل کیا تھا۔ دلاوری سے لے لیا تھا۔ ایک رئیس خدایار خان نامی نے بدحواس ہوکے صاحبانِ انگریز سے مدد چاہی تھی۔ پریشانی کے باعث یہ جی میں آئی تھی۔ مگر انگریزوں نے انجام کار پر نظر کی۔ بے پروائی سراسر کی۔ اندنون محمد افضل خان خلف امیر دوست محمد خان بہادر نے کہ سردار بلخ ہے۔ بہت وجہو نسے اوسکی زندگی تلخ ہے۔ بنظر روابط قدیم رسم جدید پیدا کرنے کو ایلچی بھیجا۔ محبت نامہ شوقیہ لکھا۔ سردار مذکور نے نخوت سے نظر التفات نکی۔ لغو سمجھ کے پیغام بر سے بات نہ کی۔ صاحب خبر کا گمان ہے کہ شائید محمد افضل خان کو کمپنی کا دوستدار سمجھ کے میل نہ کیا۔ ایلچی کو سر دربار خفت دیکے ہانک دیا۔ ہاں اب اونکو روسیونکی اعانت کا خیال ہے۔ اسواسطے یہ حال ہے۔ مگر اونکی نادانی ہے دنیا کی حکومت عقلمندوں نے عارضی جانی ہے۔ اسپر جسکو نخوت یا غرور ہے۔ فقط اوسکی عقل کا قصور ہے۔ سلطان الاخبار وغیرہ

پشاور

صاحب نور مغربی کا بیان ہے۔ قصی کھیڑے کی داستان ہے۔ کہ اندنوں پندرہ ہزار فوج انگریزی جرار کا پشاور میں جماؤ ہوگا۔ معرکہ رزم میں سرفروشی کا بہاو ہوگا۔ اور چوتھار جمنٹ سوار ونکا ہانسی کی چھاونی سے فیروز پور کوراہی ہوا۔ تحریر بہراگاہی ہوا۔ ۲۷ رجنوری کو قریب شام لفٹیننٹ ہیڈ صاحب بہادر مع تین افسر انگریز سوار ہوکر درہ خیبر کی طرف چلے تھے۔ لوگ اوسطرف کے ایسے جلے تھے کہ جب قلعہ جمرود سے ایک میل آگے بڑھے۔ ناگاہ کسی ظالم کی نظر چڑھے۔ لفٹیننٹ کو بندوق کی گولی سے نشانہ کیا۔ درہ عدم کی طرف روانہ کیا۔ ہمراہیوں نے رفاقت کی گولی سے جب لفٹیننٹ کا سینہ ٹوٹ گیا۔ سب کا جی چھوٹ گیا۔ گھوڑے نے جانبازی کی حرکت تازی کی۔ کہ زخمی کو وہاں گرنے نہ دیا۔ چھاونی کی سمت لے چلا۔ لیکن ملک الموت نے بہت تیز قدی اوس مقام کی۔ ایک جست میں ترکی تمام کی۔ دم لینے کی فرصت نہ دی۔ سنبھلنے کے مہلت نہ دی۔ غش نے خانہ زیں سے پشت بزمین کیا۔ یا تو صدر زین پر نشست تھی اب خاک نشین کیا۔ امیر دوست محمد خان بہادر کا لشکر متصل تھا خبر ہوئی۔ گفتگو ہر گر ہوئی۔ کچھ آدمی دوڑے خاک سے اوٹھایا۔ سینے میں دم اٹکا نظر آیا۔ امیر کے روبرو اوٹھالائے نفسے چند باقی پائے۔ امیر نے ہمراہیوں سے سرگذشت جو پوچھی۔ بدحواسی سے سر کی جگہ پاؤں کی کہی۔ آخرکار مجبور ناچار وہ تینوں صاحب جو سلاست تھے اونکو مع اوس نیمجان کے اپنے لوگونکی حراست میں اونکی چھاونی میں بھیجدیا۔ وہاں پونہچکر مرغ روح قفس جسم زخمدار سے اوڑگیا۔ ۲۸ رکو امیر دوست محمد خان بہادر نے بڑے شوکت وشان سے اوس مکان سے کوچ کیا۔ کابل کا رستہ لیا۔ دوسرے دن صاحب چیف کمشنر بہادر پشاور میں تشریف لائے۔ اطمینان کے کلام سبکو سنائے۔ افواہ عام ہے کہ کئی افسر انگریز انتقام کو انتظام کو افغانستان کی جانب جائیں گے۔ امیر کی مشورے سے آتش فتنہ وفساد بجھائیں گے۔ پنجابی لاہور

گوالیار

ادسطرف کے اخبار سے ظاہر ہوا۔ اس چالاکی سے ہر ایک ماہر ہوا۔ کہ جب سے اوس ملک میں تاربرقی کا سلسلہ لگایا ہے۔ کبھی ایسا معاملہ نظر نہیں آیا ہے۔ بالفعل یکشنبے کو صبحدم خبر کا آنا مسدود ہوا۔ تار کا سلسلہ مفقود ہوا۔ مہتمم پریشان ہوا۔ نہایت حیران ہوا۔ بہت کدوکاوش سے دریافت ہوا۔ کہ اثنای راہ میں آٹھ میل تک تخمیناً تار غائب ہے۔ یہ معاملہ بھی عجائب ہے۔ کچھ پتا ہے نہ نشان ہے۔ عقل حیران ہے۔ گوکئی برس آگے بھی ایسا ہوا تھا کسی چالاک نے دو میل تک تار توڑ دیا تھا۔ آج تک اوسکی تلاش رہی۔ ناحق پرخاش رہی۔ اب صاحب پولٹیکل اجنٹ گوالیار نے سراغ رسانی کا وعدہ کیا ہے سامان تلاش کا زیادہ کیا ہے۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے کون گرفتار بلا ہوتا ہے۔ جام جمشید

اندور

صاحب پنجابی لاہور کی تقریر ہے۔ وہی ہماری تحریر ہے۔ کہ اندنوں اوس مرزبوم میں سڑک آہنی کی طیاری ہے۔ مہتمونکی گرم بازاری ہے۔ یقین ہے ایک سال میں اندور سے بمبئی تک درستی بخوبی ہو جائے۔ دخانی گاڑی جائے آئے۔ اور بازاروں میں لالٹینیں لگائی ہیں۔ ستاروں کی طرح چمکائی ہیں۔ پھر رات گئے سے صبح تک شب تار میں روشنی کا انداز رہے گا۔ چشم انجم کی صورت دیدۂ گیلاس باز رہے گا۔ آیند وروند کو آسائیش ہوگی۔ بڑی نمائش ہوگی۔ اور شب ماہ میں ضرورت نہیں۔ تیرگی کی صورت نہیں۔ ایک آنہ ہر دوکاندار سے مقرر ہوا ہے۔ یہ دستور جاری گھر گھر ہوا ہے۔ گو اسکا دینا ان دوکانداروں کو شاق ہوگا۔ مگر دل میں روشنی کا اشتیاق ہوگا۔

میرٹھہ

صاحب جام جمشید کی مضمون طرازی ہے۔ اظہار زمانے کی نیرنگ سازی ہے۔ پنجشنبہ گذشتہ کو چند افسر مع میم چھاونی سے گھوڑوں پر سوار ہو کے سورج کنڈ کی طرف جاتے تھے گھوڑونکو چکاتے اوڑاتے تیزیاں دکھاتے تھے۔ کسینے گڑہا پھندایا لنبی دکھائی۔ کسینے نلیا او چکا کے ڈلکی لگائی۔ ایک صاحب نے تیزی طبیعت سے ایک گندہ نالہ جسکی بدبو سے گھر گھر نالہ تھا دیکھکر گھوڑا اوڑایا۔ کیچڑ نے کہربا کا جذب کیا کھینچ لکایا سر سے پاتک مع گھوڑے لت پت خستہ خراب ہوا۔ یاروں نے قہقہہ لگایا کہ خوب غوطہ کہایا شرم سے پانی پانی ہوا ناحق پیچ و تاب ہوا۔ آخر سبھونکو حرارت آئی۔ باگ اوٹھائی۔ جسنے گہوڑ یکو اوڑایا۔ نالی نے پہنسایا۔ ایک گھوڑے نے بہت چستی سے جست کی پار آیا۔ جیسے گھوڑ دوڑ جیتا میدان مار آیا۔ ۳۱ رجنوری کو سب انگریز مع برگڈیر قواعد دیکھنے کو پریٹ پر جا کے سیر میں مشغول ہوے۔ سب تماشے حسب معمول ہوئے۔ فوج کی چالاکی چستی دیکھکر عقل دنگ ہوئی۔ پھر حکم کے ساتہ زرگری جنگ ہوئی۔ جب سرنگ میں آگ دی دو بکس اوڑے تماشہ بین گولیاں لوٹنے کو دوڑے سمجھے کہ سرنگ خالی ہوئی لوٹنے کی باری آئی۔ یہ نہ سمجھے کہ قضا ہماری آئی۔ پہرے والوں نے روکا آگے بڑہنے والونکو ٹوکا۔ اوسپر کئی اجل رسیدہ لالچ سے آگے بڑہے۔ قضا کی منہ پر چڑہے۔ ایک بکس باقی تھا۔ اوسکا رخ لوٹنے والونکی طرف پڑا۔ زمین کے طبقے کے ساتہ کئی مرد جوان اور دو لڑکے گوروں کے لے اوڑا۔ جو زخمی ہاتھ آئے۔ وہ اسپتال پونہچائے۔ زخم کاری تھے یقین ہے مر گئے ہوں۔ دنیا سے بصد حسرت گذر گئے ہوں۔ پھر تیسری تاریخ کو جرنیلی قواعد کی بڑی سیر رہی۔ دیر تک بیم فیر رہی۔ اب کئی روز سے ایک ترپ طیار ہو کر روز پانچ چھہ کوس دہلی اور سہارن پور کی سڑک پر گشت کرتا ہے۔ معلوم نہیں کیا بندوبست کرتا ہے۔ افواہ عام ہے سبکی زبانپر یہ کلام ہے۔ کہ راجپوتانے کا خیال ہے۔ اسواسطے یہ دیکھ بھال ہے۔ مگر صاحب خبر کا قول ہے کہ یہ کان میں بازاری گپ شپ آتی ہے۔ اون لوگونکو انکے نام سے تپ آتی ہے۔ اگر روسائے ہندوستان ایسے ہوشیار ہوتے۔ اور کارپرداز خوش کردار ہوتے۔ ریاستیں برباد نہوتیں۔ ظلم کی حرکتیں ایجاد نہوتیں۔ ارحم الراحمین اب بھی توفیقِ خیر عطا فرمائے۔ باقی ماندونکی ریاست قائم رہ جائے۔

رسید زر قیمتِ طلسم لکھنؤ

اسمای خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
نواب معین الدولہ سید عنایت علیخان بہادر دام اقبالہ	تین روپے	۱۲ جمادی الآخر ۱۲۷۳ھ لغایت ۱۱ شعبان سنہ الیہ
مولوی حسین الدین خانصاحب دام دولتہ	ایک روپیہ آٹھ آنہ	۱۹ جمادی الاول ۱۲۷۳ھ لغایت ۱۸ جمادی الاخر سنہ الیہ
منشی رام موہن لال صاحب دام دولتہ	ایک روپیہ آٹھ آنہ	۳ر جمادی الآخر ۱۲۷۳ھ لغایت ۲ر رجب سنہ الیہ

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکرِ حق کز نامہ اخبارِ نو	یافت جانِ تازہ جسمِ لکھنؤ	گنج گوہرہائے معنی اندروست	چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ
عنوان صحیفہ حمدِ حق ہے	زیبائش اوّل ورق ہے	پھر نعت ہے سیدالبشر کی	جس نے ہمیں سچی خبر دی

نمبر۳۲ ۲ر شہر رجب ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۲۷ر ماہ فروری ۱۸۵۷ عیسوی روز جمعہ جلد۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تابمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ر روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زرِ مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زرِ قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد	بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است
مصرعہ تاریخ آغازش عنایت زد رقم	گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنؤ است
	۱۲۷۲

لکھنؤ

۲۵ جمادی الآخر شب شنبہ کو مخدوم بخش نامی دربانِ شاہی خاص بازار کا رہنے والا اوسکے گھر میں تین آدمی گھس آئے۔ اوس بیچارے کے تین ہاتھ تلوار کے لگائے۔ جب وہ تڑپنے لگا دبے پاوں بھاگے۔ گرفتاری کی خوف سے اوڑ لاگے۔ صبحدم تھانہ دار مقام واردات پر آئے۔ کئی آدمی گرفتار کر لائے۔ اوس نیم جان کو اسپتال میں بھیجا۔ وہیں صاحب منتظم شہر آئے اظہار لیا۔ کوئی وجہ ثبوت پیدا نہوئی۔ دست درازی کی بات ہویدا نہوئی۔ اب تھانہ دار پر تلاش کی تاکید ہے۔ حکم شدید ہے۔ مگر ابھی تک سُراغ پایا نہیں۔ بھید ہاتھ آیا نہیں۔ ۲۶ر جمادی الآخر کو فیض آباد سے خبر آئی۔ یہ کیفیت نظر آئی۔ کہ احمد اللہ شاہ صاحب گھسیاری منڈی میں مقیم تھے۔ راہِ حق پر مستقیم تھے۔ جب یہاں کے حکام نے ہجوم سے ممانعت کی۔ اِنکی افعال اشغال میں مداخلت کی۔ تھانہ دارِ چینی بازار کے نام اس مضمون کا پروانہ ہوا۔ کہ اس شخص کی خوش بیانی سے تھوڑے دنوں میں مُسخر زمانہ ہوا۔ اسکا سدِ باب ابھی سے ضرور ہے۔ کہ آیندہ بڑا فتور ہے۔ اونہوں نے شاہ صاحب کی فہمایش کی سمجھایا۔ کمال خاطر داری سے بیٹھے کو اوٹھایا۔ شاہ جی نے شہر خالی کیا۔ حاضرین پر بہرائچ کا عزم حالی کیا۔ دس (۱۰) بارہ (۱۲) آدمیوں نے اودہر روانہ ہوئے۔ فیض آباد کی سرا میں وارد مسافرانہ ہوے۔ وہاں کے تھانہ دار نے مسٹر تھرن برن صاحب کمشنر کو

اطلاع کی ہتھیار لے لینے کو ارشاد کیا۔ اپنے نزدیک دفع فساد کیا۔ اوسپر چین نہ آیا خود گئے اور کئی انگریز ذکو سرا میں لائے۔ نشیب و فراز دکھائے۔ اونھوں نے عرض کیا کہ ہم مسافر ہیں دو چار روز میں چلے جائینگے۔ اور کہیں بستر جمائینگے۔ انھوں نے نہ مانا۔ بزور ہتھیار لینے کا عزم ٹھانا۔ دو کمپنیاں تلنگوں کی بلا کے سرا کا محاصرہ ایکبار کیا۔ ہتھیار طلب کیئے اونھوں نے انکار کیا۔ صاحب بہادر کو غصہ آیا۔ گرفتاری کا حکم فرمایا۔ جب تلنگوں نے پکڑ لینے کا قصد کیا۔ اونھوں نے جان دینے کا قصد کیا۔ ہمراہیوں نے جوانمردی سے کئی تلنگوں کو مارا۔ تلوار کی گھاٹ اوتارا۔ فوربس صاحب کو بھی زخمی کیا۔ دل کا حوصلہ نکال لیا۔ پھر خود جان سے گئے۔ بڑے اوسان سے گئے۔ شاہ صاحب زندہ دستگیر ہوے۔ بے جرم و گناہ اسیر ہوے۔ صاحب کمشنر بہادر نے کارنیگی صاحب بہادر کے نام چھٹی لکھی کہ چینی بازار کے تہانہ دار کی خانہ تلاشی ضرور ہے۔ جو کاغذ یا مال شاہ صاحب کا نکلے ہمیں لینا منظور ہے۔ صاحب منتظم شہر دو شنبے کو علی الصباح تھانے پر گئے تھانہ دار کو معطل کیا تلاشی لی تھانہ دار کی زبان سے کیفیت جو سنی اوسکو لکھ کے بھیجدیا۔ انھوں نے تو شاہ صاحب کو صحیح سلامت شہر سے باہر نکالا تھا۔ فساد کو ٹالا تھا۔ مگر صاحبانِ عالیشان کا انتظام عقل کی تیزی مشہور تھی۔ دس بارہ آدمی گرفتار نہو سکے خونریزی منظور تھی۔ ۱۸ فروری کو قریب شام دریا کنارے دفعۃً آگ لگی۔ ایک چھپر سے شعلہ پیدا ہوا ہوا کو لاگ لگی۔ ایک جھونکے نے پولی کی تھیکیوں تک پہونچائی۔ دس بارہ تھیکی گھاس پھوس سمجھ کے خاک میں ملائی۔ فی الفور جان محمد خان صاحب پکی پل کے تہانہ دار آئے۔ بجھانیکو چھینٹے دیے کارگزاری کے ڈھنگ دکھائے۔ اسی عرصے میں کوتوال شہر اور تھانہ دار حسین آباد اور عنبر گنج کے اوس مقام پر آپہونچے۔ بڑی چمک دمک کے شعلے دیکھے پھر منتظم شہر بھی جا پہونچے۔ بجھانے کی سبیل کی۔ گرما گرم تعجیل کی۔ اوسپر دو ہزار چھ سو اٹھتر کا مال تخمیناً جل گیا۔ نفع میں نقصان نکل گیا۔ تفصیل اوسکی رقم ہے۔ ناظرین عبرت گزین کی آگہی کو حوالہ قلم ہے۔

تفصیل مال محروقہ

دو ہزار چھ سو اٹھتر

مملکہ سرکار نواب مخدرۂ کل صاحبہ	اجودھیا بیوپارے
یک تھیلی	یک تھیلی
۲۸ روپے	پانچ سو روپے
بھاگو بیوپاری	بندا بیوپارے
یک تھیلی چھ سو پچیس روپے	یک تھیلی ۲۵ روپے
پرسرام بیوپاری	
چار تھیلی	ایکہزار پانچ سو

عجب زمانے کی نیرنگ سازی ہے۔ محافظوں کی طینت میں دغابازی ہے۔ اندنوں فدا حسین حبشی سیاہ دل قائم گنج کے رہنے والے نے بڑی چالاکی کی۔ نئی طرح کی بیباکی کی۔ حسین بخش کے مشورے سے کوٹھا سلطانی واقع قیصر باغ جہان پہرہ تھا۔ مالک بھی بے بہرہ تھا۔ نقب لگائی دیانت میں بٹہ لگایا آبرو خاک میں ملائی بہت مال لیا۔ جتنا پایا بے دسواس نکال لیا۔ جب کوتوال شہر کو خبر ہوئی۔ گرفتاری مدِ نظر ہوئی۔ فوراً اوسے ڈھونڈھکر مجرم کو گرفتار کیا۔ اوس ظالم نے چوری کا اقرار کیا۔ مال تلف ہو چکا تھا۔ کہلاڑی جوے میں کہو چکا تھا۔ جو ہاتھ لگا اوسکا تعلیقہ ہوا باقی کا مواخذہ بشارت علی اور محمد علی حسین بخش میر عباس باد اللہ حسینی سے کہ شریک حال تھے اونکے سر پڑا ان سبکو گرفتار کرکے کوتوال صاحب نے منتظم شہر کی کچہری میں بھیجدیا۔ کارنمایاں کیا۔ اب صمصام الدولہ بہادر

سے فہرست اسباب کی طلب ہے۔ مگر ابھی داخل نہیں کی فکر روز و شب ہے۔ جو مال چوروں کے سے ملا ہے۔ صحیفۂ اخبار میں لکھا ہے۔

تفصیل اسباب مسروقہ کوٹھی شاہی

اچکن اطلس سرخ   اچکن مخمل سیاہ دہاری دار

یک عدد پندرہ روپے   یک عدد پچیس روپے

چادر سبز و سیاہ	پٹکہ علم اطلس سرخ
چار روپے	چار روپے
اچکن مخملی آسمانی	قبائے اطلس فاختئی
یک عدد دس روپے	یک عدد تین روپے
وسلچہ شال سرخ	رومال چھینٹ دستی
یک عدد	دو عدد ایک روپیہ
دس روپے	
گوٹا دوہرا ہوا	چادر مشروع
سات روپے	یک عدد
	تین روپے
رومال شالی کار کشمیر	نقد
یک عدد دو سو روپے	۳۹ روپے

سابق میں مخدوم بخش حلوائی نے کوئی سات برس کی چھوکری سے فعلِ شنیعہ کیا تھا۔ دہی دین اوسکا باپ عدالت میں مستغیث ہوا تھا۔ روبکاری میں گواہوں کا اقرار تھا۔ مقدمہ دورے میں سپرد ہوا حکم پر مدار تھا۔ چنانچہ میجر ہنکس صاحب بہادر کمشنر نے نو برس کی بمشقت میعاد کی۔ سزا دی بری افتادکی۔ اندنوں تحقیق سنا ہے کہ مقبول الدولہ بہادر نے حضرت سلطان عالم خلد اللہ ملکہ کے حضور سے رخصت لی۔ بغیر آقا لکھنؤ کی غریبت کی۔ افسوس کا مقام ہے جسنے دولہ بنایا کسی بات سے منہ موڑا۔ اوس پروردہ ناز و نعم کو غیر شہر میں تنہا چھوڑا۔ مشہور ہے کہ دواب سلطانی اِنکی معرفت الہ آباد روانہ ہوگا۔ انہیں کے ہاتھوں بیعانہ ہوگا۔ یہاں پروانہ راہداری کا طیار ہے تقسیم تنخواہ کا انتظار ہے۔ جل جلالہ دہ وہ ہاتھی کوہ پیکر جنکے سامنے فیلِ گردون پست ہے۔ اُدنکے بیچنے کا بندوبست ہے جن گھوڑوں کی رفتار سے صرصر ٹھوکریں کھاتے تھے۔ ہر قدم ٹاپوں میں کُچلے جاتے تھے۔ جنت آرامگاہ نے بڑی تلاش سے جمع کیے تھے وہ اسطرح سے برباد ہوں۔ اسپر ہوا خواہ خوش ہوں تازی باتیں ایجاد ہوں۔ بگوشِ دل سن لینے کی حکایت ہے۔ دلچسپ روایت ہے۔ گوبند پرشاد گلاب رائے مہاجن کا متبنیٰ۔ بکھی ٹولی کا رہنے والا۔ عربی، فارسی میں کچھ کچھ پڑھا تھا۔ لوگوں نے یہ سانحہ طول دیکے گڑھا تھا۔ شباب کا عالم جواں تھا۔ حیدری کی نوچی پر میلان تھا۔ محبت ارباب تحقیق کے نزدیک جنون ہے۔ رنگ اِسکا بوقلمون ہے۔ ایک فقیر سے ملاقات ہوئی۔ واللہ عالم کیا واردات ہوئی۔ اودنسے اسلام کا طریق سیکھا اپنا مرشد بنایا۔ پس خوردہ کھایا۔ جب اسلام لایا۔ شیر مال کباب کھایا۔ بلکہ جب تک جورو کو مسلمان نکیا۔ اوسکی طرف دہیان نکیا۔ باپ اوسکا ذی مقدور ہے۔ دولت کا غرور ہے۔ اونے روپے کی مطلق پروا نہیں۔ مزاج میں لالچ ذرا نہیں۔ بلکہ یہ کہتا ہے کہ باپ کو اگر رام لچھمن کا سہارا ہے۔

ہمکو کیا ڈر ہے خدا ہمارا ہے۔ آج تک اوسکا باپ اوسکے ساتھ کہاتا پیتا ہے۔ اوسکا اسلام چھپاتا ہے۔ اب گوبند پرشاد کو یہ دہیان چاہیے۔ مذہب کا اعلان چاہیے۔ یکسُوئی اختیار کرے۔ ہندو پن کا انکار کرے۔ اور یہ تو بڑا اندھیر ہے۔ کہ آدہا تیتر آدہا بٹیر ہے۔

اعظم علیخان کی اسمٰعیل گنج والی کوٹھی جسپر احسان علی خان کا قبضہ تھا مگر زمین اوسکے فرمان میں داخل نہ تھی۔ ملکیت حاصل نہ تھی۔ لہذا افنشل کمشنر بہادر کو وہ زمین باغ و بہار قطعہ گلزار کرنے کا ارادہ ہوا۔ تدارک پر آمادہ ہوا۔ حکم دیا کہ باقی عملہ اپنا وہاں سے جلد اوٹھاؤ۔ دیر نہ لگاؤ۔ اِس شہر کا تامل نزدیک دور مشہور ہے۔ عادت سے ہر شخص مجبور ہے۔ آخر اشتہار چسپان ہوا۔ ایک ہفتے کی مہلت کا سامان ہوا۔ اسپر بھی کوئی نہ بیدار ہوا۔ یہ تال کار ہوا۔ کہ گھنٹا بجتا ہے جرس کاروانِ رفتہ کی صدا آتی ہے۔ جتنی جایداد ہے سرکار میں نیلام ہوکے جاتی ہے۔ سابق مین صاحب جوڈیشل کمشنر آمنی صاحب بہادر کی چٹھی آئی تھی۔ مختار کاری کا سررشتہ بالکل موقوف ہوا یہ خبر اوسی سے پائی تھے۔ قصور کیا ہو یا بے قصور ہوگا۔ کچہری میں حاضر ہونا ضرور ہوگا۔ اگر محتاج کی عرضی کچہری میں آئیگی۔ لکھ پتی کی طلب ہو جائیگی۔ چنانچہ کسی شخص نے سید تقی صاحب جناب سیر نصاحب کے صاحبزادے پر دیوانی میں نالش کی۔ کچہری ڈپٹی کمشنری سے اصالتاً طلب ہوئی۔ معزی الیہ نے مختار کو بہیجا۔ اظہار حسب نسب کیا۔ مگر تہارن ہل صاحب بہادر نے قبول نکیا۔ مطلب حصول نکیا۔ آخر جناب مجتہد العصر نے اپنی عزت اور توقیر کی۔ خط میں تحریر کی۔ صاحب ڈپٹی کمشنری نہ اوسکا لحاظ کیا نہ پاس کیا۔ جوڈیشل کمشنر صاحب بہادر کی خدمت میں روانہ بے دسواس کیا۔ مگر صاحب عدالت کو یہ امر ناپسند ہوا۔ بلانے کی کد ہوئی درپے گزند ہوا۔ اوٹھوں نے مجبور نے زر دعوی بہیجدیا۔ آبرو کے خوف سے نقصان گوارا کیا۔ دیکھئے ایسی باتوں کا انجام کیا ہو۔ ایسا نہو کہ فساد برپا ہو۔

بیان روانگی مہاراجۂ گوالیار

پہلی فروری کو مہاراجۂ عالیجاہ گوالیار مع خدم وحشم اکبرآباد میں داخل ہوے۔ لالہ جوتی پرشاد کی کوٹھی میں اوترے اونکے مطلب حاصل ہوے۔ تین روز قیام کیا۔ کسل راہ کے رفع کرنے کو آرام کیا۔ پھر چوتہی کو ڈاک بگھی پر کلکتے کی طرف عازم ہوے۔ جلو مین خاص ملازم ہوے۔ اندنون تحقیق معلوم ہوا۔ معتبر کے بیان سے مفہوم ہوا۔ کہ جب آمد کی خبر سنی نواب گورنر بہادر مع سکرتر اور انگریز جلیل القدر پیشوائی کو آئے۔ بڑے اعزاز و اکرام سے لائے۔ شہر میں آرایش کا حکم صبح گاہ ہوا۔ بانات کا فرش سر راہ ہوا۔ دُکانین آراستہ ہوئیں۔ سلامی کی توپیں چلیں۔ کوٹھی تکلف سے سجی شیشہ آلات قرینے سے لگائے۔ بیچ میں مہاراجۂ گوالیار گرد صاحبان جلیل القدر والا تبار خوب سیر تماشے دکہائے۔ کوٹھی میں اوتار دعوت کی طیاری ہوئی۔ محفلِ نشاط آراستہ ایکباری ہوئی۔ اب پندرہ سے روپے روز دعوت کے گورنر کے گہر سے آتے ہیں۔ مہاراجہ صاحب مزے اوڑاتے ہیں۔ دزات سمجھے ہیں مسرت ہے۔ حقیقت میں مقام تاسف وحسرت ہے۔

چین

۱۰ر جنوری کو مدراس نامی آگ بوٹ چین سے روانہ ہوا تھا ۶ر فروری کو بندر بمبئی میں آیا۔ اِس وجہ سے اسبات نے اشتہار پایا۔ کہ فیما بین فغفور چین اور شاہ انگلیسیہ بگاڑ زیادہ ہوا ہے۔ ہر ایک فساد پر آمادہ ہوا ہے۔ صاحب اخبار کا قول ہے کہ فغفور چین صاحبان انگریز سے غالب اور دلیر نہیں۔ آدمی ہیں کچھ شیر نہیں۔ مگر وہ شعبدہ بازی اور فریب دینے میں فرد ہیں۔ روبہ بازی کے مرد ہیں۔ اس سے دوسرے کے داؤں میں آتے نہیں۔ دہوکا کہاتے نہیں۔ حکمت عملی سے مقابلہ کرتے ہیں۔ جنگ زرگری کا معاملہ کرتے ہیں۔ ادہر ملکہ انگلستان کی فوج کو حکم کا انتظار ہے۔ سامان سب طیار ہے۔ چھوٹی

چھوٹی آگبوٹ اور جہازوں پر سوار ہوکر فوجِ انگریزی پر شبخون لاتے ہیں۔ طرح طرح کے فساد مچاتے ہیں۔ تہوڑا عرصہ ہوا کہ بندر کنٹان[1] کی ڈاک انگریزی آگبوٹ پر کچھ چینی مسافرانہ سوار ہوے۔ تہوڑی دُور جاکر ناخدا اور خلاصیون پر حملہ آور ایکبار ہوے۔ کپتان اور معلم اور انجنیر اور سولجر ونکو قتل کیا پھر جہاز کو پھیر لائے۔ باقیماندو کو گہیر لائے۔ سب کا سر کاٹ لیا خشکی میں اوتر کے جہاز میں آگ لگائی۔ سلسلہ حرب توڑا اپنا بے فساد جلائی۔ اور جو سر کاٹے تھے وہ فغفورِ چین کی حضور میں پہونچائے۔ وہاں سے انعام پائے۔ جب سے انعام کا اشتہار ہوا ہے تب سے یہ قتل و قمع کا شغل آشکار ہوا ہے۔ چینی روپے کی طمع پر ایسے کام کرتے ہیں۔ پادشاہ چین اونکا احترام کرتے ہیں۔ سوسو طرح کی تکلیف دیتے ہیں۔ بہر نوع جان لیتے ہیں۔ اندنون بعضی اشرار نے نان پاو میں زہر ملایا۔ انگریزونکے ہاتھ بیچکر کہلایا۔ مگر ڈاکٹروں نے کوشش کی زہر کا اثر نہوا۔ دنیا سے کسیکا سفر نہوا۔

کشف الاخبار

کارسازی جنگِ ایران

فرنڈ اف آنڈیا کا اظہار ہے۔ لشکر شاہی کا شمار ہے۔ کہ اندنون تین لاکھ چوالیس ہزار آٹھ سے پچاس آدمی ملازم شاہ کجکلاہ ہیں۔ پادشاہ کے جان نثار تنخواہ ہیں۔ اوسمیں دس ہزار دلاور پیدل اور اسی ہزار سوار قواعد جنگی جانتے ہیں۔ عدو کی گہات پہچانتے ہیں۔ ہرایک معرکۂ رزم میں سو پر بھاری ہے۔ اون دلاوروں کے مقابلے سے فوجِ غنیم عاری ہے۔ اور ٹیلیگراف بمبئی کا بیان ہے۔ کہ وہ جو لشکرِ شاہِ ایران ہے۔ اوسمیں ایک ایک رستم (1) و اسفندیار ہے۔ مردِ میدانِ کارزار ہے۔ جسدم وہ برق کردار رہوار اوٹھاتے ہیں۔ فوجِ غنیم کے دَل کے دَل بادل کیطرح پھٹ جاتے ہیں۔ معرکہ رزم میں جب اونکی بار آتی ہے۔ قضا گھبراتی ہے۔ فوجِ انگریزی کو اُونکے مقابلے کا حال کہلا نہیں۔ کبھی انسے معاملہ پڑا نہیں۔ سنا ہے کہ جو لوگ لشکر شاہی کے اہلِ یورپ کی قواعد جانتے ہیں۔ وہ کسکی سپہ گری کب مانتے ہیں۔ مگر افسر اونکے ناتجربہ کار ہیں۔ جو مستعد پیکار ہیں۔ ظاہرا اگر روسیونکی شرکت ہوگی۔ تو اونسے بڑی جرات ہوگی۔ غرض سبکو گمان جنگِ عظیم ہے۔ مقامِ خوف و بیم ہے۔ دیکھیے کیا انجام ہو۔ کس سے بگڑے کس کا کام ہو۔ دریں لاغوغائے عام ہے۔ زبان زدِ خاص و عام ہے۔ کہ مرزا احسن علیخان پسر حاجی قوام دریابیگی ناظم بوشہر جو بالفعل انگریزی اسیر ہے۔ جزای عملِ بد میں پابہ زنجیر ہے۔ اس شخص کا باپ حاجی قوام پہلے شیراز کا ناظم تھا۔ شاہ ایران کے طرف سے حاکم تھا۔ جب نیت میں فتور ہوا۔ موردِ قصور ہوا۔ شاہ ایران نے بر سر دار کیا۔ مرزا احسن علیخان اوسکے بیٹے کو وہ خدمت عنایت کی۔ پھر بوشہر کا مختار کیا۔ اوسنے یہ بُری حرکت کی۔ ولی نعمت سے باغی ہوا انگریزونکی شرکت کی۔ آپ نمک حرام ہوا۔ بیگناہونکا خون ہوا قتلِ عام ہوا۔ جس زمانے سے انگریزوں کی فوج کشی کا ہنگامہ مشہور ہوا تھا۔ روز ناظم کے نام خبرداری کی تاکید ہوتی تھی حکم نافذ صدر ہوا تھا۔ مگر اس کور نمک نے انگریزوں سے ساز رکھا۔ مخفی آمد کا راز رکھا۔ جب جہاز جنگی انگریزونکے بوشہر میں لنگرانداز ہوے۔ دریفتنہ باز ہوے۔ فوج کو خشکی میں اوترنے دیا روکا نہیں۔ کسی مقدمے میں ٹوکا نہیں۔ بلکہ احمد خان تنگر ے صرف دو سے سوار اور پیادے ہمراہ رکھتا تھا دس ہزار فوج انگریزی سے لڑا۔ بڑا کھیت پڑا۔ لشکر انگریزی جہاز سے زمین پر آچکا تھا۔ قدم جما چکا تھا۔ وفعتہ برق کی طرح توپوں پر آپڑا لڑائی ہوئی۔ معرکہ آرائی ہوئی۔ بہتونکو تیغ خون آشام کیا۔ جرأت کا کام کیا۔ معرکہ سے قدم نہ ہٹایا۔ کتنونکا نقشِ زندگی صفحۂ ہستی سے مٹایا۔ سرِ میدان جان دی۔ ہاتھ سے نہ آن بان دی۔ جسنے شہر کو تباہ کیا۔ اوس کور نمک کا منہ سیاہ کیا۔ جو ملک الموت کے ہاتھ سے بچے۔ وہ دار الخلافت میں پونچے۔ اونکی زبانی معرکہ کا حال نمک حلالی اور کور نمکی کی کیفیت

---

[1] کینٹن (Canton)

مفصل معلوم ہوئی۔ ہو بہو مفہوم ہوئے۔ شاہِ کجکلاہِ ایران کو کمال ملال ہوا۔ فوج کشی کا خیال ہوا۔ فوراً سپاہ جرار بھیجی۔ یلغار بھیجی۔ اور ناظم کے متعلقوں کو اسیر کیا۔ پابہ زنجیر کیا۔ مکان اوس خانہ خراب کا کھود کر بے نشان کیا۔ جنگِ عظیم کا سامان کیا۔ تمام قلمرو میں اشتہار ہوئے۔ کہ اوس کو رنمک سے یہ کردار ہوئے۔ افسوس کا مقام ہے اس بدنامی اور روسیاہی پر لوگ بیباکیان کرتے ہیں۔ ایک دم کے مزے کو ریاست بگاڑ دینے پر مرتے ہیں۔ دین دنیا میں خراب ہوتے ہیں۔ یہاں لعنت ہوتی ہے وہاں عذاب ہوتے ہیں۔

رُوس

بالفعل شاہ روس ہندوستان میں راہ نکالتے ہیں۔ آہنی سڑک اپنے ملک سے ایران کو لیے جاتے ہیں سبیل خاطر خواہ نکالتے ہیں۔ مضمون پرتاکید شدید ہے۔ استحکام اور صفائی لایق دید ہے۔ چار چار میل کے فاصلے پر کوین اور باولیان طیار ہونگے۔ مسافرونکو پیاس میں چاہ سے درکار ہونگے۔ اور شاہِ ایران کا ارادہ ہے کہ دار السلطنت سے افغانستان تک راہ شفاف ہو۔ کوئی خار دامنگیر نہو صاف ہو۔ پختہ کنویں بڑی چاہ سے بنواتے ہیں۔ کچھ اور ہی سامان نظر آتے ہیں۔ فینکس کلکتے کی ایک چھٹی سی روایت ہے۔ طرفہ حکایت ہے۔ کہ شاہ روس ایران کی جانب چشم براہ ہیں۔ منتظر شام و پگاہ ہیں۔ اسواسطے کہ جب روسیون نے مقام کارس سر کیا تھا۔ شاہِ ایران سے رابطہ بڑھا تھا دلمیں گھر کیا تھا۔ جب سے سفیرِ روس کی دربار شاہ کجکلاہ ایران میں بڑی آبرو تھی۔ تقرب کی گفتگو تھی۔ بالفعل انگریزوں نے فوج کشی کا ارادہ کیا۔ روسیوں نے شاہِ ایران کو مقابلے پر آمادہ کیا۔ شاہ روس نے چالیس ہزار کا لشکر حدودِ ایران میں بھیجا۔ جنرل کاس لوکی صاحب کو کہ بہت تجربہ کار آزمودہ کار ہے سپہ سالار کیا اور پروانہ اس مضمون کا تمام قلمرو میں بھیجا کہ جسوقت ہماری فوج کو ضرورت رسد کی ہو سنتے ہی حاضر ہو۔ کوئی عذر و حیلے نکرے اس خدمت سے نہ قاصر ہو۔ صاحب خبر کو معتبر کی زبان سے اس بات کی تصدیق ہے۔ اسواسطے مفصل لکھی یہ خبر تحقیق ہے۔ اور شاہِ روم نے پینتیس ہزار کا لشکر مقام سنت ترس برگ کی طرف کہ پائے تخت سلطان روس ہے روانہ کیا ہے۔ اسمعیل پاشا کو افسر مقرر کر کے بھیجدیا ہے۔ معلوم نہیں اس فوج کشی کا منشا کیا ہے۔ لاکھوں روپی کا صرف ہو رہا ہے۔ شاید بخارا وغیرہ لینا مدِ نظر ہے یا پادشاہ ایرانکی شراکت مرکوز خاطرِ انور ہے۔ آیندہ تحقیق جو سُنے میں آیگا۔ وہ مفصل لکھا جایگا۔

نیرنگئ زمانۂ بوقلمون

صاحب سلطان الاخبار کا بیان ہے۔ نیرنگی عالم کی داستان ہے۔ انگلشمین کلکتہ مرقومہ ۱۲ فروری سے معلوم یہ حال ہوا۔ کہ کوئی اقلیم ویران کرنے کو مستعد فلکِ بوم خصال ہوا۔ بالفعل عساکر انگریزی میں کوئی افزا کارگزار مد نظر نہیں آتا ہے۔ اس سے شعلۂ فساد بھڑکتا جاتا ہے۔ تفصیل اسکی طول ہے۔ سمع خراشی فضول ہے۔ مختصر یہ بیان ہے۔ حیرت افزا داستان ہے۔ کہ نواب گورنر جنرل بہادر جو رونق افروز دار الامارۂ کلکتہ ہیں صف آرائی سے آگاہ نہیں۔ لڑائیکی گھات صلح کی بات میں طبیعت گوراہ نہیں۔ اور صاحب کمنڈر انچیف بہادر سپہ سالار فوج انگریزی جو مشہور کارگزار ہیں۔ وہ ابھی تک نئے سوار ہیں۔ آج تک غنیم کا مقابلہ کیا نہیں۔ کسی سے مجادلہ کیا نہیں۔ لڑائیکا رنگ جانتے نہیں۔ صف آرائی کا ڈھنگ پہچانتے نہیں۔ کچھ قطع برید میں دستگاہ ہے۔ دہا گا بتانا گاہ گاہ ہے۔ طپنچہ کیا پچک سے سینہ عدو کا تاکا نہیں۔ سوزن تدبیر میں ناکا نہیں۔ جب فوج میں داخل ہوتے ہیں پہلی بوتام اور کرتیونکی قطع برید ہوتی ہے۔ وردی کی دید ہوتی ہے۔ اور کرنیل برنج صاحب سکرتر گورنمنٹ کہ علاقہ کل فوج انگریزی کا اونسے ہے لڑائی وہ بھی کبھی لڑے نہیں۔ کھیت پڑے نہیں۔ علمِ حساب خوب جانتے ہیں۔ ہند کے ہندسے عدد پہچانتے ہیں۔ جرنیل لو صاحب ممبر کونسل نے چالیس برس ہوئے معرکۂ جنگ و جدال سے

بالکل کنارا کیا ہے۔ مشورہ اپنے ذمے لیا ہے۔ پس یہ چار صاحب عالی منزلت والا مرتبت کہ چار عنصر ہیں لڑنے بھڑنے سے انھیں کچھ کام نہیں۔ کار آزمودہ جنگیوں میں انکا نام نہیں۔ اور یہی چار شخص جو ہمد گر ہیں۔ جملہ امور سلطنت اِنکی رائے پر ہیں۔ عقل حیران ہے۔ بُرا اسامان ہے۔ جسدم گرم بازاری نبرد ہوگی۔ تو آتشِ فتنہ وفساد کسکی رای سے سرد ہوگی۔ سوا اس کے احاطہ بنگالہ اور مدراس اور بمبئی جنگ آزمودہ افسروں سے خالی ہے۔ نوآموز اس مہم عظیم کے منصرم ہیں اللہ والی ہے۔ اگر انجام بخیر ہو۔ تو بڑی میر ہو۔

رسید زرِ قیمت طلسم لکھنؤ

اسمای خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا وانتہا
مولوی محمد ضعیف اللہ صاحب دام دولتہ	سات روپے	۳ جمادی الآخر ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۲/ رشوال سنہ الیہ
منشی محمد علی صاحب دام دولتہ	دو روپیہ چار آنہ	۳ جمادی الآخر ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۱۷/ رجب سنہ الیہ

شہر لکھنؤ محلّہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو   یافت جانِ تازہ جسم لکھنؤ   گنج گوہرہائے معنی اندروست   چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

عنوان صحیفہ حمد حق ہے   زیبائش اوّل ورق ہے   پھر نعت ہے سید البشر کی   جس نے ہمیں سچی خبر دی

نمبر ۳۳   ۲۴ / شہر رجب ۱۲۷۳ھ ہجری مطابق ۶ / ماہ مارچ ۱۸۵۷ء عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تابمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ / روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ / روپے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلاتوقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد   بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است

مصرعہ تاریخ آغازش عنایت زد رقم   گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنؤ است

۱۲۷۲

لکھنؤ

صحیفۂ سابق میں مخدوم بخش دربان شاہی کی زخمی ہونیکا حال لکھا ہے۔ اب یہ اونکا مآل لکھا ہے۔ کہ جب چوروںکا اوسکے مکان میں گذر ہوا۔ یہ ہوشیار چونک کر ہوا۔ ان لوگوں نے پہلے جمع تٹولی خوب ڈھونڈھ کر حیران ہوے۔ جب کچھ نملا پشیمان ہوے۔ بھاگ جانیکا ارادہ ہوا۔ وہ جرات کی راہ سے گرفتاری پر آمادہ ہوا۔ ایک چور قابو میں آگیا دوسرا اوسکے برو آگیا اوسنے مخدوم بخش کو زخمی کیا۔ جب یہ گراسب نے رستہ لیا۔ بھاگتے وقت تصدق حسین کا ہاتھ زخمدار ہوا۔ یہ گروہ فرار ہوا۔ مخدوم وہ بیچارہ اسپتال میں آیا۔ ڈاکٹر نے زخموںکو سیا مرہم لگایا۔ مگر زخم کاری تھے تیسرے دن مرگیا۔ سرائے فانی سے گذر گیا۔ کوتوال صاحب نے بڑی کوشش کی نامعلوم چوروںکا پتا لگایا۔ پہلے تو تصدق حسین ہاتھ آیا۔ پھر محمد علی واجد علی گوہر خان تھے خان ان چار آدمیوںکو گرفتار کیا۔ سب نے سر کچہری قتل کا اقرار کیا۔ اب مقدمہ روبکار ہے۔ ترتیب مسل کا انتظار ہے۔ دیکھئے سرکار سے کیا سزا ہوتی ہے۔ ایسی بدکرداری کی کیا جزا ہوتی ہے۔ اس سے پہلے تارے والی کوٹھی کے

کے خزانہ ۱ صندوق توڑے جانا اور خزانچی کے اس علت میں ۲ اور روپی دینا ۳ ہوا تھا۔ ناظرین اخبار کو ۴ ہوا تھا۔ لیکن خزانچی کا نصیب اندنون یار ہوا۔ وہ بھید اظہار ایک حوالدار اور بارہ تلنگی سکھونکی پلٹن کے چور تھے وہی محافظ حرام خور تھے۔ جب اوس گارد کے برخاست ہوئے ۱۹ رفروری کو باہم بانٹنے لگے۔ حوالدار افسر چہانٹنے لگے۔ زیادہ طلبی کی شورغل ہوا۔ ہنگامہ بالکل ہوا۔ صوبہ دار قریب سوتا تھا۔ جہاں یہ حصہ ہوتا تھا۔ وہ جوانکی توتو میں میں سے چونکا۔ بدخواب ہونے سے مزاج بگڑا غصے میں بھونکا۔ کہ سرکار سے کیا انعام پایا ہے۔ جو کمی بیشی کا شور مچایا ہے۔ حوالدار توحصے کے واسطے جھلایا تھا بےتکلف کہہ اوٹھا کہ خزانے سے انھوں نے روپیا چُرایا ہے۔ اوسکا حصہ کرتے ہیں۔ کمی بیشی پر قصہ کرتے ہیں۔ صوبہ دار نے فوراً کپتان سے اظہار کیا۔ اوسنے گارد بھیجکر سبکو گرفتار کیا۔ اسباب کی تلاشی جو ہوئی۔ چالیس کنجی نکلی۔ جب کمشنر صاحب کے صندوق میں کنجی لگائی۔ ایک مطابق پائی۔ اور یہ ثابت ہوا کہ وہ جو کچہری بخشیگری کے بخشی مریٹ سے متعلق تھے جسوقت تنخواہ کے تقسیم کا لگا لگا تھا۔ انھیں حرام خورونکا پہرا تھا۔ ان کنجیوں سے کام نکالا تھا۔ خزانہ خالی کر ڈالا تھا۔ ۲۶ رفروری کو کپتان اور وہ جوان ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں آئے۔ سمن نکسن ارتین صاحب کے اجلاس میں تھارن ہل صاحب بہادر بھی موجود تھے اظہار ان کے سنائیے۔ بعد تحقیقات جرم چوری کا تلنگون پر ثابت ہوا۔ لیکن حکم کچھ نملا۔ آج کل جو سزا اونکی تجویز ہو جائیگی۔ وہ لکھنے میں آئیگی۔ مگر وہ روپیا جو دیا کشن خزانچی سے لیا تھا وہ تو پھیر دیا اور یقین ہے کہ خزانچی بھی بحال ہو جائے۔ پھر یہ اپنا عہدہ بدستور پائے۔ یہ حال بنوک قلم ہو گیا ہے۔ کچھ جملہ رقم ہو گیا ہے۔ کہ رام جی کا اسباب منصف الدولہ سید باقر صاحب کے عزیز ہاشم علی نے چُرایا تھا۔ شہر سے بھاگ گیا اوسکا پتا سراغ کچھ ہاتھ نہ آیا تھا۔ لیکن ۵ ۶ زیادہ ہوئی۔ وہ جو چھڑانے کے نام سے زر نقد لیکے کہا گئے ہیں۔ ۷ گھبرا گئے ہیں۔ صحیفۂ سابق میں کشتیونکے پل کا محصول مقرر ہونا رقم ہوا تھا۔ مستاجری کا حال حوالۂ قلم ہوا تھا۔ کئی مہینے بڑا اندھیر رہا۔ آیندورروند پر مستاجر کا ہتہ پھیر رہا۔ غریب غربا حیران ہوے۔ آمدرفت میں زیربار پریشان ہوئے۔ اندنون مسٹر سمن نکلسن ماتین صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر کو معلوم ہوا۔ اہل شہر کا سید ہا مقسوم ہوا۔ مستاجر کا تعلق موقوف ہوا۔ برقنداز دنکی اوٹھانے کا کوتوال کو حکم دیا۔ ۲۷ رفروری کو عبدالستار خان خاص بازار کے رہنے والے نے اپنے جورو محمدی خانم کو زخمی سراسر کیا۔ اوس قصائی نے قساوت قلبی سے تمام جسم قیمہ کر کے برباد اپنا گھر کیا۔ عقلیہ معلوم ہوتا ہے بُرا کام کیا ہوگا۔ جب شوہر نے جورو کی بوٹیاں اوڑا کر چیلو نکے دینے کا سرانجام کیا ہوگا۔ جب اسکی ہنگامے کی دہوم ہوئی۔ تھانہ دار کو خبر معلوم ہوئی۔ فوراً مقام واردات پر پونچے وہ مجروحہ زخموں سے چور تھی۔ بات کرنے سے معذور تھی۔ کچھ نام بتا نہ سکی۔ حال سنا نہ سکی۔ تھانہ دار نے خانہ تلاشی لی اوس سنگدل ظالم کو ایک کوٹھری میں پایا۔ چُھری ننگے ہاتھ میں کپڑے خون سے تر بدحواس سراسر نظر آیا۔ اوسی صورت سے تھانہ دار باہر لائے منتظم شہر کے حضور میں چالان کیا۔ روداد کا اعلان کیا۔ وہاں کچہری میں اظہار ہوا۔ کبھی انکار کبھی اقرار ہوا عورت کو اسپتال میں بھیجا ہے۔ آیندہ دیکھا چاہیے ہوتا کیا ہے۔ ۲۸ رفروری کو علاقہ تھانہ چلاوان میں دو برقنداز جل گئے۔ سپہ گری کے بل اوبل گئے۔ مگر ابھی باعث سوختگی کھلا نہیں۔ آسیمیں مہاراجہ میوارام کی وکیل نے چوریکا عرض حال کیا۔ صاحب نے کوتوال کے پاس بھیجدیا۔ انھوں نے اوسیدن اپنی خوش تدبیری دکھائی۔ سب جنس چوکیدار کے گھر سے منگائی۔ تخمیناً دو ہزار سات موستاون کا مال ملا۔ جڑاؤ اسباب فی الحال ملا۔ باقی کی جستجو ہوتی ہے۔ تلاش کو بکو ہوتی ہے۔ صحیفۂ سابق میں احمد اللہ شاہ صاحب کا مجمل حال لکھا تھا۔ جتنا سنا تھا۔ بالفعل ایک شفیق کا عنایت نامہ آیا۔ مفصل نظر وہ ہنگامہ آیا۔ کہ جب شاہ صاحب فیض آباد میں پونچے۔ چوک کے سرا میں اوترے۔ پانچ آدمی ہمراہ تھے۔ جہد جہاد میں مصروف شام و پگاہ تھے۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی۔ حکام کو فکرِ انسداد منظور ہوئی۔ قریب شام کوتوال شہر سرا میں آئے۔ اونکو مسلح دیکھکر فہمایش

---

۱ ۲ ۳ / کرمخ...

کے کلمے زبان پر لائے۔شاہ صاحب ہوا پر سمند صبا پر تھے کڑے ہوئے سخت کلمے سنائے۔بیٹھے بٹھائے ہتھیار اوٹھائے۔کوتوال نے طرح دی۔اپنی راہ لی۔اوسیوقت دو کمپنیاں تلنگونکی آئیں سرا کا محاصرہ کیا۔اون لوگونکو گھیر لیا۔صمدم منتظم شہر کمپنی کے ساتھ سرا میں آئے۔شاہ صاحب گھبرائے۔فوربس صاحب نے پہلے بندوبست سب کیئے۔پھر ہتھیار طلب کیئے۔شاہ صاحب نے بڑ میں جو منہ میں آیا۔بر رو سنایا۔صاحب بہادر کو غصہ آیا فیر کا حکم تلنگونکو دیا۔بندوقوں میں رکھ لیا۔شاہ صاحب کے ہمراہوں نے دیکھا کہ جان جانیکا زمانہ ہے۔شرافت کے جوہر دکھانے کا زمانہ ہے۔ ۲ؔ دوام کسکی زندگانی بے مرجائے مگر نام ۳ؔ بہادروں کے نام رہ جاتے ہیں۔سینکڑوں تلنگے گنوار ہیں۔یہ معرکے یادگار ہیں۔بسم اللہ کہکر تلواریں سنبھالیں۔اناللہ کہکے میان سے نکلیں صاحب (؟) کوفی الفور زخمی کیا۔جن تلنگونکی قضا تھی اونکو مار لیا۔دوسو سے پانچ آدمی کی صف آرائی کیا۔زخموں سے چور ہوے۔بادۂ اجل سے مخمور ہوے۔دو اور مسافر بھی انکے ہم سفر ہوے۔قضا کے ہاتھ سے نہ جانبر ہوے۔شاہ صاحب نے جرات سے جھپٹ کر ہاتھ مارا۔تلوار کا پھلوا ٹوٹ گیا۔مجبور ہوے جی چھوٹ گیا۔اسپر گولی کا زخم شانے پر کھایا۔آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا۔ہمراہی دریادل بحرِ جرات میں ڈوب کی پار ہوئے۔شاہ صاحب نیتے گرفتار ہوے۔غور کا مقام ہے اگر چہ یہ نصف بھی ہوتے تو کیا ہوتا۔کسطرحکا ہنگامہ عظیم بپا ہوتا۔زخمی اسپتال گئے۔جو مر گئے بے رنج و ملال گئے۔اب شاہ جی بیچارہ گرفتار ہے۔سرکار کو اختیار ہے۔مرنے والوں نے انتہا کی جرات کی سیکڑونکا مقابلہ کیا مارا بڑا کام کیا۔سپہ گری کی ٹیک رکھ لی نام کیا۔۲ رجب کو مقبول الدولہ بہادر کلکتے سے آئے۔بچھڑونکی ملاقات سے لطف اوٹھیئے۔۳ تاریخ نواب حسام الدولہ بہادر کے پاس حاضر ہوے۔حکمنامہ شاہی پیش کیا۔نوابصاحب نے ملاحظہ کم وبیش کیا۔دواب کے سپرد کرنے کا حال تھا۔یہی اونکا سوال تھا فوراً بہادر ممدوح نے کاغذ دواب کے سپرد کر کے دانہ چارہ دینے کی مُودیونپر ممانعت کی۔مقبول الدولہ نے دس روز اور دانے چارے کی درخواست کی التجا نہایت کی۔نوابصاحب نے فرمایا حکمنامہ جس مضمون کا تھاہ اوسپر عمل ہوا۔دواب سپردِ بے رد و بدل ہوا۔اب تم جانو دواب جانے۔اِسکا حساب جانے۔اب مجھے سروکار نہیں۔نافرمانی کا اختیار نہیں۔یہی دبیر الدولہ بہادر اور صحۃ الدولہ بہادر نے کہا۔مقدمہ بدستور رہا۔کچہری برخاست ہوئی مقبول الدولہ اپنے گھر گئے طرح طرحکا لذیذ کھانا میسر آیا۔کُل دواب پر فاقہ ہوا گھاس ملی نہ دانا۔ بے زبان ۴ؔ بجز اسکے کے آسمان کو دیکھکے چپ رہے ۵ؔ اگر اپنے پاس سے کسی کو دانہ چارہ دلواتے۔تو سرکار سے بجرانہ پاتے بلکہ ایک کی دو ہوتی۔جو چاہتے سو ہوتی۔سب سائس فیلبان وغیرہ آئے کہا دو برس چھ مہینے کی تنخواہ ہم ـــــ۔جانورونپر آپ کا اختیار ہے ہمارے حال پر رعایت ہو۔ ۶ؔ مقبول الدولہ نے حسام الدولہ بہادر کو عرضی میں یہ حال لکھا کہ حضرت اقدس واعلی کو عرضداشت بھیجی ہے جب تک جواب نہ آئیگا۔بندہ اس کارخانے کا دخل خارج سمجھکر یہ حرف زبان پر نہ لائے گا۔اس عرصے میں یہ بھوکے نہ مریں۔آپ بدستور سابق دانے چارے کی خبر گیری کریں۔اسپر اون بے زبانونکی تین دن کے بعد اتنی سماعت ہوئی ہے۔کہ مودیوں کو پھر اجازت ہوئی ہے۔غور کا مقام ہے کہ یہ جوانکا آنا ہے۔یہ کششِ آب ودانا ہے۔اس سے پہلے شفاء الدولہ بہادر آئے تھے اونکا حال حوالہ قلم ہوا۔لیکن اونکو حضرت سے جدا ہونے کا ایسا الم ہوا۔باوجودیکہ مزاج اونکا نسبت سابق رو لصحت ہے۔لیکن اونکی عجب حالت ہے۔ہردم جانے کا خیال مدِ نظر ہے۔عارضے سے صحت میں بے چینی آٹھ پہر ہے۔یہ قول ہے کہ وہانکے مرض میں صحت کا مزا تھا۔مالک کا سامنا تھا۔اگر پر بہم پونچیں ابھی اوڑ جائیں۔حضرت کی زیارت کریں اپنا حالِ زار دکھائیں۔جان نثار ایسے ہوتے ہیں۔کہ آقا سے جدا ہوکے چین سے نہیں سوتے ہیں۔سابق میں غلے کی گرانی کا حال رقم ہو چکا ہے محتاج غریبونکی پریشانی کا حال رقم ہو چکا ہے۔اندنون پھر وہی آفت نازل ہوتی ہے۔بیوپاریونکو لوٹ حاصل ہوئی ہے۔

۱ـ تا ۶ـ کرم خوردہ

چارطرف بریز بریز ہے۔مستاجرونکی بن آئی ہی محتاجونپر خنجر تیز ہے۔ایک تو بیکاری ستاتی ہے۔دوسری گرانی غلے کی ہوش اوڑاتی ہے۔اب روپی کا آٹا تیرہ (۱۳) سیر ہے۔یہ اندہیر ہے۔افسوس حکام کو اسطرف التفات نہیں۔انتظام کی بات نہیں۔مناسب ہے کہ غربا کے حال پر عنایت فرمائیں محتاجونکو تکلیف سے بچائیں۔ ۱؎ ایک دن نواح تلسی پور میں شیخ فضل علی تین سو آدمیوں سے برسر رہ گذر تھا۔یہاں تو ہرایک منتظر تھا۔خبر پاکر پچاس سوار یلغار گئے دو چار ہوتے ہی عجب حالت ہوئی۔اوسی طرف سے سبقت ہوئی۔اوسوقت بھی وہی تیز ہوے۔کئی سوار زخمی کیئے باقی گریز ہوے۔خون کی نالی بہ گئی۔ایسے بھاگے کہ زخمی وہیں رہ گئے۔پھر انھوں نے اپنی راہ لی۔جوانمردی نباہ لی۔اب سوار اور پیدل کو اودہر روانہ کیا ہے۔مخبرونکی خوشی کو سراغ رسانی میں پانچ ہزار کا اشتہار دیا ہے۔مگر اسپر بھی اوس دلیر کو وسواس نہیں۔کسیطرح حکا ہراس نہیں۔اب ہزار جرار آزمودہ کار ہمراہ ہیں۔خوش محفوظ شام و پگاہ ہیں۔منتظموں کو پریشانی کمال ہے۔بلوے کا خیال ہے۔سنا ہے کہ اوس علاقے میں اکثر لاشیں بے سر سر راہ ملی ہیں۔متواتر قتل کے وارداتیں سنی ہیں۔سر ہنری لارنس صاحب بہادر ایجنٹ راجپوتانہ جو بالفعل لکھنو کے چیف کمشنر ہوے ہیں۔جے کشن صاحب بہادر کے مقام پر مقرر ہوے ہیں۔اندنوں اوراسباب اونکا یہاں آیا ہے۔محافظوں نے بخیر پوہنچایا ہے۔جلد تشریف لانے کی خبر مشہور ہے۔ناظرین کو اطلاع ضرور ہے۔سنا ہے کہ بہت فہیم و عقیل ہیں مگر دیکھیئے اس ملک میں کس طرح کا انتظام کریں۔رعایا پروری عدل گستری سے نام کریں ۲؎ کشمیر سنگھ بہادر والی جمّوں نے قلعہ مظفر آباد کے ۳؎ عجلت سے مستحکم کیا ہے۔اونکو حکم ہے کہ پچاس ہزار ۴؎ کے وہاں ہر وقت موجود ہے۔اس ضرر یں خیال سود رہے۔

بلوچستان

اندنوں منشا سرکار بہادر ضبطی ملک بلوچستان ہوا تھا۔بذریعہ تحریر سکو مطلع کیا تھا۔سرداران پوپل زئی اور بلوچ نے بددل ہو کر سپہ سالار ہرات سے ظاہر یہ راز کیا۔قدم جمانے کو در پردہ ساز کیا۔کہ ہم لوگ اطاعت فرمانروای ایران سے باہر نہونگے۔امور خلاف ہم لوگونسے کبھی ظاہر نہونگے۔جسوقت جو حکم صادر ہوگا بدل و جان بجالائیں گے۔ضرورت پر لیس ہو کے تیر کی طرح آئیں گے۔چنانچہ سپہ سالار ہرات نے بحضور بندگان شاہ کجکلاہ اس مضمون کی عرضداشت لکھی ہے۔اور ان لوگوں کی تسکین کی ہے۔ایسی خبریں موحش سننے میں آتی ہیں۔دیکھیئے کیا رنگ دکھاتی ہیں۔

اچانک

صحیفۂ سابق میں فوج انگریزی متعینہ چھاونی اچانک کا حال لکھا ہے۔بالفعل اخبار دوربین میں اور نظر آیا ہے۔کہ جب اہل فوج کا یورش زیادہ ہوا۔ہرایک تکلیف دہی پر آمادہ ہوا۔مدبران انگریزی نے اشتہار لگایا کہ جو شخص آگ لگانے والے کو پکڑ لائیگا۔یا نشان بتائیگا ہزار روپیہ انعام پائیگا۔اسپر بھی بھید نپایا۔مجرم ہاتھ نہ آیا۔ ۵؎ تالیف قلوب منظور ہوئی فساد کی تدبیر ۶؎ ہوئی۔مگر اب تک کچھ اثر نہوا۔یہ ہنگامہ عظیم سر نہوا۔اس وجہ سے ۷؎ جنکو انجام کا کیا کیا خیال ہے۔دیکھیئے کیا سامان ہو۔کون مطمئن کون پریشان ہو۔

۱۔تا ۷۔کرم خوردہ

اشام

فینکس کلکتہ مرقومہ ۴ رفروری سے معلوم ہوا۔ تازہ فساد مفہوم ہوا۔ کہ اندنوں اوس ضلع میں پہاڑیوں نے ہنگامہ مچایا ہے۔ بربادی اور غارت گری کا رنگ جمایا ہے۔ ایکروز دن دہاڑے موضع سویا میں ڈاکہ آیا۔ نو آدمیوں کا خون بہایا۔ اور چار مہاجنوں کو زندہ پکڑ لیگئے۔ تازہ داغ دے گئے۔ سپاہی سرکاری مقابلے سے عاری ہوئے۔ رعب طاری ہوے۔ آخر سامنے سے ٹل گئے۔ جان بچائی نکل گئے۔ جب وہ قتل وغارت کر کے چلے گئے۔ بزدلوں کی بن آئی بستی میں دہوم مچائی۔ حاکم کو مجرمونکی تلاش منظور ہے۔ افسوس یہ ہے کہ وہاں سے دور ہے۔ اگر یہی بودے وہاں مقیم رہینگے۔ تو ہر روز ہنگامے عظیم رہینگے۔ رعایا پر بیداد ہوگی۔ جلد وہ بستی برباد ہوگی۔ دوربین

جہلم

بیان کرانیکل لاہور ہے۔ دوربینوں کو مقام غور ہے۔ کہ اندنون پہلے رسالہ ہندوستانی کو حکم ہوا کہ بہت جلد مہم خلیج فارس کی جانب راہی ہو۔ اور سب فوج پیدل اور سوارونکو بھی اس مضمون سے آگاہی ہو۔ ہر ایک اپنے مقام پر طیار رہے۔ حکم ثانی کا انتظار رہے۔

مرتضائی پشاور۔

بمبئی

ٹیلیگراف بمبئی کی جوتقریر ہے۔ بعینہ تحریر ہے۔ کہ مسٹر ڈیرین صاحب احمد نگر کا پوسٹ ماسٹر ہوا تھا۔ بمبئی سے اوس جانب سرگرم سفر ہوا تھا۔ اثنای راہ میں رہزنونکے ہاتھ سے مارا گیا۔ جان سے بیچارا گیا۔ اب مجرمونکی تلاش میں کد ہے۔ وہانکی باشندوں پر شدت ازحد ہے۔ دوربین

میرٹھ

صاحب جام جمشید کی تحریر ہے۔ پریشانی کی تقریر ہے۔ ۹ رفروری کو بذریعہ تار برقی چہاونی میرٹھ میں بڑی چمک [۱] سننے سے دلوں میں وحشت سمائی ہے۔ سب حکام پریشان ہیں۔ ہوش گم حیران ہیں۔ مگر ابھی مفصل معلوم نہیں ہوا کہ کیا ہے۔ اس بدحواسی سے کھٹکا بڑا ہے۔

بریلی

صاحب عمدۃ الاخبار رقم کرتے ہیں۔ اسطرح حوالہ قلم کرتے ہیں۔ ۱۳ رفروری کو صحدم نواب کمانڈر انچیف بہادر بریلی کی چہاونی میں داخل ہوے۔ اوسی شب ۶۸ پلٹن میں سامان دعوت طیار ہوا سکو سرور حاصل ہوئے۔ دوسرے دن پریٹ پر پلٹنوں اور سوارونکی قواعد ہوئی۔ مشقت زائد ہوئی۔ دوپہر تک میلہ رہا۔ صاحبانِ جلیل القدر اور روسای شہر کا ریلہ رہا۔ دوسرے دن صاحب بہادر خوش بشاش چیلی بھیت کی طرف راہی ہوے وہاں سے رام پور کی جانب جائینگے۔ نواب صاحب بہادر سے ملاقات کا لطف اوٹھائینگے۔ پھر میرٹھ ہوکر انبالے کا قصد فرمائینگے۔ ۲۶ رجمنٹ ہمراہ رکاب روانہ ہوا ہے۔ رسد رسانی کا حکم تھا تھانہ بتھانہ ہوا ہے۔

۱۔ کرم خوردہ

کارسازی جنگِ ایران

صاحب گلشن نو بہار کی گذریزی ہے۔ تازی مضمون خیزی ہے۔ کہ بالفعل مدبران انگریزی کئی وجھوں سے حیران ہیں۔ اس تحمل اور بردباری پر پریشان ہیں۔ ایک تو کثرت اخراجات مہم دامنگیر ہوئی۔ ناچار اونکی یہ تدبیر ہوئی۔ کہ چھ روپے سیکڑا سُود کا اشتہار دیا۔ اسپر بھی کسی صاحب نے روپیا نہ دیا۔ آخر روسائے ہندوستان سے درخواست کی۔ اونہوں نے بھی چشم پوشی بے کم و کاست کی۔ مجبور مما لک مغربی اور شمالی کے کلکٹر ونکو لکھا کہ جسکی تحویل میں جسقدر روپیا ہو بمبئی کو جلد روانہ کرے۔ دیر ذرا نکرے۔ اور فرنڈ اف انڈیا کا بیان ہے۔ عقل حیران ہے۔۔۔۔۔۔ ١۔۔۔۔۔ منظور ہے ایک تمسک ملکہ معظمہ انگلستان کی مہر اور کمپنی کی دستخط سے عنایت بہ تعجیل ہو۔ ہماری خاطر جمع ہو روپے کی سبیل ہو۔ صاحب خبر کا قول ہے کہ اگر یہ سچ ہے۔ تو بات کی پیچ ہے۔ بلحاظ ضرورت یہ بھی منظور ہوگا۔ روپیا لینے کو مہر دستخط جو کہیں گے ضرور ہوگا۔

کلکتہ

بالفعل اکثر صحائف انگریزی میں یہ تقریر ہے۔ مکرر یہی تحریر ہے۔ کہ عنقریب ایوان گورنری میں محفل دعوت مہاراجہ سیند ہیا قرار پائیگی۔ سب انگریز جلیل القدر مجلسہ ہونگے بڑی کیفیت نظر آئیگی۔ بنگال ہرکارہ کی خبر ہے۔ شورش اثر ہے۔ کہ ۳ رفروری کو ایک سنگدل بطمع زیور وزر ایک عورت ساکن فنک بازار کو ذبح کیا طرح گہیرنے لگا۔ موقع پا کر گلے پر چُھری پہیرنے لگا۔ اوس مظلومہ نے غل مچایا۔ پولس والونکو بُلایا۔ آخر اوس نامرد کے ہاتھ پاؤں پہولے چُھری ہاتھ سے چھوٹی۔ گلا کاٹنے کی گہات بہولی۔ چار قدم بہاگا پھر اسیر ہوا۔ اہل پولس کے ہاتھوں پابزنجیر ہوا۔ اب مقدمہ زیر تجویز حاکم عدالت ہے۔ سزا کے خوف سے اسکی بری حالت ہے۔ دیکھیے رائے حکام کیا ہو۔ اِس کا بدکی کیا سزا ہے۔ فینکس کلکتہ کا بیان ہے۔ طرفہ داستان ہے۔ کہ باوجود مستعدی حکام۔ اور حسنِ انتظام۔ ۱۷ رجنوری کو ڈاک کلکتے سے ٢ اچانک کی فوج کہ بگڑنا شہرہ نافرمانیوں کا اطراف کے راجوں کی سرتابی۔ میرٹھ میں نو سے گوروں کی خانہ خرابی ہندوستانی پلٹنوں کے سبب سے ہیں۔ یہ سب معاملے عجب سے ہیں۔

افغانستان

دہلی گزٹ کی تحریر ہے عجیب غریب تقریر ہے۔ بالفعل سردار غلام حیدر خان نہایت پریشان ہے۔ افواج ایران کی یورش سے حیران ہے۔ سلطان خان وغیرہ جو شریک لشکر ماموره ہرات ہیں اونسے قصد ساز ہے۔ مگر مخفی یہ راز ہے۔ ولاورانِ ایران بڑی دلیری سے نواح قندھار میں مقیم ہیں۔ ہردم منتظر غنیم ہیں۔ اندنوں قندھار میں مشہور ہے۔ ہر ایک کی زبان پر یہ مذکور ہے۔ کہ امیر دوست محمد خان بہادر نے پشاور میں چیف کمشنر بہادر سے اقرار کیا ہے۔ فوج انگریزی افغانستان کی راہ سے ہرات کو پوہنچا دینے پر دار مدار کیا ہے۔ اس وجہ سے

١۔ کرم خوردہ ٢۔ کرم خوردہ

پچیس لاکھ روپے سرکار کمپنی سے عطا ہوے۔ خلعت او سپر سوا ہوئے۔ اور یہ بھی اقرار ہوا ہے کہ جو تمہاری کوشش سے فوج انگریزی کی ہرات تک رسائی ہوگی۔ اور فوج ایران کی سر میدان صفائی ہوگی۔ تو تمکو اسکے صلے میں پشاور بھی عطا ہوگا۔ ضرور یہ وعدہ وفا ہوگا۔ صاحب اخبار کا قول ہے کہ یہ مقدمہ اول فول ہے۔ خدا نکرے ایسا اقرار ہوا ہو۔ سرکار انگریزی کو ۲ اعتبار ہوا ہو۔ افغان ہرگز انگریزوں سے صاف نہیں۔ اس وقت برسر مصاف نہیں گو اہل ایران بھی خلاف مذہب ہیں۔ مگر انگریزوں کے تو ذہب یہ بے ذہب ہیں۔ ہر وقت درپئے آزار رہتے ہیں۔ انکی حکمرانی سے بیزار رہتے ہیں۔ ظلم انکا شعار ہے۔ یہ بھید چھپا نہیں آشکار ہے۔ سابق میں الگزینڈر برنس اور رجمنٹ شکپیر اور افسرِ جلیل القدر جو کمک شاہ سوجا کو افغانستان کیطرف گئے تھے۔ مدت تک افغانونکے ہاتھ سے کیا جور سہے تھے۔ پھراب فوج بھیجنے میں سوا تکلیف اور نقصان کے کچھ فائدہ نہیں۔ بے سمجھے سبقت کرنا دانشمندونکا قاعدہ نہیں۔ صاحب پنجابی لاہور ایک چٹھی ۶ رفروری آمد قندہار سے رقم کرتے ہیں۔ اس مضمونکو اس پہلو سے حوالہ قلم کرتے ہیں۔ کہ ۱۰ رجنوری کو سردار غلامِ حیدر خان کے پاس خبر پہونچی تھی۔ کسی رازدار نے لکھی تھی۔ کہ سلطان خان بارہ ہزار کی جمعیت سے انار درہ سے کوچ کر کے طرف قندہار آتا ہے۔ ملک کے قبضہ کرنے کو بے اختیار آتا ہے۔ فوراً غلام حیدر خان نے سردار جلال الدین خان اکبر خان کی بیٹی کو کرشک جانے سے باز رکھا۔ تمام لشکر سے پوشیدہ یہ راز رکھا۔ پھر یہ خبر آئی کہ سردار محمد صدیق خان مع فوج امراہی قندہار سے قلات غلزئی کی طرف چلا گیا۔ اس معرکہ سے طرح دیگر ادوہر برملا گیا۔ ان خبروں سے فوجِ ایران کا یورش صاف معلوم ہوتا ہے۔ دلادری سے عزمِ مصاف معلوم ہوتا ہے۔ مگر ادہر سے تامل ہے۔ گرم بازاری نبرد سرد بالکل ہے۔

بوشہر

صاحب اخبار اسٹپر برک انگیریزی کی روایت ہے۔ طرفہ حکایت ہے۔ کہ کیوشن نامی آگ بوٹ انگریزی بوشہر سے آیا۔ اوس سے اس خبر نے شہرہ پایا۔ کہ ایک شب فوجِ شاہ ایران نے لشکر انگریزی میں جو قلعہ کے باہر مقیم ہے ڈاکہ مارا اسطرح غصہ اوتارا۔ ایک حملے میں سنگر توڑا۔ جو سامنے آیا اوسکو زندہ نچھوڑا۔ مگر ابھی مفصل خبر معلوم نہیں ہوئی۔ کیفیت واقعہ ۱ آیندہ جو دریافت حال ہوگا۔ رقم فی الحال ہوگا۔ دونوں طرف اس مضمونکی تقریر ہے۔ چنانچہ نواب گورنر جنرل بہادر کلکتہ نے گورنر بمبئی کو اس مضمون کی چھٹی لکھی ہے کہ بالفعل فوج بوشہر کی جانب بھیجنا بیکار ہے۔ صلح پر دار مدار ہے۔ اگر یہ امر حسبِ دلخواہ ظہور میں آیگا۔ تو لشکر انگریزی زحمت سفر سے بچ جائیگا۔ سرکار کو نقصان جان و مال گوارا نہار نہیں۔ کچھ لڑائی سے انکار نہیں۔ غرض اندنون متواتر صلح کی خبر آتی ہے۔ اور آثار سے بھی یہی بات نظر آتی ہے۔ دیکھیے کس امر کا اظہار ہوتا ہے۔ انجامِ کار کس بات پر دار مدار ہوتا ہے۔

فرانس

ایونگ مال لندن اخبار ولایت سے ظاہر ہوا۔ نئے سامان سے ہر ایک ماہر ہوا۔ کہ شاہ فرانس جو مدت سے بیمار تھا۔ مرض سخت میں گرفتار تھا۔ اندنون صحت پائی۔ عنایت شافی مطلق سے فرصت ہاتھ آئی۔ بعد غسلِ صحت طیاری جشن کا حکم دیا۔ تکلف کا سامان ہوا۔ سب

۱۔ اور ۲۔ کرم خوردہ

امرای نامدار روسای ذوی الاقتدار حاضرِ محفل ہوئے۔ طرح طرح کے سامان مسرت کے حاصل ہوے۔ پھر اذنِ عام ہوا جسکا جی چاہے آئے۔ شرف اندوز ملازمت ہو جائے۔ تخت جواہر نگار پر شاہ والا جاہ اور صاحبزادہ بلند اختر مثل مہر و ماہ جلوہ گر ہوئے۔ گرد وزرائے عالی منزلت اور امرای والا مرتبت اپنے اپنے قرینے اور قاعدے سے حاضر ہوے۔ پہلے نذریں گذریں پھر رقص و سرود کی گرم بازاری ہوئی۔ بڑے تکلف سے محفل کی طیاری ہوئی۔ پھر خلعتِ گران بہا علی حسب المراتب ہر ایک کو عنایت ہوی۔ غربا اور مسکین کو تقسیمِ زر سرخ و سفید بے نہایت ہوے۔ اور ---------ا---

مقدمہ گذشتہ بحال کیا۔ تخمیناً بائیس (۲۲) برس گزرے کہ راجہ بیکنٹھ باسی نے اس جہان سے سفر کیا۔ اوسدم سرکار نے بنظر اتحاد یہ راج مجھے دیا۔ سرکار کمپنی نے ایک علاقہ ہمارے ملک سے نکال کر بطورِ جاگیر دیوانِ ریاست کو دیا باوجود دوستی اور یکجہتی سرکار عالی تبار نے نقصان ہمارا گوارا کیا۔ ظاہرا اس امر میں صریح حق تلفی ہوئی ہے۔ اسواسطے اطلاع کی ہے۔ مقتضائے لطف و اتحاد یہ ہے کہ علاقہ جاگیرِ دیوان ہمکو ملے۔ یہاں سے اوسکی ورثہ کی پرورش رہے۔ دستورِ سابق میں کمی نہو۔ اساس اتحاد میں برہمی نہو۔ دیکھیے اس درخواست کا کیا جواب ہو۔ کون برسرِ حساب ہو۔ سلطان الاخبار

رسیدِ زرِ قیمت طلسم لکھنؤ

اسمای خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
نواب منور الدولہ بہادر دام اقبالہ	سات روپے	۲۲ ذیقعدہ ۱۲۷۲ھ ہجری لغایت آخر جمادی الآخر ۱۲۷۳ھ ہجری
منشی مرلیدھر صاحب و منشی رام پرشاد صاحب دام دولتہما	دو روپیہ چار آنہ	سن ابتدائی ۱۲ جمادی الاول ۱۲۷۳ھ ہجری لغایت ۱۱ شہر ذیقعدہ ۱۲۷۴ھ ہجری

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

ا۔ کرم خوردہ

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبارِ نو   یافت جانِ تازہ جسمِ لکھنؤ   گنجِ گوہرہائے معنی اندروست   چشم بکشا بر طلسمِ لکھنؤ
عنوان صحیفہ حمد حق ہے   زیبائش اوّل ورق ہے   پھر نعت ہے سید البشر کی   جس نے ہمیں سچی خبر دی

نمبر ۳۴ ۱۶ / شہر رجب ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۱۳ / ماہ مارچ ۱۸۵۷ عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تا بمقدور ہے مدح و ذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں۔ ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زرمرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد   بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است
مصرعِ تاریخ آغازش عنایت زد رقم   گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنؤ است

۱۲۷۳

لکھنؤ

منصب رای مہتمم سڑک نے سفا کی پر کمر باندہی ہے۔ بوم خصال کھودنے کو آمد ہی ہے۔ چنانچہ ایک مسجد محمود نگر میں متصل امام باڑہ حیدری طوائف ہے پہلے اوسکا پشتہ کھودنے کا ارادہ کیا۔ مسلمانونکو پریشان زیادہ کیا۔ جو لوگ اوس مسجد میں موجود تھے اونھوں نے منع کیا مگر سفاکوں نے نہ مانا کھودنے کا لگا لگا دیا۔ اون بیچاروں نے ڈپٹی کمشنر بہادر کی حضور میں عرض حال کیا۔ اظہار ملال کیا۔ صاحب عدالت نے وعدہ آنیکا کیا۔ ملاحظہ فرمانے کا کیا۔ مگر اوس سفاک نے نمانا۔ مسلمانونکو رنج دینا ثواب جانا۔ اوسیدن زمین برابر کی۔ مُہری بنا کر عیب چھپایا عدول حکمی سراسر کی۔ دیکھیے اب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر آکر کیا بناتے ہیں۔ کیا انصاف فرماتے ہیں۔ سابق میں کئی صرافوں نے کھوٹا کام کیا ساہوکار ہمیں بٹہ لگا نام بدنام کیا۔ چوریکی چاندی لی چبوترے میں خبر نگی گرفتار ہوے۔ سرکچہری جرم ثابت ہوا اونکو اقرار ہوے۔ کمشنر صاحب بہادر نے حسب ضابطہ اونکی میعاد کی۔ اون لوگوں نے بہت داد بیداد کی۔ اصلا سماعت نہوئی۔ کچھ رعایت نہوئی۔ اندنون سبھوں نے پریشان ہو کر یہ تدبیر نکالی ہے۔ بازار بند کر کے ہڑتال ڈالی ہے۔ باہم سبھو نکی سازش ہے۔ تدبیر نالش ہے۔ اکثر دکانیں بند ہوئی ہیں۔ تدبیریں چند در چند ہوئی ہیں۔ دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے۔ کون مورد جفا ہوتا ہے۔ حکام کو رعایا کی رعایت ضرور ہے۔ رفع شکایت ضرور ہے۔ نہیں تو فتور ہوگا۔ دور دور مذکور ہوگا۔ پہلی مارچ کو دن دہاڑے رام گنج کے محلے میں کہار کے مکان سے

آگ لگی۔آن کی آن میں لے اوڑی سب طرف بھاگا بھاگ لگی۔احمد یار خان تھانہ دار کو خبر ہوئی۔بُجھانے کی فکر سر بسر ہوئی۔برقنداز اور چوکیدار تمام علاقے کے بُلائے۔چھینٹے دے دے کے شعلے بجھائے۔اہل محلہ کے پر جلتے تھے کوئی پاس نہ آتا تھا۔اوس لگی کو بجھانے نہ جاتا تھا۔بڑی دلیری سے شعلۂ جوّالہ سرد کیا۔بڑی عرق ریزی سے دہوان دہار دہوان گرد کیا۔پانچ مکان جل گئے اور نہ بجھی ایک املی کا درخت خاک ہوا۔مگر اسباب محفوظ رہا بکھیڑا پاک ہوا۔جب صاحب منتظم شہر کو اس واردات کی خبر ہوئی۔تھانہ دار کی پرورش مدنظر ہوئی۔کارگزاری کے صلے میں نیکنامی کا پروانہ ملا۔نام تو ہوا اور کچھ ملا یا نملا۔اندنون حکام قسمتِ بہرائچ نے راجہ منور خان نان پارے والی کے بیٹے کا علاقہ کم سنی کے باعث کورٹ آف وارڈس کیا۔تا زمانِ بلوغ اور سنِ تمیز علاقہ اپنی تحصیل میں لیا۔اور تین سے ساٹھ روپیہ ماہواری مان بیٹے کے صرف کو مقرر ہوئے۔پرورش مدنظر ہوئی۔جسدم خیر و شر کی تمیز ہوگی جوان ہوگا۔اپنے علاقے کا حکمران ہوگا۔ہر طرح کا انتظام سرکار کو مدِنظر رہتا ہے۔معاملات سرکاری ہوں یا رعایا کے خیال برابر رہتا ہے۔یہی باعث خوش انتظامی کا ہے۔موجب سرکار کی نیکنامی کا ہے جس کسی کو فلاح کا دہیان ہوتا ہے۔اوسے سرکار کی جانب میلان ہوتا ہے۔

صحیفۂ سابق میں یاقوت جشی کا لہنی میں گرفتار ہونا لکھا تھا۔بذریعۂ روبکاری تھانہ تھانہ روانہ بے تکرار ہونا لکھا تھا۔اندنون دسویں رجب کو یاقوت مع مرزا حسین علیخان اور شیریں وغیرہ چھ آدمیوں سے شہر میں پونہچا۔کوتوال صاحب کے سپرد ہوا۔پہلے تو محض انکار کیا۔جب کوتوال صاحب نے چشم نمائی کی چوری کا اقرار کیا۔اور حسین علی خان کہ بڑا امیار ہے۔دُزدِ شاطر دہ بدکار ہے۔بڑی تدبیر دن سے تیسرے دن چوری کا مظہر ہوا۔حرام خوری کا مقر ہوا۔پانسے کی اشرفیاں جو پنڈلیوں میں بندہی تھیں۔اسطرح چھپا رکہی تھیں۔مشکل سے ظاہر کیں۔مجبوری سے دیں۔باقی کا ابھی اقرار نہیں کیا۔کوتوالی میں اظہار نہیں کیا۔دیکھیے کیونکر انسے مال و زر وصول ہوتا ہے۔مطلب حصول ہوتا ہے۔آیندہ جو روبکاری میں اظہار ہوگا۔جیسا اقرار ہوگا۔مفصل صحیفے میں رقم ہوگا۔آگہی کو حوالہ قلم ہوگا۔

صحیفہ سابق میں شفاء الدولہ بہادر کا لکھنؤ میں آنا لکھا ہے۔بالفعل یہ تحقیق سنا ہے۔کہ ادہر شفاء الدولہ بہادر رخصت لیکر لکھنؤ میں داخل ہوئے۔اودہر جوڑ چلی در انداز فتنہ پردازی پر مائل ہوے۔حضور پادشاہ جمجاہ میں طرح طرح کے اظہار ہوے۔چرب زبانی سے پیدا کیا کیا اسرار ہوے۔حضرت کا مزاج برہم کرنے کی تدبیر کی۔مگر کسی مخلص نے اوس مضمونکی یہاں بھی تحریر کی۔شفاء الدولہ بہادر سنتے ہی بیقرار ہوے۔آخر روانہ بے تکرار ہوے۔دسویں کو ادہطرف کی عزیمت فرمائی۔تب دلِ بیقرار نے تسکین پائی۔واہ واہ ابھی تک حسد اور بغض باہم باقی ہے۔عجب اتفاق ہے کہ اشخاص معدود میں بھی نااتفاقی ہے۔ایک ایک کی جڑ کاٹ کے نہال ہوتا ہے برہم کاری میں ریشہ دوانی کرتے ہیں بے برگی میں برومندے کا خیال ہوتا ہے۔باغ جہاں کی ہوا بے رنگ ہے۔گل گریباں چاک غنچۂ دل تنگ ہے۔قول اوستاد مطابق حالِ زمانہ ہے۔اندنون چرخ اخضر سبزۂ بیگانہ ہے۔شعر ہمصفیر اس باغ کی کیسی ہوا ناساز ہے۔طائرِ رنگِ چمن تک مائلِ پرواز ہے۔چاہیئے کہ باہم رنگ اتفاق جمائے رہیں۔بگاڑ میں بھی بات بنائی رہیں۔

صحیفۂ سابق میں شیخ فضل علی کی دلیری کا حال مرقوم ہوا تھا۔جسقدر تحقیق معلوم ہوا تھا۔اندنون ایک تحریر انگریزی نظر آئی ہے۔اوس سے یہ خبر پائی ہے۔کہ ایکدن سی اِی بالیو صاحب ڈپٹی کمشنر گونڈہ چار سواروں سے ہوا کہاتے میدان کی فضا ملاحظہ فرماتے جاتے تھے۔اودہر سے شیخ فضل علی کئی دلاوروں کے ساتھ اِسی گہات میں آگے تھے۔اثنائے راہ میں سرِ میدان مقابلہ ہوا عجیب غریب معاملہ ہوا۔دو چار ہوتے ہی تلواریں کھینچکر صاحب بہادر کے برابر آئے۔صاحب کے ہمراہی صورت دیکھکر گھبرائے۔اونھوں نے دلاوری سے وار کیا۔سبکو قتل ایکبار کیا۔جب وہ انکی خون سے ہاتھ بھر چکے۔سب کا کام تمام کر چکے۔اپنی راہ لی۔جنگل میں پناہ لی۔جب چھاونی کے لوگونکو معلوم یہ بات ہوئی۔کہ سرِ میدان اس غضب کی واردات ہوئی۔تیر کیطرح اوس مقام پر آئے۔پریشان سراسر آئے۔دیکھا ہر ایک کی جسم پر زخم دامندار ہے۔میدان خون سے گلنار ہے۔لاشیں ٹکڑے ٹکڑے علیحدہ پڑی ہیں قاتل کا پتا ہے نہ نشان ہے۔سنسان میدان ہے۔ناچار لاشیں جمع کر کے بڑی پریشانی سے اوٹھائیں۔چھاونی میں لاکر اوّل منزل پونہچائیں۔اب صاحبانِ عالیشان کو تشویشِ کمال ہے۔انجام کا خیال ہے۔

کرانچی

وہاں سے ایک شفیق کی تحریر آئی ہے۔ تازی خبر پائی ہے۔ سرکار کمپنی کی عملداری میں چھوٹی امت کا دور ہوتا ہے۔ اشرافونکی آبروریزی کا طور ہوتا ہے۔ اندنون خاکردبونکا آسمان پر دماغ ہے کہ ملازم سرکار ہیں۔ اونکے ہاتھ سے اہل شہر عاری ہیں عجب نابکار ہیں۔ کسیکی آبرو کا خیال زنہار نہیں۔ وہ کون ہے جسپر گالیونکی بوچھار نہیں۔ لیکن جو صاحب مجسٹریٹ بہادر کو ایسی امور کی خبر ہوتی۔ بیشک تادیب پر نظر ہوتی۔ اسکا بندوبست ضرور ہو جاتا۔ اندنوں پچاس جہاز وغلہ واسطے فوج انگریزی کی کرانچی بندر میں لنگر انداز ہیں۔ مہم ایران کے طیاری ہے بڑے سامان وساز ہیں۔ ۲۵ رفروری کو ایک توپخانہ بوشہر کیطرف بڑی چمک سے راہی ہوا۔ تحریر بہر آگاہی ہوا۔ ۲۶ رفروری کو ایک آگ بوٹ بوشہر سے آیا۔ اوسنے تازہ یہ حال سنایا۔ کہ اندنون سپاہ انگریزی اور فوج ایران سے مقابلہ ہوا۔ بڑا مقاتلہ ہوا۔ تفصیل اسکی طول ہے۔ عبارت آرائی سے کیا حصول ہے۔ مختصر سا یہ بیان ہے۔ ہر مخلی کا اعلان ہے۔ بارہ کوس شہر سے پانی کا جھرنا ہے۔ راہ دشوار گذار ہے تشنہ کام کو تجس میں مرنا ہے۔ متصل اوسکے قیام دلاورانِ ایران تھا۔ مہیا لڑائیکا سامان تھا۔ ناگاہ فوج انگریزی کا گذر ہوا۔ پانی پینا مدِ نظر ہوا۔ جب وہ لوگ آگاہ ہوے۔ فورا سدِ راہ ہوے۔ ادہر مقابلہ ہوا۔ اودہر فیر کا معاملہ ہوا۔ پانی کی طلب نے یہ آگ لگائی۔ دل جلا کے آبِ شمشیر نے پیاس بجھائی۔ اون دلاوروں نے حملہ کیا۔ مُہرہ مارلیا سرِ میدان خوب گھسان ہوئے۔ فوج انگریزی جم کے پریشان ہوئی۔ سات سو جوان فوج انگریزی کے زخمونسے چور ہوے۔ اور پانسو ایرانی گولیوں سے زخمی نزدیک ودور ہوے۔ پھر ۲۶ رفروری کو اور معرکہ ہونے والا تھا۔ صف آرائیکو میدان میں قدم نکالا تھا۔ ابھی اوسکا حال معلوم نہیں ہوا مفصل مفہوم نہیں ہوا۔ کچھ زخمی پہلے معرکہ کے جان بلب کرانچی بندر میں آئے ہیں۔ باقی بندر بمبئی کو پوہنچائے ہیں۔ یہ خبر سنکے ۲۸ رفروری کو ایک رسالہ سوارونکا بسواری جہاز عازم بوشہر ہوا ہے۔ اور فوج کا جانا بھی مشتہر ہوا ہے۔ جتنے سائیس رسالے کے ہمراہ ہیں۔ وہ معرکۂ رزم سے آگاہ ہیں۔ اونپر سرکار کی بڑی عنایت ہوئی ہے۔ ایک ایک کرتی باناتکی مرحمت ہوئی ہے۔ یقین ہے کہ رنگ بانات کا ہی ہوگا۔ سرکار کے اقبال سے سائیس کیا گھسیارا تک سپاہی ہوگا۔ روز مرّہ کے خرچ کا سرکار نے ذمہ کیا ہے۔ سب سے زبانی کہدیا ہے۔ جو ایرانی فوج انگریزی کے مقابلے کو اڑی ہیں۔ بڑے ساز وسامانسے ڈہی دیئے پڑی ہیں۔ یہ فوج شاہی سے نہیں ہیں گردنواح شیراز کے باشندے جمع ہوکر ایک سردار کے ساتھ مقابلے کو آئے ہیں۔ اپنی ہنک بجھکر دلاوری کی انداز دکہائے ہیں۔ جو ملازم شاہ ایران ہیں۔ وہ پیچ وتاب کہاتے ہیں حیران ہیں۔ راہ میں برف جمی ہے آمد ورفت محال ہے۔ مقابلے سے عاری ہیں پریشانی کمال ہے۔

افغانستان

اخبار مفرح القلوب سے نقل ہے۔ کالاصل ہے کہ بعض سردار افغان کوتہ اندیش افتخار کرتے ہیں۔ بڑی مسرت سے یہ مضمون اظہار کرتے ہیں۔ کہ اندنون صاحب چیف کمشنر بہادر ممالک پنجاب نے امیر دوست محمد خان بہادر سے وعدہ کیا ہے کہ جس دم فوج انگریزی تمہاری حراست سے ہرات پر دخل پائیگی۔ اور فوجِ ایران مقابلے سے منہ پھیر کے باگ اوٹھائیگی۔ اوسوقت ملکِ پشاور تمکو عنایت ہو جائیگا۔ ہر سردار نقد وخلعتِ بیش بہا پائیگا۔ امیر دوست محمد خان بہادر کہ فہم وفراست میں کامل ہیں۔ ضبط ونسق کے طریقے حاصل ہیں۔ اس طرح پر بظاہر سلسلہ دوستی واتحاد بڑہاتے ہیں۔ باطن میں اخذ وجر کے ڈہنگ ہیں ہوا بتاتے ہیں۔ سنا ہے کہ لاکھ روپے ماہ بماہ امیر کو جائیں گے۔ بر دست ربط واتحاد سے یہ فائدہ اوٹھائیں گے۔ گو اندنون سرکار سے افغانونکو سب طرح پر اتفاق ہے۔ مگر اِنکے خمیر میں نفاق ہے۔ بالفعل شاہ کجکلاہ ایران نے پچاس ہزار سوار جرار ترکمان افغانستان کی جانب روانہ فرمائے ہیں۔ یہ سنکر سب گھبرائے ہیں۔ میجر لمسڈین صاحب بہادر اور لمسڈین اور ڈاکٹر کاکس صاحب بتجویز گورنمنٹ ہرات کیطرف مامور ہوے ہیں۔ لشکر شاہی کے حالات دریافت کرنا منظور ہوئے ہیں۔ اور نواب فوجدار خان غلزی کہ پہلے کابل کی طرف روانہ ہوے تھے۔ پھر بطور سفارت حسب

تجویز صاحب چیف کمشنر بہادر اودھ ہر گئے۔

ہرات

فینکس کلکتہ کی روایت ہے۔ تازہ حکایت ہے۔ کہ ان دنوں شاہزادہ سلطان میرزا نے نواح ہرات میں اشتہار دیا ہے۔ بہر آگاہی اس مضمون کا اظہار کیا ہے۔ نقل اوسکی صحیفۂ اخبار میں رقم ہوتی ہے۔ ناظرین کے ملاحظے کو حوالہ قلم ہوتی ہے۔

اشتہار

جملہ رعایا و برایا و سرداران والا تبار و مالگزاران ہر دیار قلمرو ایران و افغانستان کو لازم ہے کہ شاہ کجکلاہ ایران کی اطاعت میں سر جھکائیں۔ فرمان قضا جریان دل و جان سے بجالائیں۔ نوروز سے پہلے اس امر کا ظہور ہو۔ فرمان برداری میں نہ قصور ہو۔ کہ اسبات میں آسائش و امنیت جان و مال ہوگی۔ اور خلاف میں رعیت یورش افواج جرار سے پامال ہوگی۔ ایک معرکے میں دلاوری کا غرور جوانمردی کا بل نکل جائیگا۔ نافرمانی کی سزا قرار واقعی پائیگا۔ جب یہ اشتہار اوس نواح میں جاری ہوا۔ سبکو فکر مآل کار ہوئی بڑا اندیشہ طاری ہوا۔ چار ناچار حلقۂ طاعت گلے میں حمایل کیا۔ دل فرمان برداری شاہ کجکلاہ کی جانب مایل کیا۔ کئی سردار ٹیکے ہرات میں داخل ہوئے۔ خیر خواہوں میں شامل ہوئے۔ باقی پس وپیش آتے جاتے ہیں شرط خدمت بجالاتے ہیں۔ یقین ہے سرداران افغان بھی میدان اطاعت میں قدم جمائیں۔ پادشاہ ایران کے تابع حکم ہو جائیں۔

مچھلی بندر

ایک شفیق کی تحریر آئی ہے۔ اوس سے یہ خبر پائی ہے۔ کہ ان دنوں جان سین صاحب بہادر ڈپٹی مجسٹریٹ کراچی کا اوس نواح میں گزر ہوا۔ کیفیت آبادی کی دیکھنا مد نظر ہوا۔ جب جھجیا لیے اور مچھووں کی گہر دیکھے۔ پھوس کی جھونپڑی ٹٹیوں کی سواد یوار نہ در دیکھے۔ پہلے تعجب کمال ہوا۔ پھر اور خیال ہوا۔ اون لوگونکو حکم دیا کہ تم سب اپنی جھونپڑی اوجاڑ کر مکان بناؤ۔ آسائش کا سامان بناؤ۔ اوسوقت اون بیچاروں نے عذر کیا کہ ہم لوگ اس قدر مقدور نہیں رکھتے ہیں کہ مکان طیار کریں۔ سوائے فلس ماہی دام کہاں ہیں یہ کام اگر کریں تو زردار کریں۔ اوسوقت صاحب نے اونکا عذر نہ سنا گئی گہر اپنے روبرو اُجاڑے۔ بڑی کیطرح بگاڑے۔ اور کوتوال کو حکم دیا کہ جو یہاں مکان بنائے۔ وہ رہنے پائے نہیں کہیں اور جائے اپنا اسباب اوٹھائیے۔ یہ حکم سنتے ہی محتاجوں کے ہوش اوڑے بیتاب ہوگئے۔ مچھلیاں مارنا بھولے خود ماہی بی آب ہوگئے۔ حکم حاکم سے کیا چارا ہے۔ بیڈہب پھنسے بُرا کانٹا مارا ہے۔ اب اپنے ہاتھوں گھر بگاڑتے ہیں۔ رو رو کے اوجاڑتے ہیں۔

دمشق

دریو لا سلطان الاخبار میں یہ خبر پائی ہے۔ مشتاقو نکے سنانے کو ہاتھ آئی ہے۔ کہ سابق میں ایک انگریز فرانسیس ڈاکٹر اوس شہر میں آیا تھا۔ اور نزدیک ایک مسجد کے رہنے کا مقام بنایا تھا۔ اوس تیرہ بخت نے خباثت ذاتی سے اکثر توہین مسجد شروع کی۔ مسلمانوں کو طرح طرح کے تکلیف دی۔ جب اوس محلے کی باشندے اسبات سے آگاہ ہوے۔ مستعد زدوکوب خاطر خواہ ہوئے۔ ایکدن اوس شریر کو تنہا پاکر اوسکے ہاتھ منہ کو توڑ دیا۔ جب غش آیا اوسی حالت میں چھوڑ دیا۔ جب حاکم کو اس مضمون کی خبر ہوئی۔ تحقیقات مدِ نظر ہوئی۔ صاحب فوراً مقام واردات پر آیا۔ مستعد تحقیقات پر آیا۔ اوسکا حال ابتر دیکھکر علاج کی تاکید کی۔ نمازیونکو تہدید کی۔ سلطان الاخبار

بمبئے

فرنڈ اف انڈیا کے بمبئی اخبار سے تحریر ہے۔ غضب کی تقریر ہے۔ کہ اندنون اوس نواح میں سانپونکی کثرت ہے۔ ہر طرف مار مار کی شدت ہے۔ بہت آدمی رات ودن میں ہلاک ہوے۔ تلخ کامی سے جان دی تہہ خاک ہوے۔ وہانکے رہنے والے نہایت پریشان ہیں۔ آمدورفت سے حیران ہیں۔ آخر شکایت اس آفت کی اہالیان گورنمنٹ کے حضور میں پونہچی رعایا کے آزار کا خیال آیا۔ سبکو یہ حکم سنایا۔ کہ جو شخص سانپ کو مار کر دربار گورنمنٹ میں لائیگا۔ دو آنے انعام پائیگا۔ چنانچہ اوسی دن وہاں کے لوگوں نے صبح سے شام تک دو لاکھ سانپ مارے۔ اور سر اہالیان گورنمنٹ میں پونہچائے انعام حسب اشتہار پائے۔ ایکروز میں پچیس ہزار روپے اہالیان گورنمنٹ نے انعام دیے۔ لوگوں نے تار باندہ دیے سیکڑوں لیے۔ جب صاحبانِ دانش نے دیکھا کہ یہ لوگ اسیطرح سب روپیا خزانے کا مار لینگے۔ دو چار روز میں صندوق خالی کر دینگے۔ اسواسطے حکم دیا کہ اب ایک آنہ ملے۔ سوا نہ ملے۔

سلطان الاخبار

اوڑیسا

اندنوں تحقیق معلوم ہوا۔ اوسطرف کی تحریروں سے مفہوم ہوا۔ کہ اوس نواح میں غلّے کی گرانی سے قحط کی ارزانی ہے۔ اوس ملک کے باشندونکو حیرانی ہے۔ ہزاروں آدمی بہوک سے مرے جاتے ہیں۔ معاذ اللہ جھنجھلا کر ایک دوسرے کو کچا کہاتے ہیں۔ اور بہت بہوک کی شدت میں جان سے گئے۔ بہتون نے شہر چھوڑا وطن سے منہ موڑ پیادہ پا پریشان سے گئے۔ اگر خدانخواستہ یہی لیل ونہار رہا۔ تو سن لینا کہ کوئی شخص نہ وہاں زینہار رہا۔ الرحم الراحمین بندوں پر رحم فرمائے۔ ارزانی ہو لوگوں کی جان بچ جائے۔ سلطان الاخبار

اکبرآباد

الول کھیڑے میں ایک بقال سے اور منورام زمیندار سے تکرار ہوئی مار پیٹ ایکبار ہوئی۔ اوسکے ہمراہیوں (نے) چھری سے زخمی کیا۔ پھر اپنا رستہ لیا۔ اہلِ پولس کو تلاش کی کدہ ہوئی زمیندار مذکور کو گرفتار کیا۔ اوسنے جرم کا اقرار کیا۔ باقی فرار ہوے۔ بستی سے بیزار ہوے۔

مفید خلائق کا اظہار ہے۔ فریب تازہ آشکار ہے۔ کہ ایک صاحب عیسوی تیز فہم چالاک نیرنگ ساز بے باک نے نیا جعل کیا بلکہ جنجال کیا۔ خذف ریزہ کو لعل کیا بلکہ لعل بیش بہا خیال کیا۔ خزانہ کلکٹری آگرہ سے تیس روپے کا بل خرید فرمایا۔ گہر لیجا کے تین سو انچاس کا بنایا۔ دستخط خزانچی کی کتر ڈالی نشان مٹائے۔ پھر دلیری سے بنک گھر میں بیچنے کو لائے۔ دہاں جعل کا جال کہل گیا۔ چالاکی کا حال کہل گیا۔ خزانے کے مہتمم نے بذریعہ چٹھی صاحب فوجداری کو خبر کی۔ جعلسازی پیش نظر کی۔ صاحب بل کو گرفتار کیا۔ اوسنے دلیری سے سر کچہری اقرار کیا۔ مقدمہ زیر تجویز حاکم عدالت ہے۔ اب بلبلاتے ہیں بُری حالت ہے۔ ایک شخص سفیہ ہاتہرس سے آگرہ کو آتا تھا۔ اپنی بہائی کی ملاقات کو جاتا تھا۔ مگر محلّہ اور مکان سے نہ آگاہ تھا۔ ایک عیار بھی برسر راہ تھا۔ سبیل ذکر اس نادان نے اپنا قصد بیان کیا۔ اوسنے ظاہر میں دلجوئی کی باطن میں لوٹنے کا سامان کیا۔ جب قریب شام شہر میں پہونچے شب کی سرا کا آسرا ہوا صبح ہوتے ہی تڑکا ہو گیا عجب ماجرا ہوا۔ اوس عیار نے اس نادان سے کہا چلو تمہارے بہائیکو تلاش کر دیں۔ اسباب یہیں دہر دیں۔ یہ بیچارہ ڈہونڈہنے کو اوسکے ساتھ چلا۔ تقدیر پاوں پڑتی تھی کہ ہاتہرس کا مسافر بیہات چلا۔ عیار نے ایک محلے میں لیجا کر کہا یہاں مسافر بہت رہتے ہیں کہیں

ڈہونڈہ پہانگا جب وہ متوجہ تلاش ہوا۔ نظر بچا کر راہی یہ بدمعاش ہوا۔ سرامیں آکر سب اسباب پر قبضہ کیا۔ لے دے کر اپنا رستہ لیا۔ جب وہ بیچارہ تلاش سے تہکا دردرڈ ہونڈ تا پہرا کہیں پتا نپایا۔ بہا یکا نشان ہاتھ نہ آیا۔ مایوس ہو کر سرامیں پہرا۔ یہاں رہبر کو نپایا طرفہ بلا میں گہرا۔ کہ اسباب بھی ہاتھ نہ آیا سمجھا کہ اوسکی عیاری تھی۔ غفلت ہماری تھی۔ مجبور تھانے میں اطلاع کی۔ اس مضمون سے آگاہی دی۔ کہ ایک ہم سفر نے ہمسے پہلے خلا ملا کیا۔ پہر دم دیکر سب مال لے لیا۔ ہمکو خراب حال کیا جب مجبور ہوے آپ سے عرض کی۔ افتاد کی خبر کی۔ آپ کے ہاتھ انصاف ہے۔ زیادہ کہنا لاف وگزاف ہے۔ تھانہ دار مصروف تحقیق ہے۔ بدمعاشوں کو باز پرس سے ضیق ہے۔

مفید خلائق وغیرہ

حیدر آباد

اخبار انگلشمین سے روایت ہے۔ صحیح حکایت ہے۔ کہ جس زمانے سے رزیڈنٹ حیدر آباد دکن نے اس جہان کو چھوڑا۔ زندگی سے منہ موڑا۔ اہالیان گورنمنٹ کو کسی جلیل القدر کی ماموری کا خیال تھا۔ آپسمیں قیل وقال تھا۔ آخر اس تجویز پر مدار ہوا۔ اس امر پر قرار ہوا۔ کہ مسٹر جیکشن صاحب قایم مقام چیف کمشنر لکھنؤ یا مسٹر ڈیڈن صاحب بہادر سکرتر گورنمنٹ عہدۂ رزیڈنسی پر ماموار ہوں۔ عدل وانصاف کے مذکور نزدیک ودور ہوں۔ راقم کا گمان ہے کہ مسٹر ڈیڈن صاحب عہدۂ جلیل پر مقرر ہیں کیونکہ یہ امر منظور کریں گے۔ تا مقدور انکار ضرور کرینگے۔ مگر جیکشن صاحب بہادر خالی ہیں۔ بندوبست کی گہاتیں جانتے ہیں۔ تدبیریں عالی ہیں۔ اوس عہدے پر ماموار ضرور ہونگے دافع فساد وفتور ہونگے۔

کاٹھیاوار

کشف الاخبار سے ظاہر ہوا۔ راقم اس کیفیت سے ماہر ہوا۔ کہ اوس نواح میں عرصہ سے یہ رسم جاری ہے۔ سامعین کو عبرت طاری ہے۔ کہ جس ہندو کی لڑکی پیدا ہوتی ہے بخوف ہلاک کرتا ہے۔ یہ ظلم صریح ہر ایک سفاک کرتا ہے۔ اون سنگدلوں کو ہرگز وسواس نہیں ہوتا۔ حاکم کی باز پرس کا مطلق ہراس نہیں ہوتا۔ بالفعل سرکار انگریزی کو اپنی عملداری میں ایسے ظلم کا رواج دیکھکر انتظام کا خیال آیا ہے۔ خوف خدای ذوالجلال آیا ہے۔ انسداد فساد منظور نظر ہوا ہے۔ اعلان اس حکم کا گہر گہر ہوا ہے۔ ہر روز درپی تدارک ماشدت رہتے ہیں۔ مانع ظلم وبدعت رہتے ہیں۔ دیکھیے کیا انجام ہو۔ کس صورت سے انتظام ہو۔

کانپور

نیرنگ زمانہ کا اثر ہے۔ انقلاب بندوبست کی خبر ہے۔ کانپور کی ناک جو نہر ہے۔ زینت کمپ رونق شہر ہے۔ اوسکے اس پار حکام نے حکومت جمی اور اوس پار جرنیلی تجویز فرمائی ہے چنانچہ ۲۹ر جمادی الآخر کو پلٹن کلس کا پہلا رجمنٹ جسکا قیام صوبہ دار کے تالاب پر تھا تالاب سے نہر پر اٹھوالیا اب یہہ لہر آئی ہے۔ پلٹن لام برن جو پورب سے آئی تھی اوسکی چھاونی بھی وہیں بانقسیم ہوئی۔ اور ۳ر رجب کو پلٹن کا سر جو میدنی پور سے سانہ جسکو ے خزانے کے لائی تھی اوسی جگہ میدنے کی طرح ٹھہری متوجہ چھاونی قدیم ہوئی۔ اب وہ ساتھ جسکو ے خزانے کے پلٹن الک چندر رجمنٹ ۴۷ جو چار برس سے کانپور میں تھی کچھ خزانہ اور لیکے دہلی کو جائیگی۔ مگر اوسکو وہیں قیام ہوگا اور پلٹن وہاں سے خزانہ لیکر لاہور میں پہونچائے گی۔ پنواریوں سے کمپ میں امتحان کمپاس ہوتا ہے۔ اب بہی مشغلہ آس پاس ہوتا ہے۔

ولایت

صاحب چشمہ فیض کی آتش بیانی ہے۔ اپنی زبان خامہ پر جو یہ دہوان دہار کہانی ہے۔ کہ ولایت انگلستان مین دو مالدار ذی وقار سے تکرار ہوئی۔ عقل کی مار ہوئی۔ مال و دولت کا غرور ہوا۔ غصے میں آگ بگولا بے خیال انجام پاس سے دُور ہوا۔ آخر اسبات پر فیصلہ ٹھہرا۔ گرم معاملہ ٹھہرا۔ کہ ہر ایک بالاتفاق بنک نوٹ آگ میں جلائے۔ اسطرح فروغ علو ہمتی دکہائی۔ جو مقابلے سے عاجز آئے۔ وہ شکست فاش کھائے۔ ہر چند اورون نے سمجھایا۔ نشیب و فراز دکہایا۔ مگر اون سوختہ دماغو نکے دماغ میں خلل ہو چکا تھا شورش سے باز نہ آئے۔ تاؤ میں چلے گئے اپنے اپنے گھروں سے کا غذ اوٹھالائے۔ دونوں نے برابر آگ میں جلائے۔ جب سب جل گئے۔ دل کی حوصلے نکل گئے۔ بادۂ نخوت سے ہوشیار ہوے۔ گہر پہونک کے ٹھنڈے چارناچار ہوے پھر کیا ہونا تھا۔ ناحق رورو کے جان کہونا تھا۔ نان شبینہ کیسے بہونے چنون کو محتاج ایکبار ہوے۔ ایسے ناچار ہوے۔ سبحان اللہ اس دانائی پر یہ نادانی ہے۔ دولت پہونک کے خاک چہانی ہے۔ اور ونکی تہوڑی بات بہت مشہور ہوتی ہے۔ باعث الزام نزدیک و دور ہوتی ہے۔ یہ طرفہ صورت ہے۔ بے کدورت ہے۔ شعر افروختہ غضب سے رخ لالہ رنگ ہے۔ آتش پڑی فرنگ میں کار فرنگ ہے۔

اندنوں آغاز ماہ رجب میں بعض احباب کا خط ۲۷ رجمادی الاول کا لکھا جو نظر آیا۔ اوس سے یہ مطلب برآیا۔ کہ ارباب کمپنی نے جناب عالیہ متعالیہ اور مرزا اسکندر حشمت جرنیل صاحب بہادر اور مرزا ولیعہد بہادر کی بمرتبہ اتم تعظیم و تکریم کی۔ اور طرح طرح کے رسموں سے تقدیم کی۔ بڑی دہوم سے دعوت کا سامان ہوا۔ روابط قدیم کا جدید اعلان ہوا۔ شاہزادوں نے کثرت اخلاق سے انکار میں کد نہ کی۔ دعوت رد نہ کی۔ فواکہات کی جانب میلان فرمایا۔ ناچار ہمراہیوں نے بھی کہایا۔ اوسکے بعد شہزادوں نے بھی بہت ساز و سامان سے تزک اور شان سے دعوت کی بے تکلفانہ صحبت رہی۔ مگر اوسدم تک نہ پارلیمنٹ کی کچہری کہلی تھی نہ مقدمہ پیش ہوا تھا۔ نہ اہالیان پارلیمنٹ سے ذکر کم و بیش ہوا تھا۔ پانچویں فروری کو باب کچہری وا ہوا ہوگا مقدمہ دائر کیا ہوگا۔ یقین ہے اب جو تحریر آئے۔ ضرور نظر مسرت کی تقریر آئے۔ سامان خوشی کے ظاہر ہو جائیں۔ اندنوں اور ایک تحریر نظر آئی ہے۔ ملال کی خبر پائی ہے۔ کہ جلیس الدولہ اور جرات خواجہ سرا اور مہدی قلیخان اونکے دمساز اولاد علی دغاباز کہ یہ سب باہم ہیں۔ بانی فساد ہر دم ہیں۔ اونہوں نے مولوی مسیح الدین خان پر یہ اتہام کیا تھا۔ کہ ہم سبکو انھوں نے زہر دیا تھا۔ مگر شاہزادوں نے اس جعل پر التفات نفرمایا۔ فوراً فریب انکا خیال مبارک میں آیا۔ بڑی حیرت کا مقام ہے۔ گردش ایام ہے۔ کہ ان سب نے زہر کہالیا۔ اور پچالیا۔ عقل حیران ہے کہ اوسکا اثر کدہر گیا۔ انمیں سے ایک بھی نہ مرگیا۔

توران

صاحب پنجابی لاہور کا بیان ہے۔ کورنمک کی پرشور داستان ہے۔ ایک شب کسی ظالم خونخوار نے سردار محمد اعظم خان اور تین سردار جلیل القدر کو کہانے میں زہر دیا۔ رئیس اعظم کی جان لینے پر آمادہ ہوا بڑا قہر کیا۔ ہنوز دسترخوان برخاست نہوا تھا۔ کسی نے کنارہ نکیا تھا۔ کہ زہر کا اثر ظاہر ہوا۔ ہر ایک اس واقعہ جگر خراش سے ماہر ہوا۔ فوراً دست وقے جاری ہوے۔ ایک ساعت میں حال غیر ہونے لگا جان سے عاری ہوے۔ آخر ایک سردار کی جان گئی۔ اوسی آن گئی۔ باقیماندہ کی تدبیر ہوئی غل مچ گیا۔ قضا نتھی ہر ایک نے جانکنی کے صدمے اوٹھائے مگر مرنے سے بچ گیا۔ آخر تلاش مدنظر ہوئی۔ بڑی کوشش سے خبر ہوئی۔ کہ حکیم شاغاثی کی بیٹی نے حکمت عملی سے یہ تدبیر کی تھی۔ مگر گردش تقدیر کی تھی۔ اب اونسے استفسار ہوتا ہے۔ مگر اونہیں دلیری سے ہر دم انکار ہوتا ہے۔ دیکھیے وقت ثبوت کیا سزا ہوتی ہے۔ اس کورنمکی کی کیا جزا ہوتی ہے۔

امیریکا

پرچہ ضروری دہلی گزٹ سے اظہار ہوا۔تازہ مضمون فساد آشکار ہوا۔کہ اندنوں لشکر امریکا اور اہلِ حبش سے پہلے زبانی تکرار ہوئی۔آخر آتشِ فساد ایسی بھڑکی کہ کارزار ہوئی۔بہت جان سے گئے۔بڑے اوسان سے گئے۔باقیماندوں نے کھیت چھوڑا۔لڑائی سے منہ موڑا۔اب مسدودہ راہ ہے۔حبشیونکا یورش شام و پگاہ ہے۔ادہر سامانِ جنگ عجلت سے طیار ہوتا ہے۔اگر یہی ہوا رہی تو عنقریب وہ میدان خون سے گلنار ہوتا ہے۔

چین

صحیفۂ سابق میں چینیونکی یورش اور تکلیف دہی کا حال لکھا ہے۔اب مآل لکھا ہے۔کہ جب لوگوں نے گورنگوتان پاد میں زہر دیا تھا۔اپنی صناعی سے نان پاد کو دسکٹ کیا تھا۔بالفعل بڑی جانفشانی سے کچھ لوگ گرفتار ہوے۔عدالت میں اظہار ہوئے۔مگر مسل اوس مقدمے کی حاکمِ بالادست کے حضور میں بھیجی ہے۔بزریعہ چٹھی جرم سے اطلاع کی ہے۔دیکھیے کیا سزا تجویز ہوتی ہے۔عداوت بھی عجیب چیز ہوتی ہے۔سنا ہے کہ کئی چینی مقام کنٹام سے کلکتے میں آتے ہیں۔وہ یہ خبر لائے ہیں۔کہ اندنوں اوس شہر مین آگ کا زور ہے۔چار طرف دل جلونکا شور ہے۔جسقدر بُجھاتے ہیں۔دکتی پاتے ہیں۔پانی تیل کا اثر دکھاتا ہے۔ہر بُوند کے ساتھ شعلہ بھڑکتا جاتا ہے۔کئی دن میں ساٹھ ہزار مکان عالی شان جل گئے۔جیسے خوش تدبیری کے عزور تھے ویسے مل نکل گئے۔سب پریشان ہیں۔جی جلتا ہے مگر کچھتی نہیں حیران ہیں۔

پنجاب

کرانیکل لاہور کا بیان ہے۔عقل حیران ہے۔کہ صاحب چیف کمشنر بہادر عنقریب لاہور کی طرف عزیمت فرمائینگے۔پشاور سے چلے آئیں گے۔میان کے میر کی چھاونی میں قواعد کی بعد دفعتہً آگ لگی۔جلنے کی خوف سے بھاگا بھاگ لگی۔بہت بنگلے انگریزی جلے بڑا نقصان ہوا۔پلٹن کے کچھ آدمیونکی جلنے کا سامان ہوا۔اکثر جل مرے۔داغی ہوے جو رہے۔چوتھی رجمنٹ ہندوستانی متعینہ ہانسی کو کوچ کا حکم آیا۔افسروں نے ادسیدم سنایا۔بہت جلد سامان کیا۔فیروز پور کا رستہ لے۔اسیطرح اور بھی پلٹنیں رسالے پنجاب کی چھاونیوں میں آتے جاتے ہیں۔دیکھیے کیا رنگ لاتے ہیں۔

بھروچ

صاحب چشمہ فیض کی درافشانی ہے۔طبیعت کی روانی ہے۔اندنوں ایک صاحب جلیل القدر نے چالاکی سے سرِ میدان جوانمردی کا اظہار کیا ایک عورت جوان کا گولی سے شکار کیا۔پھر عقل کی تیزی سے فوراً اوسکے درثہ کو طلب کیا۔زرِ نقد بڑی چاپلوسی سے دیکر راضی نامہ لکھوالیا اپنی برأت کا سبب کیا۔اب اس واردات کا نام قتل خطار کہا ہے۔قانون انصاف مین صاف لکھا ہے۔سچ یہ مثل مشہور ہے۔عقلمند کی بلا دور ہے۔

رسید زرِ قیمت طلسم لکھنؤ

اسامی خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
شفاالدولہ بہادر دام دولتہ	ایک روپیہ آٹھ آنے	۳؍ رجب ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۲؍ شعبان سنہ الیہ
حکیم حسن رضا صاحب دام عیابتہ	تین روپے	۲۴؍ جمادی الآخر ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۲۳؍ شعبان سنہ الیہ
منشی امیر حیدر صاحب دام دولتہ	پانچ روپے	۱۱؍ ربیع الآخر ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۲۰؍ رجب سنہ الیہ
میر علی حسین صاحب دام عیابتہ	تین روپے	۱۹؍ جمادی الاول ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۱۷؍ رجب سنہ الیہ
مستر ہالنگیری صاحب دام دولتہ	چار روپے آٹھ آنے	۳؍ جمادی الاول ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۲؍ رجب سنہ الیہ
کپتان ولیم ہرسی صاحب بہادر دام دولتہ	نو روپے پانچ آنے	من ابتدای ۲۹؍ ماہ اگست ۱۸۵۶ء نعایت آخر فروری ۱۸۵۷ء

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کی اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبارِ نو — یافت جانِ تازہ جسم لکھنؤ — گنج گوہرہائے معنی اندروست — چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

عنوان صحیفہ حمد حق ہے — زیبائش اوّل ورق ہے — پھر نعت ہے سیدالبشر کی — جس نے سچی ہمیں خبر دی

نمبر ۳۵ ۲۳ رشہر رجب ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۲۰ رماہ مارچ ۱۸۵۷ عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تابمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ ر روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ ر روپے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مد نظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد — بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است

مصرعہ تاریخ آغازش عنایت زد رقم — گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنؤ است

۱۲۷۳

لکھنؤ

۱۰ ر مارچ کو مسماۃ مندی محلہ ارادت نگر کی رہنے والی پانی کی چاہ میں کوئیں پر گئی۔ رسّی کی جھونک میں پاؤں پھسلا وہ بادلی کوئیں میں جاتی رہی۔ سب عزیز اوسکے صغیر و کبیر دوڑے باہر نکالا۔ اس بلندی سے گری مگر کچھ صدمہ نہ پونہچا۔ خدا نے آئی بلا کو ٹالا۔

۱۲ ر مارچ کو امام خان فیلبان اور اوسکی جورو عمدہ محلہ شیو پوری کی رہنے والے سے تکرار ہوئی۔ آخر لات مکّے کی نوبت آئی حالت زار ہوئی۔ دفعتہً وہ دونوں کنوئیں میں گرے۔ غوطے کھائے کبھی ڈوبے کبھی تیرے۔ محلے والے دوڑے نکالنے کی تدبیر کی۔ پیروی میں نہ تاخیر کی۔ احمد یار خان تھانہ دار حسین آباد بھی کہ بڑے من چلے ہیں کوئیں کے من پر برمحل جا پونہچے رسّا ڈالا۔ اون دونوں کو اندر سے کھینچکر باہر نکالا۔ فیلبان کو مرگ کی جانب میل ہو چکا تھا۔ زندگی کھو چکا تھا۔ عمدہ نام بدکردار جو عورت تھی اوسکو البتہ جینے کی دہت تھی۔ آخر لاش فیلبان کی ڈاکٹر صاحب کے پاس بھیجی۔ بصد حسرت و یاس بھیجی۔ اور عمدہ کو بذریعہ عرضی صاحب منتظم شہر کے حضور میں چالان کیا۔ اس خبر کا اعلان کیا۔ وقتِ استفسار دوسری کیفیت روبرو آئی۔ یک نشد دوشد کی گفتگو آئی۔ تقریر کو طول ہوا۔ کنج کاو فضول ہوا۔ خلاصہ اظہار ہے۔ جو سرِ کچہری فساد کا اقرار ہے۔ کہ امام خان نے ایک اور عورت سے نکاح کیا تھا۔ جورو کے بے صلاح کیا تھا۔ سوتیاڈاہ مشہور ہے۔ تمام عالم کی زبان پر یہ مذکور ہے۔ عمدہ خانم نے براچیتا۔ مسماۃ جمنی ایک ہمراز سے کہا۔ کہ شیر کی مونچھ کا بال کسی حیلے سے تو اد

سے کہلا دے۔خواب مرگ میں پلنگ پر سُلا دے۔مگر اوسکو خوف خدا آیا۔جسکے مارنے کی کبیل تھی اوسے یہ حال سنایا۔یہی باعث شور وغل تھا۔عورت کا فریب بالکل تھا۔جب منتظم شہر نے وہ بال طلب کر کے دیکھے تو سن کے ریشے معلوم ہوئے۔فریب کے آثار مفہوم ہوئے۔اوسپر احتیاطاً حکم ہوا کہ عمدہ ۲۵ روپیہ کی فعل ضمانت دے۔یا تین مہینے بجولان وزنجیر قید رہے۔اور جو مشقت عورتونکی مقرر ہے اوس سے زیادہ نہ لی جائے۔جبر کی صورت نکی جائے۔

۱۲/ مارچ کو اور ایک عورت جولاہے کی لعل مسجد کی رہنے والی پانی کی بہانے کوئیں پر گئی۔موت کی چاہ میں جی گھبرایا۔پانی دیکھکر دل لہرایا۔ کوئیں میں گری آبرو سے گذر گئی۔اوسکے عزیزوں نے بڑی کوشش سے باہر نکالا۔دیکھا بھالا۔صحیح وسلامت پایا۔جامۂ تن پر کہیں چوٹ چپٹ کا دہبا نہ آیا۔تار و پود نفس میں رشتۂ حیات باقی تھا۔اتنی بلندی سے گر کے بچنا امر اتفاقی تھا۔اوسی تاریخ ایک شخص سوت ہٹی کا رہنے والا خرید فروخت کے دہیان میں بازار جا کے سریع السیر پہرا۔قریب مکان چاند خان کے پونہچا۔ملک الموت کے تیغ ہلالیکا چور نگ ہوا۔عرصہ حیات تنگ ہوا۔آنکھوں میں اندہیرا چھایا۔زمین کا نشیب وفراز نظر نہ آیا۔ٹہوکر لگی زمین پر منہ کی بل گر کے فوراً مر گیا۔جہانِ گذران سے دفعتہً گذر گیا۔دیکھنے والونکو عبرت ہوئی۔بڑی حسرت ہوئی۔۱۲/ مارچ کو مرزا اعظم علی بیگ اجنٹن کی مکان عظیم الشان کا چھجا گراکڑی افتاد ہوئی۔ایک شخص کی ہستی بے بنیاد برباد ہوئی۔لوکھی نائی اہیر چھپر کی نیچے خواب شیرین سے شیر وشکر تھا۔مگر تلخی مرگ سے بے خبر تھا۔تلی کی صدمے سے مر گیا۔جان سے گذر گیا۔اور بسنت رائے کائتھ ساکن احاطہ روشن لال پر اندہیر ہوا۔آنکھونمیں سرسون پہولی دلونکا پھیر ہوا۔چھپر کے نیچے کچل گیا۔کمر دوہری ہوئی بل نکل گیا۔تہانہ دار چینی بازار نے لاش اوس مضروب کی ڈاکٹر کے ملاحظے کو بھیجی اور اوس کائتھ نے ڈولی پر سوار ہو کے اپنے گہر کی راہ لی۔۱۳/ مارچ کو ایک گورا سارجن میگزین شیش محل کا نشۂ شراب سے بیہ مست خود بین وخود پرست حمق سے بہرا شعور سے خالی لاوبالی مست متوالی جھومتا چلا آتا تھا۔کلماتِ فحش زبان پر لاتا تھا۔جب لوہے کے پل پر پہنچا۔ایک بنئے کی دکان پر ٹہرا۔اوس بنئے کی جورو نوجوان اپنی دکان پر بیٹھی تھی خیال فاسد آیا۔غلبہ حیوانیت سے اوس جنسِ حسن کی طرف ہاتھ دوڑایا۔بزور کھینچکر گود میں اوٹھا لیا۔سودائی نے عجب بے سود سودا کیا میزان نہ پڑی معاملہ خراب ہوا۔لینی کی دینی پڑی حساب بیحساب ہوا۔عورت نے اپنے کو دام بلا میں اسیر دیکھکر غل مچایا۔دکانداروں نے اوسے گہیر کے بمشکل چھڑایا۔جسوقت اوس شریر نے اوسے چھوڑا۔لوگونکی یورش سے سخت گھبرا کے اپنے گہر کی طرف منہ موڑا۔احمد نور خان تھانہ دار وزیر گنج کو خبر ہوئی۔زیادتی کے خیال پر گرفتاری مدِ نظر ہوئی۔اوسکو منتظم شہر کی کچہری میں چالان کیا۔شرارت اور تکلیف دہی کا اعلان کیا۔اب مقدمہ زیرِ تجویز حاکم عدالت ہے دیکھیے کیا سزا ہوتی ہے۔اس بدکرداری کے کیا جزا ہوتی ہے۔حاکم کو انصاف ضرور ہے۔ کہ ایسی شرارتوں سے فتور ہے۔سابق میں بہرائچ اور خیرآباد کے علاقے میں حکم تازہ جاری ہوا تھا۔جس سے ہر ایک باشندہ عاری ہوا تھا۔یعنی حکّام عدالت گستر نے مکانو نپر نئے ٹکس لگا کے آفت طاری کی۔غریبوں نے گریہ وزاری کی۔کہ ایک تو ہمارا حال تباہ ہے۔دوسرے یہ صدمہ سخت جانکاہ ہے۔ مفلسی میں ادا کرنا محال ہے۔سبکو یہ خیال ہے۔چنانچہ اطراف وجوانب سے وضیع وشریف جمع ہو کے ملانویں میں ڈپٹی کمشنر کے پاس فریاد کو آئے۔عرائض ملاحظے میں پونہچائے۔مگر اصلا سماعت نہوئی۔کچھ رعایت نہوئی۔اسیطرح اور اضلاع میں اندہیر ہے۔قسمتوں کا پھیر ہے۔مانک پور میں بہادو نکے مہینے سے ٹکس لینے کا حکم دیا تھا۔تہانہ داروں نے تحصیل کرنا شروع کیا تھا۔باشندے وہاں کے نالشی پرسدی پور میں ڈپٹی کمشنر صاحب کی پاس آئے۔پریشان بصد حسرت ویاس آئے۔مگر صاحب نے سماعت نکی۔مجبور ونکی داد ندی۔آخر صاحب کمشنر سے عرضِ حال کیا۔ظاہر ملال کیا۔صاحب نے پہلے بستی کی آبادی دیکھی۔پھر یہ بات کہی۔کہ ٹکس یہاں کے بازار کی چونگی سے لی جائے۔اوسمیں تنخواہ چوکیدارونکی دی جائے۔دو مہینے تک جاری یہ دستور رہا۔ موقوف فتور رہا۔اندنون پھر صاحب نے یہ حکم دیا کہ جسقدر عرصہ گذرا یہ بھی رعایا سے لیا جائے۔ہر چوکیدار تنخواہ اوس روپیے سے پائے۔اور خانہ شماری کے لئے ماہ فروری میں حکم عام دیا تھا۔ہر تھانہ دار کو بذریعہ پروانہ آگاہ کیا تھا۔جب نقشہ خانہ شماری کا مرتب ہو چکا۔مردم شماری کا حکم ہوا۔بعض مقام پر شمار ہوا ہے۔محلہ داروں سے استفسار ہوا ہے۔باقی کی تاکید ہے۔حکم شدید ہے۔دیکھیے پھر کیا ہوتا ہے۔مآل کار کی فکر ہے ایسا انتظام رعایا کے ہوش کہوتا ہے۔اندنوں زمانے کا عجب رنگ ہے۔عقل رسا دنگ ہے۔چرخ کجرفتار نئی گردش دکہاتا ہے۔خستہ دلوں سے ایسی کاوش ہے کہ پھر پھر کے ستاتا ہے۔

سابق میں کئی مسجدوں کے کلسیان چوری جاچکے ہیں۔ اوسکی شکایتیں زبان قلم پر آچکے ہیں۔ اب ۱۰؍ مارچ کو کسی عیار نے بندہ علیجان کی مسجد کو تاکا ایکدن متولی کو غافل پاکر بارہ کلسیان سنہری اس بلندی سے اوتار لیں۔ میدان خالی پایا چالاکی سے سب ایکبار لیں۔ صبحدم حافظ قیام الدین موذن مسجد نے تھانے پر اطلاع کی۔ اس واردات کی خبر دی۔ اب تھانہ دار مصروف تلاش دن رات ہے۔ عجیب وغریب یہ واردات ہے ۱۰؍ مارچ کو ایک صاحب بگھی پر سوار چھاؤنی منڈیاؤن کی جانب جاتے تھے۔ ہوا پر مزاج تھا کسیکو خاطر میں کب لاتے تھے۔ جب لوہی کے پل پر پہونچے۔ اور کڑے ہوئے۔ گھوڑے کو چابک لگایا تیز کیا۔ جلو ریز خیز کیا۔ اثنای راہ میں کئی آدمیو نکے چپیٹ لگی ایک عورت مسماۃ سبھیا کے پاؤن پر بگھی پھر گئی۔ وہ زمین پر گر گئی۔ اوس بیچاری نے اس صدمہ سخت سے غل مچایا شور کیا۔ مگر صاحب بہادر نے پھر کر نہ غور کیا۔ بگھی بھگائی۔ جلد منڈیاؤن میں پونہچائی۔ یہ بیچاری دیر تک زمین پر پڑی رویا کی۔ درد کے صدمے سے بلک بلک کر جان کھویا کی۔ آخر اوسکے ورثہ آئے۔ ڈولی پر سوار کر کے گھر لیگئے۔ اگر کسی پیدل غریب سے یہ حرکت ہوتی عدالت میں ماخوذ ہوتا بُری گت ہوتی۔ مگر زبردستونسے کیا چارا ہے۔ کون کہے انھوں نے مارا ہے۔

اوسی تاریخ میر حیدر حسین بازار جھاؤلال کے رہنے والے کے مکان میں دن دہاڑے آگ لگی۔ شعلہ بھڑکا ہوا کو لاگ لگی۔ مگر اہلِ محلہ دوڑے بجھانے کی تدبیر کی ایک دم کی نہ تاخیر کی صرف ایک چھپر پر خیر ہوئی۔ اور سب اسباب محفوظ رہا عجب میر ہوئی۔ چہار شنبے کو چھٹی صاحب اجنٹ راجپوتانہ سرہنری لارنس صاحب بہادر کہ بالفعل اس مرزبوم کے چیف کمشنر ہوئے ہیں کسی ضرورت کو کلکتے گیے ہیں آئی۔ اوس سے اس مضمون کے اطلاع پائی۔ کہ اسباب ہمارا کچھ پونہچا ہے کچھ اور روانا ہوگا۔ اور جمعہ تک اپنا بھی وہاں آنا ہوگا۔ بعض امور کا ضبط ونسق اپنے پونہچنے پر موقوف رکھا ہے۔ اسواسطے لکھا ہے۔ کہ سامان سفر طیار رہے۔ ہمارے پونہچنے کا انتظار رہے۔ وہاں سے جلد بہرائچ کی عزیمت ہوگی۔ دشت وکہسار کی دریافت سب حقیقت ہوگی۔ جتنے فساد ہیں دفع ہو جائینگے۔ اشرار بدکردار کیی سزا پائینگے۔ آج تشریف لانے کی خبر مشہور ہے۔ معتمدوں کی زبانپر یہ مذکور ہے باقی جو انتظام کا رنگ ہوگا۔ بندوبست کا ڈھنگ ہوگا۔ صحیفۂ آیندہ میں رقم ہوگا۔ مفصل حوالہ قلم ہوگا۔ سابق میں لکھنؤ کی خانہ شماری کا حکم ہوا تھا۔ حکام سے تھانہ داروں کو اس مردم آزاری کا حکم ہوا تھا۔ اندنوں نقشہ مرتب ہوا ہے۔ ہر تھانہ دار نے اپنے علاقے کا حال لکھا ہے۔ تفصیل اوسکی طول تھی اسواسطے اختصار کیا۔ ایک تھانے کا نقشہ درج صحیفۂ اخبار کیا۔ آیندہ اسی دستور سے درج صحیفۂ اخبار ہوگا۔ بہر ملاحظۂ شائقین اظہار ہوگا۔ یقین ہے ناظرین دوربین لطفِ بیان اوٹھائیں سرور ہو۔ وسعتِ شہر کا حال کھل جائے خدشہ دور ہو۔

نقشہ خانہ شماری محلات وتعداد چوکیداران وغیرہ علاقہ تھانہ دولت گنج واقع شہر لکھنؤ

نمبر	نام محلہ	تعداد چوکیداران وغیرہ	تعداد گھروں کی	کیفیت	نمبر	نام محلہ	تعداد چوکیداران وغیرہ	تعداد گھروں کی	کیفیت
۱	زرگری ٹولہ	دونفر	منزل	دو متمول باقی غریب	۲۲	تکیہ دارا شاہ	دونفر	منزل	متمول اور غریب
۲	گیند خانہ	دونفر	منزل	متمول اور غریب	۲۳	سنی ٹولہ	ایضا	منزل	قوم ملاح وپاسی غریب
۳	موتی مسجد	ایضا	منزل	ایک متمول باقی غریب	۲۴	بستے ٹو	نفر	منزل	چار متمول باقی غریب
۴	پوروہ موہنی قہون	دونفر	منزل	متمول اور غریب	۲۵	پوروہ احمد گنج	دونفر	منزل	نصف آسودہ باقی غریب
۵	پوروہ فتح علی کپتان		منزل	پانچ متمول باقی غریب	۲۶	چماری ٹولہ	ایضا	منزل	قوم چمار وتیلی وغیرہ
۶	گیند خانہ جدید		منزل	چھ متمول باقی غریب	۲۷	کہڑکی مفتی جی	دونفر	منزل	تین حصہ آسودہ ایک حصہ غریب
۷	شیو پورے	نفر	منزل	بارہ متمول باقی غریب	۲۸	مصاحب گنج	نفر	منزل	یک حصہ متمول باقی غریب
۸	بنیا مرہنہ		منزل	پانچ متمول باقی غریب	۲۹	چکوہ ٹولہ	ایضا	منزل	بز قصاب دکاندار نصف متمول
۹	دولت گنج		منزل	بیس متمول باقی غریب	۳۰	تکیہ محمد شاہ	ایضا	منزل	سب مسلمان غریب
۱۰	چتریا گھاٹ	ایضا	منزل	عمارت نواب علی نقی خان	۳۱	برگد ٹولہ	دونفر	منزل	اہل حرفہ آسودہ اور غریب

۱۱	سبحان گنج	دونفر	منزل	متمول اور غریب	۳۲	اہیری ٹولہ	ایضا	منزل	سب قوم غریب اور متمول
۱۲	ملبنی ٹولہ		منزل	متمول اور غریب	۳۳	بھبنی ٹولہ		منزل	برہمن وغیرہ متمول اور غریب
۱۳	ملامی ٹولہ		منزل	متمول اور غریب	۳۴	گمریا	نفر	منزل	بارہ متمول باقی غریب
۱۴	تکیہ حسام الدین شاہ		منزل	پانچ متمول باقی غریب	۳۵	محلہ کاتیان	دونفر	منزل	سب قوم متمول اور غریب
۱۵	مُورائی ٹولہ	ایضا	منزل	بیس متمول باقی غریب	۳۶	بنیاتائی	ایضا	منزل	طوائف اور برہمن مالدار
۱۶	بساری ٹولہ	ایضا	منزل	متمول اور غریب	۳۷	چماری ٹولہ	دونفر	منزل	متمول اور غریب
۱۷	تکیہ نصر اللہ شاہ	ایضا	دومنزل	متمول اور غریب	۳۸	برف خانہ	ایضا	منزل	سب قوم متمول اور غریب
۱۸	گاؤگہاٹ	ایضا	منزل	متمول اور غریب	۳۹	لودہن ٹولہ	دونفر	منزل	تین متمول باقی غریب
۱۹	کہتری ٹولہ	نفر	منزل	بیس متمول باقی غریب	۴۰	بنیامصرے	ایضا	منزل	ایک حصہ آسودہ دو حصہ غریب
۲۰	احمد گنج	ایضا	منزل	متمول دو حصہ باقی غریب	۴۱	معشوق گنج	ایضا	منزل	پندرہ متمول باقی غریب
۲۱	لونیا ٹولہ	دونفر	منزل	متمول یک حصہ باقی غریب					.

اندنون صاحب منتظم شہر کو عملہ کچہری کی تبدیلی کا خیال ہوا۔ انقلاب زمانہ سے ملازمین کو ملال ہوا۔ منشی علیم اللہ اور منشی برہان علی اظہار نویس کہ بہت تیز دست چالاک تھے۔ کار سرکار میں چست دریدہ دہن بیباک تھے۔ اونکی تبدیلی منظور نظر ہوئی۔ روبکار تھانے پر جانے کا تحریر ہو چکا جب انھیں خبر ہوئی۔ صدر سے مفصل میں جانا ان لوگو نکے خلاف ہوا۔ ہر چند صاحب نے سمجھایا سمجھ میں نہ آیا نوکری سے استعفا دیا ظاہر انکار کیا۔ آخر دو شخص کو برخاست ہوئے پروانہ ملا جواب صاف ہوا۔ اہلکار تھے بیکار ہی ہوئے۔ عار کیا جان عاری ہوئی۔ شرفا سے زمانہ ناز ہے۔ دربدری ہے درفتنہ باز ہے۔ سابق میں شیخ فضیل علی کی دلاوری کا حال مرقوم ہوا ہے۔ جسقدر معلوم ہوا ہے۔ اسدم پھر فساد تازہ کے خبر پائی ہے۔ ایک معزز کے پاس تحریر آئی ہے۔ مگر ابھی مفصل سنا نہیں۔ مناسب وقت سمجھ کے لکھا نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ صحیفۂ آیندہ میں تصریح رقم ہوگی۔ ناظرین کی ملاحظے کو حوالہ قلم ہوگی۔ صحیفۂ سابق میں قرضے کی نالش کا حال لکھا تھا۔ جو تحقیق سنا تھا۔ اندنون ایک حکم جدید آیا ہے۔ نادہندو نکے گھبرانے کو تحریر فرمایا ہے۔ نقل اوسکی درج صحیفۂ اخبار ہے۔ لینے دینے والونکو اختیار ہے۔

اشتہار بحکم صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر صوبہ اودہ

سابق اس سے بورود حکم گورنمنٹ ممالک ہندوستان نمبری ۵۲۳۹ مرقومہ ۱۷ اکتوبر ۱۸۵۶ عیسوی ترمیم ضمن شانزدہم دفعہ ۱۶ آئین پنجاب کے بموجب در سرکلر اس عدالت نمبری ۱۲۵ مکتوبہ ۴ نومبر سنہ الیہ نفاذ اس قاعدے کا ہوا تھا کہ مقدمات قرضہ و قول و قرار وغیرہ کے جسمیں میعاد چھ برس کی تاریخ وقوع بنائے دعویٰ سے گذر گئی ہوگی عدالتہای دیوانی میں مسموع نہونگے۔ اب بصدور حکم ثانی جناب گورنمنٹ معزی الیہ نمبر ۵۵۵ رقمزدہ ۲۷ فروری سنہ حال کی بنظر رفاہ مستغیثان اجرای ضابطہ مذکورہ بالا کا تا آخر ماہ مئی سنہ حاضر کی ملتوی رکھنا قرار پاکر اشتہار دیا جاتا ہے کہ میعادہای دعویٰ جن لوگونکی تا ماہ مسطور چھ برس سے زیادہ گزرنے کو ہوں مگر مدت بارہ برس کی منقضی نہو چکی ہو اون دعوی دارونکو اختیار ہے کہ آخر ماہ زبور تک اپنے اپنے دعوی کو عدالت میں پیش کر دیں ورنہ بعد اختتام ماہ مذکور کے قاعدہ عدم سماعت دعوی زائد از چھ برس نسبت اون مقدمات کے نافذ و متاثر ہوگا و بعد گذرنے ماہ مرقوم کے کوئی مقدمہ قسم مذکورہ جسمیں روز ظہور بنیاد دعوی سے چھ برس گذر گئے ہوں باستدلال تمادی ایام عدالت میں سماعت نکیا جاویگا چاہیے کہ خاص و عام اس تجویز سے مطلع ہوں۔ مرقوم شانزدہم مارچ ۱۸۵۷ عیسوی۔

کانپور

وہ جو مثل مشہور ہے کہ نیل کا ماٹہ بگڑا ہے۔ وہ آج کل جہان کا نقشا ہے۔ گرانی غلے کی از حد ہے۔ محتاجونکا حال نیک نہیں بد ہے۔ دریںولا ایک ناد میں کئی من آٹا آیا تھا۔ سستا بہاو لگایا تھا دفعتہ مشہور ہوا کہ اس آٹے کی جو ریل چیل ہے۔ اسمیں ہڈیون کا میل ہے۔ پھر تو کو بکو چارسو زبان زد خاص و عام یہی کلام ہوا۔ وہ آٹا خاک میں ملا بدنام ہوا۔

ہرات

کشف الاخبار سے یہ مضمون ہاتھ آیا ہے۔ جسنے مطلب اوسکا پایا ہے۔ کہ شاہ ایران والاشان نے ہرات کے سرداران نامی کو حضور میں طلب فرمایا۔ نہایت عزت اور توقیر کی آبرو کو بڑہایا۔ پھر جنگ ہندوستان کی مصلحت پوچھی بقدر حوصلہ اپنی اپنی رائے سب نے عرض کی پھر اپنی قوم کے رئیس نامدار جلیل القدر ذی اعتباروں سے ارشاد کیا کہ بعد فتح مملکت ہندوستان بعد یزدان وہاں کے صوبہ جات کا تم لوگونکو مالک اور مختار کرونگا۔ دامن آرزو گل تمنائے دیرینہ سے بہرونگا۔ سبحان اللہ و بحمدہ وہاں تو حصے میں ہر ایک صوبہ ہی محال ہے۔ یہ نہیں سمجھتے کہ اسکا چھین لینا بہت محال ہے۔

اکبرآباد

۲۸ فروری پنجشنبے کو نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ایوان گورنری میں داخل ہوئے۔ ملازمین کو سرور حاصل ہوئے توپین سلامی کی سر ہوئیں۔ بخبر آمد گورنر ہوئیں۔ اور میگزین قلعہ اکبرآباد سے آلات حرب چہاونی نصیر آباد کی جانب روانہ کئے جاتے ہیں۔ عمدہ عمدہ ہتیار چہانٹ کے اہل فوج کو دئے جاتے ہیں۔ مرزا ولایت حسین خان صاحب مدارالمہام سرکار نواب علی بہادر والی باندہ واسطے اصلاح بعض امور کے اکبرآباد میں تشریف لائے ہیں۔ عدالت کے خیال انصاف کی توقع پر آئے ہیں۔ یقین ہے انکی عرق ریزی سے شجر تدبیر ثمرآبدار لائے۔ حدیقہ آرای گلشن جہان گلبن مدعا کو سرسبز و شاداب کرے۔ رنگ مسرت دکہائے۔ سنا ہے کہ دکلائے کرولی اور دہولپور ہمرکاب صاحب بہادر راجپوتانہ کسی مقدمے کی کوشش میں آئے ہیں۔ گوابھی فیصلہ نہیں ہوا مگر توقع پر قدم ہمت جمائی ہیں سر ہنری لارنس صاحب بہادر کارڈ صاحب حاکم صدر بورڈ کی کوٹھی میں قیام تھا۔ لکھنو کا عزم صبح و شام تھا۔ مگر کسی وجہ سے کلکتے جانے کی ضرورت ہوئی۔ دوسری یہ صورت ہوئی۔ باعث روانگی سنا نہیں۔ ابھی یہ معما کہلا نہیں۔ اندنون روبکار صاحب مجسٹریٹ دہلی کا اس مضمون سے آیا۔ اوسمیں یہ حال تازہ تحریر پایا۔ کہ اضلاع دہلی میں بھی پوریاں تقسیم ہوئیں نمبرداروں وغیرہ کو سلسلے سے دست بدست تسلیم ہوئیں۔ مگر قاسم کا نام معلوم نہیں ہوتا۔ کسکی زندگی پوری ہوئی کچھ مفہوم نہیں ہوتا۔ یہ امر جو تازہ ایجاد سے ہے سنا جاتا ہے وابتدا اوسکی اکبرآباد سے ہے۔ یقین ہے صاحبان عالیشان کو خبر ہو تاآل کار مدِ نظر ہو۔ جب یہ روبکار صاحب مجسٹریٹ اکبرآباد کے ملاحظے میں آیا۔ اسطرح جواب تحریر فرمایا۔ کہ ہمکو بھی اس مضمون سے حیرت ہے۔ کیا جانیے کس جعلساز کی شرارت ہے۔ فکر تلاش دن رات ہے۔ کہ یہ کیا خرافات ہے۔ گمان ہے کہ ضلع مین پوری سے اسبات کا ایجاد ہوا ہے۔ کوئی تازہ جعلساز باعث فساد ہوا ہے۔ اب سب اضلاع میں تحقیقات کی تاکید ہے۔ عملہ پولس پر تجسس کا حکم شدید ہے۔ دیکھیے کیا انجام کار ہوتا ہے۔ کسکو اس ایجاد کا اقرار ہوتا ہے۔ کسکا ثبوت جرم پر ہاتھ کاٹ کے تلا جائے۔ کون پوریاں بانٹنے کی عوض بید کی مار کہائے۔ مگر عجب کا مقام ہے اس بیدار مغزی اور ہوشیاری پر قلمرو میں اندہیر ہے۔ کسیکا قصور نہیں اپنی قسمت کا پہیر ہے۔ مفید خلائق و مطلع الاخبار۔

بہادر گڑہ

صاحب اخبار گلشن نو بہار کا بیان ہے۔ خامہ وقائع نگار شگوفہ تازہ سے ہزار داستان ہے۔ کہ اندنوں صاحبان انگریز نے مآل اندیشی سے ریاست بہادر گڑہ میں کچہری فوجداری اپنی طرف سے مقرر کی ہے۔ اور مقدمات مالی کی تحقیقات نواب بہادر جنگ کے قبضے میں دی ہے۔ پردۂ دوستی میں اس امر کا ظہور ہوا ہے۔ مشہور نزدیک و دور ہوا ہے۔ نواب ممدوح کو اسبات کا ملال ہے۔ رنج کمال ہے اسواسطے ترک وطن فرمایا ہے۔ دہلی اور جھجر میں مسکن بنایا ہے۔ مگر وہانکے باشندونکو یہ انصاف قبول زنہار نہیں۔ کون ہے جسکو ان کی فرمان برداری سے انکار نہیں۔ اسواسطے نوابصاحب کو حج اور زیارت کا خیال ہے۔ عزم بالجزم فی الحال ہے۔ گو خیر خواہ منع سفر میں کد کرتے ہیں۔ مگر نوابصاحب سبکا کہنا رد کرتے ہیں۔ یقین ہے عنقریب اس عزم کا ظہور ہو۔ ربط و اتحاد کا دور ودور مذکور ہو۔

تنجور

تحریر صاحب گلشن نو بہار ہے۔ زر گل کا معاملہ روبکار ہے۔ سابق مین جو کمشنر نے مال و اسباب رانی کا داخل خزانہ سرکار کیا تھا۔ خیر خواہی جتانے کو گنج باد آورد کا انبار کیا تھا۔ اندنوں حکم سرکار کمپنی کا گورنمنٹ مدراس کی نام آیا ہے۔ مسرت کا پیام آیا ہے۔ کہ جلد وہ اسباب پھیر دیا جائے۔ راضی نامہ لکھوا لیا جائے۔ دیکھیئے اب صاحب بہادر تعمیل حکم سرکار کرتے ہیں۔ یا خیر خواہی سے انکار کرتے ہیں۔

ڈاک خانے کی ڈکیتی

صاحب دہلی گزٹ تحریر کرتے ہیں کہ ڈاک خانے کے ڈاکو ہردم لوٹنے کی تدبیر کرتے ہیں۔ اندنوں مرزاپور میں ڈاک خانے کے قریب ایک صندوق ٹین کا چمر دوں سے نہان پایا۔ دیکھنے والونکو زر و زیور کا گمان ہوا جانا کہ گنج شایگان پایا۔ جب باہر نکال کر کھولا۔ تو باہر ٹہوس اندر پولا۔ مگر ۳۴ ٹکٹ آدہ آنے قیمت کے بھرے ملے بعض کاغذ پر لگے ہوئے تھے۔ اکثر خطوط سے اوکھاڑ لیے تھے۔ اوسوقت اس مضمون کی خبر صاحب مجسٹریٹ بہادر کو کی۔ ہوہو اطلاع دی۔ اب تحقیقات ہوتی ہے۔ دیکھیئے یہ حرکت کسکی آبرو کھوتی ہے۔ اہالیان ڈاک کو پریشانی کمال ہے۔ ہتکِ حرمت کا خیال ہے۔ سبحان اللہ جب اس حسنِ انتظام پر بیدار مغزی کی دہوم دہام پر۔ محافظونکی ایسی غفلت ہو۔ چوری کی یہ نوبت ہو۔ تو ہندوستانی ریاستونکا خدا نگہبان ہے۔ اونکی بے التفاتی مشہور جہان ہے۔ حکامِ عدالت کو مناسب ہے کہ رفاہِ خلق کی راہ کریں۔ غافلونکو آگاہ کریں۔ اس بدکرداری کی سزا ملے۔ بداعمالی کی جزا ملے۔ کہ پھر کسیکو ایسا حوصلہ نہو۔ رعایا کو سرکار سے شکایت و گلہ نہو۔

رنگول

آغاز ۱۸۳۸ عیسوی میں ملک راجہ رنگول سرکار انگریزی نے ضبط کیا تھا۔ بدانتظامی کا لِم لگا کے انتزاع کا حکم دیا تھا۔ راجہ نے اوسدن سے مجبور ہوکر جلائے وطنی اختیار کی تھی۔ حکومت عارضی کی بیرخی سے حالت اختصار کی تھی۔ نادانی سے دانایان فرنگ کی جُبل میں آئے تھے۔ بیٹھے بٹھائے آفت جھیلی تھی صدمے اوٹھائے تھے۔ اندنون جہانِ فانی کو چھوڑا۔ ہستی بے بنیاد سے منہ موڑا۔ دنیا عالمِ نیرنگ ہے۔ ہر آن اسکا نیا ڈھنگ ہے۔ کبھی مساعدت بخت سے تخت و تاج ہوتا ہے غفلت چہا جاتی ہے۔ کبھی صاحب باج و خراج نان شبینہ کو محتاج ہوتا ہے حیرانی آتی ہے۔ ہمیشہ نہ فرمان روائی رہتی ہے نہ کرو فر۔ گردشِ تقدیر سے نہ سر رہتا ہے نہ افسر۔ طرہ یہ ہے کہ اسپر سوجہتا نہیں۔ کوئی مآل کار بوجہتا نہیں۔ صبح صادق

سِکم

راجہ ریاست سکم نادانی سے قریب عقل سے دور ہوا۔ اپنی تھوڑی جمعیت پر بہت نازاں تھا مغرور ہوا۔ پولٹیکل ایجنٹ رحلیک انگریزی کو گرفتار کیا۔ جوانمردی کا اظہار کیا۔ مگر غفلت طاری تھی۔ عقل سے بہرہ نہ تھا حسنِ فکر سے طبیعت عاری تھی۔ لڑائی لڑکوں کا کھیل سمجھی ہتھیار لیا۔ یہ نجانا کہ مارے جائینگے اپنی زعم مین پالا مارلیا۔ مست بادۂ نخوت انجام کی فکر سے غافل ہوے۔ کمظرفون کے ہم پیالہ دنوالہ ہونے سے یہ سرور حاصل ہوے۔ کہ ادہر سے فوج کشی ہوئی ایک حملے میں ایجنٹ کو چھین لیا۔ اور جسقدر ملک دامنِ کوہ میں تھا اوسپر قبضہ کیا۔ اب ندامت سے سر بگریبان ہیں۔ عقل پر پتھر پڑے بربادی کے سامان ہیں۔ ایضا

واقعۂ جان سوز.

صاحب دوربین آتشی شیشے کا عالم دکھاتے ہیں۔ زبانِ قلم زمانہ ہے کہ واقعہ جگر سوز سناتے ہیں۔ ۲۴ رفروری کو موضع جیت پور کہ کلکتے کے شمال کی جانب ہے دفعتہً آگ لگی۔ آسمانکواہلِ زمین سے لاگ لگی۔ سیکڑوں مکان رعایا کے جلکے خاک کا انبار ہوا۔ دل جلونکی آہ سے چرخِ ہفتم کے دہوان پار ہوا۔ طرّہ یہ ہے کہ ہنوز یہ لگی نہ بجھی تھی کہ شعلۂ غم تازہ بھڑ کا خرمنِ امید جلایا۔ چشم زدن میں سامانِ توقع خاک میں ملایا۔ دفعتہً نواب مظفر الملک معظم الدولہ سید محمد علیخان بہادر سام جنگ والی جیت پور کہ ساٹھ برس کا سن رکھتی تھی عارضہ چیچک میں مبتلا ہوئے۔ ہمہ تن آبلا ہوئے۔ ۲۶ رکو اس دارنا پایدار سے رحلت کی۔ فردوسِ برینکی راہ لی۔ متعلقین کو غم ہوا۔ رعایا کو اس حادثہ کا بہت الم ہوا جناب احدیت نے ایسا مرتبہ عالی عطا فرمایا تھا۔ اخلاقِ مجسم بنایا تھا۔ کہ سب بدل اطاعت کا دم بھرتے تھے۔ فرمان برداری کرتے تھے۔ گو فرزندار جمند نواب سید علی احمد بھی پسند خلائق ہیں۔ سب پر فائق ہیں۔ یقین ہے کہ انتظام کا وہی طور رہے۔ رعایا کے حال پر غور رہے۔ دنیا میں نیک نام ہو۔ بخیر انجام ہو۔ دوربین وغیرہ

الہ آباد

ایک کارسپانڈٹ اخبار فینکس انگریزی کی الہ آباد سے تحریر ہے۔ بدنظمی کی تقریر ہے۔ کہ پہلی فروری کو تاریکی شب میں قتل کی واردات ہوئی۔ نواب لفٹیننٹ گورنر جنرل بہادر کے لشکر میں یہ اندہیر کی بات ہوئی۔ کہ ایک ترکسوار چوتھی رجمنٹ نے اپنے صوبہ دار کو جان سے مارا۔ ہوا کی گھوڑی پر سوار آیا بڑی آن بان سے مارا۔ افواہ ہے کہ راجہ نیپال وضع تغیر میں الہ آباد کو آئے تھے۔ کچھ جرار مصاحبت میں ہمراہ لائے تھے۔ اب جانے کے بعد یہ امر مشتہر ہوا ہے۔ چرچا گھر گھر ہوا ہے۔ کوہ نور

گوالیار

فرنڈ اف انڈیا کی تقریر ہے۔ ہو بہو تحریر ہے۔ کہ ۱۸۰۳ عیسوی میں مہاراجہ دولت راو سیندہیہ نے اظہار کیا تھا کہ ملک دکن میں کئی علاقے ہمارے اسلاف کو بادشاہانِ دہلی نے بطور جاگیر عنایت کی تھی۔ حسنِ خدمت کے صلے میں مرحمت کی تھی۔ اہالیانِ سرکار کمپنی نے دہوکا کہایا پہیر دئے۔ عہدنامہ جدید میں تحریر کئے۔ اندنون گورنر بمبئی نے لارڈ کیننگ صاحب بہادر کو لکھا ہے۔ اوسکا یہ مضمون سنا ہے۔ کہ ہمکو بعد تحقیقات کی معلوم ہوا کہ یہ علاقہ کسی بادشاہ نے مہاراجہ گوالیار کو عطا نکیا تھا۔ انھوں نے اہالیانِ سرکار کمپنی کو فریب دیا تھا۔ مناسب ہے کہ یہ شامل ملک سرکار ہو۔ جلد اسبات کا اظہار ہو۔ لاٹ صاحب بہادر نے جواب اوسکا یوں تحریر فرمایا۔ گورنر بمبئی کو ہدایتاً سنایا۔ کہ مہاراج کی عہد نامے میں تحریر مضمونِ انعام نہیں۔ اس حیلے کا الجھیڑ پر کام نہیں۔ ضبط ہونا اسکا محال ہے۔ سرِ دست بدنامی کمال ہے۔ مگر جو اس علاقے کے باعث سے نقصان ہو۔ تو مبادلے کا سامان ہو۔ جہانسی کا علاقہ دے کر وہ لیا جائے۔

مہاراج کو دوستانہ فہمائیش ہو۔حسن تدبیر سے یہ کام کیا جائے۔ابھی جواب اسکا آیا نہیں۔صاحب بہادر نے مہاراج کو سنایا نہیں۔ آفتاب ہند وغیرہ

مدراس

صبح صادق مدراس کی نورافشانی ہے۔نئی کہانی ہے۔ کہ اندنون کچھ گورے کچھ کالے تلنگے بنگلور کو جاتے تھے۔رواروی کی دہوم مچاتے تھے۔ ایک شب اثنای راہ مین چوروں نے لوٹا۔کچھ اسباب نچوٹا۔بہتوں کو زخمی سراسر کیا۔جسنی زبان ہلائی وار اوس ناکام پر کیا۔پھر اپنا اپنا رستہ لیا۔ہر ایک آن کی آن میں چلدیا۔بقول شخصے کالے بچے نہ سیت دونوں مارے ایک ہی کھیت صبح کو صاحب مجسٹریٹ بہادر ادہر آئے۔برسر رہگذر آئے۔اون لوگوں نے فریادکی۔ظاہر افتاد کی۔صاحب نے عدالت گستری سے تحصیلدار کو حکم تلاش دیا۔بڑا اہتمام کیا۔مگر ابھی کوئی مجرم ہاتھ آیا نہیں۔کسی جانشان پایا نہیں۔

پونا

ایک دن اوس مرزبوم میں ایسی تند ہوا چلی۔کہ بہت مکان اوجڑے بستی خاک میں ملی۔چھپر ونکا کہیں تنکا نملا پتانہ معلوم ہوا۔کئی آدمی ایسے اوڑے کہ وجود معدوم ہوا۔اب دیکھیے اوجڑے ہوؤنکا کسکو دہیان ہوتا ہے بے سروسامانونکا کیا سامان ہوتا ہے۔

رسیدزرِ قیمت طلسم لکھنؤ

اسامی خریداران	تعداد مر قیمت	کیفیت ابتدا وانتہا
نواب علی حسین خانصاحب بہادر دام دولتہ		٦ ربیع الآخر ١٢٧٣ ہجری لغایت ٥ ربیع آلاخر ١٢٧٤ ہجری
مولوی محمد حسن خانصاحب دام دولتہ		لغایت ٥ ربیع الآول ١٢٧٣ ہجری
مولوی محمد مہدی علی صاحب دام دولتہ		لغایت ٢١ ذیقعدہ ١٢٧٣ ہجری
مرزا محمد علی بیگ صاحب دام دولتہ		١٩ جمادی الاول ١٢٧٣ ہجری لغایت ١٨ رجب سالیہ
جوزف جوانس صاحب دام دولتہ		٢٥ جولائی ١٨٥٦ء لغایت ٢٤ جنوری ١٨٥٧ء

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کی اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبارِ نو　　یافت جانِ تازہ جسم لکھنؤ
گنج گوہرہائے معنی اندر وست　　چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

عنوان صحیفہ حمدِ حق ہے　　زیبائش اوّل ورق ہے
پھر نعت ہے سید البشر کی　　جس نے ہمیں سچی خبر دی

نمبر ۳۶　۳۰ سلخ شہر رجب ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۲۷ ماہ مارچ ۱۸۵۷ عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تابمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپئے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپئے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زرِ مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو والا حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زرِ قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد　　بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است
مصرعہ تاریخ آغازش عنایت زد رقم　　گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنؤ است

۱۲۷۳

لکھنؤ

معتمد کی زبانی سنا ہے۔ ناظرین کی آگہی کو لکھا ہے۔ کہ بالفعل اس مملکت میں بھی آہنی سڑک بنانے کی خبر ہے۔ سوداگروں کی آسائش مدِ نظر ہے۔ انجینیر ہوشیار کارگزار آئے ہیں۔ طرح طرح کے نقشے بنائے ہیں۔ باشندے شہر کے گھر کُھدنے سے گھبرائے ہیں۔ ایک پہلے کانپور سے لکھنؤ میں آئیگی۔ پھر یہاں سے فیض آباد اور بہرام گھاٹ کو جائیگی۔ دوسری خیر آباد ہو کر شاہجہان پور کیطرف جاری ہوگی۔ پھر بنارس لیجانے کی طیاری ہوگی۔ یہ نقشہ تیار کر کے صدر کو بھیجا تھا۔ راہوں کا حال لکھا تھا۔ اب منظوری آئی ہے۔ تحقیق خبر پائی ہے۔ مگر کسی وجہ سے جاری کرنے میں ایام گزاری ہے۔ شاید کسی امر کی انتظاری ہے۔ تجویز ہے کہ اس راہ سے اسباب تجارت آئے۔ خصوص شورہ جو اکہار نیل کا انبار ہو جائے۔ تاجروں کو آسایش ہو۔ سرکار کی نمایش ہو۔ اس شہر میں جب راہوں کی صفائی سڑکوں کی تیاری کا حکم صادر ہوا۔ منصب رائے اس منصب کا مہتمم ہو کے جفا کاری میں نادر ہوا۔ اکثر چبوترے زینے مکانوں اور دُکانوں کے جو سامنے آئے رد میں کھود کے برابر کیے۔ خانہ خرابی پر کمر باندھی ظلم سراسر کیے۔ چنانچہ معتمد الدولہ بہادر کی مکان کے نیچے جب کھودنے کا لگا لگایا۔ باوجود وسعت کی چبوتر دنکو کھود کے خاک میں ملایا۔ ایک قبر کسی بزرگ شہید کی مٹی سے پنہاں نمودار ہوئی۔ غافلوں کی تنبیہ کو حقیقت مخفی اظہار ہوئی۔ قبر کھلتے ہی دیکھنے والوں کے آنکھیں کھل گئیں۔ کہ انکے کفن میں دہبا نہ لگا بہتوں کی ہڈیاں تک گھل گئیں۔ غرض لاش بصورت اصلی نظر آئی۔ اوسوقت

ناظرین کو حیرت ہوئی عبرت چھائی۔ خوشبو ریاضِ جنت کی پیدا ہوئی۔ دماغ جان معطر ہوا بلبلِ دل شیدا ہوئی۔ ہر ایک کو یہ خبر ہوئی۔ تمام شہر میں مشتہر ہوئی شعر:۔ شجر جسم پہ تلوار سے گل کھلتے ہیں۔ بوئے گل کیوں نہ مزار شہدا سے آئی۔ دن بھر لوگونکی کثرت رہی۔ شہید راہ خدا کی زیارت رہی۔ آخر اوس قبر کی سر نو تعمیر ہوئی۔ پردہ پوشی کی تدبیر ہوئی۔ ایک شخص نے سعادت سمجھ کے جاروب کشی اختیار کی۔ عقیدتِ سابق اظہار کی۔ ۲۵ رجب کو مشائخین کا جلسا ہوا۔ تمام شہر میں اسبات کا چرچا ہوا۔ ایکدن اور دورات میلہ رہا۔ آدمیونکا ریلہ رہا۔ ہر طرف ناچ گانے کی صدا آتی تھی۔ ایسی کثرت تھی کہ ہوا بڑی کشمکش سے بار پاتی تھی۔ ایک طرف قوالونکی چوکیاں معرفت کا گانا۔ مشائخین کا وجد میں آنا۔ جھوم جھوم کر حال لانا۔ ہوحق کی صدا۔ مست مئے الفت ہر ایک باخدا۔ کسی جا چمن حسن کھلا۔ گلرویانِ سمن بر و سرو قامت محوِ تماشا۔ تماشائیونکی تاک نزدیک و دور۔ تازگی پر عاشقونکے زخم کا انگور۔ ایک طرف رنڈیونکا ہجوم۔ رقص و سرود کی دھوم۔ ہر ایک رشک پری۔ جنکی تیغ نگاہ سے مشکل جان بری۔ شعاع حسن و رعب جمال سے آفتاب کو رعشہ۔ چہرہ زرد۔ ماہتاب کی چاندنی جوبن کی چمک دمک سے گرد برد۔ آزمانِ پیر باین پیرانہ سالی اون کے حسن و جوانی پر حیران۔ صبح سے شام شام سے صبح تک سرگردان۔ متواتر صدقے ہوا کیا برابر چکر رہا۔ ولولہ جوش و خروش میں یہ شعر زبان پر رہا۔ شعر:۔ دل سے شوق رخ نکو نہ گیا۔ جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا۔ چشمِ انجم محو نظارہ دیدہ حیران ہر ایک ستارہ حسن دلفریب سے سڑک پر کہکشاں کا عالم تھا۔ سپہر بے مہر شعبدہ بازی بھولا لطف تازہ بردم تھا۔ ایکطرف بھنگیڑونکی دکانیں آراستہ۔ حسن ظاہری سے پیراستہ۔ بھنگیڑن ہر ایک دلفریبی میں طاق۔ شہرۂ آفاق۔ شوخ و شنگ۔ جوبن کی امنگ جوانی کی ترنگ۔ کسی سے بناو کسی سے بگاڑ۔ اون کی پسے ہوونکی یہ چھیڑ چھاڑ، شعر:۔ لبریز اپنا کاسۂ سر ہو گا بنگ سے۔ گاڑہی چھنے گی آج کسی سبزہ رنگ سے۔ کسی جا تانِ کا فرکیش کی انجمن۔ وہ ایک تارے کا چھیڑنا وہ کبتوں نکاجھن کہیں ستار میں لے کا بجنا۔ کسی مقام پر گلے بازونکا تانوں میں اوبجنا۔ کہیں عمر عیار کی داستان بخوش بیانی۔ کہیں رندانِ بیباک کی مستانہ شعر خوانی۔ غرض قریب شام کو قوال صاحب بھی آئے۔ احمد نور خان تھانہ دار کی کارگزاری اور بندوبست پر عش عش کیا بڑے لطف اوٹھائے۔ پھر اور اکابر شہر وضیع و شریف شریک محفل ہوئے۔ رقص و سرود کی طرف مائل ہوئے۔ شام سے صبح تک جلسہ بدستور رہا۔ ناظرین کو سرور رہا یقین ہے ہر سال فصلِ بہاری کی آمد میں یہ چمن حسن کھلے بڑی بہار ہو۔ جو محفل ہو یادگار ہو۔ مہتموں کی نام آوری ہو۔ فیضِ حسن جاری ہو۔ اس محفل کی چمک دمک سے شرمندہ فصلِ بہاری ہو۔

۲۰ مارچ شب جمعہ کو سر ہنری منگمری لارنس صاحب بہادر داخل کوٹھی بیلی گارد ہوئے۔ کہتے ہیں کہ اس شہر کی ایام نحوست رد ہوئی۔ مرتبہ شناس صاحب اخلاق ہیں۔ روسای لکھنؤ انکی قدر دانی سنکے مشتاق ہیں۔ کوٹھی میں قیام کیا۔ شب کی شب آرام کیا۔ صبحدم سوار ہوئے پہلے شیش محل کے میگزن کو معاینہ کیا۔ پھر کوٹھہ جات سلطانی کو ملاحظہ کیا۔ اسباب شاہی کی واگذاشت کا حکم دیا۔ منتظم شہر کے نام تحریر کیا۔ پھر وہانسے معاودت فرمائی۔ مخمس دیکھنے کی نوبت آئی۔ اب دورے کی خبر مشہور ہے۔ بہرائچ کی طرف جانا منظور ہے۔ آیندہ جس امر کا ظہور ہوگا۔ تحریر ضرور ہوگا۔ سابق میں صرافونکا دکانیں بند کرنا لکھا ہے۔ اندنون یہ تازہ مضمون کہلا ہے۔ کہ جب بازار بند ہونے کی خبر عام ہوئی۔ مفصل گوش زد حکام ہوئی۔ جوڈیشل کمشنر بہادر نے اون لوگونسے استفسار حال کیا۔ دکان کھولنے پر دادرسی کا وعدہ فرمایا دور سب ملال کیا۔ بالفعل اون لوگوں نے رایٹ صاحب کو مختار کیا ہے۔ اونکے ذریعے سے مطلب کا اظہار کیا ہے۔ اب جوڈیشل کمشنر بہادر کے اجلاس میں مقدمہ روبکار ہے۔ اونکی تجویز پر فیصلے کا مدار ہے۔ یقین ہے کہ عدل و داد کی گرم بازاری ہو۔ امن و امان کی خریداری ہو۔

اندنون جوڈیشل کمشنر بہادر نے ہر زاین تحویلدار عدالت العالیہ سے کاغذ آمدنی محصول طلب فرمایا تھا۔ دریافتِ حالِ ایام سلطنت کی طرف مزاج مبارک آیا تھا۔ اوسنے ظاہر کیا کہ میںنے کاغذ تفصیلی لالہ ہرگوپال کے سپرد کر دیا سرکار اونسے طلب کرے۔ حاصل مطلب کرے۔ صاحب بہادر نے اونکے نام حکم بھیجا ہے۔ کاغذ حاضر کرنے کو لکھا ہے۔ دیکھیئے کیا انجام ہو۔ سرِ کچہری کون بدنام ہو۔ ایک تو بیکاری دوسری غلے کی گرانی سے خلقت بہوت مرتی ہے۔ سسک سسک کر جان سے گذرتی ہے۔ وہ جو مثل مشہور ہے کہ تیسرے دن مردار حلال ہوتا ہے۔ تنگ آکر جان دینے کا خیال ہوتا ہے۔

اندنوں اس شہر میں چوری کی کثرت ہے۔ دغابازی اور جعلسازی کی شدت ہے۔ کہیں نقب ہوتی ہے کسی ذر کا قفل ٹوٹتا ہے۔ چور چالاکی سے مالدار کو لوٹتا ہے۔ ۲۴؍ مارچ کو کسی عیار نے ایک کائیہ کی دروازے کا قفل توڑا۔ جو اسباب تھالیا کچھ نچھوڑا۔ جب باہر آنے کا قصد کیا۔ حسب اتفاق مالک مال نے دیکھ لیا۔ دوڑ کر گریبان گیر ہوا۔ چور سمجھا کہ اب اسیر ہوا۔ یہ اسباب پھیک کر آمادۂ مقابلہ ہوا۔ طرفہ معاملہ ہوا۔ انگریزی چاکو نکال کر زخمی کیا مگر اوسنے نچھوڑا۔ مقابلے سے منہ نموڑا۔ آخر اہلِ محلہ جمع ہوئے اوسکو گرفتار کیا۔ اہالیان پولس سے اظہار کیا۔ احمد نور خان تھانہ دار وزیر گنج نے دونوں مجروح و جارح کا عدالت میں چالان کیا۔ واردات کا اعلان کیا۔ جب کچہری میں روبکاری کی نوبت آئی۔ زبان پر افلاس کی حقیقت آئی۔ زخمی کرنے کا اظہار کیا۔ جرم کا اقرار کیا۔ اسیطرح کا ہر روز معاملہ ہوتا ہے۔ خوش معاشوں کا بدمعاشوں سے مقابلہ ہوتا ہے۔ کبھی خالی زد وخورد ہوتی ہے۔ کبھی بھر پور دست بُرد ہوتی ہے۔ عجب ہنگامہ صبح و شام ہے۔ چوروں کا ساہوکاروں سے کلام ہے۔ شعر: ہوگی کب تک بجا خبرداری۔ چور جاتے رہے کہ اندھیاری حکام بالادست کو رعایا پروری عدل گستری ضرور ہے۔ اوسکی سزا لازم ہے جو ظالم باعثِ فتور ہے۔ صحیفۂ سابق میں حکم استرداد کوٹھہ جات و مکانات مجمل حوالہ قلم ہوا ہے۔ بالفعل حال مفصل لکھا جاتا ہے جو سر رشتے سے رقم ہوا ہے۔ یعنی ۲۵؍ مارچ کو منتظم شہر نے صحتہ الدولہ بہادر کے نام تحریر کی۔ اس مضمون کی تقریر کی۔ کہ اندنوں حسب منشاء چٹھی صاحب کمشنر بہادر نمبری ۲۵ محررہ ۱۸؍ مارچ ۱۸۵۷ء و چٹھی صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر نمبری ۲۲۰ مرقومہ ۱۶؍ مارچ و چٹھی سکرتری چیف کمشنر بہادر نمبر ۲۸۲ مکتوبہ ۲۷؍ فروری منہ الیہ مشعر حکم استرداد اسباب کوٹھہ ہای فرح بخش آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ کل کچہری میں تشریف لائیے اسباب شاہی کوٹھوں سے دیکھکر اوٹھالیجائیے۔ اس امر میں تعجیل ضرور ہے۔ کہ تعمیل حکم باعثِ سرور ہے۔ چنانچہ دوسرے دن صحتہ الدولہ بہادر منتظم شہر کے کچہری میں آئے۔ صاحب نے تاکیدی حکم سُنائے۔ اونہوں نے چار دنکی مہلت طلب کی۔ اتنی فرصت طلب کی۔ آخر یہ بات قبول ہوئی۔ مراد حصول ہوئی۔ اب دیکھیئے کون کونسا اسباب ڈہلتا ہے۔ کون کون کوٹھا پہلے کھلتا ہے۔ سنا ہے کہ جلوخانہ کلاں اور کوٹھی جو فرح بخش سے متعلق ہیں کھود کر میدان ہوگا۔ آبادی کی بربادی ویرانی کا سامان ہوگا۔ اور چتر منزل اور لال بارہ دری کے صفائی ہوتی ہے کمرے جھاڑے جاتے ہیں۔ مگر بعض اشخاص کچھ اور سناتے ہیں۔ کہ بالفعل کسی وجہ سے تخلیہ تام منظور نہیں۔ تشریح اس امر کی ضرور نہیں۔ آیندہ جس بات کا اظہار ہوگا۔ درج صحیفۂ اخبار ہوگا۔

نقشہ خانہ شماری محلات وتعداد چوکیداران ودفعداران وغیرہ علاقۂ کوتوالی شہر لکھنؤ

نمبر	نام محلہ	تعداد چوکیداران وغیرہ	تعداد گھروں کی	کیفیت	نمبر	نام محلہ	تعداد چوکیداران وغیرہ	تعداد گھروں کی	کیفیت
۱	کوڑیا گھاٹ	۵ نفر	منزل ۳۲۸	تین متمول باقی غریب سب قوم	۲۶	جھوائی ٹولہ	نفر ۳	منزل ۴۸۳	ہندو اور مسلمان مالدار اور غریب
۲	نکھی ٹولہ	دونفر	منزل ۵۰	سب مہاجن متمول رہتے ہیں	۲۷	مغل پورہ	دونفر	منزل ۱۳	مسلمان متمول رہتے ہیں
۳	باجپئی ٹولہ کلاں	ایضا	منزل ۳۳	برہمن راجپوت کایتھ متمول	۲۸	سورجپا مکھی بغیہ	ایضا	منزل ۴۹	سب قوم متمول اور غریب
۴	پیُوبھائی منڈی	نفر چار	منزل ۶۴	نصف مالدار باقی غریب	۲۹	سبزی منڈی	نفر تین	منزل ۷۴	مہاجن مالدار رہتے ہیں
۵	باجپئی ٹولہ خُرد	نفر تین	منزل ۳۶	برہمن مالدار رہتے ہیں	۳۰	بھٹی ٹولہ	ایضا	منزل ۲۳	ہندو مسلمان رہتے ہیں
۶	کاغذی محلہ	ایضا	منزل ۶۵	آسودہ رہتے ہیں	۳۱	چوبداری محلہ	دونفر	منزل ۹۴	غریب اور مالدار رہتے ہیں
۷	احاطہ ثریا بیگم	نفر تین	منزل ۶۲	آسودہ اور غریب رہتے ہیں	۳۲	احاطہ محمد خان	دونفر	منزل ۸۱	غریب اور مالدار رہتے ہیں
۸	احاطہ بیگم راج	ایضا	منزل ۴۸	ہندو اور مسلمان مالدار	۳۳	احاطہ باقی بیگ	دونفر	منزل ۴۳	ہندو مسلمان رہتے ہیں
۹	پنساری ٹولہ	نفر تین	منزل ۵۴	مہاجن مالدار رہتے ہیں	۳۴	محمود نگر	دونفر	منزل ۷۴	مسلمان راجپوت رہتے ہیں
۱۰	مرزا کی منڈی	نفر تین	منزل ۱۲۲	مہاجن مالدار رہتے ہیں	۳۵	احاطہ گوکل چند	نفر تین	منزل ۴۴	متمول اور غریب رہتے ہیں
۱۱	نخل دروازہ	نفر تین	منزل ۱۷۱	مہاجن اور نواب زادے رہتے ہیں	۳۶	لال محل کی منڈی	نفر ۴	منزل ۲۰۰	مہاجن اور غریب رہتے ہیں
۱۲	چکلہ	نفر تین	منزل ۱۸۳	مہاجن کوٹھی وال مالدار	۳۷	نقار خانہ	نفر ۴	منزل ۲۵۷	مکاندار پنساری وغیرہ

۱۳	فرش جگناتھ	نفر تین	منزل ۵۵	مہاجن مالدار رہتے ہیں	۳۸	جلوخانہ	نفر ۳	منزل ۷۷	مکانات شاہی ہیں
۱۴	سرکی ٹولہ	نفر تین	منزل ۹۵	مہاجن مالدار رہتے ہیں	۳۹	شنجی دروازہ	نفر ۳	منزل ۱۵۴	مہاجن برہمن رہتے ہیں
۱۵	پل رنبیرام	نفر تین	منزل ۴۹	متمول رہتے ہیں	۴۰	چاندی بازار	نفر ۴	منزل ۴۳۵	مہاجن برہمن رہتے ہیں
۱۶	سنکری ٹولہ	دونفر	منزل ۱۰۰	متمول رہتے ہیں	۴۱	صرافہ	نفر تین	منزل ۱۹۰	مہاجن برہمن رہتے ہیں
۱۷	سونی ٹولہ	نفر تین	منزل ۴۳	متمول رہتے ہیں	۴۲	چوک	نفر ۷	منزل ۳۲۷	دکاندار مسلمان وہندو
۱۸	درزی کی بنیا	نفر تین	منزل ۱۴۳	غریب رہتے ہیں	۴۳	تکیہ کلوشاہ	نفر ۴	منزل ۷۵	کچھ آسودہ کچھ مالدار رہتے ہیں
۱۹	سوندی ٹولہ	نفر ۵	منزل ۴۲۸	مہاجن اور مالدار رہتے ہیں	۴۴	نخاس	نفر ۳	منزل ۱۷۷	متمول نوکری پیشہ رہتے ہیں
۲۰	کالیان ٹولہ	نفر ۲	منزل ۵۱	متمول مالدار رہتے ہیں	۴۵	کشمیری محلہ	نفر ۳	منزل ۸۳	اہل پیشہ متمول اور غریب
۲۱	مکوٹولہ	ایضا	منزل ۴۳	متمول اور غریب رہتے ہیں	۴۶	کہوکی ٹولہ	نفر ۲	منزل ۴۷	مالدار وغریب رہتے ہیں
۲۲	پوربین کی گلی	نفر تین	منزل ۹۵	متمول اور غریب رہتے ہیں	۴۷	کٹرہ میرہادی	ایضا	منزل ۸۱	سب پیشہ والے رہتے ہیں
۲۳	[illegible] ہری ٹولہ	نفر تین	منزل ۵۰	مہاجن رہتے ہیں	۴۸	سراگڑہی کی	دونفر	منزل ۲۹	بیوپاری رہتے ہیں
۲۴	کے ٹولہ	دونفر	منزل ۳۸	مہاجن مالدار رہتے ہیں	۴۹	ٹیلہ عقب نخاس	نفر ۳	منزل ۱۵	نوکری پیشہ رہتے ہیں
۲۵	کناری ٹولہ	دونفر	منزل ۸۱	مالدار و متمول رہتے ہیں	۵۰	کٹرہ دوی بیگ	ایضا	منزل ۴۳	متمول اور غریب رہتے ہیں
۵۱	کٹرہ سید حسین خان	نفر تین	منزل ۷۹	کشمیری اور برہمن رہتے ہیں	۶۹	گیہو بالی منڈی	دونفر	منزل ۱۴۲	متمول اور غریب رہتے ہیں
۵۲	بنجاری ٹولہ	نفر تین	منزل ۲۲۳	ہر قسم کے لوگ رہتے ہیں	۷۰	فراشی ٹولہ	نفر ۴	منزل ۶۱	متمول اور غریب رہتے ہیں
۵۳	قاضی کی منڈی	نفر تین	منزل ۸۶	کایستھ وغیرہ آسودہ رہتے ہیں	۷۱	دریا	دونفر	منزل ۸۱	مالدار متمول رہتے ہیں
۵۴	[illegible] کی سرائے	نفر تین	منزل ۷۶	سب قوم مالدار اور غریب	۷۲	چوک قدیم	نفر تین	منزل ۱۲	مالدار رہتے ہیں
۵۵	شاہ جیوا کی گلی	نفر تین	منزل ۱۴۱	طوائف وغیرہ مالدار	۷۳	کٹرہ دوست محمد خان	ایضا	منزل ۴۲	مالدار متمول رہتے ہیں
۵۶	جہوہری ٹولہ	نفر تین	منزل ۸۳	سب قوم متمول اور غریب	۷۴	ٹھٹھری ٹولہ	ایضا	منزل ۸۴	مالدار متمول رہتے ہیں
۵۷	تہوئی ٹولہ	ایضا	منزل ۵۳	متمول اور غریب رہتے ہیں	۷۵	چوڑی ٹولہ	دونفر	منزل ۱۸۷	مالدار متمول رہتے ہیں
۵۸	دلالی ٹولہ	نفر تین	منزل ۸۱	طوائف مالدار اور دلال	۷۶	مینا بازار	نفر تین	منزل ۱۸۴	مالدار اور غریب رہتے ہیں
۵۹	فرنگی محل	نفر تین	منزل ۱۸۰	مالدار اور غریب	۷۷	سیدانی ٹولہ	ایضا	منزل ۳۷	مالدار اور غریب رہتے ہیں
۶۰	پارچی والی گلی	ایضا	منزل ۸۷	ہندو مسلمان متمول اور غریب	۷۸	کٹرہ حسن باغ	نفر ۵	منزل ۲۸۴	نواب زادے متمول
۶۱	چڑی مار ٹولہ	ایضا	منزل ۲۰	غریب رہتے ہیں	۷۹	احاطہ رمضان علی خان	ایضا	منزل ۴۳	مالدار اور غریب رہتے ہیں
۶۲	پاٹھ نالہ	دونفر	منزل ۱۷۴	مالدار اور غریب رہتے ہیں	۸۰	کوٹلی گہاٹ	نفر تین	منزل ۱۸۷	آسودہ اور غریب
۶۳	درباری ٹولہ	دونفر	منزل ۲۶	مالدار اور غریب رہتے ہیں	۸۱	ٹیلہ شاہ پیر محمد	نفر تین	منزل ۱۸۳	مالدار اور غریب رہتے ہیں
۶۴	زرہ سازی محلہ	ایضا	منزل ۳۵	مالدار اور غریب رہتے ہیں	۸۲	ٹکسال	نفر تین	منزل ۴۷	متمول اور غریب رہتے ہیں
۶۵	امام باڑہ آغا باقر	نفر ۴	منزل ۱۳۰	مسلمان رہتے ہیں	۸۳	[illegible] بازار	ایضا	منزل ۵۴	متمول اور غریب رہتے ہیں
۶۶	بچواڑہ امام باڑہ	دونفر	منزل ۱۹۱	ہندو مسلمان متمول غریب	۸۴	احاطہ سالار جنگ	ایضا	منزل ۸۱	نواب زادے اور مالدار رہتے ہیں
۶۷	ڈور والی گلی	ایضا	منزل ۴۲	ہندو اور مسلمان رہتے ہیں					
۶۸	جوہری محلہ	نفر تین	منزل ۲۸۷	متمول اور غریب رہتے ہیں					

اندنوں حکمنامہ سلطانی کارپردازان جلیل الشان کے نام آیا ہے۔ اوسمیں یہ حکم تحریر پایا ہے۔ کہ جب متواتر دواب کی فاقہ کشی کا حال سمع اقدس میں پونہچا ملال ہوا۔ دریائے کرم جوش میں آیا بے زبانونکی فریادرسی کا خیال ہوا۔ مقبول الدولہ بہادر اس کام سے ناکام ہوے۔ حیوانوں کی آدمیوں سے جان بچی رفع الزام ہوے آیندہ اونکی تقدیر ہے۔ بالفعل یہ تدبیر ہے۔ کہ تین مہینے اور حسب دستور اون بیچاروںکے دانے چارے سے چارہ گری ہو۔ فاقونسے نہ مریں جانوروںکی جان بری ہو۔ جب تاب وتوان جسم بیجان میں آئے۔ پاوں راہ چلنے کی طاقت پائے۔ کلکتے کو روانہ ہوں۔ بالفعل راہ پیمانہ ہوں۔

اندنوں پھر ملازمین شاہی کی تقسیم تنخواہ کی دھوم ہے۔ مایوسان فاقہ کش کا کچہری میں ہجوم ہے۔ تیرہ مہینے کے بعد محتاجوں کی امید برآئی ہے۔ منتظر و نکے کان تک یہ خبر آئی ہے۔ خزانہ اور بخشیگری کے افسرونکو حکم ملا ہے۔ غنچہ امید کا گل کہلا ہے۔ کہ جو ملازم شاہی آئیں۔ ایام سلطنت کی تنخواہ پائیں۔ دس روپے سیکڑا وضعات ہوگی۔ عشر عشیر تنخواہ جو ملے دے کے بچے گی اوسمیں بسر اوقات ہوگی۔ کچھ ملازمین بیت الانشا اور عدالت العالیہ نے ایام سلطنت کی باقی پائی ہے۔ اب اوروں کی باری آئی ہے۔ سررشتہ دار ونکی رائے پر تقسیم کا طور ہے۔ نقشہ ہی کچھ اور ہے۔ دیکھیے کیونکر اسباب کا انجام ہو۔ کس کی خیر خواہی مشہور ہو کون بدنام ہو۔

پیگو ملک برمہا

صاحب چشمہ فیض کی مضمون طرازی ہے۔ ظاہر زمانے کے ناسازی ہے۔ وہاں کے پہاڑوں میں قوم کیرن رہتی ہے اونہوں نے فوج انگریزی کو طرح طرح کی تکلیف دی۔ دھوکا دے کر جان لی۔ اندنوں ایک مقام پر ۳۵ رجمنٹ گورہ سے مقابلہ ہوا۔ قتل و غارت کا معاملہ ہوا۔ دو افسر انگریزی زخمی ہوے۔ اور چار گورے اور چار سپاہی جان سے گئے۔ اور اون غارت گرونکا حال نہ کہلا کہ کون زخمی ہوا۔ کون مرا۔ پھر جنگل کی راہ لی۔ دامن کوہ میں پناہ لی۔ اب میجر فٹ صاحب کچھ سپاہ پولس لیکر یلغار گئے ہیں۔ آمادۂ کارزار گئے ہیں۔ پہلے سرکار کا ارادہ تھا کہ یہانکی فوج چین کے جانب بھیجی جائے۔ یہ چھاونی خالی کی جائے۔ مگر اب یہ جگہ بھی مشکل کوہاٹ خطرناک نظر آتی ہے۔ متواتر فساد کی خبر آتی ہے۔ ایکدن اوس بستی میں دفعتۂ آگ لگی۔ ہوا کو لاگ لگی۔ سب بستی جلکر خاک ہوئی۔ تمام خلقت غمناک ہوئی۔

نیپال

سنا ہے کہ راجہ نیپال بھی حرارہ لایا چاہتے ہیں۔ فوج کشی سے ہنگامہ مچایا چاہتے ہیں۔ اودہر پندرہ بیس ہزار فوج جرار آزمودہ کار طیار ہے۔ جرات سے مقابلے کا اظہار ہے۔ ادہر غازی پور میں ۶۵ رجمنٹ کے چھاونی مقرر ہوئی ہے۔ اور دو ضرب توپ گورکھپور سے طلب کی ہے۔ دیکھیے ایسی باتونکا کیا انجام ہوتا ہے۔ سر میدان کسکا کام ہوتا ہے۔

صاحب دوربین کی تقریر ہے۔ ہو بہو تحریر ہے۔ کہ ایک گروہ نیپالیونکا جہاز پر سوار کسیطرف جاتا تھا۔ دلاوری سے کسیکو خاطر میں نہ لاتا تھا۔ ایکدن آپس میں تکرار ہوئی۔ لات گھوسے کی مار ہوئی۔ جب اس سے تھک گئے۔ جادۂ راستی سے بہک گئے۔ ہتھیار لیے ہر ایک جان بازی پر آمادہ ہوا۔ فساد زیادہ ہوا۔ قریب چالیس آدمی کے مقتول اور پچاس زخمی ہوے نادانی سے کام آئے۔ آپس میں برسر انتقام آئے۔ باقیماندہ پشیمان ہوے۔ سر بگریبان ہوے۔ عجب گردش گردون دون ہے۔ جسے ہوشیار سمجھتے ہیں وہی مجنون ہے۔ آپس میں لڑے مرتے ہیں۔ ناحق جان سے گذرتے ہیں۔ حریف کا خیال نہیں۔ ملک و مال چھن جانے کا ملال نہیں۔ نامی ہاتھی کیطرح اپنے فرقے پر تیز ہوتے ہیں۔ معرکہ آرائی میں آمادۂ گریز ہوتے ہیں۔

پیشاور

ایک شفیق کا خط ۱۴ ارفروری کا لکھا آیا۔ اوسمیں یہ حال مندرج پایا۔ کہ جب امیر دوست محمد خان بہادر نے پشاور سے کوچ کیا تھا۔ کابل کا رستہ لیا تھا۔ مدت تک جلال آباد میں قیام رہا۔ چندے آرام رہا۔ اب لعل پوری کو تشریف لیگئے۔ بخیر وہاں داخل ہوئے۔ مشہور ہے کہ ادہر سے مایوس ہو کر گئے ہیں۔ اسواسطے راہ میں توقف کررہے ہیں۔ اندنوں انتظام میں فتور ہے۔ افغانونکو تبعیت نامنظور ہے۔ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے۔ دلاوری کا کام کیا ہوتا ہے۔

افغانستان

صاحب اخبار سندہ کی ایک چٹھی سے تحریر ہے۔ عجیب غریب تقریر ہے۔ کہ اندنوں امیر دوست محمد خان بہادر کا ارادہ ہے کہ شاہ کجکلاہ ایران کی فرمان برداری کیجیئے۔ اونکی معیت میں انگریزوں سے میدان داری کیجیئے۔ مگر موسم کا انتظار ہے۔ اسواسطے نہ اقرار ہے نہ انکار ہے اب برف کٹنے کا سامان نظر آتا ہے۔ ہر ایک دلاور عازم میدان نظر آتا ہے۔ من چلونکی امید بر آتی ہے۔ عنقریب معرکۂ عظیم کی خبر آتی ہے۔

ولایت

اندنوں دار ناپایدار میں اندھیر کا پہرا ہے۔ دلکو مشعلین پہونکیں تو عجب نہیں چراغ کے نیچے اندھیرا ہے۔ صاحب چشمۂ فیض کا بیان ہے۔ طرفہ داستان ہے۔ باوجودیکہ اہلِ فرنگ بافرہنگ مشہور ہیں۔ مگر لندن میں قتل چوری رہزنی کی کثرت ہے۔ یہ فتور ہیں۔ منتظمونکو ہراس از حد ہے۔ بندوبست کی کد ہے۔ اندنوں وہاں مشہور ہے کہ ابتدای ۱۸۵۸ عیسوی میں کورٹ آف ڈائرکٹرس کا موقوف اہتمام ہوگا۔ پادشاہی انتظام ہوگا۔ اسپر اکثر اکابر نے شرط لگائی ہے۔ وقایع نگاروں نے چرب زبانی دکھائی ہے۔

فرانس

فرخ خان سفیر سلطانِ ایران جو دربار شاہ نپولین بوناپارٹ [۱] اورنگ نشین فرانس کے دربار میں موجود ہے۔ چالیس برس کا سن ہے عالی خاندان ہے۔ ارسطو طفل دبستان ہے۔ ذہن میں جودت طبیعت بہت رسا ہے بیشل یکتا ہے قدرت رب وددو ہے۔ سلطان والا شان کا ترقیخواہ ہے۔ مقبول بارگاہ ہے۔ حاصل قیام تدبیر صبح وشام یہ ہے کہ اگر سرکار کمپنی بہادر کسطرح فساد برپا کریں۔ تو شاہ فرانس اور شہنشاہ روس متفق ہوکے مدادا کریں۔ اور اِس سفر میں جو جو کہ رفقای نامدار مد بر آزمودہ کار شریکِ حال صبح وشام ہیں۔ اون سبکے یہ نام ہیں۔ مرزا زمان خان مرزا ملکم خان مرزا کاوس مرزا ہیجان آغا محمد علی مترجم زیمان خان مرزا علی جاگوی سکرترے مرزا ابوالقاسم مرزا حسین منشی مرزا رضا صاحب ہو یومان ساوٹ ٹاپٹی کالج ایران کے کمشنر۔ ایک سے ایک بہتر۔ اور بیس نفر کار پرداز ہیں۔ ہر وقت دمساز ہیں۔ خبروں میں عجب طرحکا اختلاف ہے۔ کہیں صداقت کسی جالاف وگزاف ہے۔ پہلی خبر میں فرمانروائے ایران کی تہیدستی اور ضعف کا بیان ہے۔ دوسری میں چارلا کہ جرار کی مدد شہنشاہ روس کی داستان ہے۔ کچھ دن گذرے ہیں کہ صاحبان اخبار لندن پادشاہونکی قرضداری کا حال تحریر کر چکے ہیں۔ اور انکا دامن اس سے پاک ہے یہ تقریر کر چکے ہیں۔ اور جو شخص کہ راست گو ماہر کیفیت ایران ہیں۔ اون سب کے یہ بیان ہیں۔ کہ پانچ بادشاہوں نے جو کچھ اپنے عہد دولت میں جمع کیا تھا۔ وہ اِس بادشاہ کے ہاتھ آیا ہے۔ بے مشقت اندوختہ غیر پایا ہے۔ اِسمیں غور کرنا منصفونکا کام ہے۔ کہ آغاز کیا ہے کیسا انجام ہے۔ کشف الاخبار وغیرہ۔

خبر مسافرانِ لندن

صحیفہ سابق میں شاہزادونکی ملاقات کی کیفیت اہالیان کمپنی سے مجمل لکھی ہے۔ اندنوں اخبار انگریزی سے مفصل لکھا ہے۔ کہ ۱۶ر جنوری کو سرکار کی طرف سے مسٹر کے ای اور مسٹر سیپر ڈ صاحب انڈیا ہوس کے سردار کلان اپنی مصاحبونکو ہمراہ لائے۔ اور جناب عالیہ متعالیہ اور مرزا ولی عہد بہادر اور

۱۔ متن میں نپولین بوناپاپ

جریلصاحب بہادر کے پاس آئے۔ چار گھوڑونکی گاڑی ہمراہ تھی۔ جو عزت کہ سزاوار خاندان بادشاہ تھے۔ اوس شوکت وشان سے۔ بڑے تزک اور سامان سے۔ سرکار کورٹ آف ڈائرکٹرز سے ملاقات کے واسطے لے چلے جناب معظمہ مکرمہ دام اقبالہا اور شاہزادہ ہاے والاشان غیرت مہ تابان شوکت شاہانہ سے دلیرانہ راہی ہوے۔ دوسری گاڑی پر میجر برڈ صاحب بہادر اور مولوی مسیح الدینخان بہادر ہمراہ یہ دونو ملازم شاہی ہوے۔ لباس فاخرہ پر تکلف در بر بہتر سے بہتر شاہزادے غرق دریائے جواہر بڑی چمک دمک سے قریب دربار جب پہونچے۔ وہانسے کرنل سای کس صاحب بہادر اور مستر مینگلس صاحب بہادر اور سر ہزی کرنل صاحب کہ یہ حکام نامدار بڑے ذی اعتبار ہیں استقبال کو سب پونہچے۔ یہی ندیم مراسم تکریم بجالائے سوافق عہد قدیم کوئی دقیقہ تعظیم کا فروگذاست نکیا۔ ہاتھوں ہاتھ سب نے لیا۔ لیکن سلسلہ تقریر کا عدم فرصت سے تحریر نہوسکا کہ اوسیوقت میل ولایت کا روانہ ہوا۔ توقف ذرا نہ ہوا۔ اسقدر معلوم ہوا کہ عمدہ حکام پارلیمنٹ اِنسے بہت راضی ہوے قلم انداز دفتر ماضی ہوئے۔ پروردگار عالم اس صعوبت سفر ایذا ای بحر و بر دٹھانے پر رحم فرمائے۔ کہ سلطنت کا استرداد جلد ہو جائے۔ رنجیدہ دلونکو شادی ہو۔ مضطر دنکی خانہ آبادی ہو۔ کشف الاخبار وسلطان الاخبار

جنگِ تازۂ بوشہر

ہوئی کیس کمپنی کا دکٹوریہ آگ بوٹ جو بوشہر سے روانہ ہوکے ۳ رمارچ سہ شنبے کو بمبئی میں آیا۔ عجب وحشت افزا خبر لایا۔ سننے والونکا رنگ فق ہوا۔ اسطرحکا قلق ہوا۔ زبردست ہو یا زبردست مشیت ایزدی سے چارہ نہیں۔ قدرت کے کارخانے میں کسیکا اجارہ نہیں۔ فتح وشکست کا معاملہ کچھ اور ہے۔ مگر یہ مضمون قابلِ غور ہے۔ ۷ رفروری کو سر جمیس اوٹرم صاحب بہادر ریسی راس آگ بوٹ پر سوار بوشہر میں آئے۔ وہانکی فوج کو تحتِ حکومت کیا حکم جاری فرمائے۔ سرکاری ہائیلنڈر ۷۸ رجمنٹ اور ۲۶ رجمنٹ مع تین ضرب توپ کے پیشتر سے وہاں مقیم تھے۔ سدراہ غنیم تھے۔ ۲۳ رفروری کو طیاری کا حکم سبکو سنایا۔ فوراہ گردہ فرمان بجالایا۔ ۴۸ میل پر برازجون ایک مقام ہے وہاں لشکرِ ایران خیمہ زن تھا۔ کیا کیا جوانِ تہمتن گردگردن شکن تھا۔ القصہ چھ بجے تک سامانِ جنگ درست کرکے ۴۸ میل راہ طئے کر فوج انگریزی اون کے سر پر جا پونہچی۔ سیر دیکھنے قضا پہونچی وہاں شہزادہ ایران دو ہزار سوار اور پانچ ہزار چارسو پیادے جرار سے مسلح بے خوف وخطر تھا۔ کسیکا اندیشہ تھا نہ ڈر تھا۔ سر جمس اوٹرم صاحب بہادر نے یہ پیام بھیجا کہ ہم بعزمِ جنگ آئے ہیں۔ ہوشیار ہو جاو فوج نبرد آزما لائے ہیں۔ شاہزادہ والاتبار نے جواب دیا کہ ہمکو سلطان کشورستان سے اجازت جنگ وجدال نہیں۔ وگرنہ اسی کام کے ہیں کچھ محال نہیں۔ اگر اس کام کا ہمکو اشارا ہوتا۔ تو تمکو سبقت کا کب یارا ہوتا۔ یہ کلمہ سنا کے فوج کو وہاں سے ہٹا کے۔ دوسری جگہ مقام کیا۔ اوٹرم صاحب نے بے لڑے فتح پائی تین شبانہ روز اوس جا آرام کیا۔ جاسوسون نے خبر دی کہ شاہزادہ ڈالیو کہ میں رونق افزا ہے۔ اوسوقت یہ خیال آیا کہ اونکو مقابلے کی طاقت نہیں جی چھوٹ گیا ہے۔ اس حال میں اگر طرح دوگے اور نہ دبکاؤگے۔ ایسا وقت کب پاؤگے۔ جب تمنے وہانکا عزم کیا شاہزادہ وہاں سے بھی بھاگ جائیگا۔ بے لڑے بھڑے وہ مکان بھی ہاتھ آئیگا۔ مصمم یہ خیال پوچ کیا۔ اوسی شب کو وہانسے کوچ کیا۔ یہ نہ سمجھے کہ جب اِن دلیرونکو کنام دغا کے شیرونکو عزم نبرد ہوتا ہے۔ تو روبہ بازی فلکِ نیلی کی پیش نہیں جاتی خسرو خاور تھراتا ہے چہرہ زرد ہوتا ہے۔ رستم وسہراب کا قدم معرکے میں لڑکھڑاتا ہے۔ اور زال پیر زال کی صورت ٹھوکریں کھاتا ہے۔ جندم بعزم کشت وخون شمشیر بکف ہوئے کشتونکی تودے نظر آتے ہیں۔ شجاعان زمان انکی آنکھ میں بودے نظر آتے ہیں۔ القصہ یہ تو منزلِ اوّل کا نقشہ سمجھ چکے تھے بے تکلف اونسے لپٹ کے قریب ہوے۔ گردش فلک سے ڈھنگ عجیب غریب ہوے۔ دفعتہً شاہزادۂ صلح خو کا مزاج بگڑا جنگجو ہوا۔ تلوار کے قبضے میں ہاتھ ڈالا روبرو ہوا۔ سوار پیدل کو آواز دی وہ دل بادل کی طرح گھر آیا۔ گولیونکی بوچھار ہوئی گولونکا مینہ برسایا۔ رعد کی طرح توپ گرجکے پیہم چلنے لگی۔ گھوڑونکی ٹاپونمیں گاوزمین گھلنے لگی۔ صاحبِ اخبار ٹیلیگراف از سرِ انصاف ناقل ہے۔ خود بخود سمجھ لیگا جو عاقل ہے۔ کہ ایک تو سب تیرہ وتار۔ دوسری برف کی بارش دھوان دھار۔ دم گھٹا جاتا تھا۔ سر دست ہاتھ نظر نہ آتا تھا۔ سرکاری توپوں کی گولی بادھوائی چلتی تھی۔ گولہ انداز ہاتھ ملتے تھے۔ اور اوسطرف کی قدر انداز ہر بار یہ صنعت دکہاتے تھے کہ جس توپ کی رنجک اوڑی اوسیکو اوڑاتے تھے۔ رنجک انگریزی توپ کے نشانہ

ہوتی تھی۔توپ فی النار ہوکے پہڑ پر سے روانہ ہوتی تھی۔ سات توپونکو رنجک کی ساتھ توڑکر زمین میں توپ دیا پہڑ بہیا ٹوٹ گیا۔اس سبکدستی سے انگریزی گولہ اندازونکا جی چھوٹ گیا۔اوسوقت اوٹرم صاحب بہادر نے مجبور گولہ خالی دینے کو سپاہیونکو خاک مین سُلایا۔اونکی جان کو بچایا۔کوشش ہر چند کی۔مصلحت نہوئی توپ بندکی۔جسدم دلاورانِ ایران یہ سمجھے کہ حریف کی توپ چلتی نہیں۔مہتابی گل ہوگئی جلتی نہیں۔ادنھوں نے بھی توپ کو چھوڑا۔بس سات ضرب کو توڑا۔لڑائیکی بہت گہاتیں ہیں۔جان دینا کیا سہل باتیں ہیں۔کبھی لڑتے بہڑتے ہیں گاہ بڑہ بڑہ کی وار ہوتے ہیں۔کبھی مصلحت اسی میں سمجھتے ہیں فرار ہوتے ہیں۔الحرب خدعتہ جب توپ کی لشکر ایران کی طرف سے صدا نہ آئی۔اوٹرم صاحب بہادر نے فرصت پائی باکہ اوٹھائی۔چندگام پیچھی ہٹے تھے کہ آثار صبح نمودار ہوے۔سب کے دلونکو تسکین ہوئی قرار ہوئی۔یکہ سوار عرصہ مشرق سمند نیلی فام پر نیزہ شعاعی ہاتھ میں لیکے اس لڑائیکی سیر کو نکل آیا۔ایران کے من چلون نے فوج انگریزی سے میدان خالی پایا قدم بڑہایا۔عزم سے منہ نہ پھیرا۔قضای مبرم کی طرح فوج انگریزی کو گھیرا۔اودہر گولیونکی بوچھار مانندِ ابر گہربار پڑنے لگی۔ایدہر کی فوج گولیونکی بارش سے پھسل پھسل کے زمین پر ایڑیاں رگڑنے لگی۔اس سرعت سے بندوق بھرتے تھے۔اور اِس چالاکی سے چہاتی پر دہرتے تھے۔کہ گولی آتی جاتی نظر نہ آتی تھی۔دہوکے میں سپاہ کی مفت جان جاتی تھی۔جب موقوف دار و گیر ہوئی لاشیں گنتی کی تدبیر ہوئی۔طرفہ ماجرا ہے کہ سات سوار ایران کا شمار ہوا۔اور ساٹھ آدمی ادہر کا راہ عدم میں گرم رفتار ہوا۔اور ایک لفٹنٹ فرانک لنڈ مرنے والونکا افسر ہوا۔جنرل اوٹرم صاحب بہادر گہوڑے سے گرے مزاج مکدر ہوا۔مقام غور ہے۔اس لڑائی کا نقشہ ہی اور ہے۔باوجودیکہ ایرانیوں نے توپونکو توڑا پیچھے ہٹنے پر پیچھا نچھوڑا۔مگر طالع کی مدد کرنے کو دیکھو۔ایسی بلا رد کرنے کو دیکھو۔کہ اودہر سات سے ایدہر کی ساٹھ جان دیں۔اوٹرم صاحب بہادر لڑائی فتح کریں۔راست دردغ بر گردن راوی اول ہے۔عقل کا لڑانا دماغ کا خلل ہے۔کشف الاخبار وسلطان الاخبار۔

کانپور

امرتون ایک معتمد کی تحریر آئی ہے۔اوس سے یہ خبر عجیب پائی ہے۔کہ کانپور میں ایک محلہ کا نام اردلی بازار ہے۔وہاں ایک سانحہ ہوا ہے کہ عقل کا لڑانا بیکار ہے۔رگھی اور رام غلام جیسواڑے کے رہنے والے چاندی بیچنے کو کانپور میں آئے تھے۔جمع ساتھ لائے تھے۔اردلی بازار میں پرم سکھہ کا گھر ہے اوسمیں مقیم ہوے۔قتل کی درپے وہ لئیم ہوے۔ایکروز روٹی میں دہتورا کہلایا۔دونوں کو چکر آیا۔اونکی گھر میں اندہا کنوان ۳۱ ہاتھ کا گہرا تھا۔گرد نہ منڈیر تھی نہ کٹہرا تھا۔دونونکو کھینچکے کنوئیں میں جھونکا اوپر سے کچھ مٹی اور کوڑا ڈال دیا۔بلا کو ٹال دیا۔اور منہ کنوئیں کا تختونسی بند کرکے اوپر چکی کا پاٹ رکھا۔اپنے دانست میں کنوان پاٹ رکھا۔تیرہویں دن اونکا اور بہائی ڈہونڈتا ہوا آیا۔یہ تو چکی کے پاٹ تلی دبے تھے خاک چہاننے سے خاک پتا نہ پایا۔اتنا اوسکو معلوم تھا کہ پرم سکھہ نے اپنے گھر میں اوتارا تھا۔لیکن یہ نجانتا تھا کہ اِسی نے مارا تھا۔اوسکے گھر میں بیٹھ کے حال پوچھنے لگا اوسنے لاعلمی بیان کی انکار کیا۔بہائی بیچارے نے بہت اصرار کیا۔اور سنئے کہ یہ اوسی کنوئیں کے اوپر بیٹھا تھا جسمیں دونو پڑے تھے۔مٹی میں گڑے تھے۔یہاں سی حافظ حقیقی کے نگہبانی سنو۔اونکی بچ جانے کی کہانی سنو۔بہائی تو اوپر بیٹھا غل مچاتا تھا۔روتا چلاتا تھا۔دفعتہً کنوئیں سے آواز آئی۔اوسنے گردن جھکائی۔خلاصہ یہ کہ اوسکو باہر نکالا۔دیکھا بھالا۔جسم بیجان تھے۔نہایت ناتوان تھے۔جب اونمیں کچھ ہوش حواس آئے۔جمعدار کے پاس آئے۔اظہار ہوا۔یہ بیان کیا۔کہ ہمنے اسکے گھر کی پکی ہوئی روٹی کہائی۔دوگھڑی کے بعد دین دنیا کی خبر نرہی کہ کیا بلا آئی۔اندہیرے میں بند تھے وزرات کی تمیز نہ تھی۔پاس کچھ چیز نہ تھی۔دفعتہً ہمکو پیاسکی شدت ہوئی۔زبان باہر نکل آئی غیر حالت ہوئی۔اوسی حالت میں ہمنے زمین کو ہاتھونسے جو کُریدا پانی کی کیفیت پائی۔اور کوڑا سرکایا۔پانی نکل آیا۔پی کے پیاس بُجہائی ہمکو یہ خبر نہیں کب دن ہوا کسوقت رات ہوئی۔جان ہماری پانی سے بچی یہ کرامات ہوئی۔سعادت خان صاحب چوکی کے جمعدار ہیں۔بڑے کارگزار ہیں۔اسباب اونکا بہت نکالا ہے کچھ باقی ہے جب وہ نکل آیگا۔مالک نہال ہو مجرم سزا پائیگا۔

میدنی پور

تحریرِ صاحبِ گلشنِ نو بہار ہے۔ اہلِ پولس کی دلاوری کا اظہار ہے۔ کہ ۲؍فروری کو پچیس ڈاکہ زن جنکا پیشہ لوٹ مار ہے۔ مردم آزاری پر دارومدار ہے۔ میدنی پور کے قریب مسلح آئے بتخانے میں قیام کیا۔ بتونکو رام کیا۔ وہ ناخدا ترس جو بتکدے میں مصروف پرستش ہوے۔ کوئی صاحب موقع پاکر مخبر یکا انعام لینے کو مستعد دوادوش ہوے۔ پہلے داروغہ پولس کو خبر پہونچائی۔ کیفیت واقعی سنائی۔ داروغہ بہادر نے نئی جرات اور تیزی دکھائی۔ مضطربانہ اوٹھ دوڑے پہلے لشکر بریٹ صاحب میں خبر کی۔ صاحب بہادر نے پریشان دیکھکر دلجوئی کی اپنے ہمراہیونکو معیت کا حکم دیا۔ انکو رخصت کیا۔ انھوں نے مہلت پائی تہانے میں آکر پناہ لی۔ صاحب کے روبرو دلاوری نباہ لی۔ بخشی پولس کوکئی برقنداز و نکے ساتھ روانہ کیا۔ کار مردانہ کیا۔ انھوں نے وہاں پونہچکر دیکھا کہ وہ حرام خور ایک ساہوکار کے مکان میں آتے جاتے ہیں۔ اسباب اندر کا باہر لاتے ہیں۔ خاطر جمع سے غارتگری پر آمادہ ہیں۔ جان و مال لینے پر دلدادہ ہیں۔ انھوں نے دروازے کے قریب قدم جمائے۔ وہ آگاہ ہوئے فوراً تلواریں کھینچ کر دلیری سے باہر نکل آئے۔ یہ صورت دیکھکر دہل گئے۔ وہ اسباب لیکر ٹل گئے۔ جب وہ نظر سے غائب ہوے انھوں نے غل مچایا۔ اتنا رعب چھایا۔ زبانی کچھ کہا مگر پیچھا نکیا۔ آگا نہ روکا۔ رعایا کی تسکین کرآئے۔ صحیح سلامت اپنے گھر آئے۔ حق ہے جہاں ایسے دلیر ہوتے ہیں۔ وہیں رعایا پر آفت آتی ہے اندھیر ہوتے ہیں۔ حاکم کو تدارک اسبات کا ضرور ہے۔ نہیں تو فتور ہے۔ اگر یہی غفلت شعاری ہے تو رعایا کی ناحق بربادی ہوگی۔ ویران آبادی ہوگی۔

اندور

دہلی گزٹ کا بیان ہے۔ رنج والم کی داستان ہے۔ فلکِ سفلہ پرور کی ہردم نئی چال ہے۔ جو دل ہے خانۂ رنج وملال ہے۔ ایک جہاں بوقلمون ہے۔ ادہر آنکھ جھپکی اودہر رنگ دگرگون ہے۔ اندنوں حادثہ جانکاہ سانحۂ ہوش ربا کا ظہور ہوا۔ سنگِ حوادث سے شیشۂ دل چور ہوا۔ مہاراج والی اندور کا فرزند دلبند عارضہ چیچک سے علیل ہوا۔ آخر ۲۱؍فروری کو سوی عدم رحیل ہوا۔ والدین نے کثرت ملال سے تباہ حال کیا۔ بے ثباتی جہانِ گذران کا خیال کیا۔ دیر تک چشمہ چشم سے سیلِ اشک جاری رہا۔ کچھ دیر غش طاری رہا۔ وفورِ غم سے دل امنڈ آیا رورو کے دریا بہایا۔ صدفِ چشم سے دُراشک نثار کئے۔ اوس لعلِ بی بہاپر صدقے گہر آبدار کیئے۔ پہلی اولاد کی تمنا میں کیا کیا کیا تھا۔ نقد وجنس ہزارونکا للٰہ دیا تھا۔ کس کس سے التجا کی تلاش کوبکو کی۔ دوادوش ہرسوکی۔ آخر بڑی جستجو سے ایک درویش صاحب کمال نے توجہ کی گوہرِ مراد ہاتھ آیا۔ اونکے فیضِ قدم سے شجر امید ثمر آبدار لایا۔ والدین کا دل نہال ہوا۔ پرورش کا خیال ہوا۔ جب ذی شعور ہوا۔ خاطر جمع ہوئے خیالِ فاسد دل سے دور ہوا۔ دفعتہً موت کا پیام آیا۔ گردش میں حیات کا جام آیا۔ جتنے طبیب اور بید نوکر تھے۔ پریشان سراسر تھے۔ قضا وقدر سے کسکی چلتی ہے۔ آئی ہوی کب ٹالے ٹلتی ہے۔ سب نے علاج میں کد کی۔ کوشش از حد کی۔ مگر کچھ اثر نہوا۔ موت سے مفر نہوا اور جو جو پنڈت رمال ذی کمال تھے۔ سبکو اسبات کی فکر تھی ملال تھے۔ مگر کیا ہونا تھا۔ ناحق جان کھونا تھا۔ چاردن تک درِ دولت پر آمدورفت بند رہی۔ ملازمین کو پریشانی چند در چند رہی۔ دُکانیں شہر کی اب تک بند ہیں۔ سرکھولے فریاد وفغان میں دردمند ہیں۔ الرحم الراحمین وہانکے باشندوں پر رحم فرمائے۔ راجہ پر کرم فرمائے۔ نعم البدل عنایت ہو۔ دور سب شکایت ہو۔

دکن

انگلشمین کی روایت ہے۔ بدنظمی کی شکایت ہے۔ کہ قوم موفلا جو سابق میں باعثِ ہنگامہ وفساد تھی اندنوں پھر درپئے آزار ہوئی ہے۔ خلقت آبرد کے خوف میں جان سے بیزار ہوئی ہے۔ سبکو پریشانی کمال ہے۔ نقصان کا خیال ہے۔ مجبوری سے گورنمنٹ کو اس بیداد کی خبر کی ہے۔ کیفیت مفصل

لکھی ہے۔اب امیدوار داد ہیں۔متوقع امداد ہیں دیکھیے کیا صدور احکام ہوتا ہے۔کس طرح کا انتظام ہوتا ہے۔

رسید زرِ قیمت طلسم لکھنؤ

اسامی خریداران	تعداد زرِ قیمت	کیفیت ابتدا و انتہا
نواب محمد یعقوب خان بہادر دام اقبالہ	سات روپئے	۲۱ ربیع الاول سنہ ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۲۰ رجب سنہ الیہ
مرزا اعظم علی بیگ صاحب اجنٹ دام دولتہ	ایک روپیہ آٹھ آنے	۱۵ جمادی الآخر سنہ ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۱۲ رجب سنہ الیہ

شہر لکھنؤ محلّہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکرِ حق کز نامۂ اخبارِ نو یافت جانِ تازہ جسمِ لکھنؤ
گنجِ گوہرہائے معنی اندرو ست چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ

عنوان صحیفہ حمدِ حق ہے زیبائش اوّل ورق ہے
پھر نعت ہے سید البشر کی جس نے سچی ہمیں خبر دی

نمبر ۳۸ شہر ۱۴ شعبان ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۱۰ ماہ اپریل ۱۸۵۷ عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تابمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زرِ مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلاتوقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو والا حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زرِ قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد بہر دیدارش زلیخائے جہاں در آرزو است
مصرعِ تاریخ آغازش عنایت زد رقم گوہرِ معنی نمایاں از طلسمِ لکھنؤ است

۱۲۷۳

لکھنؤ

۲۸ مارچ کو حاکم چند تھانہ دار عنبر گنج کا ترقی سے تنزل ہوا۔ تھانہ داری سے محرری پر تبدیل ہوا۔ مگر مفصل میں رہنا قبول نہ کیا۔ صدر امین روزنامچہ نویسی کا عہدہ لیا۔ اور فیض اللہ خان دفعدار کہ یاقوت حبشی کو بمبئی سے گرفتار کرلائے تھے۔ نواب خاص محل صاحبہ دام اقبالہا کے مال کی بڑی ہوشیاری سے پتے لگائے تھے۔ صلے میں عنبر گنج کے تھانہ دار ہوئے۔ دماغ جان معطر ہوا تقویت کی آثار ہوئے۔ جمعہ کو علی بخش خان نامی برقنداز متعینہ چوکی نواز گنج دو گھڑی رات گئے تلوار سے گلا کاٹ کر مرگیا۔ شدت درد سے ایسا بے چین ہوا کہ جان سے گذر گیا۔ مگر عجب کی واردات ہے کہ سب برقنداز موجود تھے کسی نے نہ دیکھا۔ اوس کا ایک وار میں کام تمام ہوا تسمہ باقی نہ رہا۔ مقدمہ زیر تجویز حاکم عدالت ہے۔ باقی ماندوں کو الزام غفلت سے خجالت ہے۔

سابق میں امام قلی قاتل مولوی یعقوب کی گرفتاری کا حال لکھا ہے۔ اب اوس کے کردار بد کا مآل لکھا ہے۔ ۱۲ مارچ کو باتفاق رائے صاحبان والاشان پھانسی پائی۔ ملک الموت نے گلا گھونٹا اجل نے صورت دکھائی۔ پہلی اپریل کو مارٹیصاحب کی کوٹھی میں دعوت کی تقریب ہوئی۔ باقی انگریزوں کو اس سبیل سے چیف کمشنر بہادر کی ملاقات نصیب ہوئی۔ طرح طرح کی کھانی طیار ہوئی۔ سامان ضیافت نئے طرز سے اظہار ہوئے۔ رات بھر جلسہ رہا۔ انگریزی تماشا رہا۔ سنا ہے کہ امرائے شہر کی دعوت کا بھی سامان ہوگا۔ علو ہمتی کا اعلان ہوگا۔ حقیقت میں جو ذی حوصلہ ہیں اون کا یہی دستور ہوتا

ہے۔سخاوت اور اخلاق کا دور دور مذکور ہوتا ہے۔ان کے روبرو ایسے امور کچھ دور نہیں۔چشم پوشی اور نخوت منظور نہیں۔ہر حال میں روسائے ذوی الاحترام کا خیال رہتا ہے۔متوسلین کا پاس کمال رہتا ہے۔ اوسی تاریخ کو سر ہنری منگمری لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر اور جوڈیشل کمشنر آمنے صاحب اور منتظم شہر فراشخانہ حسن باغ میں تشریف لے گئے۔وہاں کے مکانات کا ملاحظہ ہوا۔پھر مچھی بھون کے کوٹھوں پر شست گی معائنہ ہوا۔دس بجے تک کوٹھے اور مکانات کو دیکھا بھالا۔اس شکل کا نقشہ نکالا۔کہ شیش محل کا میگزین کالعدم ہوا۔اب یہاں گولہ باروت فراہم ہو۔اس واسطے تجویز ہے کہ گرد و پیش کے مکان کھد کر صاف میدان ہو۔اس طرح میگزین کی حفاظت کا سامان ہو۔یہ خبر سن کر وہاں کے باشندے حیران ہیں۔سکتے کی صورت دنگ ہیں پریشان ہیں۔دوسری کو منتظم شہر نے کوتوال کے نام حکم بھیجا ہے۔یہ مضمون لکھا ہے۔کہ مکانات جو مچھی بھون سے ملحق ہیں اون کے مالک سامان خانہ داری اوٹھا کر لے جائیں۔تعمیل حکم میں دیر نہ لگائیں۔کوتوال صاحب نے یہ حکم سب کو سنایا ہے۔ہر ایک گھبرایا ہے۔ہزاروں کی عمارت مفت برباد ہوتی ہے لاکھ کا گھر خاک میں ملتا ہے۔بسی بسائی بستی خراب آباد ہوتی ہے پھاوڑے کے ساتھ جگر چھلتا ہے۔دیکھیں اس تجویز کا کیا رنگ ہوتا ہے۔یہ ماجرا دیکھ کر ہر ایک دنگ ہوتا ہے۔

۲۴؍مارچ کو چاند گنج میں آسمان نے داغ لگایا بدلونجار کے گھر سے آگ لگی۔فلک ستائے عاری ہیں کہ یہ کیسی لاگ لگی۔دس مکان جلے۔سب خاک میں ملے۔ ۲۶ کو دوار کا برہمن ماہ نگر کے رہنے والے کے مکان میں آگ لگی سب جل کر خاک ہوا۔دو مکان اور لگاؤ سے جلے بکھیڑا پاک ہوا۔ماہ نگر سے مہر نگر بستی ہوگی۔برہمن کی مشہور آتش پرستی ہوگی۔اب کے کچھ آگ کی بہت گرم بازاری ہے۔ماہ نگر اور آگ لوری تک ناری ہے۔شاید کسی شعلہ آہ کی شرارت ہے۔اور کسی میں یہ تیزی بقول جرأت ہے۔شعر جس محلے میں تیرا سوختہ جان رہتا ہے۔روز غل آگ لگ اوٹھنے کا وہاں رہتا ہے۔

صحیفہ سابق میں فقیر جو تارے والی کوٹھی میں آیا تھا۔ایک درخت کے سایہ میں بستر جمایا تھا۔حکام انجام بین نے اوسے شہر بدر کیا۔مجبور اوس نے جھٹ کا رستہ لیا۔ان دنوں پھر وہ فقیر آیا ہے۔اُودا سا عیش باغ میں لگایا ہے۔۲۵؍مارچ کو اس مضمون کے منتظم شہر کو خبر ہوئی۔مزاج بگڑا طبیعت مکدر ہوئی۔فوراً کوتوال اور تھانہ دار کھجوہ کے نام پروانہ جاری فرمایا۔یہ مضمون بتاکید سنایا۔کہ سابق میں جو فقیر تارے والی کوٹھی سے اوٹھایا گیا تھا منہ چھپا کر پھر آیا ہے۔اور صورت سے رنگ لایا ہے۔اس فریبی کا یہاں رہنا مناسب نہیں اوٹھا دو۔حکم سنادو۔چنانچہ کوتوال صاحب مع تھانہ دار وہاں گئے اوس فقیر کو عیش باغ سے نکال دیا۔مجبور اوس نے کانپور کا رستہ لیا۔تھانہ دار ناکے تک پہونچا آئے۔اپنی دانست میں نقش فساد مٹا آئے۔سابق میں ایک شاہ جی جو فیض آباد میں جا کر لڑے تھے۔اور یہاں کے تھانہ دار پر الزام ہوئے تھے۔اون کا معاملہ یاد رہے۔ایسا نہ ہو کہ انکی ذات سے بھی فساد رہے۔ صحیفہ سابق میں استرداد اسباب شاہی کا حال تحریر ہوا ہے۔اب یوں صورت پذیر ہوا ہے۔کہ پہلی اپریل کو منتظم شہر نے حسب صدور چٹھی صاحب کمشنر بہادر صحۃ الدولہ کو تحریر کی ہے۔اس مضمون کی اطلاع دی ہے۔کہ بارہ روز کے عرصے میں سب اسباب کوٹھوں کا اوٹھا لے جاؤ۔رسید دے جاؤ۔اگر احیاناً تعمیل حکم میں تاخیر ہوگی۔تو سرکار سے یہ تدبیر ہوگی۔کہ سرکار خود اسباب اوٹھا دیگی۔مکانات خالی کر لے گی۔اس واسطے تمہیں تعجیل مناسب ہیں۔بہت جلد حکم کی تعمیل مناسب ہے۔مگر معلوم نہیں کیا حکمت ہے۔کس وجہ سے اونہیں کنارہ رہے۔وہم کا تو علاج نہیں ورنہ کیا حاجت استخارہ ہے۔اسلحہ کا علحدہ انبار ہوتا ہے۔ضبطی کا اظہار ہوتا ہے۔تفصیل اون کی بارہا لکھی ہے۔جس قدر دیکھی سنی ہے۔اب جس قدر رشمار ہو کر سارجن کو ملیں گے۔تفصیل سے لکھیں گے۔صاحب کمشنر بہرائچ نے والی نیپال کو تحریر کی۔چھیڑ چھاڑ کی تدبیر کی۔کہ تمہارا علاقہ شیخ فضل علی کا مامن ہے۔پردہ پوش اوس کا دشت و کوہ کا دامن ہے۔ہمارے ملک میں وہ فتنہ پردازی کیا کرتا ہے۔شوخی شرارت شعبدہ بازی کیا کرتا ہے۔ایسے مفسد کو جگہ دینے سے ہمیں تم سے مقام شکایت ہے۔ایسے قطاع الطریق کو پناہ دینا بعید از راہ و رسم محبت ہے۔چاہئے کہ اوسے گرفتار کر کے یہاں روانہ کرو۔دشمن کو دشمن جانو کار دوستانہ کرو۔نہیں تو اجازت دو کہ فوج سرکاری آکے اوسے گرفتار کرے۔صید تازہ شکار کرے۔البتہ فوج سرکاری جو وہاں جائے۔تو والی نیپال کا بھی لندن تک نام ہو جائے۔یہ بھی کمپنی کا بڑا دوستدار مشہور ہو۔سرکار کو پاس محبت رہے جو چاہو دور ہو۔القصہ راجہ صاحب نے اس سوال کا یہ جواب دیا۔ظاہرا جواب صواب دیا۔کہ آپ نے فضل علی

کا یہاں رہنا غلط سنا وہ یہاں نہیں ہے۔ اور جو آپ کی دانست میں کہیں ہے۔ تو آپ تنہا آئیں۔ جہاں ملے پکڑ لے جائیں۔ ہماری فوج گرفتاری میں مدد کرے گی۔ بہت کوشش کمال کدکرے گی۔ ہاں فوج لانے کی اجازت نہیں ہو سکتی۔ ایسا قصد زینہار نہ کیجئے گا۔ اس بات میں اصرار نہ کیجئے گا۔ پہلی اپریل کو کمشنر بنکس صاحب بہادر کمشنر قسمت لکھنو حیدر گڈھ کی دورے سے پھر لکھنؤ میں داخل ہوئے۔ اور ایک دن رات یہاں ٹھہر کے تیسری کو صورت سیل کرم کمال دریا دلی سے دورہ دریا آباد کے مائل ہوئے۔ پانچویں اپریل کو کچھ دوائیں کانپور سے منڈیانوں میں آئی تھیں۔ بیماروں کی صحت کو اسپتال میں بھجوائیں تھیں۔ ڈاکٹر نے ایک شیشی اوٹھا کر دوا کو نکالا اور زبان پر رکھ کر چابا پھر شیشی میں تھوک دیا۔ کچھ ہندو مسلمان اسپتال کے دیکھتے تھے اونہوں نے بیماروں کے کان میں پھونک دیا۔ آخر شدہ شدہ یہ خبر مشہور ہوئی۔ باعث فتور ہوئی۔ جب ڈاکٹر صاحب اسپتال سے باہر تشریف لائے۔ اور مسلمان ڈاکٹر دوا مریضوں کو پلانے آئے۔ سبھوں نے انکار کیا۔ تھوکنے پر کف لائے یوں اظہار کیا۔ کہ ہم کو کرشتان ہونا منظور نہیں۔ جھوٹا کھانا ضرور نہیں۔ ہر چند لوگوں نے تھوکوں ستو سانے۔ مگر مریض نہ مانے۔ سب نے کہا وہ دوا نہیں اور ہے۔ عذر نہ کرو طور بیطور ہے۔ کسی نے نہ بنا صوبہ داروں سے اطلاع کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ لوگ مانع ہوئے کہ تم صبر کرو ہم ڈاکٹر سے خبر کرتے ہیں۔ دفع شک رفع شر کرتے ہیں۔ آخر ان لوگوں نے ڈاکٹر سے باعث ناراضی کا اظہار کیا۔ صاحب نے کچھ اعتنا نہ کی دوا پلانے میں اصرار کیا۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ مناسب ہے صاحب اسپتال میں آئیں۔ مریضوں کے روبرو شیشی کو منگائیں۔ اوس دوا کو پھینک کر اور دوا پلائیں۔ صاحب نے دوا بھیج دی خود نہ آئے مگر ان لوگوں کے دلوں میں شک آ چکا تھا اطمینان نہ ہوا۔ وسوسہ دور ہونے کا سامان نہ ہوا۔ آخر صوبہ داروں حولداروں کو خبر ہوئی۔ پریشانی سراسر ہوئی۔ پہلے کمانیر سے حال کہا۔ باعث ملال کہا۔ صاحب جوش میں آئے غصہ نہ تھوکا۔ مطلق نہ ہوش میں آئے۔ کہنے لگے جو دوانہ پیے اوس کا نام لکھ لاؤ۔ جلد ہمیں خبر پہونچاؤ۔ حولدار نے کہا کوئی نہیں پیتا کس کا نام بتائیں۔ ناحق کسی کو ستائیں۔ صاحب ترش ہو کر بولے تم جاؤ اپنا کام کرو۔ اونہیں مرنے دو تم آرام کرو۔ دو پہر بجے جرنیل صاحب کو خبر ہوئی اسپتال میں آئے۔ پریشانی کے سامان پائے۔ پہلے مریضوں سے استفسار کیا۔ سبھوں نے ڈاکٹر کی جھوٹی دوا پلانا اظہار کیا۔ جرنیل صاحب نے دوا طلب کی۔ اور مریضوں کو دکھا کر زمین پر پھینک دی۔ سب رنجوروں کے خاطر جمع فرمائے اور دوا اپنے سامنے بنوا کر پلائی۔ اور کہا جو کسی طرح تم کو تکلیف ہو تو ہمیں خبر کرو۔ ہمارے کہنے پر نظر کرو۔ یہ لوگ سب خوش ہوئے اطمینان ہوا۔ دلجمعی کا سامان ہوا۔ جرنیل صاحب اپنے بنگلے کو گئے۔ بعض اشرار ڈاکٹر کی تاک میں رہے۔ اوسی شب بنگلے میں آگ لگائی۔ سب چیز بست جلائی۔ ڈاکٹر تنہا بھاگ گیا۔ گزند سے محفوظ رہا بے لاگ گیا۔ اب آگ لگانے کا سپاہیوں کی طرف گمان ہے۔ مگر کسی نے دیکھا نہیں اس سے عقل حیران ہے۔ بہت جلد انتقام ہوا۔ کس نے کیا کس کا نام بدنام ہوا۔

نقشہ خانہ شماری محلات و تعداد چوکیداران وغیرہ
علاقہ تھانہ چینی بازار واقع شہر لکھنؤ

نمبر	نام محلہ	تعداد چوکیداران وغیرہ	تعداد گھروں کی	کیفیت
۱۔	پیر جلیل احاطہ گوری بی بی احاطہ میاں محبوب اسائی ٹولہ احاطہ جیمس مارٹین	۵ نفر	۱۰ منزل	سب قوم مالدار اور غریب
۲۔	بازار جھاؤلال	۴ نفر	۷۰۰ منزل	مالدار کم غریب زیادہ ۳۔

	نام محلہ	تعداد چوکیداران وغیرہ	تعداد گھروں کی	کیفیت
	نیا گاؤں احاطہ مرزا ذوالفقر برف خانے احاطہ میر نثار حسن	دونفر	۴۵۰۰ منزل	مسلمان ہندو مالدار غریب
۴۔	خیالی گنج احاطہ منوخان زنبور کسخانہ بغیہ چہنداس اصطبل مرزا گھسیاری منڈی عظیم بیگ احاطہ خواجہ بادشاہ	دونفر	۴۰۰۰ منزل	مسلمان ہندو مالدار غریب
۵۔	۶ رکاب گنج کٹرہ رمضان بیگ احاطہ آغا تراب کارخانہ لعل باغ توپخانہ اعظم علی بیگ	دونفر	۲۰۰۰ منزل	مسلمان ہندو مالدار غریب
۶۔	۷ احاطہ صفدر گنج مقبول گنج شتر خانہ چھتوا پور احاطہ لکھی چھاؤنی دلہن تل پورہ	دونفر	۴۵۰۰ منزل	مسلمان ہندو مالدار غریب
۷۔	۵ گنیش گنج تل پورہ ناکہ ہندولہ احاطہ ملو احاطہ منشی جوالا پرشاد	۳ نفر	۲۶۰۰ منزل	مسلمان ہندو مالدار غریب
۸۔	۹ جنگلی گنج امانی گنج امین آباد بھوس منڈی	۴ نفر	۴۵۰۰ منزل	مسلمان ہندو مالدار غریب
۹۔	۱۲ محلہ معماران سلطان گنج محلہ کٹڑی احاطہ بنسی داس احاطہ محسن الدولہ احاطہ یارام احاطہ تل پورہ پوروہ حسین بخش احاطہ ملاحان لکڑ منڈی احاطہ اہیران احاطہ گھوسیان	۴ نفر	۳۰۰۰ منزل	مسلمان ہندو مالدار غریب
۱۰۔	۱۳ احاطہ نواب پوروہ مرزا	دونفر	۲۰۰۰ منزل	مسلمان ہندو مالدار غریب

	نام محلہ	تعداد چوکیداران وغیرہ	تعداد گھروں کی	کیفیت
	جعفر علی خان احاطہ آرن داروغہ			
۱۱۔	۴ احاطہ مرتضی خان احاطہ گبر دین سنگھ احاطہ شیخ مسعود سبزی لین	ایک نفر	۴۰۰منزل	مسلمان ہندو مالدار غریب
۱۲۔	۴ پورہ نواب الدولہ زبیری باغ پورن داروغہ زبیدی گنج	۵نفر	۲۵۰۰منزل	مسلمان ہندو مالدار غریب
۱۳۔	۳ احاطہ جعفر علی خان حضرت گنج وجلال الدولہ وملکہ عہد اصطبل چوپڑ	۵نفر	۶۰۰منزل	مالدار زیادہ غریب کم
۱۴۔	۸ نواح کوٹھہ بخشی سے ڈنکہ خانہ نواح کالا جھلخانہ نواح شفاخانہ تکیہ گھڑیالی شاہ بشیر گنج برف خانہ احاطہ جہانگیر بیگ	دونفر	۸۰۰۰منزل	مالدار زیادہ غریب کم
۱۵۔	۱۳ قندھاری بازار لین مینڈو خان آغا تراب بھگوان داس احاطہ تہہ خانہ باغ میر لندنی سرائے امید خان مقبرہ امجد علی شاہ احاطہ میر جعفر علی خان احاطہ ممتاز الدولہ احاطہ جھلہائے شاہی احاطہ کوٹھی نور بخش احاطہ کوٹھی ظہور بخش	۵نفر	۵۰۰۰منزل	مالدار زیادہ غریب کم
۱۶۔	۱۰ حسین گنج پورہ گھوسیان تل پورہ احاطہ غنی خان احاطہ محمد شاہجہاں احاطہ آغا تراب آغا قادر بخش پورہ بشیر گنج کیعمن ٹولہ باغ غلام حسین	۶نفر	۳۰۰۰منزل	مسلمان ہندو شریف مالدار اور غریب رہتے ہیں۔

۱۷۔	٦ تالاب کٹکنی وکل احاطہ ملکہ کیتی خندق بیرونی مسجد علای احاطہ گنیش باڑی احاطہ ملکہ عہد	دونفر	٦٠٠٠ منزل	مسلمان ہندو مالدار غریب
۱۸۔	۱٦ پلٹن گھاٹ چڑیا جھیل موتی محل کوٹھی مرزا کوٹھی خورشید منزل کوٹھی استر خن اصطبل شاہی لین راجہ بختاور سنگھ شاہ نجف سکندر باغ لین مالدہ اسپتال پولیس جنگی کوٹھی تارا کوٹھی عینک باز لین حاجی شریف رضیہ شاہی	۱۰ نفر	٦٠٠ منزل	پہلے شاہزادے اور نواب زادہ رہتے تھے اب صاحب لوگ رہتے ہیں
۱۹۔	۸ لکھن دروازہ ٹیڑھی کوٹھی بیلی گارد۔ کوٹھی غلامی احاطہ منوخاں معمار احاطہ اعظم علی بیگ جلخانہ سنچے والا پائین باغ	۴ نفر	۷۰۰ منزل	صاحب لوگ ہندوستانی مالدار رہتے ہیں
۲۰۔	پھولیل گنج	یک نفر	۱۲۵ منزل	صاحب لوگ اور ہندوستانی
۲۱۔	چینی بازار	دونفر	۱۰۱ منزل	صاحب لوگ اور ہندوستانی
۲۲۔	خاص بازار	دونفر	۲۴۸ منزل	صاحب لوگ اور ہندوستانی
۲۳۔	مچھلی بازار	دونفر	۲۸۴ منزل	شریف زیادہ اور کمینہ کم
۲۴۔	اردو بازار	یک نفر	۳۰۰ منزل	شریف زیادہ کمینہ کم
	۱۲۷ محلہ	---------	---------	

افغانستان

ایک افسر ایران سات سو سواروں سے کابل میں آیا ہے۔ تالیف قلب کا رنگ جمایا ہے۔ اب ہر روز دس بارہ آدمی کسی حیلے سے آتے جاتے ہیں۔ اپنا زور دکھاتے ہیں۔ کوئی تیزی طبیعت سے اپنے کو ہرکارہ بتاتا ہے۔ کوئی بیوپاری بیچکارہ بتاتا ہے۔ اور بہت روسی ایرانی لباس سے آئے ہیں۔ آمادہ نبرد شاہ ایران کے پاس سے آتے ہیں۔ اس وجہ سے اکثر پٹھان کابل سے نکل گئے ہیں۔ چوٹ بچا کر نکل گئے ہیں۔ نور خان سپہ سالار ایران فوج عظیم لے کر غزنی کی طرف روانہ ہوا ہے۔ دلاور ایسے غزہ مردانہ ہوا ہے۔ اور قریب پانسو کے اعزا اقارب امیر دوست محمد کان بہادر کے کابل سے ایران کو گئے ہیں اس وجہ

سے امیر موصوف پریشان ہیں۔ نہایت حیران ہیں۔ گو ظاہر میں کمپنی کی دوستی ظاہر کرتے ہیں۔ مگر باطن میں کچھ اور خیال ہے۔ معتلقوں کے چلے جانے کا ملال ہے۔ دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے۔ اس معرکہ کا کیونکر سرانجام ہوتا ہے۔

بوشہر

مخبر راست گو کی زبانی ہے۔ مختصر تحریر ہوتا ہے گو قصہ طولانی ہے۔ بوشہر میں سردمہری فلک سے ایک تو فوج انگریزی پر پالا پڑا ہے۔ جاڑے نے اوس ڈالی ہے لنٹھہ جانا ہاتھ باندھے کھڑا ہے۔ برف کی شدت جان کھوتی ہے۔ ریشمی اور پشمی کپڑوں سے کندہ نہیں ہوتی ہے۔ اوس پر مخالف اپنی ناشائستہ حرکتوں سے باز نہیں آتے ہیں۔ اکے دکے کو ٹھونک بجاتے ہیں۔ چنانچہ ان دنوں کمپوں کے باہر کسی نے دو سرکاری سپاہیوں کا سر کاٹ لیا۔ لاشوں کو پھینک دیا۔ جب سے بڑی تاکید کا حکم ہوا ہے کہ دو تین آدمی کمپو کے باہر نہ جائیں۔ آفت اپنی جان پر نہ لائیں۔ اس جرات سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید کچھ سامان تقویت رکھتے ہیں ڈھنگ مردانہ کرتے ہیں۔ بے خوف لشکر نصرت اثر کے قریب ایسی حرکتیں دلیرانہ کرتے ہیں۔ مگر دیکھنا جس وقت دلاوران سرکار فیض آثار قدم اوٹھائیں گے۔ پھر کسی ٹھکانہ نہ لگے گا پاوں پر سر رکھتے نظر آئیں گے۔ جو اکثر کھانے پینے کی قسم کی چیزیں اودھر سے آتی تھیں اوسکے سد راہ ہوئے ہیں۔ اپنی دانست میں رسد بند کی ہے۔ تکلیف دو چند کی ہے۔ کہتے ہیں ایرانی فوج انگریزی کو بے دانہ پانی مارے گی۔ سوکھے گھاٹ اوتارے گی۔ پر کیا ہو سکتا ہے بدو انڈے دیتے ہیں پہاڑی مرغے دودھ وغیرہ لاتے ہیں۔ مہنگا بیچنے کو پہاڑ پر سے بانگ سناتے ہیں۔ جو مرغے تین آنے کو لیتے تھے اب ایک روپیا دیتے ہیں۔ آنے درجن انڈے کچھ اچھے کچھ گندے ہیں زر نقد کے بندے ہیں۔ خوشی سے لیتے ہیں۔ دو آنے رطل گوشت وہ بھی خراب۔ راتب کے حساب پڑا۔ پون پیسے کو ایک چھوٹا گلاس دودھ کا ایک حصہ دودھ دو حصہ پانی ملاتے ہیں۔ امید موہوم پر شور بخت نمکین پانی پلاتے ہیں۔ جس عرب کے ہاتھ میٹھا پانی آیا اوس نے ڈیڑھ آنا آتے آتے بڑھایا۔ ترسا سمجھ کے ترسایا۔ جب لوٹ گیا تو ایک لوٹہ دیتے ہیں۔ دم نقد جان کا خسارا ہے کھانے میں ٹوٹا دیتے ہیں۔ علی ہذا القیاس اسی طرح اون چیزوں کی گرانی ہے۔ جس سے زندگانی ہے۔ اور مقام کرینا ک کے قریب پندرہ ہزار ایرانی آمادہ کارزار ہین۔ فوج سرکاری بھی چادریں باندھے مستعد پیکار ہے۔ صاحب پونہ ابر رنے خبر یہ تحقیق پائی ہے۔ بنقل اوسکی لکھنے میں آئی ہے کہ نواب گورنر بمبئی کو سر جمس اوٹرم صاحب بہادر نے ضرورت تمام اس مضمون کی چٹھی بھیجی ہے کہ جس قدر فوج بوشہر میں تم نے بھجوائی ہے۔ وہ پہونچی پانچ ہزار کی اور ضرورت آئی ہے۔ جس طرح ہو سکے فوراً روانہ ہو۔ عذر ہو نہ بہانہ ہو۔ علی الخصوص سوار جو اس مقام آئیں گے۔ وہ بڑے کام آئیں گے۔ فوج ایران بہت ساز و سامان سے بیراز جونکے میدان سے بوشہر اور محمری کے اطراف میں گھر آئی ہے۔ چار ست بنیاد جمائی ہے۔ جب سے انہوں نے سنا ہے کہ لشکر انگریزی کا محمری کی جانب ارادہ ہے۔ خوب نظم و نسق کیا ہے جو ہے وہ حرب پر آمادہ ہے۔ اس واسطے یہ عزم ہے کہ وہ فوج بھی جب یہاں آ جائے تو ان سے ایسی لڑائی ہو۔ کہ بالکل صفائی ہو۔ سالہائے دراز اسکی داستان باقیما ہمونکی زبان پر لائے۔ سام و نریمان زیر زمین غوطے کھائیں خون کی ایسی ندی بہے۔ اس بات سے یقین ہوا کہ ۲۱ مارچ کو جشن نوروز ہے۔ اوس دن شاہ کجکلاہ ایران بصد شوکت و شان مستعد حرب و پیکار ہونگے وہ سانحہ جگر دوز ہے۔ اوسی دن پر دار و مدار ہے۔ آئندہ احکم الحاکمین کا اختیار ہے۔ کشف الاخبار بمبئی

ایران

کشف الاخبار سے نیا رنگ معلوم ہوا۔ اوس طرف کے لوگوں کا ڈھنگ معلوم ہوا۔ کہ یمن و عربستان و ترکستان و افغانستان وغیرہ کی خلقت شاہ ایران کی رفاقت کو آئی ہے۔ غول کے غول مجاہدون کے ہیں۔ کھانے پینے کا سامان وہ لکڑے اپنے ساتھ لائے ہیں۔ جہاد کی نیت سے جمع ہوتے جاتے ہیں۔ مسلمانون کی ہمت بڑھاتے ہین۔ بقول بادشاہ اسلام کے واسطے جان و مال سر حاضر ہے۔ اوس گروہ میں کیا کیا جوان چیل تن دلاور حاضر ہے۔ کہتے ہیں جس نے کافر کو مارا وہ غازی ہے۔ ایسے کام سے جی چرانا دغا بازی ہے۔ اور جو کام آیا وہ شہید ہے۔ دونوں طرح عید ہے۔ اس خبر سے بلوے کا سامان

ہے بُرا اسامان ہے۔ کابل کے لوگ چشم پوشی نہ کریں خلاف ہے بے جا گمان ہے۔ انصاف سے اگر سوچیئے تو مرجانے کا مقام ہے۔ اسی میں زندۂ جاوید ہوتا ہے حشر تک نام ہے۔

برم پور

فینکس کلکتہ بہت عاقل ہے۔ اس حکایت کا ناقل ہے۔ کہ اس سے پہلے سور اور گائے کی چربی سے کارتوسوں کا منہ بند کیا تھا۔ اور اچانک میں ہندو مسلمان سپاہیوں کو اچانک وہ کارتوس دیا تھا۔ سب نے عذر اظہار کیا کسی نے نہ لیا۔ یہ تازہ سانحہ ہوا۔ کہ وہ کارتوس برم پور میں بھیجے اور کرنل مچل صاحب پلٹن کے افسر نے ۱۹ ار جمنٹ پر جمع کر کے حکم دیا کہ لو۔ سپاہیوں نے متفق ہو کے کہا ہم نہ لیں گے جو ہونی ہو سو ہو۔ یہ سن کے کرنیل صاحب نے کچھ سوار اور چند ضرب توپ طلب کی۔ یہاں باہم یہ صلاح ٹھہری سب کی۔ کہ اسلحہ حرب سے ہر دم سب کے سب طیار ہو۔ حریف کی آمد کے امیدوار ہو۔ چنانچہ کمر جنگی باندھی ہے مستعد پیکار ہیں۔ بہت ہوشیار ہیں۔ اور مشہور ہے کہ اپنے افسروں کے بے اجازت کلکتے میں آنے والی ہے۔ فساد مچانے والی ہے۔ صاحب اخبار کا قول ہے کہ یہ کام سرکار سے بُرا ہوا۔ مفسدی کے سوا اور کیا ہوا۔

کلکتہ

۱۹ مارچ چارشنبہ کو ایک جہازی گورا محلہ کلنگے میں جو میخانہ ہے وہاں آیا۔ اور ایسا مست و سرشار ہوا کہ کسی کو خاطر میں نہ لایا۔ لوگوں نے تدبیر ہر چند کی۔ لیکن اوس ظالم نے بدمستی سے آئینہ و رو در پر راہ بند کی۔ اتفاقاً ایک خانساماں سرگشتہ پریشان اپنے گھر کو جاتا تھا۔ اور یہ خونخوار راہ میں دھوم مچاتا تھا۔ اوس کو دیکھ کر ایسا پتھر مارا کہ مغز اوس کا پارہ پارہ ہوا۔ لہولہان وہ بھوکا پیاسا بے چارہ ہوا۔ لیکن جرات کی راہ سے اوس پر حملہ کیا۔ وہ بھاگ کر مولوی سید محمد صاحب کے چھاپے خانے میں چھپا۔ پولس کے لوگ آئے۔ مجرم کو مع مجروح تھانے میں لائے۔ عجب اتفاق ہے ان دنوں گوروں نے یہ ڈھنگ نکالا ہے۔ رعایا کو بے جرم و قصور بلا میں ڈالا ہے۔ رعیت کی عافیت تنگ ہے ہنگامہ اور فساد جابجا ہے۔ خدا خیر کرے ان باتوں کا انجام بہت بُرا ہے۔ صاحب اخبار انگلشمین نے ۱۶ مارچ کا یہ حال لکھا ہے۔ کہ کلکتے میں یہ حادثہ عجیب و غریب ہوا ہے جو ہوش کھوتا ہے۔ ۱۱ تاریخ شہر صدر کو تمام شب قلعے کے گرد فوج مسلح طیار رہی۔ کسی کی آنکھ نہ جھپکی دیدۂ انجم کی صورت بیدار رہی۔ یہاں تک کہ شاہ خاور یہ ہنگامہ سن کے دیکھنے کو نکل آیا۔ فوج والوں نے آنکھ کو نہ جھپکایا۔ معلوم نہیں کس کا ڈر ہے۔ جو طیاری اندر باہر ہے۔ مفصل جس دم معلوم ہو جائے گا۔ مشتاقوں کے دیکھنے میں آئے گا۔

گورنمنٹ

تحریر صاحب انگلشمین سے یہ مقدمہ ظاہر ہوا۔ ہر شخص اسکی کیفیت سے ماہر ہوا۔ کہ ریزولیوشن ارباب کورٹ آف ڈائریکٹرس سے ارباب گورنمنٹ کو یہ حکم آیا ہے۔ مقدمہ شرح کر کے سنایا ہے۔ کہ لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل بہادر سابق نے راجپوتانے کے ملک کو اپنے قبضے میں لانے کی تدبیر کی تھی۔ سرکار میں اسکی تقریر کی تھی۔ اسکو اہالیان کورٹ ممدوح نے ظلم اور جبر صریح سمجھ کے ناپسند کیا۔ یہ رخنہ بند کیا۔ سلطان الاخبار

ڈیرۂ اسمٰعیل خان

صاحب نور مغربی اپنے صحیفے میں گہر ریز ہے۔ کہ ڈیرۂ اسمٰعیل خان کے پٹھانوں کے ہاتھ سے لوس طرف بریز بریز ہے۔ ان دنوں انگریزی رسالے پر شبخون ہوا۔ معلوم ہوا وحشیوں کو جنون ہوا۔ بہت سے سوار عدم کو سرپٹ گئے۔ کچھ زخمی ہوئے میدان لاشوں سے پٹ گئے۔ عزم سرکار ہے کہ کچھ سوار اور پیدل مع توپخانے آتشبار کی طرف کہسار کے جائیں۔ پہاڑوں کی بنیاد ڈھائیں۔ سلطان الاخبار

ملک برمہا

اس سے پہلے حال لکھا ہے۔ مفصل یہ ماجرا ہے۔ کچھ دن گذرتے ہیں۔ ملک برمہا میں کوئی سردار جرار کاربن نام ہے۔ بڑے دھوم دھام کا ذی احترام ہے۔ فوج ظفر موج انگریزی سے اوسکا مقابلہ ہوا۔ عجب معاملہ ہوا۔ اون کے ہاتھ سے سپاہ انگریزی کی صفائی ہوئی۔ گھنگھور لڑائی ہوئی۔ اور وجہ یہ تحریر ہے۔ خونچکاں تقریر ہے۔ کہ ایک مقام باگجالن کے نزدیک ماؤلانگ نام ایک رئیس ذی توقیر صاحب تدبیر کی فوج پڑی تھی اون لوگوں نے کاین اونکے گاؤں جلا دیا تھا۔ خاک میں ملا دیا تھا۔ فوج انگریزی کو اون سے پرخاش تھی۔ جستجو تھی تلاش تھی۔ اتفاقاً ملکہ کی ۳۵ رجمنٹ اور ہندی پیادوں کی ۱۸ رجمنٹ سے سامنا ہو گیا جنگ عظیم ہوئی۔ حالت بہت سقیم ہوئی۔ سرجن میک اصلاد صاحب بہادر جان سے گئے۔ لفٹنٹ ٹاٹ صاحب اور پوٹ صاحب بہادر لوٹ پوٹ ہو کے زخمی ہوئے۔ بیس نفر دنیا سے گذر گئے۔ مر گئے۔ بہت سے گھائل مرگ کے مائل نکلے۔ ۸۵ رجمنٹ کے لفٹنٹ پاول صاحب کے سر میں زخم آیا اور لفٹنٹ سٹیدن اسسٹنٹ کسریٹ نے سردست بائیں ہاتھ میں زہر کا بجھا بھالا کھایا۔ سم کے اثر سے صاحب بہادر کا دنیا سے کوچ ہے۔ زہر شے پوچ ہے۔ ڈاکٹر دمستر کے زخم کاری ہے۔ عدم کا جو اسپتال ہے وہاں کی طیاری ہے۔ اور ملکہ کی ۳۵ رجمنٹ سے دو آدمیوں کا نام کٹ گیا۔ صحرا لاشوں سے پٹ گیا۔ بہت سے گھائل سسکتے ہیں موت کی راہ تکتے ہیں۔ کپتان ایل کنگلن کے سائیس کا مضمہ لیا باورچی نے گرما گرم دو گولیاں کھائیں۔ ۱۸ رجمنٹ کے دس نفر زخموں سے چور ہیں۔ جسم خانہ زنبور ہیں۔ مخالف کی فوج سلامت ہے۔ فتح شکست کی علامت ہے۔

ولایت

انگلینڈ کے اخبار کا اظہار ہے۔ تازہ اخبار ہے۔ کہ کارپردازان انگلستان نے ۲ رجمنٹ سوار ۷ رجمنٹ پیادے کچھ ہندوستان میں بھیجنے کا حکم دیا ہے۔ عزم بالجزم کیا ہے۔ چنانچہ ۹۰ رجمنٹ پورلس ماوٹ سے فروری کی ۷ کو جہاز پر سوار ہونے والی ہے۔ اوس کے بعد ۲۳ اور ۸۲ اور ۹۳ رجمنٹ جو ہیں انہوں نے باگ سنبھالی ہے۔ حکم ثانی کا انتظار ہے۔ سامان سب طیار ہے۔ ایک دوست کا خط مرقومہ غرہ رجب پانچویں شعبان کو لندن سے آیا۔ پرچہ الماس تھا کہ معدن سے آیا۔ لکھا ہے ملکہ معظمہ لندن میں داخل ہوئیں مگر شاہزدگان اودھ کی ہنوز ملاقات کی نوبت نہیں آئی۔ مظلومان وادطلب جفاکشان رنج وتعب نے ابھی تک عادلوں سے داد نہیں پائی۔ وجہ یہ ہے کہ بے وساطت وزیر منصرم مملکت ہندوستان کی ملاقات ملکہ معظمہ سے خلاف قانون ہے۔ اور وزیر وہ ہے جس مملکت کی تجویز سے یہ سلطنت گئی عجب مضمون ہے۔ خدا اپنا فضل کرے۔ دامن تمنا گل مراد سے بھرے۔ شاہزدگان والا تبار نے وزیر سے درخواست کی ہے۔ اوس کا جواب نہیں آیا کونسل ٹھہری ہے۔ دیکھئے کیا جواب دیتے ہیں۔ انصاف کی یا حکومت کی لیتے ہیں۔ غرض طول سے کیا حاصل ہے کلہ مختصر ہے۔ کہ مقدمے کا پارلیمنٹ سے یہ فیصلہ ہونا ملکہ کی ملاقات پر منحصر ہے۔ اولاد علی جعلساز کو شاہزادوں نے مع امامن اوسکی عورت کے نکال دیا۔ بلا کو ٹال دیا۔ وہ مبتلائے گردش زمانہ ہوا۔ لندن سے کلکتے کو روانہ ہوا۔

بریلی

۲۲ مارچ کو ڈاکٹر ہندوستانی اسپتال آتا تھا۔ اپنی فرودگاہ کو جاتا تھا۔ تاریکی شب میں کسی بدباطن نے لٹھ مارا۔ سرراہ غصہ اوتارا۔ اس صدمے سے زمین پر گرتے غش آیا بے خبر ہوا۔ عدم کا راستہ پیش نظر ہوا۔ بے کسی سے جان دی۔ جب کوتوال کو خبر ہوئی فوراً مقام واردات پر آیا۔ چار آدمی گرفتار کر لایا۔ تحقیقات میں کد کی۔ تلاش از حد کی۔ ایک گولہ انداز کی نسبت گمان ہے۔ سزا کا سامان ہے۔

شہر لکھنو محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو　　یافت جانِ تازہ جسم لکھنؤ　　گنج گوہرہائے معنی اندر دست　　چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ
عنوان صحیفہ حمد حق ہے ۔　　زیبائش اوّل ورق ہے　　پھر نعت ہے سید البشر کی　　جس نے سچی ہمیں خبر دی

نمبر ۳۹ شہر شعبان ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۱۷ ماہ اپریل ۱۸۵۷ عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تا بمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵؍ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴؍ روپے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مد نظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد　　بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است
مصرعہ تاریخ آغازش عنایت زد رقم　　گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنؤ است

۱۲۷۲

لکھنؤ

سابق میں نزول کے داروغہ کرامت حسین نے حقوق تہہ بازاری حسب استطاعت دُکانداروں سے مقرر کیا تھا۔ ہر جگہ سے بہ جبر لیا تھا۔ چنانچہ کچھ دکاندار پاٹے نالہ اور رابجہ کے بازار والے جمع ہو کر بیلی گارد کی کوٹھی میں گئے سر ہنری منگر ے لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر کو عرضی دی۔ جبر کی حقیقت اظہار کی۔ صاحب بہادر نے مضلوں سے استفسار فرمایا۔ زبان کو لغزش ہوئی لغو ٹھہرایا۔ اون لوگوں سے ارشاد کیا کہ تم مطمئین رہو فیصلہ تمہارا ہو جائے گا۔ خلاف حرکت کی سزا بانی اوسکا پائے گا۔ دوسرے روز مظلومان دادخواہ روبرو طلب ہوئے۔ حاضر سب ہوئے تسکین کے کلمے اپنی زبان سے فرمائے۔ سب لوگ شاد وخرم اپنے اپنے گھر آئے۔ بنظر انصاف اگر دیکھیے تو رعایا پروری سے حاکم کا عادل نام ہوتا ہے۔ اور چشم پوشی میں غفلت ثابت ہوتی ہے مظلوم کا کام تمام ہوتا ہے۔ جمعہ کو نجابت علی جس نے اپنے والدین کو ناحق قتل کیا تھا۔ نادانی سے کار بے اصل کیا تھا۔ پھانسی دیا گیا۔ خسر الدنیا والآخرۃ ہوا۔

۸ کو صمصام الدولہ بہادر کا خط منتظم شہر کے نام آیا تھا۔ اوس میں یہ مضمون تحریر پایا تھا۔ کہ جو اسلحہ عمدہ منقش اور مذہب ہیں اون کی تفصیل علیحدہ ضروری ہے۔ نہیں تو تلف ہونے کا گمان بے فتور ہے۔ اور اگر حضرت پادشاہ جمجاہ ہم سے استفسار فرمائیں گے۔ تو ہم مجبوری سے لاعلمی کا کلمہ زبان پر لائیں گے۔ اوس وقت ہم کو الزام ہوگا۔ فرمایئے اس غفلت کا کیا انجام ہوگا۔ اس مقدمے میں غور ہو۔ ہماری برات کا طور ہو۔ منتظم شہر نے بعد دریافت حال فوراً بابو کے نام

تحریر بھیجی ہے۔ یہ بات لکھی ہے۔ کہ قسم اسلحہ سے جو چیزیں مطلا و مذہب ہوں۔ جس کی میان اور قبضے سے چاندی سونے سے مزیب ہوں۔ ہوشیاری سے اوسکی تفصیل علیحدہ لکھو۔ اس کام سے غافل نہ رہو۔ اب جو کوٹھے خاص کے کھلنے کی نوبت آئی ہے۔ اوس میں زر جواہر سے ہتھیاروں کی کان پائی ہے تلواریں عمدہ ولایتی جنوبی اصفہانی ایک سے ایک بہتر ہے۔ تیغ ہلالی چرخ بااینہمہ چمک دمک اونکے آگے بے جوہر ہے۔ پھول پھل نایاب۔ غضب کی آب و تاب۔ قبضے سے پیپلی تک گھاٹ۔ بلا کا کاٹ۔ جوہر موج کی صورت نظر آتی ہیں۔ دیکھنے والوں کے دل لہراتی ہیں۔ چاندی سونے کے قبضے اور زر دوزی میان۔ مگر بے پروائی سے سڑے کیڑونکی چک چک دندان۔ جس وقت یہ سامان نایاب ایسا خراب نظر آیا۔ فوراً دل بھر آیا۔ مگر مشیت ایزدی سے کیا چارہ ہے۔ دنیا کے کارخانے میں کس کا اجارہ ہے۔ کبھی کوئی صاحب تاج و دیہیم ہوتا ہے۔ مالک ہفت اقلیم ہوتا ہے۔ کبھی گردش تقدیر سے نامساعدت فلک بے پیر سے ایسا خراب حال ہوتا ہے۔ کہ ناظرین انجام بین کو پریشانی ہوتی ہے ملال ہوتا ہے۔ افسوس کا مقام ہے۔ گردش فلک نافرجام ہے۔ سو برس کے عرصے میں روسائے عالی وقار نے بڑی کوشش سے بہم پہونچائی تھی۔ لاکھوں روپے انعام عطا فرمائے تھے۔ ہر ایک ریزۂ جواہر تھا، تعریف سے باہر تھا۔ وہ سار جن پاتا ہے۔ دیکھنے والوں کا ملال سے منہ تک دل و جگر آتا ہے۔ فلک بدخو کی یہ ادنیٰ چشمک ہے۔ نشتر انقلاب سے ناظرین کا دل مشبک ہے۔ کارپردازان سلطانی سے کوٹھوں کا اسباب اوٹھا لے جانے کی تاکید ہے۔ مکان خالی کرنے کا حکم شدید ہے۔ صاحب چیف کمشنر بہادر نے منتظم شہر کے نام تحریر کی ہے۔ اس مضمون کی تقریر کی ہے۔ کہ جو اسباب کوٹھوں کا اوٹھایا جائے۔ اوس کا تخمیناً زر ثمن لکھوایا جائے۔ مگر ابھی اسباب اوٹھانے میں تامل ہے۔ اس جانب سے تجاہل عارفانہ بالکل ہے۔ دیکھئے بعد میعاد کے کیا ہوتا ہے۔ کیونکر یہ عقدہ وا ہوتا ہے۔ چنانچہ تیرہویں تاریخ صحتہ الدولہ بہادر کو صاحب چیف کمشنر بہادر نے طلب کیا۔ اسباب کوٹھوں سے نہ اوٹھانے کا دریافت سبب کیا۔ اونہوں نے عذر کیا بات بنائی۔ صاحب گرم ہوئے پسند نہ آئی۔ آخرکار چھ روز کی مہلت دی۔ سب نے قبول کی۔ اب دیکھئے اس کے بعد کیا رنگ نظر آئے۔ کلکتے سے کیسی خبر آئے۔ یہاں جوار اکین شاہی ہیں اونکے اختلاف مشہور ہیں۔ چہ چہ اس بات کے دور دور ہیں۔ اس سے ابتر جز دکل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ چتر منزل لینے میں تامل ہے۔ تعجب ہے وہاں تو ایسی کوششیں ہوں مناسب تدبیر ہو۔ یہاں لیت و لعل میں تاخیر ہو۔ ایسے سینکڑوں امور ہوتے ہیں۔ جو قیاس سے دور ہوتے ہیں۔ ان دنوں علی بخش نے منتظم شہر کے حضور میں اس مضمون کی عرضی گذارنی تھی کہ بندی جان صاحبہ محل شاہی نے میری لڑکی کو جان سے مارا ہے۔ حرارت مزاج سے گھر میں ڈال کے اوس بیچاری پر غصہ اوتارا ہے۔ فدوی امیدوار ہے۔ صاحب کے حضور میں فریاد ہے۔ منتظم شہر نے بعد تکمیل دعوے صحتہ الدولہ بہادر کو ایک خط لکھا ہے۔ مگر افسوس ابھی تک جواب نہیں آیا ہے ایسا تساہل خراب کرتا ہے۔ بات بگڑی جاتی ہے بُرا رنگ ہوتا ہے۔ کارگزاری کا یہی ڈھنگ ہوتا ہے۔ انجام کار عدول حکمی پر محمول کرتے ہیں۔ ذرا سی بات کا بہت طول کرتے ہیں۔ اس صورت میں غفلت کے الزام ہونگے۔ کارپرداز بدنام ہوں گے۔ مصرع

بر رسولان بلاغ باشد و بس۔

ملانوین کے ضلعے میں ٹنڈیانوا ایک گاؤں ہے ہمیشہ وہاں ہندو حاکم رہے نہ امام باڑہ ہے نہ مسجد ہے۔ بلکہ اس نام سے ضد ہے۔ جب سے انگریزی عمل ہوا۔ قدیم رسموں میں خلل ہوا۔ در ینولا شیخ فیاض علی صاحب وہاں کے پیشکار تھے۔ مرد مسلمان دیندار تھے۔ اونہوں نے بڑی جستجو سے کچھ اپنے کیسی سے نکالا۔ کچھ دوستوں پر یہ نیک بار ڈالا۔ مسجد مختصر بہت کوشش اور کد سے بنائی۔ اذان کی آواز مسلمانوں کے کان میں آئی۔ شدہ شدہ کدار ناتھ کشمیری سابق میں وہاں کا جو ناظم تھا۔ سرکار کی طرف سے حاکم تھا۔ اوسکے گوش زد ہوئی۔ بہت پیچ و تاب کھایا مسجد ڈھانے کی کد ہوئی۔ صاحب کمشنر بہادر سے جوڑ توڑ کر کے تحصیلدار کے نام حکم جاری کیے۔ مکرر یعنی کئی بار کیے۔ وہ اسلام کے پاس سے ایام گزاری کر کے ٹال گئے۔ یہی نکتہ بد خواہ سمجھے وہ بھی ہوشیاری کر کے ٹال گئے۔ گردش گردون کا یہ معمول ہے۔ آج جو مامور ہوا کل معزول ہے۔ ان دنوں وہ تحصیلدار موقوف ہوئے اونکی جگہ پر جانکی پرشاد آئے۔ مخالفوں کو بھولے ہوئے سبق خانگی تجنیس کی راہ سے یاد آئے۔ از سر نو دبی ہوئی آگ بھڑکائی۔ جانکی پرشاد کو اینٹ بھی نہ ملی مگر مسجد ڈھائی۔ اس سانحہ سے مسلمانوں کو انتہا کا ملال ہوا۔ علی الخصوص مسجد کے بانی کا عجیب حال ہوا۔ نوکری کو عملاً چھوڑا۔ بلکہ دنیا سے منہ موڑا۔ ملانوین کی کسی مسجد میں آج کل قیام ہے۔ خدا کی بندگی صبح و شام ہے۔ غذا کے بدلے تھوڑا سا دودھ پیتے ہیں۔ ابھی جیتے ہیں۔ ایک اور فقیر کرتا شاہ نام ٹنڈیانون سے

کوس بھر کے فاصلے پر تکیہ بنا کر رہتے تھے۔ جو کچھ ہاتھ آیا روزے نہیں روزہ بھوک پیاس کے جور سہتے تھے۔ جب مسجد کی خبر اون کے کان میں آئی۔ ضبط کی طاقت دل میں نہ پائی۔ جانکی پرشاد کو برا بھلا کہا۔ جو کچھ منہ میں آیا برملا کہا۔ غمازوں نے یہ ماجرا تحصیلدار سے کہا۔ وہ انتقام پر آمادہ ہو کے موقع کا منتظر رہا۔ چنانچہ ایک روز تکیہ کی کیاری جو شاہ صاحب کو بہت پیاری تھی بھیڑ چر گئی۔ فقیر نے اوس کو مارا بزدلے چرواہے کو یہ خبر گئی۔ وہ کمبخت گھر کی ٹٹی دروازے سے بھیڑ کی تحصیلدار کے پاس فریاد کو آیا۔ اوس نے عداوت قدیم سے شاہ جی کو بلایا۔ برقندار لینے کو آئے۔ پوچ گفتگو برزبان لائے۔ شاہ صاحب کو اپنے قول یاد آئے سمجھے جانے میں حرمت جائے گی کوٹھری میں جا کے دروازہ بند کیا۔ سپاہیوں نے عزم گزند کیا۔ مجبور تلوار لے کے روبراہ ہوئے۔ سپاہیوں کے ہمراہ ہوئے۔ کچہری میں پہونچ کے تلوار کھینچی تحصیلدار پر وار کیا۔ اُس نامرد نے فرار کیا۔ امام علی چپراسی نے روکا شاہ صاحب نے اوس کو جہنم واصل کیا۔ اپنا مطلب حاصل کیا۔ تحصیلدار تو روپوش ہوا۔ شاہ صاحب کو جوش ہوا۔ قلعے کے دروازے پر آ کر دوسرا برقنداز جو اولجھا اوس کو مارا۔ غل ہوا تلنگوں کو اور پولس کے جوانوں کو سب نے پکارا۔ وہ دوڑ پڑے۔ شاہ صاحب کو بیچ میں گھیرا۔ فقیر نے بھی کسی سے منہ نہ پھیرا۔ تلنگوں کو زخمی کیا اور خود زخم سنگین کھائے روح بہشت کو راہی ہوئی۔ قاتل جو ہندو و مسلمان تھے سب کو روسیاہی ہوئی۔ مسلمانوں نے ہندوؤں سے لاش لے کے بھگونت نگر کے تکیہ میں قبر بنائی ہے۔ اب پان پھول چڑھتے ہیں اعتقاد بڑھتے ہیں کشف و کرامات کی نوبت آئی ہے۔ ہم صاحبان عدالت کے انصاف دیکھتے ہیں تحقیقات پر دیوانے تھانے ہیں۔ فقط قتل و غارت کے تدارک کو جابجا یہ تھانے ہیں۔

۱۷؍شعبان کو بابو نائی صاحب چیف کمشنر بہادر کے حکم سے مچھی بھون میں آیا۔ اسباب دیکھا بھالا۔ تحویلدار سلطانی کو بلایا۔ یہ حکم سنایا۔ کہ صاحب چیف کمشنر بہادر کو اس مکان میں اپنا دخل و تصرف منظور ہے۔ لہٰذا اس امر سے تم کو آگاہ کرنا ضرور ہے۔ کہ جو کچھ اسباب اس میں ہے اوس کو اوٹھا کے اور کسی مکان میں لے جاؤ۔ سرکار سے تاکید شدید ہے بہت جلد اُٹھاؤ۔ تحویلدار نے جواب دیا کہ حکم حاکم مرگ مفاجات مشہور ہے۔ عدول حکمی کا کس کو مقدور ہے۔ پھر سلح خانی کا کوٹھہ کھولا۔ ہتھیار دیکھ کر یہ بولا۔ کہ جتنا اسباب حرب و پیکاری کا ہے۔ مدنظر سرکار کا ہے۔ یہ جز دکل اوٹھ جائے گا۔ نشتر تک یہاں رہتا کھٹکتا ہے کوئی نہ پائے گا۔

نقشہ خانہ شماری محلات و تعداد چوکیداران وغیرہ
علاقہ تھانہ حیدر گنج قدیم واقع شہر لکھنو

نمبر	نام محلہ	تعداد چوکیدار	تعداد گھرونکی	کیفیت
۱۔	حیدر گنج	۹ نفر	۱۳۲۱ منزل	کایتھ برہمن بقال رستوگی کھتری مالدار غریب
۲۔	تکیتگنج	۵ نفر	۵۵۳ منزل	کایتھ برہمن مالدار اور بعض غریب
۳۔	روشن	۱ نفر	۲۲۳ منزل	مسلمان اور بقال مالدار غریب
۴۔	نندا کھیڑہ	دو نفر	۸۲ منزل	مسلمان امیر لودہی مالدار غریب
۵۔	جرنیل گنج	۱ نفر	۹۲ منزل	مسلمان بقال مالدار غریب
۶۔	امام گنج	دو نفر	۸۳ منزل	مسلمان بقال لودہی غریب مالدار

نمبر	نام محلہ	تعداد چوکیدار	تعداد گھرونکی	کیفیت
۷۔	دریاپور	۱نفر	۲۲منزل	پاسی اورلودہی اورکربلائی نواب امداد حسین خان
۸۔	تالاب نکیت رائے	۵نفر	۱۷۱منزل	مسلمان اور مونڈھے والے اوررود مالدار
۹۔	متصل ستیلا	دونفر	۱۶۱منزل	مسلمان برہمن بقال مالدار غریب
۱۰۔	مہدیگنج	۳نفر	۴۸۳منزل	مسلمان برہمن بقال کایتہ مالدار وغریب
۱۱۔	بھوانی گنج	۴نفر	۲۷۳منزل	مسلمان بقال کایتہ برہمن مالدار غریب
۱۲۔	ترمنی گنج	دونفر	۱۸۳منزل	مسلمان بقال کایتی برہمن مالدار غریب
۱۳۔	نوبستہ	۵نفر	۴۷۵منزل	کایتہ بقال برہمن مسلمان مالدار غریب
۱۴۔	اشرف آباد	۶نفر	۸۱۱منزل	رستوگی بقال کایتی مسلمان مالدار غریب
۱۵۔	شاہ گنج	دونفر	۴۴۰منزل	بقال کہتری مسلمان مالدار غریب
۱۶۔	احاطہ سنگین بیگ	۱نفر	۷۰منزل	بقال مسلمان مالدار غریب
۱۷۔	کٹرہ میر اعظم	۱نفر	۱۴۰منزل	مسلمان بقال اگروالہ برہمن غریب
۱۸۔	بلوچ پورہ	۴نفر	۲۱۹منزل	مسلمان گاؤقصاب بقال مالدار غریب
۱۹۔	سرائے آغا میر	۵نفر	۱۵۵منزل	مسلمان بھٹیارے بقال مالدار غریب
۲۰۔	بہدیوان	۳نفر	۵۷۳منزل	مسلمان راجپوت برہمن بقال مالدار
۲۱۔	بازار کہالہ	۳نفر	۲۲۳منزل	مسلمان کایتہ بقال برہمن مالدار غریب

ایران

یہ خبر بادشاہ کشور ہندوستان والی ایران کی ہے۔ انگریزی اور اردو اخبار ہر شہر و دیار سے لکھی ہے محرر صادق الاخبار کی تحقیق کر کے بیان کی ہے۔ کہ ایک روز سریر آرائے اریکہ ایران بصد شوکت و شان زیب دہ تخت جہانبانی تھا۔ اپنے اپنے قاعدہ اور قرینے سے وزیر امیر گردن کش رستم اور اسفندیار ثانی تھا۔ دم تقریر ہر شہر و دریا کا عجائبات روزگار کا ذکر ہوا بعد یکہ قضا مملکت ہندوستان کی اور زرریزی یہاں کی زمین گلفشاں کی بیان ہوئی۔ اور تاجداران ہند کی کیفیت شاہان ایران کی اعانت عیاں ہوئی۔ مصلحتاً یہ بھی گفتگو آئی کہ ہرات تحت حکومت بندگان وارادربان آچکا۔ لشکر ظفر اثر فتح پاچکا۔ یہ ہند کا دروازہ ہے اوس میں سرکار کا عمل ہے۔ آگے بڑھنے میں کون سا خلل ہے۔ یلان نصرت آثار کا رو کنے والا کون ہے۔ تیغ شرربار کے منہ پر کون آسکتا ہے ٹو کنے والا کون ہے۔ یہ سن کے سکندر دوران فرمانروائے ذی شان نے درج دہان کھولا۔ اس فصاحت و بلاغت سے گفتگو کی کہ سامعیوں نے لعل و گہر دامن میں رولا۔ کہ رائے تمہاری بر سر صواب ہے۔ الا ہمارا وزیر اس کے خلاف ہے۔ بالفعل زمانے کا رنگ یہ ہے کہ وزیر سے بادشاہ کے خلاف کام ہو۔ اس دوری میں جو شور بخت ہو نمک حرام ہو۔ اور اکثر امور اوس دوری سے وہ سرزد ہوتے ہیں۔ کہ مابدولت جادۂ راستی سے اوسکو پھرا جانتے ہیں۔ حرص کے باعث کورنمکی کی بلا میں اوسے گہرا جانتے ہیں۔ ہنوز یہ مقدمہ ناتمام تھا صحبت بدستور تھی۔ فلک کج رفتار کو آبروریزی اوس کی منظور تھی۔ دفعتہً خفیہ پولس نے اظہار کیا کہ وزیر اعظم نے تاج شاہی سرپیچ مرصع جغیہ کلغی وغیرہ رقم بیش بہا حاجی علی تاجر سیاح کے ہاتھ ایک لاکھ پچیس ہزار روپے کی قیمت پر بیچ ڈالا۔ ننگ و ناموس سے

ہاتھ اُٹھایا امانت پر پیچ ڈالا۔اس خبر سے مزاج اقدس برہم ہوا وزیر کو طلب فرمایا۔اس سانحے کا بطریق استفسار ذکر آیا۔وزیر نے بے تامل لاعلمی بیان کی انکار کیا۔سوداگر طلب ہوا اوسنے بھی وزیر کے بچاؤ کا اظہار کیا۔آخر کار سوداگر پر جرمانہ ہوا۔حضور سے روانہ ہوا۔پھر ہرات کے سرداران سے فرمایا انشاء اللہ المستعان بعد دیزدان بعد فتح ہندوستان حسب دستور تمہاری ترقی ہم کو منظور ہے اور باہم شاہنشاہ روس اور باج ستان ایران میں یہ عہد و پیان ہوا ہے۔ کہ انگریزوں سے صلح نہ کریں گے یہ گروہ رعایا کو آزار دیتا ہے فساد کا گماں ہوا ہے۔اس خیال سے شجاعان ایران اور دلاوران روس بہت گرم خیز جنگ انگریز کو افغانستان کی طرف آئے ہیں۔بفتح و فیروزی قدم بڑھائے ہیں۔اور یہ خبر صداقت اثر بہت صحیح ہاتھ آئی ہے۔اکثر اخباروں سے اس کی صحت پائی ہے۔کہ شاہان کشورستان والا تبار اور رنگ نشینان ایران بڑے نامدار ہند کی تسخیر کے واسطے سامان حرب اسلحہ پیکار توپخانہ شرر بار رعد کردار اور زر نقد جو قبضہ اختیار میں تھا جمع کرتے جاتے تھے۔لیکن نیرنگی چرخ کج رفتار سے فرصت نہ پاتے تھے۔اوسی رسم قدیم پر سلطان بافر و جاہ رعیت پناہ نصیر الدین شاہ مدت مدید عرصہ بعید سے طیار آمادۂ کارزار تھے دفعتۂ غیب کی مدد ہوئی۔کچھ کوشش ہوئی نہ کد ہوئی۔اب باب صلح انگریزوں سے مسدود ہوئے۔اور جس قدر رئیس اور حاکم اوس طرف کے ہیں مع رعایا دیرایا بطریق جہاد مستعد فساد ہوگئے ہیں۔اس صورت میں چار و ناچار تاجدار ایران کو بغیر لڑائی۔کوئی صورت بن نہ آئی۔اور امیر کابل یعنی دوست محمد خان بہادر ظاہر میں انگریزوں سے ساز رکھتے ہیں۔اور دل میں اوس طرف ملے ہیں پوشیدہ یہ راز رکھتے ہیں۔صاحب اخبار انگریزی اپنی رائے لکھتا ہے کہ تاج و تخت حوالہ بخت ہے کسی کو تخت کسی کے واسطے تختۂ تابوت ہے۔ہمارے نزدیک ثبوت ہے۔درنیولا ایک حصہ سپاہ جنوبی مرہٹے کے ملک کے مع تین سے آلات حرب حکومت کرنیل مالکم صاحب بہادر مہم فارس پر جائیں گے۔اور ۵۲ لمبر اور ۹۲ رجمنٹ ہندوستانی اور سندہ کے سوار خلیج فارس کو آئیں گے۔اور ۱۵ نمبر اور ۲۱ نمبر کی ہندوستانی رجمنٹ طیار ہے۔حکم ثانی درکار ہے۔فخر اونٹ وغیرہ سرکار انگریزی میں عربستان سے بمبئی میں آئے ہیں توپیں کھینچنا اونکو سکھائیں گے۔کہ ریگستان میں یہ جانور کام آئیں گے۔وہ راہیں دشوار گذار بخوبی طے کریں گے۔وہ اس فکر میں ہیں کہ انکو پے کریں گے۔

روس

فرنڈ اف انڈیہ سے صاحب صبح صادق مدراس کی تحریر ہے۔بگوش دل سننے کی تقریر ہے۔کہ خیوا اور کوکان وغیرہ میں سپاہ روس بصد شوکت و شان مقیم ہے۔ فارغ البال بے خوف وبیم ہے۔بلکہ ایک مکان نصرت و شان وسیع رفیع نیا بنایا ہے۔قلعہ سے زیادہ مستحکم ہے بہت پسند آیا ہے۔اوس میں سامان حرب اسلحہ جنگ انتہا کا جمع کیا ہے۔اور دلاوران نبرد آزما کو چن چن کے وہ مقام رہنے کو دیا ہے۔خیال یہ ہے کہ جس دم لشکر جرار اور کوئی سپہ سالار ایران سے مشہد مقدس کی راہ سے یہاں آئے۔اونکے شریک ہوکے یہ گروہ کابل کی طرف جائے۔اسی عرصے میں محمد افضل خان امیر دوست محمد خان بہادر کا بیٹا بلخ کا جو حاکم ہے اوس نے ایلچی مع مکتوب محبت اسلوب کسی افسر قشون روس کے پاس بھیجا تھا۔جانے والے کا بڑا کلیجہ تھا۔لیکن کسی نے اوس کا پاس نہ کیا بات نہ پوچھی۔بلکہ ذات نہ پوچھی۔وہاں سے بہرا اسلوب پھرا۔مجوب پھرا۔وہ سمجھے کہ اس کا باپ انگریزوں سے ملا ہے۔اس سے کلام کرنا بے جا ہے۔

کلکتہ

ان دنوں کلکتے میں تین دن تک متواتر شلک ہوئی۔بہت دیر تک ہوئی۔وجہ اسکی یہ معلوم ہوئی کہ ریوہ اور بوندی وغیرہ کے راجہ کلکتے میں آئے ہیں۔گورنمنٹ کی کچہری میں اپیل کرنے کو کاغذات لائے ہیں۔آئندہ جو معلوم ہوگا۔بلا تامل مرقوم ہوگا۔یہ خبر زدیل دور مشہور ہے۔تحریر اسکی ضرور ہے۔کہ بندہ ہزار قشون انگریزی بعزم خونریزی پشاور میں اکیجا ہوں۔کہ ہنگام یورش غنیم سے جنگ عظیم ہو مقابلے میں صف آرا ہوں۔یقین کامل حاصل ہے۔کہ اب کی بار میل انگریزی جو لندن سے آئے۔جنگ فارس کا مفصل حال کھل جائے۔اور ۴ نمبر کا رجمنٹ ہندوستانی جو وہاں کی چھاؤنی میں مقیم ہے۔بے خوف وبیم ہے۔یہ بھی فیروزپور کی چھاؤنی میں جائے۔سد راہ غنیم ہو لڑائی میں کام آئے۔

صبح صادق مدراس وغیرہ

ظہور قیامت

حاجی محمد مظہر صاحب خلف شاہ محمد احمد سعید صاحب جو سجادہ نشین خانقاہ شاہ غلام علی صاحب مغفور دہلی میں ہیں برسوں کے بعد وہ سفر حجاز سے آئے ہیں۔ یہ خبر فرحت اثر مومنین اہل یقین کے واسطے لائے ہیں۔ کہ مدینہ منورہ میں جناب صاحب الامر مہدی ہادی علیہ اسلام پیدا ہوئے ہیں۔ وہ نشان جو مخبر صادق علیہ السلام نے فرمائے ہیں سب ہویدا ہوئے ہیں۔ یعنی اسم مبارک احمد بن عبداللہ سن شریف تیرہ برس کا ماں کا نام آمنہ اس سن میں لعب ولہو سے گریز ہے۔ نماز روزہ اتقا طبیعت میں زہد تقویٰ پرہیز ہے۔ سوائے عبادت معبود حقیقی کسی اور کا خیال نہیں۔ نہ گھر سے باہر آتے ہیں بے اجازت کسی کو جانے کی مجال نہیں۔ جو جو مدینہ منورہ میں بزرگوار نادر روزگار ہیں۔ اون کے مہدی ہونے پر سب کو اقرار ہیں۔ آئندہ علم غیب خدا کو معلوم ہے۔ مدینہ طیبہ میں یہی دھوم ہے۔ در نیولا سلطان روم کی طرف سے مسجد نبوی کی مرمت ہوتی ہے۔ دس ہزار ریال روز کا صرف ہے سوا دو روپئے کا ریال ہوتا ہے۔ طرح طرح کی صنعت ہوتی ہے۔ مزدور دن بھر کام بنا کے بخوبی شب کو سوتے ہیں۔ مکانات عجیب درجے غریب طیار ہوتے ہیں۔ یقین کامل ہے کہ بہت جلد طیار ہو۔ صنعت پروردگار کا اظہار ہو۔ معماران عرب اپنی کاریگری دکھاتے ہیں۔ نئے نئے انداز سے بناتے ہیں۔ حدود جدہ میں انگریز بکلشپے کو باونا دوڑاتے تھے۔ دھوم سے یہ رسم بجالاتے تھے۔ اب سلطان روم کی ممانعت از حد ہے۔ اس موقوف کرنے کی کد ہے۔

دہلی

صاحب نور مشرقی کی تحریر ہے۔ منفعت کثیر ہے۔ کہ ایک چٹھی ضلع حصار کے کلکٹر نے صاحب کلان دہلی اور اجنٹ کمشنر بہادر دہلی کے نام بھجوائی ہے۔ اوس میں یہ حقیقت نظر آئی ہے۔ کہ حصار سے چار بقال اونٹ پر سوار مع مال اور اسباب بے شمار کے کسی ملک کو لے جاتے تھے۔ اثنائے راہ میں کچھ مینہ کی قوم کے کمینہ کہ اونٹ پر سوار آتے تھے۔ اون کا اسباب مال اون لوگوں نے لوٹا۔ کچھ نہ چھوٹا۔ اسی طرح گذرے مہینہ میں ۲۸ کو سانحے ایسے ہوئے ہیں۔ لوگ بے موت موے ہیں۔ لہٰذا اشتہار جاری کرد۔ قضاقوں کو عاری کرو۔ کہ جو شخص اون کو گرفتار کرکے لائے گا۔ سو روپئے سرکار سے انعام پائے گا۔ اور پانی پت رو ہتک گڑگاؤں کے کلکٹروں کے نام اشتہار بھیجو اور چٹھیاں صاحب کمشنر اور کلکٹر بہادر آگرہ کی ان لوگوں کے نام آئے ہیں۔ جس نے جس نے یہ خبریں پائی ہیں۔ کہ جابجا ضلع آگرہ میں یہ قوم برسر غارت وفساد ہے۔ اس صورت میں حکام کو فکر اس کی ضرور ہے۔ کہ یہ مقدمہ باعثِ تکلیف آئندہ و رندہ رخنہ سفتور ہے۔ چنانچہ فوراً پروانے اشتہار ہر محکمے سے جاری ہوئے ہیں۔ کمریں باندھ کر مستعد خبرداری ہوئے ہیں۔

بوشہر

محرران اخبار انگریزی کو بوشہر سے مارچ کی پہلی تاریخ تک کی خبر آئی ہے۔ چرخ ستمگار نے نیرنگی دکھائی ہے۔ کہ جس قدر بمبئی سے بوشہر میں لشکر آیا ہے دو چار دن دم لے کے محمرے کو راہی ہو۔ اور قصہ یہ ہے کہ جس طرح ہو سکے براز جون پر پھر لڑائی ہو۔ بے گناہوں کے لہو سے صحرا غیرت گلزار ہو۔ عریان تنوں کے جسم پر زخم دامندار ہو۔ اب اوس سرزمین پر ایران کا لشکر بے خطر مقیم ہے۔ سب طرح کا بندوبست ہو گیا بے فکر غنیم ہے۔ ایک صاحب اخبار کسی ایرانی سوداگر کے خط سے یہ مضمون سناتے ہیں۔ ۲۹ رفروری کا لکھا اوسکو بتاتے ہیں۔ کہ در نیولا ایک شاہزادۂ عالی تبار سلطان ذی شوکت وشان ایران کا عزیز ہے۔ ذیشان و جراحت وصولت ناصیہ مہر سیما سے ظاہر بہت باتمیز ہے۔ پندرہ ہزار سوار پندرہ سوار پیدل کہ ہر شخص رستم اور اسفندیار کا یادگار ہے۔ یہ انبوہ کثیر ہمراہ لے کر براز جون میں آمادۂ کارزار ہے۔ مانند کوہ وہ بہادر گروہ اوس مقام پر جم کر انگریزی فوج کا انتظار کرتا ہے۔ سن لینا جب مقابلہ ہوا برسر معرکہ ایک ایک جوان کس طرح سے رزم و پیکار کرتا ہے۔ اونکی اعانت کو دس ہزار جوان فخر سام و نریمان اور شیراز سے آتا ہے۔ بہت جلد اس کارزار کا حال کھلا جاتا ہے۔ ان کے داخلے تک تو انگریزی فوج کے بڑھنے کی راہ دیکھتے ہیں۔ اور جب وہ آگئے تو پیش قدمی کرکے خاطر خواہ دیکھتے ہیں۔ بوشہر تک دم

لینا محال ہوگا۔جنگل کا رنگ بدل جائے گا لال ہوگا۔اور محمرے میں بھی فوج شاہی بہ کثرت ہے۔جوہر شجاعت دکھانے کی حسرت ہے۔وہ جو محمرے میں دریا ہے۔اوسکے کنارے کھجور کا جنگل کٹوا کے بڑے بڑے سنگر اور دمدمے باندھے ہیں۔دو دوم توپیں اوپر چڑھائی ہیں گرد فوجوں کے پرے باندھے ہیں۔اور یہ طہران کی خبر ہے۔بہت معتبر ہے۔کہ سلطان کشورستان ایران نے چاروں طرف سے لشکر ظفر پیکر طلب کر کے جمع اکٹھا کیا ہے۔انبوہ کثیر ہے جم غفیر ہے انگریزوں سے لڑنے کو غضب کا بکھیڑا کیا ہے۔سرجمس اوٹرم صاحب بہادر سرزمین ایران میں جانا۔شیراز اور طہران میں فتح کا ڈنکا بجانا بازی طفلانہ سمجھے ہیں۔اس طرف مزاج عالی ہے۔اب یہ تدبیر نکالی ہے۔کہ اس راہ سے فوج کا گذر دشوار ہے بڑی بڑی پیچدار گھاٹیاں ہیں۔ہزاروں گردنیں اس بیچ میں وہاں کاٹیاں ہیں۔سر بفلک کشیدہ ہر ایک پہاڑ ہے۔جو ادھر سے بڑھا نشانہ ہوا اون لوگوں کو آڑ ہے۔ایک کھوہ میں دس آدمی اگر کھڑے ہو جائیں۔دس ہزار کی جان کھوئیں بڑھنے نہ پائیں۔اب یہ تجویز ہے کہ محمرے کے قریب ندی ہے اوس سمت سے بطریق سیل لشکر روانہ ہوا گا۔طالع آزمائی ہے ڈوبنے تیرنے کا بہانا ہوگا۔شیراز وغیرہ کی بلند پروازی تھک کے چھوڑی ہے۔نظر التفات بچاروں کے حال پر کی ہے وہ زمین بھی تھوڑی ہے۔محمرے کی ہوا خوب ہے دانا چارہ جانوروں کو ملنے کا سہارا ہے۔مشکل راہ میں ہر ایک ہمت ہارا ہے۔اور بوشہر کے قریب بزرکوم ایک مقام ہے اوس طرف سے بھی انگریزی لشکر جانے والا ہے۔گو لشکر ایران بڑی شوکت و شان سے وہاں موجود ہے لیکن ان کی نگاہ میں حلوائی بے دود ہے منہ کا نوالا ہے۔اور سنٹرل اسٹار انگریزی کی خبر ہے۔صداقت اثر ہے۔۲۹رجنوری کو بوشہر کے نواح میں فساد عظیم ہوا۔مقابلہ غنیم ہوا۔کہ تیس جہاز انگریزی کہ ایک ایک میں پندرہ پندرہ سو آدمی سوار تھے بوشہر کے قریب نمودار ہوئے۔فوج ایرانی کنارے پر آئی مقابل ہونے پہلے اون لوگوں کے وار ہوئے۔گولوں کے شور سے دریا میں جابجا تلاطم تھے۔پانی کے جانور خشکی میں چھپے تھے ہوش و حواس گم تھے۔کئی جہاز انگریزی ٹکڑے ٹکڑے ہو کے تہ آب ہوئے۔خوف سے دریا پایاب ہوئے۔باقی ماندہ بڑی عجلت سے لنگر گاہ میں آئے۔مصرع اگر خواہی سلامت بر کنار است۔یہ سوچ کے پناہ میں آئے۔میدان میں اٹے دکے قدم جمائے۔لڑائی ہوئی ایرانی تاب نہ لائے۔قریب تھا کہ معاملہ دگرگوں ہو۔مد نظر راہ گریز ہو۔لیکن جرات ذاتی سے کڑی سہہ گئے۔پانوں جو اکھڑتے تھے جمے رہ گئے۔فاتحہ خیر پڑھ کر چند گام بڑھ کر اس چستی اور چالاکی سے پیہم توپوں کو سر کیا۔کہ حریف کی فوج کو معرکے سے دربدر کیا۔القصہ یار دیار سے منہ موڑا۔بوشہر جو لے لیا تھا اوسکو بھی چھوڑا۔نہ تری میں جان بچی نہ خشکی میں نجات پائی۔تھوڑے زخمدار بچ گئے بہتوں نے جان شیریں لب دریائے شور گنوائی۔

اخبار انگریزی

ہرات

شاہ کجکلاہ ایران کا فرمان ہے کہ ہرات میں تین برس کے صرف کا غلہ جمع ہوا انبار رہے۔سب طرح کی شے طیار رہے۔چنانچہ مشہد مقدس سے پانسے اونٹ غلے کے ہرات کو آئے تھے پانسے جرار کی ٹکڑی چھ ضرب توپ ہمراہ تھی۔حفاظت خاطر خواہ تھی۔دفعتہً اثنائے راہ میں ترکمانی نمود ہوئے۔سد راہ ہو کے فساد کو موجود ہوئے۔جب نوبت ہتھیار کی آئی۔تاب نہ لائے باری فرار کی آئی۔میدان سے بھاگے قوم سے قصہ اظہار کیا۔اون نامردوں نے عجب کار کیا۔ہزاروں جمع ہوئے ہرات پر ڈاکہ لائے۔نواح شہر میں طرح طرح کے فساد مچائے۔جو گھر سے باہر آیا اسیر دام ہوا۔اون لوگوں کا غلام ہوا۔

ایک دن تاجر فارس اور گولہ انداز انگریزی سے گفتگو ہوئی۔تکرار دو بدو ہوئی۔گولہ انداز نے کہا فارسی ہمارے مقابلے سے عاری ہیں۔انگریزوں کے خوف طاری ہیں۔اور دوست محمد خان بہادر کا مقابلہ بھی دشوار ہے۔کہ وہ ٹھیرا جرار ہے۔اس بات پر سوداگر ہنسا اور کہا کہ تم نے فوج ایران کا ساز و سامان گر دیکھا ہوتا تو یہ کلمہ زبان پر نہ لاتے۔مقابلہ کرنے میں گھبراتے۔توپ اونکی اتنی جلد سر ہوتی ہے۔کہ خیرہ نظر ہوتی ہے۔بڑے بڑے سرکشوں کا دم بند ہے۔سب کو خوف گزند ہے۔محمد صدیق خان کو ہندل خان کا بیٹا قندھار کے راستے پر مقیم ہے۔منتظر غنیم ہے۔ایک سوار ہرات سے قندھار میں آیا۔سردار غلام حیدر خان نے روبرو بلایا۔پہلے استفسار حال کیا۔پھر اظہار ملال کیا۔کہ محمد صدیق خان کو سپہ سالاری نصیب ہے۔فتح و نصرت قریب ہے۔

اور سلطان علی خان اور ایک بیٹا او بن خان کا اور دو بیٹے رو ہرل خان کے اور تین بیٹے پر دل خان کے اور دو بیٹے مہر دل خان کے اب تک قندھار میں ہیں۔ معلوم نہیں کس کے انتظار میں ہیں۔ حیدر خان نے حکم دیا کہ سات سو خر مار کوہی فراہ میں جمع کرو چنانچہ چار سو لائے ہیں۔ اور محمد اعظم خان بیس سوار سے قندھار میں آئے ہیں چھاونی کے قریب مقیم ہیں بے خوف وبیم ہیں۔ مشہور ہے کہ تین انگریز مدبر کارگزار قندھار میں جائیں گے۔ امیر دوست محمد خان بہادر انکی رائے پر کام فرمائیں۔ ایک غلہ جمع کرے گا رسد منگائے گا۔ دوسرا فوج کا جائزہ دیکھے گا تیسرا خزانچی ہے مااحتیاج سب کو پہونچائیگا۔

سنٹرل اسٹار

اچانک

صاحب سنٹرل اسٹار کی تحریر ہے۔ فساد تازہ کی تقریر ہے۔ کہ ان دنوں سپاہ اچانک اور بارک پور فساد کرتے ہیں۔ چھاؤنی جلا کر برباد کرتے ہیں۔ سابق میں ایک سپاہی نے اجنٹ صاحب بہادر اور میجر صاحب بہادر ۳۴ رجمنٹ بنگالی پر حملہ کیا پھر اتوار کو دو پہر کے بعد اوسی پلٹن کے برہمن نے سرجنٹ میجر پر بندوق سر کی پھر تلوار سر دست لگائی زخموں سے چور کیا۔ بڑا فتور کیا۔ اجنٹ صاحب بہادر نے ایک پستول لگائی مگر خطا کی اوسنے فوراً بندوق کو آگ بتائی۔ اجنٹ صاحب کا گھوڑا زخمی ہوا پھر تلوار کھینچ کر صاحب کو گھائل کیا اس عرصے میں برگڈیر اور میجر جرنل حارسی صاحب ۳۴ رجمنٹ کے اور کئی افسر اور دس آدمی کوٹر گارد کے آئے۔ اوسکو گھیرا۔ جب اوس نے دیکھا کہ اب گھر گیا۔ قضا آئی نصیب پھر گیا۔ کوئی سبیل بن نہ آئی۔ اپنی بندوق کی آپ گولی کھائی۔ پھانسی کی گولی بچائی دلاوری کی پناہ لی۔ سیدھے عدم آباد کی راہ لی۔

کشمیر

ایک شخص واس دیونامی کچھ برہموں کو پوجا کے واسطے بلایا تھا۔ اپنی پوجا ہوگی یہ دھیان میں نہ آیا تھا۔ جب مہاراج گلاب سنگھ کو خبر ہوئی۔ سیاست مدنظر ہوئی۔ کسی مخبر نے اطلاع کی کہ اوس برہمن نے جادو کا رنگ جمایا ہے۔ سحر کا جال بچھایا ہے۔ اتفاقاً انہیں دنوں میں مہاراج گلاب سنگھ کا مزاج بھی علیل ہوا۔ گوش بر آواز رحیل ہوا۔ فوراً اونکو گرفتار کرلیا۔ سبھوں نے بظاہر انکار کیا۔ مگر مہاراج نے سماعت نہ کی۔ ہرگز رعایت نہ کی۔ اور مال واسباب جو رو لڑکے اوس کے جموں میں مقیم تھے۔ بے خوف وبیم تھے۔ راجہ رنبھیر سنگھ اپنے بیٹے کو تحریر کیا کہ چٹھی دیکھتے ہی گرفتاری میں مصروف ہو۔ مکانات کھود کر برابر کرو۔ نقد واسباب جس قدر ہو لوٹ لو۔ جہاں جہاں اوسکا گھر ہو لوٹ لو۔

شہر لکھنؤ محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو　　یافت جان تازہ جسم لکھنؤ　　گنج گوہرہائے معنی اندروست　　چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ
عنوان صحیفہ حمد حق ہے　　زیبائش اوّل ورق ہے　　پھر نعت ہے سیدالبشر کی　　جس نے یجی ہمیں خبر دی

نمبر ۴۰ شہر شعبان ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۲۴ ماہ اپریل ۱۸۵۷ عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تا بمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۲ روپے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو و الا حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسف معنی چو از یعقوب شد　　بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزواست
مصرعہ تاریخ آغازش عنایت زد رقم　　گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنؤ است

۱۲۷۲

لکھنؤ

صحیفۂ سابق میں سلطانی کوٹھوں کا حال لکھا تھا۔ باہم کا قیل وقال لکھا تھا۔ پہلے تو بارہ دن کی مہلت ملی۔ اس کے بعد چھ روز کی اور فرصت دی۔ کارپردازان سلطانی نے عرضداشت کلکتے بھیجی۔ کیفیت یہاں کی مفصل لکھی۔ تار برقی کے ذریعے سے معلوم ہوا کہ لاٹ صاحب بہادر کو اس سانحے کی اطلاع ہوئی لیکن لا و نعم کی حقیقت ابھی نہیں کھلی۔ جس وقت جواب باصواب وہاں سے آئے گا۔ لکھنؤ کی طرف وہ لکھا جائے گا۔ یہاں یہ ماجرا وقوع میں آیا صاحب چیف کمشنر بہادر نے منتظم کو چٹھی لکھی کہ ایام گزاری ہو چکی۔ حجت ہماری ہو چکی۔ ملازمان شاہی تقریر بیجا کرتے ہیں۔ عدول حکمی کا بار اپنے دوش پر دھرتے ہیں۔ تم وہ اسباب یہاں سے اوٹھوا کے چتر منزل میں بحافظت رکھوا دو۔ تحویلداروں سے رسید لے لو۔ حسب الحکم اسباب چتر منزل میں جاتا ہے۔ وہاں رکھ کے قلم بند ہوتا ہے رسید کا پرچہ منتظم شہر کے پاس آتا ہے۔ جب سے سر ہنری منگری لارنس صاحب بہادر لکھنؤ میں تشریف فرما ہوئے۔ خفتہ بختوں کا نصیب جاگا باب امید وا ہوئے۔ ہر بونگ شہر سے روانہ ہوا۔ امن وامان کا زمانہ ہوا۔ مظلوموں کی آہ کا اثر نظر آیا۔ کہ ایسا حاکم مستعد باخبر آیا۔ حقیقت میں یہ صفت اعظم ہے۔ ماموروں کو لازم ہے۔ حاکم کو مظلوم کی آہ کا ڈر چاہئے۔ انصاف مدنظر چاہئے۔ شعر بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن۔ اجابت از

درحق بہر استقلال می آید۔ ان دنوں چند عرائض عمائد شہر اور مظلومان دادطلب کی صاحب چیف کمشنر بہادر کے ملاحظے میں آئے۔ کیا کیا رعایا پروری داد گستری کی دستخط فرمائے۔ شورش بے جا کی کیفیت کھل گئی۔ ظالم کی آبرو بتاسے کی طرح گھل گئی۔ حاکم کی چشم پوشی سے فساد ہوتا ہے۔ جب یہ ہوا تو ملک و مال برباد ہوتا ہے۔ ۱۷ راپریل جمعے کو منصب رائے مہتمم سڑک کو یاد فرمایا۔ ثبوت جرم پر شبہ بے دھڑک کے جو مناسب تھا ارشاد فرمایا۔ مظلوموں کے جبر و نقصان کی جو گفتگو آئی۔ جو صدا غیور کے کان نے نہ سنی ہو بآواز بلند سنائی۔ حاکم جرار کو کس کا ڈر ہوتا ہے۔ سایہ پروردگار اوس کے سر پر ہوتا ہے۔ حق ہے جب حکام بالادست کی جز وکل پر نظر ہوتی ہے۔ اخذ وجر کی خبر ہوتی ہے۔ رعایا برایا کا دل شاد ہوتا ہے۔ ویران ملک آباد ہوتا ہے۔ چنانچہ صاحب بہادر نے اذن عام فرمایا ہے کہ جس امیر فقیر پر جبر ہو یا کسی طرح کا ضرر ہو۔ فوراً ہم کو خبر ہو۔ اوسی دم اوس مظلوم کی داد ملے گی۔ بانی فساد کی خاک میں بنیاد ملے گی۔ اوس دن سے اکثر عرائض مفصل شور و شر کے نفع و ضرر کی پیش نظر آتی ہے۔ ظالم گھبراتے ہیں۔ راقم نے اس مرتبہ لکھنے میں تامل کیا ہے۔ قلم راستی رقم کو روک لیا ہے۔ چندے جو ایسی دیکھا بھالی ہے۔ تو بری آفت شہر سے ٹالی ہے۔ آئندہ جو کسی حریص سے کسی طرح کا فتور ہوگا۔ تو تحریر میں ہرگز نہ قصور ہوگا۔ شکایت کریگا اپنا سر کھائے گا۔ جیسا کرے گا اوس کا مزہ پائے گا۔ ۱۶ راپریل کو صاحب کمشنر بہادر کی چٹھی منتظم شہر کے نام آئی ہے۔ حکم جدید ہے عقل رسا کے زور سے یہ بات تجویز فرمائی ہے۔ کہ سررشتہ مقدمات اکٹ قانون ۴ اور محکمہ نزول مسٹر جارج کانلف صاحب بہادر کے نام مقرر ہوا ہے۔ اس واسطے یہ حکم تم پر ہوا ہے۔ کہ یہ سب کام اون کے متعلق کر کے سمجھا دو۔ طریقہ جو جاری ہے جس میں رعایا کو سبکباری ہے بتا دو۔ مسلین مقدمات اکٹ کی جو طیار تھیں روانہ کیں۔ باقی مرتب کرنے کو فرمایا تھا اب وہ بھی بھیجدیں۔ اگرچہ صاحب منتظم شہر نے بڑی دانشمندی سے ان کاموں کو سرانجام دیا تھا۔ کارپردازوں نے بھی دیانت و امانت سے یہ کام کیا تھا۔ اب دیکھئے کانلف صاحب بہادر کا کیا رنگ ہو۔ انصاف کا کیسا ڈھنگ ہو۔ خدا کرے مظلوموں کے حال پر التفات ہو۔ رعایا پروری کی بات ہو۔ سلطانپور میں کسی سفاک بے رحم نے ایک لڑکا پندرہ برس کا شرارت نفسانی سے جان سے مارا۔ جو اسباب پہنے تھا اوتارا۔ پھر لاش جنگل میں پھینک دی۔ اپنی راہ لی۔ دوسرے دن حکام کو خبر ہوئی۔ تلاش مدنظر ہوئی۔ لاش اوس بے چارے کی منگا کر دیکھی۔ پھر ورثہ کو حوالہ کی۔ اب قاتل کی تلاش بہ تاکید ہے۔ حکم شدید ہے۔ اشتہار۔ خطوط شعاع ہر سطر اخبار ہے۔ پرتو فگن پنجہ اشتہار ہے۔ صاحبان نازک پسند اور عاقلان ہوشمند پر ظاہر ہو۔ ہر شہر و دیار میں ادنیٰ اعلیٰ اس بات سے ماہر ہو۔ کہ ایک کتاب لاجواب تصنیف مرزا حاتم علی مہر حاکم عدالت منصفی چنار گڑھ مطبع طلسم لکھنؤ میں طبع ہوتی ہے۔ جو دیکھتا ہے اوسکی مطبوع طبع ہوتی ہے۔ سچ یہ ہے کہ طرز جدید ہے۔ کتاب دیدنشنید ہے۔ مصنف نے طرفہ نازکی کی ہے۔ کہ زبان اردو پانچ طرح کی قرار دی ہے۔ پانچوں کا رنگ جداگانہ ہے۔ دیکھنے کے قابل یہ افسانہ ہے۔ پنجہ مہر کس چمک کا نام ہے۔ اسی کا پرتو فروغ ماہ تمام ہے۔ بڑا لطف یہ ہے کہ ایک چھوٹا سا مقدمہ عدالت دیوانی کا بیان کیا ہے۔ کہ اور قصہ اسکے روبرو بکھیڑا معلوم ہوتا ہے سارے قصوروں کو بھلا دیا ہے۔ حکایتیں دلچسپ لطیفے لطیف ہیں۔ اردو کے طالب کا فائدہ انبساط خاطر ظریف ہیں۔ خصوص صاحبان عالیشان جن کو شوق اُردو دانی ہے۔ افسانہ باغ و بہار اس کے سامنے خار ہے پڑھنے کی کہانی ہے۔ ابتدا سے انتہا تک نصائح و پند ہیں۔ فقرے موج زن ہیں کوزے میں دریا بند ہیں۔ قیمت اس کی پیشگی ایک روپیہ آٹھ آنے قرار پائی ہے۔ اور بعد طیاری فی جلد دو روپے ٹھہرائی ہے۔ محصول ذمہ خریدار ہے۔ ہاں پیشگی دینے والا اس سے سبکبار ہے۔ بسکہ مفید عامہ خلائق ہے۔ اسی لئے حضور گورنمنٹ میں بھی خریدنے کے لائق ہے۔ ایسی صورت میں یقین ہے کہ مکرر سہ کرر چھپنے کی نوبت آئے۔ اور شائقوں کی قدردانی سے پنجہ مہر ہاتھوں ہاتھ بک جائے۔ بالفعل جن صاحبوں کو خریداری منظور ہو وہ درخواست مع زر قیمت یا بغیر قیمت جب مناسب سمجھیں مطبع طلسم لکھنؤ محلہ فرنگی محل میں راقم کو عنایت فرمائیں۔ بعد طیاری ایک مہینہ میں ممکن ہے بر سبیل ڈاک پسپیڈ موافق درخواست جتنی جلدیں جو صاحب چاہیں اون کی خدمت مبارک میں روانہ ہو جائیں۔ اب تک جس قدر صاحبان والا ہمت خریدار ہوئے ہیں۔ اسمائے مبارک اون صاحبوں کے مندرج ذیل اشتہار ہوئے۔ یقین ہے جلد تر اور عالی حوصلہ بھی خریدار ہوں۔ پنجہ مہر کے باعث گرمی بازار ہوں۔ صاحبان مطبع سے امید ہے کہ مہربانی فرما کے اس اشتہار کو اپنے اپنے اخبار میں طبع فرمائیں۔ ارباب نزدیک و دور کو اس حال سے بخوبی آگاہ اور مطلع فرمائیں۔

منشی کالی چرن صاحب سررشتہ دار عدالت دیوانی پنڈت پچھی نرائن صاحب پیشکار عدالت موصوفہ

یک جلد	یک جلد
شیخ ہدایت علی صاحب سررشتہ دار محکمہ صدر الصدور	میر احمد علی صاحب محافظ دفتر محکمہ صدر الصدور
یک جلد	یک جلد
سید ارشاد حسین صاحب اظہار نویس محکمہ مذکور	سید خورشید علی صاحب پروانہ نویس محکمہ مذکور
یک جلد	یک جلد
رام سرن لال سررشتہ دار منصفی دوم	کالکا پرشاد امیدوار حاضر باش محکمہ صدر الصدور
یک جلد	یک جلد
سید منصور حسین صاحب وکیل منصفی دوم	لالہ بلدیو سہائے صاحب قانون گوئی محکمہ کلکٹری ضلع مرزاپور
یک جلد	یک جلد
منشی محمد رابع صاحب ساکن لکھنو	شیخ حسن علی صاحب امین قرقی و نیلام محکمہ کلکٹری
یک جلد	یک جلد
سید علی حسین صاحب داروغہ زنداں ضلع مرزاپور	مولوی فرزند علی صاحب مدرس اسکول ضلع مرزاپور
یک جلد	یک جلد
شیخ مصلح الدین صاحب ڈگری نویس عدالت جج	مفتی عابد علی صاحب مدرس اول اسکول ضلع مرزاپور
یک جلد	یک جلد

شنبے کو گھڑی دن رہے سر ہنری منگمری لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر لکھنؤ صاحب عالم مرزا خرم بخت یحیٰی علی خان بہادر کی ملاقات کو حرف و حکایات کوٹھی بھون میں رونق افزا ہوئے۔ خلق و مروت کے چرچے جا بجا ہوئے۔ صحتہ الدولہ بہادر اور نواب شرف الدولہ محمد ابراہیم علی خان بہادر دونوں سرکار کے خیر خواہ ہمراہ صاحب عالم بہادر نے یہ خبر سن کر استقبال کیا۔ مکلف مکان میں لے جا کے بٹھایا ذکر ماضی و حال کیا۔ ملاقات میں لطف بے انتہا ہوئے جناب میر محمد حسن صاحب عالم بہادر کے اوستاد بھی ہم پہلو تھے۔ شریک گفتگو تھے۔ ذی کمال ہمہ داں ہیں۔ فصیح بلیغ خوش بیان ہیں۔ تادیر سلسلہ سخن وار رہا۔ ہر طرح کا ذکر ہوتا رہا۔ صاحب عالم بہادر نے بہت چرب زبانی سے انتہا کی خوش بیانی سے صاحب بہادر کے خلق و مروت کا بیان کیا۔ لولوی آبدار تقریر سے پُر گہر جیب و داماں کیا۔ تادیر صحبت بے تکلف رہی۔ اونکی سنی اپنی کہی۔ دم رخصت عطر پان کی باری آئی۔ دروازے پر سواری آئی۔ خوش بشاش کوٹھی کو روانہ ہوئے۔ رونق افزائے خانہ ہوئے۔ یہ خبر مشہور ہے۔ جا بجا مذکور ہے۔ کہ ہر مہینے میں دو بار رؤسائے شہر سے ملاقات ہوگی۔ حال پُرسے رہے گی عجب بات ہوگی۔ اشتہار۔ ناظرین باریک بیں کے واسطے اظہار ہے۔ دست کاری اشتہار ہے۔ غلام عباس گھڑی ساز صناع بے بدل ہے۔ اس شہر وسیع میں لامثل ہے۔ اسمٰعیل گنج میں ہل صاحب سوداگر کی کوٹھی کے پاس دکان ہے۔ کام ایسا باریک ہے کہ عقل حیران ہے۔ ذہن کی جودت سے ایسا کام بناتا ہے۔ مبصروں کو ولایت کا گمان آتا ہے۔ اگر کوئی ذی فہم باریک بین گھڑی پُرزے بنوائے گا۔ ہو بہو ولایت کا کام نظر آئے گا۔

نقشہ خانہ شماری محلات وتعداد چوکیداران وغیرہ
علاقۂ تھانہ عنبر گنج واقع شہر لکھنؤ

نمبر	نام محلہ	تعداد چوکیداران وغیرہ	تعداد گھروں کی	کیفیت
۱۔	عنبر گنج	۵نفر	۲۷۳منزل	آسودہ اور غریب رہتے ہیں
۲،	محبوب گنج	۴نفر	۲۸۴منزل	آسودہ اور غریب رہتے ہیں
۳۔	باغ گلشن	انفر	۳۸۰منزل	آسودہ اور غریب رہتے ہیں
۴۔	بھوانی پور گائین	۔	۳۴۰منزل	آسودہ اور غریب رہتے ہیں
۵۔	پوررہ لونیا	۔	۹۰منزل	ہندو غریب رہتے ہیں
۶۔	بستی وزیر باغ	۳نفر	۲۷۴منزل	غریب اور آسودہ رہتے ہیں
۷۔	سالار باغ	دونفر	۷۳منزل	سب ہندو آسودہ اور غریب رہتے ہیں
۸۔	تکری	۴نفر	۸۱منزل	مسلمان اور ہندو آسودہ اور غریب رہتے ہیں
۹۔	گڑھی پیر خان	۵نفر	۴۳۳منزل	غریب اور آسودہ رہتے ہیں
۱۰۔	مالی ٹولہ	انفر	۴۳منزل	سب ہندو غریب رہتے ہیں
۱۱۔	لودہ پورہ	انفر	۲۰منزل	مسلمان اور قوم ہندو رہتے ہیں
۱۲۔	بسند باغ	۔	۱۵منزل	سب قوم غریب اور آسودہ رہتے ہیں
۱۳۔	جتواری ٹولہ	انفر	۱۷۲منزل	مسلمان اور ہندو غریب متمول رہتے ہیں
۱۴۔	احاطہ گورداس مل	دونفر	۸۹منزل	مسلمان اور ہندو سب قوم رہتے ہیں
۱۵۔	کریم گنج	۳نفر	۲۰۰منزل	غریب اور آسودہ رہتے ہیں
۱۶۔	رجب گنج	۳نفر	۱۷۴منزل	غریب اور آسودہ رہتے ہیں
۱۷۔	جرنیل گنج	دونفر	۱۹۰منزل	غریب اور آسودہ رہتے ہیں
۱۸۔	بالک گنج	دونفر	۱۷۵منزل	غریب اور آسودہ رہتے ہیں
۱۹۔	سرفراز گنج	دونفر	۲۳منزل	غریب اور آسودہ رہتے ہیں
۲۰۔	معظم نگر	۴نفر	۲۴۸منزل	غریب اور آسودہ رہتے ہیں
۲۱۔	محلہ جوسیان	۔	۱۵منزل	غریب اور آسودہ رہتے ہیں
۲۲۔	لین گنج	۵نفر	۳۲۰منزل	غریب اور آسودہ رہتے ہیں

نمبر	نام محلہ	تعداد چوکیداران وغیرہ	تعداد گھروں کی	کیفیت
۲۳۔	رام نگر	۴نفر	۳۵۹منزل	غریب اور آسودہ رہتے ہیں
۲۴۔	کہتری محلہ	۔	۳۰منزل	سب ہندو مالدار رہتے ہیں
۲۵۔	چوبی ٹولہ	۔	۱۴منزل	آسودہ اور غریب رہتے ہیں
۲۶۔	فیض علی گنج	۔	۵منزل	آسودہ اور غریب رہتے ہیں
۲۷۔	چاہ اژ اردو	۔	۱۵منزل	آسودہ اور غریب رہتے ہیں
۲۸۔	کشور گنج	۸نفر	۱۷۴منزل	آسودہ اور غریب رہتے ہیں
۲۹۔	حیدر گنج	۷نفر	۱۳۴۵منزل	آسودہ اور غریب رہتے ہیں

افغانستان

کرانیکل لاہور مطبوعہ ۹ سے ظاہر ہوا۔ راقم اس فساد بے بنیاد سے ماہر ہوا۔ کہ امیر دوست محمد خان بہادر نے محمد شاہ خان کے پاس پیام بھیجا تھا۔ نامۂ بشاشت انضمام بھیجا تھا۔ کہ مناسب ہے تم سرکشی سے باز آؤ۔ اطاعت کرو فرمان بجالاؤ۔ اوس نے دلیری سے یہ جواب دیا کہ یاد ہوگا جب سے سردار محمد اکبر خان بہادر نے اس عالم سے سفر کیا۔ آپ نے جا گیر ضبط کی پریشان سراسر کیا۔ باوجودیکہ ہماری دلاوری کا حال آپ پر روشن ہے۔ واقف دوست اور دشمن ہے۔ کہ فوج انگریزی کا دخل کس جرات سے اوٹھایا تھا۔ سد سکندری کو ڈھایا تھا۔ اوس کا صلہ یہ ملا کہ برباد ہوئے۔ گھر چھوڑ ابستی سے منہ موڑا جنگل میں آباد ہوئے۔ جب یہ کلام درشت امیر کے گوش زد ہوئے۔ برسر کد ہوئے۔ سردار محمد اعظم خان کو حکم دیا کہ کچھ لشکر جرار لے کر اوس طرف جائے۔ سرتابی اور گستاخی کی سزا پہونچائے۔ چنانچہ سردار مذکور بجناح استعجال اوس طرف روانہ ہوا۔ پہونچتے ہی گڑھی کو گھیرا کار مردانہ ہوا۔ آخر جانبین سے لڑائی ہوئی۔ گولی چلی اس حال میں بہتوں کی جان گئی۔ نامردوں کی صفائی ہوئی۔ مگر ابھی فتح وشکست کی خبر پائی نہیں۔ کسی معتبر کی مفصل تحریر آئی نہیں۔ غلام حیدر خان نے تین سے آدمی غلہ خریدنے کابل میں بھیجے تھے۔ راہداری کے خط لکھے تھے۔ اون لوگوں نے کابل میں غلہ جمع کیا مگر بار برداری نہ میسر ہوئی۔ اس بار سے خم کمر ہوئی۔ چار و ناچار کچھ بگاریوں کے سر پر یہ بوجھ ڈالا۔ ان لوگوں نے فساد کر کے یہ بار ٹالا۔ جب شیر علی خان حاکم غزنی کو خبر ہوئی۔ تو اوس نے تاکید کے عوض اونکی جانب کی۔ دو افسر روس شاہ بخارا کے حضور میں آئے۔ ملاقات کے بعد یہ کلمے زبان پر لائے۔ کہ ہم کو بارقند کی سیر منظور ہے۔ اس واسطے ضرور ہے۔ کہ کوئی دانستہ معتمد ہمارے ہمراہ ہو۔ جوراہ سے آگاہ ہو۔ شاہ والا پائیگاہ نے ایک جہاندیدہ کو ساتھ کیا۔ بارقند پہونچادیا۔ اور فوج متعین ہرات روز بروز بڑھتی ہے۔ مگر برف سے راستہ بند ہے۔ کھلا تو کھل جائے گا کہ یہ مثل بھی پسند ہے۔ ٹھنڈا لوہا گرم لوہے کو کاٹتا ہے ایسے معرکے میں پتھر کلہ رنجک چاٹتا ہے۔ اور کرانیکل لاہور کا بیان ہے۔ رستم دستان کی داستان ہے۔ کہ سردار سلطان خان کو پیشگاہ شاہ کجکلاہ ایران سے خاقان خاقانی سپاہ درانی خطاب ہوا ہے۔ جوانمردوں میں انتخاب ہوا ہے۔ اندنوں فراہ سے قندہار تک خرمن خرمن غلے کے انبار ہیں۔ دانایان فرنگ سے کھیت پڑنے کے آثار ہیں۔ گولہ باروت اس قدر موجود ہے۔ کہ حیرت سے فلک پیر کا رنگ کبود ہے۔ شاہ کجکلاہ ایران اگر سرگرم پیکار ہو۔ سالہاے دراز دلجمعی سے لڑیں کوئی شئے نہ درکار ہو۔

آگرہ

پہلے کسی شریر نے چھاؤنی میں آگ لگائی تھی۔ لین سپاہیوں کی بالکل جلائی تھی۔ بہت تلاش رہی مگر ہاتھ نہ آیا۔ کہیں نشان نہ پایا۔ یکشنبے کو پھر کسی شرر انگیز نے ریشہ دوانی کی۔ حکمت عملی سے ڈاکٹر صاحب کے گھر میں شرر افشانی کی۔ دلسن صاحب ڈاکٹر کا نام تھا۔ بنگلہ اوسکا جلا کے تماشا دیکھا۔ دم بھر میں خاک ہوگیا خدا جانے فائدہ اس میں کیا دیکھا۔ تھوڑا عرصہ ہوا کہ مسٹر ملک صاحب جج معزول صدر کورٹ آگرہ نے دس ہزار روپے صندوقوں میں بند کر کے کلکتے کی طرف روانہ کئے تھے۔ اطمینان خاطر سے بھیج دئے تھے۔ فتح پور اور الہ آباد کے درمیان میں وہ روپے لٹ گئے۔ جب صاحب کو خبر ہوئی چھکے چھوٹ گئے۔ اب گاڑی بان اور محافظ قید ہے۔ مگر ابھی تک کھلا نہیں کہ کس کا کید ہے۔

جودہ پور

اوس علاقے میں ایک مالدار زمیندار مرگیا۔ دو عورتیں اوسکی ستی ہو کے فی النار ہوئیں گھر کا گھر کیا۔ بسکہ یہ امر قانون سرکار کے خلاف ہے۔ عدول حکمی صاف ہے۔ صاحب اجنٹ کو تحریک دینے والوں کی جستجو ہے۔ تلاش چار سو ہے۔ اگر یہ مقدمہ ثابت ہو جائے گا۔ بے تامل وہ گروہ سزا پائے گا۔

سررشتۂ تعلیم زنان

صاحب مفید خلائق کی تحریر ہے۔ خلاصہ تقریر ہے۔ کہ ان دنوں سرکار نے بنظر رفاہ عام حکم جدید جاری فرمایا ہے۔ حسن تدبیر سے تقدیر کا لکھا آگے آیا ہے۔ لاریب تحصیل علم میں کچھ کیئے جانا ضرور ہے۔ کرتا اوستاد نہ کرتا شاگرد مثل مشہور ہے۔ اب عورتیں مردوں سے سبق لے جائیں گی۔ بہار دانش دکھا کے عاقلوں پر حرف لائیں گی۔ جو الف سے بے نہ جانتی تھیں وہ اس سے علامہ ہو جائیں گی۔ مدرسے میں پڑھ کر کس کس کا نہ لکھا مٹائیں گی۔ ہر اضلاع مغربی اور شمالی میں اسکول مقرر کئے ہیں۔ لڑکیوں کے پڑھانے کو تاکید سے حکم دیئے ہیں۔ چنانچہ اکثر برہمن اور کایستھ رئیسوں نے اپنی اپنی لڑکیاں اسکول میں بھیجی ہیں۔ حقیقت میں قابل ترقی اور انعام کی تابعداریاں کی ہیں۔ چنانچہ ضلع آگرہ اور متھرا میں بارہ مدرسے لڑکیوں کی تعلیم کے جاری ہوئے ہیں۔ اب اکثر رئیس مستعد خواستگاری ہوئے ہیں۔ ہندوستان جو بسم اللہ کا گنبد تھا۔ اوس میں گول آدمی نہ رہتا تھا۔ پڑھنے لکھنے کا چرچا از حد تھا۔ اوس خیال پر سرکار سے تین سو چھبیس روپے کا سالیانہ مقرر ہوا ہے۔ حساب اچھا ہے آسائش کا سامان سراسر ہوا ہے۔ ہر مدرسے میں چار برس کی سن سے سولہ برس تک کی لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ علم حساب و ہندسہ اور ناگری کی تعلیم ہوتی ہے ہر روز شمار میں بڑھتی ہیں۔ تنخواہ مدرس کی پانچ روپے سے بارہ روپے تک مقرر ہوئی ہے۔ رفاہ خلق مد نظر ہوئی ہے۔ روسائے ہندوستانی کی غفلت کا نتیجہ آخر کار رہا۔ کہ سرکار کو تعلیم و تادیب پر اصرار ہوا۔ اب جد و کد سے تعلیم کی ابجد ایجاد کی۔ جہل مرکب سے بچایا ملازادوں کی امداد کی۔

بریلی

۲۲ مارچ کو ایک شیر زندگی سے سیر جنگل سے پرانی بستی کے قریب آنکلا۔ اتفاقاً ایک تو بہشتی دوسرا حلال خور بھی اودھر جا نکلا۔ مقابل ہوتے ہی ہزبر نیستاں رعد کی طرح گرجا۔ بجلی کی صورت تڑپا۔ سقے کا زہرہ پانی ہوا۔ لبریز جام زندگانی ہوا۔ بھنگی کا دست خطا ہوا پیشاب نکل گیا۔ اس حال میں تا پنجہ اجل گیا۔ اگرچہ بھاگنے کا ارادہ کیا مگر خوف سے سردست پانوں زمین میں گڑ گئے۔ باغ حیات کی خزان تھی زندگی کے لالے پڑ گئے۔ ایک ہی جھپٹ میں دونوں کو مار لیا۔ خاکروب کے وارثوں سے خاک چھنوائی سقے والوں کو ڈانواں ڈول کیا۔ بہشتی نے ہرچند سنبھل کے ایک لٹھ مارا کہ دوزخ کا کندہ ہو جائے۔ موذی مردم آزادی سے باز آئے کسی کو نہ ستائے۔ لیکن اوس ضرب کا کچھ نہ اثر ہوا۔ انکا کام تمام ہو گیا سرائے فنا سے سفر ہوا۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی۔ تماشائی

دوڑے سب کو سیر دیکھنے منظور ہوئی۔ایک نوجوان سپر تلوار لے کر شیر کے شکار کو آیا لقمۂ دہان گور ہونا تھا تہور کو کام فرمایا۔نزدیک پہونچکے آدمیوں کا حلقہ شیر کے نزدیک دور دور پایا۔اپنا کاسہ سر بادۂ نخوت غرور سے چکنا چور پایا۔چاہا تھا کہ ایک ہاتھ میں اوس بزدلے کا کام تمام کرے۔عالم میں شجاعت و مردانگی کا نام کرے۔مگر قضاء قدر سے چارہ نہیں۔کسی بات میں اجارہ نہیں۔ناگاہ کالکا پرشاد راجہ سو بھارام رئیس کی نوکر نے بندوق سر کی۔اسکی قضا آئی زندگی پاس سے سر کی۔شیر تو بچ گیا۔انکے مرنے کا غل بچ گیا۔بے چارے کے گولی لگی۔زمین پر گر کے جان دی۔شیر مارنے آیا تھا۔دشمنوں کے چھیتے ہوئے شیر نے اد لٹے مارا اسکا شور ہوا۔روبہ بازیٔ فلک سے جرات کا نشہ ہرن ہوا لقمۂ دہن گور ہوا۔آدمیوں کے ہجوم اور غل سے شیر بدحواس ہوا اژدہا کے میدان سے چلا رستہ نہ پایا۔ناچار ایک مکان میں گھس آیا۔یہ خبر کوتوال شہر کے گوش زد ہوئی۔گرفتاری کی کد ہوئی۔جب میدان میں پہونچ کر مقابلے کی باری آئی۔زندہ پکڑ لینے سے طبیعت عاری آئی۔دفعتہً شیر حملہ آور ہوا۔کوتوال کا رفل سر ہوا۔گولی چل گئی۔روح قالب سے نکل گئی۔شیر کی لاش شہر میں لائے۔تماش بین دیکھنے آئے۔تمام دن میلہ رہا۔آدمیوں کا ریلہ رہا۔اوسکا ان کے ہاتھ سے کام تمام ہونا تھا۔انکا اوسکے باعث عالم میں نام ہونا تھا۔ عمدۃ الاخبار

ایران

صاحب اخبار انگلشمین انگریزی نے تحریر فارس سے اسکا علم بہم پہونچایا ہے۔کیت خامہ میدان بیان میں خوب جھکایا ہے۔کہ ان دنوں حوالی بوشہر بلکہ تمام قلمرو ایران کے باشندوں نے شاہ کجکلاہ ایران کے حضور میں اس مضمون کے عرائض بھیجے یعنی بندگان دارا در بان کی انگریزوں سے لڑائی ہے۔فوج ظفر موج بادل کی طرح ہر طرف سے گھر آئی ہے۔اس معرکہ جنگ و جدال میں غربا کا نقصان کمال ہوگا۔خانہ ویرانی ہوگی تصدیق جان و مال ہوگا۔لہذا امیدوار ہیں کہ دس برس کا محصول رعایا کو معاف ہو۔تو ہر ایک آمادہ مصاف ہو۔سلطان والا دودمان نے دریادلی سے بحر امواج تقریر کو روان کیا۔احسن بیان سے سامعوں کا گوہر دامان کیا۔دست قبول فرق رعایا پر رکھا عرض قبول ہوئی۔تمنا حصول ہوئی۔اب اعلی ادنی کمال ہمت و جرات سے مستعد جنگ و پیکار ہوئے ہیں۔دلاوری سے جان نثاری کو طیار ہوئے ہیں۔اور جس کو عذر جنگ ہے۔کورو ننگ ہے۔سامان ضرورت غلہ فوج ظفر موج کے واسطے جابجا انبار کرتا ہے۔خیر خواہی اور فرمان برداری کا اظہار کرتا ہے۔ کشف الاخبار

ہرات

سنٹرل الاسٹار مطبوعہ ۱۵ اپریل کا مضمون ہے۔رنگ دگر دوں ہے۔یعنی فارس سے دو رجمنٹ پیدل ہرات میں داخل ہوئی یقین ہے ایک دستہ ترکمانوں کی سزا دینے کو جائے۔اون کے کردار بد کی جزا سامنے آئے۔اور ناظم ہرات کا بیان ہے کہ ے اجہاز روسیوں کے ہر ایک میں دو ہزار جرار سوار ہے استر آباد کی جانب سے آئیں گے۔ایرانیوں کو دلاوری دکھائیں گے۔ان دنوں ایران میں قلم جاری ہے۔روزگار چکا ہے فصل بہاری ہے۔ہرات میں افواہ ہے کہ افسران انگریز سے صلح کی تدبیر کرتے ہیں۔مکرر تحریر کرتے ہیں۔مگر شاہ والا جاہ ایران کو انکار ہے۔سلطان روم نے پوشیدہ اعانت کی ہے بہرکیف مستعد و پیکار ہے۔دوسرے روس شریک ہیں سپاہ اور روپے بھیجے دوستی جتاتے ہیں۔دیکھئے اس معرکہ عظیم میں کون ہمت ہارتا ہے برے سامان نظر آتے ہیں۔جو شاہ ایران اور سرکار انگلستان سے صلح کی دھوم مچائی ہے۔عجب تازی خبر ہماری سماعت میں آئی ہے۔صاحب ٹیلیگراف یہ نکتہ صاف صاف لکھتے ہیں کہ خبر صلح بالائے طاق نسیاں رکھئے۔اس تقریر کی طرف کان رکھئے۔تیس برس سے پہلے تین لاکھ پونڈ کی شاہ ایران کو سرکار انگلستان سے طلب ہے۔ایک پونڈ دس روپے کا ہوتا ہے۔بڑا غضب ہے ۱۸۱۲ عیسوی میں عہدنامہ ہوا تھا کہ اگر شاہنشاہ خورشید کلاہ ہندوستان کے ناکے مخالفت سے بچائیں گے۔یا یورپ کے حاکموں کی اعانت کے واسطے بر سر جنگ و جدال آئیں گے۔جب تک گیرو دار کا زمانہ ہوگا۔لاکھ کا پونڈ کا سالیانہ حضور میں روانہ ہوگا۔چنانچہ سابق میں اہل روس سے تین برس معرکہ عظیم رہا۔ہزاروں کا خون بہا۔۱۸۲۸ عیسوی میں فیصلہ ہوا تین لاکھ پونڈ واجب الادا انکے ہاتھ کا لکھا ہے۔آج تک پونڈوں کے عوض ایک گنڈیری بھی ہاتھ نہیں آئی ہے۔یہاں لوگوں نے صلح ٹھہرائی ہے۔چنانچہ سلطان کشورستان کی بارگاہ سے وہ دعوی پیش ہے۔صلح

بخیر ہے لینے کے دینے پڑے عجب سیر ہے ہندوستان کی خلقت بہت کوتہ اندیش ہے۔ یہ خبر سخت تاسف اثر ہے۔ کوئی راست کہتا ہے کسی کی جھوٹ پر نظر ہے۔ مہتمم دہلی گزٹ ۱۷ مارچ کے پرچے میں سناتے ہیں۔ کارسپانڈنٹ فارس کی سند لاتے ہیں۔ کہ بوشہر صاحبان تہور شعار نے فتح کیا تھا کئی مہینے بے دغدغہ غیران کا بندوبست رہا۔ سب کا حوصلہ پست رہا۔ در نبولانبرد آزمایان ایران آئے۔ اصفہانی کی کاٹ خراسانی کے جوہر دکھائے۔ بچشم زدن شہر میں پانوں جمنے نہ دیا۔ باہر نکال دیا۔ صدمہ جنگ وجدال دیا۔ بلکہ یہ بڑی جانکاہ اونکی تقریر ہے۔ کہ بہت افسر کلان ساکن انگلستان فوج ایران میں اسیر ہے۔ خدا خیر کرے انجام کار بہت بدنظر آتا ہے۔ دم تحریر سینے سے باہر دل وجگر آتا ہے۔ اور اب یہ سنا ہے۔ کلیجہ بھنا ہے۔ کہ پانچ ضرب توپ سر عدو کوب جس کے چھرے کے نشان آسمان میں نظر آتے ہیں۔ وہی رخنے ستارے کی طرح چمک جاتے ہیں۔ فلک پیر کا کلیجہ چھن چکا ہے آج تک اتنے باقی چھید ہیں۔ کیا دست فرسائی کروں اس میں بھید ہیں۔ اور جواد سکا گولہ انداز ہے۔ نشانہ باز ہے۔ جہاں تک تاک میں نیرنگ ساز ہے۔ جس دم ضرب کی آواز کرتے ہیں چھوڑتے ہیں۔ رعد کے ہوش وحواس پرواز کرتے ہیں کس کا دل گردہ ہے مقابلہ کرے سب جی چھوڑتے ہیں۔ گاہ زمین کی کمر اوس توپ کے بار وقار سے خم ہے۔ مچھلی کی ماہیت نہیں ملتی جو زیر قدم ہے۔ باروت بہت تند اور تیز ہے۔ ہر صدا میں صدا ہنگامہ رستخیز ہے۔ زد کو کبھی میدان نہ ملا۔ گولے کو کوئی لے گیا ہو مگر آج تک نشان نہ ملا۔ ہمراہ توپوں کے بڑا لشکر جرار ہے۔ لڑنے بھڑنے کو طیار ہے۔ یہ سب سامان بوشہر کو روانہ ہوا ہے۔ اجل رسیدوں کو مژدہ پہونچے مرجانے کا خوب بہانہ ہوا ہے۔ کشف الاخبار وغیرہ۔

ناگپور

مالدی صاحب کے باغ کے متصل اتفاقاً شیر آگیا۔ جس نے دیکھا سنا گھبرا گیا۔ اس کی آمد کی دھوم ہوئی۔ انگریزوں کو یہ خبر معلوم ہوئی۔ اس گروہ کو شوق شکار ہے۔ دل لگی کا کار ہے۔ کئی صاحب بہادر اوس کے قریب آئے۔ شیر کے تیور بے ڈھب پائے۔ کپتان ہالڈ صاحب بہادر نے بندوق چھتیائی۔ فوراً گولی لگائی۔ شیر زندگی سے سیر ہوا تیورا کر گر پڑا کام تمام ہوا۔ صاحب بہادر کو سرور ہوا نام ہوا۔ شیر نے زمین پر گر کے دفعتہً پھر جست کی۔ صاحب کی بلند ہمت پست کی۔ دبالیا۔ دیکھنے والے سمجھے کھالیا۔ صاحب نے کچھ نہ تامل کیا۔ بے اختیار غل کیا۔ جمعدار ہندوستانی جانفشانی سے لپکا شیر کو للکارا بندق کو چھوڑا گولی خالی گئی۔ لا دبالی گئی۔ اوس نے جرات کی کندے سے سر توڑا۔ صاحب تو سلامت رہے بچ گئے۔ سبحان اللہ کے غل مچ گئے۔ صاحب بہادر جب شیر کے قبضے سے رہا ہوئے۔ جمعدار کی جرات سے دل میں خفا ہوئے۔ مردے سے انتقام چاہا۔ شیر ماروں میں نام چاہا۔ جمعدار نے عرض کیا وہ مرگیا۔ جان سے گذر گیا۔ مردے کو مارنا کیا ہے۔ یہ حرکت نری بے جا ہے۔ صاحب نے سر جھکالیا۔ اور دینا کیسا جواب نہ دیا۔ کیا گردش چرخ دوّار ہے۔ کس طرح کا ناقدر یہ مکار ہے۔ جس شخص سے ایسی نمک حلالی جرات کا کام ہوا ہو۔ وہ ناکام ہو۔ ہنسی کی بات اس وقت یاد آئی ہے خوش مزاجوں سے کہنے کو سنائی ہے۔ شاہجہاں آباد میں بلی مار محلے کا آج تک نام ہے۔ اوس کا احترام ہے۔ اس بے چارے نے شیر مارا دو سیر آٹا نہ پایا۔ تمام عمر سر پٹکے گا۔ آئندہ اگر محلے کو چباجائے یہ لومڑی سے نہ نکلے گا۔

پیگو ملک برمہا

پیگو کی پہاڑ میں۔ اوس جنگل جھاڑ میں۔ کیرن ایک قوم ہے اوس نے دار و گیر کا غل مچایا ہے۔ لوٹنے پر تُلے ہیں یہ کام پسند آیا ہے۔ ۲۵ رجمنٹ پادشاہی گوروں کا فساد مٹانے کو اون چوروں کا۔ مستعد ہوا القصہ صف آرائی ہوئی۔ لڑائی ہوئی۔ دو افسر انگریزی اس خونریزی میں زخمی ہوئے اور چار نفر گورے اور چار سپاہی ملکی اونکے ہاتھ سے لقمہ دہن گور ہوئے۔ چار گورے اور چار سپاہی ملکی گھائل کئے پھر فرار وہ چور ہوئے۔ میجر فٹ صاحب پولس کے جوان ساتھ لے کے اون کی گرفتاری کو گئے ہیں۔ باقی ماندوں کی خبرداری کو گئے ہیں۔ پہلے یہ سرکار کو خیال تھا کہ یہ فوج کی طرف جائے۔ اس ہنگامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے فیصلے تک وہیں چھاؤنی چھائے۔ سلطان الاخبار

جے پور

عجیب جا ہے۔ دیکھنے کا تماشا ہے۔ جب تک اس دار ناپائدار میں بشر کی زیست کو قرار ہوتا ہے۔ نیا نیا نیرنگ زیر چرخ کہن نمودار ہوتا ہے۔ ان دنوں جے پور میں کسی کایستہ کی جورو نو مہینے کے بعد بے سر کی لڑکی جنی۔ دیکھنے والوں کی خوف سے جان پر بنی۔ اس معاملے کا سر ہے نہ پیر ہے۔ لیکن خدا کی قدرت قابل سیر ہے۔ حکیموں کا قول ہے کہ نو مہینے میں بڑھتے بڑھتے اس قدر جنین کے اعضا ہو جاتے ہیں۔ جو پیدا ہونے میں نظر آتے ہیں۔ یہاں عقل ودانش حیران ہے۔ فقط صنعت دکھانے کا سامان ہے۔ اعضائے رئیس جسم میں سر ہے۔ اسکے بعد دل وجگر ہے۔ یہ خلقت عجائب ہے۔ کہ سر غائب ہے۔ حق یہ ہے کہ جو چاہے وہ کرے صاحب اختیار ہے۔ اوسکے کارخانے میں چون چرا کی کس کو بار ہے۔ سررشتہ عقل دوربین کوتاہ ہے۔ قول نظامی گنجوی گواہ ہے۔ شعر۔ وجود تو ار حضرت تنکبار۔ کند پیک ادراک راسنگسار۔

رسید زر قیمت طلسم لکھنؤ

اسمائے خریداران	تعداد زر قیمت	کیفیت ابتدا وانتہا
ماہ الدولہ چاند خان صاحب بہادر دام دولتہ	تیرہ روپے آٹھ آنے	۲۲ ر ذیقعدہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۱ ر شعبان ۱۲۷۳ ہجری
منشی محمد افضل رسول صاحب میر منشی اجنٹی راجپوتانہ دام حشمتہ	۱۵ روپے	۲۲ ر رجب ۱۲۷۳ ہجری لغایت ۲۲ صفر ۱۲۷۴ ہجری

شہر لکھنو محلہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکر حق کز نامۂ اخبار نو	یافت جان تازہ جسم لکھنؤ	گنج گوہرہائے معنی اندر وست	چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ
عنوان صحیفہ حمد حق ہے	زیبائش اوّل ورق ہے	پھر نعت ہے سید البشر کی	جس نے ہمیں خبر دی

نمبر ۴۱ شہر رمضان ۱۲۷۳ ہجری مطابق یکم مئی ۱۸۵۷ عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تا بمقدور ہے مدح و ذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپئے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپئے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپئے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلا توقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو والا حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسف معنی چو از یعقوب شد — بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است

مصرع تاریخ آغازش عنایت زد رقم — گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنؤ است

۱۲۷۳

لکھنؤ

اندنوں انگریزی فوج کی سرتابی حکم سرکار سے مشہور ہے۔ ہر ایک صاحب بہادر عالیشان مخطور ہے۔ جس جگہ سے فساد کا خیال ہے۔ وہاں تو چین لگائی ہیں یہ حال ہے۔ منڈیاؤں کی چھاونی میں تینوں پلٹنیں حرارا لا رہی ہیں۔ افسروں کی اطاعت سے سر پھرا رہی ہیں۔ ظاہرا ڈاکٹر کی دوا نے یہ اثر دکھایا ہے۔ بنگلہ بھی اوسکا جلا اسپر کلیجہ ٹھنڈا نہوا ہنگامہ مچایا ہے۔ ڈاکٹر نے عمداً ہندو مسلمان کا ایمان بگاڑا تھا۔ دبے ہوئے فتنے کو اوکھاڑا تھا۔ دوسری یہ بات ہے کہ کارتوس کا قصہ جوڑا تھا۔ بنگالے میں دو پلٹنوں نے حکم سے پلٹ کے روزگار چھوڑا تھا۔ اوسکی یہاں بٹنے کی خبر ہے۔ یہ خیال مدنظر ہے۔ تیسری آٹے کے ڈر سے پستے ہیں۔ کہتے ہیں اسمیں ہڈی گائے کی اور خوک کی ہے بڑی چوک کی ہے ٹکڑے ٹکا کے گھستے ہیں۔ کچھ دنوں میں اوسکو بنئے بقال یہاں فروخت کریں گے۔ دین ایمان سوخت کریں گے۔ چوتھا مقدمہ یہ ہے کہ اچانک میں دو پلٹنیں کارتوس نہ لینے کے باعث ٹوٹی ہیں۔ باین قدامت نوکری سے چھوٹی ہیں۔ وہ اب کانپور میں آئی ہیں۔ اونکا قرب عبرت کا سبب ہوا یہ بہرائی ہیں۔ کہ اس جان فشانی اور کارگزاری پر ایسا ناکارہ کارتوس جو نہ لیا۔ ناقدردانی سے ایسے کار آزمودہ نوکو چھڑا دیا۔ اپنے خیال میں ایسی لاطائل باتیں سمجھ کے سوچتے ہیں کہ اگر ہم بھی اطاعت اور فرمان برداری کریں وہی روز سیاہ پیش آئیگا۔ سالہائے دراز کی جانفشانی کا حق خاک میں ملجائیگا۔ قبل از وقوع واقعہ اسکا علاج کیجیے۔ جو کام کا کرنا ہے آج کیجیے۔ غالب ہے کہ

صاحبانِ انجام بین نے ان لوگونکے بلوے پر نظر کر کے چوپڑ کے اصطبل میں جو گورونکی پلٹن ہے چند توپین وہاں آئی ہیں۔ موقع دیکھکے لگائی ہیں۔ ایک ، توپ منڈیاون میں جو بڑے صاحب کی کوٹھی ہے اوسکے دروازے پر نصب کی ہے بندوبست کی تدبیر سب کی ہے۔ متصل تھانہ پلِ پختہ کے اونیسویں اپریل کو آگ کا غل ہوا۔ کئی جھوپڑونکا قل ہوا۔ ایک عورت بیچاری مصیبت کی ماری جلکے خاک ہوئی۔ افلاس کی سوزش سے پاک ہوئی۔ شب چارشنبہ ثامن علی جو پکے پل کے متصل رہتا ہے۔ اوسکے مکان پر چور آئے تھے۔ دست بردی کے ڈھنگ جمائے تھے۔ درینولا ماہِ صیام کے باعث اکثر آدمی تمام شب بیدار رہتے ہیں۔ مصروف عبادت پروردگار رہتے ہیں۔ اون لوگوں نے چورونکی آہٹ پائی خلقت گھرونکی باہر نکل آئی۔ ثامن علی نے جرات ذاتی سے اونکی گرفتاری کا ڈول ڈالا۔ چور نے تلوار کو نکالا۔ اسکا ہاتھ تو نہ پڑسکا اوسکا ہاتھ پڑگیا۔ چور تلوار جڑ گیا۔ ثامن علی نے قدم پیچھے چوروں نے آگے بڑھایا۔ صاف نکل گئے کوئی ہاتھ نہ آیا۔ اب چورونکی تلاش کی تاکید ہے۔ تھانہ دار پر حکم شدید ہے۔ حسینی خانم جو کھجوی کے رہنے والی ہے۔ اوسنے بدکاری میں عجب چال نکالی ہے۔ پہلے تو چوری سے چھنالا کیا۔ شیطان نے پیٹ میں گھس کے بلند بالا کیا۔ اب راز فاش ہونیکا خوف وخطر ہوا۔ اپنے بیگانے کا ڈر رہوا۔ پوشیدہ دائی کو بلا کے اسقاط حمل کروایا۔ ظاہر سب پر اپنا بُرا عمل کروایا گوش بگوش یہ خبر تھانہ دار ذی ہوش کو پونچی۔ نوبت جوش وخروش کو پونچی۔ تھانہ دار نے منتظم شہر کی کچہری میں چالان کیا۔ اس حقیقت کا اعلان کیا۔ وہ عورت بُرے فعل کا کب اقرار کرنے والی ہے۔ وہ تو اسقاط کا بھی انکار کرنے والی ہے۔ صاحب نے اوسکو ڈاکٹر کے پاس روانہ کیا ہے۔ کہ اسنے اسقاط کا بھی بہانہ کیا ہے۔ اب دیکھیے ڈاکٹر صاحب بہادر حکمت عملی سے کس لپینہ میں پیٹ کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ اسقاط حمل کا کس قرینے سے احتمال کرتے ہیں۔ اب جو کچھ وہ لکھ دینگے اسکا نوشتۂ تقدیر ہوگا۔ اوسی کے موافق تحریر ہوگا۔ عبد الستار خان جسنے اپنی جورو محمدی خانم کو کسی جرم پر مارا تھا۔ شیطان نے کوٹھے پر چڑہ کے پکارا تھا۔ ۳۰ راپریل پنجشنبے کو اوسنے حکم سرکار سے پھانسی پائی دہانکی جوابدہی سے فرصت ہاتھ آئی۔ بہادر سنگھ برقنداز جسنے دھوبن کو مارا تھا۔ مقدمہ دورے میں ہارا تھا۔ بالفعل اوسکا وارنٹ آیا ہے۔ مجلس کے داروغہ نے حکم اوسکو سنایا ہے۔ کہ پانچویں مئی کو تمہارا گلا ہے اور گل ہے۔ مہلت فقط آج کل ہے۔

سابق ازین شیخ بہادر علی وغیرہ نے صاحب چیف کمشنر بہادر کے حضور میں مسجد کے پشتہ کھودنے کی عرضی دی تھی۔ اپنی بیداد کی روداد عرض کی تھی۔ صاحب بہادر نے غربا نوازی کی راہ سے چارہ سازی کی راہ سے آنے کا وعدہ کیا تھا۔ ملاحظہ فرمانے کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ ۲۳ راپریل پنجشنبے کے دن قریب شام صاحب عالی مقام اوس مسجد میں تشریف لائے پشتہ کھدنے کا نشان دیکھا۔ دیوارشق دیکھی گرنے کا سامان دیکھا۔ سب رخنے ملاحظہ فرمائے مسلمانونکی دلجمعی سے تسکین کی بنوادینے کی تدبیر ذہ نشین کی۔ جب مسجد سے نیچے اوتر آئے۔ اور مستغیث عرضیاں لائے۔ سب کے حال زبانی سنکے دادرہی کا اقرار کیا۔ رفع سب کا انتشار کیا۔ چھوٹے بڑے تقریر دل پذیر سے خرسند ہوئے۔ کلام باعث نظام سکو پسند ہوئے۔ درینولا سکی زبان پر یہ کلام ہے۔ اجتماع خاص وعام ہے۔ کہ اگر چیف کمشنر صاحب بہادر تشریف نہ لاتے۔ یہانکے باشندے راحت اور آرام نہ پاتے۔ یہ شہر ایسا برباد ہوتا۔ کہ پھر نہ کبھی آباد ہوتا۔ درگانای جو بعلت دزدی وقتلِ عمد دہی دین محکمہ عدالت فوجداری میں گرفتار ہو کے آیا تھا۔ صاحب منتظم شہر نے بعد ترتیب مسلِ مقدمہ اوسکو صاحب کمشنر بہادر کی کچہری میں بھجوایا تھا۔ اندنوں سات برس کی اوسکی میعاد ہوئی۔ مجرم کے گوش زد یہ روداد ہوئی۔ مولائی مردہہ سلطانی کی لونڈی گل بہار تھی۔ سولہ سترہ برس کا سن جوانی کے دن چہرے پر بالکل بہار تھی اور یہ بھی مشہور ہے کہ جوان لونڈی میان کو مدِ نظر ہوئی ہے۔ بی بی ناک میں آٹھ پہر ہوتی ہے۔ لونڈی جوان خانہ خرابی کا سامان ہے۔ گھر کی عورتو نکو قدیم سے یہ گمان ہے۔ اشرف النسا مولائی کی جورو تھی۔ ہمیشہ سیان کی جستجو کی اوسکو خو تھے۔ اتفاقاتِ زمانہ سے بی بی کہیں مہمان گئی تھی۔ مگر کبھی کی کچھ تاکا جھانکی پہچان گئی تھی۔ وہاں جاکے شیطان نے دل میں یہ وسوسہ ڈالا۔ بیٹھے بٹھائے گھر اا دیکھا نہ بھالا۔ کہ لونڈی جوان گھر خالی اگر کوئی حرکت ظہور میں آئے۔ تمام عمر جلنا پڑے میانکو چھوڑا نجائے۔ اور کسی بدباطن نے بھی کچھ ظاہر کیا۔ پوشیدہ حقیقت سے ماہر کیا۔ وہاں سے سوار ہو کے گھر میں آئی۔ لونڈی کی صورت دیکھ کے آگ ہوئی دشمنِ جان نظر میں آئی۔ فوراً دست پناہ گرم کر کے موضع مخصوص کو اوسکے داغ دیا۔ اپنی دانست میں رخنہ بند کیا۔ ماما بھی کچھ شریکِ کار ہوئی۔ جو جرمانے کی سزاوار ہوئی۔ پہر اوسکو گھر سے نکال دیا۔ گویا بلا کو ٹال

دیا۔ یہ نہ سمجھی کہ فساد کو بڑہنا ہے ایکدن جھنڈے پر چڑہنا ہے۔ آخر کار برقنداز منتظم شہر کی کچہری میں لائے۔ باقیماندے گرفتار ہو کے آئے۔ بعد روبکاری ۲۹ راپریل کو دو سو روپے جرمانہ اشرف النسا پر ہوئے اور مولائی سو روپے کے سزاوار ہوے۔ پچیس روپے ماما کو دینے پڑے یہ احکام سرکار ہوے۔ صحیفۂ سابق میں شیخ فضل علی کا حال لکھا تھا۔ جو اپنی دانست میں تحقیق سنا تھا وہ قیل وقال لکھا تھا۔ در ینولا یہ سانحہ مشہور ہوا۔ اِسکا لکھنا بھی ضرور ہوا۔ کہ شیخ فضل علی سے نیپال کے حد میں لڑائی ہوئی تھی۔ باوجود راہ دشوار گذار معرکہ آرائی ہوئی تھی۔ لفٹنٹ کلارک صاحب بہادر نے دلاوری کر کے چار طرف سے گھیرا تھا۔ اوسنے بھی منہ نہ پھیرا تھا۔ ادہر سے علی التواتر بندوق کے باڑہ چلی۔ گولیونکی بارش سے قضا آ گئی نہ ٹلی کہتے ہیں کہ شیخ فضل علی اور اوسکا بہائی کام آیا قصہ تمام ہوا۔ صاحب بہادر کا بڑا نام ہوا۔ شیخ فضل علی کے بدن پر تل رکھنے کی جانہ تھی سراپا زخموں سے چُور تھا۔ گولیوں کی کثرت سے جسم خانۂ زنبور تھا۔ جو دیکھنے کو آتا تھا۔ پہچانا نجاتا تھا۔ اور بعض صاحبونکا جو بیان ہے اس سانحے کی خلاف وہ داستان ہے۔ کہ جب یہ ہنگامہ ہوا شیخ فضل علی پہاڑ پر جا چکا تھا۔ گولے بچا چکا تھا۔ یہ اونکے ساتھ کے جوان اس کشمکش میں مارے گئے۔ جان سے وہ بیچارے گئے۔ اِنکو گمان ہوا کہ شیخ فضل علی کو اِس آن مارلیا۔ فخر کرتے تھے گویا میدان مارلیا۔ الغرض اس خبر میں اس طرحکا اختلاف تھا اور ہے۔ دہوکا صاف صاف تھا اور ہے۔ اس واسطے قلم انداز کیا۔ سررشتۂ سخن نہ دراز کیا۔ اندنون ناظرین صحیفۂ اخبار نے شدومد سے استفسار کیا۔ چار ونا چار راقم نے اس وجہ کو اظہار کیا۔ راست و دروغ برگردن راوی خدا جانے کیا معاملہ ہے۔ سچ جھوٹ کی جوابدہی کون کرے زبردستونکا مقابلہ ہے۔ فی الجملہ جس خبر میں راقم کو شک ہوتا ہے۔ وہ جملے کا جملہ صفحۂ کاغذ پر سے حک ہوتا ہے۔ اور یہ نکتہ تو دانشمندونکی ذہن میں حالی ہے۔

نقشہ خانہ شماری محلات وتعداد چوکیداران وغیرہ علاقۂ تھانہ وزیرگنج واقع شہر لکھنؤ

نمبر	نام محلہ	تعداد چوکیدار	تعداد گھروں کی	کیفیت	نمبر	نام محلہ	تعداد چوکیدار	تعداد گھروں کی	کیفیت
۱	وزیرگنج	نفر ۵	منزل ۲۹۰	۴ امیر ۶۰ مساوی باقی غریب	۲۶	پیر غیب	-	منزل ۳۳	۱۲ امیر ۶۰ مساوی باقی غریب
۲	غوث گنج	ایضا	منزل ۱۳۸	۲ امیر ۱۰ مساوی باقی غریب	۲۷	گڑہیا چودہری	-	منزل ۸۷	۱۲۰ امیر ۲۵ مساوی باقی غریب
۳	فراشخانہ	ایضا	منزل ۴۸	۱ امیر ۲۰ مساوی باقی غریب	۲۸	چوہداری محلہ کلاں	دو نفر	منزل ۱۰۲	۲۰ مساوی باقی غریب
۴	احاطہ ملکہ جہاں	دو نفر	منزل ۱۱۳	۱ مساوی باقی غریب	۲۹	بارود خانہ	ایضا	منزل ۳۵	تمام مسلمان مساوی باقی غریب
۵	احاطۂ خانساماں	ایضا	منزل ۲۶	۲ مساوی باقی غریب	۳۰	جھبرہ	ایضا	منزل ۸۱	۱ امیر ۲۰ مساوی باقی غریب
۶	بستی فاضل	دو نفر	منزل ۵۹	۱۱ امیر ۱۰ مساوی باقی غریب	۳۱	اتہائی ٹولہ و تکیہ غلام شاہ	ایضا	منزل ۱۸۵	۵۰ مساوی باقی غریب
۷	مشک گنج	ایضا	منزل ۳۵۴	۱۱ امیر ۱۰۰ مساوی باقی غریب	۳۲	اونچی منڈی مع نیچی منڈی	ایضا	منزل ۱۲۳	۶۰ مساوی باقی غریب
۸	کہتری محلہ	ایضا	منزل ۱۰۲	۲۵ مساوی باقی غریب	۳۳	سبیل قائم علی	دو نفر	منزل ۴۹	۱۵ مساوی باقی غریب
۹	تازی خانہ	ایضا	منزل ۲۹۷	۱۲ امیر قریب ۶۰ مساوے باقی غریب	۳۴	جھبیری بازار	ایضا	منزل ۲۱	تمام غریب
۱۰	احاطہ درگا پرشاد	ایضا	منزل ۸۲	۲ امیر ۱۰ مساوی باقی غریب	۳۵	چھیپی ٹولہ	ایضا	منزل ۴۹	۹ مساوی باقی غریب
۱۱	اصطبل	دو نفر	منزل ۱۴۹	۲۰ مساوی باقی غریب	۳۶	سیدواڑے ٹولہ	ایضا	منزل ۳۱	۱ مساوی باقی غریب
۱۲	پنجابی ٹولہ	ایضا	منزل ۷۵	۱۰ مساوی باقی غریب	۳۷	میدانی ٹولہ	ایضا	منزل ۱۸۰	۵۶ مساوی باقی غریب
۱۳	رستوگی ٹولہ	ایضا	منزل ۱۸۶	۵۰ مساوی باقی غریب	۳۸	کنگری ٹولہ	ایضا	منزل ۱۳	۴ مساوی باقی غریب
۱۴	بیگم گنج	دو نفر	منزل ۴۱۹	۱۲ امیر قریب ۱۰۰ مساوے باقی غریب	۳۹	سوائی ٹولہ	ایضا	منزل ۴۹	۱۰ مساوی باقی غریب
۱۵	باغ قاضی	نفر تین	منزل ۵۴	۱ امیر ۲۰ مساوی باقی غریب	۴۰	دریبہ حساب گنج	دو نفر	منزل ۱۸۵	۱۲ امیر ۷۰ مساوی باقی غریب
۱۶	کٹرہ ابوتراب	ایضا	منزل ۳۱۵	۱۳ امیر ۱۰۰ مساوی باقی غریب	۴۱	بیچ محلہ	ایضا	منزل ۱۷۳	۱۲ امیر ۹۰ مساوی باقی غریب

۱۷	بارلہ سکا	ایضا	منزل ۱۹۸	۲۰ ساوی باقی غریب	۴۲	قاربی ٹولہ	ایضا	منزل ۱۰۰	۳۰ ساوی باقی غریب
۱۸	صحتیا باغ	دونفر	منزل ۱۵۲	۵ ساوی باقی غریب	۴۳	حسن باغ	ایضا	منزل ۹۰	۳ امیر ۴۰ ساوی باقی غریب
۱۹	مدرسہ نکیت رائے	ایضا	منزل ۷۹	۲۰ ساوی باقی غریب	۴۴	احاطہ شیدیان	ایضا	منزل ۱۳۲	۱۰ ساوی باقی غریب
۲۰	راجہ کی بازار	ایضا	منزل ۱۳۵	۲ امیر ۱۰ ساوی باقی غریب	۴۵	چوبداری محلہ قرو	ایضا	منزل ۳۹	۲ ساوی باقی غریب
۲۱	پان تالا	نفر ۵	منزل ۲۳۹	۲ امیر ۱۰۰ ساوی باقی غریب	۴۶	سوت ہٹی و بازار برکہالا	ایضا	منزل ۲۱۴	۱۰۰ ساوی باقی غریب
۲۲	ڈیوڑھی آغا میر	دونفر	منزل ۱۹۷	۱ امیر باقی غریب	۴۷	شتر خانہ	دونفر	منزل ۲۲۳	۱۰۳ ساوی باقی غریب
۲۳	چھاجو	ایضا	منزل ۲۲۶	۴ امیر ۱۰۰ ساوی باقی غریب	۴۸	مکنیا ٹولہ و احاطہ دولارے	ایضا	منزل ۳۰	۵۰ ساوی باقی غریب
۲۴	شہتیرنی ٹولہ	ایضا	منزل ۶۴	۲۲ ساوی باقی غریب	۴۹	احاطہ مصرے خان	ایضا	منزل ۲۱۹	۲۵ ساوی باقی غریب
	باورچی ٹولہ	ایضا	منزل ۱۱۴	۱ امیر ۵۰ ساوی باقی غریب	۵۰	بانجھ پورن	ایضا	منزل ۲۳	۵ ساوی باقی غریب
۵۱	ملاجی ٹولہ و بروارے ٹولہ	ایضا	منزل ۱۷۳	۳ امیر ۵۰ ساوی باقی غریب	۶۳	دارالشفا	ایضا	منزل ۲۷	۵ امیر ۲۵ ساوے باقی غریب
۵۲	بازار اسمعیل گنج داماد		منزل ۵۷۱	۳ امیر ۲۰۰ ساوی باقی غریب	۶۴	چٹائی محلہ	/	منزل ۱۳۹	۴ امیر ۵۰ ساوے باقی غریب
۵۳	بازار اعظم علی	دونفر	منزل ۲۴۹	۳ امیر ۱۰۰ ساوے باقی غریب	۶۵	بلند باغ	ایضا	منزل ۲۷	تمام غریب
۵۴	بیرون اسمعیل گنج	ایضا	منزل ۳۱	۲ امیر ۱۰ ساوی باقی غریب	۶۶	احاطہ شیدی منیر	ایضا	منزل ۴۱	۵ ساوی باقی غریب
۵۵	بستی یاقوت خان	ایضا	منزل ۲۷۷	۱ امیر ۷ ساوی باقی غریب	۶۷	جنگلی گنج	ایضا	منزل ۷۱	۱۵ ساوی باقی غریب
۵۶	ڈیوڑھی بازار	ایضا	منزل ۹۸	۴ امیر ۲۰ ساوی باقی غریب	۶۸	گولہ گنج	دونفر	منزل ۶۵۳	۴ امیر ۲۰۰ ساوی باقی غریب
۵۷	پل آہنی	نفر ۵	منزل ۵۶	۲ امیر ۲۵ ساوی باقی غریب	۶۹	پل جہاولال و تالاب کلاں	نفر تین	منزل ۷۰	۲ امیر ۱۵ ساوی باقی غریب
۵۸	سورج کنڈ	ایضا	منزل ۲۵۰	۱۳ امیر ۲ ساوی باقی غریب	۷۰	مقبرہ خباب عالیہ	ایضا	منزل ۸۹	تمام مغل اور تمام غریب
۵۹	بازار کپتان	نفر ۵	منزل ۷۸۰	۲ امیر ۱۵ ساوی باقی غریب	۷۱	بستی نو	دونفر	منزل ۵۱	۲ امیر ۲۵ ساوی باقی غریب
۶۰	لین صاحبکلان بہادر	نفر ۳	منزل ۸	۱۱ امیر ۲ ساوی باقی غریب	۷۲	مرغ خانہ	ایضا	منزل ۶۰	۱۶ ساوی باقی غریب
۶۱	بغیا طبتیا	دونفر	منزل ۸۹	تمام غریب	۷۳	باغ مولوی انوار	ایضا	منزل ۱۹۱	۵۰ ساوی باقی غریب
۶۲	کوچہ لکہان	ایضا	منزل ۱۷۰	۱۳ امیر ۵۰ ساوی باقی غریب					

افغانستان

مہتمم اخبار دہلی گزٹ کی تحریر ہے۔ فساد کی تقریر ہے۔ کہ امیر کابل دوست محمد خان بہادر نے کچھ فوج پہاڑیونکی گوشمالی کو مقام سرگو خیل اور پیش یلاق کی جانب بھیجی تھی کہ اون لوگونکو سزا ملے۔ کردار بد کی جزا ملے۔ جب اس فوج نے وہاں پر اجمایا۔ مقابلے کو وہ گروہ سامنے آیا۔ دار و گیر کی صدا آنے لگی۔ ملک الموت کی گرم بازاری ہوئی بے وارثو نکی لاش ٹہو کریں کہانے لگی۔ دیر تک شمشیر آبدار کی بدولت تن و سر میں جدائی ہوئی۔ لڑائی بگڑ گئی اولٹی امیر کی رُسوائی ہوئی۔ تیس سوار جان سے گئے تیس چالیس زخمونسے چور ہوئے۔ باقیماندہ دو ٹکے پاؤں اوٹھ گئے معرکے سے کافور ہوئے۔ فوج فرار ہو کے جلال آباد

میں آئی ہے کابل کو جائیگی۔ وہاں جا کے عظمت وجلال دکہائیگی۔ سرکش بدستور منصور ہوئے مزے اوڑاتے ہیں۔ اب دل کہو لکے ہنگامے مچاتے ہیں۔ کابل اور جلال آباد کی رعیت نے بھی اندنون تیور بدلے ہیں۔ اپنی اپنی جگہ پر سنبھلے ہیں۔ اس سے پہلے کرانیکل لاہور مین نقشہ اور نظر آیا تھا۔ کہ ساکنان کرم وبورے جاجی نے سر اوٹھایا تھا۔ بالفعل قوم غلوئی کی جابجا دہوم ہے۔ شور وشر مچایا ہے سبکو معلوم ہے۔ انجام کار دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ چار طرف کا بلوا بہت بُرا ہوتا ہے۔ اور محمد شاہ خان قوم غلوئی لڑبہڑ کر لمعان سے اپنی سرحد یعنی زربن اور جکدلک کو چلا گیا اس لڑائی میں محمد شاہ خان کا بھی نقصان کمال ہوا۔ ضائع جان ومال ہوا۔ اور صاحب خبر نے میرداد خان نام جلال آباد سے کابل میں آیا تھا۔ اوسکی زبان سے یہ مقدمہ پایا تھا۔ کہ دوست محمد خان بہادر مقام ٹانک سے نواب جبار خان کی جاگیر کو راہی ہوئے اور یقینِ کامل ہے کہ گری کی فصل پہاڑونمیں تمام ہو۔ راحت سے آرام ہو۔ اور واعظ شہر کابل کا اندنون یہ حال ہے۔ کہ پہاڑیونکو فساد پر آمادہ کرتا ہے عزم جنگ وجدال ہے۔ اور کوہستانی اوسکے سب مرید ہیں اپنا پیر جانتے ہیں۔ جو کچھ سمجھاتا ہے اوسکو نوشتۂ تقدیر جانتے ہیں۔ اگر بیانِ واقعی میرِ واعظ کو ایسا خیال ہے۔ تو کابل میں امیر دوست محمد خان بہادر کا گذر محال ہے۔ رہا قزلباشون سے ساز کرنا اونکو ہمراز کرنا یہ بھی اون لوگونکو بیجا کد ہے۔ کہ آج کل لشکرِ ایرانی آمد ہے۔ اونکے تمنای دلی بر آتی ہے۔ سالہای دراز کی بعد یہ صورت نظر آتی ہے۔ اونکی خواہش ہے کہ شاہ جم جاہ ایران سرزمینِ کابل میں رونق افزا ہو۔ اوسکے زیر قدم ہمارا پر اہو۔ اور کارسپنڈنٹ مذکور بلخ کی یہ خبر مسطور کرتا ہے کہ شاہ دولہ خان نواب محمد زمان خان کا بیٹا کئی ہزار دُرّانی اور بہت سی فوج جرار ایرانی ہمراہ لیکر ہرات سے میمانا میں آیا ہے۔ اور ترک کی قوم کو ترکِ رفاقت امیر کا مژدہ سنایا ہے۔ جو لوگ سرتابی کرتے ہیں اونکی خانہ خرابی ہوتی ہے۔ دوست محمد خان بہادر کی دوستی آبرو کھوتی ہے۔ اور رعایا برایا سے یہ پیام ہے کہ جو امیر کا ساتھ چھوڑیگا تین برس تک محصول سرکار سے اوسکو معاف ہوگا۔ جو نمانے گا اوسکا گہر صاف ہوگا۔ اور اس خبر کا بھی جابجا چرچا ہے کہ شاہ دولہ خان نے محمد افضل خان حاکم بلخ امیر کا جو بیٹا تھا اوسکو گرفتار کیا ہے۔ اور سلطان بخارا کے پاس شاہنشاہ روس کا ایلچی آیا ہے۔ یہ پیام لایا ہے۔ کہ بالفعل فوج قاہرہ ہماری بعزم جنگِ فرنگ کابل کی سمت سے جانے والی ہے۔ ہنگامہ مچانے والی ہے۔ تمہاری فوج سدِ راہ نہو بلکہ اونکی رفاقت منظور کرے۔ تا کہ یہ فوج دریا موج بے تکلف جیحون سے عبور کرے۔ ہماری تمہاری محبت کا سلسلہ قائم رہے۔ رہ ورسم دائم رہے۔ اگر کوئی غنیم تمپر آئیگا۔ اوسکا علاج ہو جائیگا۔ اور جو اسکے خلاف ہوگا۔ تو پہلے تم سے عزم مصاف ہوگا۔ ہمارا لشکر تو رُک نہیں سکتا بہر کیف اوتر جائیگا۔ لیکن انجام کار سوچو کہ کیا گذر جائیگا۔ ابھی تک کچھ جواب نہیں دیا ہے۔ سکوت کیا ہے۔ ہمارے نزدیک شاہ بخارا کیا بیچارا ہے۔ بجز فرمانبرداری کیا چارا ہے۔ سردار غلام حیدر خان نے امیر کو خط بھجوایا ہے۔ اوسمین یہ مضمون نظر آیا ہے۔ کہ قندہار میں غلہ بہت گران ہے۔ ہر شخص کی نوبت بجان ہے۔ دُرّانی یہاں سے تنگ ہو کے ہرات کو جاتے ہیں۔ کچھ ایسا نقشہ ہے کہ اونکی خیر مناتے ہیں۔ خبر آمد آمد خدیو گیہان سلطانِ ذی شوکت وشان ہرات میں مشہور ہے۔ چھوٹا بڑا خرسند ہے مسرور ہے وزیر خوش تدبیر کو طہران میں چھوڑا ہے۔ وزیر المما لک کو قطعی یہ حکم پوہنچا ہے۔ کہ فوج متعینہ بوشہر اور قندہار خبر دار خبر دار کسیطرح کی ایذا نہ پائے۔ جس چیز کی خواہش ہو فی الفور مل جائے۔

رُوس

صاحب دہلی گزٹ کا بیان ہے۔ فوج روس کی داستان ہے۔ کہ تین ہزار روسی سرحد ایران میں آیا ہے۔ دوسرا ماجرا یہ سنایا ہے۔ کہ سات ہزار سوار نبرد آزما جنگ دیدہ تجربہ رسیدہ اور پیادونکا غول بیحساب ساتھ ہے۔ ان سبکو عزم ہرات ہے۔ وہ جو کارپردازِ سلطنتِ ایران ہیں اونھوں نے فوج بیشمار چن چن کے نامی جرار طہران میں جمع کئے ہیں۔ سب طرح کے چین اور آرام اونکو دئے ہیں۔ یہ عزم بالجزم ہے۔ کہ درپیش ہنگامۂ رزم ہے۔ بیس ہزار تیغ زن صف شکن کا لشکر اور چوالیس ضرب توپ کوہ پیکر شیراز میں جا کے قیام کرے۔ چندے آسائش صبح وشام کرے۔ معلوم نہیں کہ شیراز مین اسقدر فوجکا یکجا ہونا کیا ہونا ہے بعد دریافت لکھنے میں آئیگا۔ حال کہل جائیگا۔

قلات

اندنون متواتر اطراف و جوانب سے خبریں آتی ہیں۔ سننے والونکی طبیعتیں گھبراتی ہیں۔ کہ خیل خیل گروہ گروہ فوجونکے انبوہ نبرد آزمایانِ ایران ہمراہ لیکے سندہ کے قریب آگئے۔ ہیبت سے اسدِ چرخ تھرایا صدمے سے گاوزمین کے قدم لڑکھڑا گئے۔ اور یہ جملہ بھی نزدیک و دور مشہور ہے کہ کسی مقام میں دلاورانِ انگریزی اور شجاعانِ ایرانی صف آرا ہوئے۔ قیامت کا قیام ہوا شور پھیلنے کے آثار پیدا ہوئے۔ بہت سے افسر انگریزی نامدار اور فوجکا ہر ایک جرار کام آیا۔ قرعہ فتح و فیروزی ایرانیوں کے نام آیا۔ کہتے ہیں قلات سے بارہ منزل سرحدِ انگریزی ہے۔ جہانکی یہ خونریزی ہے۔

بوشہر

طبع رسا مضمون خیز ہے۔ نیزۂ واسطے کا قط تیز ہے۔ تحریر معرکۂ ایران ہے روشنائی پر شنجرف کا گمان ہے۔ درنیولا ٹمیں منزل سفینۂ انگریزی کہ ہر سفینے میں پندرہ پندرہ سے نفر جنگی اہرم خونریزی تھے بوشہر کے قریب آئے۔ یہاں جو سپاہ ایرانی کی طغیانی تھی انھوں نے دیکھ پائے۔ دفعتہً توپین سیدھی کین اور جہاز و نپر گولہ چلنے لگا۔ زمین آسمان دہلنے لگا۔ کہ بارہ کی کیفیت دریا میں معلوم ہوتی تھی ساکنانِ بر و بحر کا گوش کر ہوتا تھا۔ اسقدر جلد گولہ سر ہوتا تھا۔ بارشِ تگرگ کا حال تھا۔ صدا رکنا محال تھا۔ دہوئیں سے ابرِ سیاہ گھر آیا تھا۔ رنجک کی چمک نے بجلی کو شرمایا تھا۔ اسطرف سے جہاز ونکا گولہ چلتا تھا۔ اودہر سے قدر انداز ونکا گولہ چلتا تھا۔ چار انگریزی جہاز و نکے تختے جدا ہوئے۔ غریقِ بحر فنا ہوئے۔ اِس جرات کو غور کیجیے کہ اوسی ہنگامے میں نبرد آزمایانِ انگریز بہت چست اور تیز جہاز و نسے اوترے پر اجمایا۔ اورلڑتا ہوا وہ غول بوشہر کے قریب آیا۔ صحرا کا رنگ لالہ گون ہوا۔ وہ بحرِ زخار دریائے خون ہوا۔ چار جہاز تو گولونکی ضرب سے پہٹ گئے۔ مگر جنگل لاشون سے پٹ گئے۔ اس من چلے پن پر ساکنانِ ایران مشوش اور حیران ہوگئے۔ قیامت کے آثار نمایان ہوگئے۔ لشکرِ ایران نے گھونگھٹ کہایا۔ پیچھی ہٹ آیا۔ دفعتہً جرات ذاتی کہ اہلِ ایران کی خلقت میں ہے اوسنے جوش کہایا۔ اور سنبھل کے پہر قدم بڑہایا۔ اِس طرف دانایانِ دہر کو نشیب اور فراز کا خیال آیا لڑائیکی ہزار گہاتیں ہیں مصرع سو بہانے ہیں لاکھ باتیں ہیں۔ فرار کو قرار پر ترجیح دی۔ ٹال جانے میں مصلحت سمجھی۔ بوشہر پر خیال نکیا۔ فتح شکست کا پاس فی الحال نکیا۔ سنا ہے کہ اس ہنگامۂ کارزار میں پندرہ سولہ ہزار جرار انگریزی بیدریغ تہ تیغ ہوا۔ ایرانیوں کا حال نہ کہلا۔ اب جو تحقیق ہوجائیگا۔ تحریر میں آئیگا۔

سلطان الاخبار

کشمیر

سنا ہے کہ اندنون مہاراجہ گلاب سنگھ حاکم جمو اور کشمیر گردابِ استسقے میں اسیر ہے۔ مرض لا دوا ہے آیندہ مرضی خدا ہے خوبی تقدیر ہے۔ کارسپانڈنٹ کرانیکل کی زبانی مرقوم ہے کہ مہاراج نے بوسیدہ غلہ جو سالہائے دراز سے پوشیدہ رکھا تھا۔ خیرات کو نکالا ہے۔ یکمی جنس سے بلا کو ٹالا ہے۔ مُوئی ہوئی بچھیا برہمن کے نام ہے۔ یہ خیالِ خام ہے۔ چلتے چلتے نیک کام کیا۔ فیاضونمیں نام کیا۔ اِنکی عملداری میں جس کے گہر شادی ہوتی تھی پچیس روپے سرکار کی نذر لاتا تھا۔ تب بیاہ رچاتا تھا۔ شادی و غم جہان میں سب توام کہتے تھے۔ ہم حیران رہتے تھے۔ کہ یہ ماجرا کیا ہے یہاں غور کیا کہ ایسا سامان جب ہو تو وہ مثل بجا ہے۔ جب سے یہ مرض ہوا ہے بہت سے کام نیک عمل میں آتے ہیں پچیس کے بدلے دو روپے سرکار مین جاتے ہیں۔ لیکن اب بھی جو کوئی امیر مرجاتا ہے۔ تو اوسکے باقیماندونکو روٹی کا ٹکڑہ میسر نہیں آتا ہے۔ رعایا ظلم رسیدہ مرنے کی دعا مانگتے ہیں۔ مگر احمق ہیں اپنے حق میں بُرا مانگتے ہیں۔ گو وہ بانی ظلم مستعدِ جور و جفا ہوتا ہے۔ مگر رئیس کا مرجانا بُرا ہوتا ہے۔

قندہار

کارسپانڈنٹ لاہور کرانیکل کا بیان ہے۔ قاصد، قندہار کی زبانی داستان ہے۔ کہ ۲۱ مارچ کو غلام حیدر خان کا خط سردار محمد امین خان کے نام آیا۔ سرِ دربار خط کو سردار نے پڑھ کر سر دھنا زانو پر گردن کو جھکایا۔ ہمنشینوں نے سبب پوچھا کہ ماجرا کیا ہے۔ سردار نے بعد تامل جواب دیا کہ غضب ہو گیا ہے۔ رعیت تو ایک طرف فوج میں اختلاف ہے۔ ایک سے دوسرا خلاف ہے مآل کار بُرا نظر آتا ہے۔ بہت جلد ایرانیوں کا قبضہ ہوا چاہتا ہے۔ اور دریتولا دارای ایران سلطان ذی شان نے ہرات کا عزم کیا ہے۔ راہ میں سامان سب طرح کا مہیا ہے۔ دیکھنا چاہیے کہ ہوتا کیا ہے ایک سپہ سالار تو افغانستان میں تہلکہ مچاتا ہے۔ اجتو خود بدولت کا قدم آتا ہے۔ کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ عیسیٰ خان کو کسی سرہنگ نے قتل کیا۔ عقل حیران ہے کہ وہ مر کے پھر جیا۔ پہلے یہ شخص ہرات میں مارا گیا سب نے لکھا۔ پھر سپہ سالار ایران نے ذبح کیا زندہ رہا اب کسی سرہنگ نے تہ تیغ بیدرنگ کیا۔ یہ رنگ کیا۔ لیکن یہ عیسیٰ خان ہے اسکا مرنا بہت محال ہے۔ کبھی مر گیا کبھی جی اوٹھا زیست اور مرگ پر قادر ہے عجیب حال ہے۔

شعاع الشمس ملتان

چین

اپور برڈ جہاز کے ذریعے سے چین کی یہ خبر آئی ہے۔ کہ چین والوں نے سرکشی کی راہ سے ڈاک اور جتنے کارخانے انگریزی تھے۔ سبکی بیخ و بنیاد خاک مین ملائی ہے۔ اور ہر دم فوج جرار سپاہی آزمودہ کار جمع کرتے ہیں۔ کہ انگریزوں اور اہل امریکا کا اخراج کریں اس خیال پر مرتے ہیں۔ اور سرکار دولتمدار انگریزی سے نہ رسد کا ٹھکانا ہے۔ نہ فوج کا کہیں تھانہ ہے۔ سراسر غفلت ہے۔ خدا جانے اسمیں کیا مصلحت ہے۔ آج کل اطراف چین میں بیٹھنا محال ہے۔ سب کے پاؤں اُٹھے جاتے ہیں ایسا حال ہے۔ اخبار ہرکارے کا اظہار ہے۔ غم اندوز طومار ہے۔ کہ شیو چین کے مابین انگریزوں سے بڑی لڑائی ہوئی۔ طالع آزمائی ہوئی۔ لفٹنٹ پولی صاحب نے زخم کہایا۔ اور لفٹنٹ سلنڈن کے زہر آلود بر چہا لگایا۔ اور ڈاکٹر وشنر صاحب کی ران میں گولی لگی ۳۵ رجمنٹ جو ملکہ ہے دو جوان اوسکے جان سے گئے ایک زخموں سے چور ہے مرگ سے قریب صحت سے دور ہے۔ ۱۸ رجمنٹ کے دس سپاہی زخمدار ہوے۔ بیکار ہوے۔ سارجنٹ مکالنڈ تہ تیغ آئے۔ لفٹنٹ پاٹ صاحب نے زخم کاری کھائے۔ سرکاری آدمیونکی کثرت حریف کے لوگونکی قلت ہے۔ سخت تعجب بڑی حیرت ہے۔

صبح صادق مدراس

پانی پت کرنال

اوس علاقے میں کسی راجپوت نے اپنی جورو کو چھنال جان کے جان سے مارا۔ سر پر سے بوجھ اوتارا۔ سرکار عدالت شعار نے راجپوت پر خون ثابت کیا پہانسی چڑہا۔ اوسکا مرتبہ بڑہا۔ صاحب خبر کا اظہار ہے کہ ابتدای عملداری سرکار سے آج تک کسی شخص نے کرنال میں پہانسی نہیں پائی۔ یہ نئی صورت نظر آئی۔ راقم حال کا یہ مقال ہے کہ نزدیک اور دور شاہ بوعلی قلندر کا قول مشہور ہے کہ پانی پت کرنال بارہ برس کا گانڈو تیرہ برس کی چھنال اسپر راجپوت کو اوس بیگناہ کا خون نہ کرنا تھا۔ ایسی حرکتِ زبون نکرنا تھا۔

پنجابی لاہور

رسیدِ زرِ قیمت طلسمِ لکھنؤ

اسمای خریداران	تعدادِ زرِ قیمت	کیفیت ابدا و انتہا
نواب رفیق الدولہ سید امام علیخان بہادر دام اقبالہ	پندرہ روپے	من ابتدای ۱۳ر ذیحجہ ۱۲۷۲ ہجری لغایت ۲۳ر شوال ۱۲۷۳ ہجری

جدولِ سعد و نحس کو دیکھو   غرّے سے حال سلخ تک سمجھو

غرہ	تحویلِ آفتاب	طریقہ	قمر در عقرب	خروج قمر از عقرب بحساب رویت	شرف قمر	تاریکہای محسِ اکبر
غرہ رمضان المبارک روز یکشنبہ ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۲۶ر ماہ اپریل ۱۸۵۷ عیسوی	یوم پنجشنبہ بست و ششم بعد یازدہ گہڑی روز بجوزا میرود	روز چارشنبہ یازدہم بعد ۲۹ گہڑی می شود	روز پنجشنبہ دوازدہم بعد نیم گہڑی روز باقیماندہ میرود	شب سہ شنبہ ہفدہم بعد ۱۳ گہڑی و ۲۱ پل می شود	شب جمعہ بست و ہفتم بعد سہ گہڑی و بست پل میشود تا مرور ہفت گہڑی و بست پل	۳ ۲۰ ۲۴

شہر لکھنؤ محلّہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

طلسم لکھنؤ

شکرِ حق کز نامہء اخبار نو یافت جان تازہ جسم لکھنؤ
گنج گوہر ہائے معنی اندر دست چشم بکشا بر طلسم لکھنؤ
عنوان صحیفہ حمد حق ہے زیبائش اوّل ورق ہے
پھر نعت ہے سید البشر کی جس نے سچی ہمیں خبر دی

نمبر ۴۲ شہر رمضان ۱۲۷۳ھ ہجری مطابق ۸ رمئی ۱۸۵۷ء عیسوی روز جمعہ جلد ۱

اشتہار

اس اخبار کی طبع کا ہر جمعہ کو دستور ہے اور خبر کے صحیح کا التزام تابمقدور ہے مدح وذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا۔ ایک روپیہ آٹھ آنے یہ قیمت ماہواری ہے سات روپے آٹھ آنے شش ماہی ۱۵ روپے سالیانہ پیشگی ہے۔ جو لوگ بعد سال تمام عنایت فرمائیں ۲۴ روپے مرحمت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ بروز معہود بلاتوقف صحیفۂ اخبار خدمت میں بھیجا جائے گا اگر درمیان میں موقوف کرنا مدنظر ہو دوسرے پرچہ کی روانگی سے پہلے راقم کو خبر ہو ورنہ حسب دستور اخبار جاری رہے گا اور زر قیمت دینا پڑے گی۔

قطعہ تاریخ آغاز

جلوہ فرما یوسفِ معنی چو از یعقوب شد بہر دیدارش زلیخائے جہان در آرزو است
مصرعہ تاریخ آغازش عنایت زد رقم گوہر معنی نمایان از طلسم لکھنؤ است

۱۲۷۳

لکھنؤ

اندنوں پھر کسی شریر نے شعلہ فساد بھڑکایا چھاونی منڈیاون میں آگ لگائی۔ دفعتہً آٹھ کمپنی کی چھاونی جلکر خاک ہوئی شعلہ انگیزی کی دہوم مچائی۔ سبکو پریشانی از حد ہوئی۔ آتش انداز کی تلاش میں کد ہوئی۔ مگر کہیں سراغ ملا نہیں۔ ابھی تک یہ عقدہ کھلا نہیں۔ آتش مزاجونکو اس امر میں فکر و غور ہے۔ اس خُمِ نیلگون کی گردش کا عجب طور ہے۔ کہتے ہیں جب سے کارتوس مفسدہ کار کا ہندوستان میں آنا ہوا۔ اور نفع ونقصان کی ماہیت سے مطلع زمانا ہوا۔ جابجا چھاونیونمیں نئی طرح سے مذکور ہوے۔ آخر کار فتور ہوئے۔ ہرایک کے دل پر غبار تکدر چھایا۔ مفسدی کا خیال دلونمیں آیا۔ چنانچہ چھاونی اچانک اور انبالہ وفیروز پور میں اکثر فساد ہوے۔ اسباب آسائش برباد ہوئے۔ کتنوں کا روزگار گیا بیکاری ہوئی۔ گردشِ قسمت سے جان عاری ہوئی اندنوں اس مرزبوم میں اسی طرح کا نمونا ہے۔ کوچہ و بازار میں اس بات کا چرچا ہے۔ چنانچہ پلٹن کپتان میکنس صاحب کہ ملازم قدیم شاہی تھے اب انگریزی ہے۔ اون لوگوں کی یہ تیزی ہے۔ کہ ایک دن چھاونی موسی باغ میں پریٹ پر یہ حکم سنایا گیا کہ کارتوس آج لے لو۔ جس میں چاند ماری میں حرج نہو۔ یہ کج فہم وہ مضمون سمجھ کر بھڑ اوٹھے۔ ظاہرا انکار بتکرار کیا لیکن باطن میں ایسا خوف چھایا کہ تھرا اوٹھے۔ سرنام سنگھ صوبہ دار شیودین سنگھ جمعدار بھیرون سنگھ اور مغل بیگ نایک اور گلزار خان اور رگھبیر سنگھ اور رام دت پنڈت وغیرہ نے آپس میں صلاح کی۔ اکثر گوارونکی اس خوف نے سلب ارواح کی۔ عدول حکمی پر

سب آمادہ ہوئے۔ فرمان برداری سے منہ موڑا اور پے فساد زیادہ ہوئے۔ ایک چٹھی تیس پلٹن کے افسرونکے نام بھیجی۔ اوسمیں یہ عبارت تحریر کی۔ کہ ہمنے سنا ہے کارتوس نہ لینے کی وجہ سے ہم لوگ موردِ عتاب ہیں۔ نافرمانی کی احتمال سے مستحق عذاب ہیں۔ یقین ہے جلد اور فوج ہمارے واسطے آئے۔ ناکردہ گنا ہونکو عدم کی راہ بتائے۔ ہم تم برادر دینی ہیں اسواسطے تمہیں آگاہ کرتے ہیں۔ ہم طریقہ مجھکر در پردہ راہ کرتے ہیں یقین ہے اس مقدمے میں ہمارا تمہارا اتفاق ہو۔ جو بات ہو موجب ازدیاد محبت و وفاق ہو۔ قاصد یہ چٹھی لیکر منڈیاون کی طرف راہی ہوا پہلے حوالدار سے ملاقات ہوئی اسنے اوسکو حوالہ کی اوس کج فہم نے جب چٹھی پڑہی مضمون سے آگاہی ہوئی پریشان ہوا۔ ناواقفیت سے متحمل بار راز نہوا بہت حیران ہوا۔ فوراً صوبہ دار میجر کو خبر کی اوسنے حوالدار سے بیان کیا۔ اوس نے اجیٹن سے کہکر پریشانی کا سامان کیا۔ آخر کمانیر نے چٹھی مع قاصد چیف کمشنر بہادر کے حضور میں روانہ کی صاحب بہادر نے ذہن کی تیزی سے حقیقتِ واقعی دریافت کی۔ پھر مجرمون سے تحقیقات کی مگر اوس بزدلے نے اوّل پردتی سنگھ اور بھولا سنگھ کا نام ظاہر کیا۔ پھر اورونکے حال سے ماہر کیا۔ جب وہ دونوں طلب ہوکر آئے سر کچہری اقرار کیا۔ راز داری اور شراکت کا اظہار کیا۔ جو دیکھا کہ راز کھل گیا۔ روزگار اس جرم میں بالکل گیا۔ بارک سے بندوقیں اوٹھالیں میگزین پر قبضہ کیا ۴ مئی کو جب یہ کیفیت مفصل چیف کمشنر بہادر کے گوش زد ہوئی۔ تدارک کی کد ہوئی۔ دیکھا کہ یہ مفتری فساد کے آمادہ ہیں۔ ہر دم یورش کرنے کو استادہ ہیں۔ فوراً فوج جنگی کو حکم دیا کہ طیار ہوکر آئے قریب شام ساتوان رسالہ جنگی اور کچھ سوار رسالہ گال صاحب اور پلٹنونکی کئی کمپنیاں قریب تین چار ہزار آدمی کے موسی باغ میں آئے۔ اور گورونکی چار کمپنی نے مع توپخانہ مقابلے میں پرے جمائے۔ اِن لوگوں نے تو وہاں پہونچکر محاصرہ کیا۔ اونکا جی چھوٹا کسی نے نہ مقابلہ کیا۔ نامردوں نے بھاگنے کا ارادہ کیا منہ کی کھائی۔ انھوں نے دلیری سے اپنے وردی اور ہتھیاروں کی چمک دمک دِکھائی۔ آخر بہت بزدلے ہتھیار پھینک کر بھاگ گئے۔ جینے کو مرنے پر ترجیح دی میدان سے منہ موڑا بے لاگ گئے۔ باقیماندہ اسیر ہیں۔ مستحق تعذیر ہیں۔ مگر ابھی کمیٹی ہوتی ہے۔ دیکھیے کس کس کی ہیٹی ہوتی ہے۔ خدا جانے کیا تجویزِ سرکار ہو۔ کس کو امان ملے کون سزاوار دار ہو۔ مگر کئی اوباش بعض معززین شہر کو بدنام کرتے ہیں۔ کہ یہ لوگ گہر بیٹھے تحریکِ بلوا کرتے ہیں فوج انگریزی کو رام کرتے ہیں۔ دیکھیے یہ شگوفہ کیا رنگ لاتا ہے۔ کس چمنِ اقتدار کی بہار میں خزان کا ڈہنگ نظر آتا ہے۔ فلکِ سفلہ پرور کی گردش نئی صورت دکھاتی ہے۔ ہر دم کی کاوش نشتر کا کام کرتی ہے بے طرح ستاتی ہے۔ سینہ ہر ایک کا جور و جفائے گردون کا نشانہ ہے۔ فکر و تردد صورتِ پیکان دل و جگر میں چھبتا ہے وہ زمانہ ہے۔ مگر مجبوری کے سوا چارہ نہیں۔ خدا کے کار خانے میں اجارہ نہیں۔ ہاں یقین ہے صاحب چیف کمشنر بہادر بدل تحقیقات فرمائیں گے۔ غور و فکر میں عیب و صواب صاف نظر آئیں گے۔ بیجانہ کسیکو سزا ہوگی۔ لیکن جیسا عمل سرزد ہوا ہے ویسی جزا ہوگی۔ جن لوگوں کی کسی گمان پر گرفتاری ہے۔ وہ مطمئن رہیں کہ بدولت تجویز عالی اور ذہن رسا بہر کیف اونکی رستگاری ہے۔ حق ہے حاکم عادل پر عیب و ثواب کا حال ظاہر ہو جاتا ہے۔ آئینۂ دلِ صفا منزل میں جیسی صورت ہوتی ہے ویسا نظر آتا ہے۔

ان دنون صاحب چیف کمشنر بہادر کا انتظام کی طرف خیال ہے۔ مظلومونکو سرور ہے ظالمونکو ملال ہے۔ جب موسی باغ کے بلوائیونکا فیصلہ ہوا۔ گردشِ تقدیر سے پریشانی کا معاملہ ہوا۔ صاحب بہادر نے منتظم شہر کے حسنِ انتظام کو تھوڑے لوگوں سے اس شہر وسیع کے بندوبست کی دھوم دہام کو دیکھ کر تحسین و آفرین فرمائی۔ حسنِ انتظام نے نیکنامی کی صورت دکھائی اوسیدم جدید تین سے جوانونکی ملازمت کا حکم دیا۔ عملۂ سابق پر اضافہ کیا۔ اب پانچوین مئی سے بھرتی ہوتی ہے بھیڑ ہی کوٹھی میں بیکارونکا ہجوم ہے۔ جنکو سالاری سے عار تھا اونکو برقنداز کی تمنا ہے کہتے ہیں کہ نوکری معدوم ہے۔ سچ ہے جب سے انتزاعِ سلطنت ہوئی اہلِ شہر مضطر ہوے۔ روزگار جانے سے دربدر ہوے۔ گو اب تک سوتدبیر ونسے اوقات بسر کی۔ امید میں شام سحر کی۔ مگر اب فاقہ کشی سے پریشان زیادہ ہوے۔ ناچار اس نوکری پر آمادہ ہوے۔

ولایت

لندن سے مُردہ دلونکو مژدۂ روح افزا پونہچا ہے۔ پیکِ صبا کا دم بھی گویا دمِ مسیحا ہے۔ ہاں بیاضِ صفحۂ اخبارات صبحِ امید کا عالم دِکھائے۔ کیا مزہ

ہو جوعین رمضان میں لکھنؤ کے فاقہ کشوں کو عید ہو جائے۔ الٰہی دل شاد و بامراد مسافرانِ لندن مانند فصلِ بہاری باغ باغ ہوں۔ بیچارے افیونی جواب پوست پڑ ورے ڈالتے ہیں انکے حلقے میں گلِ لالہ کی ایاغ ہوں۔ گل کا ورق ورق دفتر خزان کا ناسخ ہو۔ ترانہ عندلیبان چمن لکھنؤ قولِ شیخ ناسخ ہو۔ شعر لالہ و گل کا جوش ہے بلبلوں کا خروش ہے۔ فصلِ وداعِ ہوش ہے موسمِ ناؤ نوش ہے۔ یقینِ واثق ہے کہ سرکار انگلشیہ اپنی جبروت شاہنشاہی پر خیال فرمائے۔ پھر تاج بخشی سے سرگشتگانِ سراسیمہ کے سر پر احسان کرے ملک بدستور بحال فرمائے۔ کس لئے کہ اس سرکار کے معقول پسند ہونے میں شک نہیں۔ اور کہلی کہلی بات ہے کہ گفتگو پڑنے پر بند ہونے مین شک نہیں۔ کج بحثی جاہلون کا شعار ہے۔ بڑا سبب یہ ہے کہ انکا عقل پر دار و مدار ہے۔ غرض انشاء اللہ تعالیٰ اچھا ہی ہوگا۔ کہ اچھا انداز ہے۔ اور بقول مرزا حاتم علی مہر وہ ذرہ نواز ہے۔ شعر تائید ایزدی میری حاجت کے ساتھ ہے۔ مشکل میں دستگیر یداللہ کا ہاتھ ہے۔ بالفعل ایک خط معتبر آمد لندن سے معلوم ہوا کہ مقدمہ سلطنت میں فتحیابی کے آثار ہیں۔ کواغذ معاملہ وجوہ مکمل سے مرتب و طیار ہیں۔ عنقریب مقدمہ روبکار ہونے والا ہے۔ جلدتر فضلِ خدا سے مطلب بر آر ہونے والا ہے۔ بے شبہ اور ہی بو باس ہوتی ہے جب چند پہولونکا ایک گلدستہ مہکتا ہے۔ کانٹا کہ تنہا نوک کی لیتا ہے وہ ہر ایک کی نظروںمیں کہٹکتا ہے۔ غرض اختلاف آرا کا بھی بڑا اثر ہوتا ہے۔ یہ پیچ ہی طرّہ و بلائے زلفِ مُسلسل ہوتا ہے۔ روشن لوگوں روز سیاہ دکھاتا ہے۔ لیلیٰ شب کو آئینہ ماہ دکھاتا ہے۔ گیسوئے محبوب کو شعرا پریشان باندہا کرتے ہیں۔ اب کہلا کہ البتہ چین گیسو دل شکن ہے کیا خطا کرتے ہیں۔ خود تو پریشان سرتاپا ہے جس پر سایہ پڑے وہ بھی مُنتشر رہتا ہے۔ اور جو اس سے ہمنام ہو۔ اوس سیہ کار کا تو انداز ہیر نہ پوچھو۔ بسبب اختلاف رائے کے وزرا سے معاملہ چین میں منبرانِ پارلیمنٹ کی برخاست ہوگی۔ اور لوگ تجویز ہوتے ہیں کج بحثوں سے گفتگو نہیں ہے اون سے کون اولجھے کون کہے کہ سب رُوداد معلوم راست براست ہوگئی۔ منبر۲ ارباب تمیز ہوتے ہیں تو اونہیں سے مدعا ہے۔ اونہیں سے کہنے کو جی چاہتا ہے۔ کہ اب جب نئے
۲ منبر عدالت کی کرسی پر اجلاس فرمائینگے۔ تو سب دادطلب آہ و فریاد سے عرش کا پایہ ہلائیں گے۔ خصوص صاحبانِ مقدمہ سلطنت اودہ کی نسبت یقین ہے۔ کہ حکم احکم الحاکمین انافتحنا لک فتح مبین ہے۔ کسواسطے کہ ہر مقدمے میں جدہر کثرت رائے ہوتی ہے۔ وہی جانب منصور ہوتی ہے۔ اور ادہر اوسکی وحدت نے کثرت دکہائی ہے تو بعونہ بہت جلد رونق ریاست ابوالمنصو رہوتی ہے۔ ۲۲ رجب کو وزرا مرزا ولیعہد بہادر اور جرنیل صاحب بہادر اور جناب عالیہ متعالیہ کی ملاقات کو تشریف لائے۔ جب تک بیٹھے رہے تشفی و تسکین فرماتے رہے طبیعت نے حظ اوٹھائے۔ اہالیان کمپنی بھی بہت پر سر لطف و مہربانی ہیں۔ کیوں نہو اس سلطنت سے رہ و رسم اور اتحاد خاندانی ہیں۔ چاہتے ہیں کہ مقدمہ پارلیمنٹ کے وزیروں سے پہلے ہی حسب مرادِ مستغیثان تجویز ہو جائے۔ مشرق سے مغرب جنوب سے شمال تک چاردانگ عالم میں سبکو دادبخشی کی تمیز ہو جائے۔ مگر ایجنٹ وغیرہ قبول نہں کرتے ہیں۔ پارلیمنٹ ہی کی تجویز پر دہرتے ہیں۔ خدا اپنا فضل و کرم کرے۔ جان بلبونکی جان بری مسیحا دم کرے۔

فیروز پور

سنٹرل اسٹار مطبوعہ ۱۸ اپریل کی تحریر ہے۔ دلسوز تقریر ہے۔ کہ ایک مہینے میں آٹھ خون ہوئے۔ منتظمونکے انتظام میں دہبا لگا مطعون ہوئے۔ کسی نے ایک لڑکا چودہ برس کی سن کا طمع زیور پر ہلاک کیا۔ اور انجام کے خیال سے عیب چہپایا لاش کو تہ خاک کیا۔ پھر گمان ہوا کہ شاید یہ عیب نہ چھپا ہو۔ کسینے مٹی ڈالتے دیکھ لیا ہو۔ اوسی شب ایک بکری ذبح کرکے وہاں گاڑی۔ اور لاش اوسکی دوسری جگہ دفن کی وہانسے اوکہاڑی۔ اسیطرح کے ہر روز فساد ہوتے ہیں۔ روپیوالونکی خرابی ہے نقد و جنس کے ساتھ جان کھوتے ہیں۔ انگریزی بھی نوابی ہے اور چوری کا یہ زور ہے۔ کہ چراغ بکف شمع کا چور ہے۔ ایک شب چوروں نے مستر جیک صاحب کی بنگلے میں سیندہ لگائی۔ چھ ہزار روپے لئے صاحب بھی ششدر ہوئے اس رخنہ میں کچھ نہ بن آئی۔ پھر کئی دنکے بعد سراغ ہاتھ آیا پولس والوں نے جوا دسکا نشان پایا قریب بیس آدمی کے گرفتار ہوئے۔ کچھ حلال خور باقی حرام خور کشمیری تھے سبہونکی زبان سے اظہار ہوئے۔ مگر ابھی روپیا دیا نہیں۔ مال واپس کیا نہیں۔ اسرانا می ایک گاؤن ہے اوسمیں تیس گھر آباد تھے۔ ۱۳ اپریل کہ شعلہ جوالہ بھڑکا چشم زدن مین تو رہ خذ او تھے۔

۱۔صحیح کمبر ۲۔صحیح کمبر ۳۔ //

روس

لندن اور فرانس میں مشہور ہے۔ ہرایک جلسے میں یہ ذکر مذکور ہے۔ کہ اپریل کے مہینے میں شہنشاہ روس قدم رنجہ فرمائیں گے۔ شاہ فرانس کا بہت پاس کرتے ہیں باہم ملاقات ہواسواسطے پایہ تخت شہر پارلس (پیرس) ہے وہاں جائینگے۔ اور گرانٹ ڈیوک کانسٹن ٹائین بھی ہمراہ رکاب ہوگا۔ ایسے بادشاہونکی ملاقات ہے کروڑونکا اخراجات ہے جلسہ لاجواب ہوگا۔ یہ خبر سنکر شاہ فرانس بذوق تمامتر مہمانداری کی طیاری میں ہمہ تن مصروف ہے۔ یہ صحبت شاہان مجمع خسروانہ ہےاس مجلس کی درستی بادشاہونکے اہتمام پر موقوف ہے۔ صبح صادق مدراس

رُوم

ایک معتبر کی زبانی ہے۔ روم کی کہانی ہے۔ احمد بیگ سپہ سالار روم کا کاکس کے کوہستان میں فوج جرار لے کے مقیم تھا۔ ہر وقت خیال مخالف اندیشہ غنیم تھا۔ اندنون حدود روم کی نگہبانی کو اور روسیونکی سرغ رسانی کو قسطنطنیہ میں آیا۔ سلطان عظیم الشان شہنشاہ سکندر جاہ کی عتبہ بوسی سے افتخار پایا۔ دم تقریر عرض رسا ہوا کہ اہل روس اور سرکیشیہ باہم صف آرا ہیں۔ کدو کوشش کیا کیا ہیں۔ باسباب ظاہر قراین سے ایسا سامان نظر آتا ہے۔ کہ گردون گردان سرکیشیہ کو بگاڑ کے روسیونکو بناتا ہے۔ اور یہ معاملہ بھی پیش پا افتادہ ہے کہ روسیونکا مجمع ملک ستانی پر آمادہ ہے۔ جسوقت اوس قوم پر فتح پائیں گے۔ ہماری سرحد میں قدم بڑہائیں گے۔ تقدم بالحفظ کی راہ سے امیدوار ہوں کہ کچھ فوج نبرد آزما اور عنایت ہو۔ کہ روسیونکو جادۂ اعتدال سے بڑہنے کی نہ جرات ہو۔ عرض اوسکی قبول ہوئی۔ تمنا حصول ہوئی۔ فوج عثمانی جان نثار توپ خانہ آتشبار گولہ انداز نشانہ باز احمد بیگ کے ہمراہ ہوئی۔ بڑے سامان اور ساز سے روبراہ ہوئی۔ فلک کینہ خو جنگ جو نے رومی روسی کے مقابلے کا ڈول ڈالا ہے۔ طرفین کا لشکر معرکۂ کارزار میں نکالا ہے۔ اور اسکی دہوم ہے۔ صحیح خبر معلوم ہے۔ کہ احمد بیگ جو مرقوم ہالا ہے۔ سلطنت اسٹریہ اور فرانس اور انگلس میں ہطلب کمک جانے والا ہے۔ بیشک یہ رنگ بندہا ہے کہ دشت و صحرا گلگوں ہو۔ ہزاروں بندہ ہائے خدا کا خون ہو۔ سپاسٹوپال کا ایسا لق و دق میدان ہو۔ افواج متفقہ سے پھر گھمسان ہو۔

احمد آباد

اخبار بمبئی ٹائمس کی روایت ہے۔ تازہ حکایت ہے۔ کہ شہر بہونا نگر مین ایک نجار نے بڑی غیرت کا کام کیا۔ کسی غیر شخص کو اپنی جفت سے جفت دیکھا۔ یہ تو ان ہاتونمیں طاق تھا سر پر جن جو چڑہا۔ اوس کندۂ ناتراش کو خوب گڑہا۔ زیست سے عاری کیا۔ مورد ذلت و خواری کیا۔ اوسوقت تو وہ آفت کا گرفتار ہوتی بیزار کہا کے نکل آیا۔ کچھ دن کے بعد رنگ لایا۔ سر بازار اوس بڑہئی کا سر کاٹ ڈالا۔ نجار کے نخل قد پر سر بار سمجھ کی چھانٹ ڈالا۔ کئی لڑکے وہاں کھیلتے تھے۔ اس ہلڑ کے سبب غل مچانے لگے۔ لوگوں کو بلانے لگے۔ اوسکے سر پر خون ناحق سوار تھا۔ لڑکونکا قتل کیا دشوار تھا۔ انپر بھی ہاتھ صاف کیا۔ جو کام کیا عقل کے خلاف کیا۔ اب شور و غوغا ہوا۔ اوسکے گرد آدمیوں کا بلوا ہوا۔ لیکن جو قریب آیا۔ اوسکو منزل مرگ کے رستے پر لگایا۔ دس، بارہ آدمی بیگناہ اور ہلاک کئے اوسوقت گھبرایا۔ کوچۂ سلامت نظر نہ آیا۔ آخر کو نامردی کی حرکت کی۔ اپنے ہاتھ سے گلا کاٹ کے جان دی۔ منظور اگر مرنا تھا۔ تو یہ چین کیا کرنا تھا۔ آغاز اور انجام اوسکا بُرا ہوا۔ پہلے مار کہا کے بھاگ آیا پھر یہ کہڑ اگ لایا اور کیا ہوا۔ صاحب کلکٹر احمد آباد کے مقام واردات پر اوس جلاد کے تشریف لائے مقدمے کی تحقیقات ہوتی ہے۔ دیکھیے کیا واردات ہوتی ہے۔

بخارا

کارسپانڈنٹ لاہور کرانکل کی مارچ کی چودھویں کو تحریر آئی ہے۔ ترکستانکے سوداگروں سے یہ خبر پائی ہے۔ روسیونکی چار پلٹنیں خونخوار اور جوہیں

ضرب توپ آتش بار آغا مسجد سے کوچ کر کے بخارا کی طرف آتی ہیں۔ اور راہ مین جو قلعہ یا شہر مقبوضہ سلطان بخارا ملتا ہے وہاں اپنا رنگ جماتی ہیں۔ چنانچہ والی بخارا اس آمد سے سخت دل تنگ ہے۔ نہ چپ رہنے کا ضبط ہے نہ طاقتِ جنگ ہے۔ اور کچھ فوج تاشکند کیطرف راہی ہے سب طرف خرابی تباہی ہے۔ تو قان کے حاکم نے سپہ سالار روس کے پاس اپنا وکیل بھیجا کہ میں سردار کا مطیع فرمان بردار ہوں۔ مگر یہاں کی حکومت آبائی ہے نسلاً بعد نسل چلی آئی ہے اسکا امیدوار ہون۔ وکیل کی بہت تعظیم وتواضع ہوئی اور جواب دیا کہ تم اپنی فوج کم کر دو دلجمعی سے بیٹھے رہو۔

حاکمِ بلخ محمد افضل خان نے اپنی کل ملازمونسے بتاکید اکید کہا ہے کہ تم لوگ اپنے اہل وعیال سرزمین کابل سے یہاں بلا لو ہمارا قصد اودہر جانے کا نہیں ہے۔ آئین کابل بہت پیچدار ہے تمہاری سمجھ میں آنے کا نہیں ہے۔ اور جو شخص نہ بلائیگا۔ اوس سے استعفا لیا جائیگا۔ اور یہ بھی مشہور ہے۔ کچھ نہ کچھ ضرور ہے۔ کہ سردار مذکور نے بھی اپنا وکیل روسیو نکے پاس بھیجا تھا۔ مطلب نہ کھلا کہ کیا لکھا تھا۔ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ساز کی باتیں کچھ راز کی باتیں ہونگی گو باپ کے خلاف ہو۔ مگر ملک کی حکومت تو معاف ہو۔ دنیا جائے امتحان ہے۔ یہ عجب رنگ کا خاندان ہے۔ کوئی بنے یا بگڑے اپنا مطلب نکلے۔ امیر دوست محمد خان بہادر کو صاحبان عالیشان سے سالہ ہے۔ لین دین کا دروازہ باز ہے۔ محمد افضل خان روسیوں سے ملتے ہیں۔ دیکھیے کیسے گل کھلتے ہیں۔ اور بھائی بھتیجے حضور گیتی پناہ فرمانروای ایران کے در دولت پر مقیم ہیں بیخوف وبیم ہیں۔ یہ نئے طرح کا انداز ہے۔ کسکی مجال ہے جو یہ کلمہ کہے کہ قوم کی قوم دغاباز ہے۔

پنجابی لاہور۔

افغانستان

دہلی گزٹ وغیرہ سے معلوم ہوا کہ جس روز سے افغان کی قوم کو امیر دوست محمد خان بہادر کی شراکت صاحبان انگریز سے کھلی ہے فرد فرد انکا دشمنِ جان ہے۔ حتی الوسع آزار رسان ہے۔ اور فرمانروای ایران کی جان نثاری پر خدمت گزاری پر سوار خواہ پیادہ ہے۔ ہر وقت مستعد اور آمادہ ہے۔ نئے نئے فساد برپا کرتے ہیں۔ شور وشر فتنہ وفتور کیا کیا کرتے ہیں ۲۲ رتاریخ علی خیل اور سلیمان خیل اور قوم غلوئی میں ایسی باتوں پر خانہ جنگی ہوئی۔ عافیت کی تنگی ہوئے۔ صدہا شخص ہمدگر ہلاک ہوا۔ اوسوقت قصہ پاک ہوا۔ صدیق خان غلام حیدر خان کا خسر پورہ جو ہے اُس نے اپنے خویش واقارب کو اس مضمونکا رغبت نامہ لکھا ہے۔ کہ بشراکت اہلِ فارس غوریان پر میرا قبضہ ہے ایرانی خلقت مجھ سے بخوبی پیش آئی ہے۔ عنایت سلطانِ والاشان نے میری توقیر بڑہائی ہے۔ تحریر ۲۳ رمارچ مرقومہ کابل سے ثابت ہوا کہ ۲۱ رتاریخ قندہار سے قاصد آیا۔ محمد امین خان کے نام اس مضمونکا خط لایا۔ کہ خانِ موصوف اوسکو دیکھتے ہی سر بگریبان بہت پریشان ہوے۔ ناظرین یہ حال دیکھکے حیران ہوئے۔ عیسی خان حاکم ہرات پہلے جو تھا وہ بے سبب مطیع اور فرمان بردار ایران کے بادشاہ کا ہوا تھا۔ بندہ اوس درگاہ کا ہوا تھا۔ ایکدن وہ کسی سپہ سالار کے مکان پر گیا دروازے پر نگہبان نے روکا۔ اِسنے تکوار کھینچی اوسنے بندوق کو ٹھوکا۔ عیسی خان کا کام تمام ہوا۔ العلم عنداللہ اوسکا کیا انجام ہوا۔ یہ امیر دوست محمد خان بہادر کا دوست حاضر وغائب تھا۔ بلکہ وہاں بمنزلۂ نائب تھا۔ ایکروز سید محمود روبرو پلٹن شیخ میر کمیدان کے جاتا تھا۔ جوش شباب سے کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا۔ شیخصاحب نے سید سے کہا کہ تم ہماری پلٹن مین نہ آؤ پھر جاؤ اِس گفتگو میں نوبت تقریر قبضہ شمشیر تک آئی آخر کار سید محمود نے طپنچہ سر کیا شیخصاحب کی مفت جان گنوائی۔ مگر سید صاحب بھی سپاہیو نکے ہاتھ سے زخمی تھے یہ خبر سردار غلام حیدر خان کو پونہچی۔ بغور دیکھئے کہ کیا منصفی کی۔ بے ثبوتِ جرم حکم قصاص دیا۔ شیخ میر مقتول کے بھتیجے سے کہا۔ کہ تم جاکے سید محمود کو ہلاک کرو۔ قصہ پاک کرو۔ چنانچہ وہ حسب فرمانِ سردار آیا۔ میر صاحب کو ٹھکانے لگایا۔ یہ آثار خدای غضب کے نظر آتے ہیں۔ کہ قندہار والے آپس مین قتل ہوئے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جناب لمزڈی صاحب بہادر مع الخیر غزنی میں وارد ہوئے یقین ہے چند عرصے میں داخل قندہار ہوں۔ مستعد کار دبار ہوں۔

ترکستان

اوس ملک مین ایک مقام ہے۔ قاف اوسکا نام ہے۔ بہت وسیع وہ صحرا ہے۔ بڑی کیفیت ہے فضا ہے۔ تین ہزار ترکمان مسلح مکمل فارس کے دریائے عمرو سے گذر آئے۔ حاکمِ مشہد اور ہرات نے جب یہ خبر سنی اون کے دار و گیر کو جرار فوج بھیجی کہ اونکو پکڑ لائے۔ جب یہ لوگ اون کے متصل پہونچے۔ بھاگے نہیں بلکہ باطمینان صف آرا ہوئے۔ دیر تک باہم لڑائی ہوئی ایرانکی تلوار مشہور ہے شہرہ دور دور ہے وہ قوم تابِ شمشیرِ آبدار نیزہ اژدہا پیکر خونخوارکی نہ لائے۔ پس پا ہوئے معرکے کو سپر کیا قدم نہ جما بھاگنے کی نوبت آئی۔ بہت سے تہِ تیغ ہوئے بہت گھائل موت کے مائل ہوئے اور پانچ سو اسیر گرفتار حلقہ زنجیر ہوئے جو بچ گئے وہ چل نکلے۔ نشے بچ گئے بے اجل نکلے۔ یہ خبر بھی زور ہے۔ اسکا شور ہے کہ اہلِ روس چار طرف جاسوس ہیں کچھ ترکستان کے نواح میں ہیں کچھ سندھ میں ہیں فکر تسخیر ہند میں ہیں۔ متھرا اخبار

کشمیر

دنیا خوابی ست کش عدم تعبیر ست۔ صیدِ اجل ست گر جوان د پیراست۔ ہم روی زمین پُر است وہم زیر زمین۔ این صفحہ خاک ہر دور د تصویر است۔ ادہر چمن کے رنگ پر غنچہ مُسکرایا۔ اودہر تنبیہ کو موسم خزان آیا۔ گل کے ہنسنے پر ہر شب شبنم روتی ہے۔ اسپر باغبانکی غفلت میں بسر ہوتی ہے۔ کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام جینا فقط مرجانیکے واسطے ہے۔ یہی بات زمانیکے واسطے ہے۔ غافل انجام نہیں سُوچتے۔ اس صبح کی شام نہیں سُوچتے۔ ۳ اپریل کی لکھی چٹھی جو آئی ہے۔ صاحب کرانکل لاہور نے اوس سے یہ خبر پائی ہے۔ کہ مہاراجہ گلاب سنگھ بہادر والی کشمیر مدت سے بیمار تھا۔ ایسے مریض کا اچھا ہونا دشوار تھا۔ اوسنے سرائے فنا کو چھوڑا۔ کشمیر سے منہ موڑا۔ شعر اگر صد سال مانے در یکے روز۔ بباید رفت زین کاخِ دل افروز۔ یہ خبر سنکے راجہ رنبیر سنگھ جو اوسکا بیٹا اور ولی عہد تھا وہ روانہ ہوا۔ اور راجہ موتی سنگھ کا اِسی باعث کشمیر سے جمو کو آنا ہوا۔ دودن کی زیست کو بدنام کر گئے آخر کار خالی ہاتھ مر گئے۔ جو کچھ جمع کیا تھا غیر کے واسطے امانت دہر گئے۔ وہ نیک کام میں صرف کریگا یا بد میں اوٹھائیگا۔ عذاب ثواب مہاراج کے نامہ اعمال میں لکھا جائیگا۔ دنیا کا لطف یہ بھی کہ اگر پروردگار دولت یا مال کسی صاحب اقبال کو دے وہ لے دے کے مزے اوڑائے۔ اور وہ بدبختِ ازلی ہے جو مارِ خزینہ ہو بھلا مانس یا کمینہ ہو جمع کر کے چھوڑ جائے۔ شعر دریاب کنون کہ نعمت ہست بدست۔ کین دولت و ملک میرود دست بدست۔ القصہ لاہور کے اوجڑ جانے کے بعد یہ شخص بھی خوب تھا۔ رنجیت سنگھ کا پتا باقی تھا اور تو کیا باقی تھا لیکن سرکار کا اسلوب تھا۔

جامِ جمشید

متھرا

پہلے بھگونت رائے کایتھ کے لڑکے کا حال لکھا تھا۔ اوسنے دُودہ ماںکا نہ دائیکا کسیطرح نہ پیا اور نہ جیا تھا دوسرا سانحہ داُو چوبے کی معشوقہ کا تھا کہ وہ مرگئی۔ دنیا سے گذر گئی۔ لیکن شرح اس اجمال کی اور کیفیت اوسکے حال کی یہ ہے کہ جب وہ عورت باسباب ظاہر بیجان نظر آئی۔ سبکو یہ خبر آئی۔ لوگ حسب دستور ہنود موجود ہوئے ارتھی وغیرہ کی بہرتی ہونے لگی۔ محلے کی عورت کوئی دیکھنے کوئی رونے لگی۔ جب داؤ کو اوسکے مرنے کی خبر معلوم ہوی۔ کارپرداز عشق کی سرکار کے آیے دہوم ہوئی۔ داُو گھبرایا ولولہ محبت کا جوش ہوا۔ دین و دنیا فراموش ہوا۔ سرِ نعش آیا اور اس بیتابی سے نعرہ کیا۔ کہ جگرِ فلک تفرقہ پسند پارہ کیا۔ جذب الفت کو دیکھیے وہ صدا عورت کی کان میں جب آئی۔ پڑی پڑی تھرّائی۔ منہ سے تو نہ بولی۔ لیکن چشمِ نیم وا کھولی۔ یار کی صورت نظر آئی۔ روح قالب کی اندر آئی۔ دونوں مشتاق لپٹ گئے۔ لوگ پاس سے ہٹ گئے۔ دفعۃً اِسکا غل مچا۔ ہر کوچے میں بے تامل مچا؛ جو دیکھنے کو آیا۔ اگر اس کو چ

سے نابلد تھا بہت گھبرایا۔ کسینے کچھ مضمون طبیعت سے گڑہا۔ کسینے یہ شعر اوستاد کا پڑہا۔ شعر عشق ازین بسیار کرداست وکند۔ سجہ راز نار کرداست وکند۔ اپنی قدرت جہان وکھاتا ہے۔ اس سے جو کچھ کہو سوآتا ہے۔ وصل جیتے نہو میرا اگر۔ لائے معشوق کو یہ تربت پر۔ القصہ داؤ اوسکو اپنے گھر میں لایا زندگی کا مزا ہاتھ آیا۔ متہم الاخبار

گجرات

یہ بات دنیا میں سب طرف مشہور ہے۔ کہ حیا اور غیرت جسکا نام ہے وہ زمانے سے کافور ہے۔ ایک کارسپانڈنٹ بطرز نو اور یہ بات گجرات سے لکھتے ہیں کہ دریںولا کسی اہل خطہ نے اپنی جورو مطلقہ کی یعنی بقاعدہ شرع شریف طلاق دی۔ کچھ دن کے بعد حضرتِ شیطان علی اللعن اونپر غالب ہوئے۔ پھر اوسی رنڈی کے طالب ہوئے۔ قاضی صاحب جو جونپور کے تھے اونکو بھر کیف راضی کیا۔ عذر خطائے ماضی کیا۔ قاضی صاحب نے بموجب رسم شرع مبین حکم دیا کہ پہلے وہ عورت کسی غیر سے نکاح کرے۔ جب وہ شخص طلاق دے۔ تو تم کو حلال ہو۔ ذورسب ملال ہو یہ شہوت کا بندہ اِس جستجو میں کو بکو پھرا۔ ایک آشنا کو اِس بات پر آمادہ کیا۔ وہ صاحب جمال اوسکے ہاتھ آئی۔ مزے اوڑائے عید منائی اون دونوں کا جوڑا لگ گیا۔ انکا خانہ امید سُلگ گیا۔ تین دن کے بعد اوس سے طلاق کا سوال کیا۔ اوسنے اصلا نہ خیال کیا۔ عورت سے چاپلوسی کی۔ اوسنے بھی ڈانٹ بتلادی۔ شوہر جدید کو گوارا کیا۔ اِنسے کنارا کیا۔ جدید لذیذ سمجھ کے نچھوڑا۔ اس نامرد ازلی سے منہ موڑا۔ یہ خائف وخاسر ناکام رہا۔ اوسکا نکاح دَوام رہا۔ شعر بے مگس روزے نماند عنکبوت۔ رزق را روزی رساں پرمید ہد۔ وہ دنرات لطف اوٹھاتا ہے۔ یہ احمق دل پر دَبکے کہاتا ہے۔ متہم الاخبار

بوشہر

یہ خبر نہایت وحشت اثر ہے دل وجگر بے آتش واخگر سانحہ جاں سوز سے کباب ہوتا ہے۔ معاملہ بیچدار ہے ناحق پیچ وتاب ہوتا ہے۔ بذریعہ تار برقی بمبئی سے یہ خبر چمکی ہے۔ اخیر شب کو بدوش مرکب فرنج آمد بوشہر سے یہاں کے دفتر میں دھمکی ہے۔ کہ جزل اسٹاکر صاحب بہادر اور کموڈر ایتھر صاحب بہادر کہ دونوں جلیل القدر افسر کلان متعینہ فوج جنگ فارس تھے۔ ناموروں میں یہی بس تھے دونوں صاحبوں نے اپنے ہاتھ سے اپنی جانیں گنوائیں۔ خدا جانے کیا مشکلیں پیش آئیں۔ صاحب خبر کا اعتقاد ہے کہ یہ بڑے جرار جنگ دیدہ تجربہ رسیدہ رستم دوران تھے۔ اِن کے ہمسر لندن تک کہاں تھے۔ گذشتہ لڑائیوں میں معرکہ آرائیوں میں کیسا کیسا شجاعت اور دلیری کا کام کیا۔ ایران سے لندن تک نام کیا۔ عمداً مرجانے میں عاقل جو زمانے میں ہیں بہت قیل وقال کرتے ہیں۔ دو احتمال کرتے ہیں۔ اوّل یہ ہے کہ شاید پَرے سے بڑہ آئے بے اذن سرکار فوجکو لڑایا جرات سے پانون آگے بڑہایا۔ بخیال جرم اپنا گلا کاٹ کے جینے سے ہاتھ اوٹھایا۔ ثانی یہ کہانی ہے کہ فوج نے حکم نمانا۔ غیور تھے متحمل نہو سکے مرجانا دل مین ٹہانا۔ القصہ یہ دونوں بہادر جرات اور عقل سے تمام لشکر کی جان تھے۔ تصویر کھینچنے کے جوان تھے۔ جسدم اِنکا یہ حال ہوا ہوگا۔ تو لشکر کا کیا مآل ہوا ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ بہت تحقیق کرکے اِس خبر کو اظہار کریں گے۔ اس مقدمے میں انتہا کی کوشش اور ایکبار کریں گے۔

اندنون ۱۸/اپریل کو چین ٹیسولر کمپنی کی ایڈن نام آگبوٹ جسکو ابوشہر سے بمبئی میں آیا۔ خبر تازہ یہ لایا۔ کہ رینی صاحب ڈورنے کالمٹ اور پلانیٹ اور رائی ریانامی تین آگبوٹ اور تین کشتیوں میں ۷۸ وین اور ۶۲ وین رجمنٹونکی تین سوسپاہی ساتھ لیکر لشکر ایرانکے ہٹانے کو اپنا قدم بڑہانے کو ۲۹ مارچ کو محمرے سے روانہ ہوگی ۳۱ کو شہر صدر کو کو کارون ندی کے کنارے پہنچا وہاں ایکبوٹ پر ایرانیونکی برجی توپ پائی۔ فوج نظر نہ آئی۔ پھر یکم اپریل کو وہ گروہ قلیل بہ تعجیل ہادرایک مقام ہے وہاں آیا۔ اوس جگہ دست راست ندی کے ایک لشکر صف آرا پایا۔ دریائے کارزار پیش چشم موج زن ہوا۔ آمادہ حرب ہر لشکر شکن ہوا۔ دفعتہً اپنی کشتیونکو کنارے لگاکے توپونکو سر کیا۔ اور بائیں طرف سے اون تین سو جوانونکو اوتارا اید ہر سے اِنکی گولیوں نے گذر کیا۔ حال جو نظر

آیا۔ باوجود مجمع کثیر اور توپونکے لشکرِ ایران گبھرایا۔ تاب لڑائی کے نہ لائے توپ چھوڑنے کے بدلے جی چھوڑا۔ اپنی توپیں لیکے روانہ ہوے حرب گاہ سے منہ موڑا۔ محرر اخبارِ انگریزی جنکی راست نویسی کی دہوم ہے۔ سبکو معلوم ہے۔ بہت چستی اور تیزی سے لکھتا ہے کہ اوسوقت پانچ ہزار پیادے دو ہزار سوار پانچ ضرب توپ طیّار لشکر ایران میں تھے۔ لیکن تین سو بہادرونکے خوف سے گبھراہٹ ہر شخص کے جسم اور جان مین تھی۔ جب وہ چلی گئی انکا مطلب حاصل ہوا۔ یہ تین سو کا مجمع گاؤں میں داخل ہوا۔ وہاں میدان خالی پایا۔ ایک متنفّس نظر نہ آیا۔ کچھ میڈ ہے بزدلونکے ہاتھ آئے۔ اور خچر وغیرہ بھی لشکرِ انگریزی نے پائے۔ دو دن وہاں مقام ہوا۔ چوتھی تاریخ بہ فتح و فیروزی مہمرے مین خیام ہوا۔ دوسرے دن یہ خبر پائی۔ سبکو سنائی۔ کہ فیمابین دولتِ انگلستان اور سلطان ایرانکی صلح کی تجویز ہے۔ آخر مئی تک لڑائی موقوف جان سبکو عزیز ہے۔ یہانسے سرکار کا اقبال دیکھیے۔ ایرانیونکا حال دیکھے۔ سات ہزار سوار اور پیادے پانچ ضرب توپ طیار ہو۔ وہ لشکر تین سو کے روبرو سے بے لڑے فرار ہو۔ بیشتر صاحب اخبار لکھتے تھے کہ ایرانکا ایک سوار اِنکے پانچ چار کو کافی ہے۔ یہاں تو سات ہزار تین سو سے بھاگ گئے یہ کیا نا انصافی ہے۔ اگر اور کوئی اخبار نویس یہ خبر بر زبان لاتا۔ تو بقسم کسیکو یقین نہ آتا۔ یہ انگریزی اخبار کی خبر ہے۔ جسکی صداقت پر سبکی نظر ہے اور طرفہ یہ ہے کہ ایرانیونکی شجاعت جہان میں مشہور ہے۔ لیکن یہ کیا ضرور ہے۔ ہر وقت کیا ایک سی بات ہوتی ہے۔ کبھی روزِ روشن کبھی اندھیری رات ہوتی ہے۔

کشف الاخبار بمبئی۔

شہر لکھنؤ محلّہ فرنگی محل مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے اہتمام سے چھپا

کتابیات

۱۔اقبال حسین — دی رائیز اینڈ ڈکلائین آف دی روہیلہ چیف ٹینز، نئی دہلی ۱۹۹۴ء

۲۔جی۔ڈی۔بھٹناگر — اودھ انڈر واجد علی شاہ، وارانسی، ۱۹٦۸ء

۳۔رام جی لال — مرات الاوضاع، رامپور مخطوطہ (فارسی)

۴۔سید اطہر عباس رضوی — فریڈم اسٹرگل ان اتر پردیش، جلد اول و دوم، ۱۹۵۷ء

۵۔کارل مارکس — کلکٹڈ ورکس، جلد ۱۵

٦۔کمال الدین حیدر — تواریخ سلاطین اودھ، جلد اول و دوم، نول کشور پریس، لکھنؤ

۷۔گارسین دی تاسی — خطبات، انجمن ترقی اردو، اورنگ آباد، ۱۹۳۵ء

۸۔عرفان حبیب — دی اگریرین سسٹم آف مغل انڈیا، ۱۷۰۷۔۱۵۵٦، دوسرا ایڈیشن، نئی دہلی ۱۹۹۹ء

۹۔ — امپیریل گزیٹر آف انڈیا، جلد آٹھ، دس اور چوبیس

۱۰۔ — پروسیڈنگز آف انڈین ہسٹری کانگریس، ۱۹۷۰ء